وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگار ہو تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔ (القرآن)
(۲۴/۵۲)

نزهۃ القاری

شرح

صحیح البخاری

فقیہ اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ

سابق صدر شعبہ افتاء جامعہ اشرفیہ مبارکپور (انڈیا)

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ)
۳۸۔ اردو بازار لاہور

فہرست مضامین

نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری (جلد چہارم)

کتاب الجہاد

مضامین	صفحہ
حدیث مجھے ایسا عمل بتائیے جو جہاد کے برابر ہو	۴۱
باب سب سے افضل جہاد کرنے والا مومن ہے	۴۲
حدیث اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال یہ ہے	۴۳
باب جہاد اور شہادت کی دعا	۴۴
حدیث غزوۂ بحر	۴۴
حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار سے توسل	۴۵
مدینہ قیصر پر سب سے پہلے کس نے حملہ کیا؟	۴۶
باب راہ خدا میں جہاد کرنے والوں کے درجات	۴۷
حدیث جنت میں سات سو درجے ہیں جو مجاہدین کے لیے ہیں	۴۸
باب راہ خدا میں صبح و شام چلنے کا ثواب	۵۰
حدیث کمان کی مقدار جنت میں بہتر ہے ان سب سے جس پر سورج طلوع کرتا ہے	۵۰
حور عین کا بیان	۵۱
حدیث شہید کو یہ پسند ہے کہ دوبارہ راہ خدا میں قتل کیا جائے	۵۱
حدیث اگر جنت کی ایک عورت جھانک دے تو زمین و آسمان کے درمیان سب روشن ہو جائیں	۵۱
باب جسے راہ خدا میں کوئی زخم لگا	۵۲
بئر معونہ	۵۲
حدیث تو تو ایک انگلی ہی ہے جو زخمی ہوئی	۵۳
باب اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان مومنین میں کچھ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا تھا اسے سچ کر دکھایا	۵۳
حدیث میں جنت کی خوشبو احد کے قریب سونگھ رہا ہوں	۵۳
حدیث اللہ کے ایسے بندے ہیں کہ اگر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم پوری فرمائے گا	۵۵
حدیث زید بن ثابت نے کہا کہ مجھے احزاب کی ایک آیت نہیں ملی	۵۶
حضرت خزیمہ کی تنہا گواہی دو مردوں کے	۵۷
حدیث ایک شخص آیا اس نے پوچھا لڑوں یا اسلام قبول کروں	۵۷
باب لڑائی کے بعد غسل کرنا	۵۸
حدیث غزوۂ بنو قریظہ	۵۸

مضامین		صفحہ
باب	اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی فضیلت جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کیے گئے ہیں انہیں مردہ گمان کرو	۵۹
حدیث	یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل کی گئی ہے جو بیر معونہ میں شہید کیے گئے	۵۹
	یوم احد کچھ لوگوں نے صبح کو شراب پی پھر شہید ہو گئے	۶۰
باب	جس نے جہاد کیلئے اولاد کی خواہش کی	۶۱
حدیث	حضرت سلیمان نے فرمایا میں آج رات عورتوں کے پاس جاؤں گا	۶۱
باب	لڑائی میں بہادری	۶۲
حدیث	مجھے تم لوگ نہ بخیل پاؤ گے نہ جھوٹا	۶۲
حدیث	حضرت سعد یہ دعائیں سکھاتے تھے	۶۳
حدیث	حضور یہ دعائیں مانگا کرتے تھے	۶۳
باب	لڑائی میں اپنے کارناموں کو بیان کرنا	۶۳
حدیث	حضرت طلحہ یوم احد کا قصہ بیان کرتے تھے	۶۳
باب	لڑائی کے لئے نکلنا واجب ہے	۶۳
باب	کافر مسلمان کو قتل کرے پھر اسلام قبول کرلے	۶۴
حدیث	ایک نے دوسرے کو قتل کیا پھر دونوں جنت میں داخل ہوئے	۶۴
حدیث	اس اعرابی پر تعجب ہے جو قدوم ضان سے اترا ہے	۶۶
باب	جس نے روزے پر غزوہ کو ترجیح دی	۶۷
حدیث	ابوطلحہ غزوہ کے لیے زمانہ نبوی میں روزہ نہیں رکھتے تھے	۶۷
باب	شہادت سات ہیں	۶۸
حدیث	طاعون شہادت ہے	۶۸
باب	غیر اولی الضرر کا شان نزول	۶۹
حدیث	لڑائی پر صبر کرنے کا بیان	۷۰

مضامین		صفحہ
حدیث	حضور نے دیکھا کہ مہاجرین اور انصار خندق کھود رہے ہیں	۷۰
باب	خندق کھودنا	۷۲
باب	جس کو عذر نے غزوہ سے روکا	۷۳
حدیث	کچھ لوگ ہمارے پیچھے ہیں اور وہ ہمارے ساتھ ہیں	۷۳
باب	اللہ کے راستے میں روزہ رکھنے کا بیان	۷۳
حدیث	جو اللہ کی راہ میں روزہ رکھے	۷۳
باب	اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت	۷۴
حدیث	جس نے اللہ کی راہ میں جوڑا خرچ کیا	۷۴
باب	جس نے غازی کو سامان مہیا کیا	۷۵
حدیث	راہ خدا میں جہاد کرنے والوں کے پیچھے اس کے اہل و عیال کی خبر گیری کی	۷۵
حدیث	حضور ام حرام کے علاوہ کسی کے گھر نہیں تشریف لے جاتے تھے	۷۵
باب	لڑائی کے وقت خوشبو ملنا	۷۶
حدیث	جنگ یمامہ میں ثابت بن قیس اپنی ران کھولے ہوئے خوشبو مل رہے تھے	۷۶
	جنگ یمامہ	۷۶
	حضرت ثابت بن قیس کی کرامت	۷۷
باب	جاسوسی کے دستوں کی فضیلت	۷۸
حدیث	میرا حواری زبیر ہے	۷۸
باب	گھوڑوں کی پیشانیوں میں بھلائی قیامت تک رہنے والی ہے	۷۹
حدیث	گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت ہے	۷۹
باب	راہ خدا میں گھوڑے کو رکھنا	۸۰
حدیث	مجاہدین کے گھوڑے کا کھانا پانی وغیرہ قیامت کے دن ان کی حسنات کی میزان میں ہوں گے	۸۰

WWW.NAFSEISLAM.COM

	مضامین	صفحہ
باب	گھوڑے اور گدھے کا نام	۸۰
حدیث	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک گھوڑے کا نام لحیف تھا	۸۰
حدیث	حضور کے ایک گھوڑے کا نام عفیر تھا	۸۱
باب	گھوڑے کی نحوست کے بارے میں جو کچھ ذکر کیا گیا	۸۱
حدیث	نحوست تین چیزوں میں ہے	۸۱
	نحوست کسی چیز میں نہیں	۸۱
ت	سلف نر گھوڑے کو پسند کرتے تھے	۸۲
باب	گھوڑے کا حصہ دیا جائے گا یا نہیں	۸۲
ت	امام مالک نے فرمایا: عربی اور ترکی گھوڑے کے لیے حصہ دیا جائے گا	۸۲
باب	لڑائی میں دوسرے کی سواری لے کر چلانا	۸۳
حدیث	غزوۂ حنین میں حضور کی شجاعت	۸۳
باب	حضور کی اونٹنی کا ذکر	۸۴
ت	حضور کی ایک اونٹنی کا نام قصواء تھا	۸۴
حدیث	حضور کی ایک اونٹنی کا نام عضباء تھا جو کبھی پچھڑتی نہیں تھی	۸۴
	حضور نے کس اونٹنی پر ہجرت کی تھی؟	۸۴
	عورتوں کا مردوں کے شانہ بشانہ رہ کر جہاد کرنا	۸۵
حدیث	حضرت عائشہ وغیرہ جنگ احد میں مجاہدین کو پانی پلاتی تھیں	۸۵
باب	جنگ میں عورتوں کا مشک ڈھونا	۸۶
حدیث	ام کلثوم بنت علی حضرت عمر کی زوجہ تھیں	۸۶
	ام سلیط کا کارنامہ	۸۶
باب	عورتوں کا زخمیوں اور مقتولین کو منتقل کرنا	۸۷
باب	بدن سے تیر نکالنا	۸۷

	مضامین	صفحہ
حدیث	غزوۂ حنین کا منظر	۸۷
باب	راہ خدا میں غزوے کے موقع پر پہرہ دینا	۸۸
حدیث	کاش! کوئی نیک شخص آج رات پہرہ دیتا	۸۸
حدیث	دینار اور درہم کا غلام برباد ہوا	۸۹
باب	غزوہ میں خدمت کی فضیلت	۹۱
حدیث	حضرت انس نے کہا جریر بن عبداللہ میری خدمت کیا کرتے تھے	۹۱
حدیث	میں مدینے کے دونوں سنگستانوں کے درمیان کو حرم بناتا ہوں	۹۱
حدیث	روزہ نہ رکھنے والے آج ثواب لے گئے	۹۲
باب	جو شخص لڑکے کو لے کر جہاد میں گیا”	۹۲
حدیث	حضرت انس نے فرمایا: میں حضور کے ساتھ خدمت کیلئے خیبر گیا تھا	۹۲
باب	جس نے لڑائی میں کمزوروں اور نیکوں سے مدد حاصل کی	۹۳
حدیث	تمہاری تمہارے کمزوروں کے صدقے میں مدد کی جاتی ہے	۹۳
حدیث	صحابہ، تابعین، تبع تابعین کی برکت سے فتح	۹۵
باب	یہ نہیں کہنا چاہیے کہ فلاں شہید ہے	۹۵
حدیث	ایک جانباز فوجی کا جہنمی ہونا	۹۵
باب	تیر اندازی پر ابھارنا	۹۸
حدیث	اے بنی اسماعیل! تیر چلاؤ اس لیے کہ تمہارے باپ تیر انداز تھے	۹۸
حدیث	جب وہ تم پر ہجوم کر آئیں تو انہیں تیروں پر لے لو	۹۹
	ہتھیاروں کے ساتھ کھیلنا	۹۹
	حضور کے سامنے حبشی نیزوں سے کھیلتے تھے	۹۹
باب	ڈھال استعمال کرنا	۱۰۰

مضامین		صفحہ
حدیث	ابو طلحہ اور حضور اپنے آپ کو ایک ڈھال میں چھپائے ہوئے تھے	۱۰۰
حدیث	حضور کی زخم کو دھونے کیلئے حضرت علی ڈھال میں پانی لاتے تھے	۱۰۱
حدیث	بنو نضیر کے اموال فیئ تھے	۱۰۱
حدیث	حضرت سعد کیلئے یہ فرمانا کہ تم پر میرے باپ ماں قربان	۱۰۲
باب	تلواروں کی زیبائش کا بیان	۱۰۳
نتیجہ	یہ کہ حضور کے والدین کریمین موحد تھے	۱۰۳
باب	جس نے سفر میں قیلولہ کے وقت اپنی تلوار درخت میں لٹکائی	۱۰۳
حدیث	حضور کا ایک اعرابی کے ساتھ عجیب و غریب قصہ	۱۰۳
باب	خودوں کے بارے میں کیا کہا گیا ہے؟	۱۰۴
حدیث	میری روزی میرے نیزے کے سائے میں کی گئی ہے	۱۰۶
	جنگ احد کے موقع پر [illegible]	۱۰۶
باب	حضور کی زرہ کے بارے میں کیا کہا گیا ہے؟	۱۰۷
حدیث	غزوۂ احد کی رات کا ایک ایمان افروز منظر	۱۰۸
	لڑائی میں ریشمی لباس پہننا	۱۰۸
	رومیوں سے قتال کے بارے میں کیا کہا گیا ہے؟	۱۰۹
حدیث	میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر حملہ کرے گا بخش دیا جائے گا	۱۱۰
باب	یہود سے جنگ کا بیان	۱۱۰
باب	ترک سے قتال کا بیان	۱۱۱
حدیث	یہودیوں نے حضور کو السام علیک کہا	۱۱۲
باب	مشرکین کی ہدایت کی دعا	۱۱۲
حدیث	قبیلہ دوس کے لیے ہدایت کی دعا	۱۱۲

مضامین		صفحہ
باب	حضور کا لوگوں کو ہدایت کی طرف بلانا	۱۱۵
حدیث	فتح خیبر کی تمثیل کا ایک منظر	۱۱۵
حدیث	مجھے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ لوگ لا الہ الا اللہ پڑھ لیں	۱۱۶
باب	جس نے کسی غزوے کا ارادہ کیا اور اسے ظاہر نہیں کیا	۱۱۷
حدیث	غزوۂ تبوک	۱۱۷
باب	سفر کے وقت رخصت کرنا	۱۱۸
حدیث	آگ سے جلانے کے بارے میں	۱۱۹
باب	امام جب تک گناہ کا حکم نہ دے اس کی اطاعت لازم ہے	۱۱۹
باب	امام کی سرپرستی میں لڑنا اور اس کی پناہ میں رہنا	۱۲۰
باب	لڑائی کے موقع پر یہ بیعت لینا کہ بھاگیں گے نہیں	۱۲۱
حدیث	بیعت رضوان جس درخت کے نیچے ہوئی تھی [illegible]	۱۲۱
حدیث	بیعت رضوان موت پر ہوئی تھی	۱۲۲
حدیث	[illegible] بیعت کیا	۱۲۳
باب	امام کا لوگوں پر بقدر استطاعت بوجھ ڈالنا	۱۲۵
باب	حضور جب دن کے پہلے حصہ میں لڑائی شروع نہیں فرماتے تو سورج ڈھلنے تک مؤخر فرماتے	۱۲۶
حدیث	جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے	۱۲۶
باب	راہ خدا میں مال یا جانور سواریاں مہیا کرنا	۱۲۷
باب	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جھنڈے کے بارے میں	۱۲۸
حدیث	فتح مکہ کے موقع پر جھنڈا کہاں نصب کیا گیا تھا؟	۱۲۸

مضامین	صفحہ
باب میری ایک مہینہ کی دوری تک رعب سے مدد کی گئی	۱۲۸
حدیث زمین کے تمام خزانوں کی کل کنجیاں میرے پاس لائی گئیں	۱۲۹
لوائے نبوی کس رنگ کا تھا؟	۱۲۹
باب غزوہ میں توشہ لے جانا	۱۳۰
حدیث ہجرت کے موقع پر زادِ راہ	۱۳۱
ذات النطاقین کا خطاب	۱۳۲
باب سواری پر کسی کو پیچھے بٹھانا	۱۳۳
حدیث فتح مکہ کے موقع پر داخلہ کے وقت کا منظر	۱۳۳
باب رکاب وغیرہ پکڑنے کا بیان	۱۳۴
حدیث آدمی کے ہر جوڑ پر صدقہ ہے	۱۳۴
باب مصاحف لے کر دشمن کی زمین میں سفر کرنا مکروہ ہے	۱۳۵
حدیث دشمن کی زمین میں قرآن لے کر سفر کرنے سے منع فرمایا	۱۳۶
باب لڑائی کے وقت تکبیر کہنا	۱۳۶
حدیث خیبر میں داخلے کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے تکبیر پڑھی	۱۳۶
بلند آواز سے تکبیر پڑھنے کا حکم	۱۳۷
باب بلند آواز سے تکبیر کہنا مکروہ ہے	۱۳۷
حدیث اے لوگو!! اپنے اوپر نرمی کرو	۱۳۷
حدیث صحابہ کرام جب بلندی پر چڑھتے تو تکبیر کہتے	۱۳۸
باب مسافر اقامت میں جتنا عمل کرتا تھا سفر میں اس کے لیے اتنا ہی ثواب لکھا جاتا ہے	۱۳۸
تنہا سفر کرنا	۱۳۹
باب والدین کی اجازت سے جہاد کرنا	۱۳۹
باب اونٹ کی گردن میں گھنٹی وغیرہ باندھنے کے بارے میں کیا کہا گیا ہے؟	۱۳۰
باب جاسوس کا بیان	۱۳۱
حدیث حضرت علی اور زبیر کو روضۂ خاخ تک بھیجا	۱۳۱
حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے خط کا قصہ	۱۳۲
اصحاب بدر کی خصوصیت	۱۳۳
ایک تحقیق	۱۳۳
باب قیدی زنجیروں میں	۱۳۳
خدا و رسول کے کلام میں لعل تحقیق کیلئے ہے	۱۳۴
باب شب خون مارتے وقت بچوں اور عورتوں کو قتل کرنا	۱۳۵
حضرت آمنہ کا مزار پاک کہاں ہے؟	۱۳۵
باب لڑائی میں بچوں کو قتل کرنا	۱۳۶
باب اللہ کے عذاب کے ساتھ عذاب نہ دیا جائے	۱۳۷
حدیث جو دین بدلے اسے قتل کر دو	۱۳۷
حدیث ایک چیونٹی نے ایک نبی کو کاٹ لیا تھا	۱۳۷
حضرت علی نے جسے جلایا وہ کون تھا؟	۱۳۷
باب گھروں اور کھجور کے باغ کو جلانا	۱۳۸
حدیث کعبہ یمانیہ کو برباد کرنے کا حکم	۱۳۸
حضرت جریر کی ذات میں تصرف	۱۳۸
سوئے ہوئے مشرک کو قتل کر دینا	۱۵۰
حدیث قتل ابو رافع	۱۵۰
باب دشمن سے مڈبھیڑ کی آرزو نہ کرو	۱۵۳
باب لڑائی خفیہ تدبیر ہے	۱۵۳
حدیث کسریٰ ہلاک ہو گیا پھر کسریٰ کبھی نہیں ہوگا	۱۵۳
آخری کسریٰ یزدجرد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں مارا گیا	۱۵۳

مضامین	صفحہ
باب لڑائی میں تنازع واختلاف ناپسند ہے	۱۵۵
حدیث احد میں نافرمانی کی سزا	۱۵۵
باب دشمن کو دیکھ کر بلند آواز سے پکارنا	۱۵۸
حدیث غزوہ ذی قرد	۱۵۹
باب جب دشمن کسی کے فیصلے پر اتر آئیں	۱۶۰
حدیث بنی قریظہ کا استیصال	۱۶۰
قوموا الی سیدکم کی تشریح	۱۶۱
باب کیا یہ جائز ہے کہ کوئی اپنے آپ کو قیدی بنائے	۱۶۲
حدیث سریہ رجیع	۱۶۲
حدیث جاسوس کو قتل کرنا	۱۶۶
باب وفود کے عطیات	۱۶۷
حدیث قرطاس	۱۶۷
جزیرۂ عرب کی تفصیل	۱۶۸
باب دار الحرب میں مسلمان ہونے والوں کے احکام	۱۶۹
حدیث حضرت عمر کی غریبوں پر عنایت	۱۶۹
باب لوگوں کے نام کا رجسٹر بنانا	۱۷۰
باب اللہ دین کی بد کردار سے مدد کرالیتا ہے	۱۷۱
باب مسلمان کا مال مشرکین نے لوٹ لیا پھر مسلمان نے پالیا	۱۷۳
باب مال غنیمت میں چوری کا بیان	۱۷۴
باب غنیمت میں تھوڑی سی چوری کا حکم	۱۷۵
لا املک لک کی توجیہ	۱۷۵
باب فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں	۱۷۶
اس زمانے میں ہجرت	۱۷۷
باب غازیوں کا استقبال کرنا	۱۷۷
سفر سے واپسی کی دعا	۱۷۸
باب کہیں سے واپسی پر کھانا کھلانا	۱۷۹
باب خمس کا فرض ہونا	۱۸۰

مضامین	صفحہ
خمس کی تفصیل	۱۸۰
حدیث حضرت حمزہ نے اونٹنیوں کے کوہان کاٹ لیے	۱۸۲
عبید لابی کی تشریح	۱۸۳
حدیث فدک	۱۸۵
لا نورث کی تفصیل	۱۸۷
رافضیوں کی کتابوں سے ثبوت	۱۸۸
موجدت فاطمة کی توجیہ	۱۸۹
حضرت علی نے حضرت ابوبکر کی کب بیعت کی؟	۱۹۰
حدیث حضرت عمر کا فدک کے بارے میں فیصلہ	۱۹۶
حدیث ما ترکنا صدقة مشہور ہے	۲۰۱
نصیبک من ابن اخیک کی توجیہ	۲۰۲
بعد وصال ازواج مطہرات کے نفقہ کا بیان	۲۰۳
حدیث سوائے نصف وسق جو کے میرے گھر میں کچھ نہیں تھا	۲۰۴
باب ازواج مطہرات کے گھروں کے بارے میں	۲۰۴
حدیث حضرت عائشہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال میرے گھر میں ہوا	۲۰۵
حدیث نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کے گھر کی طرف اشارہ کرکے فرمایا فتنہ ادھر ہے	۲۰۵
اس سے مراد نجد ہے	۲۰۶
باب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زرہ وغیرہ کا بیان	۲۰۶
حدیث نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعلین کا ذکر	۲۰۶
حدیث حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس پر وصال کے وقت کیا لباس تھا؟	۲۰۸
حدیث نبی ﷺ کے پیالے کا ذکر	۲۰۹

	مضامین	صفحہ
حدیث	نبی ﷺ کی تلوار	۲۰۹
	حضرت سیدہ فاطمہ کی زندگی میں حضرت علی کو دوسرے نکاح کی اجازت نہیں تھی	۲۱۱
	حضرت ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ	۲۱۲
حدیث	حضرت علی کے دل میں حضرت عثمان کی طرف سے کوئی کدورت نہیں تھی	۲۱۳
	حضرت محمد بن حنفیہ	۲۱۳
باب	خمس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں حوادث اور مساکین کے لیے ہے	۲۱۴
حدیث	حضرت سیدہ فاطمہ کی اپنی تکالیف کی شکایت	۲۱۵
باب	اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفصیل غنیمت کا پانچواں حصہ اللہ ورسول کیلئے ہے	۲۱۵
حدیث	میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو	۲۱۷
حدیث	اللہ کے مال میں ناحق تصرف کرنے والوں کی سزا	۲۱۸
حدیث	حضرت یوشع بن نون کا جہاد	۲۲۰
	حضرت یوشع کا سورج کو لوٹانا	۲۲۱
	رد شمس کتنی بار ہوا؟!	۲۲۲
	منزل صہبا پر سورج لوٹانے کی حدیث حسن ہے	۲۲۳
باب	بنی قریظہ اور بنی نضیر کے اموال کیسے تقسیم فرمائے؟	۲۲۳
باب	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفاء کے ہمراہ جہاد کرنے والوں کے مال میں برکت	۲۲۵
حدیث	حضرت زبیر کی مالی حیثیت	۲۲۵
	جنگ جمل	۲۲۹
	حضرت زبیر کی حق پسندی	۲۳۰
	حضرت زبیر کے ترکے کی قیمت پانچ کروڑ دو لاکھ تھی (۵۰۲۰۰۰۰۰)	۲۳۲
	گنگوہی صاحب پر تعقب	۲۳۲
باب	جب امام جنگ کے موقع پر کسی کو کسی کام کیلئے بھیجے تو اسے مال غنیمت سے حصہ دیا جائے گا	۲۳۳
	حضرت عثمان بدری صحابی ہیں	۲۳۳
باب	اس کی دلیل کہ خمس مسلمانوں کی ضروریات کے لیے ہے	۲۳۴
حدیث	نبی ﷺ نے مرغی کھائی ہے	۲۳۵
حدیث	حضرت ابو موسیٰ اشعری کی ہجرت کی تفصیل	۲۳۸
حدیث	جعرانہ میں ایک بدبخت کی گستاخی	۲۳۹
باب	خمس نکالنے سے پہلے قیدیوں پر احسان	۲۴۰
	اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور ان ناپاکوں کے بارے میں عرض کرتا تو انہیں چھوڑ دیتا	۲۴۰
	مطعم بن عدی	۲۴۰
باب	اس بات کی دلیل کہ خمس امام ہی کا حق ہے	۲۴۱
	جبیر بن مطعم نے کہا کہ میں اور عثمان نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور بنی مطلب کو عطا فرماتے ہیں اور ہمیں محروم کرتے ہیں الخ	۲۴۱
باب	مقتول کے بدن پر جو سامان ہو وہ قاتل کا ہے اس میں خمس نہیں	۲۴۲
حدیث	ابو جہل کا قتل	۲۴۳
	ابو جہل کو کس نے قتل کیا؟	۲۴۵
	ابو جہل فرعون سے بدتر ہے	۲۴۵

مضامین — صفحہ

باب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مؤلفۃ القلوب وغیرہ کو خمس سے دیا کرتے تھے ۲۳۶
حدیث کچھ انصار نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کہا: قریش کو عطا فرماتے ہیں اور ہمیں نظر انداز فرما رہے ہیں ۲۳۸
حدیث ایک اعرابی کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چادر پکڑ کر کھینچنا ۲۵۰
حدیث یوم حنین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی داد و دہش ۲۵۱
اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۵۲
عیینہ بن حصین ۲۵۲
حدیث ابتدا میں حضرت زبیر کی عسرت ۲۵۳
حضرت اسماء کی خدمت گزاری ۲۵۳
باب لڑائی کی سرزمین میں جو کھانا پایا جائے ۲۵۳
حدیث دیسی گدھوں کی حرمت ۲۵۵
باب ذمیوں سے جزیہ لینا اور حربیوں سے صلح کرنا ۲۵۶
حدیث حضرت ابو عبیدہ کو بحرین کا جزیہ لینے کے لیے بھیجا ۲۵۹
حضور کا ارشاد: تم پر محتاجی کا اندیشہ نہیں ہاں اس کا اندیشہ ہے کہ دنیا تمہارے لیے کشادہ کر دی جائے گی پھر تم اسے دوسروں سے زیادہ حاصل کرنے کی رغبت کرو گے ۲۵۹
جزیہ کی تعبیر ۲۶۰
حدیث ہرمزان کا مسلمان ہونا اور حضرت فاروق اعظم کا اس سے مشورہ طلب کرنا ۲۶۰
جنگ تستر ۲۶۲
جنگ نہاوند ۲۶۳
باب عہد پورا کرنے کی وصیت ۲۶۳
حدیث جو کسی ذمی کو بلا وجہ قتل کرے گا وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا ۲۶۵
حدیث یہود سے فرمایا: میں نے تم کو جلا وطن کرنے کا ارادہ کر لیا ہے ۲۶۶
باب مشرکین جب مسلمانوں کے ساتھ غداری کریں تو انہیں معاف کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ ۲۶۶
حدیث یہودیوں کے زہر کھلانے کی سازش ۲۶۷
باب جب کافر صبانا کہیں ۲۶۸
باب ذمی جادو کر دے تو اسے معاف کر دیا جائے ۲۶۹
حضور پر جادو کیا گیا ۲۶۹
ایک شبہے کا ازالہ ۲۷۲
باب عہد شکنی سے کتنا ڈرایا گیا؟ ۲۷۲
حدیث قیامت کی چھ نشانیاں ۲۷۳
باب معاہدہ کرکے عہد شکنی کا گناہ ۲۷۳
حدیث تمہارا کیا حال ہوگا جب تم کو جزیے کا ایک دینار اور ایک درہم بھی نہیں ملے گا ۲۷۳
حدیث جنگ صفین کے وقت بعض صحابہ کی الجھن ۲۷۵
باب عہد شکنی کرنے والے کا گناہ ۲۷۶
حدیث ہر عہد شکن کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا ۲۷۶
کتاب بدء الخلق ۲۷۸
باب اللہ عزوجل کے اس ارشاد کے بارے میں: اللہ وہی ہے جس نے مخلوق کو اول اول بنایا پھر دوبارہ بنائے گا ۲۷۸
حدیث پہلے کیا چیز پیدا ہوئی؟ ۲۷۸
شئی کے معنی ۲۷۹
اے جابر! بیشک اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو تمام چیزوں سے پہلے پیدا فرمایا ۲۸۰

مضامین	صفحہ
حدیث حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیع ماکان ومایکون کی خبر دی	۲۸۲
اس کی موید احادیث	۲۸۳
حدیث بیشک میری رحمت غضب پر غالب ہے	۲۸۶
باب زمینیں سات ہیں	۲۸۷
ہر زمین میں تمہارے قوم کی طرح ایک قوم ہیں نص قرآنی کے معارض ہے	۲۸۷
حدیث زمانہ پلٹ کر اسی حالت پر آگیا جس پر اس دن تھا جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا تھا	۲۸۹
باب ستاروں کے بارے میں	۲۸۹
ستارے کہاں ہیں؟	۲۹۰
باب چاند سورج کی گردش کی کیفیت	۲۹۳
حدیث کیا تم جانتے ہو سورج کہاں جاتا ہے؟	۲۹۳
زمین و آسمان ساکن ہیں	۲۹۶
حدیث جب آسمان میں بادل دیکھتے جس سے پانی برسنے کے آثار ہوں تو رخ انور کا رنگ بدل جاتا	۲۹۸
قوم عاد	۲۹۸
باب فرشتوں کا تذکرہ	۳۰۰
بیت معمور	۳۰۱
حدیث تمہارا مادہ خلقت ماں کے پیٹ میں چالیس دن نطفے کی شکل میں رکھا جاتا ہے	۳۰۲
حدیث اللہ جب کسی بندے کو محبوب بنالیتا ہے تو جبریل سے فرماتا ہے کہ اللہ نے فلاں بندے کو محبوب بنالیا۔ الخ	۳۰۳
حدیث فرشتے بادل میں اترتے ہیں اور آسمان میں جس بات کا فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے اس کا تذکرہ کرتے ہیں تو شیاطین چوری سے سن لیتے ہیں	۳۰۵

مضامین	صفحہ
کاہن	۳۰۶
زمانہ جاہلیت میں بھی تارہ ٹوٹتا تھا	۳۰۶
حدیث حسان سے فرمایا: مشرکین کی ہجو کرو	۳۰۷
حدیث بنی قریظہ پر حملے کے وقت جبریل بھی شریک تھے	۳۰۸
حدیث اے عائشہ! جبریل تمہیں سلام کہہ رہے ہیں	۳۰۸
حدیث جبریل سے فرمایا: جتنا ہمارے پاس آتے ہو اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے؟	۳۰۹
جبریل نے سات حرف تک قرآن پڑھایا	۳۱۰
باب جب تم میں سے کسی نے آمین کہا اور فرشتوں نے آسمان میں آمین کہا۔ الخ	۳۱۰
حدیث جس گھر میں کتا یا تصویر ہو فرشتے نہیں آتے	۳۱۰
ہر تصویر حرام ہے خواہ کاغذ وغیرہ پر ہو خواہ مجسمہ ہو	۳۱۲
حدیث ابن مسعود کی قرات ونادو یامال ہے	۳۱۳
حدیث طائف میں تشریف لے جانا پہاڑ کے فرشتے کی عرض	۳۱۳
حدیث ابن مسعود نے فرمایا کہ حضور نے جبریل کو دیکھا کہ ان کے چھ سو بازو ہیں	۳۱۵
شب معراج دیدار الٰہی فرمایا نہیں؟	۳۱۷
حدیث جب کوئی اپنی بیوی کو بلائے اور وہ انکار کرے۔ الخ	۳۲۱
حدیث حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا حلیہ	۳۲۲
باب جنت کے اوصاف کے بارے میں	۳۲۳
حدیث میں نے جنت میں جھانکا تو اس میں زیادہ تر فقراء ہیں	۳۲۵
حدیث میں نے جنت میں ایک عورت کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ الخ	۳۲۶

WWW.NAFSEISLAM.COM

مضامین	صفحہ
حدیث جنت میں خولدار موتی کا ایک خیمہ ہے جس کی بلندی تیس میل ہے	۳۲۷
حدیث جنت میں ایسی چیزیں ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا	۳۲۸
حدیث جنت میں پہلے پہل داخل ہونے والا گروہ	۳۲۹
حدیث ستر ہزار جنت میں بلا حساب و کتاب داخل ہوں گے	۳۳۰
حدیث سعد بن معاذ کے رومال جنت میں اس سے بہتر ہیں	۳۳۱
حدیث جنت میں ایک درخت ایسا ہے جس کے سائے میں سوار سو برس تک چلے پھر بھی طے نہ کر پائے	۳۳۱
حدیث جنت میں کمان کی مقدار دنیا سے بہتر ہے	۳۳۱
حدیث جنتیوں کے منازل کا فرق	۳۳۲
باب جہنم کا بیان	۳۳۴
حدیث بخار جہنم کی گرمی سے ہے	۳۳۵
حدیث دنیا کی آگ جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے	۳۳۶
حدیث بے عمل واعظ کی سزا	۳۳۷
باب ابلیس اور اس کے لشکروں کا بیان	۳۳۸
حدیث مشرق کی طرف اشارہ کرکے فرمایا اور کہا فتنہ وہاں ہے الخ	۳۴۰
حدیث جب رات آجائے تو اپنے بچوں کو گھروں میں روک لو	۳۴۰
حدیث غصے کے وقت شیطان سے پناہ مانگو	۳۴۱
حدیث حضرت عیسیٰ کے علاوہ ہر بچے کو شیطان کونچتا ہے	۳۴۲
حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اللہ نے شیطان سے محفوظ رکھا ہے	۳۴۳
حدیث جمائی شیطان کی طرف سے ہے	۳۴۵
حدیث احد کے دن شیطان چیخا	۳۴۶
حدیث لا الہ الا اللہ وحدہ الخ کے فضائل	۳۴۷
حدیث اے عمر! کسی بھی گلی میں شیطان تمہارے سامنے آئے گا تو دوسری گلی میں بھاگ جائے گا	۳۴۹
حدیث جب وضو کرو تو تین بار ناک جھاڑ لو	۳۴۹
باب جن اور ان کے ثواب و عذاب کا ذکر	۳۵۰
باب اللہ عزوجل کے ارشاد کا بیان: جب ہم نے تمہاری طرف جنوں کے گروہ کو پھیرا۔ الآیۃ	۳۵۰
باب اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے	۳۵۱
حدیث سانپوں کو مار ڈالو	۳۵۱
باب مسلمان کا سب سے اچھا مال بکری ہے جسے لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہے	۳۵۲
حدیث کفر کا سرا پورب کی جانب ہے	۳۵۳
حدیث ایمان یمن والوں کا ہے	۳۵۳
حدیث بنی اسرائیل کی ایک قوم گم ہوگئی میرا گمان ہے کہ وہ چوہا ہے	۳۵۴
حدیث چھپکلیوں کے مار ڈالنے کا حکم دیا	۳۵۵
حدیث برتنوں کو ڈھانک دو۔ الخ	۳۵۵
باب جب پینے کی چیز میں مکھی گر پڑے الخ	۳۵۶
حدیث کتوں کے مار ڈالنے کا حکم دیا	۳۵۶
کتاب الانبیاء	۳۵۷
باب حضرت آدم اور ان کی اولاد کی پیدائش کا بیان	۳۵۸
خلیفہ کے معنی	۳۵۹
حدیث اللہ نے آدم کو پیدا فرمایا اور ان کی لمبائی ساٹھ ہاتھ تھی	۳۶۱

مضامین	صفحہ
حدیث عبد اللہ بن سلام کے سوالات	۳۶۱
بچے اپنے ماموں یا چچا کے کب مشابہ ہوتے ہیں؟	۳۶۳
حدیث اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت نہیں سڑتا	۳۶۴
حدیث عورت سب سے ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے	۳۶۶
حدیث جہنم میں سب سے کم عذاب پانے والے سے خطاب	۳۶۶
حدیث ہر قتل کا گناہ آدم کے پہلے بیٹے پر ہوگا	۳۶۷
ہابیل و قابیل	۳۶۷
باب روحیں اکٹھی کی ہوئی لشکر ہیں	۳۶۸
باب اس ارشاد کا بیان: ہم نے نوح کو ان کی قوم کی جانب بھیجا	۳۶۹
حدیث دجال کانا ہے	۳۶۹
حدیث قیامت کے دن اس امت کی گواہی	۳۷۰
حدیث شفاعت	۳۷۱
قیامت کا ایک منظر	۳۷۵
سب سے پہلے رسول	۳۷۵
باب وبےشک الیاس رسولوں میں سے تھا	۳۷۶
آل یاسین سے کیا مراد ہے؟	۳۷۸
باب اس ارشاد کا بیان: اور عاد کی طرف ان کے ہم قبیلہ ہود کو بھیجا	۳۷۹
باب اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان: عاد کو نہایت سخت گرجتی آندھی سے ہلاک کیا گیا	۳۸۰
حدیث اس کی نسل سے ایک قوم پیدا ہوگی جو قرآن پڑھے گی مگر وہ ان کے حلقوم سے آگے نہیں بڑھے گا	۳۸۱
باب یاجوج ماجوج کا بیان	۳۸۱
باب اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان: اور تم سے ذوالقرنین کے بارے میں پوچھتے ہیں	۳۸۲
ذوالقرنین	۳۸۳
سد سکندری کہاں ہے؟	۳۸۴
حدیث ہر ہزار میں نو سو ننانوے جہنمی ہیں	۳۸۶
اس تمثیل پر اعتراض کا جواب	۳۸۷
باب اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان: اور اللہ نے ابراہیم کو خلیل بنایا	۳۸۸
حدیث لوگ ننگے پاؤں ننگے بدن غیر مختون قیامت کے دن جمع کیے جائیں گے	۳۸۸
قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم کو لباس پہنایا جائے گا	۳۸۸
وہابیوں کے ایک اشکال کا جواب	۳۹۰
حدیث حضرت ابراہیم کی قیامت کے دن آزر سے ملاقات	۳۹۱
آزر حضرت ابراہیم کا باپ نہیں چچا تھا	۳۹۱
حدیث کعبے کے اندر کی تصویروں کو جب تک مٹوا نہیں لیا اندر تشریف نہیں لے گئے	۳۹۲
حدیث جو جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں جبکہ دین کی سمجھ رکھیں	۳۹۳
حدیث حضرت ابراہیم نے اسی سال کی عمر میں ختنہ کیا	۳۹۳
حدیث حضرت ابراہیم نے صرف تین باتیں بظاہر واقعہ کے خلاف کہیں	۳۹۳
ایک اشکال کا جواب	۳۹۶
باب زف کے معنی تیز چلنا ہے	۳۹۷
حدیث مکے کی آبادی کا بیان	۳۹۸
حضرت اسماعیل کو جس وقت مکے میں آباد کیا تھا ان کی عمر دو سال کی تھی	۴۰۳

مضامین	صفحہ
حرم	۳۰۵
حضرت ہاجرہ حطیم میں مدفون ہیں	۳۰۵
مقام ابراہیم	۳۰۶
حجر اسود	۳۰۶
حدیث زمین میں سب سے پہلی مسجد مسجد حرام ہے	۳۰۶
حدیث یا رسول اللہ! ہم حضور پر کیسے درود پڑھیں؟	۳۰۷
حدیث نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسنین کی حفاظت کیلئے یہ دعا پڑھتے	۳۰۹
باب اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان: انہیں ابراہیم کے مہمانوں کے بارے میں بتاؤ	۳۰۹
کیف تحیی الموتی	۳۱۰
حدیث بہ نسبت ابراہیم کے شک کرنے کے ہم زیادہ لائق ہیں	۳۱۰
حضرت لوط علیہ السلام	۳۱۱
باب جب وہ لوط کے گھر آئے کہا تم تو کچھ بیگانے لوگ معلوم ہوتے ہو	۳۱۲
باب اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان: اور ثمود کی جانب ان کے ہم قوم صالح کو بھیجا	[illegible]
حدیث حضرت صالح کی اونٹنی کی کوچیں کس نے کاٹی تھیں؟	۳۱۳
حدیث جب حجر میں اترے تو حکم دیا کہ اس کے کنویں کا پانی نہ پئیں	۳۱۴
باب اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان: بیشک یوسف اور ان کے بھائیوں میں نشانیاں ہیں	۳۱۵
حدیث حدیث [illegible] کی ایک روایت	۳۱۶
حدیث اس آیت کی تفسیر جب رسول مایوس ہو گئے اور انھیں گمان ہو گیا کہ وہ جھٹلا دیے گئے	۳۱۷

مضامین	صفحہ
باب اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان: اور ایوب کو یاد کرو	۳۱۹
باب اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان: اور کتاب میں موسیٰ کو یاد کرو	۳۲۰
باب اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان: کیا تمہارے پاس موسیٰ کا قصہ آیا؟	۳۲۰
لکنت کی قسمیں	۳۲۰
باب اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان: کیا تمھیں موسیٰ کا قصہ معلوم نہیں ہے؟	۳۲۳
حدیث معراج	۳۲۳
حدیث یہ مناسب نہیں کہ کوئی کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں	۳۲۴
حضرت موسیٰ نے دیدار الٰہی کیا	۳۲۵
اللہ عزوجل سے کلام کرنے کی توجیہ	۳۲۵
باب سیلاب کے طوفان کا بیان	۳۲۶
حدیث خضر کا نام کیوں خضر ہوا؟	۳۲۸
حدیث بنی اسرائیل نے بجائے حطة کے حبة فی شعرة کہا	۳۲۹
باب وہ اپنے بتوں پر آسن جمائے بیٹھے تھے	۳۲۹
حدیث حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکریاں چرائیں	۳۲۹
باب اس ارشاد کا بیان: بیشک اللہ تم کو حکم دیتا ہے کوئی گائے ذبح کرو	۳۳۰
باب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا بیان	۳۳۲
حدیث حضرت آدم و حضرت موسیٰ کا مکالمہ	۳۳۳
حدیث مجھ پر امتیں پیش کی گئیں	۳۳۳
باب اللہ نے فرعون کی زوجہ آسیہ کی مثل بیان کی	۳۳۵
حدیث عائشہ کی تمام عورتوں پر برتری	۳۳۶
باب بے شک قارون موسیٰ کی قوم کا تھا	۳۳۷

مضامین		صفحہ
باب	اور مدین کی طرف ان کے ہم قبیلہ شعیب کو بھیجا	۳۳۹
باب	بیشک یونس رسولوں میں سے ہیں	۳۴۰
باب	ان بستی والوں کا حال جو سمندر کے کنارے تھی	۳۴۱
باب	اور ہم نے داؤد کو زبور عطا فرمائی	۳۴۲
حدیث	حضرت داؤد پر زبور کا پڑھنا آسان کر دیا	۳۴۲
باب	اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کرو جو نعمتوں والے تھے	۳۴۳
باب	اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا فرمایا	۳۴۳
حدیث	میری اور لوگوں کی مثل اس شخص جیسی ہے جو آگ جلائے	۳۴۷
حدیث	حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کا ایک ہی معاملے میں دو فیصلے	۳۴۸
باب	اور ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی	۳۴۹
باب	اور ان کے لیے ان شہر والوں کا قصہ بیان فرمایئے جن کے پاس فرشتے آئے	۳۴۹
باب	اپنے بندے زکریا پر رب کی رحمت کا تذکرہ	۳۵۰
باب	کتاب میں مریم کو یاد کرو	۳۵۲
باب	جب فرشتوں نے کہا اے مریم بے شک اللہ نے تمہیں چن لیا ہے	۳۵۳
حدیث	تمام عورتوں میں بہتر مریم بنت عمران ہیں	۳۵۳
باب	جب فرشتوں نے مریم سے کہا بے شک اللہ تم کو خوشخبری دیتا ہے	۳۵۴
حدیث	قریش کی عورتیں ان تمام عورتوں سے بہتر ہیں جو اونٹوں پر سوار ہوئیں	۳۵۴
باب	اے اہل کتاب اپنے دین میں حد سے آگے نہ بڑھو	۳۵۵

مضامین		صفحہ
حدیث	جس نے یہ گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ الخ	۳۵۶
باب	اور کتاب میں مریم کو یاد کرو جب وہ اپنے اہل سے کنارہ کر کے جانب مشرق چلی گئیں	۳۵۶
حدیث	حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ کے حلیے	۳۵۷
حدیث	دجال کا تذکرہ	۳۵۸
حدیث	انبیاء علاتی بھائی ہیں	۳۵۹
حدیث	حضرت عیسیٰ نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا	۳۵۹
حدیث	میری تعریف میں حد سے آگے نہ بڑھو	۳۶۰
باب	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اترنے کا بیان	۳۶۱
حدیث	تمہارا کیا حال ہو گا جب تم میں ابن مریم اتریں گے اور امام تم میں سے ہو گا؟	۳۶۱
	بنی اسرائیل کے بارے میں کیا ذکر کیا گیا ہے؟	۳۶۲
حدیث	دجال کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی	۳۶۲
حدیث	بنی اسرائیل پر انبیاء حکمرانی کرتے تھے	۳۶۳
حدیث	تم لوگ اپنے اگلوں کے طریقے کی ضرور پیروی کرو گے	۳۶۳
حدیث	ام المومنین کوکھے پر ہاتھ رکھنے کو ناپسند کرتی تھیں	۳۶۳
حدیث	بنی اسرائیل کی روایتیں بیان کرو کوئی حرج نہیں	۳۶۵
حدیث	یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرو	۳۶۶
حدیث	ابرص، اقرع، اعمیٰ کے قصے	۳۶۶
باب	کیا تم نے گمان کیا کہ اصحاب کہف و رقیم ہماری ایک عجیب نشانی تھے	۳۶۹
	اصحاب کہف کے اسماء	۳۷۱

WWW.NAFSEISLAM.COM

مضامین	صفحہ
حدیث کتے کو پانی پلانے پر ایک زانیہ کی بخشش	۴۷۲
حدیث عورتوں کے بال کے ساتھ دوسرے بال ملا کر گودنے کا حکم	۴۷۳
حدیث اگلی امتوں میں ایسے لوگ ہوتے تھے جنہیں الہام ہوتا تھا	۴۷۳
حدیث ایک شخص نے سو انسانوں کا قتل کیا پھر بخش دیا گیا	۴۷۳
حدیث ایک شخص نے زمین خریدی جس میں ایک گھڑا پایا جس میں سونا تھا	۴۷۶
حدیث طاعون کی حقیقت	۴۷۷
حدیث ایک نبی کو ان کی قوم نے زخمی کیا۔الخ	۴۷۹
حدیث ایک شخص نے یہ وصیت کی کہ مرنے کے بعد مجھے جلا دیا جائے اور راکھ اڑا دی جائے	۴۸۰
حدیث بے حیاباش ہرچہ خواہی کن	۴۸۱
حدیث ایک شخص ازراہ تکبر اپنے تہبند کو زمین پر گھسیٹتا تھا اسے زمین میں دھنسا دیا گیا	۴۸۲
حدیث حضرت معاویہ نے بالوں کا ایک گچھا لیا	۴۸۳
كتاب المناقب	۴۸۴
حدیث شعوب سے مراد دور والے قبائل ہیں	۴۸۴
حدیث حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مضر کی اولاد سے تھے	۴۸۵
حدیث جو جاہلیت میں اچھے ہیں اسلام میں بھی اچھے ہیں	۴۸۶
حدیث امارت کے معاملے میں لوگ قریش کے تابع ہیں	۴۸۶
حدیث مودة في القربى کی تفسیر	۴۸۷
حدیث خلافت قریش میں ہے	۴۸۸
قحطان کس کا تھا؟	۴۸۹
حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریش اور انصار اور جہینہ وغیرہ میرے مددگار ہیں	۴۸۹
حدیث خلافت قریش میں رہے گی	۴۹۰
حدیث بنی زہرہ پر حضرت عائشہ بہت مہربان تھیں	۴۹۰
حدیث حضرت عائشہ کی حضرت عبداللہ بن زبیر سے ناراضگی	۴۹۱
نذر مبہم کا حکم	۴۹۳
حدیث تدوین قرآن	۴۹۳
قحطان بنی اسماعیل سے ہیں یا نہیں؟	۴۹۵
حدیث جو شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے نسب کا دعویٰ کرے	۴۹۶
حدیث بڑے جھوٹوں میں یہ ہے کہ کوئی اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے	۴۹۷
حدیث غفار کو اللہ بخش دے	۴۹۷
حدیث بنی اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے	۴۹۸
حدیث اسلم، غفار، جہینہ بنی تمیم سے بہتر ہیں	۴۹۸
حدیث اسلم اور غفار وغیرہ اللہ کے نزدیک اسد اور تمیم وغیرہ سے بہتر ہیں	۴۹۸
حدیث قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ بنی قحطان سے ایک شخص پیدا ہوگا۔الخ	۴۹۹
باب جاہلیت کی پکار سے منع کیا گیا ہے	۴۹۹
حدیث ایک خوش مزاج مہاجر نے ایک انصاری کی سرین پر مارا	۴۹۹
باب خزاعہ کا قصہ	۵۰۱
حدیث عمرو بن لحی ابو خزاعہ ہے	۵۰۱
حدیث بحیرہ وسائبہ کی تفسیر	۵۰۱

WWW.NAFSEISLAM.COM

مضامین	صفحہ
عمرو بن عامر خزاعی پہلا وہ شخص ہے جس نے سائبہ چھوڑا	۵۰۱
حضرت ابوذر کے اسلام لانے اور زمزم کا قصہ	۵۰۲
باب عرب کی جہالت	۵۰۴
حدیث عرب کی جہالت کا بیان سورۂ انعام کی ایک سو تیس آیتوں کے بعد ہے	۵۰۳
باب جو اپنے ان آباء کی طرف منسوب کرے جو اسلام میں یا جاہلیت میں تھے	۵۰۵
حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں	۵۰۵
حدیث جب "وانذر عشیرتک الاقربین" نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے قبیلے قبیلے کو پکارتے تھے	۵۰۵
حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنی عبد مناف! اللہ تعالیٰ سے خود کو اپنے لیے خرید لو	۵۰۶
باب بھانجا اور آزاد شدہ غلام انہیں میں سے ہے	۵۰۶
حدیث قوم کا بھانجا انہیں میں سے ہے	۵۰۶
باب جسے یہ پسند ہو کہ اس کے نسب کو برا نہ کہا جائے	۵۰۷
حدیث حضرت حسان نے مشرکین کی ہجو کرنے کی اجازت طلب کی	۵۰۷
باب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء کے بیان میں	۵۰۷
حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پانچ نام ہیں	۵۰۸
حدیث دیکھو کیسے اللہ تعالیٰ قریش کی گالی کو مجھ سے پھیرتا ہے؟	۵۰۸
باب خاتم النبیین کا بیان	۵۰۸
حدیث میری اور انبیاء سابقین کی مثل اس شخص جیسی ہے جس نے گھر بنایا	۵۰۹
حدیث ایضاً	۵۰۹
نبی ﷺ کے وصال مبارک کا ذکر	۵۰۹
حدیث حضور کا وصال مبارک تریسٹھ سال کی عمر میں ہوا	۵۱۰
نبی ﷺ کے حلیہ مبارک کا بیان	۵۱۰
حدیث حضرت امام حسن مجتبیٰ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشابہ تھے	۵۱۰
حدیث نبی ﷺ گورے رنگ کے تھے	۵۱۱
حدیث حضور کی ٹھوڑی میں چند بال سفید تھے	۵۱۲
حدیث حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حلیہ جمال	۵۱۲
حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے زیادہ خوبصورت تھے	۵۱۳
حدیث حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خضاب استعمال نہیں فرمایا	۵۱۳
حدیث حلیہ جمال	۵۱۳
حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چاند کے مثل تھا	۵۱۵
حدیث خوش ہونے کے وقت چہرہ اقدس کی شکنیں چمکتی تھیں	۵۱۵
حدیث ایضاً	۵۱۶
حدیث فرمایا: میں بنی آدم کے بہترین قرن میں مبعوث کیا گیا	۵۱۶
حدیث سر کے بالوں میں مانگ نکالا کرتے تھے	۵۱۷
حدیث تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق بہتر ہیں	۵۱۸

مضامین	صفحہ
حدیث حضور ہمیشہ دو باتوں میں سے جو آسان ہوتی اسے اختیار فرمایا کرتے تھے	۵۱۹
حدیث پردہ نشین کنواری عورت سے بھی زیادہ حیا فرمانے والے تھے	۵۱۹
حدیث ایضاً	۵۱۹
حدیث نبی ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا	۵۱۹
حدیث نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت ٹھہر ٹھہر کر باتیں کرتے تھے	۵۲۰
حدیث نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت تیز بات نہیں کرتے تھے	۵۲۰
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ سوتی تھی اور دل نہیں سوتا تھا	۵۲۱
معراج کا ذکر	۵۲۱
معراج کے خواب میں ہونے کے قائلین کے اعتراض کا جواب	۵۲۲
نبوت کی علامتوں کا بیان	۵۲۲
حدیث انگشتان مبارک سے پانی کا بہنا	۵۲۳
حدیث ایضاً	۵۲۵
حدیث حدیبیہ کے موقع پر انگلیوں سے پانی بہنا	۵۲۵
حدیبیہ میں کنویں میں کلی ڈالنا	۵۲۶
حدیث انگشتان مبارک سے پانی کے بہنے کا ایک اور واقعہ	۵۲۷
صحابہ کرام کھانے کی تسبیح کو سنتے تھے	۵۲۸
حدیث استن حنانہ	۵۲۸
حدیث ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کو میری زیارت کا سب سے زیادہ اشتیاق ہوگا	۵۲۹
حدیث اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم لوگ خوز و کرمان سے لڑائی نہ کرو گے	۵۲۹

مضامین	صفحہ
حدیث قیامت کے قریب تم لوگ ایسی قوم سے لڑو گے جن کے جوتے بال کے ہوں گے	۵۳۰
حدیث عنقریب فتنے ہوں گے اس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا	۵۳۰
حدیث عنقریب ترجیحی سلوک ہوگا	۵۳۱
حدیث قریش کے کچھ لوگ لوگوں کو ہلاک کریں گے	۵۳۲
حدیث میری امت کی ہلاکت قریش کے لونڈوں کے ہاتھ پر ہے	۵۳۲
اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک دو ایسے گروہ نہ لڑیں جن کا دعویٰ ایک ہو	۵۳۳
حدیث قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تیس کے قریب دجال نہ پیدا ہو لیں گے	۵۳۳
حدیث حضور پر بہتان باندھنے کی بہ نسبت مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ آسمان سے گر جاؤں	۵۳۴
اگلے زمانے میں ایک قوم آئے گی جو نوعمر اور بے وقوف ہوگی	۵۳۴
اس حدیث میں جس قوم کا ذکر ہے وہ خوارج تھے	۵۳۴
شارح کی کمزوری	۵۳۴
حدیث اگلے زمانے میں لوگ آرے سے چیرے جاتے تھے	۵۳۴
حضرت ثابت ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ کہ حضور اقدس ﷺ کے سامنے آواز اونچی کر دی تھی	۵۳۶
حدیث سورۂ کہف کی فضیلت	۵۳۷
ہجرت کا ایک منظر	۵۳۸
ایک نصرانی مرتد کا انجام	۵۳۱

	مضامین	صفحہ
	مسیلمہ کذاب کی بارگاہ اقدس میں حاضری	۵۴۲
	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں اپنے دست مبارک میں سونے کے دو کنگن دیکھے اور اسکی تعبیر	۵۴۳
	خواب میں دار الھجرت مدینہ کا دیکھنا	۵۴۴
حدیث	حضرت سیدہ فاطمہ کی رفتار کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفتار کے مشابہ ہونا	۵۴۴
	حضرت سیدہ فاطمہ سے رازدارانہ کچھ کہنا اور ان کا رونا	۵۴۵
حدیث	حضرت ابن عباس کا سورۂ نصر سے حضور کا وصال قریب ہونے کا استخراج	۵۴۶
حدیث	ارشاد کہ تمہارے لیے قالینیں ہوں گی	۵۴۷
حدیث	حضرت سعد بن معاذ کی جرأت	۵۴۷
	حضور کا ارشاد کہ وہ امیہ کو قتل فرمائیں گے	۵۴۸
	حضور کا یہ خواب کہ ابوبکر نے ایک ڈول یا دو ڈول نکالا	۵۵۰
	حضرت جبریل حضرت دحیہ کی شکل میں حاضر ہوتے	۵۵۲
	شق قمر	۵۵۳
	اس سلسلے کی تین حدیثیں	۵۵۳
	معجزہ شق القمر چھ صحابہ کرام سے مروی ہے	۵۵۴
	شبہ اور اس کا جواب	۵۵۵
	قاضی بیضاوی کی ایک لغزش پر تنبیہ	۵۵۵
حدیث	میری امت کے کچھ لوگ ہمیشہ غالب رہیں گے	۵۵۶
حدیث	میری امت کا ایک گروہ اللہ کے دین پر قائم رہے گا	۵۵۶

	مضامین	صفحہ
	اس حدیث میں "امر اللہ" سے کیا مراد ہے؟	۵۵۷
	نبی ﷺ کے اصحاب کے فضائل	۵۵۸
	مہاجرین کے مناقب اور ان کی فضیلت کا بیان	۵۵۸
ت	ابوبکر نبی ﷺ کے ساتھ غار میں تھے	۵۵۹
حدیث	تیرا کیا گمان ہے اے ابوبکر ان کا تیسرا اللہ ہے	۵۶۰
	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر کا سب سے افضل ہونا	۵۶۰
حدیث	ابن عمر نے کہا ہم سب سے افضل ابوبکر کو مانتے تھے	۵۶۱
حدیث	اگر میں اپنی امت میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا	۵۶۱
	محبت اور خلت کا فرق	۵۶۲
	حضرت ابوبکر نے دادا کو باپ کی جگہ رکھا	۵۶۳
حدیث	حضور کا ارشاد: اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آنا	۵۶۳
حدیث	حضرت عمار کہتے تھے کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ حضور کے ساتھ صرف پانچ غلام دو عورتیں اور حضرت ابوبکر تھے	۵۶۴
	حضور کا ارشاد: کیا تم لوگ میرے دوست کو چھوڑ دو گے	۵۶۶
حدیث	حضرت عمرو بن عاص نے پوچھا: آپ ﷺ کو سب سے زیادہ کون پیارا ہے؟ فرمایا: عائشہ	۵۶۷
حدیث	میں نے کسی ماہر کو نہیں دیکھا کہ عمر کی طرح ڈول نکالے	۵۶۹

WWW.NAFSEISLAM.COM

مضامین	صفحہ
حدیث جو شخص اپنے کپڑے کو زمین پر گھسیٹے گا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا	٥٦٨
حدیث سقیفہ بنی ساعدہ	٥٦٩
شبہات و جوابات	٥٧٢
غدیر خم کا قصہ	٥٧٣
تدفین میں تاخیر کا قصہ	٥٧٣
"چوں محب حب [illegible]" مولانا روم کا شعر ہرگز نہیں	٥٧٣
"کور کورانہ مرو در کربلا" یہ بھی مولانا روم کا شعر نہیں	٥٧٣
حدیث وصال کے بعد حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے خطبے	٥٧٣
حدیث حضرت علی کا ارشاد: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابو بکر ہیں	٥٧٥
حدیث میرے صحابہ کو برا نہ کہو	٥٧٥
حدیث جبل احد پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خلفاء ثلاثہ کا قصہ	٥٧٦
حدیث اے احد اپنی جگہ رہ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں	٥٨٠
حضرت عمر کے بارے میں حضرت علی کا ارشاد: میں امید کرتا ہوں کہ اللہ آپ کو اپنے دونوں دوستوں کے ساتھ کرے گا	٥٨٠
حدیث عقبہ بن ابی معیط اور حضرت ابو بکر کا واقعہ	٥٨١
حدیث حضور نے جنت میں حضرت عمر کا محل دیکھا	٥٨٣
حدیث حضور کے بعد کسی کو عمر سے زیادہ نیک اور سخی نہیں دیکھا	٥٨٣
حدیث تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تو نے محبت کی ہے	٥٨٤
حدیث حضرت عمر نے فرمایا: زخمی ہونے کے بعد میری گھبراہٹ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی وجہ سے ہے	٥٨٥
حدیث نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عمر کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے	٥٨٦
حضرت عثمان بن عفان کے مناقب	٥٨٦
حدیث حضور بیٹھے تھے گھٹنے سے کپڑا ہٹا ہوا تھا جب عثمان آئے تو حضور نے اسے ڈھک لیا	٥٨٧
حدیث حضرت عثمان پر تنقید اور اس کا جواب	٥٨٨
حدیث حضرت عثمان پر تین طعن اور اس کے جوابات	٥٩٠
باب حضرت عثمان بن عفان پر اتفاق اور بیعت کا قصہ	٥٩٢
حدیث حضرت عمر کی شہادت اور حضرت عثمان کی بیعت	٥٩٣
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب	٦٠٠
حضرت عثمان اور حضرت علی کے ایک اختلاف کا قصہ	٦٠١
حدیث حضرت علی سے فرمایا: کیا تو راضی نہیں کہ میرے نزدیک اس مرتبہ پر رہے جو ہارون کا موسیٰ کے نزدیک تھا	٦٠١
رد روافض	٦٠٢
حدیث عام طور پر جو باتیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی جاتی ہیں جھوٹ ہیں	٦٠٢
حضرت جعفر بن ابی طالب کے مناقب	٦٠٣
حدیث حضرت جعفر بن ابی طالب کی سخاوت	٦٠٣

مضامین	صفحہ
حدیث تم پر سلام ہو اے ابن ذی الجناحین	۲۰۴
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رشتہ داری کے فضائل	۲۰۴
قرابت سے کیا مراد ہے؟	۲۰۵
حدیث حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان کے اہل بیت کے بارے میں لحاظ رکھو	۲۰۵
حدیث حضرت فاطمہ میرا ٹکڑا ہے	۲۰۵
زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے مناقب	۲۰۶
ث زبیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری ہیں	۲۰۶
حواری کی تخریج	۲۰۶
حدیث زبیر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پیارے ہیں	۲۰۷
حدیث ارشاد فرمایا: تم پر میرے ماں باپ فدا	۲۰۸
حضرت زبیر کی بہادری	۲۰۹
حضرت طلحہ بن عبید کا ذکر	۲۱۰
حدیث غزوہ میں ایک وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طلحہ اور سعد کے سوا کوئی نہیں تھا	۲۱۰
حدیث نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت میں طلحہ کا ہاتھ شل ہو گیا تھا	۲۱۰
جنگ احد میں حضرت طلحہ کو ستر سے زائد زخم لگے تھے	۲۱۱
واعظین کو تنبیہ	۲۱۱
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب	۲۱۱
حدیث یوم احد حضور نے حضرت سعد سے فرمایا: تم پر میرے ماں باپ فدا	۲۱۱
حدیث حضرت سعد کہا کرتے تھے: جس دن میں مسلمان ہوا اس سے پہلے کوئی مسلمان نہیں ہوا تھا	۲۱۲

مضامین	صفحہ
زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے مناقب	۲۱۴
حضرت زید اور حضرت ابو اسامہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ پیارے تھے	۲۱۵
اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر	۲۱۵
حدیث محمد بن اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر	۲۱۵
حدیث حضرت حسن اور حضرت اسامہ کے بارے میں حضور نے فرمایا: اے اللہ ان دونوں سے محبت فرما	۲۱۶
حدیث حجاج بن ام ایمن کا ذکر	۲۱۶
حضرت امام اعظم کے ایک استاد کا انجام	۲۱۷
ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب	۲۱۸
حدیث اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں	۲۲۲
حدیث نجران کے حاکم خدمت اقدس میں مباہلہ کرنے کیلئے حاضر ہوئے	۲۲۳
امام حسن اور امام حسین کے مناقب	۲۲۳
عبید اللہ بن زیاد کا امام حسین کے سر اقدس کے ساتھ گستاخی کرنا	۲۲۵
عبید اللہ بن زیاد	۲۲۵
حدیث حضرت امام حسن سے زیادہ کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ نہیں تھا	
رسول اللہ ﷺ کے ہم شکل چند افراد	۲۲۸
حدیث وہ دونوں میری دنیا کے پھول ہیں	۲۲۹
حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مناقب	۲۲۹
حدیث ابو بکر ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کو آزاد کیا	۲۳۰
حدیث حضرت بلال نے حضرت ابو بکر سے کہا کہ اگر آپ نے مجھ کو اپنے لیے خریدا ہے تو روک لیجئے	۲۳۰

مضامین	صفحہ
ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مناقب	۹۳۰
حکمت کے معنی	۹۳۱
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل	۹۳۱
حضرت سالم رضی اللہ عنہ کے فضائل	۹۳۱
حدیث قرآن چار شخصوں سے پڑھو	۹۳۲
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل	۹۳۲
حدیث حضرت حذیفہ نے کہا سیرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ابن ام عبد سے زیادہ کوئی نہیں	۹۳۳
حدیث حضرت ابو موسیٰ اشعری نے فرمایا: ہم عبد اللہ بن مسعود کو اہل بیت کا ایک فرد سمجھتے تھے	۹۳۳
حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ	۹۳۳
حدیث حضرت معاویہ کو کچھ مت کہو وہ صحابی ہیں	۹۳۳
حدیث عصر کے بعد دو رکعت پڑھنا منع ہے	۹۳۴
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت کا بیان	۹۳۴
حدیث حضرت عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر	۹۳۴
حدیث ابن عباس نے عرض کیا: اے ام المومنین آپ رسول اللہ اور ابو بکر کے پاس جا رہی ہیں	۹۳۵
حدیث جنگ جمل کے موقع پر حضرت عمار نے کہا: میں یقین جانتا ہوں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دنیا اور آخرت میں زوجہ ہیں	۹۳۶
حدیث مرض وصال میں حضور فرمایا کرتے تھے: میں کل کہاں رہوں گا، میں کل کہاں رہوں گا؟	۹۳۷
حدیث انصار کا نام انصار اللہ نے رکھا ہے	۹۳۷
حدیث جنگ بعاث انصار کے مسلمان ہونے کے باعث ہوئی	۹۳۸
حدیث اگر انصار کسی درے میں چلیں تو میں بھی اسی میں چلوں گا	۹۳۹
باب انصار کی محبت کا بیان	۹۳۹
حدیث انصار سے صرف مومن ہی محبت کرے گا	۹۴۰
حضور کا انصار سے ارشاد: تم لوگ مجھے سب سے زیادہ پیارے ہو	۹۴۰
انصار کے متبعین کا بیان	۹۴۱
انصار کے گھروں کی فضیلت کا بیان	۹۴۱
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انصار سے یہ ارشاد: صبر کرو یہاں تک کہ حوض پر مجھ سے ملو	۹۴۳
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا: انصار و مہاجرین کو درست رکھ	۹۴۳
انصار کرام اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں فاقہ ہو	۹۴۳
انصار کے نیکوکاروں سے قبول کرو اور خطا کرنے والوں سے درگزر کرو	۹۴۵
حضور اقدس ﷺ کا آخری خطبہ	۹۴۶
انصار میرے لیے معدہ اور زنبیل کے ہیں	۹۴۶
دو صحابی کے عصا کا روشن ہونا	۹۴۷
حضرت ابی بن کعب کے مناقب کا بیان	۹۴۸
عہد رسالت میں چار حضرات نے قرآن جمع کیا تھا	۹۴۸
حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل	۹۴۹

مضامین	صفحہ
جنگ احد میں حضرت ابو طلحہ کی جاں نثاری	۶۴۹
عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل	۶۵۰
حضرت عبد اللہ بن سلام کے خواب کی تعبیر	۶۵۰
حدیث حضرت عبد اللہ بن سلام کا تقویٰ	۶۵۲
حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے نکاح کرنے اوران کی فضیلات کا بیان	۶۵۳
حضرت خدیجہ کو جنت میں موتی کے گھر کی بشارت	۶۵۳
حدیث حضرت عائشہ کی ایک دلچسپ غیرت کا ذکر	۶۵۴
ہندہ بنت عتبہ کا تذکرہ	۶۵۵
زید بن عمرو بن نفیل کا قصہ	۶۵۵
زید بن عمرو نے قریش سے کہا واللہ تم میں میرے علاوہ کوئی بھی دین ابراہیمی پر نہیں	۶۵۸
کعبہ کی تعمیر کا بیان	۶۵۹
حدیث مسجد حرام کی چہار دیواری سب سے پہلے حضرت عمر نے بنوائی	۶۵۹
حدیث جاہلیت میں ایک ایسا سیلاب آیا جس نے ان سب کو غرق کر دیا جو دونوں پہاڑوں کے درمیان تھا	۶۶۰
حدیث چپ رہنے کی شرط پر حج کرنا جائز نہیں	۶۶۱
اس اچھی حالت پر تم لوگ اس وقت تک رہو گے جب تک تمہارے حاکم درست رہیگے	۶۶۱
حدیث باپ دادا کی قسم کھانا جائز نہیں	۶۶۱
حدیث قاسم بن محمد جنازے کے آگے چلتے تھے اور اس کیلئے کھڑے نہیں ہوتے تھے	۶۶۲

مضامین	صفحہ
حدیث کاسًا دہاقًا کے معنی بھرا ہوا پیالہ ہے	۶۶۲
حدیث سب سے سچی بات جو شاعر نے کہی ہے لبید کی یہ بات ہے	۶۶۳
حدیث کہانت کی اجرت حرام ہے	۶۶۳
جاہلیت میں قسامت کا کیا طریقہ تھا؟	۶۶۵
قسامت میں جھوٹی قسم کھانے والوں کا انجام	۶۷۰
حدیث سعی کے بارے میں حضرت ابن عباس کا جمہور سے اختلاف	۶۷۱
حدیث بندر کے زنا اور رجم کا قصہ	۶۷۲
حدیث نسب میں طعن کرنا اور نوحہ کرنا جاہلیت کی عادتوں میں سے ہے	۶۷۳
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا بیان	۶۷۳
نسب نامہ	۶۷۳
حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر چالیس سال کی عمر میں قرآن اترا گیا	۶۷۳
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ نے مشرکین سے کیا کیا اذیتیں اٹھائی ہیں؟	۶۷۵
حدیث دو آیتوں کے درمیان بہترین تطبیق	۶۷۵
جن کا ذکر	۶۷۷
حدیث حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جنوں کی حاضری کی خبر کس نے دی؟	۶۷۷
حدیث ہڈی اور گوبر، جنوں کی زاد راہ ہے	۶۷۹
حدیث عثمان کے ساتھ جو کچھ کیا گیا اس پر احد ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے	۶۸۰
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلمان ہونا	۶۸۰
حدیث عمر کے اسلام لانے کے بعد ہم ہمیشہ غالب رہے	۶۸۰

WWW.NAFSEISLAM.COM

مضامین	صفحہ
حدیث حضرت عمر پر حملہ کرنے کی اسکیم	۶۸۰
حدیث حضرت عمر جیسا گمان کرتے ویسا ہی ہوتا	۶۸۱
ایک غیبی ندا	۶۸۲
ابوطالب کا قصہ	۶۸۴
حدیث ابوطالب ٹخنوں کے برابر آگ میں ہیں	۶۸۴
اسراء کی حدیث	۶۸۵
حدیث اسراء اور معراج ایک ہی ہیں یا دو	۶۸۶
معراج جسمانی تھی اس کے دلائل	۶۸۶
معراج ایک بار ہوئی یا متعدد بار	۶۸۶
معراج کب ہوئی؟	۶۸۷
طریق شریک بن عبد اللہ روایت کی توجیہ	۶۸۷
معراج ہجرت کے کتنے پہلے ہوئی؟	۶۸۹
تینتیس بار معراج منامی ہوئی	۶۹۰
لفظ سبحان کی تحقیق	۶۹۱
حدیث اللہ تعالیٰ نے میرے لیے بیت المقدس کو روشن کر دیا	۶۹۳
معراج کا بیان	۶۹۵
حدیث "وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ" کی تفسیر	۷۰۳
انصار کا مکہ معظمہ میں خدمت اقدس میں حاضر ہونا	۷۰۳
حدیث عبادہ بن صامت نقباء میں سے ہے	۷۰۵
عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح اور زفاف	۷۰۶
حضرت عائشہ قبل نکاح ریشمی کپڑے میں دکھائی گئیں	۷۰۷
حدیث نکاح کے وقت حضرت عائشہ کی عمر	۷۰۸
حدیث حضرت سعد بن معاذ کی ایک عرض	۷۰۹
حدیث حضرت سراقہ کا قصہ	۷۰۹

مضامین	صفحہ
مسجد نبوی کی تعمیر	۷۱۵
حدیث حضرت عبد اللہ بن زبیر کی پیدائش	۷۱۸
حدیث ہجرت کا ایک منظر	۷۱۹
مدینے میں داخلے کی شان	۷۲۰
عبد اللہ بن سلام کی حاضری	۷۲۰
مہاجرین اولین کا وظیفہ چار چار ہزار تھا	۷۲۳
حدیث حضرت عمر کی تواضع	۷۲۴
حدیث حضرت عمر کی حضور سے بیعت	۷۲۵
حدیث مدینے میں حضرت عائشہ کی علالت	۷۲۶
حدیث حضرت ابوبکر نے حنا کا خضاب لگایا	۷۲۶
وسمہ کا خضاب لگانا حرام ہے	۷۲۶
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا مدینے میں آنا	۷۲۷
منیٰ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خطبہ دینا چاہا تو حضرت عبد الرحمن بن عوف نے روک دیا	۷۲۸
حدیث حج کے بعد مکے میں مہاجرین کو تین دن رہنے کی اجازت ہے	۷۲۹
اسلامی سن کی ابتدا ہجرت سے ہوئی	۷۲۹
تاریخ معلوم کرنے کے مختلف طریقے	۷۳۰
نبی ﷺ کی خدمت میں یہود کا آنا	۷۳۱
حدیث اس ارشاد کی توجیہ: اگر مجھ پر دس یہودی ایمان لاتے تو سب ایمان لے آتے	۷۳۱
حدیث اہل کتاب نے کتاب اللہ کے ٹکڑے کر ڈالے	۷۳۲
سلمان فارسی کا مسلمان ہونا	۷۳۳
حدیث حضرت سلمان رام ہرمز کے باشندے تھے	۷۳۳
حدیث زمانہ فترت چھ سو سال ہے	۷۳۳

	مضامین	صفحہ
	زمانہ فترت میں کوئی نبی مبعوث ہوا یا نہیں؟	۴۳۳

کتاب المغازی

	مضامین	صفحہ
ت	غزوہ عشیرہ یا عسیرہ کا بیان	۴۳۵
ت	سب سے پہلا غزوہ کون سا ہوا؟	۴۳۵
	امام احمد بن اسحاق ثقہ ہیں	۴۳۵
	غزوہ ابواء	۴۳۷
	غزوہ بواط	۴۳۷
	غزوہ عشیرہ	۴۳۷
حدیث	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتنے غزوے کیے؟	۴۳۷
	غزوات کی تعداد	۴۳۷
	واقعہ بدر	۴۳۸
	غزوۂ بدر کا مقصود	۴۳۸
	سریۂ عبد اللہ بن جحش	۴۳۸
باب	آیہ کریمہ اذ تستغیثون ربکم کی تفسیر	۴۳۹
حدیث	حضرت مقداد بن اسود کی عرض ہم قوم موسیٰ کی طرح نہیں	۴۴۰
حدیث	بدر کے شرکا اور غیر شرکا برابر نہیں	۴۴۱
	اصحاب بدر کی تعداد	۴۴۱
حدیث	اصحاب بدر کی تعداد اصحاب طالوت کے برابر ہے	۴۴۲
	جنگ میں صرف تین سو نو شریک ہوئے	۴۴۲
	ابوجہل کے قتل کا بیان	۴۴۳
	حضرت امام اعظم پر ایک اعتراض کا جواب	۴۴۳
حدیث	ابوجہل کو کس نے قتل کیا؟	۴۴۳
حدیث	قیامت کے دن فیصلے کیلئے اللہ کے حضور سب سے پہلے کون کھڑا ہوگا؟	۴۴۳

	مضامین	صفحہ
حدیث	حضرت علی جنگ بدر میں شریک ہوئے	۴۴۵
حدیث	جنگ بدر میں مارے گئے چوبیس مشرکین کو کنویں میں ڈالا گیا	۴۴۵
	حضور ﷺ کا ارشاد: تم میری بات کو بدر کے مقتولین سے زیادہ نہیں سنتے	۴۴۶
حدیث	آیہ کریمہ الذین بدلوا نعمة الله کفرا کی تفسیر	۴۴۶
	مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ اصحاب بدر میں سے ہیں	۴۴۷
حدیث	سعید بن زید بن عمرو بدری تھے	۴۴۷
	عیادت کیلئے جمعہ کا چھوڑنا	۴۴۸
ت	سعد بن خولہ اصحاب بدر سے ہیں	۴۴۹
حدیث	اصحاب بدر تمام مسلمانوں سے افضل ہیں	۴۵۰
حدیث	رفاعہ اصحاب بدر سے ہیں	۴۵۰
	بیعت عقبہ افضل ہے یا جنگ بدر	۴۵۰
حدیث	حضرت جبریل مسلح ہو کر جنگ بدر میں شریک ہوئے	۴۵۱
حدیث	ابوزید اصحاب بدر سے تھے	۴۵۱
حدیث	قتادہ بن نعمان اصحاب بدر میں سے ہیں	۴۵۲
	ان کی آنکھ کا واقعہ	۴۵۲
	ابتدا میں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے کی اجازت نہ تھی	۴۵۲
حدیث	ابو ذات الکرش کو حضرت زبیر کا قتل کرنا	۴۵۳
	ان کی برچھی کی پذیرائی	۴۵۳
حدیث	حضرت سالم اصحاب بدر سے تھے	۴۵۴
	حضرت سالم کیلئے جوانی میں دودھ پینے پر رضاعت ثابت فرمائی	۴۵۴
حدیث	اور ہم میں ایک نبی ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے؟	۴۵۵

مضامین	صفحہ
حدیث سہیل بن حنیف اصحاب بدر سے تھے	۷۵۶
حدیث خنیس بن حذافہ اصحاب بدر سے تھے	۷۵۶
حضرت حفصہ کا حضور سے نکاح	۷۵۷
حدیث ابو مسعود بدری صحابی ہیں	۷۵۸
سورہ بقرہ کی دو آخری آیتوں کی فضیلت	۷۵۸
حدیث عتبان بن مالک بدر میں شریک تھے	۷۵۸
حدیث عامر بن ربیعہ بدر میں شریک تھے	۷۵۹
حدیث رفاعہ بن رافع بدر میں شریک تھے	۷۵۹
حدیث مقداد بن عمرو بدر میں شریک تھے	۷۵۹
اقرار اسلام کے بعد قتل جائز نہیں	۷۵۹
حدیث عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی اصحاب بدر سے ہیں	۷۶۱
حدیث اصحاب بدر کا وظیفہ پانچ ہزار تھا	۷۶۱
حدیث جبیر بن مطعم کے دل میں کس چیز سے ایمان کی جگہ بنائی؟	۷۶۱
ت حضرت عثمان کی شہادت کے وقت اصحاب بدر میں کوئی باقی نہیں بچا	۷۶۱
اور اس قول کی توجیہ	۷۶۲
ت قریش کے اکیاسی افراد بدر میں شریک تھے	۷۶۳
بخاری میں جن اصحاب بدر کا ذکر ہوا ہے ان کا شمار	۷۶۳
بنی نضیر کا قصہ	۷۶۵
یہ واقعہ کب پیش آیا؟	۷۶۵
حدیث قریظہ کا قصہ	۷۶۶
مدینے سے یہود کی جلاوطنی	۷۶۷
حدیث سورۂ حشر کے بارے میں ابن عباس نے کہا اس کو سورۃ النضیر کہو	۷۶۷
غزوۂ احد کا بیان	۷۶۸
حدیث یوم احد ایک جاں نثار کا واقعہ	۷۶۹

مضامین	صفحہ
احد پر حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر ہے	۷۶۹
جنگ احد میں دو گروہوں نے بزدلی دکھانے کا ارادہ کر لیا تھا	۷۷۰
حدیث حضرت جابر سے حضور کا ایک مکالمہ آیۂ کریمہ پھر تم پر غم کے بعد چین کی نیند اتاری کی تفسیر	۷۷۱
حدیث احد میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سر اقدس زخمی ہوا	۷۷۲
حدیث فجر میں قنوت پڑھنے کا ذکر	۷۷۲
ت قریش کے چند افراد کی ہلاکت کی دعا	۷۷۳
حضرت حمزہ کی شہادت کا بیان	۷۷۳
حضرت وحشی کی زبانی	۷۷۵
مسیلمہ کذاب کا قتل	۷۷۶
حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۷۷۷
وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۷۷۸
حضرت وحشی پر شراب خوری کی تردید	۷۷۸
یوم احد نبی ﷺ کو جو زخم پہنچا	۷۷۹
آیۂ کریمہ الذین استجابوا للہ والرسول الآیۃ کی تفسیر	۷۸۰
حدیث عرب کے قبائل میں انصار کرام سے زیادہ کوئی شہید نہیں	۷۸۱
غزوۂ رجیع اور بئر معونہ کا بیان	۷۸۲
حدیث بئر معونہ کا قصہ	۷۸۳
ت قنوت قبل رکوع ہے	۷۸۳
حدیث عامر بن طفیل کا انجام	۷۸۴
حدیث حرام بن ملحان کا شہادت پر خوش ہونا	۷۸۴
ت عامر بن فہیرہ شہادت کے بعد آسمان کی طرف اٹھائے گئے	

	مضامین	صفحہ
	غزوۂ خندق کا بیان	۷۸۵
ت	غزوۂ خندق کب ہوا تھا؟	۷۸۶
	غزوۂ خندق کی تفصیل	۷۸۶
	غزوۂ خندق میں عسرت	۷۸۷
حدیث	خندق کھودتے وقت ایک سخت چٹان کا واقعہ	۷۸۷
	دس آدمیوں کا کھانا تین ہزار نے کھایا	۷۸۸
حدیث	آیۂ کریمہ، اذ جآؤ کم من فوقکم کی تفسیر	۷۹۰
حدیث	حضرت ابن عمر سب سے پہلے غزوۂ خندق میں شریک ہوئے	۷۹۳
حدیث	اب ہم ان پر حملہ کریں گے وہ ہم پر حملہ نہیں کریں گے	۷۹۳
	غزوۂ خندق کے موقع پر حضور کی دعا	۷۹۳
	غزوۂ خندق سے واپسی اور بنی قریظہ پر حملے کا بیان	۷۹۳
	غزوۂ ذات الرقاع	۷۹۳
ت	پہلی نماز خوف غزوۂ ذات الرقاع میں پڑھی گئی	۷۹۳
ت	ابن عباس نے کہا کہ نماز خوف پہلے ذی قرد میں پڑھی گئی	۷۹۳
ت	حضرت جابر نے کہا پہلی بار نماز خوف یوم محارب وثعلبہ میں پڑھی گئی	۷۹۵
ت	غزوۂ ذات الرقاع میں قتال نہیں ہوا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی میں صلوۃ خوف پڑھی ”غزوۂ ذات الرقاع اور غزوۂ ذات القرد دو الگ الگ غزوے ہیں	۷۹۵
حدیث	غزوۂ ذات الرقاع کی وجہ تسمیہ	۷۹۶
حدیث	صلوۃ الخوف کی تفصیل	۷۹۶

	مضامین	صفحہ
ت	حضرت جابر نے فرمایا کہ صلوۃ خوف نخل میں پڑھی گئی	۷۹۷
ت	قاسم بن محمد نے کہا کہ صلوۃ خوف غزوۂ بنی انمار میں پڑھی	۷۹۷
حدیث	صلوۃ خوف کی تفصیل	۷۹۷
ت	حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ نجد میں صلوۃ خوف پڑھی	۷۹۸
	غزوۂ بنی مصطلق	۷۹۸
	واقعہ افک اسی غزوہ میں پیش آیا تھا	۷۹۸
	واقعہ افک	۷۹۹
حدیث	ام المومنین حضرت عائشہ نے فرمایا: "ولق" کے معنی جھوٹ کے ہیں	۷۹۹
حدیث	ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مدح میں حضرت حسان کا شعر	۸۰۰
حدیث	مرداس اسلمی اصحاب شجرہ میں سے تھے	۸۰۱
حدیث	شرکاء حدیبیہ کے وارثین کے ساتھ حضرت عمر کا احسان	۸۰۱
حدیث	بیعت شجرہ کی جگہ مسجد	۸۰۲
	لوگ کہاں کے چلے اور ان کی قیام گاہ متبرک مقام ہے	۸۰۳
	حضرت سعید بن مسیب کے قول کی توجیہ	۸۰۳
حدیث	ثابت بن ضحاک اصحاب بیعت رضوان سے ہیں	۸۰۳
حدیث	سورۂ فتح حدیبیہ کے مقام پر نازل ہوئی تھی	۸۰۳
حدیث	ظاہر اسلمی بیعت رضوان میں شریک تھے	۸۰۳
حدیث	اہبان بن اوس بیعت رضوان کے شرکاء میں سے تھے	۸۰۵

مضامین	صفحہ
حدیث سوید بن نعمان بیعت رضوان کے شرکاء میں سے تھے	۸۰۵
حدیث عائذ بن عمرو بیعت رضوان کے شرکاء میں سے تھے	۸۰۶
حدیث سورہ فتح کی فضیلت	۸۰۶
حدیث صلح حدیبیہ کی تفصیل	۸۰۷
حدیث حضرت عمر اپنے صاحبزادے عبداللہ سے پہلے اسلام لائے	۸۰۸
عکل اور عرینہ کا قصہ	۸۰۹
قسامت حق ہے عکل و عرینہ کا قصہ اس کے معارض نہیں	۸۰۹
غزوہ ذات القرد	۸۱۰
غزوہ خیبر	۸۱۱
حدیث خیبر کے راستے کا ایک ایمان افروز واقعہ	۸۱۱
حضور یہ جانتے تھے کہ کون کہاں مرے گا؟	۸۱۱
موت و زیست حضور کے اختیار میں ہے	۸۱۲
"اللھم لو لا انت" میں "اللھم" برکت کیلئے ہے اور خطاب حضور سے ہے	۸۱۳
ہندی محشی بخاری کا رد	۸۱۳
حدیث حضرت سلمہ کے زخم پر ایسا لعاب لگایا کہ انہیں کبھی تکلیف نہیں ہوئی	۸۱۴
حدیث خیبر کے دن متعہ سے منع فرمایا	۸۱۵
حدیث یوم خیبر گدھے کے گوشت کو حرام فرمایا	۸۱۶
حدیث غزوہ خیبر میں دیسی گدھے کے گوشت کو حرام فرمایا	۸۱۶
حدیث دیسی گدھوں کے بارے میں حضرت ابن عباس کی توجیہ	۸۱۶
حدیث خیبر کے دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سوار کو دو حصے دیے اور پیدل کو ایک	۸۱۷

مضامین	صفحہ
حدیث خیبر میں صرف جانور اور سامان اور مال غنیمت ملے	۸۱۷
مال غنیمت میں خیانت پر عذاب	۸۱۷
مفتوحہ پوری بستی مجاہدین پر تقسیم نہ کرنے کی حکمت	۸۱۸
حدیث ام المومنین کا ارشاد: فتح خیبر کے بعد ہم لوگ اب پیٹ بھر کر کھجوریں کھائیں گے	۸۱۹
حدیث حضرت ابن عمر کا ارشاد: جب تک ہم نے خیبر نہیں فتح کر لیا ہم کو پیٹ بھر کھانا نہیں نصیب ہوتا تھا	۸۱۹
حدیث مصاہرۂ نبی کی حکمت	۸۲۰
غزوہ موتہ کا بیان	۸۲۰
حدیث غزوہ موتہ میں زید بن حارثہ کو امیر بنایا	۸۲۱
اس جنگ میں حضرت جعفر کو نوے سے زیادہ زخم لگے تھے	۸۲۲
حدیث غزوہ موتہ میں حضرت خالد کے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں	۸۲۲
حدیث مرنے والے کی مبالغے کے ساتھ تعریف ممنوع ہے	۸۲۲
حدیث حضرت اسامہ کی ایک لغزش پر عتاب	۸۲۲
حدیث سلمہ بن اکوع نے حضور کے ہمرکاب سات غزوے کیے	۸۲۳
غزوہ فتح کا بیان	۸۲۴
غزوہ فتح رمضان میں ہوا تھا	۸۲۴
یوم فتح کہاں جھنڈا گاڑا تھا؟	۸۲۵
لشکر اسلام کا مکے کی طرف کوچ کرنے کا منظر	۸۲۶
حدیث مکے میں داخلے کے وقت سورہ فتح کی تلاوت	۸۲۸

مضامین	صفحہ
فتح مکہ کے دن ہاتھ پھیرا	۸۲۹
حدیث سنین ابی جمیلہ فتح مکہ کے موقع پر حضور کے ساتھ تھے	۸۲۹
حدیث فتح مکہ کے بعد ہر قبیلہ اسلام کی طرف سبقت کرنے لگا	۸۳۰
حدیث فتح مکہ کے موقع پر ایک عورت کی چوری کا قصہ	۸۳۱
غزوۂ حنین کا بیان	۸۳۲
حدیث عبد اللہ بن ابی اوفی کے ہاتھ میں ایک زخم	۸۳۳
غزوۂ اوطاس کا بیان	۸۳۳
حدیث درید بن صمہ کا قتل	۸۳۴
غزوۂ طائف	۸۳۶
مخنثوں کو گھروں میں آنے دینا منع ہے	۸۳۶
غزوۂ طائف کا انجام	۸۳۷
حدیث حضرت ابو بکرہ کا طائف سے نکل کر خدمت اقدس میں حاضر ہونا	۸۳۷
حدیث ایک اعرابی کا گنوارپن	۸۳۹
حنین کی مال غنیمت نہ دینے کی حکمت	۸۴۰
خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجا	۸۴۲
سریہ انصار کا بیان	۸۴۳
امیر کی اطاعت صرف اچھے کام میں ہے	۸۴۳
حضرت ابو موسیٰ اور حضرت معاذ کو یمن کی جانب بھیجا	۸۴۴
مرتد کی سزا	۸۴۵
حدیث ہر نشہ آور حرام ہے	۸۴۶
حدیث اللہ نے ابراہیم کو خلیل بنایا	۸۴۷
حضرت علی اور حضرت خالد کو یمن کی طرف بھیجا	۸۴۷
حدیث حضرت علی کی ایک خصوصیت	۸۴۷
غزوۂ ذات السلاسل	۸۴۸
حضرت جریر کا یمن کی طرف جانا	۸۵۰
غزوۂ سیف البحر	۸۵۱
حدیث حضرت قیس بن سعد کی سخاوت	۸۵۱
اسلام کا پہلا حج	۸۵۲
غزوۂ بنی تمیم	۸۵۳
حدیث بنی تمیم کو امیر بنائے جانے میں اختلاف ہوئے	۸۵۴
بنی حنیفہ کا وفد	۸۵۴
حدیث ثمامہ بن اثال کا قصہ	۸۵۵
حدیث مشرکین ایک پتھر کو پوجتے جب اس سے اچھا کوئی پتھر مل جاتا تو پہلے والے کو پھینک دیتے	۸۵۷
حدیث ایمان یمن والوں کا ہے' غرور اور تکبر اونٹ والوں میں ہے	۸۵۸
فتنہ وہاں ہے جہاں سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے	۸۵۹
مقتدی کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن مسعود کا ارشاد	۸۵۹
عدی بن حاتم کا قصہ	۸۶۰
حدیث عدی بن حاتم کی فضیلت	۸۶۱
حجۃ الوداع کا قصہ	۸۶۱
حدیث حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول کہ جو طواف کرے وہ احرام سے باہر ہو جائے گا	۸۶۲
حدیث بیت اللہ میں داخلہ	۸۶۳
غزوۂ تبوک کا بیان	۸۶۳
حضرت کعب بن مالک کی حدیث	۸۶۳

Copyright ©
All Rights reserved
This book is registered under the copyright act. Reproduction of any part, line, paragraph or material from it is a crime under the above act.

جملہ حقوق محفوظ ہیں
یہ کتاب کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ جس کا کوئی جملہ، پیرا، لائن یا کسی قسم کے مواد کی نقل یا کاپی کرنا قانونی طور پر جرم ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

اشاعت اول ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ / جولائی ۲۰۰۰ء
اشاعت ثانی رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ / اکتوبر ۲۰۰۷ء
مطبع [illegible] لاہور
قیمت ۲۰۰۰ روپے (مکمل سیٹ)

Farid Book Stall®
Phone No:092-42-7312173-7123435
Fax No.092-42-7224899
Email:info@faridbookstall.com
Visit us at:www.faridbookstall.com

فرید بک سٹال
۳۸ اردو بازار لاہور
فون نمبر ۹۲۔۴۲۔۷۳۱۲۱۷۳،۷۱۲۳۴۳۵
فیکس نمبر ۹۲۔۴۲۔۷۲۲۴۸۹۹
ای میل info@faridbookstall.com
ویب سائٹ www.faridbookstall.com

مضامین	صفحہ
غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہونے والوں کی تعداد اسی سے زیادہ ہے، تین کے علاوہ سب کا عذر قبول فرمایا	۸۷۹
غزوۂ بدر، بیعت عقبہ سے افضل ہے	۸۷۹
کسریٰ اور قیصر کو دعوت اسلام	۸۸۰
حدیث وہ قوم ہرگز فلاح نہ پائے گی جو اپنی حکومت کسی عورت کو سپرد کرے	۸۸۰
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری اور وصال	۸۸۱
ت علالت کا سبب خیبر میں زہر آلود گوشت کھانا تھا	۸۸۲
حدیث کوئی نبی اس وقت تک وصال نہیں فرماتا جب تک اسے دنیا اور آخرت میں اختیار نہ دے دیا جائے	۸۸۲
حدیث کسی نبی کو اس وقت تک نہیں اٹھایا جاتا جب تک وہ جگہ نہ دیکھ لے جو جنت میں اس کے لیے ہے	۸۸[illegible]
حدیث جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی تو معوذتین پڑھ کر اپنے جسم پر دم فرماتے	۸۸۳
حدیث حضور کی یہ دعا اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما	۸۸۴
حدیث ام المومنین نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال اس حالت میں ہوا کہ حضور کا سر اقدس میری گردن کی ہنسلی اور ٹھوڑی کے درمیان تھا	۸۸۴
حدیث حضرت عباس کا حضرت علی سے کہنا تم تین دن کے بعد لاٹھی کے غلام ہوگے	۸۸۵
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا تھا	۸۸۷
حدیث اس بارے میں ام المومنین کی تشریح	۸۸۷
حدیث ام المومنین نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال میرے گھر میں اور میری باری میں ہوا تھا	۸۸۸
حدیث حضرت ابوبکر نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بعد وصال بوسہ لیا	۸۸۸
حدیث منہ میں دوا ڈالنے پر ناگواری کا اظہار	۸۸۹
حضور کا ارشاد: آج کے بعد تمہارے باپ کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی	۸۹۰
مرض وصال میں اسامہ بن زید کو روم کی طرف بھیجا	۸۹۱
حضرت اسامہ کی لشکر کشی کا اثر	۸۹۱

◆

WWW.NAFSEISLAM.COM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الجہاد

ص ۳۹۰

جہاد کے معنی لغت میں مشقت اٹھانے کے ہیں۔ اور اصطلاح شرع میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے کفار کے ساتھ قتال کی مشقت اٹھانے کے ہیں نیز کبھی کبھی جہاد کے معنی یہ بھی آتے ہیں کہ آدمی اللہ کی رضا کے لئے اعمال شاقہ کرے اور نفس کو اس کی مرضی کے خلاف اعمال خیر میں لگائے اور اسے ذلیل کرے۔

بشرط استطاعت واستجماع شرائط جہاد فرض کفایہ ہے۔ لیکن اگر دشمن ہجوم کر آئیں تو فرض عین ہے یہاں تک کہ عورتوں پر بھی۔

حدیث
۱۵۲۱

اَخْبَرَنِیْ اَبُوْحَصِیْنٍ اَنَّ ذَکْوَانَ حَدَّثَہٗ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی کہ ایک صاحب رسول اللہ
تَعَالٰی عَنْہُ حَدَّثَہٗ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا مجھے ایسا کام بتائیے جو جہاد کے برابر ہو
فَقَالَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ یَعْدِلُ الْجِہَادَ قَالَ ھَلْ تَسْتَطِیْعُ اِذَا خَرَجَ الْمُجَاھِدُ
فرمایا میں ایسا کوئی کام نہیں پاتا۔ مزید فرمایا۔ کیا تو اس کی استطاعت رکھتا ہے کہ جب مجاہد

تشریحات
۱۵۲۱

مسلم میں[1] بطریق سہیل بن ابی صالح عن ابیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے اسی مضمون کی یہ حدیث ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ جہاد فی سبیل اللہ کے برابر کون سا عمل ہے۔ فرمایا۔ تم اسے نہیں کر سکو گے۔ لوگوں نے دو یا تین مرتبہ لوٹایا ہر مرتبہ حضور یہی فرماتے رہے تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔ تیسری مرتبہ حضور نے فرمایا۔ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثل

---

[1] جلد ثانی امارۃ ص ۱۳۲

أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُوْمَ وَلَا تَفْتُرَ وَتَصُوْمَ وَلَا تُفْطِرَ - قَالَ وَمَنْ

جہاد کے لیے جائے (تو اس کے واپس لوٹنے تک) تم اپنی مسجد میں جا کر مسلسل نماز پڑھتے رہو اور ذرا دیر کیلئے

يَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ إِنَّ فَرَسَ الْمُجَاهِدِ لَيَسْتَنُّ فِيْ طِوَلِهٖ

بھی نہ بند کرو اور متواتر روزے رکھتے رہو اور کبھی نہ چھوڑو۔ انھوں نے عرض کیا یہ کون کر سکتا ہے۔ ابوہریرہ

فَيُكْتَبُ لَهٗ حَسَنَاتٍ سه

نے فرمایا کہ مجاہد کا گھوڑا اپنی رسی میں چلتا ہے تو اس کے ہر قدم پر مجاہد کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

بَابٌ أَفْضَلُ النَّاسِ مُؤْمِنٌ مُجَاهِدٌ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ص ۳۹۱

سب سے افضل وہ مومن ہے جو اپنی جان مال کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا ہو۔

حدیث ۱۵۲۲

حَدَّثَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ حَدَّثَهٗ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی۔ کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ

قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کون شخص افضل ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مومن جو اللہ کی راہ میں

اس شخص کی ہے جو اللہ کی آیتوں کے ساتھ قائم ہے نماز روزہ ایک دم کے لیے بھی نہیں چھوڑتا یہاں تک کہ مجاہد اپنے گھر لوٹ آئے۔

اس کا مفاد یہ ہے کہ مجاہد جس وقت اپنے گھر سے جہاد کے لیے نکلتا ہے۔ ہر آن ہر لحظہ اللہ کی عبادت میں رہتا ہے۔ اس کا سونا جاگنا، کھانا پینا سب عبادت ہے۔ یہاں تک کہ گھوڑے کو کھلانا پلانا اسے چرانا اس کی لید اٹھانا سب عبادت ہے۔ حتیٰ کہ گھوڑا چلنے کے لیے جو قدم اٹھاتا ہے ہر قدم پر مجاہد کے لیے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اس لیے مجاہد کے برابر وہی ہو سکتا ہے جو چوبیس گھنٹے نمازیں پڑھتا رہے یا کوئی بھی عبادت کرتا رہے۔ ایک آن کے لیے دم نہ لے اور اس کی کوئی استطاعت نہیں رکھ سکتا اسلئے جہاد کے برابر کوئی عمل نہیں۔

تشریحات ۱۵۲۲

فی شعب من الشعاب۔ گھاٹی کا ذکر بطور مثال ہے۔ مراد یہ ہے کہ جو شخص لوگوں سے الگ رہ کر شریعت کے حدود کی پابندی کرتا ہے اور یہ اس شخص کے لیے ہے جسے یہ اندیشہ ہو کہ اگر لوگوں سے

سه نسائی جہاد۔

مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ قَالُوا ثُمَّ مَنْ قَالَ مُؤْمِنٌ فِي

اپنی جان و مال کے ساتھ جہاد کرے۔ لوگوں نے عرض کیا پھر کون فرمایا وہ مومن جو پہاڑ

شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَتَّقِي اللهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ ھ

کی کسی گھاٹی میں ہو۔ اللہ سے ڈرے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے۔

حدیث ۱۵۲۳ اَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ وَاللهُ اَعْلَمُ

علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال اور اللہ خوب جانتا ہے کہ

بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ وَتَوَكَّلَ اللهُ لِلْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِهِ

کون اس کے راستے میں جہاد کرتا ہے ہمیشہ روزہ رکھنے والے ہمیشہ عبادت کرنے والے کی ہے اور اپنے

اختلاط کرے گا تو فتنہ میں پڑ جائے گا۔ لیکن جو شخص قوی ہو اور اسے یہ اعتماد ہو کہ عوام کے ساتھ اختلاط کے باوجود فتنے میں مبتلا نہ ہوگا اسے افضل یہی ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ رہے بلکہ اگر اسے اس کا ظن غالب ہو کہ عوام الناس کے ساتھ اختلاط میں عوام کی اصلاح کر سکے گا۔ تو اس کے لیے گوشہ نشینی جائز نہیں۔ ایک حدیث میں ہے۔ وہ مومن جو لوگوں سے خلط ملط رکھے اور ان کی ایذا پر صبر کرے اس سے بڑھ کر ثواب میں ہے جو لوگوں سے ملتا جلتا نہیں اور ان کی ایذا پر صبر نہیں کرتا لہ

تشریحات ۱۵۲۳ ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ام سُلیم کی بہن تھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان کے وہاں تشریف لے جانا اس بنا پر تھا کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محرم تھیں۔ رشتہ کیا تھا۔ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ ابو عمرو نے کہا کہ انھوں نے اور ان کی بہن ام سُلیم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا اور بہت سے حضرات نے یہ فرمایا کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دادی حضرت عبد المطلب کی والدہ سلمیٰ کے رشتے سے حضور کی خالہ تھیں۔ اس لیے کہ سلمیٰ بنی نجار کی فرد مدینہ کی باشندہ تھیں کچھ اور لوگوں نے کہا کہ یہ حضور کی رضاعی خالہ تھیں۔ علامہ ابن جوزی نے کہا

ھ ثانی الرقاق باب العزلۃ راحۃ ص ۹۶۱ مسلم ابو داؤد ترمذی نسائی جہاد ابن ماجہ فتن۔

لہ ترمذی جلد دوم ص ۷۷

بِاَنْ يَّتَوَفَّاهُ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرْجِعَهُ سَالِمًا مَعَ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ ۔

راستے میں جہاد کرنے والے کے بارے میں اللہ نے یہ ذمہ کرم لے لیا ہے کہ اسے وفات دیگا تو جنت میں داخل کرے گا یا اجر یا غنیمت کے ساتھ صحیح وسالم لوٹائے گا۔

بَابُ الدُّعَاءِ بِالْجِهَادِ وَالشَّهَادَةِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ ص ۳۹۱

مرد اور عورتوں کے لیے جہاد اور شہادت کی دعا کرنا ۔

حدیث ۱۵۲۳

عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ
اسحق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت انس بن مالک
سَمِعَهُ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلٰى اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ام حرام بنت ملحان
مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ وَكَانَتْ اُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا
کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ وہ حضور کی خدمت میں کھانا پیش کرتیں اور ام حرام عبادہ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَطْعَمَتْهُ وَجَعَلَتْ تَفْلِيْ رَاْسَهُ فَنَامَ
بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ
ان کے یہاں تشریف لے گئے۔ انھوں نے حضور کو کھلایا۔ (اس کے بعد حضور لیٹ گئے) اور
مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
وہ حضور کے سر میں جوئیں تلاش کرنے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سو گئے کچھ دیر کے بعد

کہ انھوں نے بعض محققین سے سنا ہے کہ ام سلیم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کی رضاعی بہن تھیں۔ بہرحال اتنا طے ہے کہ ام حرام کسی بھی رشتہ کی بنا پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محرم تھیں ورنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو اس کی اجازت نہیں دیتے کہ وہ حضور کے سر میں جوئیں تلاش کریں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر اقدس میں جوئیں نہیں تھیں۔ حضرت ام حرام کا یہ فعل یا تو اس بنا پر تھا کہ انھیں یہ معلوم نہ تھا یا غایت محبت کی بنا پر تھا بالوں میں انگلیاں کرنے سے نیند بہت جلد آجاتی ہے۔

يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْاَسِرَّةِ اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ

مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ انھوں نے عرض کیا۔ حضور کس بات پر ہنس رہے ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ میری امت

شَكَّ اِسْحٰقُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا

کے کچھ لوگ راہ خدا میں جہاد کرتے ہوئے میرے سامنے پیش ہوئے جو تخت نشین بادشاہوں کی طرح اس سمندر

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَضَعَ رَاْسَهٗ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ

کے بیچ میں سوار ہوں گے۔ ام حرام نے کہا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ سے دعا فرمایئے کہ مجھے ان میں

يَضْحَكُ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ

کردے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

ملوکا علی الاسرۃ

اس کا ایک معنی یہ ہے کہ وہ بحری بیڑوں میں اس شان سے سوار ہوں گے جیسے بادشاہ تخت پر ہوتا ہے۔ علامہ ابن عبد البر نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان غازیوں کو جنت میں بادشاہوں کی طرح تخت پر بیٹھے ہوئے ملاحظہ فرمایا۔

حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبرص کی جنگ میں اپنے شوہر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ گئی تھیں۔ قبرص کی فتح کے بعد واپسی میں ان کی سواری کے لئے خچر لایا گیا۔ سوار ہوتے وقت گر پڑیں اور واصل بحق ہوگئیں۔ ان کا مبارک مزار قبرص (کریٹ) میں ہے۔ علامہ عینی وغیرہ نے لکھا ہے کہ قبرص والے ان کی مزار کی تعظیم کرتے ہیں اور اس کے وسیلے سے بارش کی دعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک نیک عورت کا مزار ہے۔ اس تقدیر پر حین خرجت من البحر کا مطلب یہ ہوا کہ جب وہ سمندر سے نکل کر جزیرہ میں گئی تھیں۔ یہ جنگ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں حضرت امیر معاویہ کی سرکردگی میں سنہ ۲۷ یا ۲۸ھ میں ہوئی تھی۔ ویسے کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال حضرت معاویہ کے عہد حکومت میں ہوا تھا اور یہی امام بخاری و مسلم کے ظاہر الفاظ سے مترشح ہے۔ لیکن پہلا قول زیادہ مشہور ہے اور اہل سیر نے اسی کو ذکر کیا ہے۔ اس تقدیر پر امام بخاری و مسلم کی روایت فی زمان معاویۃ کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت معاویہ کے سمندری جنگ کے زمانے میں۔

حضرت عمر نے شفقت کی بنا پر مسلمانوں کو سمندری جنگ سے منع فرما دیا تھا۔ حضرت امیر معاویہ نے اجازت بھی طلب کی تو بھی اجازت نہیں دی۔ مگر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو ان سے اجازت طلب کی اور انھوں نے اجازت دیدی۔ اور فرمایا کسی کو مجبور مت کرنا جو خوشی سے جائے اسے جانے دو۔ اجازت

غَزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا قَالَ فِي الْاُوْلٰى قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ

سر اقدس رکھا۔ پھر ہنستے ہوئے جاگے۔ میں نے عرض کیا کس چیز نے آپ کو ہنسایا۔ یارسول اللہ! فرمایا میری

اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِيْ زَمَانِ مُعَاوِيَةَ

امت کے کچھ لوگ راہ خدا میں جہاد کرتے ہوئے مجھ پہ پیش کیے گئے۔ جیسا کہ پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔ انھوں نے عرض

بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ ؎

کیا یارسول اللہ! اللہ سے دعا فرمایئے کہ مجھے ان میں کردے۔ فرمایا تو پہلے والوں میں سے۔ ام حرام معاویہ بن ابوسفیان

کے زمانے میں سمندر میں سوار ہو کر گئیں اور سمندر سے نکلنے کے بعد اپنی سواری سے گر پڑیں اور وفات پاگئیں۔

اس کے بعد حضرت معاویہ نے صحابہ کرام کی جماعت کے ساتھ سمندری جہاد شروع فرمایا۔ پہلا حملہ قبرص پر کیا تھا۔ اس جنگ میں حضرت ابوذر، حضرت عبادہ بن صامت ان کی بیوی ام حرام، حضرت شداد بن اوس اور حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین شریک تھے۔

یہی حدیث باب قتال الروم میں بطریق عمیر بن اسود عنسی یوں مروی ہے کہ ام حرام نے ان سے یہ بیان فرمایا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا	میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر میں جہاد کرے گا اس نے
قالت ام حرام قلت یارسول اللہ انا فیہم قال	جنت اپنے اوپر واجب کرلی ام حرام نے کہا۔ میں نے
انت فیہم قالت ثم قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ	عرض کیا یارسول اللہ! میں ان میں ہوں فرمایا تو ان میں ہے
وسلم اول جیش من امتی یغزون مدینة قیصر	اس کے بعد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا
مغفور لہم فقلت انا فیہم یارسول اللہ قال لا	پہلا لشکر جو قیصر کے شہر پر چڑھائی کریگا بخش دیا جائیگا۔ ام حرام نے عرض کیا یارسول اللہ! میں انھیں میں ہوں فرمایا نہیں (تو پہلے والوں میں ہے)

مودودی اور ان سے سیکھ کر آج کل عام دیوبندی اس حدیث سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ یزید حق پر تھا اور حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاطی تھے۔ اس لیے کہ قسطنطنیہ کے ایک حملے میں یزید بھی شریک تھا اور اس حدیث میں اس جنگ کے شرکاء کے بارے میں مغفور لہم کہا گیا ہے۔

؎ باب فضل من یصرع فی سبیل اللہ ص ۳۹۲۔ باب غزو المرأة فی البحر ص ۴۰۳ باب رکوب البحر ص ۴۰۳ باب ما قیل فی قتال الروم ص ۴۱۰ ثانی کتاب الاستیذان باب من زار قوما فقال عندهم ص ۹۲۹ کتاب التعبیر باب رؤیا النہار ص ۱۰۳۹ مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی جہاد۔

بَابُ دَرَجَاتِ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ ص ۳۹۱

راہ خدا میں جہاد کرنے والوں کے درجے

يُقَالُ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ وَهٰذَا سَبِيْلِيْ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللهِ غُزًّى وَاحِدُهَا غَازٍ هُمْ دَرَجَاتٌ لَهُمْ دَرَجَاتٌ۔

سبیل مذکر و مونث دونوں طرح مستعمل ہے ابو عبداللہ (امام بخاری) نے کہا غزی جمع ہے اور اس کا واحد غازی ہے۔ ھم درجات سے مراد یہ ہے کہ ان کے لئے درجات ہیں۔

حدیث ۱۵۲۵ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰمَنَ بِاللهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور نماز قائم کرے اور رمضان کا روزہ رکھے

اقول وھوالمستعان۔ اس موضوع پر ہم نے مقالات امجدی میں سیر حاصل بحث کی ہے۔ نیز شرح بخاری جلد ثالث میں بھی اس پر بقدر ضرورت کلام مذکور ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔

اولاً یہ بشارت اس لشکر کے مجاہدین کے لئے ہے جو مدینہ قیصر پر پہلا حملہ کریں مدینہ قیصر کے معنی کسی لغت میں قسطنطنیہ کے نہیں۔ قیصر کا کوئی بھی شہر ہو سکتا ہے جو اس کی قلمرو میں داخل ہو۔

قیصر کے ملک پر پہلا حملہ جمادی الاولی ۸ھ میں عہد رسالت میں ہوا تھا۔ اس کا نام غزوہ موتہ ہے۔

ثانیاً اگر مدینہ قیصر سے اس کا دار السلطنت مراد لیا جائے تو عہد رسالت و خلفاء راشدین میں قیصر کا دار السلطنت حمص تھا جو عہد فاروقی ۱۵ھ میں فتح ہوا۔

ثالثاً اور اگر کسی کو ضد ہی ہو کہ اس حدیث میں مدینہ قیصر سے قسطنطنیہ ہی مراد ہے تو قسطنطنیہ پر پہلا حملہ ۳۲ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر کمان ہوا تھا۔ یزید جس لشکر میں شریک تھا وہ لشکر ۴۹ھ یا ۵۰ھ یا ۵۲ھ میں حملہ آور ہوا تھا۔ تاریخ کی کتابوں سے ظاہر ہے کہ اس سے پہلے قسطنطنیہ پر تین یا چار بار حملہ ہو چکا تھا۔

رابعاً۔ اس حدیث میں بطریق اسحٰق جو روایت ہے اس میں تصریح ہے کہ یہ بشارت اس لشکر کے لئے ہے جو بحری راستہ سے مدینہ قیصر پر حملہ کرے۔ یزید جس لشکر میں شریک تھا وہ خشکی کے راستے سے گیا تھا اس لئے وہ اس بشارت کا مستحق نہیں۔ بحری راستے پر قسطنطنیہ پر پہلا حملہ عقبہ بن عامر نے کیا تھا۔ اسلئے اس بشارت کے وہ لوگ مستحق ہو سکتے ہیں جو لوگ اس لشکر میں شریک تھے

وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ جَاهَدَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

تو اللہ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اسے جنت میں داخل فرمائے۔ اللہ کے راستے میں جہاد

اَوْ جَلَسَ فِىْ اَرْضِهِ الَّتِىْ وُلِدَ فِيْهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نُبَشِّرُ النَّاسَ

کرے یا اپنی اس زمین میں بیٹھا رہے جس زمین میں پیدا ہوا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم

قَالَ اِنَّ فِى الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

لوگوں کو بشارت نہ دیدیں۔ فرمایا بیشک جنت میں سو درجے ہیں جنھیں اللہ نے راہ خدا میں جہاد کرنیوالوں

تشریحات

۵، ۲، ۱۴

لفظ سبیل مذکر بھی ہے مونث بھی ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا [1] تاکہ بغیر علم کے اللہ کے راستے سے ہٹائے اور اسے ٹھٹھا بنالے۔

فراء نے کہا کہ یتخذها کی ضمیر مونث منصوب متصل کا مرجع آیات قرآن بھی ہو سکتی ہیں اور اگر تم چاہو تو سبیل کو بھی بنا دو اس لئے کہ وہ کبھی مونث مستعمل ہوتی ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا۔ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِىْ [2] فرما دو یہ میرا راستہ ہے۔

کتاب التوحید میں۔ جاهد فی سبیل الله۔ کی جگہ هاجر فی سبیل الله ہے اس حدیث میں زکوۃ اور حج کا ذکر نہیں۔ علامہ کرمانی نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے یہ ارشاد زکوۃ اور حج کی فرضیت سے پہلے کا ہو اس پر صاحب کوثر نے کہا۔ اس میں نظر ہے۔ اس لئے کہ زکوۃ خیبر کے پہلے فرض ہوئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیبر میں حاضر ہوئے۔

اقول وھو المستعان۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث کو بلا واسطہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہو۔ صحابہ کرام کی عادت معلوم ہے کہ وہ بہت سی احادیث دوسرے صحابہ کرام سے سن کر روایت کرتے ہیں۔ اور اس صحابی کا نام نہیں لیتے۔ ہو سکتا ہے یہاں بھی ایسا ہی ہوا ہو۔

اور یہ بھی ممکن ہے جیسا کہ علامہ کرمانی نے علی الاحتمال ذکر کر کے اشارہ فرمایا ہے کیونکہ زکوۃ اور حج ہر مسلمان پر فرض نہیں۔ مالداروں پر فرض ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باعتبار اغلب و اکثر کے ایسا ارشاد فرمایا۔ زکوۃ اور حج کا ذکر نہیں فرمایا۔

افلا نبشر الناس قال اس کا حاصل یہ ہے کہ اتنی ہی بشارت لوگوں کو نہ دو ورنہ لوگ جہاد سے سستی کرنے لگیں گے

---

[1] سورہ لقمان (۶)، [2] یوسف (۱۰۸)

مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْأَلُوهُ

کے لئے مہیا فرمایا ہے۔ ہر دو درجے میں اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہے اور جب تم

الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ أُرَاهُ قَالَ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ

اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔ اس لئے کہ یہ جنت کے بیچ میں ہے اور سب سے بلند ہے میں گمان

وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ ـه

کرتا ہوں کہ انھوں نے کہا کہ اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں نکلی ہیں۔ اور محمد بن فلیح نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے کہا اور اس کے اوپر عرش رحمٰن ہے۔

بشارت دینا ہے تو ساتھ ہی ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کے ان فضائل کو بھی بیان کر دو تاکہ جہاد کی طرف سے لوگوں میں سستی نہ پیدا ہو۔

فانه اوسط الجنة کچھ شارحین نے پہلے یہ شبہہ پیش فرمایا کہ فردوس جب بیچ جنت میں ہے تو سب سے اوپر کیسے ہو گئی۔ پھر خود جواب یہ ارشاد فرمایا کہ اوسط سے مراد افضل و بہتر ہے۔

اقول وهو المستعان۔ اس تکلف کی کوئی حاجت نہیں اسکو اوسط اپنے اردگرد کے اعتبار سے کہا گیا ہے۔

ومنه تفجر انهار بعض شارحین نے کہا کہ منہ کی ضمیر کا مرجع عرش ہے لیکن ان کا یہ وہم ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اس کا مرجع فردوس ہے۔ فردوس مذکر بھی مستعمل ہے اور مونث بھی۔

قال محمد امام بخاری اس تعلیق کے ذکر سے یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ یحییٰ بن صالح نے وفوقه عرش الرحمن۔ کو بصیغۂ شک ذکر کیا تھا اور محمد بن فلیح کی روایت میں بغیر شک کے ہے۔

تشریح ۱۵۲۷ بدء الخلق اور رقاق میں قاب قوس کے بجائے موضع سوط ہے۔ یعنی جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا اور ما فیہا سے بہتر ہے۔

توضیح باب حُوْر حَوْرَاءُ کی جمع ہے۔ یہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کی آنکھ کی سفیدی بے داغ اور شفاف ہو اور اس کی پتلی خوب کالی ہو۔ عِیْنٌ۔ عیناء کی جمع ہے۔ یہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کی آنکھ بڑی ہو۔ اس کا مذکر اَعْیَنُ ہے۔ عین اصل میں فُعْلٌ کے وزن پر مضموم العین تھا۔ یا کی مناسبت سے عین کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا۔

تشریحات ۲۹ ۱۵ باب تمنی المجاہد میں یہ حدیث بطریق قتادہ ان الفاظ میں مروی ہے۔ جنت میں داخل ہونے والا

ـه ثانی التوحید باب وکان عرشہ علی الماء ص ۱۱۰۳۔ مسند امام احمد بن حنبل جلد دوم ص ۳۳۵

بَابُ الْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَابِ قَوْسِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ ص ۳۹۲

اللہ کے راستہ میں صبح وشام چلنا اور تمہاری کمان کی مقدار جنت میں۔

حدیث ۱۵۲۶

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَغَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ـ

اللہ کی راہ میں صبح سے دوپہر تک یا دوپہر سے شام تک چلنا دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔

حدیث ۱۵۲۷

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں

عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَابُ قَوْسٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ

کہ فرمایا کمان کی مقدار جنت میں اس سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے اور ڈوبتا ہے۔ اور

عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ وَقَالَ الْغَدْوَةُ أَوِ الرَّوْحَةُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ

فرمایا صبح سے دوپہر تک اور دوپہر سے شام تک اللہ کی راہ میں چلنا ان تمام چیزوں سے بہتر

الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ ـ

ہے جن پر سورج طلوع ہوتا اور غروب ہوتا ہے۔

حدیث ۱۵۲۸

عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

حضرت سہل بن سعد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا اللہ کی راہ میں

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّوْحَةُ وَالْغَدْوَةُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَفْضَلُ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ـ

صبح سے دوپہر تک اور دوپہر سے شام تک چلنا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے افضل ہے۔

کوئی بھی دنیا کی طرف لوٹنا پسند نہیں کرے گا اگرچہ اسے زمین سے کچھ بھی دیا جائے سوائے شہید کے کہ وہ دنیا کی طرف لوٹنے کی تمنا کرے گا کہ دس مرتبہ شہید کیا جائے۔ کیونکہ اس نے شہادت کی فضیلت دیکھ لیا ہے۔

سہ باب حور العین ص ۳۹۱ کتاب الرقاق باب صفة الجنة والنار۔

۵۰۰ جلد ۲ [illegible] ابواب فی صفة الجنة [illegible]

سہ [illegible] صفة الجنة ص ۲۶ کتاب الرقاق باب مثل الدنیا والآخرۃ ص ۴۳۹ مسلم جہاد نسائی النسا

بَابُ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَصِفَتِهِنَّ يُحَارُ فِيْهَا الطَّرْفُ شَدِيْدَةُ سَوَادِ الْعَيْنِ شَدِيْدُ

حور عین کیا ہیں اور ان کا وصف کیا ہے ؟ جنہیں دیکھ کر آنکھ حیران رہ جائے گی۔ آنکھ کی

بَيَاضِ الْعَيْنِ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ اَنْكَحْنَاهُمْ ص ۳۹۲

سیاہی خوب تیز ہوگی اور سفیدی تیز۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد وزوجناھم بحور عین میں زوجناھم کے معنی

یہ ہیں کہ ہم نے ان کا نکاح حور عین سے کیا۔

حدیث ۱۵۲۹ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حمید نے کہا۔ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی صلی اللہ تعالیٰ

قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَمُوْتُ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ يَسُرُّهُ اَنْ يَرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا

علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ فرمایا کوئی بندہ ایسا نہیں جس کے لیے مرنے کے بعد اللہ کے یہاں

وَاَنَّ لَهُ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا اِلَّا الشَّهِيْدُ لِمَا يَرٰى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ فَاِنَّهُ يَسُرُّهُ اَنْ

خیر ہو اور وہ یہ پسند کرے کہ اس حالت پر دنیا کی طرف لوٹے کہ اسے پوری دنیا و ما فیہا مل جائے

يَرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ مَرَّةً اُخْرٰى قَالَ وَسَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ

سوائے شہید کے کیونکہ وہ شہادت کی فضیلت کو دیکھے گا اور اسے یہ پسند ہوگا کہ دنیا کی طرف لوٹے

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَوْحَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ غَدْوَةٌ خَيْرٌ مِّنَ

اور دوبارہ شہید کیا جائے۔ حمید نے کہا۔ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی صلی اللہ

الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَلَقَابُ قَوْسِ اَحَدِكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ اَوْ مَوْضِعُ قِيْدِهٖ يَعْنِيْ

تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ فرمایا صبح یا شام اللہ کی راہ میں تھوڑی دیر چلنا دنیا

سَوْطَهٗ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَلَوْ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ اِلٰى

و ما فیہا سے بہتر ہے اور تمہاری کمان کی جگہ یا کوڑے کی مقدار جنت میں دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔ اور اگر جنت

اَهْلِ الْاَرْضِ لَاَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَاَتْهُ رِيْحًا وَلَنَصِيْفُهَا عَلٰى رَاْسِهَا

کی کوئی عورت زمین کی طرف جھانکے تو ساری زمین روشن ہو جائے اور خوشبو سے بھر جائے اور اس کے سر کا دوپٹہ

خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ۔ دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔

بَابُ مَنْ يُنْكَبُ أَوْ يُطْعَنُ فِي سَبِيلِ اللهِ ص ۳۹۳

اللہ کے راستے میں جس کا کوئی عضو زخمی ہو یا اس کو نیزہ مارا گیا ہو۔

حدیث ۱۵۲۰

عَنْ إِسْحٰقَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنی سلیم کے ستر افراد کو
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْوَامًا مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ إِلَى بَنِي عَامِرٍ فِي سَبْعِينَ رَجُلًا فَلَمَّا
بنی عامر کی جانب بھیجا۔ یہ لوگ جب وہاں پہنچے تو ان سے میرے ماموں نے کہا، میں تم سے پہلے ان کے
قَدِمُوا قَالَ لَهُمْ خَالِي أَتَقَدَّمُكُمْ فَإِنْ أَمَّنُونِي حَتَّى أُبَلِّغَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللهِ
پاس جاتا ہوں۔ اگر ان لوگوں نے مجھ کو امن دیدیا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَّا كُنْتُمْ مِنِّي قَرِيبًا فَتَقَدَّمَ فَأَمَّنُوهُ فَبَيْنَمَا هُوَ يُحَدِّثُهُمْ
کا پیغام انھیں پہونچا دوں تو بہتر ہے ورنہ تم لوگ مجھ سے قریب رہنا وہ آگے بڑھ کر ان کے
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَوْمَئُوا إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ فَطَعَنَهُ فَأَنْفَذَهُ
پاس گئے بنی عامر نے انکو امن دیا وہ ان سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں بات کر ہی رہے تھے
فَقَالَ اللهُ أَكْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ثُمَّ مَالُوا عَلَى بَقِيَّةِ أَصْحَابِهِ فَقَتَلُوهُمْ إِلَّا
کہ انھوں نے اپنے ایک شخص کو اشارہ کر دیا۔ اس نے انھیں نیزہ مارا اور آر پار کر دیا۔ زخم کھا کر
رَجُلًا أَعْرَجَ صَعِدَ الْجَبَلَ قَالَ هَمَّامٌ وَأُرَاهُ آخَرَ مَعَهُ فَأَخْبَرَ جِبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
انھوں نے کہا۔ اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔ پھر ان کے بقیہ ساتھیوں پر ٹوٹ پڑے اور ان سب
النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدْ لَقُوا رَبَّهُمْ فَرَضِيَ عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُمْ
کو قتل کر ڈالا سوائے ایک لنگڑے شخص کے جو پہاڑ پر چڑھ گئے تھے۔ راوی حدیث ہمام نے کہا۔ میں گمان کرتا
فَكُنَّا نَقْرَأُ أَنْ بَلِّغُوا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ
ہوں کہ ان کے ساتھ ایک صاحب اور تھے جبرئیل نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ خبر دی کہ ان لوگوں نے اپنے رب سے
فَدَعَا عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبَنِي لِحْيَانَ وَبَنِي عُصَيَّةَ
ملاقات کی ان کا رب ان سے راضی ہوگیا اور انکو راضی کر دیا۔ (قرآن مجید میں یہ آیت) تلاوت کرتے تھے ہماری قوم کو یہ خبر پہنچا دو

اَلَّذِيْنَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔

کہ ہم نے اپنے رب سے ملاقات کی ہمارا رب ہم سے راضی ہے اور اس نے ہم کو راضی کیا پھر بعد میں اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چالیس دن صبح کے وقت رعل ذکوان بنی لحیان اور بنی عصیہ کی جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تھی، بربادی کی دعا فرمائی۔

حدیث ۱۵۳۱ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِىْ بَعْضِ الْمَشَاهِدِ وَقَدْ دَمِيَتْ اِصْبَعُهٗ فَقَالَ هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيْتِ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ [1]

جندب بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگلی کسی جہاد میں زخمی ہو گئی تو حضور نے فرمایا۔ تو تو ایک انگلی ہے جو زخمی ہوئی اور تجھے جو کچھ پہنچا راہ خدا میں پہنچا۔

تشریحات ۱۵۳۰ یہ واقعہ سریہ بیر معونہ کا ہے۔ جس کی پوری تفصیل مغازی میں آئے گی یہ سریہ ۴ھ صفر کے مہینے میں احد کے چار ماہ بعد ہوا تھا۔ اس روایت میں راوی سے اختلاط ہو گیا ہے۔ سریہ بیر معونہ میں بنی سلیم کے افراد نہیں بھیجے گئے تھے۔ بلکہ ستر افراد قراء جو سب کے سب انصار کرام میں سے تھے بنی سلیم کی جانب بھیجے گئے تھے۔ رعل، ذکوان، بنی لحیان، بنی عصیہ یہ سب بنی سلیم کی شاخیں ہیں۔

قنوت نازلہ کی پوری بحث جلد ثالث میں گذر چکی ہے۔

تشریحات ۱۵۳۱ ایک قول یہ ہے یہ حادثہ غزوہ احد میں پیش آیا تھا۔ صحیح مسلم شریف میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غار میں تھے تو حضور کی انگلی زخمی ہو گئی۔ امام قاضی عیاض نے فرمایا کہ ابو الولید نے کہا شاید غار کے بجائے غازیا تھا کاتبوں کی غفلت سے غار ہو گیا اس لئے کہ بخاری کی روایت میں یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعض مشاہد میں تھے اور کتاب الادب کی روایت میں یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چل رہے تھے کہ پتھر آ لگا جس کے صدمے سے حضور گر پڑے اور انگلی زخمی ہو گئی۔ اس پر امام قاضی عیاض نے فرمایا کہ غار کے معنی لشکر کے بھی ہیں جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ما ظنك بامرء جمع بين هذين الغارين اى العسكرين۔

علامہ کرمانی نے فرمایا کہ یہ شعر ہے اور قرآن کریم کی نص صریح سے ثابت ہے کہ حضور شعر نہیں کہتے تھے۔ ارشاد ہے۔ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِىْ لَهٗ۔ اور ہم نے ان کو شعر نہ سکھایا اور نہ یہ ان کے لائق نہیں — اس کا ایک جواب یہ بھی دیا گیا کہ یہ رجز ہے اور رجز کو شعر نہیں کہتے۔ دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ کفار قرآن مجید کو شعر کہا کرتے تھے قرآن مجید میں اس کا رد فرمایا گیا ہے۔ سب سے اقوی جواب یہ ہے کہ بلا قصد و اختیار کے جو موزوں کلام نکل جائے جو شعر کی طرح موزوں ہو وہ حقیقت میں شعر نہیں اور نہ اس پر کسی کو شاعر کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات جو عروض کی بعض بحروں کے مطابق ہیں مثلاً وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ ۔ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ۔

---

[1] ثانی الادب باب ما یجوز من الشعر ص ۹۰۸ مسلم مغازی ترمذی تفسیر و شمائل نسائی عمل الیوم واللیلۃ۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ
اللہ عزوجل کے ارشاد کی تفسیر مومنین میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ سچ کر دکھایا ان میں سے
مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (احزاب ۲۳) ص ۲۹۳
جنھوں نے اپنی منت پوری کرلی اور کچھ لوگ انتظار کر رہے ہیں اور انھوں نے اپنے ارادوں میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

حدیث
۱۵۳۲

حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ نِ الطَّوِيْلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ میرے چچا انس بن نضر جنگ بدر
عَنْهُ قَالَ غَابَ عَمِّيْ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
میں شریک نہیں ہو سکے۔ اس پر انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے مشرکین سے
غِبْتُ عَنْ اَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِيْنَ لَئِنِ اللّٰهُ اَشْهَدَنِيْ قِتَالَ الْمُشْرِكِيْنَ
جو پہلی لڑائی لڑی اس میں میں شریک نہیں ہو سکا۔ اگر اللہ نے مشرکین کی لڑائی میں مجھے حاضر کیا
لَيَرَيَنَّ اللّٰهُ مَا اَصْنَعُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ وَانْكَشَفَ الْمُسْلِمُوْنَ قَالَ اَللّٰهُمَّ
تو اللہ آپ کو دکھا دیگا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ جب احد کی لڑائی کا دن آیا اور مسلمان میدان سے
اِنِّيْ اَعْتَذِرُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ يَعْنِيْ اَصْحَابَهٗ وَاَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ
چھٹ گئے تو انھوں نے کہا۔ اے اللہ ان لوگوں نے یعنی ان کے ساتھیوں نے جو کچھ کیا اس سے میں تیری
هٰؤُلَاءِ يَعْنِي الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهٗ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ يَا سَعْدُ
بارگاہ میں معذرت کرتا ہوں اور ان مشرکین نے جو کچھ کیا اس سے بیزار ہوں۔ اسکے بعد آگے بڑھے ان کے
بْنَ مُعَاذٍ الْجَنَّةَ وَرَبِّ النَّضْرِ اِنِّيْ اَجِدُ رِيْحَهَا مِنْ دُوْنِ اُحُدٍ فَقَالَ سَعْدٌ
سامنے سعد بن معاذ آئے تو کہا اے سعد بن معاذ رب نضر کی قسم احد کی جانب سے میں جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں

تشریحات
۱۵۳۲—۳

قرآن مجید متواتر ہے یعنی آج مصحف شریف میں جتنی سورتیں یا آیتیں ہیں سب کی سب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بطریق تواتر منقول ہیں اور تواتر کے لئے ضروری ہے کہ ہر دور میں اس کے اتنے ناقلین ہوں کہ ان سب کے جھوٹ پر اتفاق کر لینے کو عقل محال جانے اور یہاں سورہ احزاب کی یہ آیت یا دوسری روایتوں کے بموجب سورہ توبہ کی اخیر دو آیتیں حضرت خزیمہ انصاری رضی اللہ

فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا صَنَعَ قَالَ اَنَسٌ فَوَجَدْنَا بِهٖ بِضْعًا وَّثَمَانِيْنَ

سعد نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا انھوں نے جو کچھ کیا وہ میری استطاعت سے باہر تھا۔ حضرت انس

ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ اَوْ طَعْنَةً بِالرُّمْحِ اَوْ رَمْيَةً بِسَهْمٍ وَّوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَقَدْ

نے کہا ہم نے ان کو اس حال میں پایا کہ انھیں اسّی سے اوپر زخم تھے۔ تلوار کی مار اور نیزے کے زخم اور

مَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُوْنَ فَمَا عَرَفَهٗ اَحَدٌ اِلَّا اُخْتُهٗ بِبَنَانِهٖ قَالَ اَنَسٌ كُنَّا نُرٰى

تیر کے گھاؤ کے، وہ شہید کر دیے گئے۔ مشرکین نے ان کی صورت بگاڑ دی تھی۔ سوائے ان کی بہن کے کسی نے

اَوْ نَظُنُّ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْهِ وَفِيْ اَشْبَاهِهٖ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ

ان کو پہچانا نہیں اور انھوں نے بھی انگلی دیکھ کر پہچانا۔ حضرت انس نے کہا ہمارا گمان یہ ہے کہ یہ آیت انکے

صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ، اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ وَقَالَ اِنَّ اُخْتَهٗ وَهِيَ تُسَمَّى

اور ان جیسے دوسرے شہیدوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کچھ مومن وہ ہیں جنھوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا تھا

الرُّبَيِّعُ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ امْرَاَةٍ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اسے سچ کر دکھایا۔ پوری آیت تک۔ حضرت انس نے کہا۔ ان کی بہن نے جن کا نام ربیع تھا۔ ایک عورت

بِالْقِصَاصِ فَقَالَ اَنَسٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا

کے اگلے دانت توڑ دیے اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم دیا تو انس بن نضر نے کہا یا رسول اللہ

فَرَضُوْا بِالْاَرْشِ وَتَرَكُوا الْقِصَاصَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اس کے دانت نہیں توڑے جائیں گے بعد میں لوگ تاوان (دیت)

اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَّوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ عـه

پر راضی ہو گئے اور قصاص چھوڑ دیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اگر قسم کھائیں تو اللہ انکی قسم کو ضرور پوری فرما دیتا ہے۔

تعالیٰ عنہ کے پاس ملی تھیں۔ اگرچہ تنہا ان کی گواہی دو مردوں کے برابر ہے مگر دو کی گواہی سے بھی تواتر نہ ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ حضرت زید بن ثابت کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ یہ آیتیں لکھی ہوئی۔ صرف حضرت خزیمہ کے پاس ملیں۔ عـه

عـه ثانی مغازی باب غزوۂ احد ص ۵۷۹ و تفسیر سورۂ احزاب باب قولہ فمنہم من قضی نحبہ ص ۷۰۵، مسلم ترمذی نسائی۔

حدیث
۱۵۲۳

عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ نَسَخْتُ الصُّحُفَ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ میں مختلف چیزوں پر لکھے ہوئے

فِی الْمَصَاحِفِ فَفَقَدْتُ اٰيَةً مِّنَ الْاَحْزَابِ كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

قرآن کو ایک مصحف میں لکھنے لگا۔ میں نے احزاب کی ایک آیت کو نہیں پایا۔ جس کو

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُهَا فَلَمْ اَجِدْهَا اِلَّا مَعَ خُزَيْمَةَ الْاَنْصَارِیِّ الَّذِیْ جَعَلَ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پڑھتے ہوئے سنا تھا۔ میں نے اسے صرف خزیمہ انصاری

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَهٗ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ وَهُوَ قَوْلُهٗ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پایا جن کی تنہا ایک گواہی کو دو مردوں کی گواہی کے برابر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ؎

علیہ وسلم نے کر دیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔ من المومنین رجال صدقوا۔

زبانی طور پر کثیر صحابہ کو یاد تھیں۔ خود حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان آیتوں کو سنا تھا۔ علاوہ ازیں حضرت اُبی بن کعب اور ہلال بن اُمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی اسی کے مثل مروی ہے۔

حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک گواہی دو مردوں کے برابر کرنے کا قصہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے ایک گھوڑا خریدا اور اس سے کہا میرے پیچھے آؤ تاکہ گھوڑے کی قیمت ادا کر دوں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیزی سے آگے بڑھ گئے اور اعرابی پیچھے رہ گیا۔ اسی اثنا میں کچھ لوگوں نے اعرابی سے بھاؤ تاؤ کر کے گھوڑے کی قیمت بڑھا دی۔ اب اعرابی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آواز دی کہ اگر آپ اس گھوڑے کو خریدنا چاہتے ہیں تو خرید لیں ورنہ میں اس کو بیچ دوں گا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور اعرابی سے کہا کیا تو مجھے بیچ نہیں چکا ہے۔ اعرابی نے کہا خدا کی قسم میں نے آپ کے ہاتھ نہیں بیچا ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یقیناً تو میرے ہاتھ بیچ چکا ہے۔ اس پر لوگ جمع ہو گئے۔ اعرابی یہی کہتا رہا گواہ لاؤ۔ جو مسلمان آمادہ

سه ثانی مغازی باب غزوۂ احد ص ۵۷۹ تفسیر سورۂ احزاب باب قولہ فمنہم من قضی نحبہ ص ۷۰۶ فضائل القرآن باب جمع القرآن ص ۷۴۵ ترمذی تفسیر نسائی تفسیر۔

بَابُ عَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْقِتَالِ ص ۳۹۳ لڑائی سے پہلے کوئی نیک عمل کرنا۔

ت ۵۵۶

وَقَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ اِنَّمَا تُقَاتِلُوْنَ بِاَعْمَالِكُمْ

تم لوگ اپنے اعمال کے ساتھ قتال کرتے ہو۔

حدیث ۱۵۲۴

عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ایک شخص لوہے سے ڈھکے ہوئے

يَقُوْلُ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيْدِ فَقَالَ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! لڑوں یا اسلام

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُ اَوْ اُسْلِمُ قَالَ اَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ فَاَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ

قبول کروں۔ فرمایا اسلام قبول کر پھر لڑ۔ انھوں نے اسلام قبول کیا پھر لڑے اور شہید کر دیے گئے

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمِلَ قَلِيْلًا وَّاُجِرَ كَثِيْرًا۔

اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے عمل تھوڑا کیا اور اجر زیادہ پایا۔

اعرابی سے یہی کہتا۔ تیرے لئے خرابی ہو۔ یہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور یہ بلاشبہ حق ہی فرمائیں گے مگر گواہی کوئی نہیں دیتا۔ یہاں تک کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور انھوں نے اعرابی سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اس کو بیچ چکا ہے۔ اب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خزیمہ سے پوچھا تم کیسے گواہی دے رہے ہو۔ انھوں نے عرض کیا آپ کو سچا جاننے کی بنا پر۔ اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ کی گواہی دو مردوں کے برابر کردی اور فرمایا۔ کہ جس کے حق میں خزیمہ گواہی دیں یا جس کے خلاف گواہی دیں وہ کافی ہے[1] اس اعرابی کا نام سواد بن حارث تھا[2]

تشریحات ۵۵۶ دینوری نے اس تعلیق کو ربیعہ بن زید سے روایت کیا کہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے لوگو! غزوے سے پہلے کوئی نیک عمل کرو تم لوگ اپنے اعمال کے ساتھ قتال کرتے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ باب کا عنوان بھی حضرت ابو الدرداء کا ارشاد ہے۔ حضرت امام بخاری نے ایک جز کو باب کا عنوان بنایا اور اسے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد نہیں بتایا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اس کی سند میں انقطاع ہے۔ ربیعہ

---

[1] مسند امام احمد بن حنبل جلد خامس ص ۲۱۵-۲۱۶

[2] فتح الباری ثامن ص ۵۱۹ بحوالہ طبرانی و ابن شاہین۔

باب الغسل بعد الحرب والغبار ۳۹۲ لڑائی اور غبار کے بعد غسل کرنا۔

حدیث ۱۵۳۵

عن ہشام بن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لما رجع یوم الخندق ووضع السلاح واغتسل فاتاہ جبرئیل وقد عصب راسہ الغبار فقال وضعت السلاح فواللہ ما وضعتہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فاین قال ھھنا واوما الی بنی قریظۃ قالت فخرج الیہم رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے غزوۂ خندق سے لوٹ کر ہتھیار اتار دیا اور غسل فرمالیا تو جبرئیل حاضر ہوئے اور ان کے سر پر غبار جمع ہوا تھا عرض کیا آپ نے ہتھیار اتار دئے خدا میں نے نہیں اتارے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے پوچھا۔ کہاں۔ عرض کیا۔ وہاں اور بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بنی قریظہ کی طرف تشریف لے گئے۔

جنیدہ کی حضرت ابو الدرداء سے روایت ثابت نہیں۔ مگر وہ صحیح ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مبارک نے متصل کے ساتھ یوں روایت کیا ہے عن ربیعۃ بن یزید عن ابن جبیس عن ابی الدرداء۔

وقولہ۔ یاایہا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانہم بنیان مرصوص۔

الصف ② ③ ④ اے ایمان والو! جو خود کرتے نہیں وہ کیوں کہتے ہو۔ اللہ کو وہ بات بہت ناپسند ہے کہ وہ کہو جو خود نہ کرو۔ بیشک اللہ انہیں دوست رکھتا ہے۔ جو اللہ کی راہ میں اس طرح صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں

تشریحات

ان کا نام اصرم بن ثابت اصیحل تھا۔ یہ قصہ غزوہ احد کا ہے۔ یہ عجیب خوش بخت انسان ہے کہ ایک سجدہ بھی نہیں کیا اور جنت میں داخل ہو گئے۔ اجر کثیر ان کا یہ ہے کہ ہمیشہ ہمیش جنت میں رہیں گے۔ باب سے مطابقت یہ ہے کہ جہاد سے پہلے انھوں نے اسلام قبول کیا اور یہ ایک بہت بڑا عمل ہے

تشریحات

مدینہ طیبہ میں تشریف لانے کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے یہود کے تینوں قبائل سے جن میں بنی قریظہ بھی شامل تھے ایک معاہدہ فرمایا تھا کہ اگر مدینہ پر کوئی حملہ کرے گا تو

بَابُ فَضْلِ، قَوْلِ اللّٰهِ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ

اللہ عزوجل کا ارشاد اس ارشاد میں شہید کی جو فضیلت ہے اس کا بیان ۔ اور جو اللہ کی راہ میں

عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۔ فَرِحِيْنَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ

مارے گئے انھیں مردہ ہرگز خیال نہ کرنا بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے حضور وہ روزی پاتے ہیں اور اللہ نے

بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ اَنْ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

اپنے فضل سے جو کچھ انھیں دیا ہے اس پر خوش ہیں اور اپنے بعد والوں کو جو ابھی ان سے ملے نہیں ہیں یہ بشارت دے رہے

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ آل عمران (۱۶۹ تا ۱۷۱)

ہیں کہ انھیں نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم ۔ اللہ کی نعمت اور فضل کی بشارت دیتے ہیں اور اس بات کی کہ اللہ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔

حدیث ۱۵۳۲

عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى

نے تیس دن صبح کو ان لوگوں کی بربادی کی دعا کی جن لوگوں نے بئر معونہ کے اصحاب کو شہید

الَّذِيْنَ قَتَلُوْا اَصْحَابَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ ثَلَاثِيْنَ غَدَاةً عَلٰى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَ

کیا تھا ۔ رعل ، ذکوان ، اور عصیہ جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ۔ حضرت انس

عُصَيَّةَ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ اَنَسٌ ۔ اُنْزِلَ فِي الَّذِيْنَ قُتِلُوْا بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ

نے کہا ۔ بئر معونہ کے شہداء کے بارے میں قرآن نازل ہوا تھا جس کو ہم نے پڑھا پھر بعد میں

مل کر مدافعت کریں گے اور دشمن سے کوئی ساز باز نہیں کریں گے ۔ غزوۂ خندق کے موقع پر بنی قریظہ نے اس معاہدے کی خلاف ورزی کی اور قریش کے ساتھ ساز باز کی ۔ اس کی سزا میں بنی قریظہ پر حملہ ہوا بالآخر ان کو استیصال کر دیا گیا۔

تشریحات ۱۵۳۲

باب میں مذکورہ آیاتِ کریمہ کے شانِ نزول کے بارے میں مختلف روایتیں آئی ہیں ۔ امام احمد نے اپنی مسند میں اور امام حاکم نے مستدرک میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمائی ہے کہ شہداء احد کے بارے میں نازل ہوئی ہے ۔ اور یہی ابو بکر بن مردویہ نے اپنی تفسیر میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے ۔ ابن جریر نے اپنی تفسیر میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مذکورہ بالا حدیث ذکر کرنے کے بعد ۔ روایت کی ہے ۔ بلغوا قومنا الٰی آخرہ کے منسوخ ہونے

قرآن قرأناه ثم نسخ بعد بلغوا قومنا ان قد لقينا ربنا فرضي عنا ورضينا عنه

منسوخ ہو گیا وہ یہ ہے۔ ہماری قوم کو یہ پہنچا دو کہ ہم نے اپنے رب سے ملاقات کی وہ ہم سے راضی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں۔

حدیث ۱۵۲۷

عن عمرو سمع جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنهما يقول

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے کہ غزوہ احد کے دن

اصطبح ناس الخمر يوم احد ثم قتلوا شهداء فقيل لسفيان من آخر

کچھ لوگوں نے صبح کو شراب پی لی تھی۔ پھر شہید کر دیئے گئے سفیان سے پوچھا گیا۔ اس دن کے

ذلك اليوم قال ليس هذا فيه[1]

آخر میں۔ فرمایا۔ یہ اس حدیث میں نہیں ہے۔

متعالی نے کبار شہداء بدر کے بارے میں نازل ہوئی ہیں ـــــ شان نزول کچھ بھی ہو یہ فضیلت تمام شہداء کے لئے عام ہے۔

تشریحات ۱۵۲۷

حضرت امام بخاری نے سورہ مائدہ کی تفسیر میں صدقہ بن فضل عن سفیان جو روایت کی ہے اس میں یہ ہے فقتلوا من يومهم جميعا شهداء اور نیز اسماعیل نے یہ حدیث بطریق قواریری عن سفیان اس زیادتی کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اس روایت میں حضرت سفیان سے جو سوال کیا گیا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ من آخر ذلك اليوم۔ روایت میں ہے یا نہیں انھوں نے جواب دیا کہ یہ اس حدیث میں نہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ روایت کرتے وقت یعنی علی بن عبداللہ سے حدیث بیان کرتے وقت حضرت سفیان کو یہ یاد نہ رہا ہو کہ حدیث میں یہ لفظ بھی ہے اور صدقہ سے بیان کرتے وقت یاد رہا ہو۔ اخیر عمر مبارک میں حضرت سفیان کو کچھ نسیان کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا۔

حضرت امام بخاری نے اس حدیث کو غالباً یہ بتانے کے لئے ذکر کیا ہے کہ یہ آیہ کریمہ شہداء احد کے بارے میں نازل ہوئی ہے جیسا کہ ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مروی ہے۔

تشریحات ۱۵۲۸

على مائة امرأة او تسع وتسعين۔ یہاں روایات مختلف ہیں۔ کتاب الانبیاء میں سبعین ہے کتاب النکاح میں مائة امرأة۔ التوحید میں كان له ستون امرأة ہے۔ امام بخاری نے

---

[1] ثانی بخاری غزوۂ احد ص ۵۸۱ تفسیر مائدہ باب قولہ انما الخمر والمیسر ۶۶۳ ـــه تفسیر سورہ آل عمران ص ۱۲۵

بَابُ الشَّجَاعَةِ فِي الْحَرْبِ وَالْجُبْنِ ص۳۹۵ لڑائی میں بہادری اور بزدلی ۔

حدیث ۱۵۳۹

أَخْبَرَنِي جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيْرُ
حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ النَّاسُ مَقْفَلَهُ مِنْ حُنَيْنٍ
ساتھ چل رہے تھے اور حضور کے ساتھ اور بھی لوگ تھے ۔ حنین سے واپسی کے موقع پر کہ دیہاتی حضور سے لپٹ گئے
فَعَلِقَتِ الْأَعْرَابُ يَسْأَلُوْنَهُ حَتَّى اضْطَرُّوْهُ إِلٰى شَجَرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَاءَهُ
وہ حضور سے مانگنے لگے یہاں تک کہ حضور کو ایک درخت کی طرف دھکیل دیا اور حضور کی چادر لے لی ۔ نبی صلی اللہ
فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْطُوْنِيْ رِدَائِيْ لَوْ كَانَ لِيْ
تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور فرمایا مجھے میری چادر دو اگر ان درختوں کے برابر میرے پاس اونٹ ہوتے
عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمٌ لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَلَا كَذُوْبًا وَلَا جَبَانًا ؎
تو بھی میں تقسیم کر دیتا پھر تم لوگ مجھے نہ بخیل پاؤ گے اور نہ خلاف واقعہ بات کرنے والا اور نہ بزدل ۔

بَابُ مَا يُتَعَوَّذُ مِنَ الْجُبْنِ ص۳۹۶ بزدلی سے پناہ مانگنے کا بیان

حدیث ۱۵۴۰

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُوْنٍ الْأَوْدِيَّ
عمرو بن میمون اودی نے کہا کہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بچوں کو یہ کلمات
قَالَ كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيْهِ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُعَلِّمُ الْغِلْمَانَ
سکھاتے تھے جیسے معلم بچوں کو لکھنا سکھاتا ہے اور کہتے تھے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
الْكِتَابَةَ وَيَقُوْلُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُنَّ
علیہ وسلم ان چیزوں سے نماز کے بعد پناہ مانگا کرتے تھے ۔ اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا
دُبُرَ الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى
ہوں بزدلی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ نکمی عمر تک جیوں اور تیری پناہ

؎ مطابقہ باب ما کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعطی المؤلفۃ قلوبہم ص۴۴۶

اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

مانگتا ہوں دنیا کے فتنے سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے۔ میں نے مصعب سے

فَحَدَّثْتُ بِهٖ مُصْعَبًا فَصَدَّقَهٗ [مه]

اس کو بیان کیا تو مصعب نے اس کی تصدیق کی۔

حدیث ۱۵۴۱

حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ اَبِیْ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ

قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ

علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں عاجزی سے اور سستی سے

مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

اور بزدلی سے اور بڑھاپے سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے

وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ [سه]

سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں عذاب قبر سے۔

بَابُ مَنْ حَدَّثَ بِمَشَاهِدِهٖ فِی الْحَرْبِ ص ۳۹۶ اپنے جنگی کارنامے بیان کرنا

حدیث ۱۵۴۲

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ صَحِبْتُ طَلْحَةَ

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ میں طلحہ بن عبید اللہ

کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

من یقل عنی مالم اقل فلیتبوأ مقعدہ جس نے میری طرف منسوب کرکے ایسی بات کہی جو

[مه] دعوات باب التعوذ من عذاب القبر باب التعوذ من البخل ص ۹۴۳ الاستعاذۃ من ارذل العمر ص ۹۴۳ باب التعوذ من فتنۃ الدنیا ص ۹۴۵ ترمذی دعوات نسائی استعاذہ۔

[سه] بخاری ثانی دعوات باب التعوذ من فتنۃ المحیا والممات ص ۹۴۳ باب التعوذ من ارذل العمر ص ۹۴۳ تفسیر سورہ نحل باب قولہ ومنکم من یرد الی ارذل العمر ص ۶۸۳ مسلم دعوات ابوداؤد صلوٰۃ۔ نسائی استعاذہ۔

بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَسَعْدًا وَالْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ

اللہ سعد اور مقداد بن اسود اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ رہا

رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ فَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا مِّنْهُمْ يُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

ان میں کسی کو میں نے نہیں سنا کہ لڑائی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق کچھ بیان

اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا اَنِّيْ سَمِعْتُ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ يَوْمِ اُحُدٍ یہ

کریں۔ ہاں میں نے طلحہ کو سنا کہ وہ غزوۂ احد کے حالات بیان کرتے تھے۔

بَابُ وُجُوْبِ النَّفِيْرِ وَمَا يَجِبُ مِنَ الْجِهَادِ وَالنِّيَّةِ وَقَوْلِهٖ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا

جہاد کے لئے نکلنا اور نیک نیت رکھنا واجب ہے اور اللہ عز وجل کے ارشاد کا بیان کوچ کرو

وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

ہلکی جان سے چاہے بھاری دل سے اور اللہ کی راہ میں لڑو اپنے مال اور جان سے یہ تمہارے لئے بہتر ہے

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ

اگر جانو۔ اگر کوئی قریب مال یا متوسط سفر ہوتا تو ضرور تمہارے ساتھ جاتے مگر ان پر مشقت کا راستہ

من النار۔

میں نے بیان نہیں فرمائی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

اسی بنا پر حضرت عمر نے فرمایا اقلوا الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وانا شریککم حدیثیں کم بیان کرو اور میں تمہارا شریک ہوں۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت و صیانت میں ان حضرات نے جو کارنامے انجام دیے یہ لوگ میرے سامنے بیان نہیں کرتے تھے ہاں حضرت طلحہ نے غزوہ احد کے موقع پر جو جان نثاریاں کی تھیں وہ ان کو بیان کرتے تھے۔ تاکہ سننے والوں کو رغبت ہو۔ غزوہ احد کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہونے والے حملوں کو حضرت طلحہ نے اپنے ہاتھوں پر روکا جس کی وجہ سے ان کا ایک ہاتھ شل ہو گیا تھا۔ یہ بھی حضرت سائب بن یزید اپنے علم و دانش کی بات کر رہے ہیں ورنہ دوسرے حضرات نے بھی اپنے کارنامے بیان کئے ہیں جیسا کہ اسی بخاری میں مغازی میں ہے کہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

---

[1] بخاری مغازی باب اذ ھمت طائفتان منکم ان تفشلا ص ۵۸۰

WWW.NAFSEISLAM.COM

وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِلٰى قَوْلِهٖ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ توبہ (۴۱) (۴۲)

دور پڑ گیا اور اب اللہ کی قسم کھائیں گے اگر ہم سے بن پڑتا تو ضرور تمہارے ساتھ چلتے اور اپنی

وَقَوْلِهٖ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ

جانوں کو ہلاک کرتے۔ اور اللہ جانتا ہے کہ وہ بے شک ضرور جھوٹے ہیں۔ اے ایمان والو تمہیں کیا ہوا جب تم سے

اِلَى الْاَرْضِ۔ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ۔ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

کہا جائے کہ خدا کی راہ میں کوچ کرو تو خوف کے مارے زمین پر بیٹھ جاتے ہو کیا تم نے دنیا کی زندگی آخرت کے

فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ توبہ (۳۸) وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ (سرايا متفرقين)

بدلے پسند کر لی اور جیتی دنیا کا اسباب آخرت کے سامنے نہیں مگر تھوڑا — اور ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت

وَيُقَالُ وَاحِدُ الثُّبَاتِ ثُبَةٌ۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ فانفروا ثبات سے مراد متفرق سریے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ثبات کا واحد ثبۃ ہے یعنی گروہ۔

فرمایا اے سعد تم پر میرے ماں باپ فدا۔

توضیح قولہ انفروا خفافا وثقالا۔ جب جہاد کا حکم ہوا تو کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ ہم میں کچھ لوگ بھاری بدن کے ہیں کچھ ضرورتمند ہیں کچھ زمین والے ہیں کچھ کاروباری ہیں سب جہاد میں کیسے جا سکتے ہیں حضرت مقداد بہت تنومند اور موٹے تھے۔ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اپنی معذوری بیان کر کے جہاد میں شرکت سے معافی چاہی۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

یہ غزوہ تبوک کا موقع تھا جو کہ مقابلہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت قیصر روم سے تھا اس لئے نفیر عام کا حکم تھا کہ ہر شخص اس میں شریک ہو کسی کو بھی اس کی اجازت نہیں تھی کہ وہ گھر بیٹھ رہے فرمایا گیا۔ انفروا خفافا وثقالا۔ تم ہلکے بدن کے ہو یا بھاری بدن کے تنگ دست ہو یا فارغ البال، جوان ہو یا ادھیڑ عمر کے، مالدار ہو یا فقیر۔ تمہارے پاس سواری ہو یا نہ ہو، ہتھیار تمہارے پاس کم ہوں یا زیادہ۔ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ۔ بہر حال سب کو اس غزوہ میں شریک ہونا ہے۔ سدی نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں پر بہت شاق گزرا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے منسوخ فرما دیا اور یہ آیت نازل فرمائی۔

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (۹۱)

کمزوروں اور بیماروں اور جو لوگ خرچ کرنے کیلئے کچھ نہیں پاتے ان پر کوئی حرج نہیں جبکہ اللہ اور اسکے رسول کیلئے خیرخواہ ہوں۔

بَابُ الْكَافِرِ يَقْتُلُ الْمُسْلِمَ ثُمَّ يُسْلِمُ فَيُسَدِّدُ بَعْدُ وَيُقْتَلُ ص ۳۹۶

کافر مسلمان کو قتل کرے پھر اسلام لائے اور ٹھیک ٹھاک رہے۔ اس کے بعد قتل کر دیا جائے۔

حدیث ۱۵۴۳

عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَضْحَكُ اللّٰهُ إِلَى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا

کہ اللہ عزوجل دو شخصوں کو دیکھ کر اپنی شان کے مطابق ہنستا ہے۔ ان میں سے ایک نے

الْآخَرَ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُ هٰذَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلُ ثُمَّ يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى

دوسرے کو قتل کیا اور دونوں جنت میں داخل ہو گئے۔ ان میں سے ایک اللہ کی راہ میں لڑے اور

الْقَاتِلِ فَيُسْتَشْهَدُ۔ [عہ]

شہید کر دیا جائے پھر اللہ قاتل کو توبہ کی توفیق دے (کہ وہ مسلمان ہو جائے) پھر شہید کر دیا جائے۔

حدیث ۱۵۴۴

أَخْبَرَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِخَيْبَرَ بَعْدَ مَا افْتَتَحُوهَا

کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور خیبر میں تھے مسلمان خیبر فتح کر چکے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بھی

تشریحات ۱۵۴۴،۳

یضحک اللہ۔ ہنسی کسی پر اس وقت طاری ہوتی ہے جب وہ خوشی سے مغلوب ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کی اسناد اللہ عزوجل کی جانب جائز نہیں۔ یہاں اس کا لازمی معنی مراد ہے یعنی رضا۔

بعض بنی سعید بن العاص اس سے مراد حضرت ابان بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ انھوں نے غزوۂ احد میں ابن قوقل کو شہید کیا تھا۔ یہ انصاری بزرگ تھے۔ ان کا نام نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن اصرم ہے۔ حضرت ابان حدیبیہ اور خیبر کے درمیان اسلام سے مشرف ہوئے تھے بہت مشہور مجاہد صحابی ہیں۔ شام کی فتوحات میں انھوں نے بہت نمایاں کارنامے انجام دیئے ہیں۔ یرموک یا

عہ نسائی جہاد۔ موخر۔

www.nafseislam.com

فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْهِمْ لِيْ فَقَالَ بَعْضُ بَنِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ لَا تُسْهِمْ

حصہ دیجئے تو بنی سعید بن عاص کے ایک شخص نے کہا۔ اس کو حصہ نہ دیں یا رسول اللہ! تو ابو ہریرہ

لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ هٰذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ فَقَالَ ابْنُ سَعِيْدِ بْنِ

نے کہا۔ یہ ابن قوقل کا قاتل ہے۔ سعید بن عاص کے بیٹے نے کہا۔ اس جانور پر تعجب ہے، جو ضان پہاڑی کی چوٹی

الْعَاصِ وَاعَجَبًا لِوَبْرٍ تَدَلّٰى عَلَيْنَا مِنْ قَدُوْمِ ضَانٍ يَنْعٰى عَلَيَّ قَتْلَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ

سے اترا ہے۔ اور مجھے ایک مسلمان کے قتل کرنے کا طعن دیتا ہے حالانکہ اللہ نے اسے میرے ہاتھ شہادت سے سرفراز

اَكْرَمَهُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيَّ وَلَمْ يُهِنِّيْ عَلٰى يَدَيْهِ قَالَ فَلَا اَدْرِيْ اَسْهَمَ لَهٗ اَوْلَمْ يُسْهِمْ لَهٗ۔ عه

فرمایا اور اس کے ہاتھوں مجھے ذلیل نہیں فرمایا۔ عنبسہ نے کہا میں نہیں جانتا کہ حضرت ابو ہریرہ کو حضور نے حصہ دیا یا نہیں۔

بَابُ مَنِ اخْتَارَ الْغَزْوَ عَلَى الصَّوْمِ ص۳۹۷ جس نے روزے پر غزوے کو ترجیح دی۔

حدیث ۱۵۲۵

حَدَّثَنَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ لَا يَصُوْمُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

زمانے میں جہاد کی وجہ سے ابو طلحہ روزہ نہیں رکھتے تھے۔ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال

اجنادین یا مرج الصفر میں شہید ہوئے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک سریہ کے ساتھ حضرت ابان کو نجد کی طرف بھیجا تھا۔ یہ لوگ خیبر کی فتح کے بعد خیبر ہی میں خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابان کو دیکھ کر حضرت ابو ہریرہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ انہیں مال غنیمت سے حصہ نہ دیں۔ یہ ابن قوقل کا قاتل ہے اس پر حضرت ابان نے وہ کہا جیسا کہ مغازی میں ہے۔ ابو داؤد میں ہے کہ حضرت ابان نے حصہ طلب کیا تو حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ ان کو حصہ نہ دیں۔ سب روایتوں پر نظر رکھنے کے بعد سب میں تطبیق یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے بھی حصہ طلب کیا ہوگا۔ اور حضرت ابان نے بھی، غالباً پہلے حضرت ابان نے طلب کیا، حضرت ابو ہریرہ نے عرض کیا کہ انکو حصہ نہ دیا جائے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ نے حصہ طلب کیا ہوگا تو حضرت ابان نے کہا ہوگا کہ ان کو حصہ نہ دیا جائے۔ انھوں نے جہاد ہی کہاں کیا ہے کہ مال غنیمت

عه ثانی مغازی باب غزوۃ خیبر ص۶۰۸

فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ
ابن ام مکتوم آئے اور یہ عرض کیا۔ یا رسول اللہ اگر میں جہاد کی استطاعت رکھتا تو جہاد کرتا
لَوْ أَسْتَطِيعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ وَكَانَ رَجُلًا أَعْمَى فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ
اور وہ نابینا تھے تو اللہ عزوجل نے اپنے رسول پر اتارا " غیر اولی الضرر "
وَفَخِذُهُ عَلَى فَخِذِي فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتَّى خِفْتُ أَنْ تَرُضَّ فَخِذِي ثُمَّ سُرِّيَ
اور حضور کی ران میری ران پر تھی۔ مجھ پر اتنا بوجھ پڑا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ میری ران
عَنْهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ عہ
ٹوٹ نہ جائے پھر حضور سے نزول وحی کی کیفیت ختم ہو گئی

بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى الْقِتَالِ وَقَوْلِ اللّٰهِ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ (انفال ۶۵)

جہاد کیلئے ابھارنا اور اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر (اے غیب کی خبریں دینے والے) مسلمانوں کو جہاد پر ابھارو

حدیث ۱۵۲۹

عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خندق کی
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْخَنْدَقِ فَإِذَا الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ
جانب تشریف لے گئے تو ملاحظہ فرمایا کہ مہاجرین و انصار صبح کے وقت جاڑے میں

WWW.NAFSEISLAM.COM

تشریحات ۱۵۲۸

یعنی پہلے صرف آیت کریمہ کا یہ حصہ نازل ہوا تھا۔ لا یستوی القاعدون من المومنین والمجاہدون فی سبیل اللہ۔ جب حضرت عبداللہ بن ام مکتوم نے یہ عرض کیا کہ اگر مجھے جہاد کی استطاعت ہوتی تو میں جہاد کرتا تو قاعدون کے بعد غیر اولی الضرر کا اضافہ ہوا اس حدیث کی سند میں خاص بات یہ ہے کہ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی، مروان سے روایت کرتے ہیں جو تابعی ہے۔

تشریحات ۱۵۲۹

یہ حدیث مختلف ابواب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تھوڑے سے تغیر و تبدل اور

عہ ثانی تفسیر لا یستوی القاعدون ص [illegible]

فِیْ غَدَاةٍ بَارِدَةٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ عَبِيْدٌ يَعْمَلُوْنَ ذٰلِكَ لَهُمْ فَلَمَّا رَاٰى مَا بِهِمْ
خندق کھود رہے ہیں اور ان کے پاس غلام نہیں تھے جو ان کا کام کرتے جب حضور نے ان پر
مِنَ النَّصَبِ وَالْجُوْعِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَةِ — فَاغْفِرِ
تھکان اور بھوک کا اثر دیکھا تو فرمایا۔ بیشک اے اللہ اچھی زندگی آخرت کی زندگی ہے
لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ — فَقَالُوْا مُجِيْبِيْنَ لَهٗ شعر
انصار و مہاجرین کو بخش دے۔ تو ان لوگوں نے جواب میں عرض کیا۔
نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا — عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا [ه]
ہم وہ لوگ ہیں جنھوں نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جہاد پر بیعت کی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جب تک جئیں۔

الفاظ کے اختلاف کے ساتھ روایت کیا ہے۔ کسی میں یہ ہے کہ پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی حوصلہ افزائی کے لیے فرمایا۔ اللهم لا عيش الا عيش الآخرة اور صحابہ کرام نے وہ جواب دیا اور کسی میں یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ کر صحابہ کرام نے پہلے یہ عرض کیا۔ نحن الذين بايعوا محمدا۔ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ ارشاد فرمایا۔ کسی میں فاغفر کے بجائے فاکرم ہے۔ اور کسی میں اَصْلِحْ ہے۔ کسی میں لا عیش کی جگہ لا خير الا خير الآخرة ہے۔ مغازی میں یہ زائد ہے کہ تنگ دستی کا عالم یہ تھا کہ ایک لپ جو لایا جاتا تھا جو بودار سالن میں پکایا جاتا تو لوگ اسی کو کھاتے حلق سے اترتا نہیں مگر بھوک کی شدت کی وجہ سے لوگ اسے کسی نہ کسی طرح نگلتے۔ حدیث میں اهالة۔ آیا ہے۔ اس سے مراد کوئی بھی تر چیز جس کے ساتھ روٹی کھائی جائے۔ خواہ وہ روغن زیتون ہو یا گھی یا چربی یا کچھ اور۔

مطابقت باب اس حدیث میں صراحۃً اگرچہ صرف ترغیب ہے لیکن حقیقت میں ترغیب کے ساتھ ساتھ تحریض بھی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہاں تشریف لے جانا اور وہ ایمان افروز شعر پڑھنا کتنی بڑی تحریض ہے یہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔

تشریحات ۵۰ ۱۵ غزوۂ خندق شوال سنہ ۵ھ میں واقع ہوا تھا۔ قریش نے عرب کے مختلف قبائل

[ه] باب حفر الخندق ص ۴۰۳ البيعة فی الحروب ص ۴۱۵ مناقب الانصار باب دعاء النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ص ۵۳۵ مغازی باب غزوة الخندق ص ۵۸۹ رقاق باب قول النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لا عيش الا عيش الآخرة ص ۹۳۹ كتاب الاحكام باب كيف يبايع الامام الناس ص ۱۰۶۹ نسائی مناقب، رقاق

بَابُ حَفْرِ الْخَنْدَقِ ص ۳۹۸ خندق کھودنا

حدیث ۱۵۵۱

عَنْ اَبِی اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاَحْزَابِ یَنْقُلُ التُّرَابَ وَقَدْ وَارَی التُّرَابُ بَیَاضَ بَطْنِهٖ وَهُوَ یَقُوْلُ۔ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَیْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا۔ فَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَةً عَلَیْنَا۔ وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا۔ اِنَّ الْاُوْلٰی قَدْ بَغَوْا عَلَیْنَا۔ اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَیْنَا۔ [سه]

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یوم احزاب دیکھا کہ مٹی ڈھو رہے تھے اور دھول نے حضور کے شکم پاک کی سفیدی کو ڈھک لیا تھا۔ اور حضور فرماتے تھے (اے اللہ) اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ کرتے اور نہ نماز پڑھتے۔ ہم پر سکینہ نازل فرما۔ اگر دشمنوں سے مڈبھیڑ ہو جائے تو قدم کو ثابت رکھ۔ ان لوگوں نے ہم پر زیادتی کی ہے وہ جب ہم کو فتنے میں ڈالنا چاہتے ہیں تو ہم اس سے انکار کر دیتے ہیں۔

شلا: بنی غطفان وغیرہ اور یہود مدینہ نے بنی قریظہ کے ساتھ مدینہ پر اس نیت سے حملہ کرنے کا ارادہ کیا کہ اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زندہ نہ چھوڑیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے سے مدینے کا جو رخ خالی تھا ادھر خندق کھودنے کا حکم دیا۔ صحابہ کرام کے ساتھ خود بھی خندق کھودتے تھے۔ چوبیس دن تک مدینہ طیبہ کا شدید محاصرہ رہا۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کو بہت شدت کا سامنا پڑا۔ خود قرآن کریم نے ارشاد فرمایا ہے وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ۔ سختی کی شدت کی وجہ سے دل حلق تک آ گئے۔ لیکن خود محاصرین میں بد دلی پیدا ہوئی اور پھوٹ پڑ گئی پھر سخت آندھی آئی وہ بھی ایسی آندھی کہ قریش کے کیمپ میں چولھے الٹ گئے خیمے اکھڑ گئے گھوڑے رسیاں تڑا تڑا کر بھاگ گئے۔ لیکن مجاہدین اسلام کے کیمپ میں چراغ جلتے رہے۔ اس سے گھبرا کر محاصرین لوٹ گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب اس کی اطلاع ملی تو ارشاد فرمایا۔ الآن نغزوهم ولا يغزوننا

[سه] اس سے متصل پہلے۔ باب الرجز فی الحرب ص۴۲۵ ثانی مغازی باب غزوۃ الخندق ص۵۸۹ قدر باب قوله وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله ص۹۷۸ تمنی باب قول الرجل لولا الله ما اهتدينا ص[illegible]۔ مسلم مغازی۔ نسائی سیر۔

بَابُ مَنْ حَبَسَهُ الْعُذْرُ عَنِ الْغَزْوِ ص۳۹۰ جسے عذر نے غزوے سے روک دیا

حدیث ۱۵۵۱

حَدَّثَنَا حُمَیْدٌ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ رَجَعْنَا عَنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے حدیث بیان کی کہ ہم غزوہ تبوک سے نبی صلی اللہ
مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ح عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی
تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ لوٹ رہے تھے۔ دوسری سند کے ساتھ یوں ہے۔ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِیْ غَزَاةٍ فَقَالَ اِنَّ اَقْوَامًا
ایک غزوہ میں تھے تو فرمایا کچھ لوگ مدینے میں ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں ہم جس گھاٹی یا نالے میں چلے
بِالْمَدِیْنَةِ خَلْفَنَا مَا سَلَكْنَا شِعْبًا وَّلَا وَادِیًا اِلَّا وَهُمْ مَعَنَا فِیْهِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ عہ
وہ ہمارے ساتھ تھے ان کو عذر نے روک لیا تھا۔

بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ ص۳۹۰ راہ خدا میں روزے کی فضیلت

حدیث ۱۵۵۲

اَخْبَرَنِیْ یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ وَّسُهَیْلُ بْنُ اَبِیْ صَالِحٍ اَنَّهُمَا سَمِعَا
حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ
النُّعْمَانَ بْنَ اَبِیْ عَیَّاشٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ
تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے ایک دن راہ خدا میں روزہ رکھا

علینا۔ اب ہم ان پر چڑھ کر جائیں گے وہ ہم پر کبھی چڑھائی نہ کر سکیں گے اور یہی ہوا۔

یہ اشعار جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑھے تھے۔ لولا انت ما اھتدینا۔ حقیقتاً یہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار ہیں۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

تشریحات ۱۵۵۱ مراد یہ ہے کہ یہ لوگ خلوص دل سے غزوہ میں شریک ہونا چاہتے تھے مگر بیماری یا سفر کی قدرت نہ ہونے کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکے جس پر انھیں افسوس بھی رہا۔ یہ لوگ ثواب میں ہمارے شریک ہیں جیسا کہ حدیث مشہور میں فرمایا۔ لکل امرئ ما نوی۔ ہر شخص کیلئے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔

عہ ثانی مغازی باب ص۶۳۷

سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ صَامَ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

تو اللہ اس کو جہنم سے ستر سال کی دوری پر رکھے گا۔

بَعَّدَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا ـہ

بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ص۳۹۸ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کی فضیلت

حدیث ۱۵۵۳ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا ہُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

ابو سلمہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَیْنِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ فرمایا کہ جو شخص ایک جوڑا اللہ کے راستہ

تشریحات ۱۵۵۲ ستر سال کا ذکر بطور مبالغہ ہے۔ مراد یہ ہے کہ اسے جہنم کے قریب بھی نہیں لے جائے گا بہت دور رکھے گا اور معنی حقیقی بھی مراد ہو تو بھی کوئی بعید نہیں۔ وجہ سے ذات مراد ہے اور اس کا بھی احتمال ہے کہ معنی حقیقی مراد ہو جب چہرہ جہنم سے دور ہوگا تو اسے لازم کہ بقیہ جسم بھی دور ہو۔ سبیل اللہ سے مراد جہاد بھی ہو سکتا ہے اور ہر وہ سفر جو اللہ کے لئے کیا جائے۔ مثلاً علم دین کی طلب۔

ہم نے سبعین کے بارے میں کہا کہ اس کا ذکر بطور مبالغہ ہے۔ مراد بہت زیادہ دوری ہے اس لئے کہ نسائی کی حدیث میں جو حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ اور طبرانی کی حدیث میں جو حضرت عمرو بن عنبسہ اور عبد اللہ بن سفیان سے مروی ہے، مِائَةَ عَامٍ ہے۔ اور ابن عدی نے کامل میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو حدیث روایت کی ہے اس میں خمس مائة عام ہے۔ اور ترمذی میں حضرت ابو امامہ کی حدیث میں ہے۔ کما بین السماء والارض بعض میں یہ ہے کہ تیز رفتار گھوڑے کی چال سے سو سال کی دوری بعض میں یہ ہے کہ اتنی دوری فرما دے گا کہ کوا بچپنے سے اڑے یہاں تک کہ مر جائے۔ ان سب میں تطبیق کی صورت یہی ہے کہ بہت زیادہ دوری مراد لی جائے۔

ظاہر یہی ہے کہ اس سے مراد نفل روزہ ہے اور بعض روایتوں میں فرض روزوں کا بھی ذکر ہے اس تقدیر پر سبیل اللہ سے کسی بھی خیر کی طلب میں سفر کی حالت مراد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تشریحات ۱۵۵۳ فُل۔ خطابی نے کہا کہ فلاں کی ترخیم ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔ اگر ترخیم ہوتی تو اسے فلا ہوتی

ـہ مسلم زکوٰۃ ترمذی جہاد۔ نسائی ابن ماجہ صوم۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ كُلُّ خَزَنَةِ بَابٍ اَیْ فُلُ هَلُمَّ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

میں خرچ کرے گا اسے جنت کے ہر دروازہ کے خازن بلائیں گے۔ اے فلاں ادھر آ۔ حضرت ابوبکر

ذَاكَ الَّذِیْ لَا تَوٰی عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اسے کوئی پریشانی نہ ہوگی تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ [مه]

میں امید کرتا ہوں کہ تم ان میں سے ہوگے۔

بَابُ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا اَوْ خَلَفَهُ بِخَيْرٍ۔ ص ۳۹۸

جس نے کسی غازی کو سامان دیا یا اس کے بعد اس کے اہل وعیال کی خبرگیری کی

حدیث ۱۵۵۴

حَدَّثَنِیْ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ

علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے راہ خدا میں جہاد کرنے کے لئے سامان مہیا کیا بلاشبہ اس نے جہاد کیا اور

خَلَفَ غَازِيًا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا [سه]

جس نے راہ خدا میں جہاد کرنے والے کے اہل وعیال کی خیر کے ساتھ خبرگیری کی اس نے جہاد کیا۔

حدیث ۱۵۵۵

عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ

تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ بَيْتًا

میں کسی کے گھر نہیں تشریف لے جاتے تھے۔ سوائے ام سلیم کے گھر کے یا اپنی ازواج کے۔

علامہ عینی نے فرمایا کہ اصل میں فلان تھا۔ الف اور نون کو بغیر ترخیم کے حذف کر دیا گیا۔ سیبویہ نے کہا کہ صیغہ مرتجل ہے ندا کے لئے اسے لام کے ضمہ اور سکون دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ علامہ کرمانی نے فرمایا کہ فتحہ بھی

[مه] مسلم زکوٰۃ　[سه] مسلم ترمذی ابوداؤد، نسائی۔

بِالْمَدِيْنَةِ غَيْرَ بَيْتِ أُمِّ سُلَيْمٍ إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِ فَقِيْلَ لَهُ فَقَالَ إِنِّي أَرْحَمُهَا

اس بارے میں حضور سے پوچھا گیا۔ تو فرمایا۔ میں اس پر مہربانی کرتا ہوں۔ اس کا بھائی

قُتِلَ أَخُوْهَا مَعِيَ۔

میرے ساتھ شہید کیا گیا۔

بَابُ التَّحَنُّطِ عِنْدَ الْقِتَالِ ص ۳۹۹ لڑائی کے وقت خوشبو لگانا

حدیث ۱۵۵۶ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَنَسٍ قَالَ وَذَكَرَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ قَالَ أَتَى أَنَسٌ

موسیٰ بن انس سے یوم یمامہ کا تذکرہ کیا۔ کہا۔ کہ حضرت انس

ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ وَقَدْ حَسَرَ عَنْ فَخِذَيْهِ وَهُوَ يَتَحَنَّطُ فَقَالَ يَا عَمِّ مَا يَحْبِسُكَ

حضرت ثابت بن قیس کے پاس آئے اور وہ اپنی رانوں کو کھولے ہوئے خوشبو مل رہے

أَنْ لَا تَجِيءَ قَالَ الْآنَ يَا ابْنَ أَخِي وَجَعَلَ يَتَحَنَّطُ يَعْنِي مِنَ الْحَنُوْطِ ثُمَّ جَاءَ

تھے۔ حضرت انس نے ان سے کہا اے چچا آپ کو کس چیز نے روک رکھا کہ ہمارے ساتھ جہاد میں

مروی ہے۔ کل خزنۃ باب۔ یہاں ترکیب میں قلب ہے۔ اصل میں تھا خزنۃ کل باب۔ یہ حدیث کتاب الصوم میں گزر چکی ہے۔

تشریحات ۱۵۵۵ ابھی حدیث گزری کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ام حرام بنت ملحان کے گھر بھی جایا کرتے تھے۔ اس کی توجیہ یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ کثرت سے نہیں جاتے تھے۔ ام سلیم کے بھائی حرام بن ملحان بئر معونہ میں شہید ہوئے تھے۔ جیسا کہ ابھی گزرا۔ اس تقدیر پر معی سے مراد میرا لشکر ہے۔ یا میری حمایت یا میری طاعت ہے۔

تشریحات ۱۵۵۶ جنگ یمامہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں سنہ ۱۱ھ کے اواخر اور ۱۲ھ کے شروع میں مسیلمہ کذاب اور مسلمانوں کے درمیان ہوئی تھی اس جنگ میں مسیلمہ کذاب کے ساتھ چالیس ہزار تھے۔ مسلمانوں کے سپہ سالار حضرت خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ انصار کا جھنڈا حضرت زید بن ثابت بن قیس کے ہاتھ میں تھا۔ یہ جنگ بہت سخت اور خونریز ہوئی۔ یہاں تک کہ کچھ دیر کے لئے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تھے۔ پھر حضرت خالد بن ولید کی تدبیر اور شجاعت کی بدولت مسلمانوں نے جم کر مقابلہ کیا۔ مسیلمہ مارا گیا۔ اس کے ساتھیوں کو شکست فاش ہوئی۔ اکیس ہزار

عہ مسلم فضائل۔

فَجَلَسَ فَذَكَرَ فِي الْحَدِيْثِ اِنْكِشَافًا مِّنَ النَّاسِ فَقَالَ هٰكَذَا عَنْ وُجُوْهِنَا

نہیں گئے۔ فرمایا۔ اے بھتیجے ابھی چلتا ہوں اور خوشبو ملنے لگے۔ پھر آئے اور مجاہدین میں بیٹھے۔ حضرت انس نے

حَتّٰى نُضَارِبَ الْقَوْمَ مَا هٰكَذَا كُنَّا نَفْعَلُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

اپنی حدیث میں لوگوں کے منتشر ہونے کا ذکر کیا۔ اور اشارہ کرکے بتایا ایسے اپنے چہروں سے یہاں تک کہ ہم

وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا عَوَّدْتُمْ اَقْرَانَكُمْ۔

قوم سے دو بدو لڑتے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہم ایسے نہیں کیا کرتے تھے۔ تم نے اپنے ساتھیوں کو بری بات کا عادی بنا دیا ہے۔

بنو حنیفہ مارے گئے جو مسیلمہ کذاب کے ساتھی تھے مسلمانوں کا بھی کافی نقصان ہوا۔ ساڑھے چار سو صحابہ حفاظ اس جنگ میں شہید ہوئے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عین اس وقت جب کہ مسلمانوں میں کچھ انتشار پیدا ہو گیا تھا سب سے الگ ہو کر اپنے بدن پر خوشبو مل رہے تھے۔ اس کے بعد انھوں نے بڑھ کر دشمن پر حملہ کیا۔ یہاں تک کہ شہید ہوئے

یا عم حضرت انس نے ان کو چچا اس بنا پر کہا کہ ان سے زیادہ معمر تھے۔ حقیقی چچا نہیں تھے حضرت انس قبیلہ اوس سے تھے۔ اور یہ قبیلہ خزرج سے۔

یحنط من الحنوط راوی نے یہ تفسیر اس لئے کر دی تاکہ یہ شبہ نہ ہو کہ یہ حیاطت وغیرہ سے مشتق ہے۔

ھکذا عن وجوھنا ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے کہ لوگو ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ تاکہ ہم دشمن سے لڑیں۔

ماھکذا کنا نفعل یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ بھی ہوتا ہم اپنی صف سے پیچھے نہیں ہٹتے تھے۔ ایسا نہیں تھا جیسا تم نے کیا۔ کہ دشمن کی طاقت و قوت دیکھ کر پیچھے ہٹ گئے۔

بئس ما عودتم یعنی پیچھے ہٹ کر تم نے دشمن کو یہ حوصلہ دیا کہ تم پر حملہ کریں۔ یہ عادت اچھی نہیں۔ کچھ بھی ہو میدان جنگ میں پیچھے نہیں ہٹنا چاہئے۔

کرامت ابن سعد، طبرانی، حاکم نے حضرت انس ہی سے یہ روایت کی ہے کہ جنگ یمامہ میں حضرت ثابت بن شماس کفن کے دو سفید کپڑے پہن کر اور خوشبو مل کر آئے۔ اور مسلمانوں کے قدم اکھڑ چکے تھے۔ انھوں نے کہا۔ اے اللہ! مشرکین نے جو کچھ کیا ہے اس سے میں بیزار ہوں اور مسلمانوں نے جو کچھ کیا ہے اس سے میں معذرت خواہ ہوں پھر فرمایا ہمارے اور ان کے درمیان سے تھوڑی دیر کے لئے ہٹ جاؤ۔ پھر آگے بڑھ کر حملہ فرمایا۔ یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ ان کے جسم پر بہت عمدہ زرہ تھی۔ جس کو ایک مسلمان نے اتار لیا۔ حضرت ثابت نے ایک شخص کو خواب دکھایا کہ وہ فلاں جگہ کاٹھی کے نیچے ہانڈی میں ہے۔ تلاش کی گئی تو وہ زرہ وہیں ملی انھوں نے خواب میں کچھ وصیت بھی کی تھی جسے لوگوں نے پوری کیا۔

بَابُ فَضْلِ الطَّلِيعَةِ ص ۳۹۹ جاسوسی کے دستوں کی فضیلت

حدیث ۱۵۵۷

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوم احزاب
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ يَوْمَ الْأَحْزَابِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا
فرمایا۔ کون قوم کی خبر لائے گا تو زبیر نے کہا۔ میں۔ پھر فرمایا کون قوم کی خبر لائے گا تو زبیر نے
ثُمَّ قَالَ مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
کہا۔ میں۔ اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بےشک ہر نبی کے کچھ مخصوص معاون ہوتے ہیں
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ
میرا مخصوص معاون زبیر ہے۔

مسیلمہ کذاب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک ہی میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ رفتہ رفتہ بہت قوت پکڑ گیا تھا۔ مرتدین اور مانعین زکوٰۃ کی گوشمالی کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسیلمہ کذاب کے استیصال کے لئے بھیجا۔ اور اللہ کی مدد سے مسیلمہ کذاب مارا گیا۔ اور اس کے سب ساتھی یا تو مارے گئے یا مسلمان ہو گئے۔ حضرت صدیق اکبر اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ وہ عظیم کارنامہ ہے جس نے اسلام کی بنیادوں کو مستحکم کر دیا۔

تشریحات ۱۵۵۷ اس کے بعد والی حدیث میں ہے ندب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ندب کے معنی کسی اہم کام کے لئے بلانا۔ اس حدیث میں دو بار آواز دینے کا ذکر ہے اور روایات میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین بار پکارا تھا اور ہر بار حضرت زبیر ہی نے جواب دیا اور کوئی نہیں بولا۔ اس حدیث میں قوم سے مراد بنی قریظہ ہیں جیسا کہ نسائی میں ہے۔ کہ جب بنی قریظہ کی شرارتوں کی اطلاع حضور کو ملی تو حضور نے یہ فرمایا اور حضرت زبیر تنہا ان میں گئے اور ان کے احوال کی اطلاع دی۔

حواری یعنی خصوصی مستعد ساتھی معاون۔ یہ حور سے بنا ہے جس کے معنی سفید کرنا ہے۔ یہ اصل میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے خلص اصحاب کا لقب ہے۔ یہ لوگ دھوبی تھے۔ ازہری نے کہا

باب هل يبعث الطليعة وحده ص ۳۹۹ باب السير وحده ص ۴۲۰ باب مناقب الزبير ص ۵۲۷ ثانی مغازی باب غزوة الخندق ص ۵۹۰ الجہاد باب بعث النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الزبیر وحدہ ص [illegible] مسلم فضائل ترمذی مناقب۔ نسائی مناقب وسیر ابن ماجہ السنۃ

بَابُ اَلْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِیْهَا الْخَیْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ ص۳۹۹

گھوڑوں کی پیشانیوں میں بھلائی قیامت تک وابستہ ہے۔

حدیث ۱۵۵۸

عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْخَیْلُ فِیْ نَوَاصِیْهَا الْخَیْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت تک گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر ہے۔

حدیث ۱۵۵۹

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْجَعْدِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِیْهَا الْخَیْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ ؎

عروہ بن جعد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت تک گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر وابستہ کر دیا گیا ہے۔

حدیث ۱۵۶۰

عَنْ اَبِی التَّیَّاحِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَرَکَةُ فِیْ نَوَاصِی الْخَیْلِ۔ ؎

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت ہے۔

کہ حواری انبیاء کرام کے انتہائی مخلص احباب کو کہتے ہیں۔ قتادہ نے کہا کہ حواری کے معنی وزیر کے ہیں حواری کی جب اضافت یائے متکلم کی جانب کی جائے گی تو یا حذف ہو جائے گی۔ اس صورت میں ایک جماعت نے کہا کہ یا کو فتح پڑھا جائے گا۔

تشریحات ۱۵۵۹، ۶۰

اس کے بعد والے باب میں عروہ بن جعد بارقی کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ گھوڑوں کی پیشانیوں میں بھلائی وابستہ ہے قیامت تک۔ ثواب اور غنیمت۔ مناقب میں انکی حدیث میں یہ زیادہ ہے کہ میں نے ان کے گھر میں ستر گھوڑے دیکھے۔

قال سلیمان اس کے ذکر سے امام بخاری یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ بطریق سلیمان عن شعبہ جو روایت ہے

---

۱ المناقب باب ص۵۱۳ ۲ باب الجہاد ماض مع البر والفاجر ص۳۹۹ المناقب باب ص۵۱۴ ۳ مسلم مغازی

باب من احتبس فرسا فی سبیل اللہ لقولہ تعالیٰ ومن رباط الخیل ص ۴۰۰

جس نے راہ خدا میں گھوڑے کو رکھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اور ان کے لئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو۔ انفال (۶۰)

حدیث ١٥٦١

قال سمعت سعیدا المقبری یحدث انہ سمع ابا ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من احتبس فرسا فی سبیل اللہ ایمانا باللہ وتصدیقا بوعدہ فان شبعہ وریہ وروثہ وبولہ فی میزانہ یوم القیمۃ ص

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے گھوڑا پالا اللہ پر ایمان اور اس کے وعدے کو سچا جانتے ہوئے۔ تو اس گھوڑے کا کھانا پینا لید اور پیشاب قیامت کے دن اس کی میزان میں ہوں گے (یعنی حسنات کے)

باب اسم الفرس والحمار ص گھوڑے اور گدھے کا نام۔

حدیث ١٥٦٢

حدثنا ابی بن عباس بن سہل عن ابیہ عن جدہ قال کان للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی حائطنا فرس یقال لہ اللحیف وقال

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہمارے باغ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک گھوڑا تھا جس کا نام لحیف تھا اور بعضوں نے کہا

اس میں عروہ کے باپ کا نام بجائے الجعد کے ابو الجعد ہے۔ اسی طرح بطریق مسدد عن ہشیم عن حصین شعبی کی روایت میں ابن ابی الجعد ہے۔

نواصی ناصیہ کی جمع ہے۔ اس کے معنی اس بال کے ہیں جو سر کے اگلے حصے پر ہوتے ہیں قرآن کریم میں ہے۔

لنسفعا بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ خاطئۃ
علق (۱۵) (۱۶)

ہم ضرور اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے۔ کیسی پیشانی، جھوٹی خطا کار۔

لحاف ، لخیف۔

بَعْضُهُمُ اللَّخِيفُ بِالْخَاءِ۔

لخیف تھا۔ خاء کے ساتھ۔

حدیث ۱۵۶۳

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عُفَيْرٌ۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے ایک گدھے پر سوار تھا جس کا نام عفیر تھا۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ شُؤْمِ الْفَرَسِ۔ گھوڑے کی نحوست کے بارے میں جو کچھ ذکر کیا گیا۔

حدیث ۱۵۶۴

أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِيْ ثَلٰثَةٍ فِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّارِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ نحوست تین چیزوں میں ہے۔ گھوڑے، عورت اور گھر میں۔

تشریحات ۱۵۶۱، ۶۲

ابن مندہ نے ذکر کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تین گھوڑے حضرت سہل کے والد سعد بن سعد کے یہاں تھے۔ ان میں ایک کا نام لزاز تھا۔ دوسرے کا نام ظرب اور تیسرے کا نام لخیف تھا۔ اس میں چار روایتیں ہیں۔ لحیف خلیل کے وزن پر۔ تصغیر کے ساتھ لُحَیف۔ لَخِیف خاء معجمہ کے ساتھ۔ لُخَیف تصغیر کے ساتھ۔ بلکہ ابن الاثیر نے نہایہ میں خاء معجمہ کی جگہ جیم روایت کیا ہے۔

تشریحات ۱۵۶۳

عُفَیْر، عَفَر کی تصغیر ہے۔ اس کا مادہ عفرہ ہے۔ جس کے معنی وہ سرخی ہے جس میں سفیدی ملی ہوئی ہو۔ اسے مقوقس والی مصر نے تحفہ میں دیا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک اور گدھا تھا جس کا نام یعفور تھا جسے فروہ بن عمرو نے نذر کیا تھا۔

تشریحات ۱۵۶۴، ۶۵

تحقیق یہ ہے کہ نحوست کسی چیز میں نہیں اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث خود بخاری ہی میں کتاب النکاح میں بطریق محمد بن منہال یوں ہے کہ لوگوں نے حضور اقدس

ثانی النکاح باب ما یتقی من شؤم المرأۃ ص ۷۶۳۔ طب باب الطیرۃ ص ۸۵۶۔ باب لا عدوی ص ۸۵۹۔ مسلم طب ثانی عمدۃ القاری۔

حدیث
۱۵۶۵

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ فَفِي الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالْمَسْكَنِ ۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی تو عورت اور گھوڑے اور گھر میں ہوتی۔

بَابُ الرُّكُوبِ عَلَى دَابَّةٍ صَعْبَةٍ وَالْفُحُولَةِ مِنَ الْخَيْلِ ص ۴۰۱ شریر جانور اور نر گھوڑے پر سوار ہونا

ت
۵۵۷

قَالَ رَاشِدُ بْنُ سَعْدٍ كَانَ السَّلَفُ يَسْتَحِبُّونَ الْفُحُولَةَ لِأَنَّهَا أَجْرَى وَأَجْسَرُ ۔

راشد بن سعد نے کہا کہ سلف نر گھوڑے پر سوار ہونے کو پسند کرتے تھے۔ اسلئے کہ تیز رو اور زیادہ جری ہوتا ہے۔

بَابُ سِهَامِ الْفَرَسِ ص ۴۰۱ گھوڑے کے حصے کا بیان

ت
۵۵۸

وَقَالَ مَالِكٌ يُسْهَمُ لِلْخَيْلِ وَالْبَرَاذِينِ مِنْهَا لِقَوْلِهِ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَلَا يُسْهَمُ لِأَكْثَرَ مِنْ فَرَسٍ ۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عربی گھوڑے اور ترکی گھوڑے کے لئے حصہ دیا جائے گا اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تاکہ تم گھوڑے خچر گدھے پر سوار ہو (ت) اور ایک سے زیادہ گھوڑے کا حصہ نہیں دیا جائیگا۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور نحوست کا ذکر کیا تو فرمایا اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی تو گھوڑے اور عورت اور گھر میں ہوتی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں جو کتاب الطب میں مروی ہے۔ شروع میں یہ زیادہ ہے۔ لا عدویٰ ولا طیرۃ، مرض کا چھوت چھات اور بدفالی نہیں۔

تشریح
۵۵۸

مجاہد کے ساتھ سواریاں ہوں تو ان سواریوں کا بھی حصہ لگے گا یا نہیں۔ اس بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ اس پر اتفاق ہے کہ گھوڑے کو صرف ایک حصہ ملے گا۔ اس کے علاوہ کچھ لوگوں نے کہا کہ ترکی گھوڑا ہو تو اس کا بھی حصہ دے گا۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا۔ کہ ترکی گھوڑے کے لئے کوئی حصہ نہیں۔ امام اوزاعی، امام مالک، امام شافعی نے فرمایا۔ کہ خچر گدھے اونٹ کا کوئی حصہ نہیں۔ امام احمد نے فرمایا کہ گھوڑے

ے باب ما یتقی من شؤم المرأۃ ص ۷۶۳

بَابُ مَنْ قَادَ دَابَّةَ غَيْرِهٖ فِي الْحَرْبِ ص۴۰۱ جو لڑائی میں دوسرے کی سواری کو لے کر چلا

حدیث ۱۵۶۷

عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَفَرَرْتُمْ

ابو اسحٰق (سبیعی) سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت براء بن عازب

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لٰكِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا۔ کیا غزوۂ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھوڑ کر تم لوگ

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفِرَّ اِنَّ هَوَازِنَ كَانُوْا قَوْمًا رُمَاةً وَاِنَّا

بھاگ گئے تھے۔ انھوں نے کہا، ہاں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی جگہ سے ٹلے نہیں

لَمَّا لَقِيْنَاهُمْ حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ فَانْهَزَمُوْا فَاَقْبَلَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَى الْغَنَائِمِ وَاسْتَقْبَلُوْنَا

تھے۔ ہوازن تیر انداز قوم تھی ہمارا ان کا جب آمنا سامنا ہوا۔ تو ہم نے ان پر حملہ کیا اور وہ بھاگ

بِالسِّهَامِ فَاَمَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَفِرَّ فَلَقَدْ رَاَيْتُهٗ

گئے۔ مسلمان غنیمت پر ٹوٹ پڑے اور ہوازن نے ہم پر تیر برسانا شروع کیا (اس وقت مسلمان منتشر

وَاِنَّهٗ لَعَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَاِنَّ اَبَا سُفْيَانَ اٰخِذٌ بِلِجَامِهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

ہو گئے) لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی جگہ ثابت قدم رہے۔ میں نے اس وقت حضور

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ ؏ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ سہ

کو دیکھا اور حضور اپنے سفید خچر پر سوار تھے اور ابو سفیان بن حارث خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور نبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔ میں نبی برحق ہوں جھوٹا نہیں۔ میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔

کے سوار کے لئے تین حصے اور اونٹ سوار کے لئے دو حصے۔ جمہور ائمہ امام مالک اور امام اعظم اور امام شافعی نے فرمایا گھوڑے کے لئے ایک حصہ ہے۔ یعنی گھوڑے کے سوار کو دو حصے ملیں گے۔ ایک اس کا اور ایک اس کے گھوڑے کا لیکن ایک سے زیادہ اگر گھوڑے ہوں تو ان کا مزید حصہ نہیں ملے گا۔ امام اوزاعی امام ثوری امام احمد امام ابو یوسف نے فرمایا کہ دو گھوڑوں کے لئے بھی دو حصے ہیں۔

سہ باب بغلة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم البيضاء ص۴۰۲ من صف اصحابه عند الهزيمة ص۴۰۱ من قال خذها وانا ابن فلان ص۴۲۸ ثاني مغازي باب قول الله تعالى ويوم حنين ص۶۱۸ تین طریقے سے مسلم۔

بَابُ نَاقَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اونٹنی کا بیان

باب ۵۵۱

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَرْدَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ عَلَى الْقَصْوَاءِ

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسامہ کو قصواء پر اپنے پیچھے بٹھایا۔

حدیث ۱۵۶۷

عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَةٌ تُسَمَّى الْعَضْبَاءَ لَا تُسْبَقُ ۔ قَالَ حُمَيْدٌ أَوْ لَا تَكَادُ تُسْبَقُ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام عضباء تھا جس سے کوئی اونٹنی آگے نہیں نکلتی۔ راوی حدیث حمید کہتے ہیں۔ آگے بڑھنے کے

تشریحات ۱۵۶۶

انبیاء کرام کی یہی شان ہے کہ وہ جہاد میں ثابت قدم رہتے ہیں اور پیچھے قدم نہیں ہٹاتے۔ اس لئے کہ وہ سب سے زیادہ بہادر ہوتے ہیں اور اللہ کے وعدہ پر انہیں مکمل یقین ہوتا ہے۔ خصوصاً اور اللہ کی تعالیٰ انہیں سب سے زیادہ تائید ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ علماء نے لکھا ہے کہ جس نے یہ کہا کہ کوئی نبی جہاد سے بھاگا۔ وہ کافر ہے۔ اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ اس میں نبی کی توہین ہے۔

غزوہ حنین میں بکثرت فتح مکہ کے نو مسلم اور بہت سے مولفۃ القلوب مال غنیمت کی لالچ میں شریک ہو گئے تھے۔ جب ہوازن کے تیروں کی باڑھ پڑی تو وہ بھاگ پڑے۔ صحابہ کرام نے یہ دیکھا کہ اس وقت اپنی جگہ کھڑا رہنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ اس لئے وقتی طور پر تیروں کی زد سے بچنے کے لئے اپنی جگہ چھوڑ کر تھوڑی دیر کے لئے آڑ میں ہو گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ رنگ دیکھ کر حضرت عباس سے فرمایا کہ تم مہاجرین، انصار اور بیعت رضوان والوں کو پکارو۔ انہوں نے جب پکارا تو فوراً بلا تاخیر صحابہ کرام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو گئے اور محاذ سنبھال کر جب دوبارہ حملہ کیا تو ہوازن اور ثقیف کو بھاگتے ہی بنی۔

تشریحات ۱۵۶۷

قصواء عضباء جدعاء۔ یہ تینوں ایک ہی اونٹنی کے نام ہیں۔ یا یہ الگ الگ اونٹنیاں تھیں۔ امام واقدی کی رائے یہ ہے کہ یہ تینوں ایک ہی اونٹنی کے نام ہیں۔ یہ وہی اونٹنی ہے جس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت کی تھی جسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فَجَاءَ اَعْرَابِيٌّ عَلٰى قَعُوْدٍ فَسَبَقَهَا فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى عَرَفَهٗ فَقَالَ
قریب بھی نہیں ہوتی تھی۔ ایک اعرابی ایک اونٹنی پہ سوار ہوکر آیا اور وہ عضباء سے آگے بڑھ گئی۔ یہ مسلمانوں پر
حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِّنَ الدُّنْيَا اِلَّا وَضَعَهٗ عه
بہت شاق ہوا جسے حضور نے پہچان لیا تو فرمایا اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ دنیا میں جو بھی بلند ہوتا ہے اسے نیچا دکھائے۔

بَابُ غَزْوِ النِّسَاءِ وَقِتَالِهِنَّ مَعَ الرِّجَالِ ص ۴۰۳ عورتوں کا مردوں کے ساتھ رہ کر جہاد کرنا

حدیث ۱۵۶۸

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ غزوہ احد میں لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
اُحُدٍ اِنْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ رَاَيْتُ عَائِشَةَ
علیہ وسلم کے ارد گرد سے منتشر ہو گئے۔ اور میں نے عائشہ بنت ابوبکر اور ام سلیم کو دیکھا کہ اپنے
بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ وَاُمَّ سُلَيْمٍ وَاِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ اَرٰى خَدَمَ سُوْقِهِمَا تَنْقُزَانِ
دامن سمیٹے ہوئے ہیں۔ میں نے ان کے پازیب کو دیکھا تیزی سے مشکیں بھر کر لاتی ہیں اور
الْقِرَبَ وَقَالَ غَيْرُهٗ تَنْقُلَانِ الْقِرَبَ عَلٰى مُتُوْنِهِمَا ثُمَّ تُفْرِغَانِهٖ فِيْ اَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ
ابومعمر کے غیر نے کہا۔ اپنی پیٹھوں پر مشکیں ڈھو رہی ہیں اور مجاہدین کو پانی پلا رہی ہیں پھر
تَرْجِعَانِ فَتَمْلَاٰنِهَا ثُمَّ تَجِيْئَانِ فَتُفْرِغَانِهٖ فِيْ اَفْوَاهِ الْقَوْمِ عه
لوٹ کر بھر کر لاتی ہیں اور مجاہدین کو پلاتی ہیں۔

سے خریدا تھا۔ اور کچھ لوگوں کی رائے یہ ہے کہ جدعاء ایک الگ اونٹنی تھی۔ یہ سفید رنگ کی تھی جس میں سیاہی ملی ہوئی تھی۔ نزول وحی کے وقت سوائے اس کے کوئی اونٹنی حضور کا بار نہیں اٹھا سکتی تھی

تشریحات ۱۵۶۸ اس حدیث سے نیز دوسری احادیث سے یہ ثابت ہے کہ عہد رسالت میں عورتیں مجاہدین کے ساتھ رہتیں اور ان کی خدمت کرتیں۔ مثلاً پانی پلاتیں۔ زخمیوں کی مرہم پٹی

عه ثانی الرقاق باب التواضع ص ۹۶۲ نسائی جلد دوم الخیل باب السبق ص ۱۲۵ ابوداؤد ثانی الادب باب کراہیۃ الرفعۃ فی الامور ص ۱۸۳ مسند امام احمد بن حنبل ثالث ص ۱۰۳ عه مناقب باب مناقب ابی طلحہ ص ۵۳۴ ثانی مغازی باب اذ ہمت طائفتان منکم ص ۵۸۱ مسلم مغازی

باب حمل النساء القرب فی الغزو ص۴۰۳ غزوہ میں عورتوں کا مشک ڈھونا

حدیث ۱۵۶۹

قال ثعلبة بن ابی مالك ان عمر بن الخطاب قسم مروطا بين نساء من نساء المدينة فبقي مرط جيد فقال له بعض من عنده يا امير المؤمنين اعط هذا ابنت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم التي عندك يريدون ام كلثوم بنت علي فقال عمر ام سليط احق وام سليط من نساء الانصار ممن بايع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال عمر فانها كانت تزفر لنا القرب يوم احد قال ابو عبد الله تزفر تخيط

ثعلبہ بن ابی مالک نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ چادریں مدینے کی عورتوں میں تقسیم کیں۔ ایک عمدہ چادر بچ گئی تو حاضرین میں سے ایک نے کہا اے امیر المومنین! اے رسول اللہ کی ان صاحبزادی کو دیدیجئے جو آپ کی زوجیت میں ہیں۔ ان کی مراد حضرت ام کلثوم بنت علی تھیں۔ تو حضرت عمر نے فرمایا ام سلیط اس کی زیادہ مستحق ہے۔ اور ام سلیط انصار کی ان عورتوں میں سے تھیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ حضرت عمر نے کہا کہ وہ غزوہ احد کے موقعہ پر ہمارے لئے مشکیں بھر کر لاتی تھیں۔ ابو عبداللہ (امام بخاری) نے کہا تزفر کے معنی یہ ہیں کہ وہ سیتی تھیں۔

دیکھ بھال کرتی۔ بلکہ بہت سی ایسی شیر دل خواتین بھی تھیں کہ وقت ضرورت دشمن پر حملہ بھی کرتیں جیسا کہ غزوہ خندق کے موقع پر حضرت صفیہ نے ایک یہودی کو مار ڈالا تھا۔

تشریحات ۱۵۶۹

حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ہی میں پیدا ہو چکی تھیں۔ حضرت عمر نے ان سے عقد کر لیا تھا۔ ام سلیط کا نام ام قیس بنت عبید بن زیاد بن ثعلبہ تھا۔ بنی مازن کی چشم و چراغ تھیں۔ ان کی شادی ابو سلیط بن حارثہ بن عمرو بن قیس سے ہوئی تھی یہ بنی عدی بن نجار کے فرد تھے۔ ان کو دو اولادیں ہوئیں۔ سلیط اور فاطمہ۔ یہ خیبر اور حنین میں بھی شریک ہوئی تھیں۔

تزفر تخیط امام بخاری یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ تزفر کے معنی تخیط ہیں۔ یعنی وہ مشکیں سیتی تھیں۔ مگر شارحین نے

۱؎ عمدۃ القاری مغازی باب ذکر ام سلیط صفحہ ۴۰۲

بَابُ رَدِّ النِّسَاءِ الْجَرْحٰی وَالْقَتْلٰی ص۴۰۳ عورتوں کا زخمیوں اور مقتولین کو منتقل کرنا

حدیث ۱۵۰۰

عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَکْوَانَ عَنِ الرُّبَیِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ کُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ
ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَسْقِی الْقَوْمَ وَنَخْدِمُھُمْ وَنَرُدُّ الْجَرْحٰی وَالْقَتْلٰی
کے ہمراہ جہاد کرتی تھیں۔ قوم کو پانی پلاتی تھیں اور ان کی خدمت کرتی تھیں۔ زخمیوں اور
اِلَی الْمَدِیْنَۃِ۔ سہ
شہداء کو مدینہ پہنچاتی تھیں۔

بَابُ نَزْعِ السَّھْمِ مِنَ الْبَدَنِ ص۴۰۳ بدن سے تیر کا نکالنا۔

حدیث ۱۵۰۱

عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ رُمِیَ
حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ابو عامر کو ان کے گھٹنے میں تیر لگا میں
اَبُوْعَامِرٍ فِیْ رُکْبَتِہٖ فَانْتَھَیْتُ اِلَیْہِ فَقَالَ اِنْزِعْ ھٰذَا السَّھْمَ فَنَزَعْتُہٗ فَنَزَا مِنْہُ
ان کے پاس آیا۔ تو انھوں نے کہا۔ اس تیر کو نکالو۔ میں نے تیر نکالا۔ تو زخم سے
الْمَاءُ فَدَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ
پانی بہا۔ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور بتایا تو فرمایا

فرمایا کہ زفر کے معنی بہنے کے لغت میں کہیں نہیں ملا۔ تو زفر کے معنی تحمیل کے ہیں۔ یعنی ڈھونے کے خصوصا بھرا ہوا مشک اٹھانا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تشریحات ۱۵۰۰

عورت کو یہ جائز نہیں کہ غیر محرم کو ہاتھ لگائے لیکن حالت جنگ میں جب اس کی ضرورت ہو تو اجازت ہے بلکہ علاج کے لئے بقدر ضرورت مطلقاً چھونا اور مرہم پٹی کرنا جائز ہے۔

تشریحات ۱۵۰۱

حضرت ابو عامر کا نام عبید تھا۔ یہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا تھے غزوہ اوطاس کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو درید بن صمہ کے مقابلے پر بھیجا۔ جشمی نے انہیں تیر مارا جو ان کے گھٹنے میں لگا اسی سے ان کی شہادت ہو گئی۔ زخم سے

سہ ثانی الطب باب ہل یداوی الرجل المرأۃ ص۸۴۸ نسائی۔ سیر۔

اِغْفِرْ لِعُبَيْدٍ اَبِیْ عَامِرٍ۔

اے اللہ عبید ابو عامر کو بخش دے۔

بَابُ الْحِرَاسَةِ فِی الْغَزْوِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ص ۴۰۳ راہ خدا میں جہاد کے موقع پر پہرہ دینا۔

حدیث ۱۵۷۲

اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ
ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا تَقُوْلُ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهِرَ فَلَمَّا
رات کو جاگا کرتے تھے۔ جب مدینہ تشریف لائے تو فرمایا۔ میرے صحابہ میں کوئی
قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ اَصْحَابِیْ يَحْرُسُنِی اللَّيْلَةَ اِذْ سَمِعْنَا
نیک شخص کاش آج رات پہرہ دیتا کہ ہم نے ہتھیار کی آواز سنی۔ حضور نے پوچھا
صَوْتَ سِلَاحٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ اَنَا سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ جِئْتُ لِاَحْرُسَكَ
کون ہے یہ۔ عرض کیا میں سعد بن ابی وقاص ہوں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ پہرہ دوں

پانی نکلنا اس کی علامت ہوتا ہے کہ زخمی کے بدن سے تمام خون نکل چکا ہے۔ اب بچنے کا نہیں۔

تشریحات ۱۵۷۲ بخاری کی اس روایت میں تھوڑی سی ترتیب بدلی ہوئی ہے اس روایت سے سمجھ میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لانے سے پہلے راتوں کو جاگتے تھے اور مدینہ طیبہ تشریف لاتے ہی صحابہ کرام نے پہرہ دینا شروع کر دیا تھا۔ حالانکہ ام المومنین کی مراد یہ نہیں وہ یہ بتانا چاہتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو راتوں کو جاگا کرتے تھے ایک رات یہ قصہ پیش آیا جیسا کہ مسلم میں ہے۔ اس لئے بخاری کی یہ روایت یوں ہونا چاہیے۔ "قدم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المدینۃ سہر لیلۃ۔ نیز اس سے مراد مدینہ میں تشریف آوری کے بالکل ابتدائی ایام نہیں۔ اس لئے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی ۲ھ میں ہوئی تھی۔

اس پر ایک اشکال پیش کیا گیا ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا واللہ یعصمک من الناس۔ اور اللہ آپ کی

؎ ثانی مغازی غزوہ اوطاس ص ۶۲۰ دعوات باب الوضوء عند الدعاء ص ۹۴۳ مسلم فضائل۔ نسائی سیر۔

وَنَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ـہ

اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سو گئے۔

حدیث ۱۵۷۳

عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت

صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّیْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِیْفَةِ

کرتے ہیں کہ فرمایا۔ نامراد ہوا دینار اور درہم اور چادر اور کمبل کا غلام اگر اسے دیا جائے

وَالْخَمِیْصَةِ اِنْ اُعْطِیَ رَضِیَ وَاِنْ لَّمْ یُعْطَ لَمْ یَرْضَ۔ لَمْ یَرْفَعْهُ اِسْرَائِیْلُ

تو راضی ہے اور نہ دیا جائے تو راضی نہیں ـــــ اسے اسرائیل اور محمد بن جحادہ نے ابوحصین

وَمُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ اَبِیْ حُصَیْنٍ وَزَادَ لَنَا عَمْرٌو وَقَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

سے روایت کرتے ہوئے مرفوع نہیں کیا۔ اور ابوعمرو نے ہمارے لئے زیادہ کیا بطریق

بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار عن ابیہ جو روایت کی اس میں یہ ہے کہ فرمایا ناکام رہا دینار کا

تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّیْنَارِ وَ

غلام اور درہم کا غلام اور کمبل کا غلام اگر اسے دیا جائے تو راضی ہے اور نہ دیا جائے تو ناخوش۔ نامراد

عَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الْخَمِیْصَةِ اِنْ اُعْطِیَ رَضِیَ وَاِنْ لَّمْ یُعْطَ سَخِطَ تَعِسَ وَانْتَکَسَ

اور سرنگوں ہوا اور اسے جب کانٹا چبھے تو نہ نکلے۔ بھلائی ہے اس بندہ کے لئے جو اپنے

لوگوں سے حفاظت فرمائے گا۔ اس کے بعد پہرے کی کیا حاجت تھی۔ علامہ بدرالدین محمود عینی نے اس کے دو جواب دیئے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ پہرہ دینا آیت کریمہ کے نزول سے پہلے تھا۔ دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ مراد لوگوں کے فتنے اور شر اور اختلاف سے حفاظت ہے۔

مہ ثانی التمنی باب قول لیت کذا وکذا ص ۱۰۷۳ مسلم فضائل الصحابہ۔ ابوداؤد جہاد۔ ترمذی مناقب۔ مسند امام احمد بن حنبل سادس ص ۱۳۱۔

وَإِذَا شِيكَ فَلَا انْتُقِشَ طُوبَى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ أَشْعَثَ

گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے راہ خدا میں ہے اس کے بال الجھے ہوئے ہیں اور اس کے

رَأْسُهُ مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ

قدم گرد آلود ہیں اگر اسے پہرے پر لگا دیا جائے تو پہرے میں ہے اور اگر فوج کے

كَانَ فِي السَّاقَةِ وَإِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ فَتَعْسًا

پیچھے رکھا جائے تو پیچھے رہتا ہے۔ اگر کسی سے اس کے گھر اندر آنے کی اجازت مانگے تو

كَأَنَّهُ يَقُولُ فَأَتْعَسَهُمُ اللهُ طُوبَى فُعْلَى مِنْ كُلِّ شَيْءٍ طَيِّبٍ وَهِيَ

اجازت نہ دی جائے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو قبول نہ کی جائے تعسا کے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

يَاءٌ حُوِّلَتْ إِلَى الْوَاوِ وَهِيَ مِنْ يَطِيبُ ـه

نے اسے نامراد کر دیا۔ طوبیٰ کے معنی سب سے اچھی چیز۔ یطیب کا اسم تفضیل صیغہ مونث فعلی کے وزن پر

ہے۔ اس کی یا کو واؤ سے بدل دیا گیا ہے۔

علامہ قرطبی نے یہ جواب دیا کہ وعدہ حفاظت کے منافی پہرہ دینا نہیں جیسے اللہ عزوجل نے فتح و نصرت اور غلبے کا وعدہ فرمایا اور قتال کا بھی حکم دیا، جیسے قتال اس وعدے کے منافی نہیں ویسے ہی پہرہ دینا وعدہ حفاظت کے منافی نہیں۔

تشریحات
۱۵۶۳

عبد الدینار۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ دینار وغیرہ کا حریص ہے۔ اس کے لئے ذلت انتہا ہے گویا دینار وغیرہ نے اس کو غلام بنا لیا۔

تعسا قرآن کریم میں ایک جگہ فرمایا۔ فتعسا لهم۔ محمد ⑧ چونکہ اس حدیث میں تعس کا لفظ آیا ہے اسلئے امام بخاری نے حسب عادت اس ٹکڑے کی تفسیر فرما دی اس سے مراد یہ ہے کہ اتعسهم الله۔ یعنی اللہ نے ان کو نامراد کیا۔ پھر لفظ طوبیٰ کی تشریح کی۔ یہ باب یطیب سے اسم تفضیل مونث کا صیغہ ہے فعلی کے وزن پر اس کا واؤ اصل میں یا تھا ماقبل ضمہ کی وجہ سے یا کو واؤ سے بدل دیا۔

تشریحات
۱۵۶۴

خدمت کی تین قسمیں ہیں۔ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے۔ چھوٹا بڑے کی خدمت کرے۔ ہم عمر ہم عمر کی خدمت کرے۔ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت انس سے عمر میں

ـه ثانی رقاق باب ما یتقی من فتنۃ المال صفحہ ۹۵۲ ابن ماجہ زہد۔

بَابُ فَضْلِ الْخِدْمَةِ فِى الْغَزْوِ ص۴۰۴ غزوہ میں خدمت کی فضیلت

حدیث ۱۵۷۴

عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِىِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ میں جریر بن عبد اللہ کے ساتھ رہا وہ میری

صَحِبْتُ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَكَانَ يَخْدُمُنِىْ وَهُوَ اَكْبَرُ مِنْ اَنَسٍ قَالَ جَرِيْرٌ اِنِّىْ

خدمت کرتے تھے حالانکہ وہ حضرت انس سے عمر میں بڑے تھے۔ حضرت جریر نے کہا میں نے انصار کو بہت

رَاَيْتُ الْاَنْصَارَ يَصْنَعُوْنَ شَيْئًا لَا اَجِدُ اَحَدًا مِنْهُمْ اِلَّا اَكْرَمْتُهٗ۔

کچھ کرتے دیکھا ہے۔ اسلئے میں جس انصاری کو پاؤں گا اس کی تعظیم کروں گا۔

حدیث ۱۵۷۵

عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِىْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ حَنْطَبٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ

بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى خَيْبَرَ

تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر گیا۔ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوٹ کر مدینہ آئے اور حضور کے سامنے

فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاجِعًا وَبَدَا لَهٗ اُحُدٌ قَالَ هٰذَا جَبَلٌ

احد آیا تو فرمایا۔ یہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر اپنے دست مبارک

يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ ثُمَّ اَشَارَ بِيَدِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ

سے مدینے کی طرف اشارہ فرمایا اور یہ دعا کی۔ اے اللہ میں اس کے دونوں سنگستانوں کے درمیان حرام بناتا ہوں

بڑے تھے۔ مگر ان کی خدمت کرتے تھے۔ یہ پہلے جز کے ساتھ مطابق ہے۔ البتہ اس حدیث میں ایسا کوئی لفظ نہیں جو خاص غزوہ میں خدمت کی فضیلت پر دلالت کرے۔ اس لئے علامہ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ اس حدیث کا یہاں ذکر مناسب نہیں بلکہ یہ حدیث مناقب کے زیادہ لائق ہے۔

تشریحات ۱۵۷۶

یہ واقعہ سفر میں پیش آیا تھا جیسا کہ مسلم میں ہے۔ سخت دھوپ تھی۔ لوگ دھوپ سے بچنے کے لئے سروں پر ہاتھ کئے ہوئے تھے۔ درختوں کا سایہ تلاش کرتے تھے۔ کچھ لوگ روزے سے تھے۔ ان کی طاقت جواب دے گئی وہ لوگ بیٹھ رہے۔ اور جو لوگ روزے سے نہیں تھے انھوں نے خیمے لگائے۔ کھانا پکایا۔ پانی لائے اپنی بھی خدمت کی اور روزہ داروں کی بھی کی۔

لابتیہا کما حرم ابراہیم مکۃ اللہم بارک لنا فی صاعنا و مدنا۔

جیسے ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا۔ اے اللہ ہمارے لئے ہمارے صاع اور مد میں برکت عطا فرما۔

حدیث
۱۵۴۶

عن مورق العجلی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنا مع النبی
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثرنا ظلا الذی یستظل بکسائہ و اما الذین صاموا
تھے۔ ہم میں سب سے زیادہ سایہ میں وہ تھا جو اپنے کمبل سے سایہ کئے ہوئے تھا۔ جن لوگوں
فلم یعملوا شیئا و اما الذین افطروا فبعثوا الرکاب و امتہنوا و عالجوا
نے روزہ رکھا انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ اور جن لوگوں نے روزہ نہیں رکھا تھا انہوں نے سواریاں
و قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذہب المفطرون الیوم بالاجر۔
اٹھائیں اور بہت سا کام کیا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ نہ رکھنے والے آج ثواب لے گئے۔

باب من غزا بصبی للخدمۃ ص ۴۰۵ جو شخص خدمت کیلئے لڑکے کو لیکر جہاد میں گیا۔

حدیث
۱۵۴۷

عن عمرو عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لابی طلحۃ التمس غلاما من غلمانکم
علیہ وسلم نے ابو طلحہ سے کہا میرے لئے ایک بچہ تلاش کر دو جو میری خدمت کرے
یخدمنی حتی اخرج الی خیبر فخرج بی ابو طلحۃ مردفی و انا غلام
خیبر جانے تک تو ابو طلحہ مجھے لیکر چلے اور مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا اور

اس حدیث میں ایک ہم عمر کا، دوسرے ہم عمر کی خدمت کا بیان ہے اور اس سے پہلے والی حدیث میں چھوٹے کی خدمت کا ذکر ہے کیونکہ حضرت انس غزوۂ خیبر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت ہی کے لئے گئے تھے۔ اور اس حدیث میں سفر کا ذکر ہے۔ جس سے غزوہ ہی کا سفر متعین ہے اس لئے کہ رمضان میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف دو سفر فرمایا ہے۔ ایک غزوہ بدر کے لئے اور دوسرا فتح مکہ کے لئے۔ اس لئے اس سفر میں خدمت کا حاصل ہوا۔ غزوہ میں خدمت۔ جو فرمایا۔ روزہ نہ رکھنے والے آج ثواب لے گئے اس سے مراد یہ نہیں کہ روزہ داروں کو

رَاهَقْتُ الْحُلُمَ فَكُنْتُ اَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں بالغ ہونے کے قریب پہنچ گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب منزل پر اترتے تو

اِذَا نَزَلَ فَكُنْتُ اَسْمَعُهٗ كَثِيْرًا يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ

میں حضور کی خدمت کرتا تھا میں سنتا تھا کہ حضور بہت زیادہ یہ دعا مانگا کرتے تھے اے اللہ میں

وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ

تیری پناہ چاہتا ہوں غم واندوہ سے اور عاجزی سے اور سستی سے اور بخل سے اور بزدلی سے اور قرض

الرِّجَالِ ثُمَّ قَدِمْنَا خَيْبَرَ ـ

کے بوجھ سے اور لوگوں کے غلبہ سے پھر ہم خیبر آئے۔

ان کے اعمال حسنہ پر جو ثواب ملتا ہے وہ ان سے چھین کر ان کو دیدیا گیا۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ انھیں ان کے اعمال کا ثواب تو ملے گا ہی مگر چونکہ روزہ نہ رکھنے والوں نے روزہ داروں کی خدمت کی ہے اس لئے ان کے اعمال حسنہ کے برابر ان کی خدمت کرنے والوں کو ثواب ملا۔ مع شئی زائد۔ حاصل ارشاد کا یہ نکلا۔ روزہ نہ رکھنے والوں نے آج بہت زیادہ ثواب حاصل کرلیا۔

تشریحات

۱۵۷۷

اس حدیث پر یہ اشکال ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ شروع ہی سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتے تھے جب کہ ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے۔ انھوں نے خود فرمایا ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی ہے اور اس حدیث سے ظاہر ہورہا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طلب کرنے پر غزوہ خیبر کے موقع پر حضرت ابو طلحہ نے حضرت انس کو خدمت کرنے کے لئے پیش کیا تھا۔ خیبر ۷ھ میں واقع ہوا تھا۔ اس تقدیر پر لازم آئے گا کہ حضرت انس نے زیادہ سے زیادہ چار سال خدمت کی ہے۔ جواب یہ ہے کہ واقعہ یہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ہجرت کرکے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضرت انس کی والدہ ماجدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو خدمت اقدس میں پیش کیا تھا۔ لیکن یہ پیش کرنا مدینہ طیبہ میں رہ کر خدمت کے لئے تھا دور دراز غزوات میں ساتھ لے جانے کی تصریح نہیں تھی۔ غزوہ خیبر کے موقعہ پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا

عہ ثانی دعوات باب التعوذ من غلبۃ الرجال ص۹۴۱ باب الاستعاذہ من الجبن ص۹۴۲ اطعمہ باب الحیس ص۸۱۶ الاعتصام باب ما ذکر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص۱۰۹۰ مسلم مناسک ترمذی مناقب۔

بَابُ مَنِ اسْتَعَانَ بِالضُّعَفَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ فِي الْحَرْبِ ص۴۰۵

جس نے لڑائی میں کمزوروں اور نیکوں سے مدد طلب کی۔

حدیث ۱۵۵۸

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ

مصعب بن سعد نے کہا کہ حضرت سعد کو خیال ہوا کہ ان کو دوسروں پر فضیلت ہے

رَاٰى سَعْدٌ اَنَّ لَهٗ فَضْلًا عَلٰى مَنْ دُوْنَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہاری، تمہارے کمزوروں ہی کے صدقے میں

وَسَلَّمَ هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ ؎

مدد کی جاتی ہے اور روزی دی جاتی ہے۔

حدیث ۱۵۵۹

عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَاْتِيْ زَمَانٌ يَغْزُوْ فِيْهِ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ

روایت کرتے ہیں۔ کہ فرمایا ایک زمانہ آئے گا جس میں لوگوں کی ایک جماعت

مطلب یہ تھا کہ بڑے باخبر ساتھ چل کر خدمت کے لئے کسی بچے کو تلاش کرو۔

تشریحات ۱۵۵۸

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی شجاعت، مالداری اور اسلام میں سبقت کی بنا پر یہ خیال ہوا تھا اور ان کا یہ خیال ایک حد تک صحیح بھی ہے۔ یہ سابقین اولین میں سے ہیں۔ غزوۂ احد کی اس ہولناک گھڑی میں جب کہ افراتفری کے عالم میں اکثر مسلمان منتشر ہو گئے تھے۔ یہ ثابت قدم رہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب رہے اور انتہائی بے جگری سے دشمنوں پر تیر چلاتے رہے۔ یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِرْمِ يَا سَعْدُ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ۔ اے سعد تیر چلائے جاؤ تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ جنہیں بقیہ تمام صحابہ پر فضیلت ہے اس بنا پر ان کا یہ خیال اپنی جگہ درست تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو تواضع اور کسر نفسی کی تعلیم دینے کے لئے وہ ارشاد فرمایا۔

حدیث اس کی دلیل ہے کہ نیک اور صالح مسلمانوں کے صدقہ میں مدد بھی ملتی ہے اور روزی بھی۔

؎ ابو داؤد۔ نسائی جہاد۔ مسند امام احمد جلد اول۔

فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَالُ نَعَمْ فَيُفْتَحُ عَلَيْهِ

جہاد کرے گی تو کہا جائے گا کیا تم میں کوئی وہ ہے جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صحابی ہے تو کہا جائیگا

ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہاں تو انھیں فتح حاصل ہوگی پھر ایک زمانہ آئیگا کہ کہا جائے گا کیا تم میں کوئی وہ ہے جس نے اصحاب نبی صلی اللہ

فَيُقَالُ نَعَمْ فَيُفْتَحُ ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ صَاحِبَ أَصْحَابِ

تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے تو کہا جائے گا ہاں تو انھیں فتح حاصل ہوگی۔ پھر ایک زمانہ آئیگا تو کہا جائیگا

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَالُ نَعَمْ فَيُفْتَحُ [1]

کیا تم میں کوئی وہ ہے جس نے اصحاب نبی کے اصحاب کی صحبت پائی ہے۔ تو کہا جائیگا ہاں تو انھیں فتح حاصل ہوگی۔

بَابُ لَا يَقُولُ فُلَانٌ شَهِيدٌ - یہ نہ کہے کہ فلاں شہید ہے۔

حدیث ۱۵۸۰

عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَقَى هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتَتَلُوا

تعالیٰ علیہ وسلم اور مشرکین میں مقابلہ ہوا اور لڑائی ہوئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالے

فَلَمَّا مَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَسْكَرِهِ وَمَالَ الْآخَرُونَ

علیہ وسلم اپنے لشکر کی جانب اور اور لوگ اپنے لشکر کی جانب متوجہ ہوئے اور رسول اللہ

تشریحات ۱۵۷۹ یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ محبوبان بارگاہ کے وجود کی برکتیں دنیا میں بھی حاصل ہوتی ہیں

اس بات کی بھی دلیل ہے کہ صالحین سے توسل جائز ہے۔

امام بخاری نے باب میں حرب کا اضافہ فرمایا ہے۔ حدیث میں حرب کا لفظ نہیں لیکن یہ اپنے عموم کے اعتبار سے حرب کو بھی شامل ہے بلکہ تصور حرب کے معنی سے زیادہ قریب ہے۔

---

[1] علامات النبوۃ ص ۵۰۵ فضائل اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۵۱۵۔ مسلم فضائل۔

إلى عَسْكَرِهِمْ وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں ایک شخص تھا جو کسی اکیلے یا بھاگنے والے کو دیکھتا تو

لَهُمْ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ فَقَالَ مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ

اس کا پیچھا کرکے اپنی تلوار سے مار ڈالتا۔ کسی نے کہا۔ آج فلاں کے برابر ہم میں سے کوئی کام نہیں آیا

أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ

اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سنو وہ جہنم والوں میں سے ہے۔ اس پر ایک

مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَنَا صَاحِبُهُ فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ

شخص نے کہا۔ میں اس کے ساتھ رہتا ہوں وہ اس کے ساتھ چلے جب وہ ٹھہرتا یہ بھی اس کے ساتھ

وَقَفَ مَعَهُ وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيدًا

ٹھہر جاتے اور جب وہ دوڑتا یہ بھی اس کے ساتھ دوڑتے۔ اس شخص کو سخت زخم پہنچا

فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ

تو اس نے جلدی موت چاہی۔ اپنی تلوار کے دستے کو زمین پر رکھا اور اس کی نوک کو اپنی دونوں

ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ

چھاتی کے درمیان پھر اس پر زور ڈال کر اپنے آپ کو مار ڈالا۔ اب یہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ الرَّجُلُ

کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

نیز جو لوگ ان کی صحبت میں رہتے ہیں وہ بھی بابرکت ہو جاتے ہیں۔

تشریحات

۱۵۸۰

علامہ عینی کا رجحان یہ ہے کہ یہ واقعہ غزوہ خیبر میں ہوا تھا۔ قرینہ یہ ہے۔ امام بخاری نے بعینہٖ اسی سند اور متن کے ساتھ غزوہ خیبر میں ذکر کیا ہے۔ علامہ ابن جوزی نے کہا۔ کہ یہ واقعہ غزوہ احد میں ہوا تھا اور اس شخص کا نام قزمان ظفری تھا۔ یہ شخص ابتداءً جنگ میں شریک نہیں تھا۔ اس پر عورتوں نے اس کو شرم دلائی تو آکر پہلی صف میں کھڑا ہوگیا اور سب سے پہلا تیر دشمنوں پر چلایا۔ جب مسلمان منتشر ہوگئے۔ اس نے تلوار کی نیام توڑ دی اور یہ کہنے لگا۔ بھاگنے کی بہ نسبت موت زیادہ بہتر ہے۔ حضرت قتادہ بن نعمان کا اس پر گزر ہوا انہوں نے اس سے کہا تجھے شہادت مبارک ہو۔ اس پر اس نے کہا۔ بخدا

الَّذِیْ ذَکَرْتَ آنِفًا اِنَّہٗ مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَاَعْظَمَ النَّاسُ ذٰلِکَ فَقُلْتُ

حضور نے فرمایا۔ کیا بات ہے۔ ان صاحب نے عرض کیا۔ ابھی حضور نے جس کے بارے

اَنَا لَکُمْ بِہٖ فَخَرَجْتُ فِیْ طَلَبِہٖ ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِیْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ

میں فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے۔ لوگوں کو یہ بات گراں گزری تھی۔ میں نے کہا میں اسے

فَوَضَعَ نَصْلَ سَیْفِہٖ فِی الْاَرْضِ وَذُبَابَہٗ بَیْنَ ثَدْیَیْہِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَیْہِ

دیکھتا ہوں۔ میں اس کی ٹوہ میں چلا۔ پھر وہ سخت زخمی ہوا اور جلدی موت چاہی تو اپنی تلوار کا

فَقَتَلَ نَفْسَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِکَ اِنَّ

قبضہ زمین پر رکھا اور اس کی نوک اپنی دونوں چھاتیوں کے بیچ میں، پھر اس پر زور کر کے اپنے آپ کو

الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ عَمَلَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فِیْمَا یَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَھُوَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ

مار ڈالا۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص بظاہر جنتیوں کا کام کرتا ہے

وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ عَمَلَ اَھْلِ النَّارِ فِیْمَا یَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَھُوَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ

حالانکہ وہ جہنمی ہوتا ہے اور ایک شخص بظاہر جہنمیوں کا کام کرتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔

میں دین پر نہیں لڑا ہوں۔ اپنی قوم کی عزت بچانے کے لئے لڑا ہوں۔ پھر اس نے زخم کی شدت کی تاب نہ لاکر خودکشی کر لی۔ ابو یعلیٰ نے بھی یہ حدیث ذکر کی ہے جس کے شروع میں یہ ہے۔ کہ یوم احد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا گیا۔ آج فلاں نے جو کارنامہ انجام دیا ہے کسی نے نہیں انجام دیا۔ لوگ بھاگ گئے اور وہ نہیں بھاگا اور کسی اکیلے مشرک کو نہیں چھوڑا مگر یہ کہ اسے قتل کر دیا۔ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس دین کی مدد ایک فاجر شخص سے کرتا ہے۔

اس کو جہنمی یا تو اس بنا پر فرمایا کہ یہ منافق تھا یا مراد یہ ہے کہ خودکشی کرنے کی وجہ سے یہ جہنم میں جائے گا پھر نکالا جائے گا۔

توضیح باب

باب کا مطلب یہ ہے کہ قطعی طور پر جنگ میں کسی مارے جانے والے کو شہید یقین نہیں کر لینا چاہئے دلوں کا حال کسے معلوم ہاں جو بظاہر مسلمان رہا ہو اور اس سے کفر کا صدور نہ ہوا ہے

۱؎ ثانی مغازی باب غزوہ خیبر ص ۶۰۳ ص ۶۰۵ القدر باب الاعمال بالخواتیم ص ۹۶۱ الرقاق۔ العمل بالخواتیم ص ۹۷۸

بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى الرَّمْيِ وَقَوْلِ اللهِ وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ

تیر اندازی پر ابھارنا اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان، جتنی ہو سکے قوت مہیا

وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللهِ وَعَدُوَّكُمْ (انفال ۸ ۶۰)

کرو اور گھوڑے باندھو جس سے اللہ اور اپنے دشمن کو ڈراؤ۔

حدیث ۱۵۸۱ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَفَرٍ مِنْ أَسْلَمَ يَنْتَضِلُوْنَ

بنی اسلم کے ایک گروہ پر گزرے جو آپس میں تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے تو نبی

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْمُوْا بَنِيْ إِسْمَاعِيْلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تیر چلاؤ اے بنی اسماعیل۔ اس لیے کہ تمہارے

كَانَ رَامِيًا وَأَنَا مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ قَالَ فَأَمْسَكَ أَحَدُ الْفَرِيْقَيْنِ بِأَيْدِيْهِمْ

باپ بھی تیر انداز تھے۔ اور میں بنی فلاں کے ساتھ ہوں۔ یہ سن کر دوسرے گروہ نے اپنا ہاتھ روک لیا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكُمْ لَا تَرْمُوْنَ قَالُوْا كَيْفَ

تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے تم لوگ تیر نہیں چلاتے

نَرْمِيْ وَأَنْتَ مَعَهُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْمُوْا وَأَنَا مَعَكُمْ

ان لوگوں نے کہا ہم کیسے تیر چلائیں اور حضور ان کے ساتھ ہیں یہ سن کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

كُلِّكُمْ ۱

فرمایا اچھا تیر چلاؤ میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

باعتبار ظاہر کے شہید کہا جائے گا اور اس پر شہداء کے احکام جاری ہوں گے اور اس کے باطن کو خدا کے حوالے کر دیا جائیگا۔

تشریحات ۱۵۸۱ آیت کریمہ میں مِنْ قُوَّةٍ آیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اس کی تفسیر رمی یعنی تیر اندازی فرمائی ہے۔ امام بخاری یہ حدیث لاکر یہی افادہ فرمانا چاہتے ہیں۔

---

۱ انبیاء باب قول اللہ عزوجل واذکر فی الکتاب اسماعیل ص۴۸۷ مناقب نسبۃ الیمن الی اسمٰعیل ص۴۹۷۔

حدیث ۱۵۸۲

عن حمزۃ بن ابی اسید عن ابیہ قال قال النبی صلی اللہ
ابو اسید نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا۔ جب ہم نے
تعالیٰ علیہ وسلم یوم بدر حین صففنا لقریش وصفوا لنا اذا اکثبوکم
قریش کے مقابلہ کے لئے اور قریش نے ہمارے مقابلہ کے لئے صف بندی کر لی جب وہ تم پہ ہجوم
فعلیکم بالنبل قال ابو عبد اللہ اکثبوکم یعنی اکثروکم۔
کرائیں تم لوگ تیر چلاؤ۔ ابو عبد اللہ (امام بخاری) نے کہا۔ اکثبوا کے معنی اکثروکم کے ہیں۔

باب اللہو بالحراب ونحوها ص ۴۰۸ چھوٹے نیزے وغیرہ کے ساتھ کھیلنا۔

حدیث ۱۵۸۳

عن ابن المسیب عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حبشی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
بینا الحبشۃ یلعبون عند النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحرابہم دخل
وسلم کے پاس اپنے چھوٹے نیزوں سے کھیل رہے تھے کہ حضرت عمر آ گئے اور کنکری لی اور انھیں مارا
عمر فاہوی الی الحصی فحصبہم بہا فقال دعہم یا عمر وزاد علی
تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عمر انھیں چھوڑ دو۔ بطریق علی جو روایت ہے

WWW.NAFSEISLAM.COM

لیکن صحیح یہ ہے کہ قوت سے مراد عام ہے۔ ہر وہ سامان مراد ہے جو لڑائی میں ممد و معاون ہو۔ اور حدیث میں جو تیر اندازی سے تفسیر وارد ہے وہ اس زمانہ کے لحاظ سے اور اپنی اہمیت کے اعتبار سے تھی۔ تیر اندازی کا فن مشکل ہے مگر لڑائی میں بہت مفید اور کارآمد ہے۔ اس زمانہ میں جب کہ بندوق وغیرہ ایجاد نہیں تھیں آلاتِ جنگ میں تیر اندازی کی بہت اہمیت تھی۔ اس کے پیش نظر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ تفسیر فرمائی۔

یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ بنی اسلم بنی اسماعیل میں سے ہیں۔

تشریحات ۱۵۸۳

نیزے اور دیگر ہتھیاروں کی مشق سنت ہے۔ تاکہ مہارت پیدا ہو جائے اس کا استحسان آیت کریمہ واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ سے ثابت ہے۔ حضرت عمر

۱؎ ثانی مغازی باب غزوۂ بدر ص ۵۶۸ و ص ۵۶۹ ۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ فِي الْمَسْجِدِ ـه

اس میں یہ ہے کہ حبشی مسجد میں کھیل رہے تھے۔

بَابُ الْمِجَنِّ وَمَنْ يَتَتَرَّسُ بِتُرْسِ صَاحِبِهِ ص ۴۰۶ — ڈھال کا بیان اور جو اپنے ساتھی کی ڈھال کے پیچھے چھپ جائے

حدیث ۱۵۸۴

عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ

رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ يَتَتَرَّسُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى

عنہ خود کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ڈھال میں چھپائے ہوئے تھے۔ اور

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتُرْسٍ وَاحِدٍ وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ حَسَنَ الرَّمْيِ وَكَانَ إِذَا رَمَى

ابو طلحہ اچھے تیر انداز تھے۔ جب وہ تیر چلاتے تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سر اقدس

تَشَرَّفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْظُرُ إِلَى مَوْقِعِ نَبْلِهِ۔

اٹھا کر ان کے تیر گرنے کی جگہ ملاحظہ فرماتے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت تک اس سے واقف نہیں تھے کہ کھیل میں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روبرو کھیلتے ہوئے دیکھا تو انھیں اچھا نہیں لگا اس لیے انھوں نے حبشیوں کو کنکری ماری۔ انھوں نے یہ خیال فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حیا فرمایا اس لیے منع نہیں کیا۔

تشریحات ۱۵۸۴

یہ واقعہ غزوۂ احد میں ہوا تھا۔ چونکہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تیر اندازی کی وجہ سے دونوں ہاتھ پھنسے ہوئے تھے۔ اس لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ ان کو بھی ڈھال میں چھپایا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب اپنے سر اقدس کو اٹھا کر جھانکتے تو حضرت ابو طلحہ عرض کرتے حضور پر میرے ماں باپ قربان۔ سر نہ اٹھائیں۔ کہیں کوئی تیر لگ نہ جائے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حال یہ تھا کہ اگر کوئی ترکش لے کر گزرتا تو اس سے فرماتے۔ اپنے تیر ابو طلحہ کو دیدو۔ اس دن ان کے ہاتھ سے دو یا تین کمانیں ٹوٹی ہیں۔

تشریحات ۱۵۸۵

رباعیتہ۔ بیچ کے دونوں دانتوں کے اغل بغل جو دانت ہوتے ہیں انھیں رباعیہ کہا جاتا ہے۔ غزوۂ احد میں عتبہ بن ابی وقاص نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

ـه مسلم العید

حدیث ١٥٨٥

عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لَمَّا كُسِرَتْ بَيْضَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاْسِهٖ وَاُدْمِيَ

کا خود حضور کے سر اقدس پر توڑ دیا گیا اور چہرۂ انور خون آلود ہو گیا اور حضور کے دندان

وَجْهُهٗ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهٗ وَكَانَ عَلِيٌّ يَخْتَلِفُ بِالْمَاءِ فِي الْمِجَنِّ وَكَانَتْ

مبارک توڑ دیئے گئے تو حضرت علی ڈھال میں بار بار پانی لاتے اور حضرت فاطمہ دھوتی تھیں

فَاطِمَةُ تَغْسِلُهٗ فَلَمَّا رَاَتِ الدَّمَ يَزِيْدُ عَلَى الْمَاءِ كَثْرَةً عَمَدَتْ اِلٰى حَصِيْرٍ

جب حضرت سیدہ نے دیکھا کہ خون اور زیادہ بڑھتا جا رہا ہے تو ایک چٹائی جلائی۔ اسے حضور کے

فَاَحْرَقَتْهَا فَاَلْصَقَتْهَا عَلٰى جُرْحِهٖ فَرَقَاَ الدَّمُ ه

زخم پر چپکا دیا۔ تو خون بند ہو گیا۔

حدیث ١٥٨٦

عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بنی نضیر کے اموال اللہ نے اپنے رسول

قَالَ كَانَتْ اَمْوَالُ بَنِي النَّضِيْرِ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِمَّا لَمْ يُوْجِفِ

کو عطا فرمایا تھا۔ جس پر مسلمانوں نے اپنے گھوڑے اور سواریاں نہیں دوڑائی تھیں۔

چہرۂ اقدس کو زخمی کیا تھا اور ابن قمیہ نے تیر مارا تھا اور فخر سے یہ کہا تھا۔ اسے لے۔ میں ابن قمیہ ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تجھے جہنم میں داخل کرے۔ اس واقعہ کے بعد یہ بکریوں کے ریوڑ میں داخل ہوا تو ایک بوبک نے اس کو سینگ مار کر ختم کر دیا۔ اس موقع پر ابی بن خلف نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تیر چلانا چاہا اور حضرت ابو طلحہ بیچ میں حائل ہونے لگے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابو طلحہ تم جہاں ہو وہیں رہو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر تیر چلایا جو اس کے سینہ میں زرہ کی جالی میں لگا جس کے صدمے سے اسی دن مر گیا۔

تشریحات ١٥٨٦

فئ۔ کفار کے ان مالوں کو کہتے ہیں جو بغیر لڑائی کے مسلمانوں کو حاصل ہوں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

ه باب لبس البیضۃ ص۴۰۴ ثانی طب باب حرق الحصیر لیسد به الدم ص۸۵۲ مسلم مغازی۔

الْمُسْلِمُوْنَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

یہ خاص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے تھے۔ اس میں سے اپنے اہل کا خرچ سال بھر

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً فَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِ ثُمَّ يَجْعَلُ

کے لیے نکالتے پھر مابقی کو ہتھیار اور گھوڑے میں صرف فرماتے۔ جہاد

مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ عُدَّةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ۱؎

کے سامان میں۔

باب ص۴۰۳

حدیث ۱۵۸۶

حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے۔ میں نہیں جانتا کہ نبی صلی اللہ

عَنْهُ يَقُوْلُ مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفَدِّيْ رَجُلًا

تعالیٰ علیہ وسلم نے سعد کے بعد کسی شخص کو فداک ابی وامی۔ کہا ہو۔ میں نے سنا حضور فرماتے

بَعْدَ سَعْدٍ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اِرْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ ۲؎

تھے۔ (اے سعد) تیر چلاؤ۔ تم پر میرے والدین فدا۔

ایجاف کے معنی تیز دوڑانے کے ہیں۔ یہاں مراد یہ ہے کہ بغیر لڑائی کے حاصل ہوا تھا۔

غزوہ بنی نضیر ۴ھ میں غزوۂ احد کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنی نضیر کا محاصرہ فرمایا۔ جسکی تفصیل بخاری میں آئے گی۔ بنی نضیر نے خود پیش کش کی کہ ہمیں مدینہ سے باہر جانے دیا جائے۔ اور یہ اجازت دیجائے کہ ہم اپنے جتنے اموال لے جاسکیں لے جائیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے منظور فرمایا۔ اسی کے مطابق بنی نضیر جتنے اپنے مال ومتاع ہمراہ لے جاسکے لے گئے اور جو بچ رہا وہ فئی ہوا۔ اسی کے بارے میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ فرمایا جو اس حدیث میں

۱؎ مسلم مغازی۔ ابوداؤد جہاد۔ ترمذی جہاد۔ نسائی عشرۃ النساء۔ قسم الفئی۔

۲؎ ثانی بخاری غزوہ احد باب اذ همت طائفتان منکم ان تفشلا ص۵۸۱ دو طریقے سے۔ کتاب الادب باب قول الرجل فداک ابی وامی ص۹۱۳ مسلم فضائل۔ ترمذی۔ مناقب۔ نسائی۔ الیوم واللیلۃ ابن ماجہ السنۃ۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

بَابُ مَا جَاءَ فِي حِلْيَةِ السُّيُوفِ ص ۴۰۷ تلواروں پر زیبائش کے بیان میں

حدیث ۱۵۸۸

سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ حَبِيبٍ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ يَقُولُ لَقَدْ فَتَحَ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں قوم (صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم) فتح پر

الْفُتُوحَ قَوْمٌ مَا كَانَتْ حِلْيَةُ سُيُوفِهِمُ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ اِنَّمَا كَانَتْ

فتح حاصل کرتے گئے اور ان کی تلواروں پر سونے اور چاندی کا کام نہیں ہوتا تھا انکی تلواروں

حِلْيَتُهُمُ الْعَلَابِيَّ وَالْاٰنُكَ وَالْحَدِيْدَ [1]

پر پٹھا، رانگ اور لوہا ہوتا تھا۔

ذکر ہے۔ اس پر پوری بحث آگے آرہی ہے۔

مطابقت باب اس حدیث میں ڈھال کا صراحۃً ذکر نہیں مگر چونکہ ڈھال بھی آلات جہاد میں سے ہے۔ اس لیے عدۃ فی سبیل اللہ میں داخل ہے۔

تشریحات ۱۵۸۷ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو یہ فرمایا۔ کہ سعد کے بعد کسی کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا۔ فداک ابی وامی۔ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے علم کی بات فرمارہے ہیں۔ ورنہ خود بخاری ہی میں ہے۔ کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے بھی غزوہ خندق کے موقع پر فداک ابی وامی فرمایا۔ [2]

فدا کے معنی ہوتے ہیں اپنی جان قربان کرکے کسی کی جان بچانا۔ مگر یہاں اس کا حقیقی معنی مراد نہیں بلکہ غایت محبت اور یگانگت ظاہر کرنے کے لیے یہ جملہ بولا جاتا ہے بعض شارحین نے یہاں بلاوجہ کی یہ بحث کھڑی کر دی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کافر مرے تھے۔ اس لئے اس میں کوئی حرج نہیں کہ انھیں حضرت سعد پر فدا فرما دیئے۔

اقول وھو المستعان اولاً یہی صحیح نہیں۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کریمین حالت کفر میں مرے۔ صحیح وراجح یہ ہے کہ والدین کریمین ہی نہیں بلکہ حضرت آدم وحوا علیہما الصلوۃ والتسلیم تک تمام آباء کرام وامہات عظام مومن وموحد تھے۔ ان میں کوئی بھی کبھی کفر وشرک میں ملوث نہیں ہوا۔ جیسا کہ مجدد اعظم اعلیٰحضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے رسالہ مبارکہ شمول الاسلام میں ثابت فرمایا ہے۔ اور اس خادم نے اشرف السیر کے مقدمہ میں بقدر ضرورت

---

[1] ابن ماجہ، جہاد [2] اول فضائل الصحابہ مناقب الزبیر ص ۵۲۷۔

بَابُ مَنْ عَلَّقَ سَيْفَهُ بِالشَّجَرِ فِي السَّفَرِ عِنْدَ الْقَائِلَةِ ص ۴۰۷

جس نے اپنی تلوار سفر کی حالت میں قیلولہ کے وقت درخت میں لٹکائی۔

حدیث ۱۵۸۹

حَدَّثَنِي سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خبر دی کہ انھوں نے رسول اللہ

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَخْبَرَهُمَا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی جانب جہاد کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا

لوٹے تو وہ بھی حضور کے ساتھ لوٹے۔ قیلولہ کا وقت ایک گھنے نالے میں آ گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ

قَفَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهُ فَأَدْرَكَتْهُمُ

تعالیٰ علیہ وسلم اتر پڑے۔ اور لوگ منتشر ہو کر درختوں کے سایے میں چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ

الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تعالیٰ علیہ وسلم بھی ایک ببول کے درخت کے نیچے اترے اور تلوار اس میں لٹکا دیا ہم

وَتَفَرَّقَ النَّاسُ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ

تھوڑی ہی دیر سوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں بلانے لگے

اس پر بحث کی ہے۔ شاید حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد یا [illegible] اس وقت زندہ ہی کب تھے کہ انھیں خدا کے حقیقی معنی لیا جائے لیکن اسلئے متعین ہے کہ اس کے معنی مجازی ہی مراد ہیں۔ یعنی اظہار محبت وشفقت۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تشریحات ۱۵۸۸

العلابی۔ اوزاعی نے کہا کہ ان کچے چمڑوں کو کہتے ہیں جو دباغت نہ ہوں۔ اور کہا گیا ہے کہ یہ وہ تر پٹھا ہے کہ جن کو تلواروں کی میانوں پر لپیٹا جاتا ہے۔ خطابی نے کہا کہ یہ گردن کا پٹھا ہے۔ داؤدی نے کہا ہے علابی رانگے کی ایک قسم ہے۔

چونکہ صحابہ کرام کا ابتدائی عہد غربت وافلاس کا تھا۔ اسلئے تلواروں پر سونے چاندی کے کام نہیں ہوتے تھے بعد میں جب فراخی ہوئی تو تلواروں پر سونے اور چاندی کے کام ہونے لگے۔ خود حضرت زبیر بن عوام کی تلوار پر چاندی کا کام تھا۔ ہشام بن عروہ بن زبیر نے عبد الملک کے عہد حکومت اسکی قیمت لگوائی۔ تین ہزار

وَسَلَّمَ تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ وَنِمْنَا نَوْمَةً فَإِذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى
ہم نے دیکھا کہ حضور کے پاس ایک دیہاتی ہے فرمایا اس نے میری
اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُونَا وَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا
تلوار نیام سے کھینچ لی۔ اور میں سو رہا تھا۔ اچانک جاگ پڑا اور تلوار
اِخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتًا فَقَالَ مَنْ
اس کے ہاتھ میں کھنچی ہوئی تھی۔ دیہاتی نے کہا تجھ کو مجھ سے کون بچائیگا
يَمْنَعُكَ مِنِّي مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي قُلْتُ اللهُ ثَلَاثًا وَلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ
تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ میں نے کہا۔ اللہ تین بار اور حضور نے اسکو سزا نہیں
وَرَوَى مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ فَشَامَ
دی اور وہ اعرابی بیٹھ گیا۔ بطریق موسی بن اسماعیل زہری ہی سے یہ بھی ہے تلوار اسکے
السَّيْفَ فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ ے
ہاتھ سے گر گئی۔ دیکھو وہ یہ بیٹھا ہوا ہے پھر حضور نے اس کو سزا نہیں دی۔

نکالی گئی ہے

تشریحات

۱۵۸۹

علمائے سیر کا اختلاف ہے کہ یہ واقعہ کس غزوہ میں پیش آیا تھا امام واقدی نے فرمایا کہ غزوہ انمار میں۔ ایک قول ہے کہ ذات الرقاع میں، حضرت امام بخاری نے مغازی میں ذات الرقاع کے تحت اس حدیث کو ذکر فرمایا ہے۔ جس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی یہی ہے کہ غزوہ ذات الرقاع میں یہ واقعہ پیش آیا ہے۔

امام ابن اسحٰق نے اخیر کا حصہ ذکر کیا ہے کہ جب تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے اپنے دست مبارک میں لے لیا۔ اور فرمایا آج تجھے مجھ سے کون بچائے گا۔ اس نے عرض کیا۔ کوئی نہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا اٹھ چلا جا۔ اس نے منہ پھیر کر کہا آپ مجھ سے بہتر ہیں۔ پھر بعد میں مشرف باسلام ہوگیا۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اس نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔ پھر اپنی قوم میں آیا اور انہیں بھی اسلام کی دعوت دی۔

ے باب تفرق الناس عن الامام ص۴۰۶ ثانی مغازی باب غزوۃ ذات الرقاع ص۵۹۳ مسلم فضائل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نسائی سیر۔ ے ثانی مغازی باب غزوۃ البدر ص۵۶۶۔

باب ما قیل فی الرماح۔ نیزوں کے بارے میں کیا فرمایا گیا۔

ت ۵۶۰

ویذکر عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جعل رزقی تحت ظل رمحی وجعل الذلۃ والصغار علی من خالف امری۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ روایت ذکر کی جاتی ہے کہ وہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا۔ میری روزی میرے نیزے کے سایہ کے نیچے کی گئی ہے ذلت و رسوائی اس کے لئے مقدر کر دی گئی جو میری مخالفت کرے۔

بیہقی کی روایت میں ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے تلوار اپنے دست مبارک میں لے کر اس سے فرمایا کہ تجھے مجھ سے کون بچائے گا تو اس نے عرض کیا اچھے پکڑنے والے بنئے۔ فرمایا۔ اسلام قبول کرلو۔ اس نے کہا۔ نہیں لیکن میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ نہ آپ سے لڑوں گا اور نہ آپ سے لڑنے والے کا ساتھ دوں گا۔ اس پر حضور نے اسے چھوڑ دیا وہ اپنے ساتھیوں میں آیا۔ اور کہا۔ میں سب سے اچھے انسان کے پاس سے آیا ہوں۔

یہ حدیث حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے رسول برحق ہونے کی بہت واضح دلیل ہے۔ ایسی صورت میں کہ ایک شخص وہ بھی اجڈ دیہاتی تلوار سونت کر کہتا ہے کہ تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچائے گا مگر پھر بھی حضور پر ذرا سا اضطراب طاری ہوا اور نہ گھبراہٹ بلکہ پورے اطمینان کے ساتھ فرمایا کہ اللہ تعالی۔ بچائے گا۔ پھر اس ارشاد کا یہ اثر پڑا کہ تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑی یہ توکل علی اللہ اور آواز میں یہ قوت اسی کو نصیب ہوگی جو مؤید من اللہ ہو۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تشریحات ۵۶۰ الصغار کو علامہ عینی نے عینی میں ذکر کیا ہے صغار سے مراد جزیہ دینا ہے اور لغوی معنی کے اعتبار سے مطلق ذلت ہے اور معنی عام مراد لینا زیادہ انسب۔

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ میرا رزق صرف مال غنیمت ہے۔ تجارت زراعت وغیرہ دوسرے ذرائع نہیں نیز اس میں اشارہ ہے کہ مال غنیمت عام کمائیوں سے افضل و اطیب ہے۔

تشریحات ۱۵۹ جنگ بدر میں مشرکین کی تعداد ایک ہزار تھی وہ بھی منتخب چیدہ اور پورے ساز و سامان کے ساتھ اور صحابہ کرام کی تعداد جنگ کے میدان میں صرف تین سو چھ تھی وہ بھی زیادہ تر نہتے۔ معمولی ساز و سامان کے ساتھ نیز قریش کا پورے عرب پر ایک رعب تھا۔ اس سے متاثر ہو کر حضور اقدس

بَابُ مَا قِيلَ فِي دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمِيصِ فِي الْحَرْبِ ص۴۰۹

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زرہ کے بارے میں کیا کہا گیا ہے اور لڑائی میں کرتا پہننا۔

حدیث ۱۵۹۰

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدر

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ يَوْمَ بَدْرٍ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ

کے دن یہ دعا فرمائی اور حضور گول خیمے میں تھے۔ اے اللہ میں تجھے تیرے حضور تیرا عہد اور تیرا وعدہ

عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ

عرض کر رہا ہوں۔ اے اللہ اگر تو چاہے تو آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے۔ پس حضرت

بِيَدِهِ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلَى رَبِّكَ وَهُوَ فِي الدِّرْعِ

ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کا ہاتھ پکڑ لیا اور یہ عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ کے لئے یہ کافی ہے

فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ

آپ نے اپنے رب سے دعا میں بہت مبالغہ فرمایا۔ حضور زرہ پہنے ہوئے تھے۔ اب باہر تشریف لائے

مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ (القمر ۴۵، ۴۶)

اور یہ ارشاد فرمایا بہت جلد یہ جماعت شکست کھائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگے گی اور ان کے وعدہ

کا دن قیامت ہے اور قیامت نہایت کڑوی اور سخت ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت الحاح و زاری کے ساتھ دعا فرمائی۔ دعا فرماتے رہے یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چادر مبارک کندھے سے سرک گئی حضرت صدیق اکبر وہیں کھڑے تھے انھوں نے ردائے مبارک حضور کے کندھے پر ڈالی اور حضور سے پٹ گئے اور عرض کیا۔ آپ کو یہ کافی ہے اور آپ کا رب اپنے وعدے کو پورا فرمائے گا۔

شارحین نے لکھا ہے کہ عہد مبارک اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔

ـه ثانی مغازی باب قول اللہ تعالیٰ اذ تستغیثون ربکم ص۵۶۳ تفسیر سورۂ قمر باب قولہ سیھزم الجمع ویولون الدبر ص۷۲۰ باب قولہ بل الساعۃ موعدھم ص۷۲۰ نسائی تفسیر۔

بَابُ الْحَرِيْرِ فِي الْحَرْبِ ص ۳۰۹ لڑائی میں ریشمی لباس پہننا

حدیث ۱۵۹۱

عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
رَخَّصَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ فِي قَمِيْصٍ مِنْ حَرِيْرٍ مِنْ حِكَّةٍ
نے عبد الرحمن بن عوف اور زبیر کو ریشمی کرتا پہننے کی اجازت دی، کھجلی کی وجہ سے
كَانَتْ بِهِمَا - ح - اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرَ شَكَوَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
جو ان دونوں کو تھی — عبد الرحمن اور زبیر نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جوئیں کی

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ
اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ وَاِنَّ جُنْدَنَا
لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ۔

اپنے محبوب بندے رسولوں کے لئے ہمارا یہ ارشاد پہلے ہی ہو چکا ہے کہ ان کی ضرور مدد کی جائے گی اور بیشک ہمارا لشکر غالب رہے گا۔

اور وعدے سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ
اَنَّهَا لَكُمْ۔

اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ فرما رہا تھا کہ دو گروہوں میں سے ایک تمہارے لئے ہے۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ پر زیادہ بھروسہ تھا اور انھیں زیادہ اطمینان تھا مگر حقیقت میں ایسا نہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دعا میں یہ انداز اختیار کرنا اس بنا پر تھا کہ صحابہ کرام کو قوت و اطمینان حاصل ہو۔ اس لئے کہ ان کو اس کا یقین تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا ضرور قبول ہوگی اور ہوا بھی۔ یہی پھر حدیث کے سیاق سے ظاہر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی فتح اور دشمنوں کی شکست کا یقین کامل تھا جیسا کہ سورہ قمر کی آیتوں کی تلاوت سے ظاہر ہے۔ نیز صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگ سے پہلے ہی دشمنوں کے بارے میں فرما دیا تھا۔ هذا مصرع فلان هذا مصرع فلان۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ جنگ کے بعد ہم نے دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس کے مقتل کے لئے جو خط کھینچا تھا اس سے ذرا بھی ادھر یا ادھر نہیں ہوا تھا۔ اس لئے یہ یقینی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی فتح اور دشمنوں کی شکست کا یقین کامل تھا اور دعا صرف صحابہ کرام کی تقویت اور ان کے اطمینان کو بڑھانے کے لئے تھی۔ اس لئے کہ صحابہ کرام کو پورا یقین تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا ضرور بالضرور قبول ہوگی۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي الْقَمْلَ، فَأَرْخَصَ لَهُمَا فِي الْحَرِيرِ فَرَأَيْتُ عَلَيْهِمَا فِي غَزَاةٍ عہ

شکایت کی تو حضور نے ان دونوں کو ریشمی لباس کی اجازت دی میں نے ان دونوں پر ریشمی لباس غزوہ میں دیکھا۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي قِتَالِ الرُّوْمِ ص۴۰۹ روم سے قتال کے بارے میں کیا فرمایا گیا ہے۔

حدیث ۱۵۹۲ أَنَّ عُمَيْرَ بْنَ الْأَسْوَدِ الْعَنْسِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ أَتَى عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَهُوَ نَازِلٌ فِي سَاحِلِ حِمْصَ وَهُوَ فِي بِنَاءٍ لَهُ وَمَعَهُ أُمُّ حَرَامٍ قَالَ عُمَيْرٌ فَحَدَّثَتْنَا أُمُّ حَرَامٍ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عمیر بن اسود عنسی نے حدیث بیان کی کہ وہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ حمص کے ساحل پر اپنے گھر میں تھے اور ان کے ساتھ ام حرام بھی تھیں۔ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہم سے حدیث بیان کی

تشریحات ۱۵۹۱ اس حدیث کے ایک طریقے میں ہے کہ کھجلی کی وجہ سے انھیں اجازت دی اور دوسرے طریقے میں ہے کہ جوئیں کی وجہ سے اجازت دی۔ مسلم میں ہے کہ کھجلی یا کسی اور تکلیف کی بنا پر۔ اور یہ اجازت غزوہ میں تھی۔ ان سب میں تطبیق یہ ہے کہ یا تو یہ اجازت مختلف اوقات میں دی۔ کبھی کھجلی کی وجہ سے کبھی اور کسی تکلیف کی وجہ سے کبھی جوئیں کی وجہ سے یا یہ کہ حقیقت میں یہ اجازت جوئیں کی وجہ سے تھی جب جوئیں کاٹتی ہیں تو کھجلی مچتی ہے۔ علما کا اس میں اختلاف ہے کہ مرد کو بضرورت ریشمی لباس پہننا جائز ہے یا نہیں۔ حضرت امام شافعی نے فرمایا کہ کھجلی اور جوئیں کی وجہ سے پہننے کی اجازت ہے۔ امام مالک نے فرمایا کہ جائز نہیں ہے۔

ہمارے یہاں ریشم کا ایسا کپڑا پہننا جس کا تانا بانا دونوں ریشم ہو کسی حال میں جائز نہیں۔ ہاں جس کا تانا سوت ہو اور بانا موٹے ریشم کا اسے لڑائی میں پہننے کی اجازت ہے۔ اور اگر تانا ریشم ہو اور بانا سوت۔ تو ہر شخص کو ہر حال میں اجازت ہے۔ خواہ باریک ہو یا موٹا۔

تشریحات ۱۵۹۲ آج کل غیر مقلدین۔ مودودی دیوبندی اسی حدیث سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ یزید حق پر تھا اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطا پر تھے۔ ہم نے اس کی مکمل بحث

WWW.NAFSEISLAM.COM

عہ ثانی اللباس باب ما یرخص للرجال من الحریر من حکۃ ص۸۶۸ مسلم لباس۔ ابو داؤد لباس، نسائی زینت ابن ماجہ لباس۔

يَقُوْلُ اَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ اُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ اَوْجَبُوْا قَالَتْ اُمُّ حَرَامٍ

کہ انہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کے اس پہلے لشکر نے

قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَنَا فِيْهِمْ قَالَ اَنْتِ فِيْهِمْ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ

جو سمندر میں جہاد کرے گا (جنت) واجب کر لی۔ ام حرام نے کہا میں نے عرض کیا۔

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ اُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ

یا رسول اللہ میں ان میں ہوں۔ فرمایا۔ تو ان میں ہے۔ اسکے بعد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری

فَقُلْتُ اَنَا فِيْهِمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ لَا۔

امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر پر حملہ کرے گا بخش دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ان میں

ہوں۔ فرمایا۔ نہیں۔

بَابُ قِتَالِ الْيَهُوْدِ ص ۴۱۰ ۔ یہود سے جنگ کا بیان

حدیث	عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ
۱۵۹۳	حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقَاتِلُوْنَ الْيَهُوْدَ حَتّٰى يَخْتَبِئَ اَحَدُهُمْ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ یہودیوں سے جنگ کرو گے۔ یہاں تک کہ کچھ یہودی پتھر کے

وَرَاءَ الْحَجَرِ فَيَقُوْلُ يَا عَبْدَ اللهِ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَرَائِيْ فَاقْتُلْهُ[1]

پیچھے چھپ جائیں گے تو پتھر بولے گا۔ اے اللہ کے بندے یہ یہودی میرے پیچھے ہے اس کو قتل کر۔

مقالات احمدی میں کر دی ہے۔ اور اختصار کے ساتھ تیسری جلد میں بھی ذکر کر دی ہے۔ ناظرین اس کا مطالعہ کریں

تشریحات ۱۵۹۳ حدیث میں بظاہر خطاب صحابہ کرام سے ہے لیکن مراد حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے اصحاب ہیں۔ جب کہ قریب قیامت میں ظاہر ہوں گے۔ ان ایام میں یہود دجال کے ساتھ ہوں گے۔ اس خطاب میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہماری شریعت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ نزول تک باقی رہے گی اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام ہماری شریعت پر ہوں گے۔

---

[1] مناقب باب علامات النبوة ص ۵۰۹

حدیث ۱۵۹۴

عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تُقَاتِلُوا الْیَهُوْدَ

وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک یہودیوں سے تم لڑائی نہ کروگے یہاں تک کہ وہ پتھر جس کے

حَتّٰی یَقُوْلَ الْحَجَرُ وَرَاءَهُ الْیَهُوْدِیُّ یَا مُسْلِمُ هٰذَا یَهُوْدِیٌّ وَّرَائِیْ فَاقْتُلْهُ۔

پیچھے یہودی چھپا ہوگا کہے گا اے مسلمان یہ یہودی میرے پیچھے ہے اسے قتل کر۔

بَابُ قِتَالِ التُّرْكِ ص۴۱۰ ترک سے قتال کا بیان

حدیث ۱۵۹۵

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی

عمرو بن تغلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ تُقَاتِلُوْا قَوْمًا یَنْتَعِلُوْنَ

نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تم لوگ ایسی قوم سے لڑوگے جو بال والا جوتا پہنے ہوں گے اور بیشک

نِعَالَ الشَّعْرِ وَاِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ تُقَاتِلُوْا قَوْمًا عِرَاضَ الْوُجُوْهِ

قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تم لوگ ایسی قوموں سے لڑوگے جن کے چہرے چوڑے

كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ ؎۱

ہوں گے گویا تہ بتہ مڑھی ہوئی ڈھالیں۔

حدیث ۱۵۹۶

عَنِ الْاَعْرَجِ قَالَ قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

تشریحات ۱۵۹۶

خراسان اور چین کے درمیان ہندوستان کے شمال میں بسنے والے ترک کہے جاتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے چھیڑ خانی کرنے کو منع فرمایا تھا۔ ارشاد فرمایا۔ اترکوا الترک ما ترکوکم ؎۲ لیکن اس باب میں مذکور احادیث کے مطابق ان سے جنگ ہوئی تھی۔

؎۱ مناقب، باب علامات النبوۃ ص۵۰۹ ؎۲ ابوداؤد، ثانی ملاحم باب فی قتال الترک ص۲۳۵

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ

کہ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک تم ترک سے نہ لڑو گے جن کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوں گی

صِغَارَ الْأَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوهِ ذُلْفَ الْأُنُوفِ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ

چہرے سرخ ہوں گے ناکیں چپٹی ہوں گی گویا ان کے چہرے تہ بتہ چڑھی ہوئی ڈھالیں ہیں۔ اور قیامت قائم

وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ [1]

نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم ایسی قوموں سے لڑو گے جن کے جوتے بال والے ہوں گے۔

حدیث ۱۵۹۷

أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

أَوْفٰى يَقُولُ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ

وسلم نے یوم احزاب مشرکین پر دعا فرمائی۔ اے اللہ کتاب نازل فرمانے والے جلد حساب

ساتویں ہجری میں مسلمانوں کی بدقسمتی سے محمد شاہ خوارزم نے ان کو چھیڑ دیا۔ جس کے نتیجے میں خراسان سے لیکر عراق تک کے سارے شہر ترکوں نے برباد کر دیئے۔ چنگیز خاں سے لے کر اس کے پوتے ہلاکو خاں تک نے ایک صدی تک مسلمانوں کا چمن غارت کر دیا۔ اس کی تفصیل کتب تواریخ میں مذکور ہے۔

انھیں ایام میں رافضیوں کو اسلام دشمنی کے مظاہرے کا کافی موقع ملا۔ رافضیوں کا مشہور عالم محقق طوسی ان کے ساتھ ہو گیا اور بلاد اسلام میں بسنے والے اندرونی طور پر تاتاریوں کے آلہ کار بن گئے حتی کہ ہلاکو بغداد پر حملہ کرنے سے ہچکچاتا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ یہاں بزرگان دین کے مزارات ہیں۔ میں حملہ کروں تو کسی عتاب میں گرفتار ہو جاؤں۔ طوسی نے اس سے کہا کہ یہودیوں نے حضرت زکریا حضرت یحیی علیہما السلام جیسے پیغمبروں کو شہید کیا۔ ان کا کیا بگڑا۔ اس سے ہلاکو کو ہمت ہوئی۔ باہر سے اس نے حملہ کیا اندر سے بغداد کے رافضیوں نے ریشہ دوانی کی جس کے نتیجہ میں بغداد تباہ ہوا۔

لغات مطرقۃ۔ اس میں دونوں روایت ہے۔ مُطْرَقَةٌ، مُطَرَّقَةٌ۔ اس کا مادہ طارق ہے۔ جس کے معنی کھال کے ہیں جو ڈھال پر چڑھی جاتی ہے۔ اسکے معنی ہیں تہ بتہ چڑھی ہوئی کھال۔ ذُلْفٌ۔ یہ اَذْلَفُ کی جمع ہے چھوٹی چپٹی ناک والا۔ نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسے جوتے پہنیں گے جنکے چمڑوں کے بال دور نہیں کیے گئے ہوں گے۔

---

[1] مناقب باب علامات النبوۃ ص۵۰۰

عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اَللّٰهُمَّ اهْزِمِ

لینے والے اے اللہ احزاب کو شکست دے اے اللہ ان کو شکست دے

الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ مه

اور ان میں زلزلہ ڈال۔

حدیث ۱۵۹۸

عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّ الْیَهُوْدَ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ یہود نبی صلی اللہ

دَخَلُوْا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا السَّامُ عَلَیْكَ فَلَعَنَتْهُمْ

تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے کہا۔ السام علیک یعنی آپ پر موت ہو

فَقَالَ مَا لَكِ قَالَتْ اَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا فَقَالَ فَلَمْ تَسْمَعِیْ مَا قُلْتُ وَعَلَیْكُمْ سه

تو ام المومنین نے ان پر لعنت کی۔ حضور نے فرمایا کیا بات ہے۔ ام المومنین نے عرض کیا۔ آپ

نے نہیں سنا کہ انھوں نے کیا کہا حضور نے فرمایا تم نے نہیں سنا میں نے کیا فرمایا میں نے علیکم کہا ہے یعنی تم پر۔

تشریحات ۱۵۹۸ / ۷

یہ حدیث کتاب الادب اور کتاب الرقاق میں پوری تفصیل کے ساتھ یوں ہے کہ جب یہودیوں نے السام علیک کہا تو ام المومنین نے جواب میں کہا۔ (تم پر موت ہو) اور اللہ تم پر لعنت کرے۔ اور تم پر غضب نازل فرمائے۔ حضور نے فرمایا۔ اے عائشہ یہ سب مت کہو۔ تم کو لازم ہے کہ نرمی اختیار کرو۔ سخت کلامی اور فحش سے بچو۔ ام المومنین نے عرض کیا۔ حضور نے نہیں سنا کہ انھوں نے کیا کہا۔ فرمایا۔ تم نے نہیں سنا میں نے کیا فرمایا۔ میں نے ان پر لوٹا دیا۔ ان کے حق میں میری بات قبول کی جائے گی اور میرے حق میں ان کی بات نہیں قبول کی جائے گی۔

سام کے معنی موت ہے اور ایک روایت میں بجائے سام کے سآمہ ہے یعنی رنج و تکلیف۔ [illegible]

مه ثانی مغازی باب غزوۃ الخندق ص۵۹ دعوات باب الدعاء علی المشرکین ص۹۳۶ توحید باب قوله انزله بعلمه ص۱۱۱۶ مسلم مغازی ترمذی جهاد۔ نسائی سیر ابن ماجه جهاد۔

مسه ثانی الادب باب الرفق فی الامر کله ص۸۹۰ باب لم یکن النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم فاحشا ولا متفحشا باب کیف الرد علی اهل الذمة بالسلام ص۹۲۵ الدعوات الدعاء علی المشرکین ص۹۳۶ باب قول النبی یستجاب لنا فی الیهود ص۹۳۶ کتاب استتابة المرتدین باب ۱۱ عوض الذمی ص۱۰۲۳

بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمُشْرِكِيْنَ بِالْهُدٰى لِيَتَأَلَّفَهُمْ۔ ص ۴۱۱

مشرکین کی ہدایت کی دعا۔ تاکہ ان کا مسلمانوں کی طرف رجحان ہو۔

حدیث
۱۵۹۹

حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ طفیل بن عمرو دوسی اور ان کے

رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَدِمَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرِو الدَّوْسِيُّ وَاَصْحَابُهُ عَلَى النَّبِيِّ

ساتھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے عرض کیا

وعلیکم ہے باعتبار روایت کے یہی مشہور و صحیح ہے۔ لیکن حضرت سفیان بن عیینہ کی روایت میں بغیر واؤ کے ہے۔ علامہ خطابی نے فرمایا کہ یہی صحیح ہے۔ علامہ قرطبی نے فرمایا۔ یہاں واو زائد ہے اور ایک قول ہے کہ استیناف کے لئے ہے

مطابقت باب اس حدیث کو باب سے مطابقت یہ ہے کہ علی ضرر کے لئے آتا ہے۔ نیز ان بدبختوں نے السام علیک کہا تھا۔ اس کے جواب میں علیکم کہنے کا مطلب یہ ہوا کہ تم پر موت ہو۔

تشریحات
۱۵۹۹

حضرت طفیل بن عمرو دوسی یمن کے مشہور قبیلے دوس کے فرد تھے۔ یہ مکے ہی میں خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو چکے تھے۔ اور اس کے بعد اپنے وطن واپس گئے اور عرصہ تک وہیں رہے۔ خیبر کے موقع پر اپنے متبعین کے ساتھ خیبر ہی میں حاضر ہوئے۔ پھر مدینہ طیبہ رہنے لگے جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ان کا خطاب ذوالنور بھی ہے۔ انھوں نے اسلام قبول کرتے وقت یہ عرض کیا تھا۔ مجھے دوس کی طرف بھیجیے اور مجھے کوئی "نشانی" عطا فرمایئے جس سے انھیں ہدایت نصیب ہو۔ حضور نے دعا فرمائی اے اللہ اسے نور عطا فرما۔ اس دعا کی برکت سے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نور چمکتا تھا۔ انھوں نے عرض کیا مجھے یہ اندیشہ ہے کہ وہ لوگ یہ کہیں گے کہ اس کی صورت بگڑ گئی ہے تو یہ روشنی ان کے کوڑے کے کنارے میں منتقل ہو گئی۔ ان کا کوڑا اندھیری رات میں چمکتا تھا اسی لئے ان کا نام ذوالنور پڑا۔

ان کی یہ عرضداشت دوبارہ حاضری کے موقع پر تھی جب کہ وہ خیبر میں اپنے اسی یا نوے ساتھیوں کے ساتھ خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تھے۔ انھوں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ دوس میں زنا اور سود عام ہے ان کی ہلاکت کی دعا کیجئے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت انھیں لوگوں کے لئے تھی جن کے بارے میں حضور کو یہ علم ہوتا کہ یہ آئندہ کبھی اسلام سے مشرف ہوں گے اور جن کے بارے میں یہ علم ہوتا کہ وہ ایمان سے محروم رہیں گے انکی ہلاکت کی دعائیں بھی فرمائی ہیں۔ جیسا کہ متعدد احادیث میں گزر چکا۔

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ دَوْسًا عَصَتْ وَاَبَتْ فَادْعُ

یارسول اللہ دوس نے نافرمانی کی اور اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ انکی ہلاکت کی دعا کیجئے۔ اس پر

اللّٰهَ عَلَيْهَا فَقِيْلَ هَلَكَتْ دَوْسٌ قَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ ؎

کسی نے کہا دوس ہلاک ہو گئے تو حضور نے یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ دوس کو ہدایت دے اور انھیں لا۔

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْاِسْلَامِ وَالنُّبُوَّةِ ص۴۱۲

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسلام اور نبوت کی طرف لوگوں کو بلانا۔

حدیث ۱۶۰۰

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ انھوں نے

رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَوْمَ

خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا میں (کل) جھنڈا ایسے شخص

خَيْبَرَ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُفْتَحُ عَلٰى يَدَيْهِ فَقَامُوْا يَرْجُوْنَ

کو دوں گا جس کے ہاتھ پر فتح ہوگی۔ تو لوگوں کا حال یہ ہو گیا کہ امید لگائے ہوئے تھے کہ جھنڈا اس کو

لِذٰلِكَ اَيُّهُمْ يُعْطٰى فَغَدَوْا وَكُلُّهُمْ يَرْجُوْ اَنْ يُعْطٰى فَقَالَ اَيْنَ عَلِيٌّ

دیا جائے گا۔ سب کو امید تھی (کہ انہیں دیا جائے گا صبح کو حضور نے فرمایا) علی کہاں ہیں۔ عرض کیا گیا انکی

فَقِيْلَ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ فَاَمَرَ فَدُعِيَ لَهٗ فَبَصَقَ فِيْ عَيْنَيْهِ فَبَرَاَ مَكَانَهٗ

آنکھوں میں تکلیف ہے۔ حضور نے حکم دیا تو انہیں لایا گیا۔ حضور نے اپنا لعاب دہن انکی

تشریحات ۱۶۰۰

اس جگہ کے علاوہ بخاری میں یہ حدیث تین جگہ اور ہے ہر جگہ یہ ہے۔ لاعطین الرایة غدا یعنی کل جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا۔ بعض روایتوں میں یہ زائد ہے۔ وہ اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں تکلیف تھی اس لیے غزوہ خیبر میں لشکر کے ساتھ نہیں

؎ ثانی مغازی باب قصہ دوس صفحہ ۶۳۰ دعوات باب الدعا علی المشرکین صفحہ ۹۳۶۔

حَتّٰی کَاَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ بِهٖ شَیْءٌ فَقَالَ نُقَاتِلُهُمْ حَتّٰی يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ عَلٰی

آنکھوں میں ڈالا وہ اسی جگہ ایسا ٹھیک ہو گئے گویا ان کو کچھ نہیں تھا (حضرت علی نے پوچھا) کیا

رِسْلِكَ حَتّٰی تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ

ان سے لڑوں یہاں تک کہ ہمارے مثل ہو جائیں۔ فرمایا۔ جس حال میں ہو جاؤ۔ جب تم ان کے میدان

بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يُّهْدٰی بِكَ رَجُلٌ وَّاحِدٌ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ

میں پہنچ جاؤ تو انہیں اسلام کی دعوت دو اور انہیں بتا دو جو ان پر واجب ہے۔ بخدا تمہارے ذریعے

حُمْرِ النَّعَمِ ـ

ایک شخص کو ہدایت ہو جائے تو تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ ۱

حدیث
۱۹۰۱

حَدَّثَنِیْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ

نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا کہ لوگوں سے لڑوں۔ یہاں تک کہ وہ لوگ لا الٰہ الا اللہ کہیں

النَّاسَ حَتّٰی يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ

تو جس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا اس نے اپنی جان مال مجھ سے محفوظ کر لیا۔ مگر

مِنِّیْ نَفْسَهٗ وَمَالَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَی اللّٰهِ ـ

اسلام کے حق پر۔ اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔

آپ تھے مدینہ طیبہ ہی رہ گئے تھے۔ مگر بعد میں ان کے دل میں ایسا اضطراب پیدا ہوا کہ آشوب چشم کے باوجود خیبر آ گئے۔ ادھر مرحب جس قلعہ کا سردار تھا وہ فتح نہیں ہو سکا۔ اجلہ صحابہ کرام کی سرکردگی میں مہم بھیجی مگر کامیابی نہیں ملی تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق حضرت علی شیر خدا نے مرحب کو قتل کیا اور قلعہ کو فتح فرمایا۔

---

۱ [illegible] جلد دوم ص [illegible] فضائل الصحابہ مناقب علی ص ٥٢٥ ثانی مغازی باب غزوہ خیبر ص ۶۰۵ مسلم فضائل۔

بَابُ مَنْ اَرَادَ غَزْوَۃً فَوَرّٰی بِغَیْرِھَا وَمَنْ اَحَبَّ الْخُرُوْجَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ ص۴۱۴

جس نے کسی غزوے کا ارادہ کیا اور اسے ظاہر نہیں کیا اور جمعرات کو سفر کرنا پسند کیا۔

حدیث ۱۶۰۲

اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ

عبد اللہ بن کعب بن مالک نے کہا جو ان کے بیٹوں میں ان کے قائد تھے کہ میں نے

عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ وَکَانَ قَائِدَ کَعْبٍ مِنْ بَنِیْہِ قَالَ سَمِعْتُ کَعْبَ

کعب بن مالک سے سنا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ہمراہ غزوے میں شریک

بْنَ مَالِکٍ حِیْنَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یَکُنْ

نہ ہونے کا قصہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جب بھی کسی غزوے کا ارادہ

یُرِیْدُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَزْوَۃً اِلَّا وَرّٰی بِغَیْرِھَا۔ م

فرماتے تو توریہ کچھ اور ظاہر فرماتے۔ دوسری سند سے یوں ہے کہ عبد اللہ نے کہا میں نے کعب بن مالک

قَالَ سَمِعْتُ کَعْبَ بْنَ مَالِکٍ یَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

کو کہتے ہوئے سنا کہ بہت کم ایسا ہوتا کہ حضور کسی غزوے کا ارادہ فرماتے تو اسے برملا بتا دیتے

وَسَلَّمَ قَلَّمَا یُرِیْدُ غَزْوَۃً یَغْزُوْھَا اِلَّا وَرّٰی بِغَیْرِھَا حَتّٰی کَانَتْ غَزْوَۃُ تَبُوْکَ

اکثر توریہ فرماتے۔ ہاں جب غزوہ تبوک ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے

غَزَاھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَرٍّ شَدِیْدٍ وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا

سخت گرمی میں یہ غزوہ فرمایا اور بہت طویل طویل اور جنگلات کا سفر اختیار فرمایا

تشریحات ۱۶۰۲، ۳

یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں دس جگہ ذکر فرمائی ہے کہیں مطول کہیں مختصر۔ چار طریقے سے یہیں ہے۔ اس پر پورا کلام مغازی میں ذکر کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالی۔

کسی سفر میں پنجشنبہ کے دن نکلنا مبارک ہے۔ اس سلسلے میں ایک روایت بھی ہے جسے طبرانی نے ذکر کیا ہے بُوْرِکَ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا یَوْمَ الْخَمِیْسِ پنجشنبہ کی صبح سفر کرنے میں میری امت کو برکت دی گئی۔ اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ لیکن فضائل میں ضعاف بھی مقبول ہیں۔

بَعِيْدًا وَّمَفَازًا وَّاسْتَقْبَلَ عَدُوًّا وَّعَدَدًا كَثِيْرًا فَجَلّٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ اَمْرَهُمْ لِيَتَاَهَّبُوْا

اور دشمنوں کی کثیر تعداد کے مقابلے کے لئے گئے۔ تو حضور نے مسلمانوں کو صاف

اُهْبَةَ عَدُوِّهِمْ وَاَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِىْ يُرِيْدُ —— وَعَنْ يُوْنُسَ اِلٰى

صاف بتا دیا تاکہ اپنے دشمن کے مطابق سامان مہیا کرلیں۔ اور انھیں وہ جگہ بتادی

اَنْ قَالَ اَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يَقُوْلُ لَقَلَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

جس کا ارادہ فرمایا تھا۔ اور پنجشنبہ کے علاوہ اور کسی دن کم سفر فرماتے تھے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ اِذَا خَرَجَ فِىْ سَفَرٍ اِلَّا يَوْمَ الْخَمِيْسِ۔

حدیث ۱۶۰۳

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ

عبد الرحمن بن کعب بن مالک اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فِىْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَكَانَ يُحِبُّ اَنْ يَّخْرُجَ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں پنجشنبہ کو نکلے۔ اور پنجشنبہ کو نکلنا پسند فرماتے تھے۔

يَوْمَ الْخَمِيْسِ۔

بعض احادیث میں شنبہ کے دن سفر کرنے کے بھی بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص شنبہ کو کسی کام کے لئے نکلے گا اللہ تعالیٰ اس کے کام کو پورا فرما دے گا۔ حجۃ الوداع کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شنبہ ہی کو نکلے تھے اور اس حدیث میں جو مذکور ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ زیادہ تر پنجشنبہ کو نکلتے تھے یہ اس کے معارض نہیں کہ کبھی کبھار شنبہ یا دوسرے دنوں میں بھی سفر شروع فرمایا ہے۔

عبد الرحمن دو ہیں ایک حضرت کعب بن مالک کے صاحبزادے ہیں اور ایک ان کے پوتے۔ اس حدیث کے تیسرے طریق میں امام زہری حضرت کعب بن مالک کے صاحبزادے عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں اس حدیث کے دوسرے طریقے میں سند یوں مذکور ہے۔ اخبرنی عبد الرحمن بن عبد اللہ بن کعب بن مالک قال سمعت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اس پر دار قطنی نے یہ تعقب کیا کہ اس میں ارسال ہے۔ اسلئے کہ عبد الرحمن بن عبد اللہ کا سماع ان کے دادا کعب بن مالک سے ثابت نہیں۔

تشریحات

اس سریہ کے سپہ سالار حمزہ بن عمرو اسلمی تھے اور جن قریش کے دو شخص کے بارے میں حکم دیا تھا وہ حباب بن اسود اور اس کا ساتھی نافع بن عبد قیس تھا۔ جیسا کہ سیرت ابن ہشام

بَابُ التَّوْدِيْعِ عِنْدَ السَّفَرِ ص۴۱۵ سفر کے وقت رخصت کرنا ۔

حدیث ۱۶۰۴

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهُ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْثٍ وَقَالَ لَنَا اِنْ
علیہ وسلم نے ایک لشکر میں بھیجا اور ہم سے فرمایا اگر تمہیں فلاں فلاں مل جائیں تو انھیں آگ
لَقِيْتُمْ فُلَانًا وَفُلَانًا رَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُمَا فَحَرِّقُوْهُمَا بِالنَّارِ قَالَ
سے جلا دینا ۔ قریش کے دو شخصوں کا نام لے کر بتایا ۔ پھر سفر کے وقت ہم حضور سے رخصت
ثُمَّ اَتَيْنَاهُ نُوَدِّعُهُ حِيْنَ اَرَدْنَا الْخُرُوْجَ وَقَالَ اِنِّيْ كُنْتُ اَمَرْتُكُمْ اَنْ
ہونے کے لیے آئے تو فرمایا ۔ میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں کو آگ سے جلا دینا ، آگ
تُحَرِّقُوْا فُلَانًا وَفُلَانًا بِالنَّارِ وَاِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا اِلَّا اللّٰهُ فَاِنْ اَخَذْتُمُوْهُمَا
سے سوائے اللہ کے کوئی سزا نہیں دے گا ۔ اگر تم ان دونوں کو پکڑ لینا تو قتل کر دینا ۔
فَاقْتُلُوْهُمَا مه

بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْاِمَامِ مَالَمْ يَاْمُرْ بِمَعْصِيَةٍ ص۴۱۵

امام جب تک گناہ کا حکم نہ دے اس کی بات سننی اور ماننی ہے ۔

حدیث ۱۶۰۵

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

میں ہے ۔ ان دونوں کا جرم یہ تھا کہ جب حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کے شوہر حضرت ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونٹ پر سوار کر کے مدینہ طیبہ کی طرف بھیجا ۔ تو ان دونوں نے ان کو اونٹ پر سے گرا دیا تھا جس کے صدمے میں وہ مریض رہنے لگیں اور بالآخر اسی مرض میں واصل بحق ہو گئیں ۔

ہبار بن اسود فتح مکہ کے بعد مشرف باسلام ہوئے ۔ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئے ۔ ان کی اس حرکت پر

مه باب لا یعذب بعذاب اللہ ص۳۳۳ ابوداؤد ۔ نسائی ۔

تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ حَقٌّ مَالَمْ یُؤْمَرْ بِمَعْصِیَةٍ فَاِذَا
روایت کرتے ہیں کہ فرمایا۔ بات سننا اور ماننا حق ہے جب تک گناہ کا حکم نہ دیا جائے جب گناہ
اُمِرَ بِمَعْصِیَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ ۔ے
کا حکم دیا جائے تو نہ سننا ہے اور نہ ماننا۔

بَابُ یُقَاتَلُ مِنْ وَّرَاءِ الْاِمَامِ وَیُتَّقٰی بِهٖ ص۴۱۵ امام کی سرپرستی میں لڑنا اور اس کی پناہ میں رہنا۔

حدیث ۱۶۰۶
اَنَّ الْاَعْرَجَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ
سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ
تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہم سب سے پچھلے اور سب سے آگے ہیں۔ جس نے
وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ
میری فرمانبرداری کی اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی

صحابہ کرام ان کو برا کہتے تھے۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا۔ جو تمھیں برا کہے تم اس کا جواب دو۔ اس کے بعد لوگوں نے ان کو برا کہنا چھوڑ دیا۔

تشریحات ۱۶۰۵ خارجیوں نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ جو سلاطین ظالم ہوں ان پر خروج واجب ہے۔ علما فرماتے ہیں کہ جب تک سلطان اسلام سے کفر نہ سرزد ہو اور شعار اسلام کے قیام کو نہ چھوڑے خروج جائز نہیں اگرچہ وہ ظالم ہے۔ کیونکہ اس میں امن کی بربادی اور لوگوں کے جان و مال کی تباہی ہے۔

تشریحات ۱۶۰۶ قریش اور عام اہل عرب کی عادت تھی کہ وہ صرف قبیلے کے سرداروں کی اطاعت کرتے جس میں عصبیت تھی جب انھیں قبائلی حدبندی سے ہٹ کر مطلقاً امیر کی اطاعت کا حکم دیا گیا تو ان پر شاق ہوا۔ اس لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حدیث میں پوری تاکید کے ساتھ امیر کی اطاعت کا حکم ارشاد فرمایا۔ یہ حدیث خوارج کے اس عقیدے کا رد ہے۔ کہ ائمہ جور پر

ے ثانی الاحکام باب السمع والطاعة للامام ص۱۰۵۷ مسلم مغازی ابوداؤد جہاد

وَمَنْ يُطِعِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِيْ وَمَنْ يَعْصِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ عَصَانِيْ وَاِنَّمَا الْاِمَامُ

نافرمانی کی۔ اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر

جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِهٖ وَيُتَّقٰى بِهٖ فَاِنْ اَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَعَدَلَ فَاِنَّ لَهٗ

کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی اور امام ڈھال ہے اس کی پناہ میں لڑا جاتا ہے اور بچا

بِذٰلِكَ اَجْرًا وَاِنْ قَالَ بِغَيْرِهٖ فَاِنَّ عَلَيْهِ مِنْهُ سه

جاتا ہے۔ پس اگر اللہ کے تقوی کا حکم کرے اور انصاف کرے تو اس کیلئے ثواب ہے اور اگر اس

کے سوا کچھ اور کہے تو اس پر اس کا وبال ہے۔

بَابُ الْبَيْعَةِ فِي الْحَرْبِ عَلٰى اَنْ لَّا يَفِرُّوْا وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَلَى الْمَوْتِ لِقَوْلِ

لڑائی کے موقع پر یہ بیعت لینا کہ بھاگیں گے نہیں اور بعضوں نے کہا موت پر بیعت لینا۔ اللہ عزوجل

اللّٰهِ تَعَالٰى لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (فتح ۱۸) ص۴۱۵

کے اس ارشاد کی وجہ سے۔ بیشک اللہ راضی ہوا ان لوگوں سے جو تم سے درخت کے نیچے بیعت کرتے ہیں۔

حدیث
۱۶۰۷

عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا رَجَعْنَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا ہم آئندہ سال۔ بیعت رضوان

مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَمَا اجْتَمَعَ مِنَّا اثْنَانِ عَلَى الشَّجَرَةِ الَّتِيْ بَايَعْنَا تَحْتَهَا كَانَتْ

کی جگہ پر پہنچے تو ہم میں سے دو شخص بھی اس پر متفق نہ ہو سکے کہ وہ درخت کون سا ہے اور

WWW.NAFSEISLAM.COM

خروج واجب ہے اور جمہور کے مسلک کی مؤید ہے۔

توضیح باب

آیت کریمہ امام بخاری نے یہ ثابت کرنے کے لئے ذکر فرمایا ہے کہ موت پر بیعت لینا جائز ہے۔ اسلئے کہ سلمہ بن اکوع سے پوچھا گیا کہ آپ لوگوں نے بیعت رضوان کے موقع پر کس چیز پر بیعت کی تھی تو انھوں نے فرمایا موت پر۔

تشریحات
۱۶۰۷

وہاں ایک قسم کے متعدد درخت تھے اس وجہ سے صحابہ کرام کو اشتباہ ہو گیا اس کے باوجود حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد خلافت میں لوگ ایک درخت کو بیعت رضوان والا

سه ثانی احکام باب قول اللہ تعالی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ص۱۰۵۷۔

رَحْمَةً مِّنَ اللهِ فَسَأَلْتُ نَافِعًا عَلٰى اَيِّ شَيْءٍ بَايَعَهُمْ عَلَى الْمَوْتِ قَالَ لَا بَلْ

یہ درخت اللہ کی طرف سے رحمت تھا (جویریہ) نے کہا کہ میں نے نافع سے پوچھا کہ تم لوگوں نے کس پر

بَايَعَهُمْ عَلَى الصَّبْرِ۔

بیعت کی تھی موت پر؟ تو انھوں نے کہا نہیں بلکہ ان لوگوں نے صبر پر بیعت کی تھی۔

درخت کو اس کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ حضرت عمر نے اسے کٹوا دیا۔ اس سے شبلی صاحب اور ان کے ہم مذہب یہ دلیل لاتے ہیں کہ بزرگان دین کے مشاہد کی تعظیم و تکریم حرام ہے۔ ان لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ اسی بنا پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس درخت کو کٹوا دیا حالانکہ اس درخت کا کٹوانا اس بنا پر نہیں تھا بلکہ اس وجہ سے تھا کہ جس درخت کو لوگ سمجھ رہے تھے اس کے بارے میں قطعی طور پر یہ معلوم نہیں تھا کہ وہی درخت ہے جس کے نیچے بیعت ہوئی تھی جب بیعت رضوان کے شرکاء ایک ہی سال بعد اس کی تعیین نہ کر سکے تو کیسے ممکن ہے کہ برسہا برس گزرنے کے بعد لوگ اسے قطعی طور پر پہچان لیں کہ یہ وہی درخت ہے۔ اسی بخاری کتاب الصلوۃ میں مفصل وہ حدیثیں گزری ہیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب سفر میں جاتے اور واپس ہوتے تو ان جگہوں کو تلاش کر کے قیام کرتے اور وہاں نمازیں پڑھتے۔ پھر یہ کہنا کیسے درست ہے کہ محبوبان بارگاہ کے مشاہد کی تعظیم ممنوع ہے۔

کانت رحمة کانت کا ضمیر مستتر کا مرجع الشجرۃ ہے۔ جو حدیث کے متن میں مذکور ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ فرماتے ہیں کہ یہ درخت اللہ کی رحمت تھا۔ یہ مطلب نہیں کہ اس کا متعین نہ ہونا اللہ کی رحمت تھا کہ اس میں عدول عن الظاہر ہے۔ کیونکہ اب کانت کی ضمیر کا مرجع اخفاء کو ٹھہرانا ہوگا جو مذکور نہیں۔ لامحالہ اس کی تاویل میں یہ کہنا پڑے گا کہ سیاق اس پر دلالت کرتا ہے اور ظاہر ہے مذکور کو ضمیر کا مرجع بنانا بہ نسبت غیر مذکور کے ارجح ہے۔ اسی لئے علامہ بدر الدین محمود عینی نے فرمایا۔

ای کانت هذه الشجرة موضع رحمة الله ومحل رضوانه قال تعالٰى لقد رضي الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة۔

یہ درخت اللہ کی رحمت اور اس کی رضوان کی جگہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اللہ مومنین سے راضی ہوا جب انھوں نے درخت کے نیچے تم سے بیعت کی۔

تشریحات

۱۶۰۸

واقعہ حرہ سنہ ترسٹھ ہجری میں ہوا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ عبد اللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ اور اہل مدینہ کے کچھ سرآوردہ افراد یزید کے پاس گئے وہاں انھوں نے یزید کی بدعنوانیاں دیکھیں تو مدینہ طیبہ آکر یزید کی بیعت فسخ کر دی اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی۔ اس پر یزید پلید نے مسلم بن عقبہ کو جسے مسلمان مسرف بن عقبہ کہتے ہیں۔ ایک لشکر جرار کے ساتھ مدینہ طیبہ پر

حدیث ۱۶۰۸

عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جب واقعہ حرہ کے زمانہ میں ایک

قَالَ لَمَّا كَانَ زَمَنُ الْحَرَّةِ أَتَاهُ آتٍ فَقَالَ لَهُ إِنَّ ابْنَ حَنْظَلَةَ يُبَايِعُ النَّاسَ

آنے والے نے بتایا کہ ابن حنظلہ لوگوں سے موت پر بیعت لے رہے ہیں تو فرمایا کہ میں رسول اللہ

عَلَى الْمَوْتِ فَقَالَ لَا أُبَايِعُ عَلٰى هٰذَا أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[1]

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی سے موت پر بیعت نہیں کروں گا۔

حدیث ۱۶۰۹

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَدَلْتُ إِلٰى ظِلِّ شَجَرَةٍ فَلَمَّا خَفَّ

سے بیعت کی پھر ایک درخت کے سایے میں چلا گیا جب بھیڑ کم ہو گئی تو فرمایا۔ اے ابن اکوع

النَّاسُ قَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ أَلَا تُبَايِعُ قَالَ قُلْتُ قَدْ بَايَعْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ

کیا بیعت نہیں کرے گا۔ میں نے عرض کیا۔ میں بیعت کر چکا یا رسول اللہ! فرمایا

حملے کے لئے بھیجا اس نے تین دن تک مدینہ طیبہ کو لوٹا اور ایسی بے حرمتی کی جو ایک کھلے کافر سے بھی متصور نہیں۔ سات سو روسا کو شہید کیا اور دس ہزار عوام کو۔ عورتیں اور بچے جو مارے گئے وہ الگ۔ ایک ہزار کنواری خواتین حرم کی عصمت دری کی گئی۔ مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے گئے۔ تین دن تک گھوڑوں کی لید سے مسجد اقدس ناپاک ہوتی رہی۔ تین دن تک مسجد میں نہ اذان ہوئی نہ نماز۔

حضرت حنظلہ کو غسیل الملائکہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ غزوہ احد کے موقع پر یہ غسل جنابت کر رہے تھے۔ ابھی آدھے سر کو دھویا تھا کہ جنگ کے شور کو سنا۔ غسل چھوڑ کر اسی حالت میں میدان جنگ میں آ گئے اور لڑتے لڑتے ابوسفیان کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے دیکھا کہ فرشتے انکو غسل دے رہے ہیں۔ اسی موقع پر ان کی زوجہ حاملہ ہو گئی تھیں۔ جس سے حضرت عبداللہ بن حنظلہ پیدا ہوئے۔

تشریحات ۱۶۰۹

یہ امام بخاری کی ثلاثیات میں سے گیارہویں ثلاثی حدیث ہے۔ جو حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[1] ثانی مغازی باب غزوۃ الحدیبیہ ص۵۹۹ مسلم مغازی

وَ اَیْضًا فَبَایَعْتُهُ الثَّانِیَةَ فَقُلْتُ لَهُ یَا اَبَا مُسْلِمٍ عَلٰی اَیِّ شَیْئٍ کُنْتُمْ تُبَایِعُوْنَ

اور بیچ میں بھی تو میں نے حضور سے بیعت دوبارہ کی۔ یزید بن ابی عبید نے کہا میں نے ان سے پوچھا کہ اے

یَوْمَئِذٍ قَالَ عَلَی الْمَوْتِ۔

ابو مسلم اس دن تم لوگ کس چیز پر بیعت کرتے تھے فرمایا۔ موت پر۔

حدیث ۱۹۱۰ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ مُجَاشِعٍ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ

مجاشع نے کہا میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے بھتیجے کو لے کر حاضر ہوا

وَسَلَّمَ بِابْنِ اَخِیْ فَقُلْتُ بَایِعْنَا عَلَی الْهِجْرَةِ فَقَالَ مَضَتِ الْهِجْرَةُ لِاَهْلِهَا

میں نے عرض کیا ہم سے ہجرت پر بیعت لے لیجیے۔ فرمایا۔ ہجرت کا زمانہ گزر چکا۔ میں نے عرض

قُلْتُ عَلَامَ تُبَایِعُنَا قَالَ عَلَی الْاِسْلَامِ وَالْجِهَادِ۔ [سہ]

کیا اب ہم سے کس بات پر بیعت لے رہے ہیں فرمایا اسلام اور جہاد پر۔

کے تمیذ حضرت مکی بن ابراہیم سے حضرت امام بخاری کو ملی ہے

بخاری میں صرف دو ہی بار بیعت کا ذکر ہے۔ مگر مسلم[لہ] میں تین بار مذکور ہے۔ مسلم میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو بیعت کے لئے درخت کی جڑ میں بلایا۔

حضرت سلمہ بن اکوع کہتے ہیں کہ میں نے سب سے پہلے بیعت کی۔ اس کے بعد حضور لوگوں سے بیعت لیتے رہے یہاں تک کہ بیچ میں مجھ سے فرمایا کہ اے سلمہ بیعت کر۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے شروع ہی میں بیعت کر لی ہے۔ فرمایا اور کر لو۔ اور حضور نے مجھ کو بغیر ہتھیار کے دیکھا تو مجھے ایک ڈھال عطا فرمائی۔ پھر بیعت لی۔ پھر اخیر دور میں فرمایا۔ اے سلمہ کیا تم بیعت نہیں کرو گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں شروع میں ہی بیعت کر چکا ہوں اور بیچ میں بھی۔ فرمایا اور کر لو۔ تو میں نے حضور سے تیسری بار بیعت کی۔

موت پر بیعت کا مطلب یہ ہے کہ ہم مر جائیں گے مگر میدان چھوڑ کر بھاگیں گے نہیں۔ اس تقدیر پر موت پر بیعت کا حاصل یہی ہوا کہ ہم بھاگیں گے نہیں اگرچہ جان چلی جائے اور صبر پر بھی بیعت کا حاصل یہی ہے۔

تشریحات ۱۹۱۰ بابن اخی۔ یہاں یابن اخی ہے۔ لیکن بخاری ہی میں دوسرے ابواب میں باخی ہے اور یہی صحیح ہے۔

[سہ] باب لا ہجرۃ بعد الفتح ص۴۳۳ ثانی مغازی باب ص۶۱۹ مسلم مغازی۔

[لہ] ثانی جہاد۔ باب غزوۃ ذی قرد وغیرہا ص۱۱۳

بَابُ عَزْمِ الْاِمَامِ عَلَی النَّاسِ فِیْ مَا یُطِیْقُوْنَ ص ۴۱۶

امام کا لوگوں پر حسب استطاعت بوجھ ڈالنا۔

حدیث
۱۶۱۱

عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَقَدْ اَتَانِی الْیَوْمَ رَجُلٌ فَسَأَلَنِیْ عَنْ

ابو وائل نے کہا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا آج میرے پاس ایک شخص آیا

اَمْرٍ مَا دَرَیْتُ مَا اَرُدُّ عَلَیْهِ فَقَالَ اَرَأَیْتَ رَجُلًا مُؤْدِیًا نَشِیْطًا یَخْرُجُ مَعَ اُمَرَائِنَا

اس نے مجھ سے ایک بات پوچھی میری سمجھ میں نہیں آیا کہ میں اس کا کیا جواب دوں۔ اس نے کہا بتائیے

فِی الْمَغَازِیْ فَیَعْزِمُ عَلَیْنَا فِیْ اَشْیَاءَ لَا یُحْصِیْهَا فَقُلْتُ لَهٗ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِیْ مَا اَقُوْلُ

ایک شخص مسلح ہو کر بخوشی ہمارے سرداروں کے ساتھ لڑائی میں نکلتا ہے۔ امیر ہمیں ایسی باتوں کا قطعی حکم دیتا

لَكَ اِلَّا اَنَّا كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَعَسٰی اَنْ لَّا یَعْزِمَ عَلَیْنَا فِیْ اَمْرٍ

ہے جس کی طاقت نہیں۔ میں نے اس سے کہا۔ بخدا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تجھے کیا بتاؤں ہاں ہم نبی صلی اللہ تعالی

اِلَّا مَرَّةً حَتّٰی نَفْعَلَهٗ وَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَنْ یَّزَالَ بِخَیْرٍ مَا اتَّقَی اللّٰهَ وَاِذَا شَكَّ فِیْ

علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تو ہمیں کسی کام کرنے کا حکم صرف ایک بار دیتے۔ یہاں تک کہ ہم اسکو کر لیتے۔ اور

نَفْسِهٖ شَیْءٌ سَاَلَ رَجُلًا فَشَفَاهُ مِنْهُ وَاَوْشَكَ اَنْ لَّا تَجِدُوْهُ وَالَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا

بیشک تم ہمیشہ بھلائی میں ہوگے جب تک اللہ سے ڈروگے اور جب کسی معاملے میں شک واقع ہو جائے تو کسی شخص سے

هُوَ مَا اَذْكُرُ مَا غَبَرَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا كَالثَّغْبِ شُرِبَ صَفْوُهٗ وَبَقِیَ كَدَرُهٗ۔

پوچھ لے وہ اسکی تسلی کر دے عنقریب تم ایسے شخص کو نہیں پاؤگے۔ اور اس ذات کی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ گزشتہ دنیا

کا حال میں ذکر کرتا ہوں جو اس تالاب کے مثل ہے جس کا صاف پانی پی لیا جائے اور گدلا چھوڑ دیا جائے۔

حضرت مجاشع کے ان بھائی کا نام مجالد بن مسعود تھا اور کنیت ابو معبد تھی۔ یہ لوگ فتح مکہ کے بعد حاضر ہوئے تھے جیسا کہ مغازی میں ہے فتح مکہ کے بعد یہ مخصوص ہجرت جو فتح مکہ کے پہلے فرض تھی کہ مسلمان مکہ سے اور دیگر بلاد کفر سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آجائیں ختم ہوگئی تھی کہ اب اس کی ضرورت باقی نہیں تھی۔ اس پر پوری بحث پہلے ہو چکی ہے۔

تشریحات
۱۶۱۱

مؤدیا۔ اس کا مادہ اَدَاۃٌ ہے۔ یعنی لڑائی کے آلات سے کامل طور پر آراستہ۔ اس میں ہمزہ کو باقی رکھنا واجب ہے۔ ورنہ یہ وہم ہوگا کہ یہ اودیٰ سے ہے۔ جس کے معنی ہلاک ہونے کے ہیں۔

بَابُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَمْ يُقَاتِلْ اَوَّلَ النَّهَارِ اَخَّرَ الْقِتَالَ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ ص ۴۱٦

باب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب شروع دن میں لڑائی کی ابتدا نہیں کرتے تو موخر فرماتے یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے۔

حدیث ١٦١٢

عَنْ سَالِمٍ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَكَانَ كَاتِبًا لَّهٗ قَالَ كَتَبَ اِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ اَوْفٰى فَقَرَاْتُهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَيَّامِهِ الَّتِيْ لَقِيَ فِيْهَا انْتَظَرَ حَتّٰى مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ

عمر بن عبید اللہ کے آزاد کردہ غلام سالم ابوالنضر نے کہا اور یہ ان کے کاتب تھے کہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے پاس لکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کو پڑھا کہ بعض ان ایام میں جن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقابلہ دشمن سے ہوا رسول اللہ نے انتظار فرمایا۔ یہاں تک کہ سورج ڈھل گیا پھر لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ اے لوگو! دشمن کے مقابلے کی آرزو نہ کرو اور اللہ سے عافیت کا سوال کرو اور جب دشمن سے مڈبھیڑ ہو جائے تو صبر کرو اور جان لو کہ بیشک جنت تلواروں کے

ان لاتجدوہ یعنی تم کو تسلی بخش جواب دینے والا کوئی نہیں ملے گا۔ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمارہے ہیں۔ جن کا وصال حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے پہلے ہو چکا تھا۔ اب چودہ سو سال گزرنے کے بعد کیا حال ہے اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

ماغبر یہ اضداد میں سے ہے۔ اس کے معنی مضی کے بھی ہیں۔ اور بقی کے بھی۔ علامہ ابن جوزی نے فرمایا کہ زیادہ مناسب یہاں مضی کا معنی ہے۔ اسی بنا پر ہم نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ گزشتہ دنیا۔ لیکن اس خادم کا رجحان یہ ہے کہ زیادہ مناسب مابقی ہے یعنی دنیا کی موجودہ حالات اس تالاب کے مثل ہے جس کا صاف پانی پی لیا گیا اور گدلا چھوڑ دیا گیا۔

توضیح باب زوال کے وقت تک جنگ ملتوی کرنے میں ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ دشمن دوپہر تک تگ و دو کر کے تھک جاتا ہے۔ پھر کہیں یہ فائدہ ہوتا ہے کہ میدان جنگ میں کبھی اپنا رخ پورب ہوتا ہے جس کی وجہ سے

اَلْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ اِهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ۔

سایے میں ہے پھر یہ دعا فرمائی اے اللہ کتاب نازل فرمانے والے بادل کو چلانے والے لشکروں کو شکست دینے والے ان کو شکست دے اور ہمکو ان کے مقابلے پر فتح عطا فرما۔

بَابُ الْجَعَائِلِ وَالْحُمْلَانِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ص۴۱۶ راہ خدا میں مال دینا اور سواریاں مہیا کرنا۔

ت ۵۶۱

وَقَالَ مُجَاهِدٌ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ الْغَزْوَ قَالَ اِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اُعِيْنَكَ

اور امام مجاہد نے کہا میں نے ابن عمر سے عرض کیا کہ جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں۔ فرمایا

بِطَائِفَةٍ مِّنْ مَّالِيْ قُلْتُ قَدْ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيَّ قَالَ اِنَّ غِنَاكَ لَكَ وَاِنِّيْ اُحِبُّ

میں چاہتا ہوں کہ کچھ مال سے تمہاری مدد کروں۔ میں نے عرض کیا اللہ نے مجھے وسعت دی ہے۔ فرمایا تیری

اَنْ يَّكُوْنَ مِنْ مَّالِيْ فِيْ هٰذَا الْوَجْهِ

مالداری تیرے لئے ہے میں پسند کرتا ہوں کہ میرا کچھ مال اس راہ میں خرچ ہو۔

ت ۵۶۲

وَقَالَ عُمَرُ اِنَّ نَاسًا يَّاْخُذُوْنَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ لِيُجَاهِدُوْا ثُمَّ لَا يُجَاهِدُوْنَ

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کچھ لوگ اس مال سے لیتے ہیں یہ کہہ کر کہ جہاد

فَمَنْ فَعَلَهٗ فَنَحْنُ اَحَقُّ بِمَالِهٖ حَتّٰى نَاْخُذَ مِنْهُ مَا اَخَذَ

کریں گے پھر جہاد نہیں کرتے جو شخص ایسا کرے گا تو ہم اس کے مال کے زیادہ مستحق ہیں اس نے جو کچھ لیا ہم لے لیں گے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

دوپہر سے پہلے پہلے سورج آنکھ کے سامنے ہوتا ہے اور دشمن کی پیٹھ پر۔ ایسی صورت میں جنگی مصلحت کا تقاضا یہی ہے کہ لڑائی کو سورج ڈھلے تک موخر کر دیا جائے۔ واقعہ حرہ میں ابن عقبہ نے اپنا پڑاؤ مدینہ طیبہ سے شرقی جانب رکھا تھا جس کے نتیجے میں صبح کو سورج اس کی لشکر کی پیٹھ پر تھا اور اہل مدینہ کی آنکھوں پر اس نے صبح ہی کو پوری قوت سے حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں اہل مدینہ کو نقصان پہنچا۔ اسے یہ مشورہ مروان نے دیا تھا۔

تشریحات ۵۶۱ اس تعلیق کو امام بخاری نے غزوہ فتح میں سند متصل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اس پر اتفاق ہے کہ مجاہد اگرچہ مالدار اور مستغنی ہو اس کی مال سے مدد کی جائے البتہ اسے کوئی سامان یا سواری اجرت پر دینا مکروہ ہے۔ امام مالک کے یہاں مطلقاً اور ہمارے یہاں اس وقت اجازت ہے جب مسلمانوں میں ضعف ہو اور بیت المال خالی ہو ورنہ مکروہ ہے۔

ت ۵۶۳

وَقَالَ طَاؤُسٌ وَمُجَاهِدٌ إِذَا دُفِعَ إِلَيْكَ شَيْءٌ تَخْرُجُ بِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ فَاصْنَعْ بِهِ مَا شِئْتَ وَضَعْهُ عِنْدَ أَهْلِكَ

امام طاؤس اور مجاہد نے کہا جب تجھے کچھ دیا جائے۔ کہ اسے لیکر راہ خدا میں جائے تو تجھے اختیار ہے جو چاہے کرے چاہے تو اپنے اہل کے پاس رکھ دے۔

بَابُ الْأَجِيرِ ص۴۱۷ لڑائی میں نوکر کا حکم

ت ۵۶۴

وَقَالَ الْحَسَنُ وَابْنُ سِيرِينَ يُقْسَمُ لِلْأَجِيرِ مِنَ الْمَغْنَمِ۔

امام حسن بصری اور ابن سیرین نے کہا نوکر اور مزدور کو بھی غنیمت سے حصہ دیا جائے گا۔

ت ۵۶۵

وَأَخَذَ عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ فَرَسًا فَبَلَغَ سَهْمُ الْفَرَسِ أَرْبَعَ مِائَةِ دِينَارٍ فَأَخَذَ مِائَتَيْنِ وَأَعْطَى صَاحِبَهُ مِائَتَيْنِ۔

عطیہ بن قیس نے ایک گھوڑا جہاد کے لئے کرایہ پر لیا گھوڑے کا حصہ چار سو دینار ہوا تو دو سو انھوں نے لیا اور دو سو گھوڑے والے کو دیا۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي لِوَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ص۴۱۷

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جھنڈے کے بارے میں جو کچھ کہا گیا۔

تشریحات ۵۶۳ حضرت عمر کی تعلیق کو ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں موصولا ذکر کیا ہے۔ حضرت عمر کے اس ارشاد سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر بیت المال کسی کو کسی کام کے لئے کچھ دے اور وہ نہ کرے تو اس سے مال واپس لے لیا جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی نااہل لے تو بھی۔ اور یہی حکم دینی اداروں سے بھی مال لینے کا ہے۔ اس سے اوقاف کے متولیان اور دینی مدارس کے ناظمین کو اپنی اصلاح کرلینی چاہئے کہ اب اکثر ایسا ہوتا ہے کہ رشتہ داری یا خوشامد اور چاپلوسی کی بنا پر نااہل کو نااہل جانتے ہوئے بھی ملازم رکھ لیا جاتا ہے۔

www.NafseIslam.com

تشریحات ۵۶۴، ۵۶۵ لڑائی میں اجیر کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ کسی مجاہد نے اپنی یا اپنے گھوڑے کی خدمت کیلئے کسی کو ساتھ رکھ لیا۔ اسے مال غنیمت سے حصہ نہیں ملے گا۔ دوسرے یہ کہ امیر لشکر نے یا سلطان اسلام نے کسی کو لڑنے کے لئے نوکر رکھ لیا۔ جیسا کہ آجکل پوری دنیا میں رائج ہے اسے بھی مال غنیمت سے کچھ حصہ نہیں ملے گا وہ صرف اپنی اجرت کا مستحق ہوگا۔

حدیث ۱۶۱۳

أَخْبَرَنِي ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ الْقُرَظِيُّ أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيَّ

قیس بن سعد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کا ارادہ فرمایا تو احرام باندھنے سے پہلے کنگھی

وَكَانَ صَاحِبَ لِوَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ الْحَجَّ فَرَجَّلَ۔

کی اور یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاحب لوا رہے۔

حدیث ۱۶۱۴

عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُولُ لِلزُّبَيْرِ رَضِيَ

نافع بن جبیر بن مطعم نے کہا کہ میں نے عباس رضی اللہ تعالیٰ کو زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ هٰهُنَا أَمَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَرْكُزَ الرَّايَةَ۔

سے کہتے ہوئے سنا۔ کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تم کو یہاں جھنڈا گاڑنے کا حکم دیا ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا بیان ایک مہینے کی دوری تک رعب سے

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا

میری مدد کی گئی اور اللہ کے اس ارشاد کا بیان عنقریب ہم کافروں کے دل میں رعب ڈالیں گے

بِاللّٰهِ۔ آل عمران (۱۵۱) ص ۳۱۸ کیونکہ انھوں نے اللہ کے ساتھ شرک کیا۔

اور اگر مجاہد نے سواری یا ہتھیار کرایہ پر لیا تو یہ جائز نہیں۔ اگر اجرت یہ ہو کہ مال غنیمت میں سے اتنا حصہ تم کو اجرت دوں گا۔ کیونکہ اجرت مجہول معدوم ہے۔ ہاں اور اگر اجرت طے کر لی مثلاً یہ کہ یومیہ ایک روپیہ دوں گا تو جائز ہے۔

توضیح باب لوا اصل بڑے جھنڈے کو کہتے ہیں جو لشکر کے سپہ سالار کے پاس رہتا ہے۔ رایۃ چھوٹے جھنڈے کو کہتے ہیں۔ امام ترمذی نے لوار اور رایۃ کے لئے الگ الگ باب قائم فرمایا ہے۔ پہلا باب باندھا ہے "بَابُ الْأَلْوِيَةِ"۔ اس کے تحت حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث لائے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکے میں داخل ہوئے اور حضور کی لوار سفید تھی۔ اس کے بعد یہ باب قائم فرمایا۔ باب فی الرایات۔ اس کے تحت حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث لائے کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رایہ کے بارے میں پوچھا گیا تو بتایا کہ وہ کالا چوکور چمڑے کا تھا۔ ابو یعلی نے اپنی مسند میں طبرانی نے کبیر میں حضرت بریدہ سے روایت کیا

WWW.NAFSEISLAM.COM

۱؎ ثانی مغازی باب این رکز النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الرایۃ یوم الفتح ص ۶۱۳

حدیث ۱۶۱۵

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ فَبَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اُوْتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدَیَّ قَالَ اَبُوْ ہُرَیْرَۃَ وَقَدْ ذَہَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنْتُمْ تَنْتَثِلُوْنَہَا ۱؎

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں اور رعب سے میری مدد کی گئی میں سو رہا تھا کہ میرے پاس زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھوں میں رکھی گئیں —— حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور تم ان خزانوں کو نکال رہے ہو۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رایہ کالی تھی اور لوا سفید۔ اس قسم کی متعدد احادیث مروی ہیں۔ بعض روایتوں میں ہے۔ کہ رایہ کا رنگ زرد تھا اور بعض روایتوں میں ہے کہ سرخ تھا۔ اس کا حاصل یہ نکلا کہ رایہ چھوٹے جھنڈے کے لئے کوئی رنگ مقرر نہیں تھا۔ جس وقت جیسا موقع ہوا جھنڈا بنالیا۔

تشریحات ۱۶۱۶ فتح مکہ کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جھنڈا حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ حجون (جنت المعلی) میں جھنڈا گاڑا جائے۔ چنانچہ انھوں نے یہی کیا اس پر حضرت عباس نے وہ پوچھا تھا۔

تشریحات ۱۶۱۵ الجوامع الکلم۔ جوامع۔ جامعۃ۔ کی جمع ہے۔ کلم کلمۃ کی اسم جمع ہے جیسے تمر اور تمرۃ۔ اور یہ صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہے۔ اصل تھا الکلم الجوامع۔ اس سے مراد ایسا کلام ہے جو مختصر ہو لیکن اپنے اندر کثیر معانی رکھتا ہو جیسے انما الاعمال بالنیات۔ کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔ الدین النصیحۃ لکل مسلم۔

علامہ ابن تین نے کہا کہ جوامع الکلم سے مراد قرآن مجید ہے۔ جس کے ہر ہر کلمہ میں غیر متناہی معانی ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں فرمایا گیا۔ عجائبہ لا تنقضی۔ اس کے عجائب ختم نہیں ہوں گے۔

مطابقت باب باب یہ ہے نصرت بالرعب مسیرۃ شہر۔ ایک مہینہ کی مسافت تک رعب سے میری

۱؎ ثانی تعبیر الرؤیا ص ۱۰۳۶ باب المفاتیح فی الید ص ۱۰۸۰ الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ مسلم مساجد۔ نسائی جہاد۔ دارمی مقدمہ۔ مسند امام احمد جلد ثانی ص ۲۶۴

بَابُ حَمْلِ الزَّادِ فِی الْغَزْوِ وَقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی الآیۃ (۱۴۷)

غزوہ میں توشہ لے جانا اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا بیان۔ اور توشہ ساتھ رکھو سب سے بہتر توشہ پرہیزگاری ہے۔

حدیث
۱۶۱۶

عَنْ ھِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ قَالَ ھِشَامٌ وَحَدَّثَتْنِیْ اَیْضًا

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا جب حضور نے مدینے کی طرف ہجرت کا ارادہ فرمایا

فَاطِمَۃُ عَنْ اَسْمَاءَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ صَنَعْتُ سُفْرَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

تو میں نے ابو بکر کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ایک توشہ دان تیار کیا۔

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِ اَبِیْ بَکْرٍ حِیْنَ اَرَادَ اَنْ یُّھَاجِرَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ قَالَتْ فَلَمْ نَجِدْ

لیکن توشہ دان اور پانی کا مشکیزہ باندھنے کے لیے کوئی چیز مجھے نہیں ملی — میں نے

لِسُفْرَتِہٖ وَلَا لِسِقَائِہٖ مَا نَرْبِطُھُمَا بِہٖ فَقُلْتُ لِاَبِیْ بَکْرٍ وَاللّٰہِ مَا اَجِدُ شَیْئًا اَرْبِطُ بِہٖ

ابو بکر سے کہا۔ اپنے کمر بند کے سوا اسے باندھنے کے لیے کچھ نہیں پاتی ہوں۔

مدد کی گئی۔ حدیث میں۔ مسیرۃ شہر۔ نہیں۔ لیکن یہی حدیث حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخاری ہی میں تیمم اور کتاب الصلوۃ میں مروی ہے۔ اس میں مسیرۃ شہر ہے۔ ایک حدیث دوسرے کی شرح ہوتی ہے۔ اس طرح حضرت ابو ہریرہ کی حدیث کا اطلاق حضرت جابر کی حدیث سے مقید ہے۔

اقول وھو المستعان۔ یہ حضرت امام بخاری کا ذوق تھا کہ انھوں نے حضرت ابو ہریرہ کی مطلق حدیث کو حضرت جابر کی حدیث سے مقید فرمایا۔ اور یہ بظاہر اس عہد مبارک کے اعتبار سے تھا کہ مدینہ طیبہ سے ایک مہینہ کی مسافت پر ایران، روم، مصر وغیرہ کی عظیم الشان سلطنتیں تھیں مگر کسی کو مدینہ طیبہ پر حملے کی ہمت نہیں ہوئی۔ اس حقیقت واقعیہ کو حضرت جابر کی حدیث میں بیان فرمایا۔ مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رعب صرف ایک مہینہ کی مسافت تک محدود نہیں تھا بلکہ سارے عالم پر محیط تھا۔ حضرت سفیان کی ہرقل والی حدیث میں ہے یخافہ ملک بنی الاصفر۔ ان سے شاہ روم ڈر رہا ہے انھوں نے یہ منظر حمص میں دیکھا تھا۔ نیز اس کا بعد جو اتم ظہور حضرات خلفاء راشدین کے عہد میں ہوا کسے نہیں معلوم قیصر و کسریٰ اپنے محلوں میں صحابہ کرام کے نام سے کانپتے تھے۔ یہ حقیقت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا رعب تھا جو وراثت میں ان حضرات کو ملا تھا۔ اس لیے انسب یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو مسیرۃ شہر کے ساتھ خاص نہ کیا جائے۔

تنتثلونھا اس کا مادہ نثل ہے جس کا معنی نکالنے کے ہیں عرب والے بولتے ہیں نثلت البئر۔ یعنی اس کی مٹی نکال لی مراد یہ ہے کہ ان خزانوں کو تم لوگ حاصل کر کے خرچ کر رہے ہو۔

اِلَّا نِطَاقِيْ قَالَ فَشُقِّيْهِ بِاثْنَيْنِ فَارْبِطِيْ بِوَاحِدٍ السِّقَاءَ وَبِالْآخَرِ السُّفْرَةَ فَفَعَلْتُ

انھوں نے فرمایا اسے پھاڑ کر دو ٹکڑے کر لے۔ ایک سے مشک باندھ اور دوسرے سے توشہ دان۔

فَلِذٰلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ ـہ

میں نے ویسا ہی کیا۔ اسی لیے میرا نام ذات النطاقین پڑ گیا۔

حدیث ۱۶۱۴

اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں

قَالَ كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُوْمَ الْاَضَاحِيِّ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ ـعہ

ہم لوگ قربانی کا گوشت مدینے تک لے جاتے تھے۔

تشریحات ۱۶۱۲ یہ واقعہ ہجرت کا ایک حصہ ہے جب یہ طے ہو گیا کہ آج رات میں ہجرت کرنی ہے اور یہ بھی طے ہو گیا کہ تین دن تک غار ثور میں قیام کرنا ہے اس وقت حضرت اسماء نے ایک چمڑے کے تھیلے میں بکری بھون کر رکھ دی۔ اس کو باندھنے کے لیے اپنا کمربند پھاڑا تھا۔

نطاق۔ عرب کی عورتیں پیٹ کے اوپر کمر پر ایک کپڑا باندھ لیتی تھیں اسی کو نطاق کہا جاتا ہے۔ ذات النطاقین۔ اصل میں لازمہ تھا۔ کام کاج کرنے والی عورتوں کو کہا جاتا تھا۔ اسی لیے شامی حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طعن کے طور پر ابن ذات النطاقین کہا کرتے تھے۔ یہ ان کی شرارت تھی۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک معزز خاتون تھیں۔ ان کے والد حضرت صدیق اکبر تھے اور شوہر حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ شب ہجرت اس خدمت کے صلے میں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذات النطاقین نام رکھا تھا۔ یہ حقیقت میں ان کے لیے بہت بڑا شرف تھا جس پر وہ فخر کیا کرتی تھیں۔ حقیقت میں ان کا فخر بجا بھی تھا۔

تشریحات ۱۶۱۴ یہاں لحوم الاضاحی ہے اور کتاب الاطعمہ میں لحوم الہدی ہے۔ دونوں میں منافات نہیں۔ ہدی بھی قربانی ہی ہے۔ ابتداءً جب عسرت تھی۔ تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ جب فارغ البالی آئی تو اجازت ہو گئی۔

تشریحات ۱۶۱۸ یہ ایک لمبی حدیث کا ابتدائی حصہ ہے غزوہ بدر سے پہلے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ـہ مناقب الانصار۔ باب ہجرۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص۵۵۵۔ عـہ ثانی اطعمہ باب ما یؤکل من لحوم الاضاحی ص۸۳۵
اطعمہ باب ما کان السلف ـــــ یدخرون فی بیوتھم ص۸۱۶ مسلم اضاحی۔ نسائی حج۔

بَابُ الرِّدْفِ عَلَى الْحِمَارِ ۳۱۹ گدھے پر کسی کو اپنے پیچھے بٹھانا۔

حدیث ۱۶۱۸

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى إِكَافٍ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ وَأَرْدَفَ

تعالیٰ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار ہوئے جس کے پالان پر چادر پڑی ہوئی تھی اور اسامہ

أُسَامَةَ وَرَاءَهُ ـه

کو اپنے پیچھے بٹھایا۔

حدیث ۱۶۱۹

أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ عَلَى رَاحِلَتِهِ مُرْدِفًا

علیہ وسلم اپنی سواری پر اسامہ بن زید کو پیچھے بٹھائے مکہ کے بالائی حصے سے کعبہ کی طرف آئے

أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَمَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الْحَجَبَةِ حَتَّى

اور حضور کے ساتھ بلال تھے اور کلید برداران میں سے عثمان بن طلحہ تھے۔ مسجد میں آکر اونٹ کو

أَنَاخَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْتِيَ بِمِفْتَاحِ الْبَيْتِ فَفَتَحَ وَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى

بٹھایا اور عثمان بن طلحہ کو حکم دیا کہ بیت اللہ کی چابی لائیں انھوں نے چابی لاکر کعبہ کا دروازہ

اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ أُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ فَمَكَثَ فِيهَا نَهَارًا طَوِيلًا

کھولا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے اور حضور کے ساتھ اسامہ بلال اور عثمان تھے۔

بیمار پڑے۔ ان کی عیادت کے لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے تھے۔ اس وقت حضرت اسامہ کو اپنے پیچھے بٹھایا تھا۔ پوری حدیث کتاب التفسیر میں آئے گی۔

تشریحات ۱۶۱۹

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کعبہ میں نماز پڑھی تھی یا نہیں پڑھی تھی تو کے رکعت

سه ثانی لباس باب ارتداف علی الدابۃ ص۸۸۲۔ مسلم مغازی۔ نسائی طب

ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَبَقَ النَّاسُ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَوَجَدَ بِلَالًا

کعبہ کے اندر دیر تک رہے۔ پھر باہر تشریف لائے اب لوگ لپکے۔ سب سے پہلے عبداللہ بن عمر اندر داخل

وَرَاءَ الْبَابِ قَائِمًا فَسَأَلَهٗ اَيْنَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ لَهٗ

ہوئے۔ بلال کو دروازہ کے پیچھے کھڑا پایا۔ ان سے پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی۔

اِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَنَسِيْتُ اَنْ اَسْأَلَهٗ كَمْ صَلّٰى مِنْ سَجْدَةٍ [عہ]

انھوں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں حضور نے نماز پڑھی تھی۔ عبداللہ نے کہا میں پوچھنا بھول گیا کہ کے رکعت پڑھی۔

بَابُ مَنْ اَخَذَ بِالرِّكَابِ وَنَحْوِهٖ ص۴۱۹ جس نے رکاب وغیرہ پکڑا

حدیث ۱۶۲۰ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ سُلَامٰى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ

انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ ہے۔ جس دن بھی سورج نکلے گا جس میں لوگوں کے درمیان کوئی انصاف

كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ اثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَيُعِيْنُ الرَّجُلَ

صدقہ ہے۔ جانور پر سوار ہوتے وقت کسی کی مدد کرے اور اس پر سوار کرا دے یا سامان

عَلٰى دَابَّتِهٖ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا اَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ

اٹھا کر اسے دیدے صدقہ ہے۔ اچھی بات صدقہ ہے نماز کی طرف چلتے وقت ہر قدم صدقہ

صَدَقَةٌ وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا اِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ وَيُمِيْطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ

ہے۔ راستے سے تکلیف دور کرے صدقہ ہے۔

پڑھی تھی اور کہاں پڑھی تھی۔ ان سب پر تفصیلی گفتگو تیسری جلد میں ہو چکی ہے۔

تشریحات ۱۶۲۰ سُلامٰی۔ فتح الباری میں ہے۔ یہ واحد جمع دونوں کے لئے آتا ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ

[عہ] ثانی مغازی باب دخول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اعلیٰ مکۃ۔ ص۶۱۴

بَابُ کَرَاهِیَةِ السَّفَرِ بِالْمَصَاحِفِ اِلٰی اَرْضِ الْعَدُوِّ ص ۴۱۹

مصاحف لے کر دشمن کی زمین میں سفر کرنا مکروہ ہے۔

ت ۵۶۶

وَکَذٰلِکَ یُرْوٰی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ

دشمن کی زمین میں مصحف لے کر جانے کی ممانعت نبی صلی اللہ

عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَابَعَهٗ ابْنُ اِسْحٰقَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ

تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ اس کی متابع روایت ابن اسحٰق

ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

سے بھی ہے۔

ت ۵۶۷

وَقَدْ سَافَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ فِیْ اَرْضِ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کے صحابہ دشمن کی زمین میں گئے اور وہ لوگ

الْعَدُوِّ وَهُمْ یُعَلِّمُوْنَ الْقُرْاٰنَ

قرآن سکھاتے تھے۔

حدیث ۱۶۲۱

عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

یہ واحد ہے۔ اس کی جمع سُلامیات۔ اسکے معنی جوڑ کے ہیں۔ اور کبھی صرف ہڈیوں کے جوڑ کو کہا جاتا ہے۔ انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اس پر مفصل کلام گذر چکا۔

تشریحات ۵۶۶

پہلی تعلیق کو امام اسحٰق بن راہویہ نے اپنی مسند میں ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دشمن کی زمین میں قرآن لے کر سفر کرنے کو ناپسند فرمایا۔ اس اندیشے کی وجہ سے کہ کہیں دشمن کے ہاتھ نہ پڑ جائے۔ امام بخاری نے متابعت اس بنا پر ذکر فرمایا کہ ان کے نزدیک مخافة ان ینالہ العدو۔ کا مرفوع ہونا صحیح نہیں جیسا کہ ابن اسحٰق کی روایت میں نہیں ہے۔ صحیح یہ ہے کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جیسا کہ دوسروں کی روایت میں ہے۔

تشریحات ۱۶۲۱

تعلیق میں جو یہ مذکور ہے کہ وہ قرآن لوگوں کو سکھاتے تھے اس سے امام بخاری نے استدلال فرمایا کہ ان کے پاس قرآن مجید کے کچھ صحیفے رہتے تھے یا بوقت تعلیم کچھ لوگوں کو لکھاتے تھے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَهٰی اَنْ یُّسَافَرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلٰی اَرْضِ الْعَدُوِّ۔

علیہ وسلم نے دشمن کی زمین میں قرآن لے کر سفر کرنے سے منع فرمایا۔

بَابُ التَّکْبِیْرِ عِنْدَ الْحَرْبِ ص ۴۲۰ لڑائی کے وقت تکبیر کہنا۔

حدیث ۱۶۲۲

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ صَبَّحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح کے وقت
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْبَرَ وَقَدْ خَرَجُوْا بِالْمَسَاحِیْ عَلٰی اَعْنَاقِهِمْ فَلَمَّا رَاَوْهُ قَالُوْا
خیبر پہنچے اور خیبر والے اپنی گردنوں پر پھاوڑے لئے ہوئے نکل چکے تھے جب انھوں
هٰذَا مُحَمَّدٌ وَالْخَمِیْسُ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِیْسُ فَلَجَاُوْا اِلَی الْحِصْنِ فَرَفَعَ النَّبِیُّ
نے حضور کو دیکھا تو کہا یہ محمد لشکر کے ساتھ ہیں محمد لشکر کے ساتھ ہیں انھوں نے قلعہ میں پناہ لی
صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَیْہِ وَقَالَ اللّٰہُ اَکْبَرُ خَرِبَتْ خَیْبَرُ اِنَّا اِذَا
تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور کہا اللہ اکبر خیبر تباہ ہوا اور ہم جب
نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ وَاَصَبْنَا حُمُرًا فَطَبَخْنَاهَا
کسی قوم کے صحن میں اترتے ہیں تو جن کافروں کو ڈرایا گیا ان کی صبح بری ہو جاتی ہے۔ اور ہمکو بہت سے
فَنَادٰی مُنَادِی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَهٗ یَنْهَیَانِکُمْ
گدھے ملے جن کو ہم نے پکایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے پکارا کہ بیشک اللہ اور اسکے رسول تمکو

اگر لشکر چھوٹا ہو اور اس کا اندیشہ ہو کہ کہیں مغلوب نہ ہو جائے تو قرآن مجید لیکر سفر کرنا ممنوع ہے لیکن اگر بھاری لشکر ہو اور شکست کا اندیشہ نہ ہو تو ممنوع نہیں۔

تشریحات ۱۶۲۲

مغازی میں یہ زائد ہے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے تھا اور میں پڑھ رہا تھا لاحول ولاقوۃ الا باللہ حضور نے سن لیا تو فرمایا اے عبد اللہ بن قیس! میں نے عرض کیا حاضر ہوں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا کیا میں تجھے ایسا نہ بتادوں جو جنت کے خزانوں میں سے ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ پر میرے

عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ فَاُكْفِئَتِ الْقُدُوْرُ بِمَا فِيْهَا سه

گدھوں کے گوشت سے منع فرماتے ہیں تو ہانڈیاں اور ہانڈیوں میں جو کچھ تھا انڈیل دیا گیا۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي التَّكْبِيْرِ ص۴۲۰ تکبیر میں آواز بلند کرنا مکروہ ہے۔

حدیث ۱۶۲۳

عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ

قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنَّا اِذَا اَشْرَفْنَا عَلٰى وَادٍ

علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب ہم کسی وادی کے کنارے پہنچتے تو تکبیر و تہلیل پڑھتے ہماری آوازیں

هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بلند ہو جاتیں تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اپنے اوپر نرمی

يَا اَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا

کرو تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے وہ تمہارے ساتھ ہے

اِنَّهُ مَعَكُمْ اِنَّهُ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ سه

وہ سننے والا قریب ہے۔

ماں باپ قربان ضرور بتائیے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اور اسی کے ہم معنی دوسرے ابواب میں بھی ہے بلند آواز سے تکبیر کہنا کبھی مصلحت کے خلاف ہوتا ہے مثلاً اس سے دشمن کو خبر ہو جاتی ہے اور وہ چوکنا ہو جاتا ہے اسلئے منع فرمایا یا یہ قصہ غزوۂ خیبر میں جاتے وقت پیش آیا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت خفیہ

سه علامات النبوۃ : باب قول اللہ عز وجل یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم ص۵۱۴ ثانی: مغازی باب غزوۂ خیبر ص۶۰۳ نسائی صید۔ ابن ماجہ: ذبائح۔ سه ثانی مغازی باب غزوۂ خیبر ص۶۰۵۔ ثانی: دعوات باب الدعاء اذا علا عقبۃ ص۹۴۴۔ باب قول لاحول ولا قوۃ الا باللہ ص۹۴۳۔ القدر: باب لاحول ولا قوۃ الا باللہ ص۹۷۹ التوحید: باب قولہ وکان اللہ سمیعا بصیرا ص۱۰۹۹۔ مسلم: دعوات۔ ابوداؤد: دعوات ترمذی: دعوات۔ نسائی: نعوت۔ ابن ماجہ: باب التسبیح۔

بَابُ التَّسْبِیْحِ اِذَا ھَبَطَ وَادِیًا ص۴۲۰ نشیب میں اترتے وقت تسبیح پڑھنا

حدیث ۱۶۲۴

عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا جب ہم بلندی پر چڑھتے تو

قَالَ کُنَّا اِذَا صَعِدْنَا کَبَّرْنَا وَاِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا ؎

تکبیر کہتے اور اترتے تو تسبیح پڑھتے۔

بَابُ یُکْتَبُ لِلْمُسَافِرِ مِثْلُ مَا کَانَ یَعْمَلُ فِی الْاِقَامَۃِ ص۴۲۰

مسافر اقامت میں جتنا عمل کرتا تھا مسافرت کی حالت میں اس کیلئے اتنا ثواب لکھا جاتا ہے

حدیث ۱۶۲۵

حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ اَبُوْ اِسْمَاعِیْلَ السَّکْسَکِیُّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا بُرْدَۃَ

ابو بردہ اور یزید بن ابی کبشہ ایک سفر میں ساتھ ہوئے۔ یزید سفر میں

وَاصْطَحَبَ ھُوَ وَیَزِیْدُ بْنُ اَبِیْ کَبْشَۃَ فِیْ سَفَرٍ فَکَانَ یَزِیْدُ یَصُوْمُ فِی السَّفَرِ

روزہ رکھتے تھے تو ان سے ابو بردہ نے کہا میں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے

فَقَالَ لَہٗ اَبُوْ بُرْدَۃَ سَمِعْتُ اَبَا مُوْسٰی مِرَارًا یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

ہوئے بارہا سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی بندہ بیمار ہو

خیبر پر چڑھائی کی تھی گزر چکا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی آبادی میں پہنچ گئے تو انھیں معلوم ہوا ورنہ وہ ایسے غافل تھے کہ اپنے کام کاج کے لئے باہر نکل چکے تھے لیکن اگر بلند آواز سے تکبیر کہنا مصلحت کے خلاف نہ ہو تو خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے ابھی حدیث گزری کہ خود حضور نے تکبیر پڑھی تھی، تکبیر سے جوش وخروش بڑھتا ہے اور دشمن پر رعب پڑتا ہے۔ اس نیت سے تکبیر پڑھنا مستحسن ہوگا۔

تشریحات ۱۶۲۵

ابو بردہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں ان کا عامر یا حارث نام تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے ابو بردہ ہی ان کا نام ہے ۔ یزید بن ابی کبشہ یہ شامی تھے سلیمان

؎ باب التکبیر اذا علا شرفا ص۴۲۰، نسائی باب الیوم واللیل

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهٗ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيمًا

یا سفر کرے تو اس کے نامۂ اعمال میں اتنا ثواب لکھا جاتا ہے جتنا وہ مقیم اور تندرست ہونے کی حالت میں کرتا تھا۔

صَحِيحًا عه

بَابُ السَّيْرِ وَحْدَهٗ ص ۴۲۰ تنہا سفر کرنا

حدیث ۱۶۲۶

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ فرمایا اگر

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُ مَا سَارَ رَاكِبٌ

لوگ جانتے کہ اکیلے (سفر کرنے) میں کیا ہے جو میں جانتا ہوں تو رات میں کوئی سوار اکیلا سفر نہیں کرتا۔

بِلَيْلٍ وَحْدَهٗ

بَابُ الْجِهَادِ بِإِذْنِ الْأَبَوَيْنِ ص ۴۲۱ والدین کی اجازت سے جہاد

حدیث ۱۶۲۷

سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ وَكَانَ لَا يُتَّهَمُ فِي حَدِيْثِهٖ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے کہ ایک صاحب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَقُوْلُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جہاد میں جانے کی اجازت طلب کی۔ فرمایا کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں

فَاسْتَأْذَنَهٗ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ أَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ سه

اس نے عرض کیا جی فرمایا تو انھیں دونوں کے حقوق کی ادائیگی میں جہاد کر۔

تشریحات ۱۶۲۷ ابو العباس شاعر ان کا نام سائب بن فروخ تھا یہ مکی تھے اور نابینا تھے ان کے ساتھ امام بخاری

بن عبد الملک کی طرف سے ہندوستان کے خراج وصول کرنے پر مقرر تھے اسی کی حکومت میں فوت ہوئے۔

سه ابوداؤد جنائز۔ عسه کتاب الادب باب لا یجاہد الا باذن الابوین ص ۸۸۳

مسلم ادب، ابوداؤد، ترمذی، نسائی جہاد۔

بَابُ مَا قِيْلَ فِي الْجَرَسِ وَنَحْوِهٖ فِي أَعْنَاقِ الْإِبِلِ ص ۴۲۱

اونٹ کی گردن میں گھنٹی وغیرہ باندھنے کے بارے میں کیا کہا گیا ہے۔

حدیث ۱۶۲۸

عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ أَنَّ أَبَا بَشِيْرٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

ابو بشیر انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک

أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهٖ

سفر میں تھے عبد اللہ نے کہا میرا گمان یہ ہے کہ انھوں نے یہ کہا اور لوگ اپنی خواب گاہوں میں تھے کہ

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ حَسِبْتُ أَنَّهٗ قَالَ وَالنَّاسُ فِي مَبِيْتِهِمْ فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قاصد بھیجا کہ کسی اونٹ کی گردن میں تانت یا کسی چیز کا

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا أَنْ لَا يَبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيْرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ أَوْ

قلادہ باقی نہ رکھا جائے۔

قِلَادَةٌ إِلَّا قُطِعَتْ ۱

نے جو یہ فرمایا کہ اپنی حدیث میں متہم نہیں یہ اس بنا پر فرمایا کہ شاعر عموماً لاابالی غیر ثقہ ہوتے ہیں ان کے شاعر ہونے سے کسی کو شبہ ہو سکتا تھا کہ ان کی روایت مقبول نہیں اسی کے ازالے کیلئے فرمایا۔

والدین اگر حیات ہوں تو ان کی بلا اجازت جہاد میں جانا ممنوع ہے یہ حکم عام حالات میں ہے لیکن اگر دشمن ہجوم کر آئیں اور حاکم اسلام نفیر عام کا اعلان کر دے تو والدین اجازت دیں یا نہ دیں جہاد میں جانا واجب ہے۔

تشریحات ۱۶۲۸ بخاری کی اس روایت میں گھنٹی کا ذکر نہیں لیکن ان کی عادت معلوم ہے کہ وہ باب کے تحت کسی حدیث کا ایک ٹکڑا ذکر کرتے ہیں جسے باب سے مناسبت نہیں ہوتی مگر اسی حدیث کے دوسرے طرق میں باب کے مناسب کلمات ہوتے ہیں چنانچہ دار قطنی وغیرہ کی روایت میں یہ ہے وَلَا جَرَسٌ فِي عُنُقِ بَعِيْرٍ إِلَّا قُطِعَ خطابی نے مطابقت کی تقریر یوں کی ہے کہ گھنٹی تانت یا رسی وغیرہ میں لٹکا کر باندھی جاتی ہے جب تانت کے قلادہ اور بظاہر قلادہ کے کاٹنے کا حکم دیا تو گھنٹی جس چیز میں باندھی گئی ہو

---

۱ مسلم لباس، ابو داؤد جہاد، نسائی سیر۔

بَابُ الْجَاسُوْسِ التَّجَسُّسِ التَّبَحُّثُ وَقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ

جاسوس کا بیان۔ تجسس کے معنی تفتیش ہے۔ اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے

عَدُوَّکُمْ اَوْلِیَاءَ (اَلْمُمْتَحِنَۃُ) ص۲۲

یے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

حدیث ۱۶۲۹

اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ

عبیداللہ بن ابو رافع نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا

تَعَالٰی عَنْہُ یَقُوْلُ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا وَالزُّبَیْرَ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور زبیر اور مقداد بن اسود کو بھیجا فرمایا چلتے رہو

وَالْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ قَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰی تَاْتُوْا رَوْضَۃَ خَاخٍ فَاِنَّ بِہَا

یہاں تک کہ روضہ خاخ تک پہنچو وہاں ایک ہودج نشین عورت ہوگی اس کے پاس ایک

ظَعِیْنَۃً وَمَعَہَا کِتَابٌ فَخُذُوْہُ مِنْہَا فَانْطَلَقْنَا تَعَادٰی بِنَا خَیْلُنَا حَتّٰی اَتَیْنَا

خط ہے یہ خط اس سے لو ہم چلے ہمارے گھوڑے ہمیں دوڑاتے رہے یہاں تک کہ روضہ تک

اِلَی الرَّوْضَۃِ فَاِذَا نَحْنُ بِالظَّعِیْنَۃِ فَقُلْنَا اَخْرِجِیْ الْکِتَابَ فَقَالَتْ مَا مَعِیَ

پہنچے وہاں ہمیں ایک ہودج نشین عورت ملی ہم نے اس سے کہا خط نکالو اس نے کہا میرے پاس

WWW.NAFSEISLAM.COM

اس کا کاٹنا بھی ثابت۔ گھنٹی باندھنے سے ممانعت اس بنا پر ہے کہ فرمایا فرشتے ان لوگوں کے ساتھ نہیں رہتے جن میں گھنٹی ہو علاوہ ازیں مسلم میں ہے کہ فرمایا الجرس مزمار الشیطان۔ گھنٹی شیطان کا باجہ ہے۔

مطلقاً ہر قلادے کے کاٹنے کا حکم اس بنا پر دیا کہ اہل عرب جانوروں کے گلوں میں قلادے وغیرہ اس نیت سے باندھتے تھے کہ اس پر نظر یا آسیب کا خلل نہ ہو کبھی کبھی اس میں ایسے تعویز بھی باندھتے تھے جس میں غیر شرعیہ کلمات لکھے ہوتے تو وہ کٹوائے ایسے تعویز جس میں قرآن مجید کی آیات یا احادیث کی دعائیں یا اللہ عزوجل کے اسماء لکھے ہوں ان کا باندھنا بلا کراہت درست ہے۔

حدیث میں صرف اونٹ کا ذکر ہے مگر یہ حکم اونٹ ہی کے ساتھ خاص نہیں ہر جانور کو عام ہے۔

تشریحات ۱۶۲۹

۱؎ روضۃ خاخ:۔ مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے جو ذوالحلیفہ

مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجَنَّ الْكِتَابَ اَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَاَخْرَجَتْهُ مِنْ

کوئی خط نہیں ہم نے کہا خط نکالو یا کپڑے اتارو ۔ اس نے خط کو اپنی چوٹی سے نکالا

عِقَاصِهَا فَاَتَيْنَا بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا فِيْهِ

ہم وہ خط لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ــــ یہ خط

مِنْ حَاطِبِ بْنِ اَبِيْ بَلْتَعَةَ اِلٰى اُنَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ

حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مکے کے کچھ مشرکین کے نام تھا وہ مشرکین کو رسول اللہ صلی اللہ

بِبَعْضِ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

علیہ وسلم کی بعض باتوں کی خبر دے رہے تھے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ

اے حاطب یہ کیا ہے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ پر جلدی نہ فرمائیں میں قریش میں سے

اِنِّيْ كُنْتُ امْرَءًا مُلْصَقًا فِيْ قُرَيْشٍ وَلَمْ اَكُنْ مِنْ اَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ مَعَكَ

نہیں ہوں ان میں آ کر رہنے لگا ہوں ۔ حضور کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کی

کے قریب مدینہ طیبہ سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔

ظعینہ ہودج نشین عورت۔ ظعینہ کے اصل معنی ہودج کے ہیں بطور استعارہ ہودج نشین عورت کو کہا جاتا ہے۔ اس عورت کا نام سارہ یا ام سارہ تھا۔ کسی قریشی کی آزاد کردہ لونڈی تھی ایک موقع پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تھی حضور نے اس سے پوچھا کیسے آئی ہے تو اس نے کہا ضرورت سے آئی ہوں فرمایا کہ مکے کے جوان کہاں ہیں اس نے عرض کیا واقعہ بدر کے بعد کسی کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے کپڑے دیئے اور بھی بہت کچھ دیا۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے اس سے ملاقات کی اور دس دینار اجرت دی کہ میرا یہ خط لے جا کر فلاں کو پہنچا دینا اور یہ تاکید کر دی کہ کسی کو معلوم نہ ہو۔ صحیح یہ ہے کہ یہ مسلمان نہیں تھی جیسا کہ مغازی میں بخاری ہی میں ہے کہ فرمایا فان بہا امرأۃ من المشرکین وہاں ایک مشرکہ عورت ہو گی یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجو گایا کرتی تھی اسی جرم میں فتح مکہ کے موقع پر پکڑی گئی اور قتل کی گئی۔

مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ بِمَكَّةَ يَحْمُوْنَ بِهَا أَهْلِيْهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَأَحْبَبْتُ

کہ میں رشتہ داریاں ہیں جس کی وجہ سے وہ ان کے اہل وعیال اور اموال کی حفاظت کرتے

إِذْ فَاتَنِيْ ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُوْنَ بِهَا

ہیں میں نے یہ چاہا کہ جب قریش سے میرا کوئی نسبی تعلق نہیں تو میں ان پر ایک احسان

قَرَابَتِيْ وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ

کروں جس کی وجہ سے وہ لوگ میرے رشتہ داروں کی حمایت کریں میں نے کفر یا ارتداد یا

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَدَقَكُمْ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اسلام کے بعد کفر پر رضا مندی کی وجہ سے ایسا نہیں کیا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ

دَعْنِيْ أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ قَالَ إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ

وسلم نے فرمایا حاطب نے تم سے سچی بات کہی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ مجھے

اللّٰهَ أَنْ يَكُوْنَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ

اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اڑادوں حضور نے ارشاد فرمایا یہ بدر میں شریک ہوچکا ہے اور تمہیں

لَكُمْ فَقَالَ سُفْيَانُ وَأَيُّ إِسْنَادٍ هٰذَا اھ

کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر کے بارے میں یہ فرمادیا ہے اب تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخشدیا۔ سفیان نے کہا

کہ اس حدیث کی سند کیا ہی عمدہ ہے۔

من عقاصها اور دو روایتوں میں ہے مِنْ حُجْزَتِهَا۔ یعنی ازار بند باندھنے کی جگہ سے۔ دونوں روایتوں میں تطبیق کی یہ صورت ہے کہ ہوسکتا ہے اسکے بال بہت لمبے رہے ہوں اس نے خط کو بالوں کے جوڑے میں رکھ کر ازار بند کی جگہ گھسیڑ لیا ہو۔

---

۱ باب اذا اضطر الرجل الی النظر فی شعور اهل الذمة ص۴۳۳ ثانی مغازی۔ باب فضل من شهد بدرا ص۵۶۵ باب غزوة الفتح ص۶۱۲ تفسیر سورة ممتحنة باب لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء ص۷۲۶ الاستیذان باب من نظر فی کتاب من یحذر ص۹۲۵ استتابة المرتدین باب ما جاء فی المتاولین ص۱۰۲۵ ـ ابوداؤد جهاد ترمذی تفسیر۔ نسائی تفسیر۔

بَابُ الْاُسَارٰی فِی السَّلَاسِلِ ص ۴۲۲ قیدی زنجیروں میں

حدیث ۱۶۲۰ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِیَادٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَجِبَ اللّٰهُ مِنْ قَوْمٍ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فِی السَّلَاسِلِ ؎

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا اللہ تعالیٰ اس قوم پر تعجب فرماتا ہے جو زنجیروں میں بندھے ہوئے جنت میں داخل ہوتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ فتح کرنے کیلئے بہت خفیہ طریقہ سے ساز و سامان مہیا کرنا شروع فرمایا تھا سوائے مخصوص معتمد صحابہ کرام کے کسی کو معلوم نہیں تھا حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ سابقین اولین میں سے ہیں اور شرکائے بدر میں سے اسلئے انھیں معلوم ہو گیا تھا انھیں یہ اندیشہ ہوا کہ مکہ پر حملے کے دوران مہاجرین کے جو اقربا مکہ میں ہیں انکو مکہ والے ضرور ستائیں گے جن لوگوں کے حامی وہاں ہیں وہ لوگ ان کے رشتہ داروں کو بچائیں گے یہ چونکہ اصل میں یمن کے باشندے تھے مکہ معظمہ آ کر رہنے لگے تھے ان کا کوئی رشتہ دار مکہ معظمہ میں ایسا نہیں تھا جو ان کے لوگوں کی حفاظت کرتا۔ اسلئے انھوں نے یہ خط بھیجا تھا جیسا کہ خود انھوں نے بیان فرمایا۔ لیکن چونکہ انکی یہ حرکت بہت خطرناک تھی اور بظاہر کسی مومن مخلص سے اس کی امید نہیں تھی اسلئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ فرمایا مگر چونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کے دلوں کی باتوں کو بھی جانتے تھے اسلئے انکا عذر قبول فرما لیا۔

لعل اللہ یہ ترجی کے لئے ہے ترجی میں یقین نہیں ہوتا شارحین نے فرمایا یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعتبار سے ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے جیسا کہ خود علامہ عینی اور علامہ عسقلانی وغیرہ نے بھی لکھا ہے کہ اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ترجی تحقیق کے لئے ہوتی ہے اب اس کا معنی یہ ہوا بیشک اللہ تعالیٰ نے بدر والوں کے لئے یہ فرمایا ہے۔ دوسری روایت میں یہ زائد ہے یہ سن کر حضرت عمر رونے لگے۔ نیز استتابۃ المرتدین اور باب اذا اضطر الرجل الی النظر فی شعور اھل الذمۃ میں یہ ہے کہ ابو عبد الرحمن عثمانی تھے یعنی یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حامی تھے اور انھیں حضرت علی سے افضل جانتے تھے اور حبان بن عطیہ علوی تھے یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حامی اور انھیں حضرت عثمان سے افضل جانتے تھے۔ عبد الرحمن نے ابن عطیہ سے کہا میں جانتا ہوں کہ کس چیز نے تمہارے صاحب یعنی حضرت علی کو خونریزی پر جری کر دیا ہے انھوں نے یہ حدیث بیان کی ان کا مطلب یہ تھا کہ انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سن لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر سے

؎ ثانی تفسیر آل عمران باب قولہ کنتم خیر امۃ ص ۶۵۳ ابوداؤد جہاد۔ مسند امام احمد جلد دوم ص ۳۰۳، ۴۰۶

باب اهل الدار يُبيّتون فيصاب الولدان والذراري بياتا ليلا لنبيتنّه ليلا

کافروں پر شب خون مارتے وقت بچوں اور عورتوں کو قتل کرنا۔ بیاتا کے معنی رات کو جانا۔

بیّت لیلاً ص ۲۲۳

لنبیتنہ کے معنی بیّت لیلاً کے ہے۔

حدیث ۱۴۳۱

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْاَبْوَاءِ اَوْ بِوَدَّانَ وَسُئِلَ

صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابواء یا ودان میں پاس تشریف لائے اور حضور سے پوچھا گیا ان مشرکین کے بچوں اور عورتوں کے

گیا ہے کہ تم جو چاہو کرو ہم نے تمہیں بخش دیا ہے۔ اسلئے وہ نڈر ہو کر خونریزی کر رہے ہیں۔ کیونکہ یہ بھی جا رہے ہیں۔ لیکن یہ ابو عبدالرحمٰن کی خطا ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشاجرات میں حق پر تھے اور وہ خلافت علی منہاج النبوۃ کے احیاء کے لئے جنگ کر رہے تھے اور حضرت معاویہ وغیرہ خطا پر تھے ان کی باتوں سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ بزور شمشیر حکومت حاصل کرنا چاہتے تھے۔ لیکن چونکہ وہ صحابی ہیں اور سارے صحابہ کرام کے لئے اللہ نے فرمادیا ہے کُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی کہ اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمالیا ہے۔ اسلئے صحابہ کرام کے بارے میں ہمیں حسن ظن رکھنا واجب ہے اور ان کے افعال کو اچھے پر محمول کرنا واجب ہے۔

تشریحات کتاب التفسیر میں یہ حدیث گذری ہے۔ لوگوں کے لئے سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اس حال میں آتے ہیں کہ ان کی گردنوں میں زنجیریں ہوتی ہیں یہاں تک کہ اسلام میں داخل ہوجاتے ہیں اب حدیث زیر بحث کا مطلب یہ ہوا کہ زنجیروں میں جکڑا جانا ان کے جنت میں جانے کا سبب ہوا کہ زنجیروں میں باندھ کر وہ مسلمانوں کے پاس لائے گئے اس وقت کافر تھے پھر اسلام سے مشرف ہوئے جس کے بدولت جنت میں داخل ہوئے۔ اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کو کافروں نے گرفتار کیا زنجیروں میں باندھا اور اسی حال میں ان کا انتقال ہوگیا اور وہ جنت میں داخل ہوگئے۔

تشریحات ۱۴ ابواء یہ فرع کے مضافات میں سے ہے یہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ

لہ حدیبیہ (۱۰)

عَنْ اَهْلِ الدَّارِ يُبَيَّتُوْنَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَيُصَابُ مِنْ نِسَائِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ

بارے میں جو رات کو اپنے گھروں میں سوئے ہوئے ہوں اور قتل کر دیئے جائیں فرمایا یہ انھیں میں

قَالَ هُمْ مِنْهُمْ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ لَا حِمٰى اِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ۔

سے ہیں۔ اور میں نے حضور کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ چراگاہ صرف اللہ اور اسکے رسول کیلئے ہے۔

بَاب قَتْلِ الصِّبْيَانِ فِي الْحَرْبِ ص ۴۲۳

لڑائی میں بچوں کا قتل کرنا۔

حدیث ۱۶۳۲

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَخْبَرَهٗ اَنَّ امْرَاَةً وُجِدَتْ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض غزوات

فِيْ بَعْضِ مَغَازِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْتُوْلَةً فَاَنْكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

میں ایک عورت مقتول پائی گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں اور عورتوں کے قتل کو ناپسند فرمایا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلَ الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ [1]

کا انتقال ہوا تھا۔ یہ نشیبی مرطوب جگہ ہے اس عہد میں یہاں اکثر طاعون کی وبا پھیل جایا کرتی تھی۔ وَدّان یہ ابواء سے آٹھ میل کے فاصلہ پر جحفہ سے قریب ہے سوال کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان مشرکین کی بستیوں پر شب خون مارتے ہیں اس حالت میں کبھی بچے اور عورتیں بھی قتل ہو جاتے ہیں تو یہ جرم تو نہیں۔ کیونکہ عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے سے ممانعت ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس صورت میں کوئی گناہ نہیں دنیوی احکام میں بچے اپنے مشرک ماں باپ کے تابع ہیں تو یہ بھی مشرک ہوئے اور عورتیں مشرکہ ہی ہیں۔ تو جب انھیں میں سے ہیں تو ان کے قتل میں کیا حرج۔

تشریحات ۱۶۳۲

اس کے بعد والے باب میں اخیر میں ہے فَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔

---

[1] مسلم مغازی۔ ابوداؤد جہاد۔

بَابٌ لَا يُعَذَّبُ بِعَذَابِ اللّٰهِ ص۴۲۳ اللہ کے عذاب کے ساتھ عذاب نہ دیا جائے۔

حدیث ۱۶۳۲

عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ عَلِيًّا حَرَّقَ قَوْمًا فَبَلَغَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ
عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قوم کو جلا دیا اس کی خبر جب ابن عباس
اَنَا لَمْ اُحَرِّقْهُمْ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ
رضی اللہ عنہما کو پہونچی تو فرمایا اگر میں ہوتا تو انھیں جلاتا نہیں اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے
اللّٰهِ وَلَقَتَلْتُهُمْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ۔ مہ
عذاب کے ساتھ کسی کو سزا نہ دو اور میں انھیں قتل کرتا جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دین بدلے اسے قتل کر دو

باب ۴۲۱ حدیث ۱۶۳۳

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِىْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ
تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ
فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ ایک چیونٹی نے ایک نبی کو کاٹ لیا تو انھوں نے حکم دیا چیونٹی کے
قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ فَاَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَاُحْرِقَتْ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ
گھر کے بارے میں تو اسے جلا دیا گیا اللہ نے ان کی جانب وحی فرمائی کہ تم کو ایک چیونٹی نے کاٹا

تشریحات ۱۶۳۲

جن لوگوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جلایا تھا یہ کون تھے اس بارے میں استتابۃ المرتدین میں یہ ہے کہ یہ زندیق تھے۔ زندیق کی مختلف تفسیر کی گئی ہے۔ ایک یہ ہے کہ جس کا کوئی دین نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ لوگ ہیں جو اپنے کفر چھپائے ہوں۔ اور اسلام ظاہر کر رہے ہوں۔ کچھ لوگوں نے بتایا یہ سبائی رافضی تھے جو حضرت علی کو خدا کہتے تھے مرقات میں ہے کہ حضرت علی نے پہلے انھیں پکڑا اور ان سے توبہ کا مطالبہ کیا انھوں نے توبہ نہیں کی تو ایک گڑھا کھدوا کر آگ جلائی اور ان سبھوں کو اسمیں پھینکوا دیا۔

تشریحات ۱۶۳۳

یہ عتاب اس بنا پر تھا کہ انھیں ایک چیونٹی نے کاٹا تھا تو انھیں زیادہ سے زیادہ اس کو

مہ ثانی استتابۃ المرتدین باب حکم المرتد والمرتدۃ ص ۱۰۲۳ ابو داؤد حدود۔
ترمذی حدود۔ نسائی محاربۃ۔ ابن ماجہ حدود۔

اَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ اَحْرَقْتَ اُمَّةً مِنَ الْاُمَمِ تُسَبِّحُ اللّٰهَ [1]

تم نے امتوں میں سے ایسی امت کو جو اللہ کی تسبیح کرتی تھی جلا ڈالا۔

بَابُ حَرْقِ الدُّوْرِ وَالنَّخِيْلِ ص ۴۲۲ گھروں اور کھجور کے باغ کو جلانا

حدیث ۱۶۲۵

حَدَّثَنِیْ قَيْسُ بْنُ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ قَالَ جَرِيْرٌ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُرِيْحُنِیْ مِنْ ذِی الْخَلَصَةِ

فرمایا کیا تو مجھے ذوالخلصہ سے راحت نہیں پہنچائے گا اور یہ بنی خثعم میں ایک گھر تھا جس کو کعبہ یمانیہ

وَكَانَ بَيْتًا فِیْ خَثْعَمَ يُسَمَّی الْكَعْبَةَ الْيَمَانِيَةَ قَالَ فَانْطَلَقْتُ فِیْ خَمْسِيْنَ

کہتے تھے۔ تو میں احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ چلا اور یہ لوگ گھوڑے پر سوار تھے اور میں گھوڑے

وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ اَحْمَسَ وَكَانُوْا اَصْحَابَ خَيْلٍ قَالَ وَكُنْتُ لَا اَثْبُتُ

پر بیٹھ نہیں پاتا تھا تو حضور نے میرے سینے میں مارا یہاں تک کہ میں نے انگشتان مبارک

عَلَی الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِیْ صَدْرِیْ حَتّٰی رَاَيْتُ اَثَرَ اَصَابِعِهٖ فِیْ صَدْرِیْ وَقَالَ

کے نشان اپنے سینے میں دیکھا اور یہ دعا فرمائی اے اللہ! اس کو گھوڑے کی پیٹھ پر ثابت رکھ

سزا دینی چاہئے تھی جیسا کہ بدء الخلق کی روایت میں ہے فھلا نملۃ واحدۃ۔ کیوں نہیں تم نے ایک ہی چیونٹی کو جلایا۔ انھوں نے تمام چیونٹیوں کو جلایا اسلئے عتاب ہوا۔

تشریحات ۱۶۲۵ اس حدیث کی ابتدا میں دوسری روایتوں میں یہ زائد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے اپنے یہاں حاضری کے لئے کبھی نہیں روکا یعنی مجھے اجازت تھی کہ میں حاضری کی درخواست پیش کئے بغیر حاضر ہو جایا کرتا اور جب مجھے دیکھتے تو تبسم فرماتے۔

ذی الخلصہ لام اور صاد کے فتحہ کے ساتھ اور ایک قول یہ ہے کہ لام کے سکون کے ساتھ اور ایک قول یہ ہے کہ خاء کے ضمہ اور لام کے سکون کے ساتھ۔ یہ یمن میں ایک بتخانہ تھا جو دوس خثعم اور بجیلہ کا

---

[1] بدء الخلق: باب خمس فواسق ص ۴۶۶ مسلم: حیوان۔ ابوداؤد: ادب۔ نسائی: سیر۔ ابن ماجہ: سیر

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا ثُمَّ بَعَثَ إِلَى

اور اسکو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا۔ وہ وہاں گئے اسے توڑ دیا اور جلا دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ جَرِيْرٍ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ

تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آدمی بھیجا خبر دینے کے لئے تو حضرت جریر کے قاصد نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے

بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتّٰى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهٗ جَمَلٌ أَجْوَفُ أَوْ أَجْرَبُ قَالَ فَبَارَكَ

آپکو حق کے ساتھ بھیجا کہ میں حضور کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا ہوں کہ میں نے اسکو دیکھا کہ وہ کھوکھلے یا خارش زدہ

فِيْ خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ [1]

اونٹ کیطرح ہو گیا، حضور نے ان کیلئے دعا فرمائی اے اللہ! احمس کے سواروں اور پیدل والوں میں برکت عطا فرما، پانچ مرتبہ۔

مورد تھا جسکو لوگ کعبۂ یمانیہ کہتے تھے بعض روایتوں میں کعبۂ یمانیہ کیساتھ کعبۂ شامیہ بھی وارد ہے اس پر اشکال یہ ہے کہ کعبۂ شامیہ خانہ کعبہ کا نام ہے چونکہ یمن سے جانب شام ہے اسلئے یمنی اسے کعبۂ شامیہ کہتے تھے اسی بنا پر بعض شارحین نے فرمایا کہ جن روایتوں میں کعبۂ شامیہ آیا ہے وہ صحیح نہیں۔ لیکن علامہ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ ذی الخلصہ کے معبد کو بھی کعبۂ شامیہ کہتے تھے کیونکہ اسکا ایک دروازہ جانب شام تھا۔

امام حاکم نے اکلیل میں ذکر کیا ہے کہ حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بنی بدیلہ اور بنی قشیر کے سو افراد حاضر ہوئے جسمیں جریر بن عبد اللہ بھی تھے حضور نے ان سے بنی خثعم کا حال پوچھا تو انھوں نے کہا کہ انھوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر بن عبد اللہ کو ان سب پر امیر مقرر فرمایا اور تین سو انصار کرام کو ساتھ کیا اور حکم دیا کہ خثعم کے پاس جاؤ تین دن تک انھیں اسلام کی دعوت دو اگر وہ اسلام قبول کر لیں اور ذوالخلصہ بتخانہ کو ڈھا دیں تو بہتر ہے ورنہ ان سے جنگ کرو۔ یہاں یہ ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے ذوالخلصہ کو ڈھا کر ایک آدمی کو بھیجا جو حضور کو اطلاع کر دے اور دوسری روایتوں میں ہے کہ انھوں نے خود حاضر ہو کر اطلاع دی۔ ہو سکتا ہے کہ پہلے قاصد کو بھیجا ہو پھر بعد میں خود بھی حاضر ہو کر یہ مژدہ سنایا ہو۔

اجوف واجوب۔ اجوف کے معنی کھوکھل اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے اندر جتنے بت تھے سبکو توڑ تاڑ کر باہر پھینک دیا گیا ہے صرف عمارت رہ گئی ہے۔ اجوب اس اونٹ کو کہتے ہیں جسے خارش ہو گئی ہو خارشی اونٹ پر یہ لوگ ایک کالا تیل ملا کرتے تھے جس سے پورا اونٹ کالا اور بدشکل معلوم ہوتا تھا مراد یہ ہے کہ ہم نے بتخانہ کو جلا دیا ہے جسکی جلی ہوئی کالی دیواریں ایسی ہو گئی ہیں جیسے خارشی اونٹ۔

---

[1] باب البشارة فی الفتوح: ص ۴۳۳ ـ مناقب: ذکر جریر بن عبد اللہ البجلی ص ۵۳۹ ثانی: مغازی: غزوة ذی الخلصة ص ۶۲۴ تین طریقے ـ الأدب: باب التبسم والضحک ص ۹۰۰ دعوات: باب قولہ تعالٰی وصل علیهم" ص ۹۳۸ ـ مسلم: فضائل ـ ابوداؤد: جہاد، نسائی: سیر مناقب ـ

بَابُ قَتْلِ النَّائِمِ الْمُشْرِكِ ص۴۲۴

سوئے ہوئے مشرک کو قتل کرنا

١٦٣٦ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ
حدیث حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو رافع یہودی کی جانب
بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أَبِيْ رَافِعٍ
انصار کرام کے کچھ لوگوں کو بھیجا اور ان پر عبد اللہ بن عتیک کو امیر بنایا۔ اور ابو رافع رسول اللہ صلی اللہ
الْيَهُوْدِيِّ رِجَالًا مِّنَ الْأَنْصَارِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَتِيْكٍ
تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دیتا تھا اور حضور کے مخالفین کی مدد کرتا تھا اور سرزمین حجاز میں اپنے ایک
وَكَانَ أَبُوْ رَافِعٍ يُؤْذِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قلعہ میں رہتا تھا جب وہ لوگ اس کے قریب پہونچے۔ تو سورج ڈوب چکا تھا۔ اور لوگ
وَيُعِيْنُ عَلَيْهِ وَكَانَ فِيْ حِصْنٍ لَّهٗ بِأَرْضِ الْحِجَازِ فَلَمَّا دَنَوْا مِنْهُ
اپنے مویشی لے کر آ چکے تھے۔ عبد اللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ تم لوگ اپنی
وَقَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَرَاحَ النَّاسُ بِسَرْحِهِمْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ
جگہ بیٹھو۔ اور میں جا رہا ہوں دربان سے کوئی حیلہ کروں گا۔ ہو سکتا ہے میں
لِأَصْحَابِهٖ اِجْلِسُوْا مَكَانَكُمْ فَإِنِّيْ مُنْطَلِقٌ وَّمُتَلَطِّفٌ لِلْبَوَّابِ لَعَلِّيْ
اندر پہونچ جاؤں۔ وہ آگے بڑھے یہاں تک کہ دروازہ کے قریب پہونچ گئے۔
أَنْ أَدْخُلَ فَأَقْبَلَ حَتّٰى دَنَا مِنَ الْبَابِ ثُمَّ تَقَنَّعَ بِثَوْبِهٖ كَأَنَّهٗ يَقْضِيْ
اور اپنے منہ کو کپڑے سے لپیٹ کر (بیٹھ گئے) گویا وہ رفع حاجت کر رہے ہیں۔
حَاجَةً وَقَدْ دَخَلَ النَّاسُ فَهَتَفَ بِهِ الْبَوَّابُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ إِنْ

اور سب لوگ اندر داخل ہو چکے تھے۔ دربان نے یہ آواز دی۔ اے اللہ
كُنْتَ تُرِيْدُ اَنْ تَدْخُلَ فَادْخُلْ فَاِنِّىْ اُرِيْدُ اَنْ اُغْلِقَ الْبَابَ فَدَخَلْتُ
کے بندے اگر تو اندر آنا چاہتا ہے تو آجا میں دروازہ بند کرنے جا رہا ہوں۔ یہ سن کر میں قلعہ کے
فَكَمَنْتُ فَلَمَّا دَخَلَ النَّاسُ اَغْلَقَ الْبَابَ ثُمَّ اَغْلَقَ الْاَغَالِيْقَ عَلٰى وَدٍّ قَالَ
اندر چلا گیا۔ اور چھپ گیا۔ جب سب لوگ اندر آ گئے تو دروازہ بند کر لیا پھر تالیاں ایک کھونٹی
فَقُمْتُ اِلَى الْاَقَالِيْدِ فَاَخَذْتُهَا فَفَتَحْتُ الْبَابَ وَكَانَ اَبُوْ رَافِعٍ يُسْمَرُ
پر لٹکا دیں۔ میں نے ان کنجیوں کو لے لیا اور دروازہ کھولا۔ ابورافع کے یہاں رات میں بات چیت
عِنْدَهٗ وَكَانَ فِىْ عَلَالِىَّ لَهٗ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْهُ اَهْلُ سَمَرِهٖ صَعِدْتُ اِلَيْهِ
کی جاتی تھی۔ اور وہ اپنے بالاخانے میں تھا جب بات چیت کرنے والے چلے گئے تو میں
وَجَعَلْتُ كُلَّمَا فَتَحْتُ بَابًا اَغْلَقْتُ عَلَىَّ مِنْ دَاخِلٍ قُلْتُ اِنَّ الْقَوْمَ لَوْ
اوپر چڑھا اور جو دروازہ کھولتا اسے اندر سے بند کر لیتا۔ تاکہ اگر لوگوں کو میرا علم ہو جائے تو
نَذِرُوْا بِىْ لَمْ يَخْلُصُوْا اِلَىَّ حَتّٰى اَقْتُلَهٗ فَانْتَهَيْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ فِىْ بَيْتٍ
بھی مجھ تک اس وقت تک نہ پہنچ پائیں جب تک میں اسے قتل نہ کر لوں۔ میں ابورافع تک پہنچا وہ اندھیرے
مُظْلِمٍ وَسْطَ عِيَالِهٖ لَا اَدْرِىْ اَيْنَ هُوَ مِنَ الْبَيْتِ قُلْتُ اَبَا رَافِعٍ قَالَ
گھر میں اپنے اہل و عیال کے بیچ میں سو رہا تھا نہ معلوم تھا کہ گھر میں وہ کہاں ہے۔ میں نے بلند آواز سے کہا۔
مَنْ هٰذَا فَاَهْوَيْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَاَضْرِبُهٗ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ وَاَنَا دَهِشٌ
ابورافع! اس نے کہا کون ہے؟ تو میں نے آواز کی طرف نشانہ درست کر کے اسے تلوار مارا اور میں گھبرایا
فَمَا اَغْنَيْتُ شَيْئًا وَصَاحَ فَخَرَجْتُ مِنَ الْبَيْتِ فَاَمْكُثُ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ دَخَلْتُ
ہوا تھا میں کچھ نہیں کر سکا۔ اور وہ چیخا میں گھر سے باہر نکل آیا۔ تھوڑی دیر رکا رہا پھر اس
اِلَيْهِ فَقُلْتُ مَا هٰذَا الصَّوْتُ يَا اَبَا رَافِعٍ فَقَالَ لِاُمِّكَ الْوَيْلُ اِنَّ رَجُلًا
کے پاس اندر گیا اور کہا یہ کیسی آواز ہے اے ابورافع۔ اس نے کہا تیری ماں کے لئے خرابی ہو۔
فِى الْبَيْتِ ضَرَبَنِىْ قَبْلُ بِالسَّيْفِ قَالَ فَاَضْرِبُهٗ ضَرْبَةً اَثْخَنَتْهُ وَلَمْ
کچھ دیر پہلے ایک شخص نے گھر کے اندر مجھ پر تلوار سے حملہ کیا ہے۔ عبداللہ نے کہا۔ اب میں نے اس کو پھر مارا
اَقْتُلْهُ ثُمَّ وَضَعْتُ ضَبِيْبَ السَّيْفِ فِىْ بَطْنِهٖ حَتّٰى اَخَذَ فِىْ ظَهْرِهٖ فَعَرَفْتُ

جس سے وہ زخمی ہو گیا۔ لیکن میں ابھی اس کو قتل نہیں کر سکا۔ پھر میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ میں رکھا۔

أَنِّيْ قَتَلْتُهُ فَجَعَلْتُ أَفْتَحُ الْأَبْوَابَ بَابًا بَابًا حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلٰى دَرَجَةٍ لَّهُ

یہاں تک کہ اس کی پیٹھ تک چلی گئی۔ اب میں نے سمجھا کہ میں نے اس کو قتل کر دیا ہے۔ اب میں ایک ایک

فَوَضَعْتُ رِجْلِيْ وَأَنَا أُرٰى أَنِّيْ قَدِ انْتَهَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَوَقَعْتُ فِيْ لَيْلَةٍ

دروازہ کھولتا جاتا یہاں تک کہ میں سیڑھی تک پہنچا۔ میں نے اپنا پاؤں رکھا۔ میں سمجھ رہا تھا کہ میں زمین

مُقْمِرَةٍ فَانْكَسَرَتْ سَاقِيْ فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ عَلَى

تک پہونچ گیا ہوں میں گر پڑا چاندنی رات تھی میری پنڈلی ٹوٹ گئی جس کو میں نے عمامہ سے باندھا پھر چلا

الْبَابِ فَقُلْتُ لَا أَخْرُجُ اللَّيْلَةَ حَتّٰى أَعْلَمَ أَقَتَلْتُهُ فَلَمَّا صَاحَ الدِّيْكُ

یہاں تک کہ دروازے پر آکر بیٹھ گیا اور اپنے جی میں کہا کہ آج رات اس وقت تک نہیں نکلوں گا جب تک یہ نہ

قَامَ النَّاعِيْ عَلَى السُّوْرِ فَقَالَ أَنْعِيْ أَبَا رَافِعٍ تَاجِرَ أَهْلِ الْحِجَازِ فَانْطَلَقْتُ إِلٰى

جان لوں کہ میں نے اس کو قتل کر دیا ہے جب مرغ بولا تو قلعہ کی دیوار پر ایک پکارنے والے نے پکارا۔ اہل حجاز کے تاجر کی

أَصْحَابِيْ فَقُلْتُ النَّجَاءَ فَقَدْ قَتَلَ اللّٰهُ أَبَا رَافِعٍ فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

موت کی خبر دیتا ہوں۔ میں اب اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور میں نے کہا نجات حاصل کرو اللہ نے ابو رافع کو قتل کر دیا۔ میں نبی

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ ابْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِيْ فَمَسَحَهَا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور قصہ بیان کیا۔ فرمایا۔ اپنا پاؤں پھیلا۔ میں نے پھیلایا حضور نے اس

فَكَأَنَّمَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ [عہ]

پر اپنا دست مبارک پھیرا تو پھر ایسا ہو گیا کہ گویا اس میں کبھی کوئی تکلیف نہیں تھی۔

۱۶۳۶

تشریحات

یہ ابو رافع یہود کا سردار اور عرب کے مالدار ترین لوگوں میں سے تھا۔ اس کا نام عبد اللہ یا سلام بن ابی الحقیق تھا۔ اس نے غزوہ خندق کے موقع پر مشرکین کی مدد کی تھی۔ بلکہ انھیں ابھارا بھی تھا۔ غطفان اسی کے اکسانے پر آئے تھے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجو بھی کیا کرتا تھا حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصار کرام کے کچھ جوانوں کو لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا اگر اجازت ہو تو اس موذی کو ختم کر دوں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمائی۔

ابن اسحٰق نے کہا جب اوس نے کعب بن اشرف کو قتل کر لیا تو خزرج کے افراد نے سلام بن ابی الحقیق کے قتل کی اجازت

[عہ] ثانی مغازی باب قتل ابی رافع ص ۵۷۷ تین طریقے سے۔ اول کتاب الجہاد ص ۴۲۳ دو طریقے سے

بانگی۔ اوس خزرج میں اتنا جذبۂ جاں نثاری تھا کہ اگر اوس کوئی نمایاں کام کرتے تو خزرج بھی اسی کے مثل کوئی نمایاں کام کرنے کی کوشش کرتے۔ حضرت عبداللہ بن عتیک کے ساتھ یہ حضرات بھی تھے۔ مسعود بن سنان، عبداللہ بن انیس، ابوقتادہ اور خزاعی بن اسود اور ایک روایت میں عبداللہ بن عتبہ کا بھی نام ہے۔ خود بخاری ہی میں مغازی میں ان کا نام مذکور ہے۔

کتاب الجہاد کی روایت میں ہے کہ میں جب قلعہ کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ وہ آگ لے ایک گدھے کو تلاش کر رہے ہیں جو غائب ہو گیا ہے۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں مجھے پہچان نہ لیں تو میں اپنے سر پر کپڑا لپیٹ کر بیٹھ گیا گویا قضائے حاجت کر رہا ہوں۔

اسی میں یہ بھی زائد ہے۔ کہ میں قلعہ کے اندر جا کر دروازہ کے پاس ایک گدھے کے طویلہ میں چھپ گیا۔ قتل کے موقع پر یہ بھی ہے کہ تلوار اس کے پیٹ میں رکھ کر میں اس پر جھک گیا یہاں تک کہ ہڈی کی آواز میں نے سنی پھر میں گھبرایا ہوا باہر آیا۔ سیڑھی پر چڑھنا چاہا۔ تو گر پڑا۔ اور میرے پاؤں کا جوڑ اکھڑ گیا میں نے اس کو باندھا۔ اخیر میں یہ بھی ہے۔ اس کی موت کے اعلان کے بعد میں ایسے چلا کہ گویا مجھے کوئی تکلیف نہیں تھی۔

تطبیق پہلی روایت میں ہے کہ میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ دوسری روایت میں ہے کہ جوڑ اکھڑ گیا۔ ان دونوں میں منافات نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ دونوں باتیں ہوئی ہوں۔ اخیر میں جو یہ فرمایا کہ جب میں ساتھیوں کی طرف چلا تو مجھے کوئی تکلیف نہیں تھی۔ حالانکہ پنڈلی ٹوٹی ہوئی تھی اور جوڑ اکھڑا ہوا تھا۔ اس کی تاویل یہ ہے کہ ابو رافع کے قتل کی خبر سن کر اپنے مشن کی کامیابی پر اتنی خوشی محسوس ہوئی کہ تکلیف کا احساس نہیں رہا۔

ابو رافع کا یہ قلعہ خیبر میں تھا جیسا کہ خود بخاری ہی میں ہے۔ مگر بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ یہ قلعہ حجاز میں تھا ہو سکتا ہے کہ یہ قلعہ خیبر اور حجاز کی سرحد پر رہا ہو۔ اس لئے کسی نے اسے خیبر میں بتایا اور کسی نے حجاز میں۔

یہ لوگ وہاں سے مدینہ آتے ہوئے دن میں کہیں چھپ جاتے اور رات میں چلتے۔ راستے میں حضرت عبداللہ کی تکلیف بہت بڑھ گئی تو ان کے ساتھی ان کو لاد کر لائے۔

ہم نے یہاں مغازی کی روایت کو ذکر کیا ہے۔ اس لئے کہ وہ زیادہ مفصل تھی۔

بابُ لَا تَمَنَّوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ۔ ص ۴۲۴ دشمن سے مڈبھیڑ کی آرزو نہ کرو۔

۵۶۸ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ
ت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا۔
فرمایا دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو اور جب مقابلہ ہو جائے تو صبر کرو

تشریحات ۵۶۸ اس تعلیق کو امام مسلم نے اور امام نسائی نے موصولاً روایت کیا ہے۔ یہ ممانعت اس وجہ سے ہے کہ اس

پس کچھ اسباب اور اپنی قوت پر اعتماد اور اترانے کا شائبہ ہے۔ مزید یہ کہ بلا پر صبر کرنا سب کا کام نہیں۔ ابھی حدیث گذری کہ زخم کی تکلیف کی تاب نہ لاکر ایک شخص نے خودکشی کرلی حضرت صدیق اکبر نے فرمایا۔ مجھے عافیت ملے اور میں شکر کروں یہ مجھے زیادہ پسند ہے کہ بلا میں مبتلا ہوں اور صبر کروں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادہ سے فرمایا۔ اے بیٹے کسی کو مقابلے کے لئے نہ بلاؤ۔ اور اگر تمہیں کوئی بلائے تو اس کا مقابلہ کرو۔ اس لئے کہ وہ باغی ہے۔ اور جس کے خلاف بغاوت کی جائے اس کے مدد کی اللہ نے ضمانت لی ہے۔

بَابُ الْحَرْبِ خُدْعَةٌ ص ۴۲۵ لڑائی خفیہ تدبیر کا نام ہے

حدیث ۳۷

عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں

اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلَكَ كِسْرٰی ثُمَّ لَا یَكُوْنُ كِسْرٰی بَعْدَهٗ وَقَیْصَرُ

کہ فرمایا کسریٰ ہلاک ہوگیا پھر اس کے بعد کسریٰ کبھی نہیں ہوگا اور قیصر ضرور ضرور ہلاک ہوگا۔ پھر اس

لَیَهْلِكَنَّ ثُمَّ لَا یَكُوْنُ قَیْصَرُ بَعْدَهٗ وَلَتَقْسِمَنَّ كُنُوْزَهُمَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَسَمّٰی

کے بعد قیصر نہیں ہوگا۔ تم لوگ ان دونوں کے خزانوں کو راہ خدا میں تقسیم کروگے اور حضور نے

الْحَرْبَ الْخُدْعَةَ۔ ع

لڑائی کا نام حیلہ رکھا ہے۔

تشریحات ۱۶۳۷ مسلم میں۔ قد مات کسریٰ فلا کسریٰ بعدہٗ۔ کسریٰ مرگیا اب اس کے بعد کسریٰ نہیں اور ترمذی میں ہے۔ اذا هلك كسرىٰ فلا كسرىٰ بعدہٗ۔ جب کسریٰ ہلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد کسریٰ نہیں ہوگا۔ ان دونوں روایتوں میں تعارض ہے۔ بخاری اور مسلم کی روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس ارشاد کے وقت کسریٰ ہلاک ہوچکا تھا مرچکا تھا اور ترمذی کی روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس ارشاد کے وقت تک ہلاک نہیں ہوا تھا۔ اس کی توجیہ میں حضرت علامہ بدرالدین عینی نے فرمایا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ دونوں ارشاد دو وقت میں فرمایا ہو۔ کسریٰ ابھی زندہ تھا تو یہ فرمایا۔ اذا هلك كسرىٰ۔ اور جب وہ ہلاک ہوگیا تو وہ فرمایا یعنی هلك كسرىٰ قد مات كسرىٰ۔

دوسرا اشکال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں خسرو پرویز ایران کا شہنشاہ تھا۔ اور اسی عہد مبارک میں مرا۔ اس کے بعد دو یا تین کسریٰ ہوئے اخیر میں یزدجرد ہوا جو حضرت عثمان غنی

ع جہاد باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احلت لی الغنائم ص ۴۴۲ باب علامة النبوة ص ۵۱۱ ثانی کتاب الایمان والنذور باب کیف ما کانت یمین النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۹۸۱۔ مسلم، ترمذی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں مارا گیا۔ جواب یہ ہے کہ خسرو پرویز کے بعد اگرچہ برائے نام ایران کے تخت پر دو یا تین بادشاہ بیٹھے مگر استحکام کسی کو نہ ہوا اور ان کے زوال کے آثار بالکل ظاہر تھے۔ اسی کو ہلاک سے تعبیر فرمایا۔

قیصر کے لئے اس حدیث میں مستقبل کا صیغہ استعمال فرمایا اس سے ملک شام سے قیصر کی سلطنت کا زوال مراد لیا جائے۔ تو یہ غیب کی خبر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں پوری ہوئی۔ اور اگر اس سے بالکلیہ زوال مراد لیا جائے تو یہ غیب کی خبر سلطان محمد فاتح کے عہد میں پوری ہوئی۔ انھوں نے قسطنطنیہ فتح کر کے قیصر کا نام و نشان مٹا دیا۔

الحرب خدعة اس سے مراد یہ ہے کہ بوقت ضرورت ایسی تدبیر کی جائے کہ دشمن غافل رہے اور اس کو دبوچ لیا جائے۔ لڑائی کے موقع پر اس قسم کی تدبیر پوری دنیا میں رائج و معمول ہے اور یہ عیب نہیں۔

۱۶۳۸ حدیث

عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ
حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَرْبُ خُدْعَةٌ
فرمایا کہ لڑائی حیلہ ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَازُعِ وَالْاِخْتِلَافِ فِي الْحَرْبِ وَعُقُوْبَةِ مَنْ عَصٰى إِمَامَهُ وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ يَعْنِي الْحَرْبَ ص ۴۲۶

لڑائی میں تنازع و اختلاف کا ناپسند ہونا اور جو اپنے امام کی نافرمانی کرے اس کی سزا اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپس میں نہ جھگڑو۔ ورنہ بزدل دکھاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی (قتادہ نے کہا ریح سے مراد جنگ ہے)

۱۶۳۹ حدیث

حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
عَنْهُمَا يُحَدِّثُ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ
روز احد عبد اللہ بن جبیر کو پیادوں پر امیر بنایا اور یہ پچاس افراد تھے۔ اور فرمایا۔ اگر تم
أُحُدٍ وَكَانُوْا خَمْسِيْنَ رَجُلًا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ إِنْ رَأَيْتُمُوْنَا تَخْطَفُنَا
دیکھو کہ ہمیں چڑیاں اٹھائے جا رہی ہیں۔ تو بھی اپنی جگہ سے مت ہٹنا جب تک آدمی بھیج کر
الطَّيْرُ فَلَا تَبْرَحُوْا مَكَانَكُمْ هٰذَا حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ وَإِنْ رَأَيْتُمُوْنَا هَزَمْنَا
تم کو نہ بلاؤں۔ اور اگر دیکھو ہم نے دشمن کو شکست دے دی ہے۔ اور انھیں

الْقَوْمَ وَأَوْطَأْنَاهُمْ فَلَا تَبْرَحُوا حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ فَهَزَمُوهُمْ قَالَ فَأَنَا

کچل دیا ہے۔ جب بھی اپنی جگہ سے مت ہٹنا یہاں تک کہ میں تم کو بلاؤں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وَاللّٰهِ رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ قَدْ بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ وَأَسْوُقُهُنَّ رَافِعَاتٍ

نے دشمنوں کو شکست دیدی۔ حضرت براء نے کہا۔ بخدا میں نے مشرکین کی عورتوں کو دیکھا کہ اپنے

ثِيَابَهُنَّ فَقَالَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُبَيْرٍ الْغَنِيْمَةَ أَيْ قَوْمُ الْغَنِيْمَةَ ظَهَرَ

کپڑے اٹھائے اس تیزی سے بھاگ رہی ہیں کہ ان کے پازیب اور پنڈلیاں کھل گئی ہیں۔ یہ دیکھ کر

أَصْحَابُكُمْ فَمَا تَنْتَظِرُوْنَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جُبَيْرٍ أَنَسِيْتُمْ مَا قَالَ لَكُمْ رَسُوْلُ

عبداللہ بن جبیر کے ساتھیوں نے کہا۔ مال غنیمت لوٹو اے میری قوم مال غنیمت لوٹو۔ تمہارے اصحاب غالب

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا وَاللّٰهِ لَنَأْتِيَنَّ النَّاسَ فَلَنُصِيْبَنَّ مِنَ

ہوگئے اب کیا دیکھ رہے ہو اس پر عبداللہ بن جبیر نے فرمایا۔ تم سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا وہ

الْغَنِيْمَةِ فَلَمَّا أَتَوْهُمْ صُرِفَتْ وُجُوْهُهُمْ فَأَقْبَلُوْا مُنْهَزِمِيْنَ فَذَاكَ إِذْ

بھول گئے۔ انھوں نے کہا ہم جائیں گے اور غنیمت حاصل کریں گے۔ پس جب وہ لوگ وہاں گئے تو یکایک نقشۂ جنگ بدل گیا

يَدْعُوْهُمُ الرَّسُوْلُ فِيْ أُخْرَاهُمْ فَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

اور مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ یہی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ جب رسول انھیں دوسری جانب سے

وَسَلَّمَ غَيْرُ اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَأَصَابُوْا مِنَّا سَبْعِيْنَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

پکار رہے تھے۔ اب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سوائے بارہ افراد کے کوئی نہیں رہا۔ اور ہم میں ستر شہید ہوئے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ أَصَابُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعِيْنَ وَمِائَةً

اور یوم بدر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ نے ایک سو چالیس افراد کو اپنے قابو میں کرلیا تھا۔ ستر قیدی

وَسَبْعِيْنَ أَسِيْرًا وَسَبْعِيْنَ قَتِيْلًا فَقَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ أَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ ثَلٰثَ

ستر مقتول۔ اب ابوسفیان نے تین بار کہا۔ کیا قوم میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

مَرَّاتٍ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجِيْبُوْهُ ثُمَّ قَالَ

صحابہ کو جواب دینے سے منع فرمادیا۔ پھر تین بار کہا۔ کیا قوم میں ابن ابی قحافہ ہیں۔ پھر تین بار کہا۔ کیا

أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ أَبِيْ قُحَافَةَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ

قوم میں ابن الخطاب ہیں۔ اس کے بعد ابوسفیان اپنے لوگوں میں لوٹ گیا۔ اور کہا۔ یہ لوگ

ثلاث مرات ثم رجع الى اصحابه فقال اما هؤلاء فقد قتلوا فما ملك عمر

مارے گئے۔ حضرت عمر ضبط نہ کر سکے اور فرمایا۔ بخدا اے اللہ کے دشمن تو نے جھوٹ کہا۔

نفسه فقال كذبت والله يا عدو الله ان الذين عددت لاحياء كلهم

جن کا تو نے نام لیا سب کے سب زندہ ہیں اور جو تجھے برا لگے وہ باقی ہے۔ ابو سفیان نے کہا۔

وقد بقي لك ما يسوءك قال يوم بيوم بدر والحرب سجال انكم ستجدون

آج کا دن بدر کا بدلہ ہے اور لڑائی ڈول ہے۔ تم لوگ قوم میں مثلہ پاؤ گے۔ میں نے اس کا حکم

في القوم مثلة لم آمر بها ولم تسؤني ثم اخذ يرتجز اعل هبل اعل هبل

نہیں دیا اور مجھے ناپسند بھی نہیں۔ پھر رجز پڑھنے لگا۔ ہبل بلند ہو۔ تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فقال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم الا تجيبوه له قالوا يا رسول الله

تم لوگ اس کا جواب کیوں نہیں دیتے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہم کیا کہیں۔ فرمایا۔ کہو۔

ما نقول قال قولوا الله اعلى واجل قال ان لنا العزى ولا عزى لكم

اللہ سب سے بلند ہے اللہ سب سے بزرگ ہے۔ ابو سفیان نے کہا۔ بیشک ہمارے لئے عزیٰ ہے اور

فقال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم الا تجيبوه له قالوا يا رسول الله

تمہارے لئے عزیٰ نہیں۔ اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم لوگ اسے جواب کیوں نہیں دیتے تو

ما نقول قال قولوا الله مولانا ولا مولى لكم عہ

لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہم کیا کہیں۔ فرمایا کہو اللہ ہمارا حامی ہے اور تمہارا کوئی حامی نہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۱۶۳۹

تشریحات

غزوہ احد ۳ھ نصف شوال میں ہوا تھا۔ اس کی پوری تفصیل مغازی میں آئے گی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوہ احد کو اپنی پشت پر رکھ کر صف بندی فرمائی تھی۔ کوہ احد کے دونوں حصوں کے درمیان ایک گھاٹی ہے۔ جو بالکل پشت پر پڑتی تھی۔ اس کا اندیشہ تھا کہ دشمن اس گھاٹی سے آکر پشت پر حملہ نہ کردیں۔ اس لئے بطور حفظ ما تقدم حضرت عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پچاس تیر اندازوں کے ساتھ اس درہ پر متعین فرما دیا تھا۔ تاکہ دشمن ادھر سے حملہ نہ کر سکیں اور انھیں ہدایت فرما دی تھی کہ ہمیں فتح ہو یا شکست جب تک میں تم لوگوں کو آدمی بھیج کر نہ بلاؤں تم لوگ اپنی جگہ سے ہرگز نہ ہٹنا۔ صحابہ کرام کے پہلے ہی حملہ میں قریش کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ بے تحاشہ بھاگے۔ عبد اللہ بن جبیر

عہ ثانی مغازی باب ص ۵۶۸ باب غزوہ احد ص ۵۷۹ باب اذ یقعدون ولا تلون علی احد ص ۵۸۲ تفسیر باب والرسول یدعوکم فی اخراکم ص ۶۵۵ ابو داؤد جہاد۔ نسائی سیر۔

کے ساتھیوں نے جب دیکھا کہ دشمن میدان چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ لوگ مال غنیمت حاصل کرنے لگے۔ تو ان میں کے چالیس افراد درہ چھوڑ کر عام لشکر میں شامل ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی ایمان سے مشرف نہیں ہوئے تھے انھوں نے جب دیکھا کہ درہ خالی ہے اور وہاں چند افراد رہ گئے ہیں تو چکر کاٹ کر اس درہ کی طرف سے حملہ آور ہو گئے حضرت عبد اللہ بن جبیر اور ان کے دسوں ساتھی شہید ہو گئے۔ مسلمان مال غنیمت حاصل کرنے میں مصروف تھے خالد بن ولید کے اچانک حملے سے گھبرا گئے۔ اسی موقع پر آندھی بھی آگئی جس کے نتیجے میں پورا لشکر منتشر ہو گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ صرف چودہ افراد رہ گئے۔ سات مہاجرین اور سات انصار۔ اسی کو حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے ستر شہداء میں چار مہاجرین تھے۔ اسد اللہ حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبد اللہ بن جحش اور مصعب بن عمیر اور شماس بن عثمان۔ بقیہ انصار کرام تھے۔

باب مَنْ رَأَى الْعَدُوَّ فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ يَا صَبَاحَاهُ حَتَّى يُسْمِعَ النَّاسَ ص ۴۲۷

جس نے دشمن کو دیکھا تو بلند آواز سے پکارا یا صَبَاحَاہُ یہاں تک کہ لوگوں کو سنا دے۔

۱۶۴۰ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

حدیث حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ میں مدینہ سے نکل کر غابہ کی طرف جا رہا تھا

اَنَّهُ اَخْبَرَهُ قَالَ خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ ذَاهِبًا نَحْوَ الْغَابَةِ حَتّٰى إِذَا كُنْتُ

جب میں غابہ کی گھاٹی پر پہنچا تو مجھے عبد الرحمن بن عوف کا ایک غلام ملا۔ (وہ گھبرایا ہوا تھا) میں نے

بِثَنِيَّةِ الْغَابَةِ لَقِيَنِيْ غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قُلْتُ وَيْحَكَ مَا بِكَ

پوچھا تیرے لئے خرابی ہے۔ کیا بات ہے۔ اس نے بتایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹوں کو لے لیا گیا

قَالَ أُخِذَتْ لِقَاحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ مَنْ اَخَذَهَا

ہے۔ میں نے پوچھا کس نے لیا ہے۔ اس نے کہا۔ غطفان اور فزارہ نے۔ میں نے بلند آواز سے تین آوازیں

قَالَ غَطَفَانُ وَفَزَارَةُ فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ اَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا

لگائیں۔ کہ اسے دونوں سنگستانوں کے درمیان لوگوں نے سن لیا۔ یا صباحاہ، یا صباحاہ، پھر میں دوڑتا

يَا صَبَاحَاهُ يَا صَبَاحَاهُ ثُمَّ انْدَفَعْتُ حَتّٰى اَلْقَاهُمْ وَقَدْ اَخَذُوْهَا فَجَعَلْتُ

ہوا چلا کہ انھیں پکڑ لوں اور وہ اونٹ لے کر جا چکے تھے۔ میں انھیں تیر مارتا اور کہتا

اَرْمِيْهِمْ وَاَقُوْلُ اَنَا ابْنُ الْاَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ فَاسْتَنْقَذْتُهَا مِنْهُمْ

میں ابن اکوع ہوں۔ اور آج رسوائی کا دن ہے۔ (وہ پانی پی رہے تھے) ان کے پانی پینے سے پہلے

قَبْلَ اَنْ يَّشْرَبُوْا فَاَقْبَلْتُ بِهَا اَسُوْقُهَا فَلَقِيَنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ہی میں نے ان سے اونٹوں کو چھڑا لیا۔ اور انھیں ہانکتا ہوا واپس ہوا۔ اور مجھے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْقَوْمَ عِطَاشٌ وَاِنِّیْ اَعْجَلْتُهُمْ اَنْ يَّشْرَبُوْا سِقْيَهُمْ
ملے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! وہ لوگ پیاسے ہیں میں نے ان کو پانی بھی نہیں پینے دیا۔ ان کے پیچھے
فَابْعَثْ فِیْ اِثْرِهِمْ فَقَالَ يَا ابْنَ الْاَكْوَعِ مَلَكْتَ فَاسْمَعْ اِنَّ الْقَوْمَ يُقْرَوْنَ فِیْ
لوگوں کو بھیجیے۔ ارشاد فرمایا۔ اے ابن اکوع۔ تو مالک ہوگیا۔ اب نرمی کر۔ یہ لوگ اپنی قوم میں پہنچ گئے ہوں گے
قَوْمِهِمْ۔ عه
وہ لوگ ان کی خاطرداری کرتے ہوں گے۔

۱۶۴۰

تشریحات

یہ حدیث امام بخاری کی ثلاثیات میں سے بارہویں ہے۔ یہ حدیث بھی امام بخاری کو حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلمیذ مکی بن ابراہیم سے ملی ہے۔ یہ واقعہ غزوہ ذات القرد کے ساتھ موسوم ہے۔ امام بخاری نے مغازی میں فرمایا کہ یہ خیبر سے تین دن پہلے رونما ہوا تھا۔ اور مسلم میں بھی یہی ہے۔ ابن سعد وغیرہ نے کہا کہ یہ حدیبیہ سے پہلے ہوا تھا۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ خطمی نے کہا ہے کہ اہل سیر میں کوئی اختلاف نہیں کہ غزوہ ذی قرد حدیبیہ سے پہلے ہوا ہے۔ لیکن صحیحین میں جو ہے۔ اصح ہے۔

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اونٹنیاں قرد میں چرتی تھیں یہ مدینہ طیبہ سے ایک دن کی مسافت پر ایک جگہ کا نام ہے۔ یہ غابہ کے علاقے میں ہے اونٹنیوں کے چرانے کی خدمت حضرت ابوذر کے سپرد تھی وہ اپنی اہلیہ کے ساتھ وہاں رہتے تھے۔ عبدالرحمٰن بن عیینہ بن حصن فزاری نے ڈاکہ ڈال کر سب اونٹنیوں کو لوٹ لیا۔ اور چرواہے کو جو حضرت ابوذر کے صاحبزادے تھے شہید کر دیا اور ان کی اہلیہ کو گرفتار کر لیا۔ فزارہ غطفان ہی کی شاخ ہے۔ حضرت سلمہ بن اکوع صبح کو تیر و کمان لئے غابہ شکار کے لئے جا رہے تھے۔ کہ انھیں یہ اطلاع ملی۔ بیس اونٹنیاں تھیں۔ ڈاکو ان سب کو ہانک کر لے گئے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلع پر چڑھ کر تین بار پوری طاقت سے یاصباحاہ یاصباحاہ پکارا۔ اور ان ڈاکوؤں کے نشان قدم پہ دوڑ پڑے۔ انھوں نے ایک چشمہ پر ان کو پالیا۔ انھوں نے ان پر تیر برسانا شروع کیا جس سے گھبرا کر اونٹنیاں چھوڑ کر بھاگے۔ اور بیس چادریں بھی چھوڑ گئے۔ انھوں نے بڑھ کر ان سب پر قبضہ کر لیا۔ ان سب کو لے کر مدینہ طیبہ کی طرف واپس ہوئے۔

یاصباحاہ جب کوئی مدد کے لئے پکارتا ہے تو یہ کلمہ بولتا ہے۔ اس میں الف استغاثہ کا ہے اور ہا سکتے کی۔

عه ثانی مغازی باب غزوۃ ذات القرد ص۶۰۳ مسلم مغازی۔ نسائی الیوم واللیلۃ

اہل عرب کی عادت تھی۔ کہ صبح کے وقت ڈاکہ ڈالتے تھے۔ اس مناسبت سے یہ لفظ استغاثے کے لئے استعمال ہونے لگا۔

لِقَاح ۔ **لَقحَۃ** کی جمع ہے۔ دودھ دینے والی اونٹنی کو کہتے ہیں۔

اذا ملکت فَاسْمِح مطلب یہ ہے کہ تمہارا سامان مل گیا اب قصہ ختم کرو۔ اس لئے کہ اب وہ اپنی قوم میں پہنچ گئے ہوں گے اب آسانی سے قابو میں نہیں آئیں گے۔ غالباً یہ اس لئے فرمایا کہ خیبر پر حملہ کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تیاری کرلی تھی۔ اگر آگے بڑھتے تو اس میں تاخیر ہو جاتی یا دشواری ہو جاتی۔

بَابٌ اِذَا نَزَلَ الْعَدُوُّ عَلٰی حُکْمِ رَجُلٍ ص۴۲۳ جب دشمن کسی کے فیصلے پر اتر آئیں۔

۱۶۴۱ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ هُوَ ابْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَیْفٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ

حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ جب بنو قریظہ حضرت سعد بن معاذ

رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بَنُوْ قُرَیْظَۃَ عَلٰی حُکْمِ سَعْدِ بْنِ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے پر اتر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے پاس

مُعَاذٍ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَانَ قَرِیْبًا مِّنْهُ

آدمی بھیج کر ان کو بلوایا۔ اور وہ حضور کے قریب ہی تھے۔ وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے۔

فَجَاءَ عَلٰی حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا

جب وہ قریب آگئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے سردار کی طرف بڑھو۔ وہ

اِلٰی سَیِّدِکُمْ فَجَاءَ فَجَلَسَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

آئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے۔ حضور نے ان سے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ لوگ

لَهٗ اِنَّ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلٰی حُکْمِكَ قَالَ فَاِنِّیْ اَحْکُمُ اَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ وَاَنْ

تیرے فیصلے پر اتر آئے ہیں۔ انھوں نے کہا۔ میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ لڑنے والوں کو قتل کیا جائے اور

تُسْبَی الذُّرِّیَّةُ قَالَ لَقَدْ حَکَمْتَ فِیْهِمْ بِحُکْمِ الْمَلِكِ عـه

ان کی ذریت کو قید کیا جائے۔ فرمایا۔ تم نے ان کے بارے میں وہ فیصلہ کیا ہے جو اللہ کا فیصلہ ہے۔

تشریحات ۱۶۴۱ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں یہود کے تینوں قبائل سے معاہدہ کرلیا تھا۔ کہ اگر کوئی مدینہ پر حملہ کرے گا تو مسلمان، یہود مل کر مدافعت کریں گے۔ اور کوئی فریق دوسرے

عـه مناقب ذکر سعد بن معاذ ص۵۳۶ ثانی مغازی باب مرجع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الاحزاب ص۵۹۱ الاستیذان باب قول النبی قوموا الی سیدکم ص۹۲۶ مسلم مغازی۔ ابوداؤد ادب، نسائی مناقب۔

فریق کے دشمنوں کی کسی قسم کی مدد نہیں کرے گا۔ بنی قریظہ نے اس معاہدہ کی غزوہ خندق کے موقع پر خلاف ورزی کی تھی مسلمانوں کا ساتھ کیا دیتے، مخالفین کی پوری پوری اعانت کی۔ بلکہ ان سے ساز باز کر لیا تھا کہ باہر سے تم لوگ حملہ کرو اور اندر سے ہم۔ ایک بار مستورات کی پناہ گاہ پر حملہ کرنے کی نیت سے آئے بھی۔ اس لئے غزوہ خندق کے اختتام کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کا محاصرہ کر لیا جب وہ عاجز آگئے تو انھوں نے یہ کہا کہ سعد بن معاذ جو فیصلہ کردیں گے ہم اسے منظور کرلیں گے۔ اس حدیث میں اسی کا ذکر ہے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ خندق کے موقع پر ایک تیر آکر ان کے ہاتھ میں اکحل پر لگا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی تیمارداری کے لئے مسجد نبوی میں خیمہ لگوایا تھا وہ بہت کمزور تھے مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہوئے اور انھوں نے فیصلہ فرمایا۔ یہاں لقد حکمت بحکم الملک ہے اور مغازی میں قضیت بحکم اللہ وربما قال بحکم الملک ۔ اور مناقب میں حکمت بحکم اللہ او بحکم الملیک ۔ ملک سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ اس تقدیر پر دونوں روایتوں میں کوئی تخالف نہیں۔ مَلَک بفتح لام کی روایت پر اس سے مراد جبریل امین ہیں۔ باعتبار مآل کے یہ بھی پہلے ہی کی طرف راجع ہے۔

قوموا الیٰ سیدکم یہ خطاب یا تو خاص انصار سے ہے یا بلا تخصیص تمام حاضرین سے۔ احتمال دونوں کا ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ خطاب انصار کرام سے تھا وہ بھی خاص اوس سے۔ اس لئے کہ حضرت سعد ان کے سردار تھے۔

اس حدیث کے اس جملہ سے امام بخاری امام مسلم امام ابوداؤد اور امام نووی نے یہ استدلال فرمایا ہے کہ کسی شخص کی تعظیم وتکریم کے لئے قیام مشروع ہے۔ اس پر بہت سے لوگوں نے تعقب کیا۔ کہ حضرت سعد کے لئے قیام کا حکم ان کی تعظیم کے لئے نہیں تھا بلکہ چونکہ وہ زخمی اور کمزور تھے ان کو سواری سے اتارنے کے لئے تھا۔ اگر ان کی تعظیم کے لئے قیام کا حکم ہوتا تو الی سیدکم نہ ہوتا بلکہ قوموا لسیدکم ہوتا۔

علامہ طیبی نے اس پر تعقب فرمایا کہ اس مقام میں الی اور لام میں کوئی فرق نہیں کہ الی بہ نسبت لام کے اس پر زیادہ دلالت کر رہا ہے کہ یہ قیام ان کے اکرام کے لئے تھا۔ اس میں خاص نکتہ یہ ہے کہ کسی وصف پر حکم کا ترتب اس وصف کے علت ہونے کی دلیل ہے۔ یہاں حضور نے فرمایا۔ سیدکم۔ تو ان کی سیادت قیام کی علت ہوئی تو ثابت کہ یہ قیام ان کی تعظیم وتکریم کے لئے تھا۔ امام بیہقی نے فرمایا کسی کے اکرام کے لئے قیام جائز ہے جیسے انصار کا حضرت سعد کے لئے قیام اور حضرت طلحہ کا حضرت کعب بن مالک کے لئے۔ اور جو بعض حدیثوں میں قیام سے ممانعت آئی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جیسے عجمی اپنے بادشاہوں کے دربار میں کھڑے رہتے تھے۔ اور بادشاہ تخت پر بیٹھے رہتے تھے۔ یہ خود حدیث کے کلمات سے ظاہر ہے۔ لا تقوموا کما تقوم الاعاجم۔ اسی کو دوسری حدیث میں فرمایا۔ من سرہ ان یتمثل لہ الرجال قیاما فلیتبوأ مقعدہ من النار۔[1]

---

[1] ترمذی ثانی۔ کتاب الاستیذان والادب ص ۱۰۴

جسے یہ پسند ہو کہ لوگ اس کے لئے بت کی طرح کھڑے رہیں تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے ۔

بَابٌ هَلْ يَسْتَأْسِرُ الرَّجُلُ وَمَنْ لَمْ يَسْتَأْسِرْ وَمَنْ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ۔ ص ۴۲۷

کیا یہ جائز ہے کہ کوئی اپنے آپ کو قیدی بنائے یا نہ بنائے اور قتل کے وقت دو رکعت نماز پڑھنی۔

۱۶۴۲ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ أَسِيدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ وَهُوَ
حدیث عمرو بن ابو سفیان بن اسید بن جاریہ ثقفی نے مجھے خبر دی اور یہ بنی زہرہ
حَلِيفٌ لِبَنِي الزُّهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ
کے حلیف اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب میں سے تھے کہ حضرت ابو ہریرہ
قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ رَهْطٍ سَرِيَّةً عَيْنًا
نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دس اشخاص کو جاسوسی کے لئے بھیجا اور
وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
ان پر عاصم بن ثابت انصاری کو امیر بنایا۔ یہ عاصم بن عمر بن خطاب کے نانا تھے۔ یہ لوگ چلے
فَانْطَلَقُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْهَدْأَةِ وَهُوَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوا لِحَيٍّ
عسفان اور مکہ کے درمیانی موضع ہداۃ میں جب پہنچے تو ہذیل کے ایک قبیلے بنو لحیان سے ان کا
مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لِحْيَانَ فَنَفَرُوا لَهُمْ قَرِيبًا مِنْ مِائَتَيْ رَجُلٍ كُلُّهُمْ
تذکرہ کیا گیا۔ بنو لحیان کے دو سو کے قریب تیر انداز ان کی تاک میں نکلے یہ لوگ ان کے نشان قدم
رَامٍ فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ حَتَّى وَجَدُوا مَأْكَلَهُمْ تَمْرًا تَزَوَّدُوهُ مِنَ الْمَدِينَةِ
تلاش کرتے چلے انھوں نے ان کے کھانے کے کھجور کو پایا جو مدینہ سے زاد راہ لے کر چلے تھے۔ بنو لحیان
فَقَالُوا هَذَا تَمْرُ يَثْرِبَ فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ فَلَمَّا رَآهُمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ
نے کہا یہ یثرب کی کھجور ہے۔ اب ان کے نشان قدم پر چلے۔ جب انھیں عاصم اور ان کے
لَجَئُوا إِلَى فَدْفَدٍ وَأَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ فَقَالُوا لَهُمْ انْزِلُوا فَأْتُونَا بِأَيْدِيكُمْ
ساتھیوں نے دیکھا تو ایک پہاڑی پر پناہ لینے کے لئے چڑھ گئے۔ بنو لحیان نے ان کو گھیر لیا۔ اور کہا اتر
وَلَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيثَاقُ لَا نَقْتُلُ مِنْكُمْ أَحَدًا فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ أَمِيرُ
آؤ اور جو کچھ تمہارے پاس ہے ہمیں دیدو ہم تم سے پختہ عہد و پیمان کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے

السَّرِيَّةِ أَمَّا أَنَا فَوَاللّٰهِ لَا أَنْزِلُ الْيَوْمَ فِيْ ذِمَّةِ كَافِرٍ اَللّٰهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا

اس سریہ کے امیر عاصم بن ثابت نے فرمایا۔ بخدا میں آج کسی کافر کے ذمہ میں نہیں اتروں گا۔

نَبِيَّكَ فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوْا عَاصِمًا فِيْ سَبْعَةٍ فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلٰثَةُ نَفَرٍ

اے اللہ ہماری خبر اپنے نبی کو پہنچا دے۔ اب بنولحیان نے ان کو تیروں سے مارا اور عاصم سمیت سات

بِالْعَهْدِ وَالْمِيْثَاقِ مِنْهُمْ خُبَيْبُ نِ الْأَنْصَارِيُّ وَابْنُ الدَّثِنَةِ وَرَجُلٌ آخَرُ

آدمیوں کو شہید کر دیا۔ بقیہ تین آدمی ان کے عہد و پیمان پر اعتماد کر کے اتر آئے۔ ان میں خبیب انصاری اور

فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوْا مِنْهُمْ أَطْلَقُوْا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَأَوْثَقُوْهُمْ فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ

ابن دثنہ اور ایک صاحب اور تھے۔ جب بنولحیان نے ان پر قبضہ کر لیا تو ان کی کمانوں کی تانت کھولا اور انھیں

هٰذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ وَاللّٰهِ لَا أَصْحَبُكُمْ إِنَّ فِيْ هٰؤُلَاءِ لَأُسْوَةً يُرِيْدُ الْقَتْلَ

باندھ لیا۔ اس پر تیسرے صاحب نے کہا۔ یہ پہلی بد عہدی ہے۔ بخدا میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ میں شہید

فَجَرَّرُوْهُ وَعَالَجُوْهُ عَلٰى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَأَبٰى فَقَتَلُوْهُ فَانْطَلَقُوْا بِخُبَيْبٍ

ہونے والوں کی پیروی کروں گا۔ اس پر بنولحیان نے انھیں گھسیٹا اور کوشش کی کہ انھیں لے جائیں۔ مگر وہ آمادہ

وَابْنِ الدَّثِنَةِ حَتّٰى بَاعُوْهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقِيْعَةِ بَدْرٍ فَابْتَاعَ خُبَيْبًا بَنُوا

نہیں ہوئے تو انھیں شہید کر دیا۔ اب وہ خبیب اور ابن دثنہ کو لے گئے اور مکہ میں ان دونوں کو بیچ دیا۔ یہ حادثہ

الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ

واقعہ بدر کے بعد پیش آیا۔ حضرت خبیب کو حارث ابن عامر بن نوفل بن عبد مناف کے بیٹوں نے خریدا اور

الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيْرًا فَأَخْبَرَنِيْ

خبیب نے حارث بن عامر کو غزوہ بدر میں قتل کیا تھا۔ خبیب ان کے یہاں قید رہے۔ امام زہری نے کہا۔

عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عِيَاضٍ أَنَّ بِنْتَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمْ حِيْنَ اجْتَمَعُوْا

مجھے عبد اللہ بن عیاض نے خبر دی کہ حارث کی بیٹی نے انھیں بتایا کہ جب لوگ خبیب کو قتل کرنے کے لئے جمع

اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوْسٰى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ فَأَخَذَ ابْنًا لِيْ وَأَنَا غَافِلَةٌ

ہوئے تو انھوں نے استرہ مانگا تاکہ اسے استعمال کریں میں نے انھیں دے دیا۔ انھوں نے میرے ایک

حَتّٰى أَتَاهُ قَالَتْ فَوَجَدْتُهُ مُجْلِسَهُ عَلٰى فَخِذِهِ وَالْمُوْسٰى بِيَدِهِ

بچہ کو لے لیا میری غفلت میں وہ ان کے پاس چلا گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ ان کی ران پر بیٹھا ہے اور استرہ

فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فِيْ وَجْهِيْ فَقَالَ اَتَخْشَيْنَ اَنْ اَقْتُلَهٗ مَا كُنْتُ

ان کے ہاتھوں میں ہے۔ میں بہت گھبرائی ہے خبیب نے میرے چہرے کے تاثر سے جان لیا۔ تو انہوں نے فرمایا

لِاَفْعَلَ ذٰلِكَ وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُ اَسِيْرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ وَجَدْتُهٗ

تم ڈرتی ہو کہ میں اسے قتل کر دوں گا میں ہرگز یہ نہیں کروں گا۔ واللہ میں نے کسی قیدی کو کبھی خبیب سے اچھا نہیں دیکھا

يَوْمًا يَاْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ فِيْ يَدِهٖ وَاِنَّهٗ لَمُوْثَقٌ فِي الْحَدِيْدِ وَمَا بِمَكَّةَ

بخدا میں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں انگور کا گچھا ہے جسے کھا رہے ہیں اور لوہ زنجیر میں جکڑے ہوئے ہیں ان دنوں

مِنْ ثَمَرَةٍ وَكَانَتْ تَقُوْلُ اِنَّهٗ لَرِزْقٌ مِنَ اللّٰهِ رَزَقَهٗ خُبَيْبًا فَلَمَّا خَرَجُوْا مِنَ

مکہ میں پھل نہیں تھا۔ حارث کی بیٹی کہتی تھی۔ یہ اللہ کی طرف سے عطیہ تھا جو اللہ نے خبیب کو دیا تھا۔ جب وہ لوگ

الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ ذَرُوْنِيْ اَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ فَتَرَكُوْهُ

حرم سے نکلے تاکہ انھیں حل میں قتل کریں تو ان سے خبیب نے فرمایا مجھے چھوڑ دو کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں۔

فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا اَنْ تَظُنُّوْا اَنَّ مَا بِيْ جَزَعٌ لَطَوَّلْتُهَا اَللّٰهُمَّ

مشرکین نے انھیں چھوڑ دیا تو انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی – پھر فرمایا اگر تم لوگ یہ گمان نہ کرتے کہ میں

اَحْصِهِمْ عَدَدًا وَقَالَ۔

ڈر رہا ہوں تو نماز کو طول دیتا اے اللہ انھیں چن چن کر مارنا۔ اور یہ اشعار پڑھے۔

وَلَسْتُ اُبَالِيْ حِيْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰى اَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ

مجھے پرواہ نہیں جبکہ میں مسلمان قتل کیا جا رہا ہوں
کہ اللہ کے لئے کس پہلو پر گروں گا۔

وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ يَّشَاْ
يُبَارِكْ عَلٰى اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

یہ سب کچھ اللہ کی راہ میں ہو رہا ہے اگر وہ چاہے
میرے ٹکڑے ٹکڑے کئے ہوئے اعضاء پر برکت نازل فرمائے۔

فَقَتَلَهٗ ابْنُ الْحَارِثِ فَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ الرَّكْعَتَيْنِ لِكُلِّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ قُتِلَ

انھیں حارث کے بیٹے نے شہید کیا۔ خبیب ہی وہ ہیں جنھوں نے دو رکعت نماز پڑھنے کا طریقہ ایجاد کیا۔

صَبْرًا فَاسْتَجَابَ اللّٰهُ لِعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ يَوْمَ اُصِيْبَ فَاَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

ہر اس مسلمان کے لئے جو قید میں مارا جائے۔ عاصم بن ثابت نے شہید ہونے کے دن جو دعا کی تھی۔ اللہ

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابَهٗ خَبَرَهُمْ وَمَا اُصِيْبُوْا وَبَعَثَ نَاسٌ مِّنْ كُفَّارِ

نے اسے قبول فرمائی۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو ان کے حالات اور شہادت کی خبر دی۔ کفار قریش

قُرَيْشٍ اِلٰى عَاصِمٍ حِيْنَ حُدِّثُوْا اَنَّهٗ قُتِلَ لِيُؤْتُوْا بِشَيْءٍ مِّنْهُ يُعْرَفُ وَكَانَ
کو جب یہ معلوم ہوا کہ عاصم شہید کر دیئے گئے۔ تو کچھ لوگوں کو بھیجا تاکہ ان کے جسم کا کچھ حصہ کاٹ لائیں جس سے اطمینان ہو جائے
قَدْ قَتَلَ رَجُلًا مِّنْ عُظَمَاءِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَبُعِثَ اِلٰى عَاصِمٍ مِّثْلُ الظُّلَّةِ
کہ وہ شہید کر دیئے گئے۔ اور انہوں نے جنگ بدر میں ان کے بڑوں میں سے ایک کو قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم
مِّنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُّسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوْا عَلٰى اَنْ يَّقْطَعُوْا مِنْ لَحْمِهٖ شَيْئًا
کے جسم پر بھڑوں کی چھتے کی طرح بھیجدیا جس نے کفار قریش کے آدمی سے ان کو بچایا۔ وہ ان کے گوشت میں سے کچھ نہیں کاٹ سکے۔

تشریحات

۱۶۴۲ رھط۔ دس یا چالیس سے کم افراد کو کہا جاتا ہے۔ یہ اسم جمع ہے۔ اس کے لئے واحد نہیں یہ بھی شرط ہے کہ اس میں کوئی عورت نہ ہو۔ ھَدْأَۃ۔ یہ ایک جگہ کا نام ہے جو عسفان اور مکہ معظمہ کے درمیان ہے۔ عینا جاسوس۔ فدفد۔ ٹیلہ۔ اس حادثہ کا نام سریہ رجیع بھی ہے اور سریہ قردہ بھی، یہ واقعہ صفر کے مہینہ ۳ھ یا ۴ھ میں ہوا تھا۔ قصہ یہ ہوا کہ عضل اور قارہ کے کچھ لوگ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم میں اسلام پھیل گیا ہے۔ ہمارے ساتھ اپنے اصحاب میں سے کچھ حضرات کو بھیج دیجئے جو ہمیں دین سکھائیں قرآن پڑھائیں اور اسلام کے احکام بتائیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان حضرات کو بھیجا تھا۔ بخاری میں یہ ہے کہ یہ دس حضرات تھے اور امام المغازی حضرت محمد بن اسحٰق نے لکھا ہے کہ چھ تھے۔ ابن دثنہ کا نام زید تھا اور تیسرے صاحب کا نام عبداللہ بن تارک تھا۔ حارث کی وہ بیٹی جس نے استرہ والا قصہ بیان کیا ہے اس کا نام ماریہ یا ماویہ یا جویرہ تھا۔ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ بدر میں حارث بن عامر کو بھی قتل کیا تھا اور عقبہ بن ابی معیط کو بھی۔ نیز سلافہ کے دو لڑکوں کو بھی قتل کیا تھا جو بنی عبدالدار سے تھے۔ اس پر اس نے منت مانی تھی کہ اگر مجھے عاصم کی کھوپڑی مل جائے گی تو اس میں شراب پیوں گی۔

جب قریش کے آدمی حضرت عاصم کی لاش کے پاس پہنچے تاکہ ان کے جسم کا کوئی حصہ کاٹ کر لائیں تو انہوں نے دیکھا کہ ان کی لاش کو بھڑ گھیرے ہوئے ہیں تو انہوں نے کہا کہ بھڑیں دن میں رہتی ہیں اور رات میں چلی جاتی ہیں اس لئے رات تک ٹھہرو مگر جب رات آئی تو اللہ تعالیٰ نے سیلاب بھیجا جس میں ان کی لاش بہہ گئی باوجود تلاش بسیار کے نہیں ملی کچھ لوگوں نے کہا کہ ان کی لاش کو زمین نگل گئی۔

بَابُ فِكَاكِ الْاُسِيْرِ ص ۴۲۸ قیدی کو چھڑانا

عہ الثانی المغازی۔ باب ص ۵۶۸ باب غزوۃ الرجیع ص ۵۸۵ باب التوحید باب ما یذکر فی الذات والنعوت ص ۱۱۰۰ ابوداؤد جہاد۔ نسائی سیر

۱۶۴۳ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ

حدیث حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فُکُّوا الْعَانِیَ یَعْنِی الْاَسِیْرَ وَ

نے فرمایا۔ قیدی کو چھڑاؤ۔ بھوکے کو کھلاؤ۔ اور بیمار کی عیادت

اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِیْضَ۔ عہ

کرو۔

۱۶۴۳ تشریحات کفار یا باغی مسلمانوں کو قید کر لیں تو انھیں چھڑانا فرض کفایہ ہے۔ اور زر فدیہ بیت المال سے دیا جائے گا۔ اسی طرح کوئی بھوک سے مر رہا ہے تو اسے کھانا دینا کہ اس کی جان بچ جائے۔ فرض کفایہ ہے۔ اور کبھی فرض عین ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کے پاس کھانا موجود ہے اور دوسرا بھوک سے جاں بلب ہے تیسرا کوئی نہیں، یا ہے مگر ان کے پاس کھانا نہیں۔ جس کے پاس کھانا ہے اسے فرض ہے کہ جان بچانے کی مقدار اسے دیدے۔ اور یہی تفصیل تیمارداری میں بھی ہے۔

بَابُ الْحَرْبِیِّ اِذَا دَخَلَ دَارَ الْاِسْلَامِ بِغَیْرِ اَمَانٍ ص۴۲۴ جب حربی دار الاسلام میں بغیر امان کے داخل ہو۔

۱۶۴۴ عَنْ اِیَاسِ بْنِ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ اَتَی النَّبِیَّ

حدیث حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَیْنٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ فِیْ سَفَرٍ فَجَلَسَ عِنْدَ

میں مشرکین کا ایک جاسوس ایک سفر میں آیا۔ اور صحابہ کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتا رہا۔

اَصْحَابِہٖ یَتَحَدَّثُ ثُمَّ انْفَتَلَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

پھر واپس لوٹا تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے پکڑو اور قتل کرو اور اس

اُطْلُبُوْہُ وَاقْتُلُوْہُ فَنَفَّلَہٗ سَلَبَہٗ یَعْنِیْ اَعْطَاہُ ۔عہ

کا سامان قاتل کو دے دیا۔

۱۶۴۴ تشریحات مسلم لہ میں اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ

عہ ثانی النکاح باب حق اجابۃ الولیمۃ ص۷۷۷ الاطعمہ باب اول ص۸۰۹ المرضیٰ باب وجوب عیادۃ المریض ص۸۴۳ الاحکام باب اجابۃ الحاکم الدعوۃ ص۱۰۶۴ ابوداؤد جنائز۔ نسائی۔ سیر۔ طب۔ عہ مسلم ابوداؤد جہاد۔ نسائی سیر۔

لہ ثانی الجہاد۔ السیر ص۸۸

تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین میں تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کا کھانا کھا رہے تھے کہ سرخ اونٹ پر ایک شخص آیا اور اسے بٹھایا پھر اونٹ کی کمر سے چمڑے کی رسی نکالا اور اونٹ کو باندھ دیا۔ پھر سب کے ساتھ کھانے میں شریک ہوگیا۔ اور ادھر اُدھر دیکھتا جاتا۔ اور ہم میں کمزوری اور سواری کی کمی تھی۔ ہم میں سے کچھ لوگ پیدل تھے یک بیک دوڑتا ہوا اپنے اونٹ کے پاس گیا۔ اور کھولا پھر بٹھایا۔ اور اس پر بیٹھ کر اسے اکسایا۔ جس کی وجہ سے اونٹ تیزی سے دوڑنے لگا۔ ایک صاحب اونٹ پر سوار ہو کر اس کے پیچھے لگے۔ حضرت سلمہ کہتے ہیں۔ میں بھی دوڑتا ہوا اور اس کے اونٹ کی سرین کے پاس پہنچ گیا پھر آگے بڑھ کر اونٹ کی نکیل پکڑ لی اور اونٹ کو بٹھایا۔ جب اس نے اپنا گھٹنا زمین پر رکھا۔ تو میں نے اپنی تلوار میان سے کھینچ کر اس پر ماری جس کی وجہ سے، وہ گر پڑا پھر اونٹ کو کھینچتے ہوئے لایا۔ اونٹ پر اس کا کجاوہ اور ہتھیار تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرات نے میرا استقبال کیا۔ دریافت فرمایا۔ کس شخص نے اس کو قتل کیا ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ ابن اکوع نے۔ فرمایا کل سامان سلمہ کے لئے ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب وہ کھڑا ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ یہ جاسوس ہے تو فرمایا اسے پکڑو اور قتل کرو اور جو قتل کرے گا اس کا سامان اس کا ہے۔

بَابُ جَوَائِزِ الْوُفُوْدِ ص ۴۲۹ وفود کے عطیات کا بیان

۱۶۴۵ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ پنجشنبہ کا دن اور کیا ہے پنجشنبہ کا دن۔

اَنَّہٗ قَالَ یَوْمُ الْخَمِیْسِ وَمَا یَوْمُ الْخَمِیْسِ ثُمَّ بَکٰی حَتّٰی خَضَبَ دَمْعُہُ الْحَصْبَاءَ

پھر روئے یہاں تک کہ ان کے آنسو نے کنکری تر کر دی۔ انہوں نے کہا کہ پنجشنبے کو رسول اللہ

فَقَالَ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجَعُہٗ یَوْمَ الْخَمِیْسِ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرض بڑھ گیا تو فرمایا کوئی چیز لکھنے کے لئے لاؤ میں ایک دستاویز لکھ دوں

فَقَالَ ائْتُوْنِیْ بِکِتَابٍ اَکْتُبُ لَکُمْ کِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَہٗ اَبَدًا فَتَنَازَعُوْا

جس کے بعد تم لوگ کبھی بھی گمراہ نہ ہوگے۔ اس پر لوگوں میں تنازع ہوگیا۔ اور نبی کے حضور تنازع

وَلَا یَنْبَغِیْ عِنْدَ نَبِیٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا اَھَجَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

مناسب نہیں۔ لوگوں نے کہا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں چھوڑ دیا۔ فرمایا مجھے جس حال میں

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعُوْنِیْ فَالَّذِیْ اَنَا فِیْہِ خَیْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْہِ

ہوں اسی میں رہنے دو جس حال میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف مجھے بلاتے ہو۔ اور

وَاَوْصٰی عِنْدَ مَوْتِہٖ بِثَلَاثٍ اَخْرِجُوا الْمُشْرِکِیْنَ مِنْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ وَاَجِیْزُوا
وفات کے وقت تین باتوں کی وصیت فرمائی۔ مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دینا اور
الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا کُنْتُ اُجِیْزُہُمْ وَنَسِیْتُ الثَّالِثَۃَ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ وَقَالَ اَبُوْ
وفود کو اسی طرح عطیات دینا جس طرح میں دیتا تھا اور میں تیسرا بھول گیا اور
یَعْقُوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَاَلْتُ الْمُغِیْرَۃَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ
عبد اللہ (امام بخاری) نے کہا۔ ابو یعقوب بن محمد نے کہا۔ میں نے مغیرہ بن عبد الرحمن سے جزیرہ عرب کے بارے
فَقَالَ مَکَّۃُ وَالْمَدِیْنَۃُ وَالْیَمَامَۃُ وَالْیَمَنُ وَقَالَ یَعْقُوْبُ وَالْعَرْجُ اَوَّلُ تِہَامَۃَ عہ
میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ مکہ مدینہ یمامہ یمن ہے۔ یعقوب نے کہا عرج تہامہ کا ابتدائی حصہ ہے۔

۱۶۴۵

تشریحات

یہ حدیث جلد اول میں گذر چکی ہے۔ وہاں اس پر مکمل بحث ہو چکی ہے۔ اس حدیث پر روافض کے سارے توہمات کا قلع قمع کر دیا گیا ہے۔ یہاں چند ضروری توضیحات تحریر کر رہا ہوں۔

فَتَنَازَعُوْا اس کی تفصیل دوسری روایتوں میں یہ ہے۔ کہ حضرت عمر نے کہا۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرض اس وقت بہت شدید ہے۔ اور ہم میں کتاب اللہ موجود ہے۔ جو ہمیں کافی ہے۔ کچھ لوگ کہہ رہے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب طلب فرما رہے ہیں تو لکھنے کے لئے کچھ حاضر کر دیا جائے۔ کسی نے کہا۔ کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں چھوڑ ہی دیا ہے۔ دریافت کر لو۔

لا ینبغی عند النبی التنازع یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے یا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے۔ دونوں احتمال ہیں۔ ظاہر پہلا ہے۔ کیونکہ کتاب العلم کی روایت میں تصریح یہ ہے۔ قال قوموا عنی ولا ینبغی عندی التنازع۔ میرے یہاں سے چلے جاؤ اور میرے حضور تنازع لائق نہیں۔

نسیت الثالثه یہ اس حدیث کے راوی سلیمان احول کا قول ہے۔ جیسا کہ جہاد کی روایت میں تصریح ہے۔ البتہ وہاں تردید ہے۔ کہ تیسری بات سے یا تو سکوت کیا یا میں بھول گیا۔

یہ تیسری بات کیا تھی۔ اس بارے میں شارحین نے اپنی اپنی صوابدید پر مختلف باتیں لکھی ہیں۔

ابن تین نے کہا کہ ایک روایت میں ہے کہ یہ قرآن ہے۔ مہلب نے کہا۔ کہ یہ جیش اسامہ کی روانگی ہے۔ ابن بطال نے کہا کہ حضرت صدیق اکبر کے بارے میں کچھ اختلاف تھا اس لئے اپنے وصال کے وقت ان کی ولی عہدی کی خبر دیدی

عہ العلم باب کتابۃ العلم ص ۲۲ الجہاد باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب ص ۴۲۹ ثانی المغازی باب مرض النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۶۳۸ دو طریقے سے۔ المرضی باب قول المریض قوموا عنی ص ۸۴۶ الاعتصام بالکتاب باب کراهیة الاختلاف ص ۱۰۹۵ مسلم الوصایا۔ ابو داؤد خراج۔ نسائی العلم۔

امام قاضی عیاض نے فرمایا۔ اس کا احتمال ہے کہ اس سے مراد یہ ارشاد ہے۔ لا تتخذوا قبری وثنا میرے مزار کو بت بنالینا۔ امام مالک نے اس کے ہم معنی روایت کیا ہے۔[1]

وقال یعقوب اس کا حاصل یہ ہے کہ مکہ مدینہ یمن، یمامہ، عرج جزیرہ عرب میں داخل ہیں۔ اس سے تحدید مراد ہیں۔ عرج مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ کے راستے میں مدینہ طیبہ سے اکیس فرسنگ پر ایک آبادی کا نام ہے۔ تہامہ کے معنی نشیبی زمین ہے۔ عرب کے بالائی حصے کو نجد کہتے ہیں۔ اس کے جانب غرب جو نشیبی حصہ ہے اسے تہامہ کہتے ہیں جس میں مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ آباد ہیں۔

بَابٌ إِذَا أَسْلَمَ قَوْمٌ فِي دَارِ الْحَرْبِ وَلَهُمْ مَالٌ وَأَرَضُونَ فَهِيَ لَهُمْ۔ ص ۴۳۰

جب کوئی قوم دار الحرب میں اسلام لائے تو ان کے مال اور اراضی انھیں کی ہیں۔

حدیث ۱۶۴۶

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ
اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک
تَعَالَى عَنْهُ اسْتَعْمَلَ مَوْلًى لَهُمْ يُدْعَى هُنَيًّا عَلَى الْحِمَى فَقَالَ يَا هُنَيُّ اضْمُمْ
آزاد کردہ غلام ہنی نامی کو شاہی چراہ گاہ پر عامل مقرر فرمایا تو اس سے فرمایا۔ اے ہنی
جَنَاحَكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ مُسْتَجَابَةٌ
مسلمانوں پر شفقت کرنا اور مظلوم کی دعا سے بچنا۔ اس لئے کہ مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے۔
وَأَدْخِلْ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَيْمَةِ وَإِيَّايَ وَنَعَمَ ابْنِ عَوْفٍ وَنَعَمَ ابْنِ
تھوڑے اونٹ والوں اور تھوڑی بکریوں والوں کو چراگاہ میں آنے دینا۔ البتہ ابن عوف
عَفَّانَ فَإِنَّهُمَا إِنْ تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُمَا يَرْجِعَانِ إِلَى زَرْعٍ وَنَخْلٍ وَإِنَّ رَبَّ
اور ابن عفان کے اونٹوں کو اس میں نہ آنے دینا کیونکہ اگر ان کے مویشی مرگئے تو کھیت
الصُّرَيْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَيْمَةِ إِنْ تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُمَا يَأْتِنِي بِبَنِيهِ فَيَقُولُ يَا
اور کھجور کے باغ پر گزارہ کریں گے اور اگر تھوڑے اونٹ اور تھوڑی بکریوں والوں کے
أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَفَتَارِكُهُمْ أَنَا لَا أَبَا لَكَ فَالْمَاءُ وَالْكَلَأُ
مویشی مرگئے تو اپنا گھر لے کر میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ اے امیر المؤمنین! اے
أَيْسَرُ عَلَيَّ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَايْمُ اللّٰهِ إِنَّهُمْ لَيَرَوْنَ أَنْ قَدْ ظَلَمْتُهُمْ
امیر المؤمنین۔ تو میں کیا انہیں چھوڑ دوں گا۔ تیرا باپ نہ ہو۔ پانی اور چارہ دینا میرے لئے سونے اور چاندی

---

[1] موطا باب اجلاء الیہود من المدینۃ ص ۳۱۰

اِنَّهَا لَبِلَادُهُمْ قَاتَلُوْا عَلَيْهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَاَسْلَمُوْا عَلَيْهَا فِي الْاِسْلَامِ وَ

اور خدا کی قسم اگر انھیں روکا گیا۔ تو وہ یہی سمجھیں گے کہ ان پر ظلم ہوا یہ انھیں دینے سے آسان ہے ...

الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْلَا الْمَالُ الَّذِيْ اَحْمِلُ عَلَيْهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا

کے ملک ہیں اسی کو بچانے کے لئے جاہلیت میں لڑے ہیں اور ان پر قابض رہتے ہوئے اسلام لائے ہیں۔ قسم ہے اس

حَمَيْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ بِلَادِهِمْ شِبْرًا۔

ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اگر میرے پاس ایسے جانور نہ ہوتے جس پر جہاد کرنے والوں کو سوار کرتا ہوں تو ان کی سرزمین ایک بالشت بھی شاہی چراگاہ نہ بناتا۔

تشریحات ۱۶۴۶ حمی۔ شاہی چراگاہ جسے حاکم اسلام حکومت کے جانوروں کو چرانے کے لئے مخصوص کرلے۔ اس سے مراد ربذہ کی چراگاہ ہے۔ صُرَيْمَة۔ صرمۃ کی تصغیر ہے۔ اسی طرح غُنَيْمَة۔ غَنَمٌ کی۔ صرمہ تیس چالیس اونٹ تک پر بولا جاتا ہے۔ اِیَّایَ تحذیر کا صیغہ ہے اس کا ترجمہ ہے کہ مجھے بچنا چاہئے۔ صیغۂ تحذیر کی متکلم کی طرف اضافت نحویوں کے نزدیک شاذ ہے مگر یہ شذوذ صرف لفظ میں ہے۔ ورنہ تحقیق یہ ہے کہ مخاطب ہی کی تحذیر کے لئے ہے۔ اس ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ جب مجھے اس سے بچنا چاہئے تو تمہیں بدرجۂ اولیٰ بچنا ہے۔

حضرت عبد الرحمن بن عوف اور عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر بطور تمثیل ہے مراد مالدار صحابہ ہیں ربذہ کی چراگاہ میں چالیس ہزار مویشی اونٹ گھوڑے وغیرہ تھے۔

ہمارے یہاں حکم یہ ہے کہ حربی اگر دار الحرب میں مسلمان ہوا تو وہ خود اور اس کے چھوٹے بچے اور جو کچھ مال ومتاع ہے وہ سب محفوظ ہے۔ مگر جائداد غیر منقولہ اور بیوی اور بالغ اولاد فئی ہے۔ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد اس کے معارض نہیں۔ کہ فرمایا۔ انها لبلادهم قاتلوا عليها واسلموا عليه في الاسلام۔ یہ انھیں کے شہر ہیں جس کی خاطر وہ جاہلیت میں لڑے اور اس پر قابض ہوتے ہوئے مشرف باسلام ہوئے۔ اس لئے کہ اہل مدینہ اور اردگرد کے اعراب کا اسلام لانا دار الحرب اور دار الاسلام کی تقسیم سے پہلے ہے۔

یہ اسلام کی اعلیٰ تعلیم کا نمونہ ہے کہ شاہی چراگاہ غربا اور فقراء کے لئے کھلی ہے اور روساء قوم اعیان سلطنت پر بند ہے۔ اور آج مزاج یہ ہے کہ حکومتی سطح پر ساری آسانیاں حکومت کے عمائد کے لئے ہیں اور فقراء و مساکین ہر سہولت سے محروم ہیں۔

باب کِتَابَةِ الْاِمَامِ النَّاسَ ص ۴۳۰ سلطان اسلام کا لوگوں کے نام لکھنا۔

حدیث ۱۶۴۷ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو اپنے کو

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُكْتُبُوْا لِيْ مَنْ يَلْفِظُ بِالْاِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ فَكَتَبْنَا
مسلمان کہتا ہو۔ اس کے نام لکھو۔ ہم نے ڈیڑھ ہزار اشخاص کے نام لکھے۔ ہم نے کہا اب بھی
لَهٗ اَلْفًا وَّخَمْسَ مِائَةِ رَجُلٍ فَقُلْنَا نَخَافُ وَنَحْنُ اَلْفٌ وَّخَمْسُ مِائَةٍ فَلَقَدْ
خوفزدہ ہیں حالانکہ ہم ڈیڑھ ہزار ہیں۔ ہم نے اپنے کو اس حال میں دیکھا کہ ہم آزمائش میں ڈالے
رَاَيْتُنَا ابْتُلِيْنَا حَتّٰى اَنَّ الرَّجُلَ لَيُصَلِّيْ وَحْدَهٗ وَهُوَ خَائِفٌ۔
گئے۔ یہاں تک کہ ایک شخص اکیلے نماز پڑھتا تو بھی ڈرتا رہتا۔

۱۶۴۸ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ عَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ فَوَجَدْنَاهُمْ
حدیث اعمش سے مروی ہے کہ ہم نے پانچ سو پایا۔ اور ابو معاویہ نے کہا کہ
خَمْسَ مِائَةٍ وَّقَالَ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ مَا بَيْنَ سِتِّ مِائَةٍ اِلٰى سَبْعِ مِائَةٍ۔
چھ سو سے لے کر سات سو تک۔

۱۶۴۷ ـ ۱
تشریحات یہ حدیث سلیمان اعمش سے ان کے تین تلامذہ نے روایت کیا ہے۔ ایک سفیان ثوری نے۔ ان کی روایت یہ ہے کہ کل ڈیڑھ ہزار ہوئے۔ دوسرے ابو حمزہ محمد بن میمون نے۔ ان کی روایت میں ہے کہ چھ سو تھے۔ تیسرے ابو معاویہ نے ان کی روایت میں ہے کہ چھ سو سے لے کر سات سو تھے۔

امام بخاری نے سفیان ثوری کی روایت کو ترجیح اس لئے دی کہ یہ سلیمان اعمش کے تلامذہ میں مطلقاً احفظ ہیں اور ثقہ ہیں۔ ان کی روایت میں زیادتی ہے۔ ثقہ کی زیادتی مقبول ہے۔ ان تینوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ کل مسلمانوں کی تعداد ڈیڑھ ہزار تھی جن میں مرد عورت بچے سبھی تھے۔ اور صرف مردوں کی تعداد چھ سو یا سات سو تھی۔ اور جہاد کے قابل پانچ سو۔

یہ فہرست کب تیار ہوئی تھی۔ اس کی تحقیق نہ ہو سکی۔ شارحین میں سے کچھ نے کہا کہ غزوہ احد کے موقع پر کسی نے کہا۔ غزوہ خندق کے موقع پر کسی نے کہا۔ حدیبیہ کے موقع پر۔ مگر پورا انطباق کسی سے نہیں ہوتا۔ اکیلے نماز پڑھنے کا قصہ کب ہوا۔ اس کی بھی تعیین نہ ہو سکی۔ کسی نے کہا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محاصرے کے ایام میں کسی نے کہا مسلم بن عقبہ کے حملے کے وقت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ ۲۳ بیشک اللہ دین کی مدد فاجر انسان سے کرا لیتا ہے۔

۱۶۴۹ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ
حدیث سعید بن مسیب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ کہ انھوں نے

WWW.NAFSEISLAM.COM

قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ مِّمَّنْ

فرمایا۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک غزوے میں حاضر ہوئے۔ حضور نے

يَدَّعِي الْإِسْلَامَ هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا

ایک اسلام کے دعویدار کے بارے میں فرمایا۔ یہ جہنمی ہے۔ جب لڑائی ہونے لگی تو اس شخص نے بہت زور

شَدِيْدًا فَأَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الَّذِيْ قُلْتَ لَهُ إِنَّهُ مِنْ

کی جنگ کی جس کی وجہ سے اسے زخم پہنچا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! جس کے بارے میں حضور نے فرمایا تھا کہ وہ

أَهْلِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيْدًا وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

جہنمی ہے۔ اس نے آج بہت زوردار لڑائی لڑی ہے۔ اور وہ مرگیا اس پر بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّارِ قَالَ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ أَنْ يَّرْتَابَ

وسلم نے فرمایا۔ وہ جہنمی ہے۔ قریب تھا کہ کچھ لوگ شک میں پڑ جاتے۔ اسی اثنا میں یہ کہا گیا۔ وہ از خود

فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ إِذْ قِيْلَ إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ وَلٰكِنْ بِهِ جِرَاحًا شَدِيْدًا

نہیں مرا ہے۔ اسے سخت زخم پہنچا تھا جب رات ہوئی تو زخم پر صبر نہیں کر سکا۔ اور اپنے آپ کو

فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى

مار ڈالا۔ اس کی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر دی گئی۔ تو فرمایا۔ اللہ اکبر۔ میں گواہی دیتا

اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ فَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ

ہوں کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ پھر بلال کو حکم دیا کہ

وَرَسُوْلُهُ ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَنَادٰى فِي النَّاسِ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا

لوگوں میں منادی کر دیں کہ جنت میں صرف مسلمان ہی داخل ہوگا۔ اور بیشک

نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ وَّأَنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ عہ

اللہ فاجر انسان سے اس دین کی مدد کرا لیتا ہے۔

۱۶۴۹

تشریحات اسی کے مثل حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے جو باب لایقال فلان شہید۔ کے تحت گذر چکی ہے۔ مگر اس حدیث میں جو قصہ مذکور ہے یہ دوسرا ہے۔ یہ غزوہ خیبر میں پیش آیا تھا جیسا کہ مغازی اور قدر کی روایت میں تصریح ہے۔ نیز اس میں یہ ہے۔ کہ اس نے تلوار کھڑی کر کے اس

عہ ثانی مغازی باب غزوہ خیبر ص ۶۰۴ القدر العمل بالخواتیم ص ۹۷۷ مسلم۔ الایمان۔

برگر پڑا تھا۔ اس میں یہ ہے کہ ترکش سے تیر نکال کر نحر کر لیا تھا۔ جیسا کہ دوسرے ابواب کی روایات میں تصریح ہے۔ یہ شخص حقیقت میں مسلمان تھا یا کافر اس کا فیصلہ مشکل ہے۔ مگر ابتدا میں جو فرمایا، لرجل یدعی الاسلام۔ اور اخیر میں جو منادی کرائی اس سے بظاہر یہ متبادر ہوتا ہے۔ کہ یہ حقیقت میں مسلمان نہ تھا۔ اور اخیر میں جو فرمایا۔ بیشک اللہ اس دین کی فاجر انسان سے مدد کرا لیتا ہے اس فاجر کے معنی متعارف کے لحاظ سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ حقیقت میں مسلمان تھا۔ کیونکہ عرف میں فاجر کا اطلاق گنہگار مسلمان پر ہوتا ہے۔ لیکن یہ قطعی نہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔

اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ۔ انفطار بے شک کافر جہنم میں ہیں۔

اور فرمایا

اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ ۔ مطففین بے شک کافروں کے نامۂ اعمال سجین میں ہیں۔

جلالین میں دونوں آیتوں کی تفسیر کفار سے کی ہے۔ اس لئے اس حدیث میں بھی فاجر سے اگر کافر مراد لیا جائے تو کوئی استبعاد نہیں۔

بَابٌ اِذَا غَنِمَ الْمُشْرِكُوْنَ مَالَ الْمُسْلِمِ ثُمَّ وَجَدَهُ الْمُسْلِمُ ۔ ص ۴۳۱

مسلمانوں کا مال مشرکین نے لوٹ لیا۔ پھر اسے مسلمان نے پالیا۔

۱۶۵۰ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ ذَهَبَ
حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ایک گھوڑا بھاگ گیا اور دشمن نے لے لیا۔ پھر
فَرَسٌ لَهٗ فَاَخَذَهُ الْعَدُوُّ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُوْنَ فَرُدَّ عَلَيْهِ فِيْ زَمَنِ
مسلمان اس پر غالب ہوئے تو یہ گھوڑا انھیں واپس دیا گیا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَقَ عَبْدٌ لَهٗ فَلَحِقَ بِالرُّوْمِ فَظَهَرَ
زمانے میں۔ اور ان کا ایک غلام بھاگ کر روم چلا گیا۔ پھر مسلمانوں کو ان پر فتح حاصل
عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُوْنَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ہوئی تو خالد بن ولید نے انھیں واپس کیا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد۔

۱۶۵۰ تشریحات یہ ابن نمیر کی بطریق عبید اللہ روایت ہے۔ اس کے بعد یحییٰ قطان کی انھیں سے یہ روایت ہے۔ اس میں یہ ہے کہ گھوڑا بھی روم چلا گیا تھا۔ اور فتح حاصل کرنے کے بعد خالد بن ولید نے گھوڑا بھی اور غلام بھی حضرت عبد اللہ بن عمر کو واپس کیا۔ اس سے متبادر ہوتا ہے۔ کہ دونوں واقعے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کے ہیں۔ پھر تیسری روایت موسیٰ بن عقبہ کی ہے اس میں ہے کہ یہ دونوں واقعے حضرت صدیق اکبر کے عہد مبارک میں ہوئے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ الْغُلُولِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَىٰ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ص ۴۳۲

مال غنیمت کی چوری اور اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان جو مال غنیمت چوری کرے گا۔ چوری کیے ہوئے مال کے ساتھ قیامت کے دن آئیگا

حدیث ۱۶۵۱

حَدَّثَنِي أَبُو زُرْعَةَ ثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْغُلُولَ فَعَظَّمَهُ وَعَظَّمَ

کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ اور غنیمت میں چوری کو ذکر فرمایا اور اسے بڑا گناہ قرار دیا۔ فرمایا تم میں سے کسی کو

أَمْرَهُ قَالَ لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلَىٰ رَقَبَتِهِ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ عَلَىٰ

اس حال میں قیامت کے دن نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر بکری سوار ہو کر ممیا رہی ہو۔ اس کی

رَقَبَتِهِ فَرَسٌ لَهُ حَمْحَمَةٌ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَغِثْنِي فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ

گردن پر گھوڑا سوار ہو کر ہنہنا رہا ہو۔ اور یہ عرض کرے یا رسول اللہ! میری مدد فرمائیے

لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ وَعَلَىٰ رَقَبَتِهِ بَعِيرٌ لَهُ رُغَاءٌ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

اور میں یہ فرماؤں کہ میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے تم کو پہنچا دیا تھا۔ اور اس کی گردن پر اونٹ ہو جو بلبلا

أَغِثْنِي فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ وَعَلَىٰ رَقَبَتِهِ صَامِتٌ

رہا ہو۔ وہ عرض کرے یا رسول اللہ! میری مدد فرمائیے اور میں فرماؤں۔ میں آج تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا

فَيَقُولُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَغِثْنِي فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ

میں نے پہنچا دیا تھا۔ اور اس کی گردن پر مال و دولت لدا ہو اور عرض کرے یا رسول اللہ! میری مدد فرمائیے اور میں

وَعَلَىٰ رَقَبَتِهِ رِقَاعٌ تَخْفِقُ فَيَقُولُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَغِثْنِي فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ

فرماؤں۔ آج تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے پہنچا دیا تھا اور اس کی گردن پر کپڑے لدے ہوئے ہوں۔ اور

لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ۔ عَنْ ابْنِ حَيَّانَ فَرَسٌ لَهُ حَمْحَمَةٌ۔

وہ عرض کرے یا رسول اللہ! میری مدد فرمائیے۔ میں فرماؤں۔ آج تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے پہنچا دیا تھا۔

تشریحات ۱۶۵۱

غُلُول۔ کے معنی چپکے سے کوئی چیز لے کر اپنے سامان میں ملا دینا۔ مال غنیمت میں سے چرا کر اپنے سامان میں ملا دینا۔ اب یہی معنی عرف میں شائع ذائع ہے۔ اور یہاں یہی مراد ہے۔ لا اُلفین۔ ہمزہ کے فتح کے ساتھ۔ مجرد۔ لقا سے ہمزہ کے ضمہ کے ساتھ باب افعال جس کا مصدر الفاء ہے۔ اور ایک روایت بقاف کے ساتھ لقاء سے لقا ناقص وادی ہے واؤ کو الف سے بدل دیا گیا ہے۔ مجرد سے پانے کے معنی میں

نہیں آتا۔ باب افعال سے اس کا معنی پانا ہے ثُغَاء بکری کی آواز۔ یہ ناقص واوی ہے۔ واو کو ہمزہ سے بدل دیا۔ رُغاء یہ بھی ناقص واوی ہے۔ واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا۔ اونٹ کی بلبلاہٹ۔ صامت وہ مال جس میں روح نہ ہو جیسے سونا چاندی برتن ہتھیار وغیرہ۔ رقاع۔ رقعۃ کی جمع ہے کپڑے کے ٹکڑے مراد مطلقاً کپڑا ہے۔

لَا املك لك بخاری کے تمام شارحین نے بالاتفاق فرمایا۔ کہ یہ ارشاد زجر و توبیخ کے لئے ہے۔ ورنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کے گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ خود ارشاد فرمایا۔ شَفَاعَتِي لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِي [1] میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ کے مرتکبین کے لئے ہے۔ اور فرمایا۔ وصاحب شفاعتہم [2] اور میں ان کی شفاعت والا ہوں۔ اور فرمایا۔ اعطیت الشفاعۃ [3]۔ مجھے شفاعت عطا کی گئی۔

روزمرہ ایسا ہوتا رہتا ہے کہ مثلاً باپ بیٹے کو ایک غلط کام سے منع کرتا رہتا ہے لیکن بیٹا اپنی نالائقی کی وجہ سے باز نہیں آتا۔ اور اس کے وبال میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ جب پھنس جاتا ہے تو باپ کے پاس آتا ہے کہ مدد کیجئے۔ تو باپ غصے میں کہتا ہے۔ بھاگ جاؤ میرے سامنے سے ہٹ جاؤ۔ میں کیا جانوں۔ مجھ سے کیا مطلب میں کیا کر سکتا ہوں۔ مگر پھر ترس آتا ہے تو بیٹے کی ہر طرح مدد کرتا ہے۔ اور بیٹے کو اس مخمصے سے چھڑانے کے لئے پوری جدوجہد کرتا ہے۔

اقول وھو المستعان ۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ ارشاد خاص مال غنیمت میں خیانت کرنے والے یا زکوٰۃ نہ دینے والے کے بارے میں ہو۔ کہ ان کی شفاعت نہیں فرمائیں گے۔ اس پر خاص لفظ۔ لك۔ کی دلالت ظاہر ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ کسی مخصوص جرم کے مرتکب شفاعت سے محروم رہیں۔

بَابُ الْقَلِيْلِ مِنَ الْغُلُوْلِ ص ۴۳۲ غنیمت میں تھوڑی سی چوری۔

۵۶۹ وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ حَرَّقَ مَتَاعَهُ وَهٰذَا اَصَحُّ۔

ت اور حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ روایت نہیں کی ہے۔ کہ حضور نے مال غنیمت میں خیانت کرنے والے کے سامان کو جلا دیا۔ اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

۵۶۹ تشریحات اس باب کے تحت جو حدیث آ رہی ہے۔ اس کے بعض طرق میں یہ ہے۔ کہ اس خیانت کرنے والے کے سامان کو جلا دیا۔ امام بخاری یہ فرماتے ہیں کہ یہ زیادتی صحیح نہیں۔ ان سے مروی نہیں۔

---

[1] ترمذی قیامۃ۔ باب فی الشفاعۃ ص ۶۶ ابن ماجہ الزھد باب ذکر الشفاعۃ ص ۲۳۹ مسند امام احمد جلد ثالث ص ۲۱۳

[2] ترمذی ثانی مناقب ۱۰۲ ابن ماجہ الزھد باب ذکر الشفاعۃ ص ۲۳۹ مسند امام احمد خامس ص ۱۳۷

[3] بخاری تیمم ص ۴۸ الصلوٰۃ۔ باب جعلت لی الارض مسجدا ص ۶۲ مسلم اول مساجد ص ۱۹۹ مسند امام احمد اول ص ۳۱۰ خامس ص ۱۶۲

لہ ابوداؤد اور ترمذی میں بعض احادیث آئی ہیں۔ جن میں مذکور ہے کہ فرمایا مال غنیمت میں خائن کے سامان کو اور بعض روایتوں میں ہے کہ خود اس کو بھی جلا دو۔ مگر یہ روایتیں ضعیف ہیں۔ احکام میں استدلال کے لائق نہیں۔

۱۶۵۲ حدیث عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا

عَنْهُمَا قَالَ كَانَ عَلٰى ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يُقَالُ

سامان چڑھانے اتارنے پر ایک شخص مقرر تھا جس کا نام کرکرہ تھا وہ مر گیا۔ تو نبی صلی اللہ

لَهٗ كِرْكِرَةُ فَمَاتَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ فِي

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ جہنم میں ہے۔ یہ سن کر

النَّارِ فَذَهَبُوْا يَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ فَوَجَدُوْا عَبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا۔ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ

لوگ اس کا سامان دیکھنے لگے۔ تو ایک عبا پائی۔ جو اس نے

اللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ سَلَامٍ كَرْكَرَةُ۔

غنیمت سے چرا لیا تھا۔

۱۶۵۲ تشریحات ثقل سے مراد اہل وعیال اور سامان ہے۔ کرکرہ۔ دونوں کاف کے فتحے اور کسرے دونوں کے ساتھ۔ پہلا را ساکن دوسرا مفتوح۔ یہ حبشی غلام تھے جو لڑائی کے وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سواری کی لگام تھامے رہتے۔ یہ امام واقدی نے کہا۔ ابو سعید نیشاپوری نے شرف المصطفیٰ میں لکھا ہے کہ یہ نوبی تھے۔ یمامہ کے والی ہوذہ بن علی حنفی نے ہدیۃً پیش کیا تھا۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں آزاد کر دیا تھا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

بَابٌ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ   ص ۴۳۳   فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے۔

۱۶۵۳ حدیث سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُوْلُ ذَهَبْتُ مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ إِلٰى عَائِشَةَ وَهِيَ

امام عطاء نے کہا کہ میں عبید بن عمیر کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

مُجَاوِرَةٌ بِثَبِيْرٍ فَقَالَتْ لَنَا انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ مُنْذُ فَتَحَ اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى

کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ کوہ ثبیر پر ٹھہری ہوئی تھیں۔ انھوں نے فرمایا۔ جب اللہ نے اپنے

اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ۔ ؏

نبی پر مکہ فتح فرما دیا تو ہجرت ختم ہو گئی۔

؏ مناقب الانصار باب ہجرۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۵۵۵ ثانی مغازی ص ۶۱۷ لہ ثانی الجہاد باب فی عقوبۃ الغال ص ۱۵

۱۶۵۳ تشریحات دوسرے ابواب میں یہ تفصیل ہے کہ امام عطار نے کہا کہ میں نے ام المومنین سے ہجرت کے بارے میں پوچھا تو فرمایا۔ آج ہجرت نہیں ہے۔ ہجرت اس لئے تھی۔ کہ ایک شخص اپنا دین بچانے کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتا تھا اس ڈر سے کہ کہیں آزمائش میں نہ پڑ جائے۔ آج اللہ نے دین کو غالب فرما دیا ہے مومن جہاں چاہے اپنے رب کی عبادت کرے۔ ہاں جہاد اور نیت باقی ہیں۔

فتح مکہ سے پہلے مدینہ طیبہ اور اس کے ملحقات کے علاوہ جہاں بھی کوئی مشرف باسلام ہوتا۔ اس پر فرض تھا کہ ہجرت کی استطاعت ہو تو مدینہ طیبہ ہجرت کرے۔ فتح مکہ کے بعد یہ مخصوص ہجرت ختم ہو گئی۔ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرض نہ رہی مباح ہے۔ اور بہ نیت حسن مستحسن۔ اور دار الحرب سے دار الاسلام کی طرف ہجرت کبھی فرض کبھی مستحب ہے۔ اگر دار الحرب میں مسلمانوں کو شعائر اسلام پر عمل کرنے سے روکا جاتا ہو یا قتل کیا جاتا ہو۔ یا مال لوٹ لیا جاتا ہو تو دار الاسلام کی طرف واجب ہے ورنہ مستحب۔ پوری تفصیل گذر چکی۔

اس زمانے میں ہجرت اصل حکم یہی ہے۔ مگر اس زمانے میں بین الاقوامی قوانین کی وجہ سے ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانا ممنوع ہے۔ پاسپورٹ اور ویزا کے بغیر کوئی بھی دوسرے ملک میں نہیں جا سکتا وہ بھی ایک محدود مدت تک ٹور و سیاحت کا ویزا بمشکل تین سال کے لئے ملتا ہے۔ مدت پوری ہونے کے بعد اپنے وطن واپس آنا ضروری ہے۔ دوسرے ملک میں رہائش کی اجازت بڑی دقت سے ملتی ہے۔ اس لئے ایک ملک سے دوسرے ملک میں ہجرت تو متعذر ہے۔ البتہ اگر بستی میں مسلمان تھوڑے ہیں اور وہاں کفار سے خطرہ ہے یا ایک بستی کے محلے میں یہ صورت حال ہو تو مسلم اکثریت والے محلوں میں یا بستیوں میں جا کر آباد ہو جانا ضروری ہے۔ جیسا کہ بھاگلپور کے فسادات میں ہوا کہ جہاں مسلمان کمزور تھے وہاں انھیں قتل کیا گیا اور ان کے اموال لوٹے گئے۔ ان کے مکانات جلائے گئے۔ مجبوراً مسلمان اپنی بستیوں کو چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔

باب اِسْتِقْبَالِ الْغُزَاةِ ص ۴۳۳ غازیوں کا استقبال کرنا۔

۱۶۵۴ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَیْرِ لِابْنِ جَعْفَرٍ اَتَذْکُرُ اِذْ
حدیث ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن زبیر نے عبد اللہ بن جعفر سے کہا۔ کیا تم کو
تَلَقَّیْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَاَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ
یاد ہے کہ میں اور تم اور ابن عباس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے نکلے تھے۔ انھوں نے کہا
نَعَمْ فَحَمَلَنَا وَتَرَکَکَ۔ عہ
ہاں یاد ہے۔ حضور نے مجھے اور ابن عباس کو سواری پر بٹھا لیا تھا اور تمہیں چھوڑ دیا تھا۔

عہ ثانی مغازی۔ کتاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی کسریٰ و قیصر ص ۴۳۷ ابوداؤد۔ ترمذی الجہاد

۱۶۵۴ حدیث

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ ذَهَبْنَا نَتَلَقَّى رَسُوْلَ
امام زہری نے کہا کہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ ہم بچوں کے ساتھ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الصِّبْيَانِ اِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ ۔ عہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے ثنیۃ الوداع تک گئے تھے ۔

۱۶۵۳-۵۴ تشریحات پہلی حدیث کا ظاہر مفہوم یہ ہے ۔ کہ فحملنا وترکک ۔ کے قائل عبداللہ بن جعفر ہیں ۔ مسلم میں اس کے برعکس ہے ۔ غالباً راوی سے الٹ پھیر ہوگیا ۔ حضرت سائب بن یزید کا قصہ غزوہ تبوک سے واپسی پر ہوا تھا ۔ جیسا کہ مغازی میں ہے ۔ مَرْجِعَهٗ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ ۔ تبوک سے لوٹتے وقت ۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا رَجَعَ مِنَ الْغَزْوِ ص ۴۳۳ جب غزوے سے لوٹے تو کیا پڑھے ۔

۱۶۵۵ حدیث

ثَنِيْ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم عسفان سے لوٹتے وقت نبی صلی اللہ تعالیٰ
قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَهٗ مِنْ عُسْفَانَ وَرَسُوْلُ
علیہ وسلم کے ساتھ تھے ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی سواری پر تھے اور صفیہ بنت
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَقَدْ اَرْدَفَ صَفِيَّةَ بِنْتَ
حیی کو اپنے ساتھ بٹھایا تھا ۔ حضور کی اونٹنی پھسل گئی ۔ اور سب گر پڑے ۔ ابو طلحہ
حُيَيٍّ فَعَثَرَتْ نَاقَتُهٗ فَصُرِعَا جَمِيْعًا فَاقْتَحَمَ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اپنی سواری سے کود کر بڑھے اور عرض کیا ۔ یارسول اللہ ۔ اللہ عزوجل مجھے آپ پر
جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ قَالَ عَلَيْكَ الْمَرْأَةَ فَقَلَبَ ثَوْبًا عَلٰى وَجْهِهٖ وَاَتَاهَا
قربان کرے کیا حضور کو کچھ چوٹ لگی ہے ؟ فرمایا عورت کو دیکھو ۔ ابو طلحہ نے اپنے
فَاَلْقَاهُ عَلَيْهَا وَاَصْلَحَ لَهُمَا مَرْكَبَهُمَا فَرَكِبَا وَاكْتَنَفْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
چہرے پر کپڑا ڈالا اور صفیہ کے پاس گئے اور ان پر کپڑا ڈال دیا ۔ اور سواری کو درست کر دیا ۔ حضور اور صفیہ
تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ
اس پر سوار ہوگئے اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے جھرمٹ میں لے لیا ۔ جب ہم مدینے کے قریب پہنچے

عہ مسلم فضائل نسائی الحج ۔

لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ ؕ عہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی۔ ہم لوٹنے والے توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں حضور یہ مسلسل دعا پڑھتے رہے یہاں تک کہ مدینہ طیبہ میں داخل ہو گئے۔

تشریحات ١٦٥٥ من عسفان۔ یہ راوی کا تسامح ہے۔ یہ واقعہ خیبر سے واپسی میں پیش آیا تھا۔ اس لئے کہ ام المومنین حضرت صفیہ خیبر ہی میں حرم میں داخل ہوئی تھیں۔ اور عسفان کی طرف نہضت بنی لحیان کی سرکوبی کے لئے سنہ ٦ھ میں ہوئی تھی۔ اور غزوہ خیبر سنہ ٧ھ میں اس کے بعد ہوا تھا۔ خیبر سے واپسی ہی میں حضرت صفیہ ہمراہ رکاب اقدس تھیں۔

اس حدیث میں صحابہ کرام کی ذہانت اور حسن ادب کا نادر نمونہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو طلحہ سے فرمایا۔ عورت کو دیکھو۔ تو پہلے اپنے چہرے پر کپڑا ڈال لیا۔ پھر ام المومنین کی طرف بڑھے۔ مبادا ان پر نظر نہ پڑے۔ اور پھر ان پر کپڑا ڈال دیا۔

بَابُ الطَّعَامِ عِنْدَ الْقُدُوْمِ ص ٣٣٤ کہیں سے واپسی پر کھانا کھلانا۔

٥٧٠ ت وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُفْطِرُ لِمَنْ يَغْشَاهُ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے یہاں آنے والوں کے لئے روزہ نہ رکھتے۔

تشریحات ٥٧٠ اس تعلیق کو قاضی اسماعیل نے احکام میں روایت کیا ہے۔ پورا مضمون یہ ہے نافع کہتے ہیں۔ کہ حضرت ابن عمر جب مقیم ہوتے تو روزہ رکھتے۔ اور سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھتے۔ جب کہیں سے آتے تو چند دن آنے جانے والوں کی خاطرداری کے لئے روزہ نہ رکھتے۔ پھر رکھنے لگتے۔

حدیث ١٦٥٦ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ نَحَرَ

تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ واپس آئے تو ایک اونٹ یا گائے ذبح فرمایا۔ معاذ نے شعبہ

جَزُوْرًا اَوْ بَقَرَةً وَزَادَ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَارِبٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ

عن محارب عن جابر بن عبد اللہ جو روایت کی اس میں یہ زائد ہے۔ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عہ اس کے متصل۔ ثانی الادب باب قول الرجل جعلنی اللہ فداک ص ۹۱۳ اللباس باب ارداف المرأۃ خلف الرجل ص ۸۸۲ مسلم المناسک نسائی الحج۔

اشْتَرٰی مِنِّیْ بَعِیْرًا بِوُقِیَّتَیْنِ وَدِرْھَمٍ اَوْ دِرْھَمَیْنِ فَلَمَّا قَدِمَ صِرَارًا اَمَرَ
نے مجھ سے دو اوقیہ اور ایک درہم یا دو درہم کے عوض اونٹ خریدا۔ جب صرار پہنچے تو ایک
بِبَقَرَۃٍ فَذُبِحَتْ فَاَکَلُوْا مِنْھَا فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ اَمَرَنِیْ اَنْ آتِیَ الْمَسْجِدَ
گائے ذبح کرنے کا حکم دیا جسے لوگوں نے کھایا۔ جب مدینہ تشریف لائے تو مجھے حکم دیا کہ مسجد
فَاُصَلِّیَ رَکْعَتَیْنِ وَوَزَنَ لِیْ ثَمَنَ الْبَعِیْرِ۔ عہ
میں حاضر ہو کر دو رکعت نماز پڑھو اور مجھے اونٹ کی قیمت تول دی۔

تشریحات ١٦٥٦ صرار۔ مدینے سے تین میل کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام ہے۔ ابو عبید بکری نے کہا کہ حرہ راقم کی جانب ایک پرانے کنوئیں کا نام ہے۔ یہ واقعہ اس سفر سے واپسی میں درپیش ہوا تھا جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جابر سے اونٹ خریدا تھا۔ جس کا مفصل بیان گذر چکا۔

بابُ فَرْضِ الْخُمُسِ ص ۴۳۴ خمس کا فرض ہونا

توضیح باب خمس سے مراد مال غنیمت کا پانچواں حصہ ہے۔ اس سلسلے میں ارشاد ہے۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ
خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی
وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ
بِاللّٰہِ وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ
یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ۔ انفال ۴۱

جان لو کہ تم نے جو کچھ بھی غنیمت حاصل کی ہے۔ اس
کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول اور قرابت والوں
اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے لئے ہے۔
اگر تم اللہ پر اور اس پر ایمان لائے ہو جو ہم نے فیصلے کے
دن اتارا۔ جس دن دونوں فوجیں لڑی تھیں۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ مال غنیمت سے خمس نکال کر بقیہ چار حصے مجاہدین پر تقسیم کر دیئے جائیں۔ عہد رسالت میں ارشاد مذکور کے مطابق اس خمس کے پانچ حصے کئے جاتے۔ ایک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے۔ ایک بنی ہاشم اور بنی مطلب کے لئے جو حضور کے قرابت دار تھے جنھوں نے زمانہ کفر میں بھی ہمیشہ حضور کی حمایت کی تھی۔ بنی عبد شمس اور بنی نوفل اس کے مستحق نہیں۔ اگرچہ یہ لوگ بھی قرابت دار ہیں۔ اس وجہ سے کہ انھوں نے ہمیشہ مخالفت کی یہاں تک کہ مکہ فتح ہوا۔ ایک یتیموں کے لئے اور ایک محتاجوں کے لئے اور ایک مسافروں کے لئے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حضور کا حصہ اور بنی ہاشم اور بنی مطلب کا حصہ ساقط ہو گیا۔ اس لئے کہ ان کا حق صرف قرابت کی وجہ سے نہ تھا۔ ورنہ بنی عبد شمس اور بنی نوفل کو بھی ملتا۔ بلکہ قرابت کے ساتھ ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت کی بنا پر تھا۔ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے تو

عہ ابو داؤد اطعمہ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت کی وجہ سے جو استحقاق تھا باقی نہ رہا۔

ظاہر یہی ہے کہ غزوۂ بدر میں خمس نکالا گیا تھا۔ اس کی دلیل مندرجہ حدیث ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔

اَعْطَانِیْ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰہُ عَلَیْہِ مِنَ الْخُمُسِ یومئذ[1] اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس دن خمس میں سے ایک اور اونٹنی دی تھی۔

ابوداؤد میں، اعطانی شارفا الخ ہے اور مجھے ایک تندرست اونٹنی دی۔

اور ظاہر یہی ہے کہ یومئذ۔ افاء۔ کا ظرف ہے یعنی اس دن جو خمس سے اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا تھا اس میں سے ایک اونٹنی دی تھی۔

یہ اس کے معارض نہیں جو امام ابن اسحٰق امام احمد امام حاکم نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ کہ انھوں نے فرمایا۔ جب ہم نے غزوہ بدر کی غنیمت میں اختلاف کیا۔ اور بد خلقی کی تو اللہ عزوجل نے اسے ہم سے چھین لیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دے دیا۔ حضور نے اسے برابر لوگوں پر تقسیم فرمادیا[2]۔ اس کی توجیہ یہ ہے کہ خمس نکالنے کے بعد جو بچا اسے تقسیم فرمایا۔

اور جو اہل سیر سے منقول ہے کہ غزوۂ بدر کے موقع پر خمس فرض نہیں ہوا تھا۔ یہ بخاری ابوداؤد و صحیحین کی روایت کے معارض ہونے کی وجہ سے مرجوح ہے۔

اسماعیل قاضی نے کہا کہ خمس واقعہ بنی قریظہ کے وقت فرض ہوا۔ اس کے پہلے نہیں تھا کچھ لوگوں نے کہا کہ اس کے بعد نازل ہوا۔ خمس نکالنے کی تصریح سب سے پہلے حنین کے موقع پر ملتی ہے۔

کچھ لوگوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد میں خمس سے مراد وہ خمس ہے جو حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے سریے میں نکالا تھا۔ جو بدر سے دو ماہ قبل رجب میں پیش آیا تھا۔ انھیں نے اس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے خمس نکالا تھا۔ اس تقدیر پر مغازی اور ابوداؤد کی روایتوں میں "یومئذ" اعطانی کا ظرف ہوگا۔ مگر یہ مستبعد ہے۔ غزوہ بدر کے موقع پر اس خمس میں سے دینے کا قول کس کی سمجھ میں آسکتا ہے؟

علاوہ ازیں سورہ انفال میں اموال غنیمت کے مصارف کی تفصیل ہے۔ اور یہ سورۃ زیادہ تر بدر کے احوال پر مشتمل ہے۔ بلکہ اس صورت کا شان نزول ہی یہی ہے۔ جیسا کہ ابھی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث گذری۔ اس سورہ کی ابتدا میں فرمایا گیا۔

قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ فرمادو مال غنیمت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔

---

[1] مغازی غزوہ بدر باب ص ۵۱۷ [2] ابوداؤد ثانی باب بیان مواضع قسم الخمس ص ۹۳ [3] فتح الباری سادس ص ۱۸۹

یہ اجمالی حکم تھا۔ تفصیل اکتالیسویں آیت ۔ وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ الآیہ میں ذکر کردی۔

۱۶۵۷ حدیث ثنی عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ اَنَّ الْحُسَیْنَ بْنَ عَلِیٍّ رَّضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا

حضرت امام زین العابدین علی بن حسین نے حدیث بیان کی۔ کہ حسین بن علی رضی اللہ

اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَلِیًّا قَالَ کَانَتْ لِیْ شَارِفٌ مِّنْ نَّصِیْبِیْ مِنَ الْمَغْنَمِ یَوْمَ بَدْرٍ وَّکَانَ

تعالیٰ عنہما نے انھیں خبر دی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا۔ کہ میرے پاس طاقت ور اونٹنی

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَانِیْ شَارِفًا مِّنَ الْخُمُسِ فَلَمَّا اَرَدْتُّ اَنْ

تھی جو بدر کی غنیمت میں مجھے ملی تھی۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے خمس سے ایک اور اونٹنی دی تھی۔

اَبْتَنِیَ بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَعَدْتُّ رَجُلًا

جب میں نے فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ زفاف کا ارادہ کیا۔ تو میں نے بنو قینقاع

صَوَّاغًا مِّنْ بَنِیْ قَیْنُقَاعَ اَنْ یَّرْتَحِلَ مَعِیَ فَنَاْتِیَ بِاِذْخِرٍ اَرَدْتُّ اَنْ اَبِیْعَهٗ مِنَ

کے ایک سنارے معاملہ طے کیا کہ وہ میرے ساتھ چل کر اذخر لائے گا جسے سناروں کے ہاتھ

الصَّوَّاغِیْنَ وَاَسْتَعِیْنَ بِهٖ فِیْ وَلِیْمَةِ عُرُسِیْ فَبَیْنَا اَنَا اَجْمَعُ لِشَارِفَیَّ مَتَاعًا

بیچوں گا۔ اور شادی کے ولیمے میں اسے صرف کروں گا۔ میں اپنی دونوں اونٹنیوں کے لئے کاٹھی

مِنَ الْاَقْتَابِ وَالْغَرَائِرِ وَالْحِبَالِ وَشَارِفَایَ مُنَاخَتَانِ اِلٰی جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ

بوریاں، رسیاں جمع کرنے میں لگا تھا۔ اور میری دونوں اونٹنیاں انصار کے ایک صاحب

مِّنَ الْاَنْصَارِ فَرَجَعْتُ حِیْنَ جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ فَاِذَا شَارِفَایَ قَدْ اُجِبَّتْ

کے گھر کے پہلو میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ جب میں نے سامان جمع کر لیا۔ تو لوٹا اب دیکھتا ہوں کہ

اَسْنِمَتُهُمَا وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُمَا وَاُخِذَ مِنْ اَکْبَادِهِمَا فَلَمْ اَمْلِکْ عَیْنَیَّ حِیْنَ

میری دونوں اونٹنیوں کے کوہان کاٹ لئے گئے ہیں اور کولے پھاڑ کر کلیجے نکال لئے گئے ہیں۔ یہ

رَاَیْتُ ذٰلِکَ الْمَنْظَرَ مِنْهُمَا فَقُلْتُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا فَقَالُوْا فَعَلَ حَمْزَةُ بْنُ

دیکھ کر میں آنکھوں پر قابو نہیں پاسکا۔ میں نے پوچھا یہ کس نے کیا ہے۔ تو لوگوں نے بتایا کہ حمزہ

عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُوَ فِیْ هٰذَا الْبَیْتِ فِیْ شَرْبٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰی

بن عبد المطلب نے۔ وہ اس گھر میں انصار کی پینے کی مجلس میں ہیں۔ میں وہاں سے چلا

أَدْخُلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ
تاکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں۔ جب میں حاضر خدمت ہوا
فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِيَ الَّذِي لَقِيتُ فَقَالَ
تو زید بن حارثہ وہاں موجود تھے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے صدمے کو میرے
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا رَأَيْتُ
چہرے سے پہچان لیا دریافت فرمایا۔ تمہارا کیا حال ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج کے
كَالْيَوْمِ قَطُّ عَدَا حَمْزَةُ عَلٰى نَاقَتَيَّ فَاجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا
دن میں نے جو دیکھا ہے کبھی نہیں دیکھا۔ حمزہ نے میری اونٹنیوں پر تعدی کی ہے۔ ان کے
وَهَا هُوَ ذَا فِي بَيْتٍ مَعَهٗ شَرْبٌ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
کوہان کاٹ لئے ہیں۔ اور کوکھے پھاڑ دیئے ہیں۔ وہ اس گھر میں بیٹھے شراب پی رہے ہیں۔
بِرِدَائِهٖ فَارْتَدٰى ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهٗ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتّٰى
یہ سن کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی چادر منگائی اوڑھ لی۔ پھر چلے۔ میں اور زید
جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنُوا لَهُمْ فَإِذَا هُمْ شَرْبٌ
بن حارثہ بھی پیچھے ہو لئے اس گھر میں تشریف لائے جس میں حمزہ تھے۔ حضور نے اذن طلب
فَطَفِقَ رَسُولُ اللّٰهِ يَلُومُ حَمْزَةَ فِيمَا فَعَلَ فَإِذَا حَمْزَةُ قَدْ ثَمِلَ مُحْمَرَّةً
فرمایا تو اندر والوں نے اذن دیا۔ جب حضور اندر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ وہ لوگ شراب پی رہے ہیں۔
عَيْنَاهُ فَنَظَرَ حَمْزَةُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ
حمزہ نے جو کچھ کیا تھا اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حمزہ کو ملامت کرنے لگے۔
صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلٰى رُكْبَتِهٖ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلٰى سُرَّتِهٖ ثُمَّ
اور حمزہ نشے میں ہیں ان کی آنکھیں سرخ ہیں حمزہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِأَبِي
دیکھا پھر نظر اٹھائی اور حضور کے گھٹنے کو دیکھا پھر نظر اور اوپر کی اور ناف کو دیکھا۔ پھر اور
فَعَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَدْ ثَمِلَ فَنَكَصَ رَسُولُ
اوپر اٹھائی اور حضور کے چہرۂ انور کو دیکھا۔ پھر کہا تم لوگ میرے باپ کے غلام ہی نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ

اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی عَقِبَیْہِ الْقَہْقَرٰی فَخَرَجْنَا مَعَہٗ۔

تعالیٰ علیہ وسلم نے جان لیا کہ یہ اس وقت مست ہیں تو الٹے قدم لوٹ آئے اور ہم لوگ بھی چلے آئے۔

۱۶۵۷ تشریحات

اس حدیث کا جز کتاب البیوع[1] میں گذر چکا ہے۔ یہ حدیث مساقاۃ اور مغازی میں بھی ہے کچھ تغیر اور کمی زیادتی کے ساتھ۔ مساقاۃ[2] اور مغازی میں یہ زائد ہے۔

بس گھر کے پاس وہ اونٹنیاں بیٹھی ہوئی تھیں اس میں حمزہ بن عبد المطلب شراب پی رہے تھے اور ان کی ایک گانے والی لونڈی تھی۔ اس نے یہ شعر پڑھا۔

اَلَا یَاحَمْزَ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ

یہ سن کر حمزہ تلوار لے کر کودے اور ان کے کوہان کاٹ ڈالے اور کولہے پھاڑ دیئے اور ان کے کلیجے نکال لیے۔

یہ ایک لمبے قصیدے کا مطلع ہے۔ اس کے بعد کے اشعار یہ ہیں۔

وَھُنَّ معقلات بالفناء	یہ اونٹنیاں صحن میں بندھی ہوئی ہیں
ضع السکین فی اللبات منھا	ان کی گردن پر چھری رکھ اے حمزہ
وَضَرِّجھن حَمزۃ بالدماء	انھیں خون سے لتھیڑ دے اور ان
وعجل من اطائبھا لِشَرب	کی عمدہ عمدہ چیزیں جلدی سے ساتھ ساتھ پینے والوں
قدیرًا من طبیخ او شواء	کے لئے ہانڈی میں پکا ہوا یا بھنا ہوا۔

شُرُف۔ شارف کی جمع طاقت ور اونٹنی۔ **نواء**۔ نادیہ کی جمع موٹی تندرست۔ **معقلات**۔ عقال سے بندھی ہوئی۔ **لَبَات**۔ لَبَۃ کی جمع۔ **ضَرِّج**۔ **تضریج**۔ کسی کو خون سے آلودہ کرنا۔ **شَرب**۔ ساتھ بیٹھ کر شراب پینے والے۔ **قدیرًا**۔ ہانڈی میں پکا ہوا گوشت ایک روایت **قدیدًا** کی بھی ہے۔ بوٹی۔

معجم الشعراء میں ہے کہ یہ قصیدہ عبد اللہ بن سائب بن ابو سائب کا ہے۔ مساقات کی روایت میں صائغ کی جگہ ایک نسخہ طابع اور ایک طالع کا بھی ہے اس سے مراد رہنما ہے۔

عبید لِابی۔ مساقات کی روایت لِآبائی ہے۔ حضرت عبد المطلب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جد کریم ہیں۔ اور دادا بمنزلہ آقا کے ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے وہ عرض کر دیا۔ وہ بھی نشے کی حالت میں۔ غالباً نشے میں یہ ترنگ پیدا ہو گئی کہ ان اونٹنیوں پر میرا حق تھا۔ اس کو مستی میں ان الفاظ سے تعبیر کر دیا۔

یہ قصہ شراب کی تحریم سے پہلے کا ہے۔ اور اسی طرح غنا کی بھی تحریم سے قبل کا ہے شراب کی حرمت غزوۂ احد کے بعد نازل ہوئی ہے۔ ابن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد میں حمزہ سے ان اونٹنیوں کی قیمت حضرت علی کو دلوائی۔

---

[1] نزہۃ القاری خامس ص۱۸۰ [2] جلد اول ص۳۲۰ ثانی ص۵۷۱

حدیث ۱۶۶۰

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ فَاطِمَةَ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَتْ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ تَسْئَلُهُ

کی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پیغام بھیجا۔

مِيْرَاثَهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ

جس میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی میراث کا مطالبہ کیا۔ جو مدینے اور فدک میں

عَلَيْهِ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّ رَسُوْلَ

بطور فی اور خیبر کے خمس کے مابقی میں حضور کو ملا تھا۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ اِنَّمَا يَاْكُلُ

فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں۔ ہم جو کچھ

اٰلُ مُحَمَّدٍ فِيْ هٰذَا الْمَالِ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا اُغَيِّرُ شَيْئًا مِّنْ صَدَقَةِ رَسُوْلِ

چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ اور آل رسول اس مال سے کھاتے رہیں گے اور میں خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِيْ كَانَ عَلَيْهَا فِيْ عَهْدِ

تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ کو اس حالت سے ذرہ برابر نہیں بدلوں گا۔ جس پر وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَاَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهٖ

علیہ وسلم کے زمانے میں تھا اور حضرت سیدہ فاطمہ کو ان میں سے کچھ بھی دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَبٰى اَبُوْبَكْرٍ اَنْ يَّدْفَعَ اِلٰى

حضرت فاطمہ حضرت ابو بکر سے ناراض ہو گئیں۔ اور ان سے بولنا چھوڑ دیا۔ وفات کے وقت تک نہیں

فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فِيْ ذٰلِكَ فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ

بولیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں۔ جب ان کی وفات ہوئی

تُكَلِّمْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ

تو حضرت علی نے انھیں رات میں دفن کر دیا۔ اور حضرت ابو بکر کو خبر نہیں کی۔ اور حضرت

اَشْهُرٍ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيٌّ لَيْلًا وَّلَمْ يُؤْذِنْ لَهَا اَبِيْ بَكْرٍ

علی نے نماز جنازہ پڑھی۔ حضرت فاطمہ کی حیات میں حضرت علی کی لوگوں میں ایک

وَصَلّٰی عَلَیْهَا وَكَانَ لِعَلِیٍّ مِنَ النَّاسِ وَجْهٌ حَیَاةَ فَاطِمَةَ فَلَمَّا تُوُفِّیَتِ اسْتَنْكَرَ

وت تھی۔ جب ان کا وصال ہو گیا۔ تو حضرت علی نے لوگوں کے رویے کو بدلا ہوا دیکھا۔ تو حضرت

عَلِیٌّ وُجُوْهَ النَّاسِ فَالْتَمَسَ مُصَالَحَةَ اَبِیْ بَكْرٍ وَّمُبَایَعَتَهٗ وَلَمْ یَكُنْ یُبَایِعُ

ابو بکر سے صلح کرنی چاہی اور ان کی بیعت بھی۔ ان چھ مہینوں میں بیعت نہیں کی تھی۔ حضرت علی

تِلْكَ الْاَشْهُرَ فَاَرْسَلَ اِلٰی اَبِیْ بَكْرٍ اَنِ ائْتِنَا وَلَا یَاْتِنَا اَحَدٌ مَّعَكَ كَرَاهِیَةً

نے حضرت ابو بکر کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ آ جائیں اور کسی کو ساتھ نہ لائیں۔ یہ اس لئے کہلایا کہ کہیں حضرت

لِیَحْضُرَ عُمَرُ فَقَالَ عُمَرُ لَا وَاللّٰهِ لَا تَدْخُلُ عَلَیْهِمْ وَحْدَكَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ

عمر بھی ساتھ نہ آ جائیں۔ اس پر حضرت عمر نے کہا خدا کی قسم آپ وہاں تنہا نہ جائیں۔ حضرت ابو بکر نے

وَمَا عَسَیْتُهُمْ اَنْ یَّفْعَلُوْهُ بِیْ وَاللّٰهِ لَاٰتِیَنَّهُمْ فَدَخَلَ عَلَیْهِمْ اَبُوْ بَكْرٍ فَتَشَهَّدَ

فرمایا۔ وہ لوگ میرے ساتھ کوئی برا سلوک نہیں کریں گے۔ بخدا میں ضرور جاؤں گا۔ حضرت ابو بکر ان کے

عَلِیٌّ فَقَالَ اِنَّا قَدْ عَرَفْنَا فَضْلَكَ وَمَا اَعْطَاكَ اللّٰهُ وَلَمْ نَنْفَسْ عَلَیْكَ خَیْرًا

یہاں تشریف لے گئے۔ تو حضرت علی نے پہلے شہادتین پڑھا اور فرمایا۔ ہم آپ کی فضیلت کو بھی جانتے ہیں۔

سَاقَهُ اللّٰهُ اِلَیْكَ وَلٰكِنَّكَ اسْتَبْدَدْتَ عَلَیْنَا بِالْاَمْرِ وَكُنَّا نَرٰی لِقَرَابَتِنَا مِنْ

اور اللہ نے جو کچھ آپ کو عطا فرمایا ہے اسے بھی جانتے ہیں۔ لیکن آپ نے اس معاملے میں (میری دانست میں)

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَصِیْبًا حَتّٰی فَاضَتْ عَیْنَا اَبِیْ بَكْرٍ فَلَمَّا

ہماری حق تلفی کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت کی وجہ سے ہم بھی اس میں اپنا حق جانتے تھے

تَكَلَّمَ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

یہ سن کر حضرت صدیق اکبر کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ پھر ابو بکر نے گفتگو شروع کی اور فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس

تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِیْ وَاَمَّا الَّذِیْ شَجَرَ

کے قبضے میں میری جان ہے۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت کے ساتھ اچھا سلوک کرنا

بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْاَمْوَالِ فَاِنِّیْ لَمْ اٰلُ فِیْهَا عَنِ الْخَیْرِ وَلَمْ اَتْرُكْ

بہ نسبت اپنی قرابت کے زیادہ پسند ہے۔ اور یہ جو میرے اور آپ کے درمیان مالوں کے بارے

اَمْرًا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُهٗ فِیْهَا اِلَّا صَنَعْتُهٗ

میں نزاع پیدا ہو گئی ہے۔ تو آپ یقین کریں میں نے اس خصوص میں بہتر پر عمل کرنے میں

فَقَالَ عَلِیٌّ لِاَبِیْ بَکْرٍ مَوْعِدُکَ الْعَشِیَّةَ لِلْبَیْعَةِ فَلَمَّا صَلّٰی اَبُوْبَکْرٍ الظُّهْرَ

کوتاہی نہیں کی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو کام بھی کرتے دیکھا ہے ان میں سے کسی کو نہیں چھوڑا ہے۔ اب

رَقِیَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَتَشَهَّدَ وَذَکَرَ شَانَ عَلِیٍّ وَتَخَلُّفَهٗ عَنِ الْبَیْعَةِ وَعُذْرَهٗ

حضرت علی نے حضرت ابو بکر سے کہا دو پہر بعد بیعت کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ حضرت ابو بکر نے جب ظہر پڑھ لی تو منبر

بِالَّذِیْ اعْتَذَرَ اِلَیْهِ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَتَشَهَّدَ عَلِیٌّ فَعَظَّمَ حَقَّ اَبِیْ بَکْرٍ

پر تشریف لے گئے اور شہادتین پڑھا اور حضرت علی کی شان بیان فرمائی اور بیعت نہ کرنے کو بھی۔ اور انہوں نے جو عذر

وَحَدَّثَ اَنَّهٗ لَمْ یَحْمِلْهُ عَلَی الَّذِیْ صَنَعَ نَفَاسَةً عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَلَا اِنْکَارًا

بیان فرمایا تھا اسے بھی۔ پھر استغفار پڑھا اور حضرت علی نے شہادتین پڑھی اور حضرت ابو بکر کے حق کی عظمت بیان کی اور یہ کہ

لِلَّذِیْ فَضَّلَهُ اللّٰهُ بِهٖ وَلٰکِنْ کُنَّا نَرٰی لَنَا فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ نَصِیْبًا وَاسْتَبَدَّ

انہوں نے جو کچھ کیا اس کا سبب ابو بکر سے حسد یا اللہ نے انھیں جو فضیلت دی ہے اس سے انکار نہیں۔ وجہ یہ تھی کہ ہم اپنی

عَلَیْنَا فَوَجَدْنَا فِیْ اَنْفُسِنَا فَسُرَّ بِذٰلِکَ الْمُسْلِمُوْنَ وَقَالُوْا اَصَبْتَ وَکَانَ

دانست میں یہ جانتے تھے کہ اس معاملے میں ہمارا بھی کچھ حق ہے جس سے انہوں نے ہمیں محروم کر دیا ہے۔ اس پر ہمیں تکلیف تھی۔ یہ

الْمُسْلِمُوْنَ اِلٰی عَلِیٍّ قَرِیْبًا حِیْنَ رَاجَعَ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ۔ عہ

سن کر تمام مسلمان خوش ہو گئے اور سب نے کہا آپ نے درست فرمایا۔ حضرت علی نے جب اس بات کو تسلیم کر لیا جو حقیقت میں اچھی تھی تو مسلمان ان کے قریب ہو گئے۔

تشریحات **۱۶۵۸** چونکہ مغازی کی روایت میں زیادہ تفصیل اور جامعیت تھی اس لئے ہم نے اسی کو لیا۔ فرائض کی روایت میں یہ ہے کہ مذکورہ بالا سوال کرنے والوں میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔

فدک مدینہ طیبہ سے دو یا تین منزل پر خیبر کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔ خیبر کے بعد وہاں کے باشندوں نے اس شرط پر صلح کی تھی کہ ہم اپنی زمین کی پیداوار کا نصف حصہ خدمت اقدس میں پیش کرتے رہیں گے۔

مما افاء اللہ علیہ بالمدینۃ اَفَاءَ کا مصدر فَیْئٌ ہے۔ اس سے مراد کفار کے وہ اموال ہیں جو لڑائی کے بغیر مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔ اسی میں خراج اور جزیے کی رقوم بھی داخل ہیں۔ فَیْئٌ کل کا کل بیت المال میں جمع ہوگا۔ اس بارے میں ارشاد ہے۔

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَیْهِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ وَّلٰکِنَّ اللّٰهَ یُسَلِّطُ

ان (بنو نضیر) سے اللہ نے اپنے رسول کو جو کچھ دلایا۔ ان پر تم نے نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ ہاں اللہ

عہ ثانی مغازی غزوۂ خیبر ص۶۰۹ الجہاد باب فرض الخمس ص۴۳۵ المناقب باب مناقب قرابۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص۵۲۶ الفرائض باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماترکنا صدقۃ ص۹۹۵

رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۔ حشر آیت ۶ — اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے قابو دیدیتا ہے۔

سنہ ۴ھ میں بنی نضیر کی غداری کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ فرمالیا۔ یہ محاصرہ پندرہ دن تک رہا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اب نجات کی صورت نہیں۔ تو یہ کہلایا۔ کہ ہماری جانوں سے کوئی تعرض نہ کیا جائے ہمیں یہ اجازت دی جائے کہ ہم اپنے ساتھ اپنے مال ومتاع میں سے جتنا لے جاسکیں لے جائیں۔ اور ہمیں مدینے سے چلے جانے دیا جائے۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غایت کرم سے منظور فرمالیا۔ بنی نضیر نے مدینہ طیبہ خالی کردیا۔ ان کے جو مال ومتاع زمین باغ بچے وہ خاص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تصرف میں آئے۔ ان کی بستی مدینہ طیبہ سے دو میل کی دوری پر تھی۔ چونکہ صحابہ کرام پیدل ہی گئے تھے صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سواری پر تشریف لے گئے تھے۔ اس لئے فرمایا گیا۔ کہ تم نے ان پر نہ گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ۔

علاوہ زمین اور مکان کے اور دیگر سامان کے پچاس زرہیں۔ پچاس خود چار سو تلواریں چھوڑ گئے تھے۔ بنی نضیر کے اموال میں سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجاہدین کو کچھ نہیں دیا۔ صرف دو یا تین انتہائی تنگدست انصار کو کچھ عطا فرمایا۔

بنی نضیر کے زمین اور باغ کے علاوہ مدینہ طیبہ میں مخیریق کے سات باغات تھے۔ جو بنی نضیر کے محلے میں تھے۔ یہ یہودی تھے غزوہ احد کے دن مسلمان ہوئے اور یہ ساتوں باغات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نذر کردیئے۔ اس کے علاوہ کچھ اور اراضی تھیں جو انصار کرام نے نذر کی تھیں۔ امام قاضی عیاض نے فرمایا کہ مدینہ طیبہ کی املاک سے یہ تینوں قسم مراد ہوسکتے ہیں۔

فدک ۔ مدینہ طیبہ سے دو یا تین منزل کے فاصلے پر خیبر کے قریب یہ زمین تھی۔ خیبر کے بعد یہاں کے باشندوں نے اس شرط پر صلح کرلی تھی کہ نصف زمین حضور کی نذر ہے۔

علاوہ ازیں وادی القری کی ایک تہائی زمین اور خیبر کے قلعوں میں سے وطیح اور سلالم بطور صلح فتح ہوئے تھے۔ یہ سب فئی تھا۔ خیبر کا خمس بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے خاص تھا۔ جن سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا اور اپنی ازواج مطہرات کا خرچ چلاتے اور جو بچتا اس کو عام مسلمانوں کی ضرورتوں میں صرف فرماتے۔ حضرت سیدہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان سب کو میراث سمجھا اور اپنا اپنا حق طلب کیا۔

لانورث ۔ حضرت سیدہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک یہ حدیث نہیں پہنچی تھی۔ آپ نے آیت میراث کے پیش نظر اپنا مطالبہ پیش فرمایا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث سنائی۔ "ہم انبیائے کرام کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو مال چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہے" صحیح اور معتبر روایات کے مطابق حضرت سیدہ اور حضرت عباس نے یہ سن کر سکوت فرمایا۔ اس کی تردید میں کچھ نہیں فرمایا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ انہوں نے اس حدیث کی صحت کو تسلیم فرمالیا۔ آگے حدیث آرہی ہے۔ کہ اس کی صحت کو خود حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے صحابۂ کرام کی موجودگی میں تسلیم فرمایا۔ علاوہ ان دو بزرگوں کے اور متعدد صحابہ کرام سے یہ حدیث مروی ہے۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ خود

رافضیوں کی کتابوں سے اس کا مضمون ثابت ہے۔ اصول کافی باب العلم والمتعلم میں ہے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درهما ولکن اورثوا العلم فمن اخذه منه اخذ بحظ وافر۔

ابو عبد اللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء کرام دینار و درہم میراث نہیں چھوڑتے ہاں علم ان کی میراث ہے۔ اس لئے جس نے علم حاصل کیا اس نے بہت حصہ پالیا۔

اسی باب کے صفۃ العلم میں ہے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان العلماء ورثۃ الانبیاء وذلک ان الانبیاء لم یورثوا درهما ولا دینارا وانما ورثوا احادیث من احادیثهم فمن اخذ بشیء منها فقد اخذ حظا وافرا۔

ابو عبد اللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ اور یہ اسی بنا پر ہے کہ انبیاء درہم اور دینار میراث نہیں چھوڑتے وہ صرف اپنی حدیثیں میراث چھوڑتے ہیں تو جس نے انہیں حاصل کرلیا اس نے بہت حصہ پالیا۔

ان شیعی روایت میں صراحۃً درہم و دینار کے میراث نہ چھوڑنے کا تذکرہ ہے اس کا شبہ ہو سکتا تھا کہ درہم و دینار کے علاوہ آراضی وغیرہ میراث چھوڑتے ہوں۔ اس کا قلع قمع لفظ "انما" نے کردیا۔ یہ کلمہ حصر ہے۔ جس کا مفاد یہ ہوا کہ انبیاء کرام اپنی میراث میں صرف اپنی احادیث چھوڑتے ہیں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں چھوڑتے ہیں۔ اس سے ثابت کہ انبیاء کرام کی میراث صرف علم ہے۔ نہ درہم ہے نہ دینار ہے نہ آراضی ہیں۔ نہ اور کچھ مال و متاع۔

رافضیوں کے اصول کے مطابق قرآن مجید کے صریح منطوق کے مقابل ائمہ کے ارشادات اور ان کی مرویات راجح ہیں۔ اس لئے کسی رافضی کو یہ حق نہیں کہ وہ یہ کہہ کر اس حدیث کو ناقابل قبول قرار دے کہ یہ آیت میراث کے معارض ہے۔ اور ہم اہل سنت کے اصول کے مطابق چونکہ یہ حدیث مشہور ہے۔ اس لئے اس سے کتاب اللہ کی تخصیص جائز ہے۔

ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہ حضرت ابو بکر کے پاس آئیں اور فرمایا آپ کا کون وارث ہوگا۔ انہوں نے فرمایا۔ میرے اہل میری اولاد، حضرت فاطمہ نے فرمایا۔ پھر کیا بات ہے کہ میں اپنے والد کی وارث نہیں ہوں گی۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کی پرورش فرماتے تھے میں بھی اس کی پرورش کروں گا۔

اہل سنت کی روایات کے مطابق یہ سن کر کے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہم انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ نہ تو حضرت سیدہ نے کچھ فرمایا نہ حضرت علی نے نہ حضرت عباس نے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان حضرات نے اس حدیث کی صحت کو تسلیم فرمالیا۔ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اس کی صحت کو صراحۃً تسلیم کرنا آگے آرہا ہے اس لئے اب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ طعن کرنا

کہ انہوں نے اہل بیت کا حق غصب کر لیا" اپنے خبث نفس کی تسکین کے سوا اور کچھ نہیں۔ رہ گئیں رافضیوں کی من گھڑت مرویات وہ سب خود ان کے ائمہ کرام کے مذکورہ بالا ارشادات کے معارض ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔

فوجدت فاطمة۔ دوسری روایتوں میں فغضبت فاطمة ہے۔ یہ حقیقت میں راوی حدیث کا اپنا استنباط ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت سیدہ فطری طور پر گوشہ نشین تھیں۔ لوگوں سے بہت کم ملتی جلتی تھیں۔ احادیث کے پورے دفتر دیکھ ڈالئے حضرت سیدہ کی سیرت پاک میں لوگوں سے ملنے جلنے کے واقعات نہیں ملیں گے۔ روافض کے طومار کے طومار پڑھ ڈالئے ان میں بھی آپ کو ایسے واقعات نہیں ملیں گے۔ جو یہ بتا سکیں کہ حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لوگوں سے ملتی جلتی ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضور کی جدائی کا غم و اندوہ نے انہیں اس قابل ہی نہیں رکھا تھا کہ وہ کسی سے ملیں جلیں حتی کہ یہی غم جانگسل ہوا اور چھ ماہ کے بعد واصل بحق ہو گئیں۔ وہ اس اثنا میں حضرت ابو بکر سے بھی ملاقات کے لئے تشریف نہیں لائیں۔

دوسری طرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امور خلافت میں سب سے زیادہ مصروفیت کا یہی دور تھا۔ دنیا کی سب سے بڑی طاقت روم سے ٹکر لینے کے لئے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر جا چکا تھا۔ مانعین زکوٰۃ، مرتدین، کذاب مدعیان نبوت الگ شورش بپا کئے ہوئے تھے۔ ان سب کے کچلنے کی فکر میں شب و روز مصروفیت کی وجہ سے انہیں حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضری کا موقع نہیں ملا۔ اس سے راوی نے اپنے طور پر یہ سمجھ لیا کہ حضرت سیدہ حضرت صدیق اکبر سے ناراض ہیں۔ اور ان سے میل جول سلام کلام ترک فرمائے ہوئے ہیں۔ راوی نے اپنے طور پر اپنی فہم سے جو سمجھا اسے بیان کر دیا۔ ورنہ لازم آئے گا کہ حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد رسول کے مطابق فیصلہ کرنے والے اور اس پر عمل کرنے والے سے ناراض ہو کر خود ارشاد رسول سے منحرف ہو گئیں۔ اس سے ہٹ کر بلا وجہ شرعی ایک مسلمان سے قطع تعلق اور اس سے ناراضی کی احادیث میں جو شدت کی وعید وارد ہے۔ بہ نظر تحقیق بات بہت دور جا پہنچتی ہے۔ ارشاد رسول سن کر ارشاد رسول پر عامل سے ناراضگی حقیقت میں رسول سے ناراضگی ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ اسی لئے علماء محققین نے فهجرته فلم تكلمه حتى توفيت کے معنی یہ بتائے ہیں۔ کہ اس کے بعد میراث کا مطالبہ چھوڑ دیا اور اس بارے میں حضرت صدیق اکبر سے زندگی بھر کچھ نہیں فرمایا۔ جیسا کہ امام ترمذی نے اپنے مشائخ سے نقل فرمایا ہے۔ نیز اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔ جو عمرو بن شعیب سے مروی ہے۔ فلم تكلمه في ذلك المال۔ حضرت سیدہ نے اس مال کے بارے میں پھر کبھی کوئی گفتگو نہ کی۔

نیز اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے جو امام بیہقی نے امام شعبی سے روایت کی۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت علی نے حضرت سیدہ سے فرمایا۔ یہ ابو بکر ہیں حاضری کی اجازت طلب کر رہے ہیں۔ حضرت سیدہ نے حضرت علی سے پوچھا۔ کیا آپ اسے پسند کرتے ہیں۔ فرمایا۔ ہاں؛ حضرت سیدہ نے اندر حاضری کی اجازت دی۔ حضرت صدیق اکبر حاضر ہوئے اور حضرت سیدہ کو راضی کرنے کی کوشش کی اور وہ ان سے راضی ہو گئیں۔ یہ رضا جوئی اور حضرت سیدہ کی رضا مندی، بالکل ویسے ہی ہے جیسے جاں بلب مریضوں سے رضا جوئی اور معافی

کی درخواست کی جاتی ہے۔ اور وہ اپنی رضا اور معافی کو ظاہر کرتے ہیں۔ اسے یہ لازم نہیں کہ واقعی حقیقت میں ناراضگی ہو۔

ولم یوذن لھا ابابکر۔ اس روایت کی بنا پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کی اطلاع نہیں دی۔ اور خود حضرت علی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کی وجہ شراح نے یہ بتائی ہے کہ حضرت سیدہ نے خود منع فرمادیا کہ کسی کو اطلاع نہ دی جائے۔ یہ اس بنا پر کہ اس وقت وہاں یہ دستور تھا کہ عورت کے جنازے پر صرف ایک کپڑا ڈال کر لے جاتے تھے جس سے اس کے جسم کا حجم ظاہر ہوتا تھا۔ حضرت سیدہ کو یہ سخت ناپسند تھا۔ یہ غایت حیا اور پردہ کے لحاظ سے فرمایا تھا۔ اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو استیعاب میں ہے۔ کہ حضرت سیدہ نے حضرت صدیق اکبر کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس سے فرمایا۔ مرنے کے بعد عورتوں کے ساتھ جو کیا جاتا ہے وہ مجھے سخت ناپسند ہے کہ ان پر ایک کپڑا ڈال کر ان کا جنازہ اٹھایا جاتا ہے۔ جس سے جسم کا ابھار ظاہر ہو جاتا ہے۔ تو حضرت اسماء نے کھجور کی گیلی ٹہنیوں کو موڑ کر اس پر کپڑا ڈال کر ہودج نما بنایا۔ اور بتایا کہ میں نے حبشہ میں اسے دیکھا۔ اسے دیکھ کر حضرت سیدہ بہت خوش ہوئیں۔ اور فرمایا۔ میرے لئے بھی ایسا ہی بنا دینا۔ وصال کے بعد حضرت سیدہ کا جنازہ مبارکہ اسی ہودج نما گہوارے میں چھپا ہوا لے جایا گیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ حضرت سیدہ کی نماز جنازہ حضرت عباس نے پڑھائی تھی یہ بخاری کی اس روایت کے منافی نہیں۔ نماز حضرت علی اور حضرت عباس دونوں نے پڑھی مگر چونکہ حضرت عباس حضرت علی کے چچا اور ان سے معمر تھے اس لئے امام یہ تھے۔ بلکہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدہ کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ یہ روایت دین کے اصول کے مطابق ہے اس لئے کہ نماز جنازہ کی امامت کا سب سے زیادہ حقدار خلیفۃ المسلمین یا اس کا نائب۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ حاکم مدینہ مروان یا سعید بن العاص نے پڑھائی حالانکہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے۔ انھوں نے کوئی اعتراض تک نہیں کیا۔

ولم یکن یبایع یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت نہیں کی۔ ان کے وصال کے بعد بیعت کی۔ لیکن اس کے برخلاف صحیح ابن حبان میں مروی ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شروع میں بیعت کرلی تھی[2]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ کی بیعت کے بعد حضرت ابو بکر منبر پر تشریف لے گئے۔ حاضرین پر نظر ڈالی تو حضرت زبیر کو نہیں دیکھا۔ انھیں بلوایا۔ وہ جب آئے تو ان سے فرمایا۔ کہا جاتا ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی کے صاحبزادے اور حواری ہو اور تم یہ چاہتے ہو کہ مسلمانوں کی لاٹھی ٹوٹ جائے۔ حضرت زبیر نے کہا۔ اے خلیفۂ رسول اللہ! پھر کھڑے ہوئے اور بیعت کرلی۔ پھر حاضرین کو دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں پایا۔ انھیں بھی بلوایا۔ اور فرمایا۔ کہا جاتا ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کے صاحبز

---

[1] جلد ثالث ص ۳۷۸ برحاشیہ اصابہ۔
[2] فتح الباری جلد سابع ص ۴۹۵

اور حضور کے داماد ہو اور پھر چاہتے ہو کہ مسلمانوں کی لاٹھی توڑ دو۔ حضرت علی نے فرمایا۔ اے خلیفۂ رسول اللہ! پھر بیعت کر لی [۱]

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت علی اور حضرت زبیر نے یہ کہا۔ ہمیں اس سے تکلیف پہنچی کہ ہم کو مشورہ میں شریک نہیں کیا گیا۔ اور ہم ابو بکر کو سب لوگوں سے زیادہ خلافت کا حقدار جانتے ہیں یہ رسول اللہ کے یار غار ہیں۔ اور ہم ان کے شرف کو پہچانتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی حیات ظاہری میں انھیں نماز پڑھانے کا حکم دیا [۲]

نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو بکر کو حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اور میں موجود تھا۔ غائب نہیں تھا۔ اور نہ مجھے کوئی بیماری تھی۔ اس لئے ہم نے اپنی دنیا کے لئے وہی پسند کیا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لئے پسند فرمایا [۳]

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدا ہی میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت تسلیم کر لی تھی اس کی دلیل یہ روایت بھی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ کہ جب مرتدین سے قتال کے لئے ابو بکر باہر نکل پڑے اور اپنی سواری پر بیٹھ گئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی سواری کی لگام پکڑ لی۔ اور فرمایا۔ کہاں؟ اے خلیفۂ رسول اللہ! میں آپ سے وہی کہتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ سے یوم احد فرمایا تھا۔ اپنی تلوار نیام میں کرو۔ اپنی ذات سے ہم کو غمگین نہ کرو۔ مدینہ لوٹ چلو۔ بخدا اگر آپ کو ہم کھو کر غمزدہ ہو گئے تو کبھی بھی اسلام کا نظام درست نہ ہوگا [۴]

سب کو معلوم ہے کہ جیش اسامہ کی روانگی کے بعد بلا تاخیر مرتدین سے جہاد کے لئے حضرت صدیق اکبر نکلے تھے۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں خلیفۂ رسول کہا۔ یہ ان کی خلافت کو تسلیم کرنا ہے۔ اور خلیفہ مان لینے کے بعد بیعت نہ کرنے کا کوئی سوال ہی نہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

یہ تین صحابہ کرام ہوئے۔ حضرت ابو سعید خدری، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم، جن کی روایتوں سے ثابت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدا ہی میں بیعت کر لی تھی۔ اس لئے اس سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں پھر حضرت علی کا یہ ارشاد کہ ہم ابو بکر کو خلافت کا سب سے زیادہ اہل سمجھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو میری موجودگی میں نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ ہم نے اپنی دنیا کے لئے اسے پسند کر لیا جسے رسول اللہ نے ہمارے دین کے لئے پسند فرمایا۔ اس کی دلیل ہے کہ وہ حضرت صدیق اکبر کی خلافت کو برحق جانتے تھے بلکہ اپنے سے بھی زیادہ ان کو خلافت کا مستحق جانتے تھے۔ پھر بیعت نہ کرنے کے کیا معنی؟

رہ گیا ام المؤمنین نے جو فرمایا۔ ان چھ مہینوں میں حضرت علی نے بیعت نہیں کی تھی یہ اپنے علم و دانست کے مطابق

---

[۱] تاریخ الخلفاء مصری بحوالہ ابن سعد حاکم بیہقی ص ۶۹ [۲] ایضاً بحوالہ مغازی موسیٰ بن عقبہ و حاکم ص ۷۰
[۳] ایضاً بحوالہ ابن عساکر ص ۶۲ [۴] ایضاً بحوالہ دار قطنی ص ۷۵

زماری ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث گذری۔ جب مرتدین سے قتال کے لئے حضرت صدیق اکبر نکل پڑے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سواری کی لگام پکڑلی۔ اس سے ثابت ہے کہ ابتدا میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت صدیق اکبر کے پاس آتے جاتے تھے اور مشورے دیتے۔ بلکہ اپنی ذاتی وجاہت کی بنا پر اپنے منوا بھی لیتے۔ مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جدائی کا اثر حضرت سیدہ پر بے پناہ تھا۔ خود فرماتی ہیں ؎

صبت علی مصائب لو انہا ــــــ صبت علی الایام صرن لیالیا

مجھ پر ایسی مصیبتیں پڑی ہیں کہ اگر دن پر پڑیں تو رات ہو جائیں ـــ اس کے صدمے سے بہت سخت علیل ہوگئیں۔ جب حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی علالت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ تو حضرت علی ان کی دل جوئی اور تیمارداری میں مصروف ہونے کی وجہ سے اتنا موقع نہ پاتے کہ دربار خلافت میں تشریف لاتے۔ اس سے لوگوں میں بدگمانی پھیل ہوگئی کہ شاید حضرت علی، صدیق اکبر کی خلافت کو دل سے تسلیم نہیں کرتے۔ اس لئے جب حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا واصل بحق ہوگئیں تو اس بدگمانی کو دور کرنے کے لئے دوبارہ بیعت فرمائی۔

بفرض غلط اگر تسلیم بھی کرلیا جائے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ مہینے تک بیعت نہیں کی تو بھی اس سے یہ نہیں لازم آتا کہ وہ حضرت صدیق اکبر کی خلافت کو باطل جانتے تھے۔ ایسی کوئی روایت نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی یہ فرمایا ہو کہ ابوبکر خلافت کے اہل نہیں۔ ان کی خلافت درست نہیں۔ بعض روایتوں سے ثابت ہے تو یہ کہ وہ خانہ نشین ہوگئے تھے اور یہ حضرت صدیق اکبر یا کسی سے ناراضگی کی بنا پر نہیں تھی بلکہ چونکہ حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جدائی کی تاب نہ لاکر سخت علیل ہوگئی تھیں۔ ان کی تیمارداری بچوں کی دیکھ بھال کے لئے تھی۔ اور یہ قطعی ہے کہ ایسے موقعوں پر سکوت بیان کے حکم میں ہوتا ہے۔ ایک بات علانیہ ہورہی ہے اور ایک دینی مقتدا اسے دیکھ رہا ہے اور خاموش ہے۔ یہ اس کی دلیل ہے کہ وہ اسے صحیح جانتا ہے۔ اس کی نظیر حدیث تقریری ہے۔ صحابہ کرام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور کچھ کہا یا کچھ کیا اور حضور نے اس پر انکار نہیں فرمایا۔ تو یہ بھی حدیث رسول ہے۔ نیز اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت صدیق اکبر کی خلافت کو برحق نہ مانتے تو چھ ماہ بعد بھی ہرگز ہرگز بیعت نہ فرماتے جب کہ انھیں حضرت صدیق اکبر کے خلاف برانگیختہ کرنے کی کوشش بھی کی گئی۔

حضرت ابوسفیان نے جب یہ سنا کہ حضرت صدیق اکبر خلیفہ منتخب ہوئے ہیں تو مدینہ طیبہ آئے اور حضرت علی سے کہا۔ کیا بات ہے کہ خلافت قریش کی اس شاخ میں ہے۔ جو سب سے کم اور سب سے کمزور ہے۔ اس سے ان کی مراد حضرت ابوبکر کا خاندان بنی تیم تھا۔ اگر تم چاہو تو ان کے خلاف سواروں اور پیادوں سے بھر دوں۔ حضرت علی نے فرمایا۔ تو نے مدت دراز تک اسلام کی مخالفت کی۔ اس سے اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہنچا۔ ہم نے ابوبکر کو اس کا اہل پایا[1]

---

[1] تاریخ الخلفاء مصری ص ۶۶

اس روایت نے رافضیوں کے اس ادعا کی بھی قلعی کھول دی۔ جو وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کمزوری بے بسی کی بنا پر ازراہ تقیہ بیعت کی تھی۔

نیز اس سے ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ ماہ بعد نہیں بالکل ابتدا ہی میں حضرت صدیق اکبر کی خلافت تسلیم فرمالی تھی۔

خلاصہ کلام یہ نکلا کہ ایک نہیں متعدد روایات سے ثابت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدا ہی میں حضرت صدیق اکبر کی خلافت تسلیم کر کے بیعت بھی کر لی تھی۔ مگر چونکہ حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تیمارداری اور بچوں کی دیکھ بھال میں مصروفیت کی وجہ سے دربار خلافت میں تشریف نہیں لاتے تھے۔ اس لئے لوگوں کو بدگمانی ہونے لگی تھی۔ کہ شاید حضرت علی خلافت صدیقی کو تسلیم نہیں کرتے۔ حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد جب انہیں گھریلو الجھن سے فرصت ملی تو لوگوں کی بدگمانی دور کرنے کے لئے دوبارہ بیعت عام کی۔

استبددت ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے۔ کہ خلافت کے معاملے کو طے کرتے وقت مشورہ میں ہم کو شریک نہیں کیا گیا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت کی وجہ سے ہمارا یہ حق تھا کہ اس مشورے میں ہم کو شریک کیا جاتا۔ یہاں "الامر" سے مراد خلافت ہے۔ اور۔ نصیبا" سے مراد مشورہ دینے کا حق ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ خلافت کا معاملہ ہم سے مشورہ لئے بغیر طے کر لیا گیا۔ ہم سے مشورہ نہیں لیا گیا۔ حالانکہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاص قرابت دار ہیں تو ہمارا بھی یہ حق تھا کہ ہمیں مشورے میں شریک کیا جاتا۔

لیکن حضرت صدیق اکبر کا عذر بالکل ظاہر ہے۔ کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں لوگوں کو نہ حضرت صدیق اکبر نے بلایا تھا نہ مہاجرین میں سے کسی اور نے۔ انصار کرام از خود جمع ہو گئے تھے۔ اس کی اطلاع جب حضرت صدیق اکبر کو ہوئی تو حضرت فاروق اعظم اور دوسرے چند مہاجرین کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی چاہتے تو تشریف لے جاتے۔ ان پر کس نے پابندی لگائی تھی؟ اور جیسا کہ رافضی کہتے ہیں۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اپنا وصی بنا دیا تھا اور ان کی خلافت پر نص جلی فرما دی تھی۔ تو ایسی صورت میں ان کو ضرور بالضرور تشریف لے جانا فرض تھا۔ لوگوں کو بتاتے کہ آپ لوگ بلا وجہ بحث کر رہے ہو۔ میرے لئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نص جلی موجود ہے۔ اب کیسا انتخاب اور کیسی بحث۔

رافضیوں کا یہ ادعا یوں بھی باطل ہے۔ کہ اس وقت جب مکان کے اندر تنہائی میں دوستانہ ماحول میں گفتگو ہو رہی تھی تو حضرت علی کو صاف صاف فرما دینا فرض تھا۔ کہ میری ناراضگی کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے لئے نص جلی فرما کے مجھے وصی بنا گئے ہیں۔ آپ کیسے خلیفہ بن گئے۔

ایک شبہے کا ازالہ نصیبا سے مراد خلافت میں حصہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ خلافت ایسی چیز نہیں جس میں چند افراد حصے دار ہوں۔ باتفاق فریقین خلیفہ ہمیشہ ایک ہی شخص ہوگا۔

لحہ ا مرقات ص ۱۸۱ ۔ یعنی فدک وغیرہ کے معاملہ میں جو شکر رنجی ہو گئی ہے۔ اس کی بنیاد اگر اس پر ہے کہ آپ حضرات

کو یہ خیال ہو کہ ان کو میں اپنے اوپر یا اپنے اہل و عیال اور رشتہ داروں پر صرف کروں گا تو یہ خیال دل سے نکال دیں ــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنا اپنے رشتہ داروں کے بہ نسبت زیادہ پسند ہے۔ ان اموال کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسے جیسے جہاں جہاں صرف فرماتے تھے میں بھی اسی طرح وہیں صرف کروں گا۔ کتاب الجہاد کی روایت میں یہ ہے کہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقے کو چھوڑ دوں گا۔ تو روایات سے ہٹ جاؤں گا۔ اسی میں آگے یہ ہے۔

فاما صدقتہ بالمدینۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ مال جو مدینے میں تھا حضرت عمر نے اپنے عہد خلافت میں حضرت علی اور حضرت عباس کی تحویل میں دے دیا تھا۔ البتہ خیبر اور فدک کو اپنی تحویل میں رکھا اور فرمایا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صدقہ ہے۔ جو ان حقوق اور حوادث کے لئے تھا۔ جو انھیں پیش آجاتی تھیں۔ اور ان دونوں کا اختیار اسے ہے۔ جو حضور کے بعد والی ہو۔ یہ دونوں آج تک اسی پر ہیں۔

ان دونوں حضرات کو دینے کا مطلب یہ تھا کہ ان دونوں کو متولی بنا دیا تھا کہ اس کا انتظام کریں دیکھ بھال رکھیں اور اپنے حقوق کے مطابق اپنا اپنا حصہ اس میں سے لے لیں۔ چنانچہ ان دونوں حضرات کی حیات تک یہ نظم رہا۔ کہ مدینے کے اموال کی دیکھ بھال یہ لوگ کرتے اور خیبر و فدک خلیفۂ اسلام کی تحویل میں رہے۔

مدینے کے اموال حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن مجتبیٰ پھر حضرت امام حسین پھر امام زین العابدین پھر امام حسن بن حسن مثنیٰ پھر زید بن حسن پھر عبداللہ بن حسین کی تحویل میں رہا۔ ان کے ہاتھ سے بنو عباس نے لے لیا۔

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ اگر رافضیوں کے ادعا کے مطابق حدیث ما ترکنا صدقۃ۔ صحیح نہیں۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت جب آیا تو انہوں نے خیبر و فدک پر قبضہ کر کے اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وارثین پر تقسیم کیوں نہیں فرمایا۔ نیز یہ کہ مدینہ طیبہ کی اراضی صرف انھیں کے قبضے میں کیوں رہی۔ اور ان کے بعد صرف ایک فرد کی تحویل میں کیوں رہی۔ رافضیوں کے مزعوم کے مطابق حضرت علی پر فرض تھا۔ اسے بھی حسب حصص شرعیہ تقسیم فرمادیتے۔ ازواج مطہرات کے حصے انہیں دیدیتے۔ بنو عباس کے حصے انھیں دیدیتے پھر بعد میں ائمہ اہل بیت میں سے صرف ایک شخص کیوں قابض رہے۔ ائمہ اہل بیت کے اجماعی عمل درآمد نے ثابت کر دیا کہ حدیث لا نورث ما ترکنا صدقۃ۔ حق ہے اور اس کی حقانیت پر ائمہ اہل بیت کا اجماع ہے۔ فللہ الحجۃ البالغۃ۔

قَالَ ابو عبد اللہ اِعْتَرَاكَ۔ اِفْتَعَلْتَ مِنْ عَرَوْتُہٗ۔ اصبتہ ومنہ یعروہ و اعترانی

ابو عبد اللہ (امام بخاری) نے کہا۔ اعتراک عَرَوْتُہٗ بمعنی اَصَبْتُہٗ سے باب افتعال کا صیغہ ہے۔ اور اسی سے یَعْرُوْہُ اور اِعْتَرَانِیْ آیا ہے۔

اس حدیث میں یعروہ کا لفظ آیا تھا۔ اس بارے میں قرآن کریم میں آیا ہے۔

اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ۔ ہود ۵۴ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ تمہیں ہمارے بعض خدا کی بری جھپٹ پڑی ہے

حسب عادت امام بخاری نے اس کی تفسیر فرمائی۔ کہ اعترانی۔ یہ باب افتعال کا صیغہ ہے اس کا مادہ عرو ہے۔ جس کے معنی پہنچنے کے ہیں۔ اسی سے یعروہ ہے جو اس حدیث میں وارد ہے اعترانی فعل ماضی واحد مذکر غائب کا صیغہ نون وقایہ اور یائے متکلم کے ساتھ۔ یعنی مجھے پہنچی۔

۱۶۵۹ حدیث عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ ذَكَرَ لِيْ
ابن شہاب زہری نے کہا کہ محمد بن جبیر نے مالک بن اوس بن حدثان کی اس حدیث کا تذکرہ
ذِكْرًا مِنْ حَدِيْثِهِ ذٰلِكَ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلٰى مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ فَسَأَلْتُهُ
مجھ سے کیا تھا۔ پھر میں مالک بن اوس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس حدیث کو ان سے پوچھا تو انہوں نے
عَنْ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ فَقَالَ مَالِكٌ بَيْنَا أَنَا جَالِسٌ فِيْ أَهْلِيْ حِيْنَ مَتَعَ النَّهَارُ
بیان کیا کہ میں اپنے اہل میں بیٹھا ہوا تھا اور دن چڑھ چکا تھا۔ کہ حضرت عمر بن خطاب کا فرستادہ
إِذَا رَسُوْلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَأْتِيْنِيْ فَقَالَ أَجِبْ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَانْطَلَقْتُ
میرے پاس آیا۔ اور کہا کہ امیر المومنین یہاں چلو۔ اس کے ساتھ چل کر حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت عمر
مَعَهُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلٰى عُمَرَ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلٰى رِمَالِ سَرِيْرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ
کھجور سے بنی ہوئی چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ جس پر کوئی بچھونا نہیں تھا۔ اور چمڑے کے تکیے پر ٹیک لگائے
وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ مُتَّكِئٌ عَلٰى وِسَادَةٍ مِّنْ أَدَمٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسْتُ فَقَالَ
ہوئے تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ فرمایا اے مالک! تمہاری قوم کے گھر والے میرے پاس آئے تھے
يَا مَالُ إِنَّهُ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ قَوْمِكَ أَهْلُ أَبْيَاتٍ وَقَدْ أَمَرْتُ فِيْهِمْ
میں نے انہیں کچھ مال دینے کا حکم دے دیا ہے۔ اسے لے جاؤ اور ان میں تقسیم کر دو۔ میں نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین
بِرَضْخٍ فَاقْبِضْهُ فَاقْسِمْهُ بَيْنَهُمْ فَقُلْتُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَوْ أَمَرْتَ بِهِ غَيْرِيْ
اگر میرے علاوہ کسی اور کے سپرد یہ کام کرتے تو اچھا ہوتا۔ فرمایا اے شخص اسے لے جا۔ میں ان کی خدمت میں بیٹھا ہی تھا
قَالَ فَاقْبِضْهُ أَيُّهَا الْمَرْءُ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَهُ أَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا
کہ ان کے دربان یرفا حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ عثمان، عبد الرحمن بن عوف، زبیر اور سعد بن وقاص اندر آنے کی اجازت
فَقَالَ هَلْ لَكَ فِيْ عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدِ بْنِ أَبِيْ
طلب کرتے ہیں۔ آپ اجازت دیتے ہیں۔ فرمایا۔ ہاں۔ دربان نے ان حضرات کو مطلع کیا۔ یہ لوگ اندر آئے اور سلام کر کے بیٹھ

وَقَّاصٍ يَسْتَاذِنُوْنَ قَالَ نَعَمْ فَاَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا فَسَلَّمُوْا وَجَلَسُوْا ثُمَّ
تھے۔ یرفا تھوڑی ہی دیر بیٹھے ہوں گے کہ پھر حاضر ہو کر عرض کیا کہ کیا آپ علی اور عباس کو اندر آنے کی اجازت دیتے ہیں۔
جَلَسَ يَرْفَا يَسِيْرًا ثُمَّ قَالَ هَلْ لَكَ فِيْ عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَاَذِنَ لَهُمَا
فرمایا۔ ہاں۔ یرفا نے ان حضرات کو اندر آنے کی اجازت کی خبر دی تو یہ دونوں حضرات اندر آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے
فَدَخَلَا فَسَلَّمَا فَجَلَسَا فَقَالَ عَبَّاسٌ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ
اب عباس نے کہا۔ اے امیر المؤمنین میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کر دیں۔ ان دونوں حضرات کا تنازع بنی نضیر
هٰذَا وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِيْمَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ مَالِ بَنِي النَّضِيْرِ فَقَالَ
کی اس زمین کے بارے میں تھا جو اللہ نے اپنے رسول کو بطور فئی عطا فرمائی تھی۔ پوری گروہ حضرت عثمان اور
الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَاَصْحَابُهٗ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَاَرِحْ اَحَدَهُمَا
ان کے ساتھیوں نے کہا اے امیر المؤمنین ان کے درمیان تصفیہ فرما دیں اور ایک کو دوسرے سے راحت
مِنَ الْاٰخَرِ فَقَالَ عُمَرُ تَئِدَكُمْ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِاِذْنِهٖ تَقُوْمُ
میں کر دیں۔ اب حضرت عمر نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ ٹھہرو۔ میں تم لوگوں کو اس اللہ کی قسم دیتا
السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ہوں جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں۔ کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
ہے۔ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہے (ہم سے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
وَسَلَّمَ نَفْسَهٗ قَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَاَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ
اپنی ذات مراد لی تھی۔ سب نے کہا۔ رسول اللہ نے یہ فرمایا ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر حضرت علی اور
فَقَالَ اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
حضرت عباس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ میں آپ دونوں صاحبان کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ لوگ
وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَا قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَ عُمَرُ فَاِنِّيْ اُحَدِّثُكُمْ عَنْ
یہ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ فرمایا ہے۔ ان دونوں حضرات نے اقرار کیا کہ ہاں
هٰذَا الْاَمْرِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ خَصَّ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذ
وہ فرمایا ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر نے فرمایا۔ میں اس معاملے کو آپ لوگوں کے سامنے صاف صاف بیان کرتا ہوں

الْفَيْئِ بِشَيْئٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهٗ ثُمَّ قَرَأَ وَمَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ

بیشک اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس مال غنیمت میں کچھ ایسا خاص فرما دیا تھا کہ ان کے علاوہ

فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ

کسی کو نہیں عطا فرمایا۔ پھر انھوں نے سورۂ حشر کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اور جو اللہ نے اپنے رسول کو ان سے

يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ۔ فَكَانَتْ هٰذِهٖ خَالِصَةً لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ

مال غنیمت عطا فرمائی تو تم نے ان پر نہ گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ۔ لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَ

قابو دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس آیت کی روشنی میں یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

بِهَا عَلَيْكُمْ قَدْ أَعْطَاكُمُوْهُ وَبَثَّهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ

لئے خاص رہا۔ اور بخدا حضور نے تمہارے علاوہ کسی کو اس میں سے کچھ نہیں دیا۔ تمہیں لوگوں کو ع

فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهٖ

فرمایا۔ تم میں بانٹا۔ یہاں تک کہ اس میں سے یہ مال بچ رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مال میں

نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهٗ مَجْعَلَ مَالِ

سے اپنے اہل کے سال بھر کا نفقہ نکال لیتے پھر جو بچتا اوسے خالص اللہ کے مال کی جگہ صرف فرماتے۔

اللّٰهِ فَعَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ حَيَاتَهٗ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی حیات ظاہری بھر اسی پر عمل فرمایا۔ میں آپ لوگوں کو اللہ کی

أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ قَالُوْا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ

قسم دیتا ہوں کیا آپ لوگ اسے جانتے ہو۔ ان سب نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں۔ پھر حضرت علی اور حضرت

أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ قَالَ عُمَرُ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى

عباس سے فرمایا۔ میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ لوگ بھی یہ جانتے ہیں۔ (تو ان دونوں

اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرات نے کہا ہاں ہم لوگ بھی جانتے ہیں)۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ پھر اللہ نے اپنے نبی کو اپنے یہاں اوٹھا لیا۔

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا أَبُوْ بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

تو حضرت ابو بکر نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جانشین ہوں اور اونھوں نے اسے اپنے قبضے

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ فِيهَا لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ

ہیں یا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مال میں جو کرتے تھے وہی انہوں نے بھی کیا۔ اور بلاشبہ وہ اسمیں

ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ فَكُنْتُ أَنَا وَلِيَّ أَبِي بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ مِنْ إِمَارَتِي

سچے نیکوکار اور ہدایت پر چلنے والے حق کے تابع تھے۔ پھر ان کا وصال ہو گیا۔ تو میں ابو بکر کا جانشین ہوا۔ اور

أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا

میں نے اسے اپنی تحویل میں اپنی خلافت کا دو سال رکھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابو بکر کے

عَمِلَ فِيهَا أَبُو بَكْرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّي فِيهَا لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ

طریقے کے مطابق کاربند رہا۔ اور خدا جانتا ہے کہ میں اس میں ضرور سچا نیکوکار ہدایت پر کاربند اور حق کا تابع

ثُمَّ جِئْتُمَانِي تُكَلِّمَانِي وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَأَمْرُكُمَا وَاحِدٌ جِئْتَنِي يَا عَبَّاسُ

ہوں۔ پھر آپ دونوں صاحبان تشریف لائے۔ اور آپ لوگوں کی بولی ایک تھی اور معاملہ بھی ایک۔ اے عباس

تَسْأَلُنِي نَصِيبَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ وَجَاءَنِي هٰذَا يُرِيدُ عَلِيًّا يُرِيدُ

آپ تشریف لائے اور اپنے بھائی کے صاحبزادے کے ترکے میں سے اپنا حصہ مانگنے لگے۔ اور یہ یعنی

نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا فَقُلْتُ لَكُمَا إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

حضرت علی آئے اور اپنی بیوی کا حصہ ان کے والد کے مال میں سے چاہتے تھے۔ تو میں نے آپ لوگوں سے کہا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ فَلَمَّا بَدَا لِي أَنْ أَدْفَعَهُ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں ہم جو کچھ چھوڑیں صدقہ ہے۔ بعد میں جب

إِلَيْكُمَا قُلْتُ إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا عَلَى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيثَاقَهُ

میں نے مناسب جانا کہ آپ لوگوں کی تحویل میں دے دوں تو میں نے آپ لوگوں سے کہا۔ اگر آپ لوگ چاہیں

لَتَعْمَلَانِ فِيهَا بِمَا عَمِلَ فِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو آپ لوگوں کی تحویل میں دیدوں۔ اس شرط پر کہ آپ لوگوں پر اللہ کا عہد اور میثاق ہے کہ ان اموال میں وہی کریں گے جو

وَبِمَا عَمِلَ فِيهَا أَبُو بَكْرٍ وَبِمَا عَمِلْتُ فِيهَا مُنْذُ وُلِّيتُهَا فَقُلْتُمَا ادْفَعْهَا

اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابو بکر کرتے تھے۔ اور اپنی خلافت سے اب تک جو میں کرتا تھا۔ یہ سن کر آپ لوگوں

إِلَيْنَا فَبِذٰلِكَ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا فَأَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا

نے کہا ہمیں منظور ہے۔ ہماری تحویل میں دیدیجئے۔ تو اسی شرط پر میں نے آپ لوگوں کو دیا۔ میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہو

بِذٰلِكَ قَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ فَقَالَ اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ

کیا میں نے ان لوگوں کو اسی شرط پر نہیں دیا ہے پوری گروہ نے کہا۔ ہاں یہی بات ہے۔ پھر حضرت علی اور حضرت عباس کی طرف

هَلْ دَفَعْتُهَا اِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَلْتَمِسَانِ مِنِّيْ قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ

رخ فرمایا۔ اور کہا۔ میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ کیا میں نے اسی شرط پر آپ لوگوں کو نہیں دیا ہے دونوں نے کہا ہاں۔ اب

فَوَاللّٰهِ الَّذِيْ بِاِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ لَا اَقْضِيْ فِيْهَا قَضَاءً غَيْرَ

فرمایا۔ آپ لوگ مجھ سے اس کے علاوہ اور کچھ فیصلہ کرانا چاہتے ہو؟ قسم ہے اس اللہ کی جسکے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہے میں

ذٰلِكَ فَاِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا اِلَيَّ فَاِنِّيْ اَكْفِيْكُمَاهَا۔ عه

اسکے علاوہ اور کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا اب اگر آپ لوگ اس سے عاجز ہیں تو مجھے لوٹا دیں میں ان کی دیکھ بھال کرلوں گا۔

۱۶۵۹

تشریحات

مالک بن اوس بن حدثان۔ ان کے والد اوس صحابی ہیں۔ ان کو بھی کچھ لوگوں نے صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم وغیرہ نے کہا۔ ان کے لئے صحبت ثابت نہیں اگرچہ عہد نبوت ان کو ملا ہے۔ شاید یہ مدینہ طیبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حاضر ہوئے جیسے قیس بن ابو حازم۔

وکان محمد بن جبیر۔ یعنی محمد بن جبیر نے یہ حدیث ابن شہاب سے ذکر کی تھی۔ لیکن علو سند کے لئے ابن شہاب نے خود مالک بن اوس سے ملاقات کرکے یہ حدیث سنی۔ اس سے ابن شہاب زہری کا طلب حدیث سے انتہائی ذوق و شوق ظاہر ہو رہا ہے۔

اقض بینی وبین ھٰذا۔ یعنی میرے اور ان کے درمیان یعنی حضرت علی اور ان کے درمیان فیصلہ فرمادیں اعتصام میں یہ ہے کہ حضرت عباس نے یہ کہا۔ میرے اور اس ظالم کے مابین فیصلہ فرمادیں۔ ان دونوں نے سخت کلامی کی۔ بلکہ جویریہ کی روایت میں ہے۔ کہ کاذب آثم غادر، خائن تک کہا۔ شعیب اور یونس کی روایت میں ہے۔ کہ علی اور عباس نے آپس میں سخت کلامی کی۔ کسی روایت میں یہ نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس کو کوئی نازیبا لفظ کہا ہو۔ اس لئے استبّ سے مراد تیز سخت لہجے میں بات چیت ہے۔ حضرت عباس نے جو کچھ کہا وہ غصے کی حالت میں ان کے منہ سے نکل گئے۔ چچا بمنزلہ باپ ہے۔ اس سے ان کا معنی حقیقی مراد نہیں۔ جیسے زجر و توبیخ کے وقت بڑے چھوٹوں کو بہت کچھ کہہ دیتے ہیں۔ اس سے مقصود ناراضگی کا اظہار ہوتا ہے۔ اس وقت ان کا مقصود ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ واقعی جسے کہا گیا ہے وہ ویسا ہی ہے۔

قال الرھط۔ یعنی حضرت عثمان حضرت عبدالرحمٰن بن عوف حضرت زبیر حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم پورے گروہ نے اس کی تصدیق کی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لا نورث ما ترکنا صدقۃ۔

قالا قد قال ذٰلک۔ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں نے اقرار کیا کہ ہاں رسول اللہ

عه ثانی النفقات باب حبس الرجل قوت سنتہ ص۸۰۶ الفرائض باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا نورث ص۹۹۶ الاعتصام باب ما یکرہ من التعمق والتنازع والغلو فی الدین ص۱۰۸۵ مسلم المغازی ابوداؤد الخراج ترمذی السیر نسائی الفرائض وغیرہ۔

ذٰلِكَ قَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ

[illegible] مراد لی تھی؟ پورے گروہ نے کہا۔ ہاں یہی بات ہے۔ پھر حضرت علی اور حضرت عباس کی طرف

هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ

متوجہ ہو کر فرمایا میں آپ دونوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا میں نے اسی شرط پر آپ لوگوں کو نہیں دیا ہے دونوں نے کہا ہاں۔

فَوَاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَاءً غَيْرَ

فرمایا، آپ لوگ مجھ سے اس کے علاوہ اور کچھ فیصلہ کرانا چاہتے ہیں؟ قسم ہے اس اللہ کی جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہے میں

ذٰلِكَ فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ فَإِنِّي أَكْفِيكُمَاهَا۔ عه

اس کے علاوہ اور کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اب اگر آپ لوگ اس سے عاجز ہیں تو مجھے لوٹا دیں میں ان کی دیکھ بھال کر لوں گا۔

تشریحات ۱۶۵۹

مالک بن اوس بن حدثان۔ ان کے والد اوس صحابی ہیں۔ ان کو بھی کچھ لوگوں نے صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم وغیرہ نے کہا۔ ان کے لئے صحبت ثابت نہیں۔ اگرچہ عہد نبوت ان کو ملا ہے۔ شاید مدینہ طیبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حاضر ہوئے جیسے قیس بن ابو حازم۔

وکان محمد بن جبیر۔ یعنی محمد بن جبیر نے یہ حدیث ابن شہاب سے ذکر کی تھی۔ لیکن علو سند کے لئے ابن شہاب نے خود مالک بن اوس سے ملاقات کر کے یہ حدیث سنی۔ اس سے ابن شہاب زہری کا طلب حدیث سے انتہائی ذوق و شوق ظاہر ہوتا ہے۔

اقض بینی وبین هذا۔ یعنی میرے اور ان کے درمیان یعنی حضرت علی اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دیں۔ اعتصام میں یہ ہے کہ حضرت عباس نے یہ کہا۔ میرے اور اس ظالم کے مابین فیصلہ فرما دیں۔ ان دونوں نے سخت کلامی کی۔ [illegible] کی روایت میں ہے۔ کہ کاذب آثم غادر خائن تک کہا۔ شعیب اور یونس کی روایت میں ہے۔ کہ علی اور عباس نے آپس میں سخت کلامی کی۔ کسی روایت میں یہ نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس کو کوئی نازیبا لفظ کہا ہو۔ استبا سے مراد تیز سخت لہجے میں بات چیت ہے۔ حضرت عباس نے جو کچھ کہا وہ غصے کی حالت میں ان کے منہ سے نکل گئے۔ چچا بمنزلہ باپ ہے۔ اس سے ان کا معنی حقیقی مراد نہیں۔ جیسے زجر و توبیخ کے وقت بڑے چھوٹوں کو بہت کچھ کہہ دیتے ہیں۔ اس سے مقصود ناراضگی کا اظہار ہوتا ہے۔ اس وقت ان کا مقصود ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ واقعی جسے کہا ہے وہ ویسا ہی ہے۔

قال الرهط۔ یعنی حضرت عثمان حضرت عبد الرحمن بن عوف حضرت زبیر حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم پورے گروہ نے اس کی تصدیق کی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لا نورث ما ترکنا صدقة۔

قالا قد قال ذلك۔ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں نے اقرار کیا کہ ہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ کہ لا نورث ما ترکنا صدقة۔ ہمارا کوئی وارث نہیں ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ اس حدیث میں مذکور تفصیل کے مطابق۔ لا نورث ما ترکنا صدقة کے راوی سات صحابہ ہو گئے۔ حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عباس، حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت زبیر، حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت گزر چکی ہے۔ اور الفرائض میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی مروی ہے۔ اور ہم نے شرح میں ترمذی کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ذکر کی ہے۔ اب اس حدیث کے راوی دس صحابہ کرام ہو گئے۔ جن میں سے آٹھ عشرہ مبشرہ ہیں۔

یہ حدیث آیت میراث کے معارض نہیں۔ اس لئے کہ میراث صرف انہیں اموال میں جاری ہوتی ہے۔ جو موت کے وقت مورث کے ملک ہوں۔ اور جو اموال مورث نے وقف کر دیئے ہوں تو ان میں میراث کے جاری ہونے کا سوال ہی نہیں۔ اس حدیث سے قطع نظر کر کے دوسری احادیث بھی اس پر نص صریح ہیں۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے جملہ متروکات کو وقف فرما دیا تھا۔ جیسا کہ اسی بخاری میں کتاب الوصایا میں حدیث گزر چکی ہے۔ اور اسی کے بعد والے باب میں بھی آرہی ہے کہ فرمایا۔

لا تقتسم ورثتي دينارا ولا درهما ما تركت بعد نفقة نسائي ومؤنة عاملي فهو صدقة۔

میرے وارث ایک دینار ایک درہم بھی نہ تقسیم کریں میں جو کچھ چھوڑوں وہ میری ازواج کے نفقہ اور میرے عامل کے اخراجات کے بعد جو کچھ بچے صدقہ ہے۔

اور اگر بالفرض معارض ہی ہو تو چونکہ حدیث لا نورث مشہور ہے۔ اس لئے اس سے کتاب اللہ کی تخصیص درست ہے۔ جیسا کہ گزر چکا۔

ان الله قد خص رسوله۔ بیشک اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے فئی کے مال کو خاص کر دیا تھا۔ اس میں سے کسی کو کچھ نہیں دیا۔ فرماتا ہے۔ اللہ نے اپنے رسول کو ان (بنی نضیر) سے جو کچھ دلایا اس پر تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ۔ ہاں اللہ نے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے قابو دیدیتا ہے۔ حشر ۵

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبرعاً، احسان، اور ہمدردی کے طور پر اس میں سے حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی عطا فرماتے تھے۔

بنیادی طور پر دستور یہ تھا کہ ازواج مطہرات کے سال بھر کے نفقہ کی مقدار اس میں سے رکھ لیتے اور بقیہ مصالح کی راہ میں صرف فرماتے۔ اسی میں سے حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی عطا فرماتے اور دوسرے ضرورت مندوں کو بھی۔ مزید برآں جہاد کے لئے سازوسامان میں صرف فرماتے۔

هل تعلمان ذلك۔ اس روایت میں حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تصدیق مذکور نہیں مگر بخاری ہی کی اور جگہ کی روایات میں ہے۔ قالا نعم۔ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ہاں یعنی آپ سچ کہتے ہیں۔

عه [illegible] المغازی [illegible] باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا نورث صفحہ ۹۹۶ الاعتصام [illegible] من التعمق والتنازع والغلو في الدين ص ۱۰۸۵ مسلم المغازی ابوداؤد الخراج ترمذی السیر نسائی الفرائض وغیرہ

نصیبک من ابن اخیک ۔ یعنی اے عباس آپ چچا ہونے کی حیثیت سے اور اے علی آپ داماد ہونے کی حیثیت سے اپنی اہلیہ سیدہ فاطمہ کا حصہ طلب کرنے گئے ۔ اس پر ایک سنگین اشکال یہ ہے ۔ اس حدیث میں پہلے مذکور ہے ۔ کہ ان دونوں حضرات نے اس بات کی تصدیق فرمائی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔

لا نورث ما ترکنا صدقۃ ۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اس تصدیق سے پہلے انھیں اس کا علم تھا ۔ اب دو صورت ہے کہ یا تو اسے براہ راست رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا تھا یا حضرت صدیق اکبر سے سنا تھا ۔ جب کہ حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مطالبے کے وقت بیان فرمایا تھا ان دونوں حضرات کو ان دونوں صورتوں میں یہ کیسے جائز تھا ۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے عہد خلافت میں آکر میراث کا سوال کرتے ۔

جواب اشکال ۔ اس کا ایک جواب عام شارحین نے تحریر فرمایا ہے ۔ کہ حضرت عباس اور حضرت علی اس حدیث کو تمام اموال کو عام نہیں جانتے تھے ۔ اور کچھ اموال کو مستثنیٰ جانتے تھے ۔ انھیں مستثنیٰ اموال میں میراث طلب کی ۔ مگر جب حضرت عمر نے فرمادیا کہ یہ ہر قسم کے اموال کو عام ہے ۔ تو دونوں حضرات خاموش ہوگئے ۔

اقول وھوالمستعان ۔ اس کا بھی احتمال ہے کہ ذہول ہوگیا ہو ۔ یہ حدیث اس وقت یاد نہ رہی ہو مگر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یاد دلائی تو یاد آگئی ۔

جیسے کہ وصال کے وقت سوائے حضرت صدیق اکبر کے، آیہ کریمہ ۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۔ کسی صحابی کو یاد نہیں آئی ۔ جب حضرت صدیق اکبر نے تلاوت فرما دیا تو سب کو یاد آگئی ۔ اور سب کی زبانوں پر جاری ہوگئی ۔

فلمابدالی ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مدینہ طیبہ کے اموال اس لئے نہیں دیا تھا کہ ان کی میراث کے حق کو تسلیم کرکے انھیں مالک بنا دیا تھا ۔ بلکہ بطور ناظر منتظم یا متولی ان دونوں حضرات کو مقرر فرمایا تھا اس پر دلیل اس کے بعد کا ارشاد ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا ۔

میں اس شرط پر دیتا ہوں کہ ان اموال میں اسی طریقے پر عمل کروگے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر اور میرا تھا ۔ جس کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے ۔

اب ان حضرات میں تنازع یہ تھا کہ اسے تقسیم کرکے دونوں کو الگ الگ حصے پر متولی بنادیں ۔ یہ قابل قبول نہ تھا ۔ اس سے ملکیت کے ثبوت کا شبہ ہوسکتا تھا ۔ اسی وجہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدا ہی میں ان لوگوں کو متولی وغیرہ بھی نہ بنایا ۔ کہ لوگوں کو یہ شبہ ہوجائے گا کہ ان کی ملکیت تسلیم کرلی ۔ جب ایک مدت گذر گئی اور اس آراضی پر صرف خلافت کا قبضہ رہا ۔ اور سب کو معلوم ہوگیا کہ یہ کسی کی خاص ملک نہیں تو اپنے زمانہ خلافت میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں ناظر و متولی بنا دیا ۔ اس اراضی و فدک وغیرہ کا جو انتظام حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کردیا تھا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے عہد خلافت میں باقی رکھا ۔ اسے حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وارثین میں تقسیم نہیں فرمایا ۔ یہ اس کی دلیل ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حدیث لا نورث ما ترکنا صدقۃ، کی صحت کو تسلیم کرتے تھے ۔ اور ان سب اموال

کو صدقہ مانتے تھے۔

اس سلسلے میں علامہ نووی نے ایک دلچسپ حکایت لکھی ہے۔ جب بنو عباس کا مشہور زمانہ درندہ سفاح پہلی بار خطبے کے لئے کھڑا ہوا تو ایک شخص قرآن مجید گلے میں لٹکائے کھڑا ہوا اور کہا۔ میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ میرے اور میرے فریق کے درمیان اس مصحف کے مطابق فیصلہ کر۔ سفاح نے پوچھا کہ کون تیرا فریق ہے۔ اس شخص نے کہا۔ ابو بکر ہیں جنھوں نے فدک نہیں دیا۔ سفاح نے پوچھا۔ کیا انھوں نے تجھ پر ظلم کیا ہے؟ اس نے کہا۔ ہاں۔ سفاح نے پوچھا۔ بعد والوں نے۔ تو اس نے کہا۔ ہاں انھوں نے بھی ظلم کیا ہے۔ پوچھا عثمان نے۔ تو بھی اس نے کہا۔ ہاں انھوں نے بھی ظلم کیا ہے۔ اب سفاح نے پوچھا! علی نے بھی ظلم کیا تو وہ شخص چپ ہوگیا۔

لیکن ان سب توجیہات پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس جملے سے پانی پھر جاتا ہے۔ کہ انھوں نے حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا۔ اے عباس تم اپنے بھتیجے کے مال سے اپنا حصہ مانگ رہے ہو۔ اور یہ اپنی اہلیہ کا حصہ ان کے باپ کے ترکے سے مانگ رہے ہیں۔

بادی النظر میں یہ اشکال بہت سخت ہے۔ مگر بنظر دقیق کچھ نہیں۔ اس ارشاد کا پس منظر یہ ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس جائداد کی پیداوار حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اسی تناسب سے تقسیم فرماتے جو وراثت کی رو سے ان حضرات کا حق ہوتا تھا یعنی پیداوار کا ثمن ازواج مطہرات کو، نصف حضرت سیدہ کو، اور بقیہ حضرت عباس کو۔ اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان حضرات کو متولی بنا کر یہ جائداد سپرد کی تو بھی پیداوار اسی تفصیل سے تقسیم ہوتی تھی اس میں نزاع ہوگئی تو ان حضرات نے یہ خواہش ظاہر کی میراث کے اصول سے جتنا ہمارا حصہ ہوتا ہے اسے تقسیم کر کے علیحدہ علیحدہ کر کے ہمیں دیدیا جائے۔ ہم لوگ اپنے اپنے حصے کی دیکھ بھال کریں تاکہ پیداوار کی تقسیم کا جھگڑا نہ رہے۔ اس میں صراحۃً جائداد کی وراثت کے مطابق تقسیم تھی جس سے ملک کا حق ثابت ہوتا تھا۔ اس لئے حضرت عمر نے اسے قبول نہیں فرمایا۔ یعنی نصیبک سے مراد۔ قدر نصیبک۔ ہے یعنی میراث سے جتنا حصہ ہوتا اس کی مقدار وہ لوگ اس لئے طلب کر رہے تھے کہ اسی کا انتظام کریں۔ ملکیت کے طور پر نہیں طلب کر رہے تھے۔

بَابُ نَفَقَةِ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاتِهٖ۔ ص۴۳۷

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ازواج مطہرات کے نفقے کا بیان۔

۱۶۶۰ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقْتَسِمُ وَرَثَتِيْ دِيْنَارًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ

نے فرمایا۔ میرے وارثوں میں ایک دینار بھی تقسیم نہ کیا جائے۔ میں جو کچھ چھوڑوں وہ میری ازواج اور

نَفَقَةِ نِسَائِي وَمُؤْنَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ۔

عامل کے اخراجات کے بعد صدقہ ہے۔

۱۶۶۰ تشریحات اس حدیث میں عامل سے مراد، خلیفہ ہے۔ اور یہی معتمد ہے۔ اور یہی اصول تمدن کے مطابق ہے شاہی اخراجات کے لئے جو جائداد مخصوص ہوتی ہے وہ بعد میں اس کے جانشین کا حق ہوتی ہے۔ اور اس کا بھی امکان ہے کہ اس سے مراد جائداد میں کام کرنے والے اس کی دیکھ بھال کرنے والے ہوں۔

۱۶۶۱ حدیث **ثنا ہِشَامٌ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَا فِیْ بَیْتِیْ مِنْ شَیْءٍ یَأْکُلُهُ ذُوْ کَبِدٍ اِلَّا شَطْرُ شَعِیْرٍ فِیْ رَفٍّ لِیْ فَاَکَلْتُ مِنْهُ حَتّٰی طَالَ عَلَیَّ فَکِلْتُهُ فَفَنِیَ۔ عہ**

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفات پا گئے اور حال یہ تھا کہ میرے گھر کوئی ایسی چیز نہیں تھی جسے کوئی زندہ کھائے سوائے نصف وسق جو کے جو طاق میں تھا۔ میں نے اسے مدت دراز تک کھایا۔ ایک دفعہ اسے ناپ دیا تو ختم ہو گیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ بُیُوْتِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَا نُسِبَ الْبُیُوْتُ اِلَیْهِنَّ۔ ص ۴۳۷

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے گھروں کے بارے میں جو کچھ وارد ہے اور جو گھر ان کی طرف منسوب ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

توضیح حجرات مبارکہ اصل میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملک تھے۔ لیکن مشہور تھے ازواج مطہرات کے نام سے۔ امام بخاری یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ یہ نسبت اس بنا پر تھی کہ وہ جب تک زندہ رہیں انہیں سکونت پذیر رہیں۔ اس لئے کہ ان کا نفقہ اور سکنی بعد وصال بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ وہ دوسری شادی نہیں کر سکتیں۔ اصل سبب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حقیقی دنیوی جسمانی حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔

عہ ثانی الرقاق۔ باب فضل الفقر ص ۹۵۵ مسلم آخر الکتاب، ابن ماجہ اطعمہ۔

۱۶۶۲ حدیث حدثنا نافع قال سمعت ابن ابی ملیکۃ قال قالت عائشۃ

ابن ابی ملیکہ نے کہا۔ کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ نبی

توفی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی بیتی وفی نوبتی وبین سحری

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات میرے گھر اور میری باری کے دن اور میری گردن اور سینے کے

ونحری وجمع اللہ بین ریقی وریقہ قالت دخل عبد الرحمن بسواک

درمیان ہوئی۔ اور اللہ نے میرے اور حضور کے لعاب کو ایک جگہ جمع فرما دیا۔ ہوا یہ کہ عبد الرحمن

فضعف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عنہ فاخذتہ فمضغتہ

مسواک لے کر آئے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کمزوری کی وجہ سے اسے چبا نہ سکے تو میں نے

ثم سننتہ بہ۔

سے لیا اور اس کی کوچی بنائی۔

۱۶۶۲ تشریحات یہ حدیث کتاب الجمعہ ص ۳۳۱ پر گزر چکی ہے۔ حضرت عبد الرحمن مسواک کرتے ہوئے داخل ہوئے تھے اور ان کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ کی مسواک تھی۔ حضور نے مسواک کی طرف نگاہ الی۔ ام المومنین سمجھ گئیں کہ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ عبد الرحمن سے مانگ کر حضور کو دیا۔ مگر حضور چبا نہ سکے تو المومنین نے چبا کر کوچی نکال دی، اور پیش کی۔ اب حضور نے خوب اچھی طرح مسواک کی۔ فارغ ہوتے ہی نزع ری ہو گئی۔ اللھم فی الرفیق الاعلیٰ۔ فرماتے ہوئے واصل بحق ہو گئے۔

۱۶۶۳ حدیث عن نافع عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قال قام النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطیبا فاشار نحو مسکن عائشۃ

خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ تو ام المومنین حضرت عائشہ کے گھر کی طرف اشارہ فرمایا۔ وہاں

فقال ھنا الفتنۃ ثلاثا من حیث یطلع قرن الشیطن۔ عہ

تنہ ہے۔ تین مرتبہ فرمایا۔ جہاں سے شیطان کے سینگ نکلیں گے۔

عہ بدء الخلق باب صفۃ ابلیس وجنودہ ص ۴۶۳ المناقب باب ص ۴۹۸ ثانی الطلاق باب الاشارۃ فی الطلاق ص ۷۹۸ الفتن باب الفتنۃ من قبل المشرق ص ۱۰۵۰ مسلم ثانی فتن۔ ترمذی ثانی فتن۔ مسند امام احمد جلد ثانی ص ۲۳ ص ۱۲۱

۱۶۶۳ تشریحات

مسکن عائشہ۔ دوسری روایتوں میں یہ زائد ہے کہ منبر پر تشریف فرما ہوگئے۔ اور مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔ آج کل غیر مقلدین اور نجدی اس پر بہت زور دیتے ہیں کہ شرق سے مراد عراق ہے مگر اس روایت نے ان کے ادعائے باطل کا تسمہ بھی باقی نہیں رکھا۔ منبر اقدس سے ایک خط مستقیم کھینچیں حجرۂ عائشہ سے گذر کر پورب کو جائے تو اس کی سیدھ میں نجد کا دارالسلطنت ریاض پڑتا ہے۔ یہ خط شرق کے اخیر تک لے جائیے عراق کے کسی خطے سے نہیں گذرے گا۔ مگر قرآن و احادیث کی تحریف کے خوگروں کا کوئی علاج نہیں۔ اس کی مزید بحث ہماری کتاب، فتنوں کی سرزمین کون؟ نجد یا عراق میں دیکھئے۔

بَابُ مَا ذُكِرَ مِنْ دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَصَاهُ وَسَيْفِهِ وَقَدَحِهِ وَخَاتَمِهِ وَمَا اسْتَعْمَلَ الْخُلَفَاءُ بَعْدَهُ مِنْ ذٰلِكَ مِمَّا لَمْ تُذْكَرْ قِسْمَتُهُ وَمِنْ شَعْرِهِ وَنَعْلِهِ وَآنِيَتِهِ مِمَّا شَرِكَ فِيهِ أَصْحَابُهُ وَغَيْرُهُمْ بَعْدَ وَفَاتِهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ص ۴۳۸

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے (تبرکات مثلاً) زرہ، عصا، تلوار، پیالہ اور انگوٹھی اور ان میں سے جن چیزوں کو حضور کے بعد خلفاء نے استعمال فرمایا جنھیں تقسیم نہیں کیا گیا۔ اور حضور کے موئے مبارک اور نعل مبارک اور برتن کا بیان۔ جن میں حضور کے بعد صحابہ وغیرہ صحابہ سب شریک رہے۔

توضیح باب

امام بخاری کی غرض اس باب سے دو ہے۔ ایک یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ترکے کا کوئی وارث نہیں ہوا۔ اور نہ وہ بطریق میراث تقسیم ہوا۔ بلکہ جن صاحب کو جو چیز ملی وہ اسے اپنے پاس رکھے ہوئے تھا۔ اور کچھ چیزوں کو خلفاء اپنے استعمال میں لاتے رہے۔ بلکہ کچھ چیزیں ایسی بھی ہیں، جنھیں خلفاء کے علاوہ دوسرے صحابہ اور صحابہ کے بعد تابعین اپنے پاس رکھے رہے۔

دوسرا مقصد یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی استعمال فرمودہ اشیاء سے برکت حاصل کرنا خلفاء راشدین اور صحابہ کی سنت ہے۔ اس باب میں، مما شرك فيه، ابوذر کی اپنے شیخ سے روایت ہے۔ اصیلی کی روایت میں۔ مما يتبرك اصحابه۔ اور کشمیہنی کی روایت میں۔ مما يتبرك به اصحابه ہے یعنی جن سے صحابہ وغیرہ برکت حاصل کرتے تھے۔ اس روایت کی دوسرے مقصد پر دلالت بالکل واضح ہے۔

باب میں آٹھ چیزیں مذکور ہیں۔ زرہ، عصا، تلوار، پیالہ، انگوٹھی، موئے مبارک، نعلین اور برتن۔

اصیلی کی اور کشمیہنی کی روایت کی بنا پر یہ نو چیزیں ہو سکتی ہیں۔ جب کہ مما يتبرك به اصحابه۔ سے مراد مذکورہ بالا اشیاء کے علاوہ اور دوسری چیزیں مراد لی جائیں۔

اس باب کے ضمن میں امام بخاری نے چھ حدیثیں ذکر کی ہیں۔ جن میں سے ایک میں۔ انگوٹھی۔ دوسری میں نعلین اور چوتھی میں پیالے اور پانچویں میں تلوار کا ذکر ہے۔ تیسری حدیث میں تہبند اور کمبل کا تذکرہ ہے۔ اور چھٹی حدیث میں ایک مکتوب کا۔ کمبل کا باب سے یہ تعلق ہے کہ مما يتبرك به اصحابه۔ میں داخل ہے۔

چھٹی حدیث کا باب سے کیا تعلق ہے۔ یہ معرض خفا میں ہے۔

زرہ، عصا، اور موئے مبارک سے متعلق کوئی حدیث ذکر نہیں فرمائی۔ حالانکہ چاہئے تو زرہ کے بارے میں ام المومنین اور حضرت انس کی وہ حدیثیں[1] ذکر فرمادیتے جن میں یہ مذکور ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے وقت حضور کی زرہ ایک یہودی کے یہاں گروی رکھی ہوئی تھی۔ اسی طرح موئے مبارک کے بارے میں حضرت ابن سیرین کا وہ ارشاد تحریر فرمادیتے جو طہارت[2] میں گذر چکا ہے۔ ہمارے پاس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا موئے مبارک ہے جو ہمیں حضرت انس سے ملا ہے۔ اور وہ حدیث جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ حضور نے حجۃ الوداع میں جب سر اقدس منڈایا تو ابو طلحہ ہی وہ شخص ہیں جنھوں نے موئے مبارک لیا۔ یوں ہی عصا کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وہ حدیث[3] ذکر فرمادیتے جس میں یہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے محجن سے رکن کا استلام کرتے تھے جو باب الحج میں گذر چکی ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ حدیث بھی لکھ سکتے تھے۔ جو تفسیر[4] سورہ واللیل میں آئی ہے کہ حضور کے دست مبارک میں مخصرہ تھا جس سے زمین کرید رہے تھے۔ لیکن ہم اس کی کوئی وجہ نہیں جانتے کہ امام بخاری نے ان حدیثوں کو کیوں ذکر نہیں فرمایا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک عصائے مبارک شوحط کا تھا جو بعد میں خلفائے راشدین کے پاس رہا یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جہجاہ غفاری نے اسے توڑ ڈالا۔ برتنوں میں اس باب کے ضمن میں صرف پیالے کا ذکر ہے اس کے علاوہ مزید برتنوں کو علامہ عینی نے ذکر فرمایا ہے۔ پتھر کی ایک ہانڈی جسے مخضب کہتے تھے۔ اور ایک اور مخضب پیتل کا تھا جس میں حنا اور کتم رہتا تھا۔ اور ایک برتن تانبے کا تھا۔ ایک لگن جس کا نام "الصادرہ" تھا۔ اور ایک رانگے کا طشت تھا۔ ایک شیشے کا پیالہ۔ اور ایک بہت بڑی لگن تھی جس میں کھانا کھلایا جاتا تھا۔ اتنا بھاری تھا کہ چار آدمی اٹھاپاتے۔ اس کا نام غرا تھا۔

۱۶۶۲ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسٌ نَعْلَيْنِ جَرْدَاوَيْنِ لَهُمَا قِبَالَانِ فَحَدَّثَنِيْ ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ بَعْدُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُمَا نَعْلَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[ع]

حدیث عیسیٰ بن طہمان نے حدیث بیان کی۔ کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے بال چمڑے کی دو نعلین نکالیں جن کے دو تسمے تھے۔ بعد میں ثابت البنانی نے حضرت انس سے روایت کرتے ہوئے یہ حدیث بیان کی کہ یہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعلین ہیں۔

---

[1] نزہۃ القاری خامس ص۱۶۶ ـ [2] نزہۃ القاری جلد اول ص۵۱۹ [3] نزہۃ القاری رابع ص۳۳۲ [4] بخاری ص۷۳۹ ۔

[ع] کتاب اللباس باب قبالان فی نعل ص۸۶۹ مسلم ابوداؤد ترمذی۔ ابن ماجہ۔

تشریحات ۱۶۶۴

کتاب اللباس میں اس حدیث پر امام بخاری نے یہ باب باندھا ہے۔ قبالان فی نعل ومن رای قبالا واحدا واسعا۔ دو تسمے ایک نعل میں اور جس نے ایک چوڑا تسمہ کافی جانا۔ باب کا اثبات اس طرح ہوتا ہے۔ کہ یہاں تثنیہ کا مقابلہ تثنیہ سے ہے۔ اس لئے آحاد کی آحاد پر تقسیم ہوگی علاوہ ازیں طبرانی نے معجم صغیر میں اور بزار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت انس کی حدیث کے مثل روایت کیا اور یہ زائد ہے۔ اور ایسی ہی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی بھی نعلین تھیں۔ اور پہلے وہ شخص جنھوں نے ایک بندش رکھی عثمان تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

جرداوین۔ اجرد کے مؤنث جرداء کا تثنیہ ہے۔ اس کا معنی بے بال کا چمڑا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے بال کے چکنے چمڑے کی نعلین استعمال فرماتے تھے۔ اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں من سبت لیس علیہ شعر۔ آیا ہے۔ جیسا کہ ابن سعد نے عن عفان عن ھمام روایت کیا ہے۔ اس کے معنی پرانی کے بھی ہیں۔ چمڑا جب پرانا ہو جاتا ہے تو بال جھڑ جاتے ہیں۔ اس کا حاصل بھی وہی ہوا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعلین کے بارے میں حضرت انس حضرت ابن عباس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حدیثیں مروی ہیں۔ ان سب میں یہ تصریح ہے۔ کہ ہر ایک میں دو تسمے تھے۔ یہاں تو تثنیہ کے مقابلے تثنیہ لانے میں اس کا احتمال تھا کہ اس کا مطلب یہ ہو کہ ایک نعل میں ایک قبالہ ہو۔ مگر بخاری کتاب اللباس کی روایت میں یہ ہے۔ ان نعل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لھما قبالان۔ ترمذی شمائل اور ابن ماجہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں یہ ہے۔

کانت لنعل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبالان مثنی شراکھما۔ اور اس کے ہم معنی حضرت ابوہریرہ کی حدیث میں ہے۔ اس لئے آحاد کی آحاد پر تقسیم کر کے ایک نعل کے لئے ایک قبالے کا احتمال ساقط۔

۱۶۶۵ حدیث

عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ قَالَ اَخْرَجَتْ اِلَیْنَا عَائِشَۃُ کِسَاءً مُّلَبَّدًا وَّ
ابو بردہ نے کہا۔ کہ ہمارے سامنے ام المؤمنین حضرت عائشہ نے ہمارے لئے ایک کمبل
قَالَتْ فِیْ ھٰذَا نُزِعَ رُوْحُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَزَادَ سُلَیْمَانُ
پیوند لگا ہوا نکالا۔ اور فرمایا اسی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح قبض ہوئی بطریق سلیمان
عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ اَخْرَجَتْ اِلَیْنَا عَائِشَۃُ اِزَارًا غَلِیْظًا مِّمَّا یُصْنَعُ
عن حمید جو روایت ہے اس میں یہ ہے۔ کہ ہمیں دکھانے کے لئے ایک موٹا تہبند نکالا جو یمن میں بنا
بِالْیَمَنِ وَکِسَاءً مِّنْ ھٰذِہٖ الَّتِیْ تَدْعُوْنَھَا الْمُلَبَّدَۃَ۔
یا جاتا ہے اور ایک کمبل اسی قسم کا جسے تم لوگ ملبدہ کہتے ہو۔

۱۶۶۵ تشریحات کسار۔ کے معنی چادر کے بھی ہیں اور کمبل کے بھی۔ ملبد۔ لبدۃ۔ کے معنی پیوند کے بھی ہیں۔ اب معنی یہ ہوئے کہ پیوند لگی ہوئی۔ اور لبد کے معنی تہ بہ تہ جمانے کے بھی ہیں۔ اب معنی یہ ہوئے کہ وہ تہ بہ تہ جمائی ہوئی تھی جیسے نمدہ ہوتا ہے۔ علامہ قسطلانی اپنی شرح میں کسار کے بعد من صوف فرمایا۔ اور ملبد کی تفسیر مرقع سے کی۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ پیوند لگا ہوا کمبل۔ مگر بطریق سلیمان بعد میں جو زیادتی ہے وہ اس معنی کے منافی ہے۔ تصریح ہے کہ جسے تم لوگ ملبدہ کہتے ہو۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ کسی خاص قسم کا کپڑا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اسے اون کو تہ بہ تہ جما کر کے بناتے ہوں۔

۱۶۶۶ حدیث

عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیالہ

قَدَحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْكَسَرَ فَاتَّخَذَ مَكَانَ الشَّعْبِ

ٹوٹ گیا تو حضور نے جوڑ پر چاندی کے تار لگا دیئے تھے۔ عاصم نے کہا۔ میں نے اس پیالے کی

سِلْسِلَةً مِّنْ فِضَّةٍ قَالَ عَاصِمٌ رَاَيْتُ الْقَدَحَ وَشَرِبْتُ فِيْهِ۔

زیارت کی ہے اور اس میں پیا ہے۔

۱۶۶۶ تشریحات فاتخذ۔ کی ضمیر فاعل کا مرجع نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ہو سکتے ہیں۔ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی۔ یہاں کی روایت سے ظاہر پہلا احتمال ہے۔ اور کتاب الاشربہ کی روایت سے دوسرا احتمال۔ مگر بیہقی کی روایت ان الفاظ میں ہے۔ حضرت انس نے فرمایا۔ پیالہ ٹوٹ گیا تو میں نے جوڑ پر چاندی کے تار منڈھ دیئے تھے۔

۱۶۶۷ حدیث

اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

حضرت امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حدیث بیان کی۔ کہ یہ

عَنْهُ حَدَّثَهٗ اَنَّهُمْ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ مِنْ عِنْدِ يَزِيْدَ بْنِ مُعٰوِيَةَ

لوگ امام حسین بن علی کی شہادت کے سال یزید بن معاویہ کے یہاں سے مدینہ آئے تو حضرت

مَقْتَلَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ لَقِيَهٗ مِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَقَالَ لَهٗ هَلْ لَكَ اِلَيَّ مِنْ

مسور بن مخرمہ نے ان سے ملاقات کی اور عرض کیا اگر آپ کو مجھ سے کوئی حاجت ہو تو فرمائیں۔ میں

حَاجَةٍ تَاْمُرُنِيْ بِهَا فَقُلْتُ لَهٗ لَا فَقَالَ لَهٗ هَلْ اَنْتَ مُعْطِيَّ سَيْفَ

نے ان سے کہا کوئی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد مسور نے ان سے کہا۔ کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّغْلِبَكَ الْقَوْمُ

تعالیٰ علیہ وسلم کی تلوار مجھے عطا فرمادیں گے۔ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں قوم (بنی امیہ) اسے

عَلَیْہِ وَاَیْمُ اللّٰہِ لَئِنْ اَعْطَیْتَنِیْہِ لَا یُخْلَصُ اِلَیْہِ اَبَدًا حَتّٰی تُبْلَغَ نَفْسِیْ

آپ سے زبردستی چھین نہ لے۔ اور خدا کی قسم اگر آپ مجھے عطا فرمادیں گے تو وہ لوگ جب تک

اِنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ اَبِیْ جَهْلٍ عَلٰی فَاطِمَةَ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ

میرے دم میں دم ہے مجھ سے اسے نہیں لے پائیں گے۔ علی بن ابو طالب نے فاطمہ کے ہوتے

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ النَّاسَ فِیْ ذٰلِكَ عَلٰی مِنْبَرِہٖ

ہوئے ابو جہل کی لڑکی کو پیغام دیا۔ تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس

هٰذَا وَاَنَا یَوْمَئِذٍ لَمُحْتَلِمٌ فَقَالَ اِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّیْ وَاَنَا اَتَخَوَّفُ اَنْ تُفْتَنَ

بارے میں اپنے اس منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا اور میں اس وقت بالغ تھا۔ فرمایا۔ فاطمہ مجھ

فِیْ دِیْنِهَا ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَّهٗ مِنْ بَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ فَاَثْنٰی عَلَیْهِ فِیْ

سے ہے اور میں ڈرتا ہوں کہیں وہ اپنے دین میں آزمائش میں نہ پڑ جائے۔ اس کے بعد بنی عبد شمس

مُصَاهَرَتِهٖ اِیَّاهُ قَالَ حَدَّثَنِیْ فَصَدَقَنِیْ وَوَعَدَنِیْ فَوَفٰی لِیْ وَاِنِّیْ

سے اپنے ایک داماد کا تذکرہ فرمایا۔ اور رشتہ داری کے بارے میں ان کی تعریف کی فرمایا۔ اس نے

لَسْتُ اُحَرِّمُ حَلَالًا وَّلَا اُحِلُّ حَرَامًا وَلٰكِنْ وَاللّٰہِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ

مجھ سے جو کچھ کہا اسے سچ کر دکھایا۔ اور مجھ سے وعدہ کیا تو اسے پورا کیا۔ میں کسی حلال کو حرام یا کسی

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰہِ اَبَدًا[عہ]

حرام کو حلال نہیں کرتا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ رسول اللہ کی صاحبزادی اور دشمن خدا کی بیٹی کبھی بھی اکٹھا نہیں ہو سکتیں۔

۱۶۶۷

تشریحات

یہ حدیث خود بخاری میں پانچ جگہ مذکور ہے۔ وصایا۔ اور شروط۔ میں تعلیقاً مختصر اور یہاں اور مناقب میں مفصل۔ البتہ ہر جگہ متن میں کچھ زیادتی اور کچھ اختصار ہے مناقب کا متن یہ ہے۔ کہ حضرت علی نے ابو جہل کی لڑکی کو شادی کا پیغام دیا۔ حضرت فاطمہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شکایت کی اور عرض کیا۔ حضور کی قوم کا گمان ہے کہ حضور اپنی بیٹیوں کے لئے غضب نہیں فرماتے۔ یہ علی ہیں۔

[عہ] ذکر اصہار النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۵۲۸ ثانی النکاح باب ذب الرجل عن بنتہ ص ۷۸۷ مسلم فضائل الصحابہ۔ ابو داؤد نکاح۔ مسند امام احمد جلد رابع ص ۳۲۶

جو ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کر رہے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (خطبہ دینے کے لئے) کھڑے ہوئے۔ حضور نے جب شہادتین پڑھا تو میں نے سنا۔ کہ یہ فرمایا۔ **اما بعد**۔ میں نے (اپنی بیٹی کا) نکاح ابو العاص بن ربیع سے کیا اور اس نے مجھ سے جو کچھ کہا اسے سچ کر دکھایا۔ اور فاطمہ میرا جزء ہے۔ اور مجھے یہ ناپسند ہے کہ اسے کوئی ناگواری پہنچے۔ بخدا رسول اللہ کی بیٹی اور دشمن خدا کی بیٹی ایک شخص کے یہاں جمع نہیں ہو سکتیں۔ اس پر حضرت علی نے منگنی توڑ دی۔

کتاب النکاح میں یہ ہے۔ مسور بن مخرمہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا۔ کہ بنی ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت طلب کی ہے کہ وہ اپنی لڑکی کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کریں۔ میں ان کو اجازت نہیں دوں گا۔ میں ان کو اجازت نہیں دوں گا۔ میں ان کو اجازت نہیں دوں گا۔ ہاں علی چاہیں تو میری بیٹی کو طلاق دیدیں اور ان کی لڑکی سے نکاح کر لیں۔ وہ میرا ٹکڑا ہے۔ جس چیز سے اسے خلش ہوگی مجھے بھی ہوگی۔ جس چیز سے اسے ایذا پہنچے گی مجھے بھی پہنچے گی۔

سیف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ اس سے مراد ذو الفقار نامی تلوار ہے۔ جو بدر کے مال غنیمت میں ملی تھی۔ اور احد کے موقع پر اسے خواب میں دیکھا تھا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرما دی تھی۔

خطب ابنۃ ابی جھل ۔ ابوجہل کی اس بیٹی کا نام جویریہ تھا یا عوراء یا جمیلہ، فتح مکہ کے بعد حضرت علی نے انھیں نکاح کا پیغام دیا تھا۔ اور یہ ان کے بھائی حضرت عکرمہ اور دونوں چچا حارث بن ہشام اور سلمہ بن ہشام فتح مکہ کے موقعہ پر مشرف باسلام ہو چکے تھے۔

چونکہ ایک مرد کو چار تک شادی کی اجازت ہے۔ اس کی بنا پر حضرت علی نے یہ پیغام دیا تھا مگر جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ خطبہ دیا۔ تو حضرت علی نے منگنی توڑ دی۔ اس کے بعد عتاب بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوجہل کی اس لڑکی سے شادی کر لی۔

تلوار کی طلب اور اس قصے میں مناسبت یہ ہے۔ کہ جیسے حضرت سیدہ کی خوشنودی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ملحوظ تھی اور ان کی ایذا سے حضور کو ایذا ہوتی تھی۔ اسی کے مطابق چونکہ آپ اولاد فاطمہ سے ہیں مجھے آپ کی خوشنودی مطلوب ہے۔ اور اگر بالفرض آپ کو کوئی ایذا پہنچے گی تو مجھے بھی ایذا ہوگی۔ اور ظاہر ہے کہ اگر بنی امیہ ظالم آپ سے یہ تلوار چھین لے جائیں گے تو آپ کو ایذا ہوگی جس سے مجھے بھی اذیت ہوگی۔

شریف مرتضیٰ رافضی کہتا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے۔ اس کے راوی مسور حضرت علی کے مخالف تھے اور دوسرے راوی عبداللہ بن زبیر ہیں۔ یہ ان سے بھی زیادہ حضرت علی کے مخالف تھے۔

اقول وھو المستعان ۔ اولاً اس حدیث میں ایسی کوئی بات نہیں جس سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کسی قسم کا حرف آتا ہو۔ ایک سے زائد چار شادی کی اجازت ہے۔ اس بنا پر اگر حضرت علی نے ایک اور شادی کرنا چاہی تو اس میں کون سی عیب کی بات ہو گئی۔ خصوصاً ایسی صورت میں کہ جب یہ معلوم ہو گیا کہ حضرت سیدہ اور حضور اقدس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے راضی نہیں تو انھوں نے منگنی ختم کر دی۔

ثانیاً یہ حضرت مسور بن مخرمہ پر بہتان ہے کہ وہ حضرت علی سے عداوت رکھتے تھے اس کے ثبوت میں کوئی واقعہ نہیں پیش کیا جا سکتا۔ رہ گیا یزید کے مقابلے میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ دینا۔ یہ حضرت علی سے عداوت کی دلیل نہیں۔

محتلم ۔ حضرت مسور بن مخرمہ ہجرت کے دو سال بعد پیدا ہوئے[1] اس حساب سے فتح مکہ کے موقع پر چھ سال کے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ اس واقعہ کے وقت سات سال کے رہے ہوں۔ پھر بالغ کیسے تھے۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا۔ صحیح روایت۔ **کالمحتلم** ۔ ہے جیسا کہ ابن سید الناس نے کہا ہے[2] مطلب یہ ہے کہ بالغ کی طرح ہوشمند اور سمجھ دار تھا۔

اب اخیر میں یہ بحث اٹھ کھڑی ہوتی ہے۔ کہ حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہوتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسری شادی کرنی جائز تھی یا نہیں۔ اس سلسلے میں بہت لمبی چوڑی ابحاث کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ ہو سکتا ہے کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص سے ہو کہ صاحبزادیوں کے ہوتے ہوئے ان کے شوہر کو دوسرے نکاح کی اجازت نہیں۔ اسی لئے حضرت ابو العاص اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جب تک شہزادیاں رہیں دوسرے سے نکاح نہیں کیا۔ مگر اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منع فرمانے کے بعد یہ کسی طرح جائز نہ تھا کہ حضرت علی اور کسی سے نکاح کرتے۔

صہرا ۔ صہر کے اصلی معنی قریب ہونے کے ہیں۔ اور عرف میں داماد۔ اور عورت کے گھر والوں کو کہتے ہیں۔ علامہ نووی نے فرمایا۔ زوجین کے رشتہ داروں کو اصہار کہتے ہیں۔

ابو العاص بن ربیع ۔ یہ اپنی کنیت کے ساتھ مشہور ہیں۔ نام کیا تھا اس میں کئی قول ہیں۔ زبیر کے نزدیک اثبت یہ ہے کہ مقسم تھا۔ یہ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھانجے ان کی بہن ہالہ بنت خویلد کے صاحبزادے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعثت سے قبل اپنی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان کا نکاح فرمایا تھا۔ بدر میں مشرکین کے ساتھ تھے۔ گرفتار ہوئے۔ حضرت سیدہ زینب نے فدیہ دے کر چھڑایا۔ فدیے میں وہ ہار بھیجا تھا۔ جسے حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے انھیں جہیز میں دیا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا۔ یہ زینب کے پاس ماں کی نشانی ہے۔ اسے واپس کر دو تو بہتر ہے۔ صحابہ کرام نے واپس کر دیا۔

حضور نے ان سے وعدہ لیا تھا۔ کہ مکہ پہنچ کر زینب کو بھیج دینا۔ انہوں نے اس وعدے کو نبھایا۔ اسی کو فرمایا۔ مجھ سے جو کہا سچ کر دکھایا جو وعدہ کیا پورا کر دیا۔ حضرت سیدہ زینب مدینے طیبہ آ گئیں۔ اور ابو العاص مکے ہی میں رہے۔ دوبارہ گرفتار ہو کر آئے۔ تو سیدہ زینب نے انھیں پناہ دی۔ اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

---

[1] اصابہ جلد ثالث ص ۴۱۹

[2] فتح الباری جلد تاسع ص ۳۲۷

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سابقہ نکاح پر انھیں زینب کے ساتھ رہنے کی اجازت دیدی۔ ان کے بطن سے ایک صاحبزادی حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں۔ انھیں کو گود میں لے کر حضور نماز پڑھاتے تھے۔ حضرت فاطمہ کے وصال کے بعد ان کا نکاح حضرت علی کے ساتھ ہوا۔ ایک اور صاحبزادے بھی پیدا ہوئے تھے جن کا نام علی تھا۔ ایک قول کی بنا پر ان کا وصال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ہی میں ہو گیا تھا۔ حضرت ابو العاص کا وصال سنہ ۱۲ھ میں ہوا ہے۔

۱۶۶۸ حدیث

عَنْ مُنْذِرٍ عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ لَوْ كَانَ عَلِيٌّ ذَاكِرًا عُثْمَانَ
حضرت علی کے صاحبزادے (محمد) بن حنفیہ نے کہا۔ اگر حضرت علی کے دل میں حضرت عثمان کی طرف سے
ذَكَرَهُ يَوْمَ جَاءَهُ نَاسٌ فَشَكَوْا سُعَاةَ عُثْمَانَ فَقَالَ لِي عَلِيٌّ اِذْهَبْ إِلَى
ذرا بھی خلش ہوتی تو اس دن ذکر کرتے جس دن حضرت علی کے پاس کچھ لوگ آئے اور حضرت عثمان کے کارندوں کی شکایت
عُثْمَانَ فَأَخْبِرْهُ أَنَّهَا صَدَقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
کی (مگر اس دن بھی کچھ نہیں کہا)، مجھے ایک مکتوب دیکر کہا کہ عثمان کے پاس جاؤ اور انھیں یہ بتادو کہ یہ رسول اللہ
وَسَلَّمَ فَمُرْ سُعَاتَكَ يَعْمَلُوْا بِهَا فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ أَغْنِهَا عَنَّا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکتوب ہے اس میں صدقہ کے احکام درج ہیں اپنے کارندوں کو حکم دو کہ اس مکتوب کے مطابق
فَأَتَيْتُ بِهَا عَلِيًّا فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ضَعْهَا حَيْثُ أَخَذْتَهَا۔
عمل کریں۔ میں ان کے پاس وہ مکتوب لے کر گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کی ضرورت نہیں (ہمارے پاس بھی ہے)
میں اسے حضرت علی کے پاس واپس لایا اور انھیں بتایا تو فرمایا جہاں سے لیا تھا وہیں رکھدو۔

۱۶۶۹ حدیث

وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ (إِلَى أَنْ قَالَ) عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ
یہی حدیث بطریق حمیدی محمد بن حنفیہ سے یوں مروی ہے۔ انہوں نے کہا۔ میرے
أَرْسَلَنِيْ أَبِيْ خُذْ هٰذَا الْكِتَابَ فَاذْهَبْ بِهِ إِلَى عُثْمَانَ فَإِنَّ فِيْهِ
والد نے مجھ سے فرمایا۔ یہ مکتوب لو اور اسے عثمان کے پاس لے جاؤ۔ اس میں صدقہ کے معاملے
أَمْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّدَقَةِ۔
میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام ہیں۔

۱۶۶۹ تشریحات

ابن حنفیہ سے مراد حضرت محمد بن حنفیہ ہیں۔ ان کا نام محمد ہے۔ اور کنیت ابو القاسم؛ ان

کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کو بشارت دی اور فرمایا تھا کہ اس کا نام میرے نام پر ہوگا اور اس کی کنیت میری کنیت ہوگی۔ ان کی والدہ حنفیہ سے مشہور ہیں ان کا نام خولہ بنت جعفر ہے جنگ یمامہ میں قید ہو کر آئی تھیں چونکہ بنی حنفیہ سے تھیں اس لئے حنفیہ سے مشہور ہوئیں۔

ذاکرا عثمان۔ اسماعیلی کی روایت میں بسوء زائد ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اگر حضرت علی، حضرت عثمان کو برائی سے ذکر کرتے تو اس دن کرتے۔ ابن ابی شیبہ نے دوسرے طریقے سے منذر ہی سے روایت کیا ہے کہ ہم لوگ ابن الحنفیہ کے پاس تھے کہ کسی نے حضرت عثمان کو کچھ کہدیا۔ تو فرمایا۔ زبان بند کر۔ ہم نے ان سے پوچھا۔ کیا حضرت علی حضرت عثمان کو برا کہتے تھے۔ فرمایا۔ انہوں نے عثمان کو کبھی برا نہیں کہا۔ اگر انھیں برا کہتے تو اس دن کہتے جس دن کچھ لوگ حضرت عثمان کے کارندوں کی شکایت لے کر آئے تھے۔ الحدیث

یہ شکایت کیا تھی اور شکایت کرنے والے کون تھے معلوم نہیں ہو سکا۔ یہاں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عثمان نے شکایت پر توجہ نہیں دی۔

اقول وھوالمستعان۔ حضرت علی نے حضرت عثمان کے یہاں شکایت پہنچائی کہاں تھی کہ اس پر توجہ دینے یا نہ دینے کا سوال پیدا ہوتا۔ حضرت علی نے وہ مکتوب بھیجا تھا۔ اس کو انہوں نے واپس کر دیا۔ اس بنا پر کہ وہ ان کے پاس بھی موجود تھا۔

وقال الحمیدی۔ ان کا نام عبداللہ بن زبیر ہے۔ اسے اس افادے کے لئے ذکر فرمایا۔ کہ اس سند میں یہ تصریح ہے کہ سفیان نے حدثنا کہا۔ اور اس میں تصریح ہے کہ محمد بن سوقہ نے منذر سے سنا ہے۔

اقول وھوالمستعان۔ نیز پہلی روایت میں مکتوب شریف بھیجنے کی تصریح نہیں۔ اور اس روایت میں ہے۔ اس مکتوب میں کیا تھا۔ اس کی قطعی تعیین نہیں ہو سکی۔ خطابی نے غریب الحدیث میں بطریق عطیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی نے حضرت عثمان کے پاس ایک صحیفہ بھیجا۔ اس میں یہ تھا کہ بکریوں اور اونٹوں کے بچوں سے زکوٰۃ نہ لے۔ اس کی سند ضعیف ہے مگر حضرت علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ اس کا احتمال ہے کہ وہ یہی صحیفہ ہو اگر یہ صحیح ہے تو شکایت کی نوعیت بھی کچھ سمجھ میں آ رہی ہے۔ کہ شاید یہی ہو کہ کارندے بچوں کی بھی زکوٰۃ لیتے رہے ہوں۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ یہی شکایت تھی تو لازم نہیں کہ شکایت صحیح بھی ہو۔ اس کی کتنی مثالیں ہیں کہ عمال کی شکایتیں ہوئیں مگر تحقیق کے بعد غلط نکلیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت مغیرہ بن شعبہ کی شکایتیں ہوئیں مگر تحقیق کے بعد غلط ثابت ہوئیں۔

بَابُ الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ الْخُمُسَ لِنَوَائِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس بات کی دلیل کہ خمس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد میں رونما ہونے والے حوادث اور

وَالْمَسَاكِيْنِ وَإِيْثَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الصُّفَّةِ وَالْأَرَامِلَ حِيْنَ سَأَلَتْهُ فَاطِمَةُ وَشَكَتْ إِلَيْهِ الطَّحْنَ وَالرَّحٰى أَنْ يُخْدِمَهَا مِنَ السَّبْيِ فَوَكَلَهَا إِلَى اللّٰهِ۔ ص۴۳۹

مساکین کے لئے ہے۔ اور اس کا بیان کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل صفہ اور بیوہ عورتوں کو ترجیح دی جبکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیسنے اور چکی کی شکایت کی اور حضور سے یہ سوال کیا کہ انھیں قیدیوں میں سے کوئی خادمہ عطا ہو۔ حضور نے انھیں اللہ کے سپرد کر دیا۔

۱۶۷۰ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلٰى ثَنَا عَلِيٌّ أَنَّ فَاطِمَةَ اشْتَكَتْ مَا تَلْقٰى مِنَ

حدیث حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی کہ فاطمہ کو چکی اور آٹا پیسنے سے تکلیف

الرَّحٰى مِمَّا تَطْحَنُ فَبَلَغَهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہوتی تھی۔ انھیں یہ خبر ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ قیدی لائے گئے ہیں

أُتِيَ بِسَبْيٍ فَأَتَتْهُ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَلَمْ تُوَافِقْهُ فَذَكَرَتْ عَائِشَةَ فَجَاءَ

تو وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں کہ کوئی خادمہ طلب کریں لیکن حضور سے ملاقات نہیں ہوئی تو

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ عَائِشَةُ لَهُ فَأَتَانَا

عائشہ سے تذکرہ کیا۔ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو عائشہ نے ذکر کیا۔ حضور ہمارے یہاں

وَقَدْ دَخَلْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا لِنَقُوْمَ فَقَالَ عَلٰى مَكَانِكُمَا حَتّٰى وَجَدْتُ

تشریف لائے اور ہم اپنی خواب گاہوں میں داخل ہو چکے تھے۔ ہم کھڑے ہونے لگے تو فرمایا۔ اپنی جگہ رہو۔ یہاں تک

بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى صَدْرِيْ فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلٰى خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَاهُ إِذَا

کہ میں نے حضور کے قدم کی ٹھنڈک اپنے سینے پر محسوس کی۔ فرمایا۔ کیا تم نے جو مانگا تھا اس سے بہتر

أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَكَبِّرَا اللّٰهَ أَرْبَعًا وَثَلٰثِيْنَ وَاحْمَدَا ثَلٰثًا وَثَلٰثِيْنَ

چیز تم کو نہ بتا دوں۔ جب تم بستر پر سونے کے لئے آ جاؤ تو چونتیس بار اللہ اکبر، اور تینتیس بار الحمد للہ، اور

وَسَبِّحَا ثَلٰثًا وَثَلٰثِيْنَ فَإِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَكُمَا مِمَّا سَأَلْتُمَاهُ۔ ع

تینتیس بار سبحان اللہ پڑھ لیا کرو۔ یہ اس سے بہتر ہے جو تم نے مانگا تھا۔

ع مناقب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص۵۲۵ ثانی النفقات باب عمل المرأۃ فی بیت زوجہا ص۸۰۷ باب خادم المرأۃ ص۸۰۸ الدعوات باب التسبیح والتکبیر عند المنام ص۹۳۵ مسلم دعوات ابوداؤد۔ الادب۔

۱۶۷۰ تشریحات

امام احمد اور اسماعیل بن اسحٰق نے دوسری سند کے ساتھ یہ روایت کیا ہے۔ بخدا میں تم کو نہیں دونگا اہل صفہ کو چھوڑ دوں جن کے پیٹ بھوک سے لپٹ رہے ہیں اور میں کچھ نہیں پاتا کہ ان پر خرچ کروں۔ میں انھیں بیچوں گا اور ان پر خرچ کروں گا۔ ابوداؤد میں ضباعہ یا ام الحکم بنت زبیر سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت سے قیدی ملے۔ میں اور میری بہن فاطمہ گئیں کہ کوئی قیدی مانگیں۔ تو فرمایا۔ بدر کے یتیم تم سے پہلے گئے۔ ان روایات سے باب کو مطابقت ہے۔

یہاں تکبیر مقدم ہے پھر تحمید ہے پھر تسبیح ہے۔ اور مناقب میں تسبیح تحمید پر مقدم ہے۔ البتہ نفقات کی دونوں روایتوں میں ترتیب یہ ہے۔ تسبیح پھر تحمید پھر تکبیر۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اس کے بعد میں نے کبھی نہیں چھوڑا۔ عرض کیا گیا۔ صفین کی رات بھی۔ فرمایا۔ صفین کی رات بھی۔

یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ غنیمت کا خمس سلطان کا حق ہے۔ وہ جہاں چاہے صرف کرے۔ ذوی القربیٰ کی تخصیص نہیں۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ يَعْنِىْ لِلرَّسُوْلِ قَسْمُ ذٰلِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّخَازِنٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِىْ ص ۴۳۹

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر، بیشک غنیمت کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کے لئے ہے۔ یعنی اسے تقسیم کرنے کا اختیار رسول کو ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں قاسم اور خازن ہوں۔ اللہ دیتا ہے۔

توضیح باب امام بخاری یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ کا ذکر تبرک کے لئے ہے۔ مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ اختیار ہے کہ مال غنیمت کے خمس کو اپنی مرضی سے جہاں چاہیں تقسیم فرمائیں۔ خود انھوں نے فرمایا۔ میں قاسم تقسیم کرنے والا اور خازن ہوں۔

۱۲۷۱ حدیث

سَمِعُوْا سَالِمَ بْنَ اَبِى الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِىَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ ہم انصار میں سے ایک

اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِّنَّا مِنَ الْاَنْصَارِ غُلَامٌ فَاَرَادَ اَنْ

صاحب کے یہاں بچہ پیدا ہوا انہوں نے ارادہ کیا کہ اس کا نام محمد رکھیں۔ شعبہ نے کہا۔

يُّسَمِّيَهٗ مُحَمَّدًا۔ قَالَ شُعْبَةُ فِىْ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ اَنَّ الْاَنْصَارِىَّ قَالَ

منصور کی حدیث میں ہے کہ انصاری نے کہا۔ میں اس کو گردن پر لاد کر نبی صلی اللہ

حَمَلْتُهٗ عَلٰى عُنُقِىْ فَاَتَيْتُ بِهِ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ وَفِىْ

تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا۔ اور سلیمان کی حدیث میں ہے۔ کہ ان

حَدِيثِ سُلَيْمَانَ وُلِدَ لَهُ غُلَامٌ فَأَرَادَ أَنْ يُسَمِّيَهُ مُحَمَّدًا قَالَ
(حضرت جابر) کے ایک بچہ پیدا ہوا تو انھوں نے ارادہ کیا کہ اس کا نام محمد رکھیں تو فرمایا۔ میرے
سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْنُوا بِكُنْيَتِي فَإِنِّي إِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ۔
نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔ میں قاسم بنایا گیا ہوں کہ تمہارے مابین تقسیم کروں
وَقَالَ حُصَيْنٌ بُعِثْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ۔ وَقَالَ عَمْرٌو أَنَا شُعْبَةُ
اور حصین نے کہا۔ میں قاسم بنا کر بھیجا گیا ہوں تاکہ تم میں تقسیم کروں۔ بطریق عمرو قتادہ سے جو روایت
عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا عَنْ جَابِرٍ أَرَادَ أَنْ يُسَمِّيَهُ الْقَاسِمَ
ہے اس میں یہ ہے۔ کہ میں نے سالم سے سنا کہ حضرت جابر نے ارادہ فرمایا کہ اس کا نام قاسم رکھیں
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْنُوا بِكُنْيَتِي عہ
تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت مت رکھو۔

۱۶۷۲ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ
حدیث حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا۔ ہم میں سے ایک شخص کے
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ
لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام "قاسم" رکھا۔ انصار نے کہا۔ ہم تمہاری کنیت ابو القاسم رکھ کر تمہاری آنکھ
فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ لَا نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَأَتَى النَّبِيَّ
ٹھنڈی نہیں کریں گے۔ وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وُلِدَ لِي غُلَامٌ
ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ میں نے اس کا نام قاسم رکھا ہے۔ اس پر انصار نے کہا۔ ہم تیری کنیت
فَسَمَّيْتُهُ قَاسِمًا فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ لَا نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ
ابو القاسم نہیں رکھیں گے۔ اور تیری آنکھ ٹھنڈی نہیں کریں گے۔ تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
عَيْنًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَتِ الْأَنْصَارُ سَمُّوا
نے فرمایا۔ انصار نے ٹھیک کہا۔ میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت مت رکھو۔
بِاسْمِي وَلَا تَكْنُوا بِكُنْيَتِي فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ۔

عہ کنیۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص۵۰۱ ثانی الادب باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سموا باسمی ص۹۱۲ مسلم الادب

۱۶۷۲ تشریحات انما انا قاسم و خازن۔ دو حدیثوں کو جمع فرما دیا ہے۔ انما انا قاسم کتاب[۱] العلم میں مذکور حضرت امیر معاویہ کی ایک حدیث کا جز ہے نیز اسی باب میں مروی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا بھی۔ اور خازن کی روایت کتاب[۲] الاعتصام میں حضرت معاویہ ہی سے مروی ہے۔

پہلی حدیث میں شعبہ سے مختلف روایتیں آئی تھیں۔ کہ ان انصاری نے اس بچے کا نام محمد رکھنا چاہا تھا یا قاسم۔ دوسری روایت ذکر کر کے امام بخاری یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ وہ اس لڑکے کا نام قاسم رکھنا چاہتے تھے۔ اس کی ترجیح اس سے بھی ہوتی ہے کہ انصار کرام نے فرمایا۔ ہم تمہاری کنیت ابو القاسم رکھ کر تمہاری آنکھ ٹھنڈی نہیں کریں گے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام نامی پر نام اور کنیت پر کنیت رکھنے کی پوری بحث جلد اول[۳] میں گذر چکی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ حضور کے خصائص میں سے اور یہ ممانعت حیات طیبہ تک تھی۔

۱۶۷۳ حدیث

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عَمْرَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اُعْطِیْكُمْ وَلَا اَمْنَعُكُمْ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ اَضَعُ حَیْثُ اُمِرْتُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نہ تم کو دیتا ہوں اور نہ منع کرتا ہوں۔ میں تو صرف بانٹنے والا ہوں۔ جہاں حکم دیا جاتا ہوں وہاں رکھتا ہوں۔

۱۶۷۳ تشریحات یعنی من جانب اللہ مجھے جسے دینے کا حکم ہوتا ہے اسے دیتا ہوں اور جسے دینے سے روک دیا جاتا ہوں اسے نہیں دیتا۔ ابو[۴] داؤد میں۔ انما انا قاسم۔ کی جگہ۔ اِنْ اَنَا اِلَّا خَازِنٌ۔ ہے۔

۱۶۷۴ حدیث

عَنِ ابْنِ عَیَّاشٍ وَاسْمُهُ النُّعْمَانُ عَنْ خَوْلَةَ الْاَنْصَارِیَّةِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حضرت خولہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا۔ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کچھ لوگ اللہ کے مال میں ناحق تصرف کرتے ہیں۔ ان کے

---

[۱] بخاری ص۱۶ [۲] فتح الباری جلد سادس ص۲۱۸ مسند امام احمد رابع ص۱۰۰-۹۹ [۳] نزہۃ القاری اول ص۴۰۲
[۴] ثانی الفیئ والامارۃ باب فیما یلزم الامام ص۵۳

يَقُوْلُ اِنَّ رِجَالًا يَتَخَوَّضُوْنَ فِيْ مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔

لئے قیامت کے دن جہنم ہے ۔

۱۶۷۴ تشریحات یہ خولہ اسد اللہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ ہیں۔ ان کے والد کا نام قیس بن فہد تھا یا تامر۔ ترمذی میں قیس بن فہد ہے۔ اور اسماعیلی کی روایت میں قیس بن تامر ہے۔ علی بن مدینی نے کہا کہ تامر قیس کا لقب ہے۔

یتخوضون ۔ کا مادہ خوض ہے۔ اس کے معنی پانی میں چلنے اور اسے ہلانے کے ہیں۔ پھر عرف میں اشتباہ ڈالنے اور تصرف کے معنی میں استعمال کیا جانے لگا۔ باب تفعل میں جا کر اس کا معنی بہ تکلف کسی چیز میں تصرف کرنے کے ہوگیا۔

مطابقت اس حدیث میں نہ خمس کا ذکر ہے۔ نہ خمس کے تقسیم کرنے کا تذکرہ ہے۔ لیکن اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جن چیزوں کی تقسیم کے طریقے بتائے ہیں۔ ان کے علاوہ من مانی طریقے سے تقسیم ناحق تصرف میں داخل ہے۔ غنیمت کی تقسیم قرآن کریم میں مذکور ہے۔ ضروری ہے کہ اسی کے مطابق تقسیم ہو اور اسکے خلاف تقسیم ناحق تصرف ہے

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحِلَّتْ لَكُمُ الْغَنَائِمُ وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ الْاٰيَةَ فَهِيَ لِلْعَامَّةِ حَتّٰى يُبَيِّنَهُ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ص۴۴۰ ۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کا بیان کہ تمہارے لئے غنیمت حلال کی گئی اور اللہ عزوجل نے فرمایا۔ اور اللہ نے تم سے بہت زیادہ غنیمتوں کا وعدہ فرمایا ہے جسے تم حاصل کروگے۔ پس اللہ نے جلد ہی تم کو عطا فرمادیا۔ یہ ارشاد عام ہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے بیان فرمائیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

توضیح باب وعدکم اللہ ۔ یہ آیۃ کریمہ حدیبیہ کے موقع پر نازل ہوئی تھی۔ مغانم کثیرہ سے مراد وہ غنائم ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہوئیں۔ یا قیامت تک امت کو جو حاصل ہوں گی۔ فعجل لکم ۔ سے فتح خیبر مراد ہے جو حدیبیہ کے بعد ۷ھ میں ہوا۔

فھی للعامۃ ۔ یعنی اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مال غنیمت بلا تخصیص ہر مسلمان کا حق ہے۔ جب تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے مستحقین کی تعیین نہ فرمادیں۔ اور اس تعیین کو آیۃ کریمہ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ ۔ نے واضح فرمادیا۔

۱۶۷۵ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

حدیث حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا ھَلَکَ کِسْرٰی فَلَا کِسْرٰی بَعْدَہٗ

نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہو جائیگا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو

وَاِذَا ھَلَکَ قَیْصَرُ فَلَا قَیْصَرَ بَعْدَہٗ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتُنْفِقُنَّ

ہو جائے گا تو کوئی قیصر نہ ہوگا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ ان

کُنُوْزَھُمَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ عہ

دونوں کے خزانوں کو تم راہ خدا میں خرچ کروگے۔

۱۶۷۶ عَنْ ھَمَّامِ بْنِ مُنَبِّہٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَزَا نَبِیٌّ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ

انبیاء میں سے ایک نبی نے جہاد کا ارادہ فرمایا۔ تو اپنی قوم سے کہا۔ میرے ساتھ ایسا شخص نہ چلے جس

فَقَالَ لِقَوْمِہٖ لَا یَتْبَعْنِیْ رَجُلٌ مَلَکَ بُضْعَ امْرَأَۃٍ وَھُوَ یُرِیْدُ اَنْ

نے شادی کی ہو اور زفاف کرنا چاہتا ہو مگر ابھی کیا نہیں اور نہ وہ شخص چلے جس نے گھر بنائے

یَّبْنِیَ بِھَا وَلَمَّا یَبْنِ بِھَا وَلَا اَحَدٌ بَنٰی بُیُوْتًا وَلَمْ یَرْفَعْ سُقُوْفَھَا وَلَا

ہوں اور ابھی چھت نہیں ڈالی ہے۔ اور نہ وہ شخص چلے جس نے بکریاں اونٹنیاں خریدی ہیں

اَحَدٌ اِشْتَرٰی غَنَمًا اَوْ خَلِفَاتٍ وَھُوَ یَنْتَظِرُ وِلَادَھَا فَغَزَا فَدَنَا مِنَ

اور وہ ان کی پیدائش کا انتظار کر رہا ہے۔ اس کے بعد جہاد کے لئے چلے بستی کے قریب پہنچتے پہنچتے

الْقَرْیَۃِ صَلٰوۃَ الْعَصْرِ اَوْ قَرِیْبًا مِّنْ ذٰلِکَ فَقَالَ لِلشَّمْسِ اِنَّکِ مَامُوْرَۃٌ

عصر کا وقت قریب ہو گیا۔ تو انھوں نے سورج سے فرمایا۔ تو بھی محکوم اور ہم بھی۔

وَاَنَا مَامُوْرٌ اَللّٰھُمَّ احْبِسْھَا عَلَیْنَا فَحُبِسَتْ حَتّٰی فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ فَجَمَعَ

اے اللہ اسے ہم پر روک دے۔ سورج روک لیا گیا۔ یہاں تک کہ اللہ نے فتح عطا فرمائی۔ اب غنیمتوں

الْغَنَائِمَ فَجَاءَتْ یَعْنِی النَّارَ لِتَاْکُلَھَا فَلَمْ تَطْعَمْھَا فَقَالَ اِنَّ فِیْکُمْ

کو جمع فرمایا۔ اسے جلانے کے لئے آگ آئی۔ آگ نے غنیمت کے اموال کو نہیں جلایا تو فرمایا تم میں کوئی ہے جس نے

عہ مناقب علامات النبوۃ ص۵۱۱۔ ثانی ایمان باب کیف کان یمین النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص۹۸۱ مسلم ترمذی فتن۔ مسند امام احمد خامس ص۹۹۔ ۹۲

غُلُوْلًا، فَلْيُبَايِعْنِيْ مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَجُلٌ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهٖ
مال غنیمت میں چوری کی ہے۔ ہر قبیلے سے ایک ایک شخص مجھ سے بیعت کرے ایک شخص کا ہاتھ
فَقَالَ فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ فَلْيُبَايِعْنِيْ قَبِيْلَتُكَ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ أَوْ
ان کے دست مبارک سے چپک گیا۔ فرمایا تمہارے ہی قبیلے میں چوری ہے۔ اب تمہارے قبیلے کا ایک ایک
ثَلٰثَةٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ فَجَاءُوْا بِرَأْسٍ مِثْلِ رَأْسِ بَقَرَةٍ مِنَ
شخص آئے اور مجھ سے بیعت کرے اب دو یا تین آدمیوں کا ہاتھ ان کے دست مبارک سے چپک گیا۔ فرمایا
الذَّهَبِ فَوَضَعُوْهَا فَجَاءَتِ النَّارُ فَأَكَلَتْهَا ثُمَّ أَحَلَّ اللّٰهُ لَنَا
تمہیں نے چوری کی ہے۔ اب وہ گائے کے سر برابر سونا لائے۔ اب پھر آگ آئی اور سب کو جلا گئی۔ اللہ نے
الْغَنَائِمَ رَأٰى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَأَحَلَّهَا لَنَا۔ عہ
ہمارے لئے غنیمت حلال فرمادی۔ اس نے ہماری کمزوری اور عاجزی کو ملاحظہ فرمایا اور حلال فرمادیا۔

تشریحات ۱۶۷۶

یہ نبی حضرت یوشع بن نون علیہ السلام تھے جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات کے لئے گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میدان تیہ میں انتقال ہوگیا تھا۔ پہلے حضرت ہارون کا ہوا پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔

ابن اسحٰقؒ[1] نے کہا جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوگیا اور چالیس سال میدان تیہ میں رہنے کی مدت پوری ہوگئی۔ تو حضرت یوشع بن نون علیہ الصلوٰۃ والسلام منصب نبوت پر فائز ہوئے۔ اور انھیں جبارین سے قتال کا حکم ہوا۔ انھوں نے بنی اسرائیل کو بتایا انھوں نے انکی تصدیق کی اور بیعت کی۔ حضرت یوشع بنی اسرائیل کو لے کر جبارین سے قتال کے لئے چلے ان کے شہر کا سولہ مہینے تک محاصرہ کئے رہے۔ سترہویں مہینے قرنا کو پھونکنا شروع کیا جس سے دشت وجبل گونج اٹھے اور شہر پناہ ٹوٹ گئی اب حضرت یوشع مجاہدین کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے اور جبارین کو قتل کرنا شروع فرمایا۔ یہ جمعے کا دن تھا۔ ان کے قتل کے بعد بھی کچھ بچے رہے یہاں تک کہ عصر کا وقت اخیر ہوگیا ہفتے کے دن قتال ان کی شریعت میں جائز نہیں تھا۔ اس لئے سورج سے وہ فرمایا۔ فتح الباری[2] میں بحوالہ حاکم یہ ہے کہ حضرت یوشع جمعہ کے دن عصر کے وقت پہنچے تھے۔ اسی لئے وہ دعا فرمائی۔ یہ بستی اریحا یا بیت المقدس تھی۔

عہ ثانی النکاح باب من احب البناء عند الغزو ص ۷۷۵ مسلم، الجہاد

[1] عمدۃ القاری خامس عشر ص ۴۳-۴۲ [2] جلد سادس ص ۲۲۱

ردّ شمس مسند امام احمدؒ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت یوشع بن نون کے علاوہ کسی بشر کے لئے سورج نہیں رکا۔ وہ جب بیت المقدس کی طرف جہاد کے لئے گئے اس دن ان کے لئے رکا تھا۔

اقول وھو المستعان۔ لیکن کتب تفسیر اور احادیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے انبیائے کرام کے لئے بھی سورج رکا ہے۔

(۱) ابن اسحٰق نے، مبتدا میں بطریق یحییٰ بن عروہ بن زبیر عن ابیہ روایت کی ہے۔ کہ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کو لے کر چلنے کا حکم دیا تو یہ بھی فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا تابوت ہمراہ لیتے جانا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ فجر کے وقت نکلیں گے۔ مگر یہ معلوم نہیں تھا۔ کہ وہ مبارک تابوت کہاں ہے۔ اور فجر طلوع ہونے کے قریب ہوگئی مگر پتہ نہیں چلا تو اللہ عزوجل سے دعا فرمائی کہ طلوع فجر مؤخر فرمادے یہاں تک کہ تابوت کو حاصل کرلیا۔

(۲) نیز حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے بھی رکا تھا۔ ثعلبیؒ پھر بغویؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ میں نے مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیہ کریمہ۔ رُدُّوْهَا عَلَیَّ۔ کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جہاد کا ارادہ فرمایا اس کے لئے گھوڑوں کا معائنہ فرمارہے تھے کہ سورج ڈوب گیا تو پر جو فرشتے موکل ہیں انھیں حکم دیا۔ رُدُّوْهَا عَلَیَّ۔ کہ سورج کو لوٹاؤ۔ فرشتوں نے سورج کو لوٹایا یہاں تک کہ انھوں نے عصر پڑھ لی۔

(۳) امام قاضی عیاضؒ نے نقل فرمایا کہ غزوہ خندق کے موقع پر ایک دن نماز عصر قضا ہوگئی تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سورج لوٹایا گیا۔ امام طحاویؒ نے مشکل الآثار میں اسے روایت فرمایا۔ اور فرمایا اس کے راوی ثقہ ہیں۔ (۴) نیز طبرانیؒ نے اوسط میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بار سورج کو حکم دیا تو تھوڑی دیر تک رکا رہا۔ (۵) بیہقیؒ نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا کہ شب معراج واپسی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مکہ کے قریب ضجنان میں ایک قافلہ ملا تھا جب مکہ معظمہ پہنچ گئے تو اہل مکہ کو خبر دی کہ ابھی تمہارا قافلہ تنعیم کی ثنیۃ البیضاء سے آئے گا جس کے آگے خاکستری رنگ کا اونٹ ہے جس کے اوپر دو بوریاں ہیں ایک کالی دوسری نیلی۔ مکے والے اس گھاٹی کی طرف بڑھے تو انھیں اسی طرح قافلہ ملا۔ امام سدی نے کہا اس قافلے کے آنے سے پہلے سورج نکلنے ہی والا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور سورج رک گیا۔

(۶) اور منزل صہبا پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز قضا ہونے پر سورج کا لوٹنا بہت مشہور و معروف ہے اسے امام حاکم نے، امام طحاوی نے مشکل الآثار میں، امام بیہقی نے دلائل میں، امام ابو القاسم طبرانی نے معجم کبیر میں، امام قاضی عیاضؒ نے

---

[1] جلد ثانی ص ۳۲۵ [2] فتح الباری جلد سادس ص ۲۲۲ [3] ایضاً [4] عمدۃ القاری خامس عشر ص ۴۳
[5] فتح الباری سادس ص ۲۲۲ [6] عمدۃ القاری خامس عشر ص ۴۳ [7] شرح شفا ملا علی قاری اول ص ۹۹۱

شفا میں۔ ابن مندہ، ابن شاہین نے حضرت اسماء سے اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا۔

اس کے بارے میں علامہ ابن جوزی نے اپنی شدت پسند فطرت کی بنا پر اور انھیں کی تقلید جامد میں ابن تیمیہ نے موضوعات میں شمار کیا۔ مسند الحفاظ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں فرمایا کہ ان دونوں نے خطا کی[1]۔ علامہ عینی[2] نے عمدۃ القاری میں فرمایا کہ اس کی طرف التفات نہ کیا جائے۔ امام طحاوی نے فرمایا، احمد بن صالح کہتے تھے۔ جس کا راستہ علم ہے وہ اس حدیث کے حفظ سے نہ چوکے اس لئے کہ اجل علامات نبوت سے ہے۔ امام طحاوی نے فرمایا یہ حدیث متصل ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں[3]۔ حضرت ملا علی قاری[4] نے شرح شفا میں لکھا۔ محدثین نے اس حدیث کے بارے میں اختلاف کیا کہ صحیح ہے یا ضعیف یا موضوع۔ اکثر اس پر ہیں کہ ضعیف ہے۔ مگر فی الجملہ ثابت ہے۔ اس کے لئے اصل ہے متعدد سندوں سے قوت پاکر مرتبہ حسن تک پہنچ چکی ہے۔

علامہ احمد خطیب قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں فرمایا۔ ہمارے شیخ نے فرمایا، احمد ابن تیمیہ نے کہا کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور ابن جوزی نے انہی کی اتباع کرتے ہوئے اسے موضوعات میں داخل کیا ہے۔ لیکن طحاوی اور قاضی عیاض نے اسے صحیح کہا، ابن مندہ ابن شاہین نے حضرت اسماء بنت عمیس سے اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا۔

علامہ عسقلانی نے کہا۔ کہ اسے طبرانی نے معجم کبیر میں اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا جیسا کہ ابن عراقی نے شرح تقریب میں بیان کیا۔

علامہ ابن عابدین شامی نے ردالمحتار[5] میں فرمایا۔

اس حدیث کو امام طحاوی اور امام قاضی عیاض نے صحیح کہا اور ایک جماعت نے اس کی تخریج کی اور جس نے اسے موضوع کہا جیسے ابن جوزی۔ انھوں نے خطا کی۔

سورج ڈوبنے کے بعد لوٹا تو عصر کا وقت بھی لوٹ آیا۔ یہ ایک حکم شرعی ہے اس پر علامہ شامی نے اس حدیث سے استدلال کیا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حدیث اتنی قوی ہے کہ احکام میں بھی حجت ہے۔ اس لئے لائق حسن ضرور ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ جہاد کے لئے کسی کے لئے سورج نہیں روکا گیا۔

انک مامورۃ۔ حضرت یوشع بن نون علیہ الصلاۃ والسلام کا سورج سے یہ خطاب فرمانا اس کی دلیل ہے کہ سورج میں ادراک اور تمیز ہے وہ سنتا اور سمجھتا ہے۔

فلم تطعمہ اگلی امتوں کے لئے مال غنیمت حلال نہیں تھا۔ جنگ کے بعد سارا مال غنیمت اکٹھا کیا جاتا۔ من جانب اللہ آگ آتی اور سب کو کھا جاتی۔ اگر یہ آگ نہ آتی یا آتی مگر مال غنیمت کو کھاتی نہیں تو یہ اس کی علامت تھی

---

[1] فتح الباری سادس ص ۲۲۲ [2] عمدۃ القاری خامس عشر ص ۴۳ [3] ایضا

[4] اول ص ۵۸۹ [5] اول باب الاوقات ص ۳۶۰

کہ یہ جہاد مقبول نہیں۔ یا مال غنیمت میں چوری کی گئی ہے۔ یہ جہاد ایک نبی کے سرکردگی میں ہوا تھا۔ اس لئے اس کے مقبول نہ ہونے کا کوئی سوال نہیں۔ اسی وجہ سے حضرت یوشع بن نون علیہ الصلاۃ والسلام نے متعین فرمادیا کہ مال غنیمت میں چوری ہوئی ہے۔

بَابُ كَيْفَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرَ وَمَا اَعْطٰى مِنْ ذٰلِكَ فِيْ نَوَائِبِهِ ص۴۴۱

بنی قریظہ اور بنی نضیر کے اموال نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیسے تقسیم فرمایا۔ اور جو کچھ اس میں سے اپنے حوادثات کے لئے دیا۔

۱۶۷۷ ثنا مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ

حدیث حضرت انس بن مالک فرماتے تھے کہ لوگ کھجوروں کے درخت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وسلم کی خدمت میں نذر کرتے تھے۔ یہاں تک کہ قریظہ اور نضیر کو فتح فرمایا۔ اس کے بعد

النَّخَلَاتِ حَتّٰى افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرَ وَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ۔ عہ

لوگوں کو واپس فرماتے جاتے۔

۱۶۷۷ تشریحات باب مرجع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس کے بعد یہ دلچسپ قصہ ہے۔ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انصار کرام کے درخت واپس کئے تو میرے گھر والوں نے کہا۔ کہ تم بھی جاؤ اور ہم نے جو درخت دیئے تھے واپس لے لو۔ میں حاضر ہوا۔ حضور نے ہماری پیش کش حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عطا فرمائی تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ مجھے واپس فرمادی۔ ام ایمن کو معلوم ہوا تو تشریف لائیں اور میری گردن میں چادر لپیٹ دی اور کہتی جائیں ہرگز نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے حضور وہ تم کو نہیں عطا فرمائیں گے مجھے عطا فرماچکے ہیں۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ام ایمن سے فرماتے۔ تیرے لئے اتنا ہے وہ کہتیں۔ ہرگز نہیں۔ بخدا میرا گمان ہے کہ حضور نے دس گنا تک فرمایا۔

اس مضمون کی حدیث کتاب الہبہ میں گذرچکی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ خیبر سے واپسی کے بعد یہ واقعہ ہوا تھا۔ وہیں تطبیق مذکور ہے۔ حضرت انس کی والدہ ماجدہ نے چند درخت نذر کئے تھے وہ درخت ام ایمن کو عطا فرمادیا تھا۔

عہ ثانی المغازی باب حدیث بنی النضیر ص۵۷۵ باب مرجع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الاحزاب ص۵۹۱ مسلم مغازی۔ لہ نزہۃ القاری پنجم ص۵۰۵

باب بَرَكَةِ الْغَازِي فِي مَالِهِ حَيًّا وَمَيِّتًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُلَاةِ الْأَمْرِ ـ ص ۴۴۱

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفاء کے ہمراہ جہاد کرنے والے کے مال میں زندگی میں اور فوت ہونے کے بعد برکت۔

۱۶۷۸ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ أَحَدَّثَكُمْ
حدیث حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب جمل کے دن صف میں
هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ لَمَّا وَقَفَ
کھڑے ہوئے تو مجھے بلایا۔ میں حاضر ہو کر ان کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ فرمایا اے پیارے بیٹے!
الزُّبَيْرُ يَوْمَ الْجَمَلِ دَعَانِي فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ يَا بُنَيَّ إِنَّهُ لَا يُقْتَلُ
آج جو بھی قتل ہوگا وہ ظالم ہوگا یا مظلوم ـ اور میں یہ جان رہا ہوں کہ آج مظلوم قتل کیا جاؤں گا۔
الْيَوْمَ إِلَّا ظَالِمٌ أَوْ مَظْلُومٌ وَإِنِّي لَا أُرَانِي إِلَّا سَأُقْتَلُ الْيَوْمَ مَظْلُومًا وَ
اور اس وقت مجھے سب سے زیادہ فکر اپنے قرض کی ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ میرا قرض میرے
إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ هَمِّي لَدَيْنِي أَفَتُرَى دَيْنَنَا يُبْقِي مِنْ مَالِنَا شَيْئًا فَقَالَ
مال کو کچھ بھی باقی چھوڑے گا؟ فرمایا اے پیارے بیٹے! میرے مال کو بیچ کر میرے قرض کو ادا
يَا بُنَيَّ بِعْ مَالَنَا وَاقْضِ دَيْنِي وَأَوْصَى بِالثُّلُثِ وَثُلُثُهُ لِبَنِيهِ يَعْنِي
کر دینا۔ اور انھوں نے ایک تہائی کی وصیت فرمائی۔ اور اس ثلث کے ثلث کی وصیت ان
لِبَنِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ يَقُولُ ثُلُثُ الثُّلُثِ أَثْلَاثًا فَإِنْ فَضَلَ
کے بیٹوں کے لئے کی۔ یعنی عبد اللہ بن زبیر کے بیٹوں کے لئے۔ فرماتے تھے کہ کل مال کی تہائی کے
مِنْ مَالِنَا فَضْلٌ بَعْدَ قَضَاءِ الدَّيْنِ فَثُلُثُهُ لِوَلَدِكَ قَالَ هِشَامٌ
تین حصے کرنا۔ اور قرض ادا کرنے کے بعد میرے مال سے کچھ بچے تو اس کی تہائی تیری اولاد کے لئے ہے
وَكَانَ بَعْضُ وَلَدِ عَبْدِ اللّٰهِ قَدْ وَازَى بَعْضَ بَنِي الزُّبَيْرِ خُبَيْبٌ
ہشام نے کہا کہ عبد اللہ کے بعض بیٹے، حضرت زبیر کے بیٹوں کے برابر تھے ـ خبیب اور عباد۔ اور ان کے اس
وَعَبَّادٌ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعَةُ بَنِينَ وَتِسْعُ بَنَاتٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ
وقت نو بیٹے اور نو بیٹیاں تھیں۔ عبد اللہ نے کہا وہ مجھے اپنے قرض کے بارے میں وصیت

فَجَعَلَ يُوْصِيْنِيْ بِدَيْنِهٖ وَيَقُوْلُ يَا بُنَيَّ اِنْ عَجَزْتَ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ

فرماتے رہے۔ اور فرماتے رہے اے پیارے بیٹے! اگر قرض کی کچھ ادائگی سے

فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ مَوْلَايَ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا دَرَيْتُ مَا اَرَادَ حَتّٰى قُلْتُ يَا

تم عاجز آجاؤ تو میرے مولیٰ سے مدد طلب کرنا عبد اللہ نے کہا۔ بخدا میں نہیں سمجھ سکا

اَبَهْ مَنْ مَّوْلَاكَ قَالَ اللّٰهُ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا وَقَعْتُ فِيْ كُرْبَةٍ مِّنْ

کہ میرے مولیٰ سے اونھوں نے کسے مراد لیا ہے۔ یہاں تک کہ میں پوچھا اے ابا! آپ کا مولیٰ

دَيْنِهٖ اِلَّا قُلْتُ يَا مَوْلَى الزُّبَيْرِ اقْضِ عَنْهُ دَيْنَهٗ فَيَقْضِيْهِ فَقُتِلَ

کون ہے؟ فرمایا: اللہ۔ عبد اللہ نے کہا بخدا میں جب بھی ان کے قرض کی ادائگی میں کسی دشواری

الزُّبَيْرُ وَلَمْ يَدَعْ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا اِلَّا اَرْضِيْنَ مِنْهَا الْغَابَةُ

میں پھنسا تو میں نے یہ کہا۔ زبیر کے مولیٰ ان کے قرض کو ادا فرما دے۔ تو اللہ ان کا قرض

وَاِحْدٰى عَشْرَةَ دَارًا بِالْمَدِيْنَةِ وَدَارَيْنِ بِالْبَصْرَةِ وَدَارًا بِا

ادا کرا دیتا۔ اس کے بعد زبیر شہید کر دیے گئے۔ اور ترکے میں دینار و درہم نہیں چھوڑا تھا۔ سوائے

لْكُوْفَةِ وَدَارًا بِمِصْرَ قَالَ وَاِنَّمَا كَانَ دَيْنُهُ الَّذِيْ عَلَيْهِ اَنَّ الرَّجُلَ

زمینوں کے جن میں غابہ اور مدینے کے گیارہ گھر اور بصرہ کے دو گھر اور کوفے کا ایک اور مصر کا ایک

كَانَ يَاْتِيْهِ بِالْمَالِ فَيَسْتَوْدِعُهٗ اِيَّاهُ فَيَقُوْلُ الزُّبَيْرُ لَا۔ وَلٰكِنَّهٗ

گھر تھا۔ اور ان پر قرض صرف اس وجہ سے تھا کہ لوگ ان کے پاس امانت رکھنے کے لئے

سَلَفٌ فَاِنِّيْ اَخْشٰى عَلَيْهِ الضَّيْعَةَ وَمَا وَلِيَ اِمَارَةً قَطُّ وَلَا جِبَايَةَ

مال لاتے تو زبیر فرماتے۔ امانت نہیں یہ قرض ہے میں اس کے ضائع ہو جانے سے ڈرتا ہوں۔

خِرَاجٍ وَّلَا شَيْئًا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ فِيْ غَزْوَةٍ مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

کبھی اونھوں نے امارت یا خراج کی وصول تحصیل یا کوئی عہدہ قبول نہیں فرمایا۔ ہاں

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ مَعَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا ابوبکر یا عمر یا عثمان کے ہمراہ غزوہ فرماتے تھے۔ عبد اللہ

الزُّبَيْرِ فَحَسَبْتُ مَا عَلَيْهِ مِنَ الدَّيْنِ فَوَجَدْتُّهٗ اَلْفَيْ اَلْفٍ

نے کہا۔ ان پر جو قرض تھا اس کا حساب لگایا۔ تو بائیس لاکھ نکلا۔ عبد اللہ نے کہا مجھ سے حکیم بن

وَمِائَتَیْ أَلْفٍ قَالَ فَلَقِیَ حَکِیْمُ بْنُ حِزَامٍ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الزُّبَیْرِ فَقَالَ
حزام نے اور کہا اے بھتیجے! میرے بھائی پر کتنا قرض ہے۔ عبد اللہ
یَا ابْنَ اَخِیْ کَمْ عَلٰی اَخِیْ مِنَ الدَّیْنِ فَکَتَمَہٗ وَقَالَ مِائَۃُ اَلْفٍ
نے اسے چھپایا اور کہا۔ ایک لاکھ ہے۔ حکیم نے کہا بخدا میں نہیں جانتا کہ
فَقَالَ حَکِیْمٌ وَاللّٰہِ مَا اَرٰی اَمْوَالَکُمْ تَسَعُ لِھٰذِہٖ فَقَالَ لَہٗ عَبْدُ
تمہارے کل مال اس کی ادائیگی کر سکیں۔ عبد اللہ نے کہا۔ بتائے اگر بائیس لاکھ
اللّٰہِ اَفَرَاَیْتُکَ اِنْ کَانَتْ اَلْفَیْ اَلْفٍ وَّمِائَتَیْ اَلْفٍ قَالَ مَا اُرَاکُمْ
ہو تو۔ حکیم نے کہا۔ میں نہیں جانتا کہ تم لوگ اس کی طاقت رکھتے ہو۔ پس اگر کچھ
تُطِیْقُوْنَہٗ ھٰذَا فَاِنْ عَجَزْتُمْ عَنْ شَیْءٍ مِنْہُ فَاسْتَعِیْنُوْا بِیْ قَالَ
قرض ادا کرنے سے تم لوگ عاجز آجاؤ تو مجھ سے مدد طلب کرنا اور زبیر نے غابہ
وَکَانَ الزُّبَیْرُ اِشْتَرَی الْغَابَۃَ بِسَبْعِیْنَ وَمِائَۃِ اَلْفٍ فَبَاعَھَا
ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدا تھا۔ عبد اللہ نے اسے سولہ لاکھ میں بیچا۔ پھر کھڑے
عَبْدُ اللّٰہِ بِاَلْفِ اَلْفٍ وَّسِتِّ مِائَۃِ اَلْفٍ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مَنْ کَانَ لَہٗ
ہو کر اعلان کر دیا۔ جس کا زبیر کے ذمے کچھ حق ہو وہ غابہ میں آئے۔ یہ سن کر
عَلَی الزُّبَیْرِ حَقٌّ فَلْیُوَافِنَا بِالْغَابَۃِ فَاَتَاہُ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ جَعْفَرٍ وَکَانَ
عبد اللہ بن جعفر ان کے پاس آئے۔ اور ان کا زبیر پر چار لاکھ قرض تھا۔ انھوں نے
لَہٗ عَلَی الزُّبَیْرِ اَرْبَعُ مِائَۃِ اَلْفٍ فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰہِ اِنْ شِئْتُمْ تَرَکْتُھَا
عبد اللہ سے کہا اگر تم چاہو تو معاف کر دوں۔ عبد اللہ نے کہا۔ نہیں۔ اونھوں نے کہا
لَکُمْ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ لَا قَالَ فَاِنْ شِئْتُمْ جَعَلْتُمُوْھَا فِیْمَا تُؤَخِّرُوْنَ اِنْ
اگر تم چاہو تو تمہیں مہلت دے دوں اگر تم لوگ ابھی نہ ادا کرنا چاہو۔ اس پر عبد اللہ
اَخَّرْتُمْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ لَا قَالَ فَاقْطَعُوْا لِیْ قِطْعَۃً فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ
نے کہا۔ نہیں۔ اونھوں نے کہا۔ تو میرے لئے ایک قطعہ متعین کر دو۔ عبد اللہ نے ان سے کہا
لَکَ مِنْ ھٰھُنَا اِلٰی ھٰھُنَا قَالَ فَبَاعَ مِنْھَا فَقَضٰی دَیْنَہٗ فَاَوْفَاہُ وَبَقِیَ
تمہارے لئے یہاں سے یہاں تک ہے۔ اس کے بعد اس میں سے بیچا اور ان کا قرض ادا کر دیا۔

مِنْهَا اَرْبَعَةُ اَسْهُمٍ وَنِصْفٌ فَقَدِمَ عَلٰی مُعَاوِیَةَ وَعِنْدَهٗ عَمْرُو بْنُ
اور پورا دیا۔ اور اس میں سے ساڑھے چار حصے باقی بچے۔ عبداللہ معاویہ کے
عُثْمَانَ وَالْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَیْرِ وَابْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ لَهٗ مُعَاوِیَةُ کَمْ
کے پاس آئے اور وہاں عمرو بن عثمان اور منذر بن زبیر اور ابن زمعہ تھے۔ معاویہ نے
قُوِّمَتِ الْغَابَةُ قَالَ کُلُّ سَهْمٍ بِمِائَةِ اَلْفٍ قَالَ کَمْ بَقِیَ قَالَ
عبداللہ سے پوچھا کہ غابہ کی کتنی قیمت طے ہوئی ہے۔ اونھوں نے بتایا کہ ہر حصہ ایک لاکھ کا
اَرْبَعَةُ اَسْهُمٍ وَنِصْفٌ فَقَالَ الْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَیْرِ قَدْ اَخَذْتُ سَهْمًا
پوچھا کتنا بچا ہے۔ بتایا ساڑھے چار حصے۔ اس پر منذر بن زبیر نے کہا۔ میں نے ایک حصہ ایک
بِمِائَةِ اَلْفٍ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَدْ اَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ اَلْفٍ
لاکھ میں لیا۔ اور عمرو بن عثمان نے کہا میں نے بھی ایک حصہ ایک لاکھ میں لیا۔ اور
وَقَالَ ابْنُ زَمْعَةَ قَدْ اَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ اَلْفٍ فَقَالَ مُعَاوِیَةُ
ابن زمعہ نے بھی کہا میں نے بھی ایک حصہ ایک لاکھ میں لیا۔ اب معاویہ نے پوچھا کتنا باقی
کَمْ بَقِیَ قَالَ سَهْمٌ وَنِصْفٌ قَالَ قَدْ اَخَذْتُهٗ بِخَمْسِیْنَ وَمِائَةِ اَلْفٍ
ہے عبداللہ نے کہا بتایا ڈیڑھ حصہ۔ معاویہ نے کہا میں نے اس کو ایک لاکھ پچاس ہزار میں لیا۔
قَالَ فَبَاعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ نَصِیْبَهٗ مِنْ مُعَاوِیَةَ بِسِتِّمِائَةِ اَلْفٍ
اس کے بعد عبداللہ بن جعفر نے اپنا حصہ معاویہ کے ہاتھ چھ لاکھ میں بیچا۔ جب ابن زبیر
قَالَ فَلَمَّا فَرَغَ ابْنُ الزُّبَیْرِ مِنْ قَضَاءِ دَیْنِهٖ قَالَ بَنُو الزُّبَیْرِ اقْسِمْ
زبیر کے قرض کی ادائیگی سے فارغ ہو گئے۔ تو زبیر کے بیٹوں نے کہا ہماری میراث ہم میں
بَیْنَنَا مِیْرَاثَنَا قَالَ لَهُمْ وَاللّٰهِ لَا اَقْسِمُ بَیْنَکُمْ حَتّٰی اُنَادِیَ بِالْمَوْسِمِ
تقسیم کرو۔ عبداللہ نے ان سے کہا۔ بخدا میں میراث تم میں اس وقت تک تقسیم نہیں کرونگا
اَرْبَعَ سِنِیْنَ اَلَا مَنْ کَانَ لَهٗ عَلَی الزُّبَیْرِ دَیْنٌ فَلْیَأْتِنَا فَلْنَقْضِهٖ قَالَ
جب تک حج کے ایام میں چار سال تک یہ اعلان نہ کرالوں۔ جس کا زبیر پر قرض ہو وہ ہمارے پاس
فَجَعَلَ کُلَّ سَنَةٍ یُنَادِیْ بِالْمَوْسِمِ فَلَمَّا مَضٰی اَرْبَعُ سِنِیْنَ قَسَمَ بَیْنَهُمْ
آئے۔ ہم ادا کریں گے۔ وہ ہر سال ایام حج میں یہ اعلان کرتے رہے۔ جب چار سال پورے ہوگئے۔

قَالَ وَكَانَ لِلزُّبَيْرِ اَرْبَعُ نِسْوَةٍ وَرُفِعَ الثُّلُثُ فَاَصَابَ كُلَّ امْرَأَةٍ اَلْفُ اَلْفٍ
تو ان میں میراث تقسیم کی۔ زبیر کی چار بیبیاں تھیں۔ قرض ادا کرنے کے بعد جو بچا اس میں سے
وَمِائَتَا اَلْفٍ فَجَمِيْعُ مَالِهٖ خَمْسُوْنَ اَلْفَ اَلْفٍ وَمِائَتَا اَلْفٍ۔
ثلث نکالا گیا۔ تو ہر عورت کو بارہ بارہ لاکھ ملا۔ ان کا کل مال باون لاکھ ہوا۔

۱۶۷۸ تشریحات

یوم الجمل ۔ یہ ناخوشگوار جنگ ۳۶ھ کے جمادی الاولیٰ یا جمادی الآخرہ میں ہوئی تھی۔ یہ وہ پہلی جنگ ہے جو مسلمانوں کے مابین ہوئی۔ یہ جنگ مولائے کائنات حضرت علی اور ام المؤمنین حضرت عائشہ کے درمیان ہوئی تھی۔ ام المؤمنین ایک بہت بڑے اونٹ پر بیچ میں تشریف فرما تھیں اس لئے اسے جنگ جمل کہا جاتا ہے۔

اس کا سبب یہ ہوا کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت فاجعہ کے وقت ام المؤمنین حج کے لئے گئی ہوئی تھیں جو لوگ حضرت عثمان کے محاصرے میں شریک تھے وہی لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے۔ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد بنی امیہ بھاگ کر مکہ پہنچے۔ انھوں نے حضرت عثمان کے قصاص کے لئے انھیں آمادہ کیا۔ حضرت زبیر بن عوام حضرت طلحہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی مکہ پہنچ گئے۔ اور حضرت عثمان کے قصاص کے نکتے پر ان کے ساتھ ہو گئے۔

ام المؤمنین نے بصرہ کا قصد کیا۔ سفر کرتے ہوئے بصرہ کے قریب حَوْاَبْ پہنچیں تو پوچھا۔ اس جگہ کا کیا نام ہے۔ جب بتایا گیا کہ حواب ہے۔ تو اونٹ کو بٹھایا اور فرمایا۔ میں حواب والی ہوں۔ مجھے لوٹاؤ۔ مجھے لوٹاؤ۔ لوگوں نے بہت کوشش کی کہ آگے بڑھنے پر راضی ہو جائیں مگر راضی نہ ہوئیں۔ چوبیس گھنٹے تک وہیں تشریف فرما رہیں پھر کسی نے اطمینان دلایا کہ یہ حواب نہیں تو آگے بڑھیں۔

حواب کا قصہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام المؤمنین سے فرمایا تھا۔ تم میں سے ایک کا کیا حال ہوگا۔ جب اس پر حواب کے کتے بھونکیں گے[1]

آگے بڑھ کر ام المؤمنین نے بصرہ کے باہر پڑاؤ ڈال دیا۔ حضرت علی کو جب اس کی اطلاع ملی تو تیس ہزار کی جمعیت لے کر مقابلہ پر فروکش ہوئے۔ رات میں دونوں فریق کے سنجیدہ متین صلح جو افراد نے کوشش کر کے آپس کی غلط فہمیاں دور کر دیں۔ طے ہو گیا کہ دونوں فریق واپس ہو جائیں گے۔ مگر دونوں طرف فساد پسند عناصر کافی تھے۔ انھوں نے جب یہ دیکھا کہ بنا بنایا کھیل بگڑ گیا۔ تو باہمی مشورہ کر کے صبح اندھیرے ہی آپس میں گتھ گئے۔ اور ام المؤمنین کی طرف یہ افواہ پھیلا دی کہ حضرت علی نے حملہ کر دیا پھر حضرت علی کو یہ باور کرا دیا کہ ام المؤمنین نے حملہ کر دیا۔ پھر تو گھمسان کا رن پڑا۔

---

[1] مسند امام احمد سادس ص ۵۲

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے ملاحظہ فرمایا۔ کہ قوت کا مرکز ام المؤمنین کی ذات ہے۔ اگر ان کے اونٹ کو بیکار کر دیا جائے تو جنگ کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ انھوں نے سارا زور اسی پر لگا دیا۔ پوری جنگ ام المؤمنین کے ہودج کے ارد گرد سمٹ آئی۔ جو بھی اونٹ کی نکیل پکڑتا مار ڈالا جاتا۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ عاشقان رسول حرم نبوی پر پروانہ وار نثار ہو رہے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر لڑتے لڑتے زخموں سے نڈھال ہو کر مقتولین میں گر پڑے۔ انھیں اس دن سینتیس زخم لگے تھے بالآخر حضرت علی کے حامی اونٹ کی کوچیں کاٹنے میں کامیاب ہو گئے۔ اونٹ بلبلا کر بیٹھ گیا۔ اور ہودج مبارک زمین پر آرہا۔ حضرت علی حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا۔ السلام علیک یا اماہ۔ ام المؤمنین نے جواب فرمایا۔ وعلیک السلام یا بُنَیَّ۔ حضرت علی نے کہا۔ اللہ آپ کی مغفرت فرمائے۔ ام المؤمنین نے فرمایا۔ اور تمہاری بھی۔ پھر حضرت عمار اور محمد بن ابو بکر کو گول خیمہ کھڑا کرنے کا حکم دیا۔ اور ہودج مبارک کو مقتولین کے ڈھیر سے اٹھوا کر اس خیمے میں پہنچا دیا۔

پھر اخیر رات میں بصرہ تشریف لے گئیں۔ ام المؤمنین کو اس کا بے حد صدمہ تھا روتی تھیں اور کہتی تھیں۔ کاش کہ آج سے بیس سال پہلے مر گئی ہوتی۔

پھر حضرت علی نے ام المؤمنین کے شایان شان سامان سفر کر کے بصرہ سے رخصت کیا۔ غرہ رجب ہفتے کے دن ام المؤمنین وہاں سے چلیں اور مکہ معظمہ تشریف لے گئیں حضرت علی میلوں مشایعت کے لئے گئے۔ اور حضرت علی کے صاحبزادگان چوبیس گھنٹے رہے۔ ام المؤمنین پر اس کا بہت خوشگوار اثر پڑا۔ حضرت علی کو اعلیٰ مدحیہ کلمات سے نوازا۔

اس جنگ میں دس ہزار حامیان ام المؤمنین اور پانچ ہزار حامیان حضرت علی شہید ہوئے۔ حضرت طلحہ کو ایک نامعلوم تیر آ کر لگا اور شہید ہو گئے۔ بعض روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تیر مروان نے مارا تھا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

اس جنگ میں حضرت زبیر اور حضرت عمار کا آمنا سامنا ہو گیا۔ حضرت عمار نے حضرت زبیر پر نیزے سے حملہ کیا۔ مگر حضرت زبیر طرح دے گئے۔ کیونکہ انھیں یہ حدیث یاد تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اے عمار تم کو باغی جماعت قتل کرے گی۔

سا قتل مظلوما۔ پہلے یہ ارشاد فرمایا۔ کہ آج جو بھی قتل ہو گا وہ یا تو ظالم ہو گا یا مظلوم۔ یہ اس لئے فرمایا۔ کہ اس جنگ میں دونوں طرف کچھ مخلص تھے نیز صحابہ کرام بھی۔ جو اپنے اجتہاد کے مطابق فریقین کے ساتھ تھے۔ اور کچھ شر پسند عناصر اپنی غرض فاسد کے لئے شریک تھے وہ ضرور ظالم تھے۔ پھر خاص اپنے لئے فرمایا کہ میں مظلوم قتل کیا جاؤں گا۔ یہ ارشاد اس بنا پر تھا کہ انھیں یقین کامل تھا کہ میں حق پر ہوں۔ اور یہ ظاہر ہے ورنہ لڑنے پر آمادہ نہ ہوتے یا انھیں کشف سے معلوم ہو گیا تھا کہ میں میدان جنگ میں نہیں مارا جاؤں گا۔ اور اپنی شہادت کی پوری تفصیل جان لیا ہو۔ عین معرکہ کارزار میں حضرت علی اور حضرت زبیر کا آمنا سامنا ہو گیا۔ حضرت علی نے حضرت زبیر سے فرمایا۔ یاد کرو ایک مرتبہ ہم اور تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے حضور نے تم سے پوچھا۔ کیا تم علی سے محبت کرتے ہو، تم نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! فرمایا ایک دن تم

لی سے لڑوگے اور تم ظالم ہوگے۔ یہ سنتے ہی تلوار نیام میں کر لی اور میدان جنگ سے جدا ہو کر بصرہ جاتے ہوئے وادی سباع سے ایک گاؤں سفوان پہنچ کر نماز پڑھنے لگے۔ کہ عمرو بن جرموز تمیمی نے پیچھے سے آکر پشت مبارک میں نیزہ مار کر شہید کر دیا۔ عمرو ان کی تلوار لے کر حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں نے زبیر کو قتل کر دیا۔ فرمایا۔ یہ تلوار مدت دراز تک رسول اللہ سے مصائب و آلام دفع کرتی رہی۔ ابن صفیہ کے قاتل کو جہنم کی بشارت ہو۔ یہ سن کر ابن جرموز نے کہا۔ اے علی آپ کی ذات عجیب و غریب ہے آپ کا دوست بھی جہنمی اور دشمن بھی۔

اس وقت وہیں دفن کر دیئے گئے۔ بعد میں نعش مبارک بصرہ لائی گئی۔ بصرہ میں آپ کا مزار پاک زیارت گاہ عوام و خواص ہے۔

واوصٰی بالثلث۔ یعنی قرض ادا کرنے کے بعد جو بچے اس کی تہائی مال کے بارے میں اس تفصیل سے وصیت فرمائی اس موصی بہ کی ایک تہائی عبد اللہ بن زبیر کے بچوں کو دیا جائے اور دو تہائی مساکین کو۔ مثلاً کل مال نو لاکھ ہے تو تین لاکھ کے بارے میں وصیت فرمائی کہ اس میں سے ایک لاکھ حضرت عبد اللہ کے فرزندوں کو دیا جائے اور دو لاکھ مساکین کو۔

ثلث الثلث اثلاثا الخ۔ یعنی قرض ادا کرنے کے بعد جو بچے اس کی ایک تہائی کے تین حصے کرو۔ اور اس تہائی کی تہائی عبد اللہ بن زبیر کے بچوں کو دیا جائے۔

قد وازی بعض بنی الزبیر۔ یعنی عبد اللہ بن زبیر کے کچھ بچے حضرت زبیر کے بچوں کے ہم عمر تھے۔ مثلا خباب اور عباد، یہ اس وصیت کی حکمت کا بیان ہے کہ چونکہ حضرت عبد اللہ کے یہ بچے اپنے چچاؤں کے ہم عمر تھے۔ اور اہل و عیال والے تھے۔ اس لئے ان کے لئے یہ خصوصی وصیت فرمائی۔

خبیب حضرت عبد اللہ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ جو لوگ ان سے ناراض تھے وہ انھیں انھیں کی طرف نسبت کر کے ابو خبیب کہتے تھے۔ حالانکہ حضرت عبد اللہ نے خود سے اپنی کنیت اپنے نانا حضرت صدیق اکبر کی کنیت پر تبرکا ابو بکر رکھا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

الفی الف ومائتا الف۔ بائیس لاکھ۔ عربی گنتیوں میں سب سے بڑی گنتی اُلف (ہزار) ہے۔ اس سے آگے وہ اضافت سے کام لیتے ہیں۔ اس طرح کہ مضاف کو مضاف الیہ میں ضرب دیتے ہیں۔ مثلاً لاکھ کے لئے مائۃ الف۔ سو ہزار۔ اور کروڑ کے لئے **عشر الف الف**۔ اور ارب کے لئے **مائۃ عشر الف الف** علیٰ ہذا القیاس۔ الفی الف۔ یعنی دو ہزار کو ہزار میں ضرب دو۔ تو بیس لاکھ ہوئے۔ اور مائتا الف کے دو لاکھ مجموعہ بائیس لاکھ ہوئے۔

فباعها۔ یعنی اس کی قیمت مقرر کی۔

فباع منها فقضٰی دینه فاوفاه۔ یہاں ایک اشکال ہے۔ وہ یہ ہے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ منہا کی ضمیر مجرور متصل کا مرجع "**غابة**" ہے اس لئے کہ اس کے پہلے **غابة** کا ذکر دو بار آچکا ہے اور "دینه"

کا ضمیر مجرور متصل کا مرجع، حضرت زبیر ہیں۔ اب مطلب یہ ہوا کہ۔ غابہ۔ کا کچھ حصہ بچا اور حضرت زبیر کا قرض پورا ادا کر دیا۔ یہ کسی طرح درست نہیں۔ گذر چکا کہ قرض بائیس لاکھ تھا اور غابہ کی کل قیمت سولہ لاکھ تھی۔ اس اشکال کے جواب میں تمام شارحین نے یہ فرمایا۔ فباع منھا۔ کی ضمیر کا مرجع غابۃ اور دار۔ دونوں ہیں اس کا حاصل یہ ہوا کہ مرجع ترکہ ہے۔ جس پر کلام سابق دلالت کرتا ہے۔ یہ توجیہ بھی اپنی جگہ ایک حد تک درست ہے۔ مگر ایک توجیہ اور بھی ہو سکتی ہے۔ کہ منھا۔ کی ضمیر کا مرجع۔ غابہ، ہی کو ٹھہرایا جائے۔ البتہ "دینہ" کی ضمیر کا مرجع بجائے "زبیر" کے عبداللہ بن جعفر کو ٹھہرایا جائے۔ یعنی عبداللہ بن جعفر کا جو قرض حضرت زبیر پر تھا۔ اسے پورا پورا ادا کر دیا۔ اب کوئی الجھن نہیں۔ کہ غابہ کا کچھ حصہ بچا اور عبداللہ بن جعفر کا قرض پورا ادا کر دیا۔

ان کا قرض چار لاکھ تھا۔ اور غابہ کی قیمت سولہ لاکھ لگی۔ اس طرح کہ غابہ کے سولہ حصے کئے گئے۔ اور ہر حصہ ایک لاکھ کا مقرر ہوا۔ چار حصے چار لاکھ کے عوض عبداللہ بن جعفر کو دے دیا۔

اس مطلب میں وہ مخل نہیں جو آگے آ رہا ہے کہ حضرت معاویہ کے یہاں گئے۔ تو ساڑھے چار حصے بچے تھے یہ کہا جائے گا کہ حدیث میں اختصار ہے۔ درمیان کا یہ قصہ ترک کر دیا گیا۔ کہ پھر ساڑھے سات حصے اور لوگوں کو قرض میں دیئے اور ساڑھے چار حصے رہ گئے تھے۔

اب شبہ یہ ہوتا ہے کہ "غابہ" سولہ لاکھ میں بکا اور کل قرض بائیس لاکھ تھا۔ تو بقیہ قرض کیسے ادا ہوا۔ جواب ظاہر ہے کہ جو مکانات تھے انھیں بھی فروخت کیا۔ ان کی قیمت سے بقیہ چھ لاکھ قرض ادا کیا اور جو بچا اسے وارثین اور موصی لہم میں تقسیم کیا۔

فجمیع مالہ خمسون۔ یعنی ان کا کل مال پانچ کروڑ دو لاکھ تھا۔ اس پر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب ان کی چار بیویوں میں سے ایک کو بارہ لاکھ ملا۔ تو چار بیویوں کا حصہ اڑتالیس لاکھ ہوا۔ یہ ادائیگی دَین اور وصیت نافذ کرنے کے بعد جو بچا اس کا آٹھواں حصہ ہے۔ اس طرح وارثین میں قابل تقسیم مال تین کروڑ چوراسی لاکھ ہوا۔ اس میں تہائی وصیت کی رقم جو ایک کروڑ بانوے لاکھ ہے ملائی جائے۔ تو میزان پانچ کروڑ چھہتر لاکھ ہوتی ہے اور اگر اس میں قرض کی رقم ملا دی جائے تو کل ترکہ پانچ کروڑ اٹھانوے لاکھ ہوتا۔ پانچ کروڑ دو لاکھ کسی طرح نہیں ہوتا۔ اس کا جواب علامہ دمیاطی پھر علامہ کرمانی نے یہ دیا۔ کہ وصال کے وقت ان کا ترکہ پانچ کروڑ دو لاکھ تھا۔ مگر چونکہ ترکہ چار سال بعد تقسیم ہوا۔ اس لئے جائدادوں کی آمدنی سے مزید اضافہ ہو کر پانچ کروڑ چھہتر لاکھ ہو گیا۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا۔ یہ توجیہ بہت عمدہ ہے۔ اس میں کوئی تکلف نہیں۔ اور روایت صحیحہ جوں کی توں باقی رہتی ہے۔ نیز باب کے اس جملے سے بھی مناسبت ہو جاتی ہے۔ کہ غازی کے مال کی برکت زندگی میں بھی ہوتی ہے۔ مرنے کے بعد بھی۔

فیض الباری پر تعقب۔ ایک توضیح یہ بھی کی گئی ہے۔ کہ الف الف ومائتا الف، کو "خمسون" کی تمیز نہ مانیں۔ بلکہ خمسون کی تمیز سہما کو مانیں۔ اور اسے مبتدأ محذوف "جمیع مالہ" کی خبر مانیں اور اسی طرح الف الف ومائتا الف کو مبتدأ محذوف "کل سہم" کی خبر مانیں۔ تو اب عبارت یہ ہوئی۔

ان کا کل ترکہ پچاس حصے تھا۔ اور ہر حصہ بارہ لاکھ تھا۔ اس طرح کہ ترکہ تیئس سہام پر تقسیم ہوا۔ جس کی سے ان کی ہر بیوی کو بارہ لاکھ ملا۔ ایک تہائی وصیت کو اس میں ملایا جو سولہ سہام ہے۔ اور دین بائیس لاکھ جو ریب قریب دو سہام کے ہے۔ اس کو بھی شامل کیا تو اب حاصل یہ نکلا کہ حضرت زبیر کا کل مال متروکہ کی قیمت چھ کروڑ ہوئی۔

فیض الباری[1] میں گنگوہی صاحب کی طرف منسوب کر کے اسے صحیح کہا گیا۔ مگر ناظرین حیرت میں ہوں گے کل ترکہ پچاس سہام پورا نہیں ہوتا۔ دو لاکھ کی کمی رہ جاتی ہے۔ اور اس کی مقدار چھ کروڑ بھی نہیں۔ اس سے کم ہے یعنی پانچ کروڑ چھتر لاکھ۔ اور بلا قرینہ محذوفات کثیرہ ماننے پڑتے ہیں۔ بخلاف علامہ دمیاطی اور علامہ کرمانی کی توجیہ کے کہ اس میں یہ اسقام نہیں۔ اسی لئے فیض الباری کے جامع صاحب اخیر میں اسے ذکر کرنے پر مجبور ہوئے۔

بَابٌ إِذَا بَعَثَ الْإِمَامُ رَسُوْلًا فِي حَاجَةٍ أَوْ أَمَرَهُ بِالْمُقَامِ هَلْ يُسْهَمُ لَهُ ص۴۴۲

جب امام (سلطان) کسی کو کسی کام کے لئے بھیجے یا اپنے گھر رہنے کو کہے تو کیا اس کے لئے مال غنیمت سے حصہ دیا جائے گا۔

۱۶۷۹ ثنا عُثْمَانُ بْنُ مَوْهَبٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا

حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ بدر میں عثمان صرف اس وجہ سے موجود نہ رہے کہ رسول اللہ

قَالَ إِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی ان کی زوجیت میں تھیں اور وہ بیمار تھیں۔ اس لئے

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ

ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بدر میں شریک ہونے والوں کے برابر تم کو

تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ

ثواب بھی ملے گا اور مال غنیمت سے حصہ بھی۔

تشریحات ۱۶۷۹ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ اور غزوہ بدر کے موقع پر سخت علیل اور جاں بلب تھیں۔ حتی کہ اسی اثنا میں وصال فرما گئیں۔ ان کی تیمارداری کے لئے حضرت عثمان کو حکم ہوا کہ گھر ہی رہو۔ تم کو غزوے میں شرکت کا ثواب بھی ملے گا۔ اور مال غنیمت سے حصہ بھی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بدر سے مدینہ طیبہ واپس ہوئے تو وہ دفن بھی ہو چکی تھیں[2]۔ فتح کی بشارت لے کر جب زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ پہنچے تو دفنائی جا رہی تھیں۔ جس صبح کو ان کا وصال ہوا اسی دن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ پہنچے۔

---

[1] جلد ثانی ص۴۹۵

[2] مدارج النبوۃ ص۴۸۵

بَابٌ مَنْ قَالَ وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْخُمُسَ لِنَوَائِبِ الْمُسْلِمِينَ مَا سَأَلَ هَوَازِنُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَضَاعِهِ فِيهِمْ فَتَحَلَّلَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَمَا كَانَ يَعِدُ النَّاسَ أَنْ يُعْطِيَهُمْ مِنَ الْفَيْءِ وَالْأَنْفَالِ مِنَ الْخُمُسِ وَمَا أَعْطَى الْأَنْصَارَ وَمَا أَعْطَى جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ مِنْ تَمْرِ خَيْبَرَ ص ۴۴۲

جس نے یہ کہا۔ اس بات کی دلیل کہ خمس مسلمانوں کی ضروریات کے لئے ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہوازن نے اپنے قبیلے میں رضاعت رشتے کی بنا پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا اور حضور نے مسلمانوں سے انھیں دلا دیا۔ اور وہ ہے کہ حضور لوگوں سے وعدہ فرماتے کہ انھیں فے اور غنیمت کے خمس میں سے عطا فرمائیں گے۔ اور وہ ہے جو انصار کو مرحمت فرمایا اور جو حضرت جابر بن عبد اللہ کو خیبر کی کھجوروں میں سے عطا فرمایا۔

توضیح باب

ومن الدلیل۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا۔ کہ یہ واؤ عاطفہ ہے۔ یہ آٹھ ابواب کے پہلے جو باب تھا۔ الدلیل علی ان الخمس لنوائب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر معطوف ہے۔ پھر اس پر وہ معطوف ہے۔ جو ایک باب کے بعد ہے۔ ومن الدلیل علی ان الخمس للامام۔

علامہ عینی نے فرمایا۔ کہ اس تکلف کی کوئی حاجت نہیں۔ جس میں معطوف اور معطوف علیہ میں اتنا بعد اور اجنبی کا فصل ہے۔ یہ واؤ مستانفہ ہے۔ اور بکثرت مستعمل ہے۔

گذر چکا کہ ابتداءً یہی حکم تھا کہ مال غنیمت کا خمس کل کا کل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے تھا۔ ارشاد ہے۔

قُلِ الْأَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ۔ انفال ① فرماؤ مال غنیمت اللہ اور اس کے رسول کے ہے۔

مگر پھر بعد میں یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ۔ انفال ㊶ جان لو کہ تم نے جو کچھ مال غنیمت حاصل کیا ہے۔ اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے۔

اس کے مطابق مال غنیمت کے خمس کے پانچ حصے ہوتے۔ ان میں سے ایک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اور ایک بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کا اور بقیہ تین یتیموں مسکینوں مسافروں کا ہوتا تھا۔ دوسری آیہ کریمہ پہلی کی ناسخ ہے۔ یا اس کا بیان۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اب اس خمس کے صرف تین حصے ہوں گے۔ یتیموں، مسکینوں مسافروں کے۔ سلطان اسلام کو یہ بھی اختیار ہے کہ اگر مجاہدین کو ضرورت ہو مثلاً ہتھیار، گھوڑے وغیرہ کی۔ تو کل انھیں پر صرف کر دے۔

بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کا حق حیات اقدس تک اس وجہ سے تھا کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

ادو اعانت کرتے تھے۔ وصال کے بعد استحقاق کا سبب ختم ہوگیا۔ اس لئے اب وہ مستحق نہیں۔ خمس میں سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو کچھ ملتا تھا حضور اسے عام مسلمانوں کے ضرورت مندوں ضرورت مندوں پر صرف فرمادیا کرتے تھے۔ اسی سے کچھ اہل علم نے یہ سمجھا کہ خمس میں ضرورت مند مسلمانوں کا بھی حق ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم تھا۔ بطور استحقاق حاجت مندوں کو نہیں تھا۔ اس توجیہ پر غور کرنے سے ظاہر ہو جائے گا کہ احادیث اور آیت اور امام بخاری کے تینوں ابواب میں کوئی تعارض نہیں۔

مال ہوازن۔ فتح مکہ کے بعد ۶ شوال ۸ھ کو ہوازن اور ثقیف سے ایک فیصلہ کن جنگ ہوئی۔ اپنے مال و متاع کے ساتھ ساتھ اپنے بال بچے چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ ان کے سارے بچے کل عورتیں قید ہوئیں ان کی تعداد چھ ہزار تھی۔

انھیں واپس لینے کے لئے ہوازن کا وفد آیا تھا۔ ان میں ابو برقان سعدی بھی تھے چونکہ حضرت حلیمہ سعدیہ اسی قبیلے کی تھیں۔ اس لئے انھوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ان لشکروں میں حضور کی پھوپھیاں خالائیں گود کھلانے والیاں دودھ پلانے والیاں بھی ہیں۔ ہم پر احسان فرمائیں" اللہ آپ پر احسان فرمائے گا۔ زہیر بن صرد نے یہ شعر عرض کیا

امنن علی نسوة قد کنت ترضعها　　　اذ فوک تملؤه من محضها الدرر

ان عورتوں پر احسان فرمائیں جن کا حضور نے دودھ پیا ہے۔ جب حضور کا منہ خالص دودھ سے بھر دیتی تھیں اس کے بعد کی پوری تفصیل جلد پنجم میں ص ۳۱۹، ص ۳۲۰ پر گذر چکی ہے۔

۱۶۸۰　عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَبِيْ مُوْسٰى فَاُتِيَ ذِكْرُ دَجَاجَةٍ

حدیث زہدم نے کہا۔ ہم ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں تھے کہ مرغی لائی گئی اور ان

وَعِنْدَهٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ تَيْمِ اللّٰهِ اَحْمَرُ كَاَنَّهٗ مِنَ الْمَوَالِيْ فَدَعَاهُ لِلطَّعَامِ

کے پاس قبیلہ تیم اللہ کا سرخ رنگ کا ایک شخص تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ موالی سے ہے۔ ابو موسیٰ نے اسے

فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُهٗ يَاْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهٗ فَحَلَفْتُ اَنْ لَّا اٰكُلَ فَقَالَ هَلُمَّ

کھانے کے لئے بلایا۔ تو اس نے کہا میں نے اس کو کچھ غلیظ کھاتے دیکھا ہے۔ جس کی وجہ سے مجھے گھن آگئی ہے

فَلَاُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ اِنِّيْ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور میں نے قسم کھائی ہے کہ میں نہیں کھاؤں گا۔ اس پر ابو موسیٰ نے کہا۔ میں تم سے اسی سلسلے کی حدیث

فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ نَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ وَاللهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا

بیان کروں۔ میں قبیلہ اشعر کے چند افراد کے ساتھ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ ہمیں

عِنْدِيْ مَا أَحْمِلُكُمْ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سواری عطا فرمائیں۔ تو ارشاد فرمایا۔ واللہ میں تم لوگوں کو سواری نہیں دوں گا۔ اور میرے پاس

بِنَهْبِ إِبِلٍ فَسَأَلَ عَنَّا فَقَالَ أَيْنَ النَّفَرُ الْأَشْعَرِيُّوْنَ فَأَمَرَ لَنَا

سواری نہیں۔ اس کے بعد خدمت اقدس میں مال غنیمت کے کچھ اونٹ پیش کئے گئے تو ہمیں دریافت فرمایا

بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰى فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا مَا صَنَعْنَا لَا يُبَارَكُ لَنَا فَرَجَعْنَا

اور یہ فرمایا۔ اشعری لوگ کہاں ہیں۔ اور ہمیں سفید کوہان والے پانچ اونٹ عطا فرمانے کا حکم دیا جب ہم وہاں

إِلَيْهِ فَقُلْنَا إِنَّا سَأَلْنَاكَ أَنْ تَحْمِلَنَا فَحَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا أَفَنَسِيْتَ قَالَ

سے چلے تو ہم نے کہا کہ ہم نے یہ کیا کیا ہمیں برکت نہ ہوگی اب ہم خدمت اقدس میں واپس لوٹے اور ہم نے عرض

لَسْتُ أَنَا حَمَلْتُكُمْ وَلٰكِنَّ اللهَ حَمَلَكُمْ وَإِنِّيْ وَاللهِ إِنْ شَاءَ اللهُ لَا

کیا۔ ہم نے حضور سے سواری مانگی تھی تو حضور نے قسم کھائی تھی کہ نہیں دوں گا کیا حضور بھول گئے۔ فرمایا میں نے

أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ

تم کو سواری نہیں عطا فرمائی ہے بلکہ اللہ نے عطا فرمائی ہے اور واللہ میں ان شاء اللہ کسی بات پر قسم کھاؤں گا پھر

خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا۔ عہ

دیکھوں کہ اس کا غیر بہتر ہے تو اسی غیر کو کروں گا جو بہتر ہے اور قسم کا کفارہ ادا کر دیتا ہوں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تشریحات ١٦٨٠

یہ حدیث بخاری کے ابواب میں تین طریقے سے مروی ہے۔ ابو قلابہ اور قاسم بن عاصم کلیبی دونوں سے اور یہ دونوں زہدم جرمی سے۔ صرف ابو قلابہ عن زہدم۔ صرف قاسم تمیمی عن زہدم۔ یہاں اور نذور اور توحید میں ایک ہی سند میں دونوں سے۔ مغازی میں صرف ابو قلابہ سے کفارات میں صرف قاسم سے ہے۔ ذبائح میں ایک سند میں صرف ابو قلابہ ہے۔ دوسری سند میں صرف قاسم ہے یہاں سند میں ہے انا لحدیث القاسم بن عاصم احفظ عن زھدم۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ ایوب یہ کہہ رہے ہیں کہ بطریق قاسم بن عاصم عن زہدم جو حدیث میں روایت کرتا ہوں۔ یہ زیادہ اچھی طرح مجھے یاد ہے۔ بہ نسبت بطریق ابو قلابہ عن زہدم کے۔

عہ ثانی مغازی باب قدوم الاشعریین ص٦٢٩ الصید والذبائح باب لحم الدجاج ص٨٢٩ دو طریقے سے نذور باب لاتحلفوا بآبائکم ص٩٨٣ توحید باب قول اللہ واللہ خلقکم وما تعملون ص١١٢٦۔ مسلم ایمان ونذور ترمذی شمائل۔ نسائی الصید۔ النذور۔

کا متعلق من ابی قلابہ ۔ محذوف ہے ۔
ذبائح میں یہ زائد ہے ۔ وکان بیننا وبین ہذا الحی من جرم اخاء ۔ اور کفارات میں « کان » کے بغیر بقیہ عبارت ہے ۔ معروف کی زیادتی کے ساتھ ۔ نذور اور توحید میں یہ ہے وکان بین ہذا الحی من جرم وبین الاشعریین اخاء ۔ اور توحید میں بھی یہی ہے ۔ اخاء سے پہلے وُدّ کی زیادتی کے ساتھ ۔ مطلب یہ ہے ۔ قبیلہ جرم اور اشعریین میں عقد مواخات اور بھائی چارگی اور محبت تھی ۔ اسی کو مغازی میں یوں بیان کیا لما قدم ابو موسی اکرم ہذا الحی من جرم ۔ جب ابو موسیٰ آئے تو اس قبیلہ کی بہت اکرام فرمایا ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں کوفہ تشریف لے گئے تو

فاتی ذکر دجاجة ۔ فاتی فعل ماضی معروف « ذکر » مصدر ، یعنی مرغی کا ذکر آیا ، تذکرہ ہوا اور ماضی مجہول بھی آیا ہے ۔ اور ذُکِرَ ماضی معروف اور دجاجة منصوب ، مطلب یہ ہوا ۔ لائی گئی ۔ راوی نے ذکر کیا ۔ کہ مرغی ۔ یعنی راوی نے پورا لفظ محفوظ نہیں رکھا ۔ صرف دجاجة محفوظ رکھا یعنی مرغی لائی گئی ۔ اس کی تائید اسی روایت میں آگے اس جملے سے ہوتی ہے ۔ کہ فدعاہ للطعام ۔ اس شخص کو کھانے کے لیے بلایا نیز دوسری روایتوں میں ہے فاتی بلحم دجاجة ۔ ذبائح اور کفارات کی روایتوں میں یہ ہے ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسے کھاتے دیکھا ہے ۔
تیم اللہ ۔ ایک قبیلے کا نام ہے ۔ اس کے معنی اللہ کے بندے کے ہیں ۔ احمر سے مراد سفید مائل بہ سرخی من الموالی ۔ سے مراد یہ ہے ، کہ وہ رومی ہے ۔ بقیہ حدیث پر کلام گذر چکا ہے ۔

۱۶۸۱ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً فِيْهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قِبَلَ نَجْدٍ فَغَنِمُوْا اِبِلًا كَثِيْرًا فَكَانَتْ سِهَامُهُمْ اِثْنَيْ عَشَرَ بَعِيْرًا اَوْ اَحَدَ عَشَرَ بَعِيْرًا وَنُفِّلُوْا بَعِيْرًا بَعِيْرًا عہ

حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا لشکر نجد کی طرف بھیجا جس میں عبد اللہ بن عمر بھی تھے انھیں مال غنیمت میں بکثرت اونٹ ملے کر ان کے حصے بارہ یا گیارہ اونٹ ہوئے اور ایک ایک اونٹ انعام ملے ۔

عہ ثانی مغازی باب السریة قبل نجد ص ۶۲۳ مسلم مغازی ابوداؤد جہاد

۱۶۸۱
تشریحات یہ سریہ فتح مکہ کے قریب ہوا تھا۔ پہلے یا غزوۂ طائف کے بعد۔ اس کے امیر حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اس میں بروایتے پچیس اور بروایتے دس افراد تھے۔

نفلوا۔ نفل کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جنگ میں حسن کارکردگی پر امیر لشکر کسی سپاہی کو مال غنیمت کے علاوہ مزید بطور انعام دے۔ اس سریہ میں امیر لشکر نے ان لوگوں کو ایک ایک مزید اونٹ دیا تھا۔ جسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برقرار رکھا۔ اسی وجہ سے کسی روایت میں اس کی نسبت امیر لشکر کی طرف ہے۔ اور کسی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف۔

۱۶۸۲ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ
حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُنَفِّلُ بَعْضَ مَنْ يَبْعَثُ مِنَ السَّرَايَا
علیہ وسلم سریے میں بھیجے ہوئے بعض افراد کو عام مجاہدین کے حصے سے
لِأَنْفُسِهِمْ خَاصَّةً سِوٰى قَسْمِ عَامَّةِ الْجَيْشِ عه
زائد بھی عطا فرما دیتے۔

۱۶۸۳ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ
حدیث حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نکلنے
بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَخَرَجْنَا
کی ہمیں خبر پہنچی اور ہم یمن میں تھے۔ حضور کی طرف ہجرت کرتے ہوئے ہم نکلے میں اور میرے دو بھائی
مُهَاجِرِيْنَ إِلَيْهِ أَنَا وَأَخَوَانِ لِي أَنَا أَصْغَرُهُمْ أَحَدُهُمَا أَبُوْ بُرْدَةَ
میں ان سب سے چھوٹا تھا ایک ابو بردہ اور دوسرے ابو رہم۔ یا تو یہ کہا کہ پچاس اوپر کچھ یا ترپن یا باون
وَالْآخَرُ أَبُوْ رُهْمٍ إِمَّا قَالَ فِي بِضْعٍ وَإِمَّا قَالَ فِي ثَلَاثَةٍ وَخَمْسِيْنَ أَوِ اثْنَيْنِ وَخَمْسِيْنَ رَجُلًا
شخص ہماری قوم کے ہمارے ساتھ تھے۔ ہم کشتی پر سوار ہوئے۔ کشتی نے ہم کو نجاشی کی طرف
مِنْ قَوْمِي فَرَكِبْنَا سَفِيْنَةً فَأَلْقَتْنَا سَفِيْنَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ وَوَافَقْنَا
حبش میں ڈال دیا۔ ہم کو جعفر بن ابو طالب اور ان کے ہمراہی وہاں ملے۔ جعفر نے کہا۔ کہ رسول اللہ
جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأَصْحَابَهُ عِنْدَهُ فَقَالَ جَعْفَرٌ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں یہاں بھیجا ہے۔ اور ہمیں یہیں رہنے کا حکم دیا ہے تم لوگ بھی

عه [illegible]

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَنَا ھٰھُنَا وَاَمَرَنَا بِالْاِقَامَۃِ فَاَقِیْمُوْا

سب ساتھ رہو۔ ہم وہیں رہ گئے۔ یہاں تک کہ ہم سب ساتھ میں آئے اور نبی

مَعَنَا فَاَقَمْنَا مَعَہٗ حَتّٰی قَدِمْنَا جَمِیْعًا فَوَافَقْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خیبر میں خیبر فتح ہونے کے بعد پایا۔ حضور نے ہمیں بھی حصہ دیا

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ افْتَتَحَ خَیْبَرَ فَاَسْہَمَ لَنَا اَوْ قَالَ فَاَعْطَانَا مِنْہَا وَمَا

اور حضور نے صرف انھیں کو حصہ دیا جو حضور کے ساتھ جنگ خیبر میں موجود تھے۔

قَسَمَ لِاَحَدٍ غَابَ عَنْ فَتْحِ خَیْبَرَ مِنْہَا شَیْئًا اِلَّا لِمَنْ شَہِدَ مَعَہٗ اِلَّا

ان کے علاوہ جو لوگ موجود نہ تھے ان میں سے کسی کو حصہ نہیں دیا سوائے اصحاب سفینہ

اَصْحَابَ سَفِیْنَتِنَا مَعَ جَعْفَرٍ وَّاَصْحَابِہٖ قَسَمَ لَہُمْ مَعَہُمْ عہ

کے جو جعفر اور ان کے ہمراہیوں کے ساتھ تھے انھیں حصہ دیا۔

۱۶۸۳ تشریحات سند میں جو ابو بردہ ہیں وہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ہیں۔ ان کا نام عامر یا حارث تھا۔ حدیث میں جو ابو بردہ ہیں وہ ابو موسیٰ کے بھائی ہیں ان کا بھی نام ہے ابو رہم ان کا نام مجدی تھا یا مجیلہ۔ اس وقت حبشہ کے سلطان اصحمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے۔

مطابقت۔ باب سے مطابقت ظاہر نہیں۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ اصحاب سفینہ کو جو کچھ عنایت فرمایا تھا وہ خمس میں سے نہ تھا۔ ورنہ اصحاب سفینہ کی تخصیص نہ ہوتی۔ حالانکہ حدیث کا اخیر جملہ تخصیص پر نص ہے۔ لیکن مطابقت میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ جب غنیمت کے عام اموال میں سے انھیں عطا فرمایا۔ جو صرف مجاہدین کا حق تھا۔ تو خمس میں سے دینا بدرجۂ اولیٰ جائز ہوگا کیونکہ خمس کے مصارف متعین نہیں، ہر حاجتمند کو دیا جا سکتا ہے۔

۱۶۸۴ ثَنَا عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ

حدیث حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ

تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْسِمُ

تعالیٰ علیہ وسلم جعرانہ میں غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے کہا۔ انصاف کر

غَنِیْمَۃً بِالْجِعْرَانَۃِ اِذْ قَالَ لَہٗ رَجُلٌ اِعْدِلْ قَالَ لَقَدْ شَقِیْتُ اِنْ لَّمْ اَعْدِلْ۔

فرمایا۔ میں خیر سے محروم ہوں اگر انصاف نہ کروں۔

عہ مناقب الانصار باب ہجرۃ الحبشۃ ۔ ثانی مغازی ۔ باب غزوۃ خیبر ص ۶۰۷ ص ۶۰۹ مسلم فضائل۔

تشریحات ۱۶۸۴ یہ ایک طویل حدیث کا ایک ٹکڑا ہے ۔ یہ گستاخ راس الخوارج ذوالخویصرہ تھا ۔ اس کا نام حرقوص بن زہیر تھا ۔ یہ نجد کا باشندہ آل سعود کا ہم قبیلہ بنی تمیم کا فرد نجدی تمیمی تھا ۔ نہروان میں مارا گیا ۔ جس کے مقتولین کے بارے میں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ بدترین خلق ہوں گے ۔ مگر افسوس ہے کہ دیوبندی اسے صحابی مانتے ہیں ۔

شَقِیتُ ۔ میں دونوں روایتیں ہیں ۔ واحد مذکر حاضر تا کے فتحہ کے ساتھ ۔ تو بدبخت ہو گیا ۔ واحد متکلم کا صیغہ تا کے ضمہ کے ساتھ ۔ میں خیر سے محروم ہوں ۔ چونکہ یہ جملہ شرطیہ ہے جس کے صدق کے لئے مقدم و تالی کا صدق ضروری نہیں ۔ صرف تلازم کافی ہے ۔ جیسے زید اگر گدھا ہے تو ناہق ہے ۔ قرآن مجید میں فرمایا ۔

قُلْ لَّوْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ ۔ زخرف ⑧①

فرمادو اگر رحمٰن کی کوئی اولاد ہوتی تو اس کا سب سے پہلا پرستش کرنے والا میں ہوتا ۔

مطلب یہ ہوا کہ اگر میں انصاف نہ کرتا تو میں خیر سے محروم ہوتا ۔ مگر میں خیر سے محروم نہیں سراپا خیر ہوں اس لئے ثابت کہ انصاف کرتا ہوں ۔ چونکہ میں انصاف کرتا ہوں اس لئے خیر سے محروم نہیں ۔ سراپا خیر ہوں ۔

پہلی تقدیر پر معنی یہ ہوئے کہ اگر بالفرض جیسا کہ تیرا گمان ہے میں انصاف نہیں کرتا تو میں نبی نہیں اور تو نے مجھے نبی مان کر میری پیروی کی ہے ۔ تو تو بدبخت ہو گیا گمراہ ہو گیا ۔ اس حدیث پر پوری بحث آگے آرہی ہے ۔

بَابُ مَا مَنَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْاُسَارٰی مِنْ غَیْرِ اَنْ یُّخَمَّسَ ص ۴۴۳

خمس نکالنے سے پہلے قیدیوں پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو احسان فرمایا ۔

۱۶۸۵ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنْ اَبِیْہِ

حدیث زبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ اُسَارٰی بَدْرٍ لَوْ کَانَ الْمُطْعِمُ

نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں فرمایا ۔ اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور ان گندوں کے

بْنُ عَدِیٍّ حَیًّا ثُمَّ کَلَّمَنِیْ فِیْ ھٰٓؤُلَاءِ النَّتْنٰی لَتَرَکْتُھُمْ لَہٗ ۔ عہ

بارے میں مجھ سے عرض کرتا تو میں اس کے لئے انہیں چھوڑ دیتا ۔

تشریحات ۱۶۸۵ مطعم بن عدی نوفل بن عبد مناف مکے کے بااثر رؤسا میں سے تھا ۔ اسلام کی روز افزوں ترقی دیکھ کر قریش نے ایک معاہدہ مرتب کیا ۔ کہ بنی ہاشم کا مکمل بائیکاٹ کر دیا جائے کوئی نہ ان سے رشتہ ناتا کرے ۔ نہ خرید و فروخت کرے نہ انہیں کچھ دے نہ ملے جلے ۔ جب تک یہ لوگ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو

عہ ثانی مغازی باب ص ۵۷۳ ابو داؤد ۔ الجہاد

قتل کرنے کے لئے ہمارے حوالے نہ کردیں۔

یہ ظالمانہ معاہدہ لکھ کر کعبے کے دروازے پر لٹکا دیا گیا۔ ابو طالب بنو ہاشم کو لیکر شعب ابی طالب میں چلے گئے۔ تین سال تک اس میں محصور رہے۔ تین سال کے بعد کچھ لوگوں کو رحم آیا۔ ان میں مطعم بھی تھا۔ اور اس ظالمانہ برتاؤ کے خلاف احتجاج کیا۔ ایک روایت کے مطابق اسی نے اس معاہدہ کو پھاڑ کر پھینک دیا تھا۔ اس کے اس برتاؤ کی بنا پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ فرمایا۔

کہ اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور ان گندوں کے بارے میں سفارش کرتا تو انھیں چھوڑ دیتا۔

مطعم واقعۂ بدر کے سات ماہ قبل صفر میں مرگیا تھا۔

جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی کے فرزند تھے۔ فتح مکہ سے پہلے مشرف باسلام ہوئے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں مدینہ طیبہ کے اندر ۵۷ھ یا ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں[1] واصل بحق ہوئے۔

بَابٌ وَمِنَ الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ الْخُمُسَ لِلْاِمَامِ وَاَنَّهٗ يُعْطِيْ بَعْضَ قَرَابَتِهٖ دُوْنَ بَعْضٍ مَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِي الْمُطَّلِبِ وَبَنِيْ هَاشِمٍ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ ص ۴۴۳

اس بات کی دلیل کہ خمس امام ہی کا حق ہے۔ وہ اپنے رشتہ داروں میں سے جسے چاہے دے۔ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر کے خمس میں سے بنی مطلب اور بنی ہاشم کو دیا۔

۵۷:۱ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ لَمْ يَعُمَّهُمْ بِذٰلِكَ وَلَمْ يَخُصَّ

ت اور حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خمس کو سب کے لئے

قَرِيْبًا دُوْنَ مَنْ هُوَ اَحْوَجُ اِلَيْهِ وَاِنْ كَانَ الَّذِيْ اَعْطٰى لِمَا يَشْكُوْ اِلَيْهِ

عام نہیں فرمایا۔ اور نہ سب سے زیادہ حاجت مند کے سوا کسی رشتہ دار کو خاص فرمایا۔ جسے بھی دیا اس وقت دیا جبکہ اس نے

مِنَ الْحَاجَةِ وَلِمَا مَسَّهُمْ فِيْ جَنْبِهٖ مِنْ قَوْمِهِمْ وَحُلَفَائِهِمْ۔

اپنی حاجت عرض کی یا حضور کا ساتھ دینے کی بنا پر اپنی قوم اور اپنے حلیفوں سے کچھ نقصان اٹھایا ہو۔

۱۶۸:۲ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ مَشَيْتُ اَنَا وَعُثْمَانُ

حدیث حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ میں اور عثمان بن عفان رسول اللہ صلی اللہ

بْنُ عَفَّانَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ

تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور نے بنی مطلب کو عطا

اللّٰهِ اَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ وَتَرَكْتَنَا وَنَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ

فرمایا اور ہمیں چھوڑ دیا۔ حالانکہ ہم اور وہ حضور سے قرابت میں ایک درجے پر ہیں۔

---

[1] اصابہ اول ص ۲۲۶

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا بَنُوْ الْمُطَّلِبِ وَبَنُوْ
اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بنو مطلب اور بنو ہاشم
هَاشِمٍ شَيْءٌ وَّاحِدٌ۔ وَقَالَ اللَّيْثُ ثَنِیْ يُوْنُسُ وَزَادَ قَالَ جُبَيْرٌ
ایک ہیں۔ یونس نے یہ زائد کیا۔ جبیر نے کہا۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
وَلَمْ يَقْسِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ وَلَا لِبَنِيْ
نے بنی عبد شمس اور بنی نوفل کو کچھ نہیں دیا۔ (امام المغازی) محمد بن اسحٰق نے کہا۔
نَوْفَلٍ وَقَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ وَعَبْدُ شَمْسٍ وَّهَاشِمٌ وَّالْمُطَّلِبُ اِخْوَةٌ لِاُمٍّ
عبد شمس اور ہاشم اور مطلب حقیقی بھائی ہیں۔ ان سب کی والدہ عاتکہ بنت
وَاُمُّهُمْ عَاتِكَةُ بِنْتُ مُرَّةَ وَكَانَ نَوْفَلٌ اَخَاهُمْ لِاَبِيْهِمْ عہ
مرہ ہیں۔ اور نوفل ان لوگوں کے علاتی بھائی ہیں۔

۱۶۸۶ تشریحات

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب نامہ یہ ہے۔ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ اور گذر چکا کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ہے۔ جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف۔ قصہ یہ ہے ہاشم مطلب عبد شمس نوفل چاروں حضرت عبد مناف کے صاحبزادے اور بھائی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ ہاشم مطلب عبد شمس حقیقی بھائی ہیں اور ان کی والدہ کا نام عاتکہ بنت مرۃ ہے۔ اور نوفل علاتی بھائی۔ اس کی والدہ کا نام واقدہ بنت عمرو مازنیہ تھا۔

بنی ہاشم اور بنی مطلب ہمیشہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حامی رہے۔ ان کے اکثر افراد سابقین اولین میں ہیں۔ اور بنی عبد شمس اور بنی نوفل کے اکثر افراد مخالف رہے۔ ان کے اکثر افراد کفر پر جمے رہے۔ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔ اس بنا پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کو عطا فرمایا۔ اور بنی عبد شمس اور بنی نوفل کو نہیں دیا۔

شیء واحد۔ کا مطلب یہ ہے کہ یہ ہمیشہ ہی سے ہمارے ساتھ اس طرح رہے گویا ہم اور وہ ایک ہیں۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يُخَمِّسِ الْاَسْلَابَ وَمَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا فَلَهٗ سَلَبُهٗ مِنْ غَيْرِ الْخُمُسِ وَحُكْمُ الْاِمَامِ فِيْهِ۔ صـ ۴۴۴

دشمن کے بدن پر جو سامان ہو اس میں خمس نہیں جو کسی کو قتل کرے تو اس کا سامان قاتل کے لئے ہے اس میں خمس نہیں اور امیر لشکر کو دخل نہیں۔

توضیح باب۔ سَلَبٌ۔ مَسْلُوْبٌ۔ کے معنی میں ہے یعنی چھینا ہوا۔ یہاں مراد یہ ہے۔ کہ لڑائی میں اپنے

عہ مناقب باب قریش صـ ۴۹۷ ثانی المغازی باب غزوۃ خیبر صـ ۶۰۷

مقابل ہے اس کا وہ سامان چھینا ہو جو اس کے بدن پر یا لڑائی کے وقت اس کے ساتھ ہو جیسے ہتھیار، کپڑا، جانور۔ ہمارے یہاں مقتول کا سامان بھی کل مال غنیمت میں داخل ہوگا مگر یہ کہ امیر لشکر اعلان کردے کہ جو جسے قتل کرے مقتول کا سامان اس کا ہے جیسا کہ غزوہ حنین میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعلان فرمادیا تھا جس کے مطابق حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیس مقتولین کا سامان ملا۔

حدیث ۱۶۸۰

عَنْ صَالِحِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِيْهِ
حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ بدر کے دن میں صف میں
عَنْ جَدِّهٖ قَالَ بَيْنَا اَنَا وَاقِفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ نَظَرْتُ عَنْ يَّمِيْنِيْ
کھڑا تھا۔ میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا۔ میرے دونوں جانب انصار کے دو کمسن بچے
وَعَنْ شِمَالِيْ فَاِذَا اَنَا بِغُلَامَيْنِ مِنَ الْاَنْصَارِ حَدِيْثَةٍ اَسْنَانُهُمَا تَمَنَّيْتُ
تھے۔ مجھے آرزو ہوئی کہ کاش کہ میں ان سے زیادہ طاقت ور کے درمیان ہوتا۔ میں یہ
اَنْ اَكُوْنَ بَيْنَ اَضْلَعَ مِنْهُمَا فَغَمَزَنِيْ اَحَدُهُمَا فَقَالَ يَا عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ
سوچ ہی رہا تھا کہ ان میں سے ایک نے مجھے دبایا اور پوچھا اے چچا! آپ ابو جہل کو
اَبَا جَهْلٍ قُلْتُ نَعَمْ مَا حَاجَتُكَ اِلَيْهِ يَا ابْنَ اَخِيْ قَالَ اُخْبِرْتُ اَنَّهٗ
پہچانتے ہیں۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ اب میں نے پوچھا۔ تجھے اس کی کیا حاجت ہے۔ اے بھتیجے؟
يَسُبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَئِنْ
اس نے کہا مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برا کہتا ہے۔ قسم ہے اس
رَاَيْتُهٗ لَا يُفَارِقُ سَوَادِيْ سَوَادَهٗ حَتّٰى يَمُوْتَ الْاَعْجَلُ مِنَّا فَتَعَجَّبْتُ
ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اگر میں اسے دیکھ لوں گا تو اس سے اس وقت تک جدا
لِذٰلِكَ فَغَمَزَنِي الْاٰخَرُ فَقَالَ لِيْ مِثْلَهَا فَلَمْ اَنْشَبْ اَنْ نَظَرْتُ اِلٰى
نہ ہوں گا جب تک وہ نہ مرجائے۔ جس کی موت ہم میں پہلے ہے۔ میں نے اس پر تعجب کیا۔ اب
اَبِيْ جَهْلٍ يَجُوْلُ فِي النَّاسِ فَقُلْتُ اَلَا اِنَّ هٰذَا صَاحِبُكُمَا الَّذِيْ سَاَلْتُمَانِيْ
دوسرے نے مجھے دبایا اور وہی بات کہی۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے ابوجہل کو دیکھا کہ لوگوں کے درمیان
عَنْهُ فَابْتَدَرَاهُ بِسَيْفَيْهِمَا فَضَرَبَاهُ حَتّٰى قَتَلَاهُ ثُمَّ انْصَرَفَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ
تیزی سے آجا رہا ہے۔ میں نے ان دونوں بچوں سے کہا۔ دیکھو یہ وہ ہے جس کے بارے میں تم نے

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَاهُ فَقَالَ اَيُّكُمَا قَتَلَهٗ قَالَ كُلُّ

رہے پوچھا تھا۔ یہ سنتے ہی دونوں اپنی تلواروں کے ساتھ اس پر جھپٹے اور اسے مار کر قتل کر دیا پھر لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ

وَاحِدٍ مِنْهُمَا اَنَا قَتَلْتُهٗ فَقَالَ هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَكُمَا قَالَ لَا فَنَظَرَ فِي

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور کو بتایا۔ دریافت فرمایا تم میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے۔ ان دونوں نے کہا

السَّيْفَيْنِ فَقَالَ كِلَاكُمَا قَتَلَهٗ سَلَبُهٗ لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ

میں نے اسے قتل کیا ہے۔ دریافت فرمایا۔ کیا اپنی تلوار پونچھ چکے ہو دونوں نے عرض کیا نہیں۔ اب حضور نے دونوں کی تلواریں ملاحظہ

وَكَانَا مُعَاذُ بْنُ عَفْرَاءَ وَمُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ عہ

فرمائیں اور ارشاد فرمایا تم دونوں نے اسے قتل کیا۔ مگر اس کا سامان معاذ بن عمرو بن جموح کو دیا۔ یہ دونوں بچے معاذ بن عفراء اور معاذ بن عمرو بن جموح تھے۔

۱۶۸۷ تشریحات

اَضْلَعُ۔ یہ ضَلِعٌ کی جمع ہے۔ جس کے معنی طاقتور کے ہیں۔ جس کی پسلیاں لمبی اور مضبوط ہوں۔ ایسا انسان قوی ہونے کے ساتھ ساتھ بہادر بھی ہوتا ہے۔ اور ایک روایت اصنع بھی ہے۔ ضلاعۃ۔ بمعنی قوت کا اسم تفضیل۔ یہاں غُلامان۔ ہے اور مغازی میں فتیان۔ ہے۔ یعنی جوان نوعمر۔ جہاد میں پندرہ سال سے کم عمر بچے نہیں لئے جاتے تھے۔ اس لئے اتنا تو طے ہے کہ ان دونوں کی عمریں پندرہ سال ضرور رہی ہوں گی۔ لڑائی میں دائیں بائیں کا مضبوط ہونا بہت ضروری ہے۔ دست بدست دشمن سے مقابلے کے وقت حاضر دماغی اور دشمن پر تیز نظر رکھنی ضروری ہوتی ہے۔ اس موقع پر آدمی اپنے ارد گرد سے غافل ہوتا ہے۔ کوئی بھی پیچھے یا دائیں بائیں سے حملہ کر سکتا ہے۔

مغازی میں یہ ہے۔ فَشَدَّا عَلَيْهِ مِثْلَ الصَّقْرَيْنِ حَتّٰى ضَرَبَاهُ وَهُمَا ابْنَا عَفْرَاءَ۔ وہ دونوں باز کی طرح اس پر جھپٹے یہاں تک کہ اسے مار لیا۔ یہ دونوں عفراء کے صاحبزادے تھے۔

وکانا۔ یہ دونوں نوجوان معاذ بن عفراء اور معاذ بن عمرو بن جموح تھے۔ مغازی میں نام نہیں صرف یہ ہے کہ یہ دونوں عفراء کے بیٹے تھے۔ معاذ بن عفراء کے والد کا نام حارث ہے۔ اور معاذ بن عمرو کی ماں کا نام عفراء نہیں۔ لیکن ارباب سیر نے عام طور پر یہی لکھا ہے۔ کہ ابوجہل کے قاتل معوذ اور معاذ عفراء کے صاحبزادگان ہیں معاذ نے ابوجہل کی ٹانگ پر اس زور کی تلوار ماری کہ اس کی پنڈلی کٹ کر الگ ہو گئی۔ عکرمہ ابوجہل کے لڑکے نے ان کے شانے پر تلوار ماری کہ ہاتھ کٹ کر الگ ہو گیا صرف چمڑا باقی رہا۔ اس کے باوجود انھوں نے عکرمہ کو دوڑایا مگر وہ بھاگ گئے۔ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعاب مبارک لگا کر چپکا دیا۔ فوراً درست ہو گیا۔ اس کے بعد مدت تک زندہ رہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

عہ ثانی مغازی۔ غزوہ بدر باب ص ۵۶۸ مسلم۔ مغازی۔

زمانے میں فوت ہوئے[1]۔ معوذ بدر میں شہید ہوئے۔

سلبہ لمعاذ ۔ اس پر تمام روایتیں متفق ہیں کہ ابوجہل کا سلب معاذ کو دیا۔ اس لئے کہ پہلا حملہ انھوں نے کیا تھا۔ اور اسے مار کر گرا دیا تھا۔ معوذ نے ان کے بعد اس پر حملہ کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں کی تلواریں منگا کر یہ معلوم کرنے کے لئے دیکھی تھی کہ خون کا نشان ان میں کس پر زیادہ چوڑا ہے جس سے پتہ چلے کہ گہرا زخم کس تلوار سے لگا ہے۔ شراح نے لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں کی دلجوئی کے لئے فرمایا کہ تم دونوں نے قتل کیا۔ لیکن جب دونوں نے اس پر حملہ کیا دونوں نے زخمی کیا۔ تو یہ صحیح ہے کہ دونوں نے قتل کیا۔

فرعون امت ۔ ابوجہل کا نام عمرو بن ہشام ہے یہ بنی مخزوم کا سردار تھا۔ جنگ بدر میں یہی سپہ سالار تھا۔ عہد جاہلیت میں اس کی کنیت ابوالحکم تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوجہل رکھی وہ اسی سے جانا جاتا ہے۔ اسے اس امت کا فرعون بھی کہا جاتا ہے۔ علامہ قسطلانی نے فرمایا۔ کہ یہ بنی اسرائیل کے فرعون سے بدتر ہے وہ جب ڈوبنے لگا تو اس کا سارا غرور خاک میں مل گیا اور مرتے مرتے کہہ گیا۔

آمَنْتُ أَنَّهٗ لَآ إِلٰهَ إِلَّا الَّذِيْٓ آمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا إِسْرَآئِيْلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ یونس ۹	میں ایمان لایا کہ سوائے اس کے اور کوئی معبود برحق نہیں جس پر بنو اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمانوں میں ہوں۔

مگر غرغرہ کی حالت میں ایمان معتبر نہیں اس لئے رد کر دیا گیا۔

آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ مِنْ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ۔	اب ؟ اور اس کے پہلے فساد مچانے والوں میں تھا۔

اقول وھو المستعان ۔ اس سے ہٹ کر یوں غور کریں کہ یہ دین سارے دینوں سے بہتر اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سارے انبیائے کرام علیہم السلام سے افضل۔ فرعون مصر حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کو شہید کرنے اور ان کے دین کو ختم کرنے کے لئے نکلا تھا۔ اور یہ لعین سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شہید کرنے اور ان کے دین کو نیست و نابود کرنے آیا۔ اس لئے اس کا جرم فرعون مصر سے بڑھا ہوا ہے۔ اور یہ فرعون مصر سے بدرجہا بدتر ہے۔ جس طرح یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ بدر کے شہداء اس کے مجاہدین سارے عالم کے شہداء و مجاہدین سے افضل ہیں۔ اس کے بالمقابل بدر کے مقتولین کفار سارے جہاں کے مقتول کافر سے بدتر ہیں۔ علیہم۔

مسئلہ مہمہ ۔ اس کے باوجود کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معوذ اور معاذ دونوں سے فرمایا۔ کہ تم دونوں نے اسے قتل کیا پھر ابوجہل کا سلب صرف معاذ کو دیا۔ یہ دلیل ہے۔ کہ محض قتل کر دینے سے قاتل مقتول کے سامان کا مستحق نہیں ہوتا۔ وہ منجملہ اموال غنیمت میں شامل ہے البتہ امیر لشکر کو اختیار ہے کہ وہ کسی کو اس کے کسی اہم کارنامے پر دیدے۔ قاتل ہو یا کوئی اور۔ البتہ اگر امیر لشکر اعلان کر دے کہ جو کسی کو قتل کرے تو مقتول کا سامان اسی کا۔

---

[1] مدارج ثانی ص ۸۵

تو قابل مستحق ہوگا جیسا کہ غزوۂ حنین میں ہوا۔

بعض علماء نے فرمایا کہ لڑائی کے وقت مذکورہ بالا اعلان مکروہ ہے۔ اس میں اندیشہ ہے کہ لوگوں کی نیتوں میں فتور پیدا ہو جائے۔ اخلاص کے بجائے طمع پیدا ہو جائے۔ یا طمع کی آمیزش ہو جائے مگر ہمارے یہاں کوئی کراہت نہیں۔ اگر کے کراد ٹی سی کراہت ہوتی تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ اعلان نہ فرماتے۔ اخلاص کے ساتھ امید نفع مذموم نہیں۔ ارشاد ہے۔

وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۔ جمعہ اللہ کا فضل تلاش کرو۔

یہاں فضل سے مراد مال ہے۔ سیدنا حضرت ایوب علیہ السلام کی بارگاہ الٰہی میں یہ عرض گذر چکی۔ لا غنی عن فضلک۔ تیرے فضل سے استغناء نہیں۔

قال محمد۔ یہ تعریض ہے۔ بزار میں اس حدیث کی سند میں، یوسف اور صالح کے درمیان عبدالواحد بن عون مذکور ہیں۔ اس سے شبہ ہوتا ہے کہ یوسف نے صالح سے نہیں سنا ہے اس تقدیر پر یہ حدیث منقطع ہو جائیگی۔ امام بخاری یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ یوسف بن ماجشون نے، صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف سے حدیث سنی ہے۔ اسی طرح ابراہیم نے اپنے والد ماجد حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ بزار کی سند کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ یوسف نے براہ راست صالح سے بھی سنی ہو اور بلا واسطہ عبدالواحد بن عون سے بھی۔ چونکہ پہلی سند عالی ہے۔ اس لئے امام بخاری نے اسی کو لیا۔

بَابُ مَاكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوْبُهُمْ وَغَيْرَهُمْ مِنَ الْخُمُسِ وَنَحْوِهٖ ص۴۴۴

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مؤلفۃ القلوب وغیرہ کو خمس سے دیا کرتے تھے۔

حدیث ۱۶۸۸ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ كَانَ عَلَيَّ اِعْتِكَافُ يَوْمٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّفِيَ

یا رسول اللہ! جاہلیت کے زمانے کا مجھ پر ایک دن کا اعتکاف ہے۔ انھیں حکم دیا کہ اسے پورا

بِهٖ قَالَ وَاَصَابَ عُمَرُ جَارِيَتَيْنِ مِنْ سَبْيِ حُنَيْنٍ فَوَضَعَهُمَا فِي بَعْضِ

کریں۔ اور حضرت عمر کو حنین کے قیدیوں میں سے دو لونڈیاں ملی تھیں۔ جنھیں انھوں نے مکے کے

بُيُوْتِ مَكَّةَ قَالَ فَمَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى سَبْيِ

کسی گھر میں رکھا تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حنین کے قیدیوں پر احسان فرما کر

حُنَيْنٍ فَجَعَلُوْا يَسْعَوْنَ فِي السِّكَكِ فَقَالَ عُمَرُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اُنْظُرْ مَا

چھوڑ دیا۔ وہ گلیوں میں دوڑنے لگے۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ اے عبد اللہ دیکھو

هٰذَا فَقَالَ مَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّبْيِ

یہ کیا ہے۔ انھوں نے یہ بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیدیوں پر

قَالَ اذْهَبْ فَأَرْسِلِ الْجَارِيَتَيْنِ قَالَ نَافِعٌ وَلَمْ يَعْتَمِرْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

احسان فرما کر انھیں چھوڑ دیا ہے۔ فرمایا جا اور ان لونڈیوں کو چھوڑ دے۔ اور نافع نے کہا۔ کہ رسول اللہ

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ وَلَوِ اعْتَمَرَ لَمْ يَخْفَ عَلٰى

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جعرانہ سے کوئی عمرہ نہیں کیا ہے۔ اور حضور نے وہاں سے عمرہ کیا ہوتا تو عبد اللہ

عَبْدِ اللّٰهِ۔

پر پوشیدہ نہ رہتا۔

تشریح ۱۶۸۰۸ صحیح یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جعرانہ سے عمرہ کیا تھا۔ مگر چونکہ رات میں چند خصوصی خدام کو لے کر خفیہ خفیہ گئے تھے۔ اس لئے اکثر صحابہ کرام کے علم میں نہ آسکا انھیں میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ہیں۔

یہ اصل میں تین حدیثیں ہیں۔ اول اعتکاف والی۔ دوم حنین کے قیدیوں والی یہ دونوں مرسل ہیں۔ اس لئے کہ نافع نے نہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے نہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ مگر امام بخاری نے اعتکاف[1] میں پہلی حدیث کو بطریق عبید بن اسماعیل عن نافع عن ابن عمر موصولا روایت کیا ہے۔ البتہ وہاں۔ فی المسجد الحرام۔ زائد ہے۔

WWW.NAFSEISLAMI.COM

دوسری حدیث یعنی۔ اصاب عمر جاریتین۔ یہ بھی مرسل ہے۔ دار قطنی نے کہا۔ کہ اس حدیث کو سفیان بن عیینہ نے ایوب سے روایت کیا۔ کچھ لوگوں نے موصولا روایت کیا۔ اور کچھ لوگوں نے مرسلا۔

تیسری حدیث جعرانہ سے عمرے والی بھی مرسل ہے۔ مگر امام مسلم نے اسے موصولا روایت کیا ہے۔ جس کی سند میں اوپر یہ ہے۔

حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عُمْرَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ فَقَالَ لَمْ يَعْتَمِرْ مِنْهَا وَزَادَ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مِنَ الْخُمُسِ۔

---

[1] جلد اول صـ۲۷۳

نافع نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جعرانہ سے عمرہ کرنے کا تذکرہ ہوا تو فرمایا۔ کہ وہاں سے کوئی عمرہ نہیں کیا ہے۔

جریر بن حازم نے عن ایوب عن نافع عن ابن عمر جو روایت کی اس میں من الخمس۔ زائد ہے۔

یعنی۔ اصاب عمر جاریتین والی حدیث جریر بن حازم نے ایوب ہی سے جو روایت کی وہ مرسل نہیں متصل ہے۔ اور اس میں یہ زائد ہے کہ یہ لونڈیاں خمس سے ملی تھیں۔

وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فِي النَّذْرِ وَلَمْ يَقُلْ يَوْمٍ۔

اور معمر نے نذر والی حدیث ایوب ہی سے عن نافع عن ابن عمر روایت کیا۔ البتہ اس میں ایک دن کا ذکر نہیں۔

نذر والی حدیث معمر نے ایوب ہی سے موصولا روایت کیا ہے۔ البتہ اس میں صرف اعتکاف کی منت کا ذکر ہے یوم یعنی ایک دن مذکور نہیں۔ لم یقل یوم۔ میں یوم کا فتحہ بھی درست ہے کیونکہ یہ لم یقل کا مفعول بہ ہے۔ اور کسرہ بھی صحیح ہے۔ بطور حکایت۔

۸۹ ۱۶ ثنا الزُّهْرِيُّ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ
حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی کہ انصار کے کچھ لوگوں نے
اَنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کہا۔ جب اللہ عز وجل نے اپنے رسول صلی اللہ
حِيْنَ اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَمْوَالِ
تعالیٰ علیہ وسلم کو ہوازن کے اموال عطا فرمائے جو عطا فرمائے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
هَوَازِنَ مَا اَفَاءَ اللّٰهُ فَطَفِقَ يُعْطِيْ رِجَالًا مِّنْ قُرَيْشٍ اِلْمِائَةَ مِنَ الْاِبِلِ
قریش کے کچھ لوگوں کو سو سو اونٹ عطا فرمائے۔ اس پر انصار کے کچھ لوگوں نے کہا۔ اللہ عز وجل
فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْ قُرَيْشًا
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بخش دے قریش وغیرہ کو عطا فرماتے ہیں اور ہمیں نظر انداز
وَيَدَعُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ قَالَ اَنَسٌ فَحُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
فرما رہے ہیں، حالانکہ ہماری تلواریں (ابھی) ان کے خونوں سے ٹپک رہی ہیں۔ ان کی یہ گفتگو رسول اللہ
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَقَالَتِهِمْ فَاَرْسَلَ اِلَى الْاَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتائی گئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انصار کو بلوایا اور سب کو جمع کر کے

فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ وَلَمْ يَدَعْ مَعَهُمْ أَحَدًا غَيْرَهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا
کے گول خیمے میں جمع فرمایا۔ انصار کے علاوہ اور کسی کو نہیں آنے دیا۔ جب انصار کرام جمع ہو گئے
جَاءَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا كَانَ حَدِيثٌ
تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور انصار سے دریافت فرمایا۔
بَلَغَنِي عَنْكُمْ فَقَالَ لَهُ فُقَهَاؤُهُمْ أَمَّا ذَوُو رَأْيِنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَلَمْ يَقُولُوا
کیسی بات ہے۔ جو تم لوگوں کی طرف سے مجھے پہنچی ہے اس پر ان کے دانشمند حضرات نے عرض کیا۔
شَيْئًا وَأَمَّا أُنَاسٌ مِنَّا حَدِيثَةٌ أَسْنَانُهُمْ فَقَالُوا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُولِ اللّٰهِ
یا رسول اللہ! ہمارے سمجھ دار لوگوں نے کچھ نہیں کہا ہے۔ ہاں کچھ نوعمر لوگوں نے یہ کہا ہے۔ کہ اللہ عزوجل
يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُ الْأَنْصَارَ وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ فَقَالَ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بخش دے۔ قریش کو دیتے ہیں اور ہمیں نظر انداز فرماتے ہیں۔ حالانکہ ہماری
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أُعْطِي رِجَالًا حَدِيثٌ
تلواریں (ابھی تک) ان کے خونوں سے ٹپک رہی ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَرْجِعُوا
میں نئے نئے مسلمان ہونے والوں کو عطا فرماتا ہوں۔ کیا تم لوگ اس پر راضی نہیں کہ لوگ مال لے کر جائیں
إِلٰى رِحَالِكُمْ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰهِ مَا
اور تم لوگ اپنے گھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جاؤ۔ بخدا جنھیں تم ساتھ لے کر اپنے گھر
تَنْقَلِبُونَ بِهِ خَيْرٌ مِمَّا يَنْقَلِبُونَ بِهِ قَالُوا بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ رَضِينَا
واپس ہوگے وہ بہتر ہیں اس سے جسے لے کر وہ لوگ واپس ہوں گے۔ انصار نے عرض کیا۔ درست
فَقَالَ لَهُمْ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُثْرَةً شَدِيدَةً فَاصْبِرُوا حَتّٰى
فرماتے ہیں۔ یا رسول اللہ! ہم راضی ہیں۔ پھر فرمایا تم لوگ میرے بعد سخت امتیازی سلوک دیکھو گے مگر صبر کرنا
تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ عَلَى الْحَوْضِ قَالَ أَنَسٌ فَلَمْ نَصْبِرْ عه
یہاں تک کہ اللہ اور اس کے رسول سے حوض پر ملاقات کرو۔ حضرت انس نے فرمایا۔ ہم (انصار) صبر نہ کرسکے۔

عه ثانی مغازی باب غزوہ طائف

۱۶۸۹ **تشریحات** اس موقع پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قریش کے مندرجہ ذیل افراد کو سو سو اونٹ عطا فرمائے تھے۔ ابوسفیان صخر بن حرب ان کے دونوں صاحبزادگان یزید، معاویہ، حکیم بن حزام، حارث بن حارث بن کلدہ، حارث بن ہشام، سہیل بن عمرو، حویطب بن عبد العزی، علاء بن حارثہ ثقفی، عیینہ بن حصن، صفوان بن امیہ، اقرع بن حابس، مالک بن عوف نصری۔ ان کے علاوہ کسی کو پچاس کسی کو چالیس چالیس اونٹ عطا فرمائے۔ نقد اس کے علاوہ عطا فرمائے۔ جلد اول[1] میں گزرا کہ حضرت ابوسفیان اور ان کے صاحبزادے یزید بن ابوسفیان کو سو سو اونٹ کے علاوہ چالیس چالیس اوقیے چاندی عطا فرمائی تھی۔ چالیس اوقیے چاندی کے لگ بھگ چار سو روپے بھر چاندی ہوتی ہے۔ اس روپے سے مراد چاندی کا روپیہ ہے جو انگریزی عہد میں سوا گیارہ ماشہ کا ہوتا تھا۔

فقالوا۔ ظاہر بین نظروں میں داد و دہش محبت کی دلیل ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قریش کو اس فیاضی کے ساتھ عطا فرمایا اور انصار کرام کو نہیں دیا۔ سچا محب جب محبوب کو دوسروں پر زیادہ مہربان دیکھتا ہے تو جذبۂ رشک کے تحت رنجیدہ ہوتا ہے۔ اور جو کمزور اعصاب کے ہوتے ہیں وہ کچھ کہہ دیتے ہیں۔ انصار کے نوجوانوں کا یہ قول اسی کے تحت تھا۔

فحدثت۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ بات حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی تھی۔ **فقہاء۔ فقیہ۔** کی جمع ہے۔ اس کے معنی سمجھدار کے ہیں۔ **فقہ یفقہ** سے یہاں اصطلاحی معنی مراد نہیں۔

۱۶۹۰ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا۔

عَنْهُ قَالَ كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ

حضور موٹے کنارے کی نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ کہ ایک اعرابی نے چادر پکڑ

نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ فَاَدْرَكَهٗ اَعْرَابِيٌّ فَجَذَبَهٗ جَذْبَةً شَدِيْدَةً

لیا اور بہت زور سے کھینچا اتنا کہ چادر کے کنارے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مونڈھے پر

حَتّٰى نَظَرْتُ اِلٰى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ

نشان پڑ گیا جسے میں نے دیکھا۔ چادر کھینچنے کے بعد اعرابی نے کہا۔ اس مال سے جو اللہ نے آپ کو عطا فرمایا

اَثَّرَتْ بِهٖ حَاشِيَةُ الرِّدَاۗءِ مِنْ شِدَّةِ جَذْبَتِهٖ ثُمَّ قَالَ مُرْلِيْ مِنْ

ہے مجھے دیئے جانے کا حکم دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا اور

---

[1] ص ۲۲۰

مَالِ اللّٰہِ الَّذِیْ عِنْدَکَ فَالْتَفَتَ اِلَیْہِ فَضَحِکَ ثُمَّ اَمَرَ لَہٗ بِعَطَاءٍ عہ

مسکرائے۔ پھر اسے کچھ دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔

۱۶۹۰ تشریحات برد نجرانی ۔ ایک قسم کی خاص چادر جو نجران میں تیار ہوتی تھی۔ عاتق۔ کندھے اور گردن کا درمیانی حصہ مونڈھا۔ عرب کے دیہاتی کے اکھڑپن اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم وکرم کی یہ اعلیٰ مثال ہے۔

۱۶۹۱ حدیث عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ لَمَّا

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ جب حنین کا معرکہ سر ہوگیا تو

کَانَ یَوْمُ حُنَیْنٍ آثَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُنَاسًا فِی الْقِسْمَۃِ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو مال دینے میں ترجیح دی۔ اقرع بن حابس کو سو اونٹ

اَعْطَی الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَۃً مِّنَ الْاِبِلِ وَاَعْطٰی عُیَیْنَۃَ مِثْلَ ذٰلِکَ

اور عیینہ کو اسی قدر عطا فرمایا۔ عرب کے ممتاز افراد کو دیا۔ اور انھیں ترجیح دی۔ اس پر ایک شخص

وَاَعْطٰی اُنَاسًا مِّنْ اَشْرَافِ الْعَرَبِ وَآثَرَہُمْ یَوْمَئِذٍ فِی الْقِسْمَۃِ قَالَ

نے کہا۔ اس تقسیم میں انصاف نہیں کیا گیا۔ یا اس نے یہ کہا۔ اس میں رضائے الٰہی مقصود نہیں۔

رَجُلٌ وَاللّٰہِ اِنَّ ہٰذِہٖ لَقِسْمَۃٌ مَا عُدِلَ فِیْہَا اَوْ مَا اُرِیْدَ فِیْہَا وَجْہُ

یہ سن کر میں نے جی میں کہا۔ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ضرور خبر کروں گا۔ میں خدمت اقدس میں

اللّٰہِ فَقُلْتُ وَاللّٰہِ لَاُخْبِرَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَتَیْتُہٗ

حاضر ہوا اور عرض کر دیا۔ فرمایا کون ہے؟ جو انصاف کرے جب کہ اللہ اور اس

فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ فَمَنْ یَّعْدِلُ اِذَا لَمْ یَعْدِلِ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ رَحِمَ اللّٰہُ

کے رسول انصاف نہ کریں ۔ اللہ عز وجل موسیٰ پر رحم فرمائے انھیں اس سے زیادہ

مُوْسٰی قَدْ اُوْذِیَ بِاَکْثَرَ مِنْ ہٰذَا فَصَبَرَ عہ

ایذا دی گئی پھر بھی انھوں نے صبر کیا۔

عہ ثانی اللباس باب البرود والحبر ص۸۶۴ الادب بالتبسم والضحک ص۸۹۹ مسلم الزکوٰۃ ، ابن ماجہ اللباس ۔

عہ الانبیاء باب ص۴۸۳ ثانی المغازی باب غزوۃ الطائف ص۶۲۱ دو طریقہ سے الادب باب من اخبر صاحبہ بما یقال فیہ ص۸۹۵ باب الصبر فی الاذی ص۹۰۱ الاستیذان باب حفظ السر ص۹۳۱ الدعوات باب قول اللہ تعالیٰ وصل علیہ ص۹۳۸ مسلم زکوٰۃ

تشریحات ۱۶۹۱ **اقرع بن حابس۔** فتح مکہ کے موقع پر مولفۃ القلوب میں تھے۔ فتح مکہ اور طائف وحنین کے معرکوں میں ہم رکاب سعادت رہے۔ یہ عرب کے رؤسا میں شمار ہوتے تھے۔ بنی تمیم کے وفد کے ساتھ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ یہ اس وقت پہنچے تھے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیلولہ فرما رہے تھے۔ اقرع بن حابس نے باہر ہی سے آواز دی یا محمد! حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تو انہوں نے کہا۔ میں کسی کی تعریف کروں تو اس کے لئے زینت ہے اور میں کسی کی برائی کروں تو اس کے لئے عیب ہے۔ اس کے جواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ شان صرف اللہ کی ہے۔

بعد میں مخلص مسلمان ہو گئے۔ عہد خلافت کی معرکہ آرائیوں میں پیش پیش رہے یمامہ، عراق، یرموک کے معرکے میں شریک رہے۔ یرموک ہی میں اپنے دس صاجزادوں کے ساتھ شہید ہوئے۔ اور ایک روایت کے بموجب بعد میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں۔ خراسان کے ایک معرکے میں جُوزجان میں شہید ہوئے۔

عیینہ بن حُصین۔ عیینہ بن حصین بن حذیفہ بن بدر فزاری۔ ان کا نام حذیفہ تھا۔ ایک باران کے سر میں زخم لگا۔ جس کی وجہ سے آنکھ متاثر ہو گئی۔ اور ڈھیلے ابھر آئے اس لئے عیینہ نام پڑ گیا۔ یہ بھی مولفہ قلوب میں سے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مرتد ہو کر طُلَیحہ بن خویلد کے ساتھ ہو لیا تھا۔ پھر اسلام قبول کر لیا۔ ان میں دیہاتیوں کی طرح کچھ الھڑپن تھا۔ بے تکی باتیں کر دیا کرتے تھے۔

اصابہ[1] میں مذکور ہے کہ ان کے باپ حصین بن حذیفہ کو کرز بن عامر عقیلی نے نیزہ مار دیا تھا۔ زخم ناقابل برداشت ہو گیا تو اس نے اپنے لڑکوں سے کہا وہ دس تھے۔ کہ میں جس حال میں ہوں اس سے موت بہتر ہے۔ تم میں سے کون میری بات مانے گا۔ دسوں نے کہا ہم سب آپ کی اطاعت کریں گے۔ اس نے سب سے بڑے لڑکے سے کہا کہ میری تلوار لے کر میرے سینے پر رکھ کر بھونک دے کہ پیٹھ سے باہر نکل جائے۔ اس نے کہا۔ ابا کیا کوئی بیٹا اپنے باپ کو قتل کر سکتا ہے۔ اس نے ہر ایک سے یہی کہا۔ سب نے انکار کر دیا۔ مگر عیینہ نے کہا۔ اے ابا! آپ جو حکم دے رہے ہیں۔ اس کی تعمیل میں نہ مجھے راحت ہے نہ اس کی خواہش ہے مگر آپ جو حکم دیں گے اس کو بجالاؤں گا۔ بتائیے کیا کروں۔ حصین نے کہا تلوار پھینک دے میں امتحان لے رہا تھا کہ تم میں کون میرا سب سے زیادہ اطاعت شعار ہے۔ جو میری زندگی میں میرا سب سے زیادہ فرمانبردار ہوگا وہ مرنے کے بعد بھی ہوگا۔ جاؤ میری اولاد اور قبیلے کا سردار ہے۔ اور بنی بدر کو جمع کر کے سب کو بتا دیا۔ حصین کے مرنے کے بعد عیینہ پورے قبیلے کے سردار ہوئے۔ اور باپ کے قصاص میں کرز کو قتل کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[1] جلد ثالث ص ۵۵

کے عہد خلافت تک باحیات رہے ۔

نقال رجل ۔ اس بدزبان کا نام معتب بن قشیر تھا، یہ بد باطن منافق، انصار کرام کے مشہور قبیلے بنی عمرو بن عوف کا فرد تھا۔ اس گستاخ کو قتل نہیں فرمایا۔ غالباً اس بنا پر کہ مخالفین یہ پروپیگنڈہ کرتے کہ لو اب اپنے اصحاب کو قتل کرنے لگے جیسا کہ اسی وجہ سے یہی معاملہ تمام منافقین کے ساتھ کیا۔

۱۶۹۲ حدیث

حَدَّثَنَا هِشَامٌ أُخْبَرَنِي أَبِي عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ
حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا میں زبیر کی اس زمین سے
تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَتْ كُنْتُ أَنْقُلُ النَّوٰى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِيْ أَقْطَعَهُ رَسُوْلُ
جو انھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جاگیر دی تھی۔ گٹھلی اپنے سر پر لاد کر لاتی۔
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَأْسِيْ هِيَ مِنِّيْ عَلٰى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ وَقَالَ
یہ زمین مدینے سے دو تہائی فرسنگ یعنی دو میل تھی ۔ اور بطریق ابو ضمرہ عن ہشام
أَبُوْ ضَمْرَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عن ابیہ جو روایت ہے ۔ اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زبیر کو
أَقْطَعَ الزُّبَيْرَ أَرْضًا مِّنْ أَمْوَالِ بَنِي النَّضِيْرِ عه
بنی نضیر کے اموال سے کچھ زمین جاگیر دی تھی ۔

۱۶۹۲ تشریحات

له کتاب النکاح میں یہ حدیث مفصل یوں ہے۔ حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا۔ میرے والد نے میری شادی زبیر سے کر دی۔ زمین میں ان کے لئے نہ مال تھا نہ غلام اور نہ اور کچھ سوائے آب کش اونٹ اور گھوڑے کے۔ میں ان کے گھوڑے کو چارہ دیتی پانی بھر کر لاتی ان کی ڈول سیتی آٹا گوندھتی۔ میں اچھی طرح روٹی بنانا نہیں جانتی تھی میری کچھ انصار پڑوسی عورتیں روٹی پکا دیتیں۔ یہ بہت سچی عورتیں تھیں۔ اور میں زبیر کی اس زمین سے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں عطا فرمایا تھا۔ اپنے سر پر لاد کر کھجور کی گٹھلی لاتی تھی۔ وہ زمین میرے گھر سے دو تہائی فرسنگ دو میل کی دوری پر تھی۔ ایک دن میں اپنے سر پر گٹھلی لادے آ رہی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات ہو گئی اور حضور کے ساتھ انصار بھی تھے۔ حضور نے مجھے بلایا اور اونٹنی کو بٹھانے کے لئے اخ اخ کہا تاکہ مجھے اپنے پیچھے بٹھا لیں۔ مجھے شرم آئی کہ مردوں کے ساتھ چلوں۔ مجھے زبیر اور ان کی غیرت یاد آ گئی۔ اور وہ سب سے زیادہ غیرت مند تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تاڑ لیا کہ میں شرما رہی ہوں تو تشریف لے گئے۔ اب میں زبیر کے پاس آئی اور میں نے سارا

عه ثانی النکاح باب الغیرۃ ص۷۸۶ مسلم نکاح، استیذان، نسائی عشرۃ النساء ۔ له جلد ثالث ص۵۵

قصہ بیان کیا۔ تو انھوں نے کہا۔ بخدا تیری گٹھلی ڈھونا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سوار ہونے زیادہ مجھ پر سخت ہے۔ اس کے بعد ابوبکر نے ایک خادم بھیج دیا۔ جس نے گھوڑے کی خدمت سے مجھے چھٹی دے دی گویا انھوں نے مجھے آزاد کر دیا۔ مسلم میں ہے کہ یہ خادم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا فرمایا تھا۔ تطبیق یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو عطا فرمایا کہ اسماء کو دیدو۔

وقال ابو ضمرۃ۔ اس تعلیق سے امام بخاری دو باتوں کا افادہ فرمانا چاہتے ہیں۔ اول یہ کہ پہلی روایت ابو اسامہ کی ہے۔ جس کی سند متصل ہے۔ مگر ابو ضمرہ کی مرسل اس لئے کہ عروہ کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لقا نہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زبیر کو بنی نضیر کی آراضی میں سے عطا فرمایا تھا۔ ابو اسامہ کی روایت میں اس زمین کی تفصیل نہیں۔ جو حضرت زبیر کو عطا فرمائی تھی۔ اور ابو ضمرہ کی روایت میں تعیین ہے۔ کہ بنی نضیر کی آراضی میں سے ان کو عطا فرمایا تھا۔ اسی سے اس حدیث کی باب سے مطابقت ہے۔ کیونکہ باب میں، مولفۃ قلوب وغیرہم من الخمس ونحوہ۔ ہے۔ حضرت زبیر مولفۃ قلوب میں نہ تھے اور نہ اموال بنی نضیر مال غنیمت تھا کہ اس میں سے خمس نکالا جاتا۔ یہ فئ تھا۔ جو خاص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے تھا۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے معزز ترین صحابی کی بیٹی تھیں۔ جو دنیوی حیثیت سے بھی رئیس تھیں۔ مگر پھر بھی اپنے شوہر کے گھوڑے اور اونٹ تک کی خدمت کرتی تھیں۔ حتی کہ اونٹ کی خوراک کے لئے دو میل سے گٹھلی ڈھو کر لاتیں اسے کوٹتیں اور اونٹ کو کھلاتیں۔ گھوڑے کی دیکھ بھال آسان نہیں وہ خود فرماتی ہیں کہ مجھ پر گھوڑے کی دیکھ بھال بہت دشوار تھی۔ مگر وہ بخوشی یہ سب کام انجام دیتیں۔ یہ دیکھ کر ان کے شوہر جہاد اور اسلام کی نشر و اشاعت اور دوسرے کاموں میں مشغول ہیں انھیں ان کی دیکھ بھال کی فرصت نہیں۔ اس سے خواتین کو سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

بَابُ مَا يُصِيبُ مِنَ الطَّعَامِ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ صـ۴۴۶

لڑائی کی سرزمین میں جو کھانا پائے

WWW.NAFSEISLAM.COM

۱۶۹۲ حدیث

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ ہم خیبر کے محل کا محاصرہ کئے

عَنْهُ قَالَ كُنَّا مُحَاصِرِيْنَ قَصْرَ خَيْبَرَ فَرَمٰى إِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيْهِ شَحْمٌ فَنَزَوْتُ

ہوئے تھے کہ کسی نے ایک کپی پھینکی جس میں چربی تھی۔ میں اسے لینے کے لئے تیزی سے بڑھا۔

لِآخُذَهُ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ عہ

کنکھی سے دیکھا تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موجود تھے۔ میں شرما گیا۔

عہ ثانی مغازی باب غزوۃ خیبر صـ۶۰۶ الذبائح والصید باب ذبائح اہل الکتاب صـ۸۲۸ مسلم مغازی ابوداؤد جہاد۔ نسائی ذبائح۔

۱۶۹۳ تشریحات لڑائی کے وقت یا لڑائی کے بعد دار الحرب میں دشمن کا جو کھانا ملے اسے مجاہد امیر لشکر کی اجازت کے بغیر بقدر ضرورت کھا سکتا ہے۔ اسی طرح جو لباس ہتھیار جانور ملے اسے استعمال کر سکتا ہے۔ البتہ لڑائی ختم ہونے کے بعد واپس کرنا ضروری ہے۔ اہل خیبر یہودی تھے۔ یہودیوں کے یہاں چربی کھانا حرام ہے۔ اسلام میں جائز ہے۔ یہودی اہل کتاب ہیں۔ ان کا ذبیحہ حلال ہے۔

۱۶۹۴ حدیث

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا۔ ہم غزوات میں شہد اور انگور پاتے
نُصِيْبُ فِيْ مَغَازِيْنَا الْعَسَلَ وَالْعِنَبَ فَنَاْكُلُهٗ وَلَا نَرْفَعُهٗ۔
تھے تو کھا لیتے تھے۔ اٹھا کر رکھتے نہیں تھے۔

۱۶۹۵ حدیث

ثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِيْ اَوْفٰی يَقُوْلُ اَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ
حضرت عبد اللہ بن ابو اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ خیبر کی راتوں میں ہم کو سخت
لَيَالِيَ خَيْبَرَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ وَقَعْنَا فِي الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ فَانْتَحَرْنَاهَا
بھوک لگی۔ جب لڑائی ختم ہوئی تو ہم نے دیسی گدھوں کو ذبح کر ڈالا۔ جب ہانڈیاں ابلنے لگیں تو رسول اللہ
فَلَمَّا غَلَتِ الْقُدُوْرُ نَادٰی مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منادی نے پکارا۔ ہانڈیوں کو الٹ دو اور گدھوں میں سے کچھ مت کھاؤ۔
اَكْفِئُوا الْقُدُوْرَ وَلَا تَطْعَمُوْا مِنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ شَيْئًا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقُلْنَا
عبد اللہ بن ابی اوفی نے کہا۔ ہم نے کہا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے اس لئے منع کیا کہ ان
اِنَّمَا نَهَی النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ قَالَ وَقَالَ
کا خمس نہیں نکالا گیا ہے۔ اور دوسروں نے کہا کہ قطعی طور پر حرام فرمایا۔ سلیمان بن ابو سلیمان
آخَرُوْنَ حَرَّمَهَا الْبَتَّةَ وَسَاَلْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ حَرَّمَهَا الْبَتَّةَ عہ
شیبانی نے کہا۔ میں نے سعید بن جبیر سے پوچھا تو فرمایا۔ قطعی حرام فرما دیا۔

۱۶۹۵ تشریحات دیسی گدھوں کو خیبر کے موقع پر حرام فرمایا۔ اور بالکلیہ حرام فرمایا۔ البتہ حضرت عبد اللہ بن ابو اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا یہ خیال تھا کہ چونکہ ان میں سے خمس نہیں نکالا تھا۔ اس لئے انھیں کھانے سے منع فرمایا۔ اس کی پوری بحث کتاب الذبائح میں آئے گی۔

عہ ثانی مغازی باب غزوہ خیبر ص ۶۰۶ الصید والذبائح۔ باب لحوم الحمر الانسیۃ ص ۸۳۰ مسلم ذبائح۔ نسائی صید۔ ابن ماجہ الصید۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ الْجِزْيَةِ وَالْمُوَادَعَةِ مَعَ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَالْحَرْبِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صَاغِرُوْنَ۔ توبہ۔ ۲۹

يَعْنِيْ أَذِلَّاءُ وَالْمَسْكَنَةُ مَصْدَرُ الْمِسْكِيْنِ أَسْكَنُ مِنْ فُلَانٍ أَحْوَجُ مِنْهُ وَلَمْ يَذْهَبْ إِلَى السُّكُوْنِ۔ وَمَا جَاءَ فِيْ أَخْذِ الْجِزْيَةِ مِنَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَالْمَجُوْسِ وَالْعَجَمِ۔

ذمیوں سے جزیہ لینا اور حربیوں سے صلح کرنا اور اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان ان سے لڑو جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان نہیں لاتے اور جن چیزوں کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام فرمایا ان کو حرام نہیں مانتے اور جو دین حق کو قبول نہیں کرتے اہل کتاب میں سے جب تک ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں۔

یعنی ذلیل ہو کر۔ اور مسکنۃ مسکین کا مصدر ہے۔ کہتے ہیں۔ اسکن من فلان یعنی فلاں سے زیادہ محتاج ہے۔ امام بخاری اس طرف نہیں گئے کہ یہ سکون سے بنا ہے۔ یہود و نصاریٰ مجوس اور عجمیوں سے جزیہ لینے کے بارے میں جو کچھ وارد ہے۔

توضیح باب جزیہ جو کافر سلطنتِ اسلام میں رعایا بن کر رہنا چاہیں ان کی جان و مال کی حفاظت کے عوض جو مال لیا جاتا ہے اسے جزیہ کہتے ہیں۔ اور جس سے لیا جاتا ہے اسے ذمی یا اہل الذمہ کہتے ہیں۔ مرتدین اور عرب کے مشرکین کے علاوہ ہر کافر کو ذمی بنانا جائز ہے۔

مستامن وہ کفار ہیں جو دار الحرب کے باشندے ہوں اور سلطنت اسلامی میں سلطان اسلام سے قانون کے مطابق مدت معینہ تک رہنے کی اجازت لے کر آئے ہوں۔

حربی۔ وہ کافر ہیں جو دار الحرب میں رہتے ہوں۔ یا دار الاسلام میں ہوں تو نہ عقد امن کر کے ہوں نہ عقد ذمہ۔ مثلاً دار دار الاسلام ہے مگر وہاں حکومت کافروں کی ہے جیسے موجودہ ہندوستان یا مسلمانوں کی ہے مگر کافر عقد ذمہ و امن کے بغیر رہتے ہیں۔ جیسے پاکستان اور بنگلہ دیش کے کفار۔

امام بخاری نے صاغرون کی تفسیر اَذِلَّاءُ سے کی۔ اس سے مراد یہی ہے۔ کہ ذمی غلام یا نوکر کے ہاتھ جزیہ نہ بھیجیں بلکہ حاکم اسلام کے اجلاس میں خود حاضر ہو کر دونوں ہاتھوں میں رکھ کر کھڑے ہو کر جیسے نذریں پیش کی جاتی ہیں پیش کریں۔ ذمی کا ہاتھ نیچے ہو وصول کرنے والا اوپر سے اٹھالے۔

وماجاء فی اخذ الجزیۃ۔ یہود و نصاریٰ سے جزیہ لینا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ مجوس سے لینا حدیث سے اور دوسرے عجمی کافروں سے لینے کا جواز قیاس سے۔ عرب کے مشرکین کے لئے جزیہ نہیں۔ انھیں بہر حال اسلام قبول کرنا ہے ورنہ قتل کر دیئے جائیں گے۔

المسکنۃ۔ یہود کے بارے میں ایک آیت میں ارشاد ہے۔ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ۔ بقرہ ⑤

ان پر ذلت اور محتاجی مقرر کر دی گئی ہے۔ اس میں لفظ مسکنۃ آیا ہے۔ جو صَاغِرُوْنَ کے معنی کے مناسب ہے۔ اس لئے امام بخاری نے اس کی تفسیر کر دی۔

مسکنۃ۔ مسکین کا مصدر ہے۔ بولا جاتا ہے اسکن من فلان یعنی وہ فلاں سے زیادہ محتاج ہے۔

ولم یذھب الی السکون۔ کے قائل بخاری کے راوی فربری ہیں۔ وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ امام بخاری کا یہ مذہب نہیں کہ اسکن من فلان۔ سکون سے بنا ہے۔ بلکہ یہ مسکنۃ سے بنا ہے فیہ ما فیہ۔

۵۷۲ ت

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ نَجِيْحٍ قُلْتُ لِمُجَاهِدٍ مَا شَأْنُ أَهْلِ
ابن نجیح نے کہا۔ میں نے امام مجاہد سے دریافت کیا۔ کیا بات ہے اہل شام پر
الشَّامِ عَلَيْهِمْ أَرْبَعَةُ دَنَانِيْرَ وَأَهْلِ الْيَمَنِ عَلَيْهِمْ دِيْنَارٌ قَالَ جُعِلَ ذٰلِكَ
چار دینار جزیہ ہے۔ اور اہل یمن پر ایک دینار۔ تو انھوں نے بتایا کہ یہ وسعت
مِنْ قِبَلِ الْيَسَارِ۔
کی وجہ سے ہے۔

۵۷۲ تشریحات

یعنی اہل شام بہ نسبت اہل یمن کے زیادہ خوش حال ہیں۔ اس لئے ان پر زیادہ ہے۔ اس تعلیق کو امام عبد الرزاق نے موصولاً روایت کیا ہے۔

۱۶۹۶ حدیث

سَمِعْتُ عَمْرًا قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَّعَ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَّعَمْرِو بْنِ
عمرو بن دینار نے کہا میں جابر بن زید اور عمرو بن اوس کے پاس بیٹھا
أَوْسٍ فَحَدَّثَهُمَا بَجَالَةُ سَنَةَ سَبْعِيْنَ عَامَ حَجَّ مُصْعَبُ بْنُ الزُّبَيْرِ
تھا کہ بجالہ نے یہ حدیث بیان کی۔ ۷۰ھ میں جس سال مصعب بن عمیر نے اہل بصرہ کے
بِأَهْلِ الْبَصْرَةِ عِنْدَ دَرَجِ زَمْزَمَ قَالَ كُنْتُ كَاتِبًا لِّجَزْءِ بْنِ مُعَاوِيَةَ
ساتھ حج کیا تھا۔ زم زم کی سیڑھیوں کے پاس۔ بجالہ نے کہا میں احنف کے چچا جزی بن
عَمِّ الْأَحْنَفِ فَأَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَبْلَ مَوْتِهٖ بِسَنَةٍ فَرِّقُوْا
معاویہ کا منشی تھا۔ ہمارے پاس حضرت عمر بن خطاب کا فرمان ان کی وفات کے ایک
بَيْنَ كُلِّ ذِيْ مَحْرَمٍ مِّنَ الْمَجُوْسِ وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ أَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنَ
سال پہلے آیا۔ مجوس کے ہر ذو محرم کو الگ الگ رکھو۔ حضرت عمر مجوس سے جزیہ

الْمَجُوْسِ حَتّٰی شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

نہیں لیتے تھے۔ جب تک کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف نے یہ گواہی نہ دی کہ رسول اللہ

تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَهَا مِنْ مَجُوْسِ هَجَرَ۔ عه

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجر کے مجوس سے جزیہ لیا۔

۱۶۹۶ تشریحات بجالہ نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے نہیں بیان کی ہے۔ بلکہ جابر بن زید اور عمرو بن اوس سے بیان کی ہے۔ مگر یہ وہاں موجود تھے انھوں نے بھی سنی۔ اس طرح تحمل حدیث بالاتفاق صحیح ہے اور جمہور کے نزدیک یہ بھی جائز ہے کہ اسے حدثنا کے صیغے سے بیان کرے البتہ امام نسائی اور چند بزرگ اسے جائز نہیں جانتے۔ برقانی نے کہا۔ یوں روایت کرے۔ کہ میں نے فلاں سے سنا۔

جزی۔ یہ دو طرح مروی ہے۔ ایک جَزْءٍ۔ دوسرے جَزْئٍ۔

احنف۔ ان کا نام ضحاک یا صخر تھا۔ عہد رسالت ہی میں ایمان سے مشرف ہوئے۔ مگر زیارت نہیں کر پائے۔ اجلۂ تابعین میں سے ہیں بہت زیرک سمجھ دار عقلمند تھے۔ بصرہ کے باشندے تھے۔ مگر ۶۷ھ میں کوفے میں وصال ہوا۔ حضرت مصعب بن زبیر ان کے جنازے میں پیدل چل کے شریک ہوئے۔

فرقوا۔ مجوس کے محارم اگر غلام اور لونڈی بنائے جائیں تو ان کو الگ الگ رکھنے کا حکم اس مصلحت کے پیش نظر تھا کہ کوئی فتنہ نہ کھڑا کر دیں۔ اندر کے راز باہر نہ کر دیں۔

لم یکن اخذ الجزیۃ۔ چونکہ قرآن مجید میں صرف اہل کتاب سے جزیہ لینے کا حکم ہے۔ اس لئے مجوس کے بارے میں حضرت عمر نے تردد کیا مگر جب حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گواہی دی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجر کے مجوس سے جزیہ لیا تو تردد جاتا رہا۔

امام شافعی اور امام عبد الرزاق وغیرہ نے سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ مجوس پر ایک آسمانی کتاب نازل ہوئی تھی۔ ان کے ایک بادشاہ نے شراب پی کر اپنی بہن کے ساتھ زنا کر لیا۔ جب صبح ہوئی تو لالچی لوگوں کو بلا کر خوب مال دیا۔ اور کہا حضرت آدم ؑ اپنے بیٹوں کا نکاح اپنی بیٹیوں سے کرتے تھے۔ اگر میں نے ایسا کر لیا تو کیا حرج ہے۔ ان خوشامدیوں نے اسے تسلیم کر لیا۔ اس کی نحوست کی وجہ سے وہ کتاب اٹھا لی گئی اور ان کے ذہنوں سے محو ہو گئی۔ اس روایت کا حاصل یہ نکلا کہ جب تک ان کے پاس کتاب تھی وہ اہل کتاب تھے۔ جب کتاب اٹھا لی گئی تو اہل کتاب نہ رہے۔

لم یکن اخذ الجزیۃ۔ یہ حصہ حضرت عمر کے منشور میں تھا یا نہیں۔ زیر بحث ہے۔ مگر ترمذی کی روایت سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ بھی اس منشور کا حصہ ہے۔

عه ابوداؤد۔ الخراج۔ ترمذی نسائی۔ سیر۔ له اول۔ سیر باب ما جاء فی اخذ الجزیۃ من المجوس ص ۱۹۲

حدیث ۱۶۹۷

ثني عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ
حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی کہ عمرو بن عوف انصاری نے
عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ الْاَنْصَارِيَّ وَهُوَ حَلِيْفٌ لِبَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَّكَانَ شَهِدَ
اور یہ بنی عامر بن لوی کے حلیف تھے۔ اور بدر میں شریک تھے۔ خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ
بَدْرًا اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اَبَا
تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو بحرین وہاں کا جزیہ لینے کے لئے بھیجا۔ اور
عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ اِلَى الْبَحْرَيْنِ يَاْتِيْ بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل بحرین سے صلح کر لی تھی اور ان پر علاء بن حضرمی کو
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ اَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَاَمَّرَ عَلَيْهِمُ
حاکم بنا دیا تھا حضرت ابو عبیدہ بحرین سے مال لے کر مدینہ طیبہ واپس آئے۔ انصار
الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ
نے ان کی بحرین سے واپسی کو سنا۔ تو سب انصار کرام نے صبح کی نماز نبی صلی اللہ تعالیٰ
الْاَنْصَارُ بِقُدُوْمِ اَبِيْ عُبَيْدَةَ فَوَافَتْ صَلٰوةَ الصُّبْحِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی۔ حضور نماز پڑھا کر جب فارغ ہوئے اور ان کی طرف رخ انور
تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صَلّٰى بِهِمُ الْفَجْرَ انْصَرَفَ فَتَعَرَّضُوْا لَهٗ فَتَبَسَّمَ
کیا تو انصار سامنے حاضر ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھیں ملاحظہ فرما کر
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَآهُمْ وَقَالَ اَظُنُّكُمْ
مسکرا پڑے اور فرمایا۔ میرا گمان ہے کہ تم لوگوں نے یہ سن لیا ہے۔ کہ ابو عبیدہ کچھ
قَدْ سَمِعْتُمْ اَنَّ اَبَا عُبَيْدَةَ قَدْ جَاءَ بِشَيْءٍ قَالُوْا اَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
لے کر آئے ہیں۔ انصار نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! فرمایا۔ تمہیں بشارت ہو تم لوگ خوش کرنے
قَالَ فَاَبْشِرُوْا وَاَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللّٰهِ لَلْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ
والی باتوں کی امید رکھو۔ بخدا تم پر تنگدستی کا اندیشہ نہیں، ہاں اس کا اندیشہ ہے۔ کہ دنیا تمہارے لئے
اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ
کشادہ کر دی جائے گی۔ جیسا کہ تم سے پہلے والوں پر کی گئی تھی۔ پھر تم لوگ اسے دوسروں سے زیادہ حاصل

فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ عه

کرنے کی رغبت کروگے اور دنیا تم کو تباہ کردے گی جیسے پہلے والوں کو تباہ کردیا۔

تشریحات ۱۶۹۷ عمرو بن عوف انصاری۔ یہ مہاجر بھی ہیں۔ ہوسکتا ہے۔ یہ اصل میں اوس یا خزرج ہوں۔ پھر مکہ جاکر سکونت اختیار کرلی ہو اور بنی عامر بن لؤیّ کی کسی شاخ کے حلیف بن گئے ہوں۔ اسلام قبول کرنے کے بعد مدینہ طیبہ ہجرت کی تھی۔ اس لئے مہاجر بھی ہوئے۔

صالح اهل البحرين۔ ابن سعد نے ذکر کیا ہے۔ کہ جعرانہ کے غنائم تقسیم کرنے کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علاء بن حضرمی کو بحرین بھیجا تھا۔ کہ وہاں کے حاکم کو اسلام کی دعوت دیں وہ مشرف باسلام ہوگیا۔ اور وہاں کے باشندوں نے جزیہ دینا منظور کیا۔ یہ اکثر مجوسی تھے۔ اسی بنا پر یہ حدیث اس باب کے ضمن میں مذکور ہے۔ حضرت ابو عبیدہ پہلی بار جزیے کی رقم لانے گئے تھے۔ یہ رقم ایک لاکھ تھی۔ بارگاہ رسالت میں جزیے کی یہ پہلی رقم تھی۔ یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گذر چکی ہے۔ اس میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دلچسپ واقعہ ہے۔

۱۶۹۸ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَالَ بَعَثَ عُمَرُ النَّاسَ فِيْ اَفْنَاءِ الْاَمْصَارِ

حدیث جبیر بن حیہ نے کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے بڑے شہروں میں مشرکین

يُقَاتِلُوْنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَاَسْلَمَ الْهُرْمُزَانُ فَقَالَ اِنِّيْ مُسْتَشِيْرُكَ فِيْ مَغَازِيَّ

سے لڑنے کے لئے لوگوں کو بھیجا تو ہرمزان مسلمان ہوگیا۔ حضرت عمر نے اس سے فرمایا۔ میں اپنی ان لڑائیوں میں

هٰذِهٖ قَالَ نَعَمْ مَثَلُهَا وَمَثَلُ مَنْ فِيْهَا مِنَ النَّاسِ مِنْ عَدُوِّ الْمُسْلِمِيْنَ

تم سے مشورہ چاہتا ہوں۔ اس نے عرض کیا۔ بہتر ہے۔ ان شہروں اور ان شہروں کے ان باشندوں کی مثال جو

مَثَلُ طَائِرٍ لَهٗ رَاْسٌ وَلَهٗ جَنَاحَانِ وَلَهٗ رِجْلَانِ فَاِنْ كُسِرَ اَحَدُ الْجَنَاحَيْنِ

مسلمانوں کے دشمن ہیں پرندے کی ہے۔ جسکے سر اور دو بازو اور دو پاؤں ہوتے ہیں۔ اگر دونوں بازوؤں میں سے ایک

نَهَضَتِ الرِّجْلَانِ بِجَنَاحٍ وَالرَّاْسُ وَاِنْ كُسِرَ الْجَنَاحُ الْاٰخَرُ نَهَضَتِ

توڑ دیا جائے تو دونوں پاؤں ایک بازو اور سر کے ساتھ کھڑا ہو جائے گا۔ اور اگر دوسرا بازو بھی توڑ دیا جائے تو دونوں

الرِّجْلَانِ وَالرَّاْسُ وَاِنْ شُدِخَ الرَّاْسُ ذَهَبَ الرِّجْلَانِ وَالْجَنَاحَانِ

پاؤں اور سر کھڑے رہیں گے۔ اور اگر سر کچل دیا جائے تو دونوں پاؤں دونوں بازو اور سر سب ختم ہو جائینگے۔ سر کسریٰ ہے

عه ثانی مغازی باب ص ۵۷۲۔ الرقاق باب ما یحذر من زہرۃ الدنیا ص ۹۵۰ مسلم زہد ترمذی قیامہ ابن ماجہ فتن مسند امام احمد ص ۱۳۷

وَالرَّاسُ فَالرَّاسُ كِسْرٰى وَالْجَنَاحُ قَيْصَرُ وَالْجَنَاحُ الْآخَرُ فَارِسُ فَمُرِ

اور ایک بازو قیصر اور دوسرا بازو فارس ہے۔ آپ مسلمانوں کو حکم دیں کہ کسریٰ پر دھاوا بولیں۔

الْمُسْلِمِيْنَ فَلْيَنْفِرُوْا اِلٰى كِسْرٰى وَقَالَ بَكْرٌ وَّزِيَادٌ جَمِيْعًا عَنْ جُبَيْرِ

بکر اور زیاد دونوں نے جبیر بن حیہ سے روایت کرتے ہوئے کہا۔ کہ حضرت عمر نے ہمیں

بْنِ حَيَّةَ قَالَ فَنَدَبَنَا عُمَرُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْنَا النُّعْمَانَ بْنَ مُقَرِّنٍ حَتّٰى

جہاد کے لئے بلایا۔ اور ہم پر نعمان بن مقرن کو امیر بنایا۔ یہاں تک کہ ہم جب دشمن کی زمین میں

اِذَا كُنَّا بِاَرْضِ الْعَدُوِّ وَخَرَجَ عَلَيْنَا عَامِلُ كِسْرٰى فِيْ اَرْبَعِيْنَ اَلْفًا فَقَامَ

پہنچے تو کسریٰ کا عامل چالیس ہزار فوج کے ساتھ نکلا۔ اس کے ترجمان نے کہا کہ مجھ سے تمہارا

تَرْجُمَانٌ لَّهٗ فَقَالَ لِيُكَلِّمْنِيْ رَجُلٌ مِّنْكُمْ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ سَلْ عَمَّ

کوئی آدمی بات کرے تو مغیرہ نے کہا۔ جو تیرا جی چاہے پوچھ! اس نے کہا تم لوگ

شِئْتَ قَالَ مَا اَنْتُمْ فَقَالَ نَحْنُ نَاسٌ مِّنَ الْعَرَبِ كُنَّا فِيْ شَقَاءٍ شَدِيْدٍ

کون ہو؟ حضرت مغیرہ نے فرمایا۔ ہم لوگ عرب ہیں۔ ہم بڑی بدبختی اور سخت مصیبت

وَبَلَاءٍ شَدِيْدٍ نَمَصُّ الْجِلْدَ وَالنَّوٰى مِنَ الْجُوْعِ وَنَلْبَسُ الْوَبَرَ وَالشَّعَرَ

میں تھے۔ بھوک کے مارے چمڑا اور کھجور کی گٹھلیاں چوسا کرتے تھے۔ چمڑے اور بال

وَنَعْبُدُ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ

کا لباس پہنتے تھے۔ اور درخت اور پتھر پوجتے تھے۔ ہم اسی حال میں تھے کہ آسمانوں اور زمینوں

الْاَرَضِيْنَ اِلَيْنَا نَبِيًّا مِّنْ اَنْفُسِنَا نَعْرِفُ اَبَاهُ وَاُمَّهٗ فَاَمَرَنَا نَبِيُّنَا رَسُوْلُ

کے پروردگار نے ہمیں میں سے ایک رسول کو بھیجا۔ جن کے ماں باپ کو ہم پہچانتے ہیں۔

رَبِّنَا اَنْ نُّقَاتِلَكُمْ حَتّٰى تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهٗ اَوْ تُؤَدُّوا الْجِزْيَةَ وَ

ہمارے نبی ہمارے رب کے رسول نے ہمیں حکم دیا ہے کہ تم سے لڑیں یہاں تک کہ تم صرف

اَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِّسَالَةِ رَبِّنَا اَنَّهٗ مَنْ

ایک اللہ کی عبادت کرو۔ یا جزیہ دو۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے رب کا یہ

قُتِلَ مِنَّا صَارَ اِلَى الْجَنَّةِ فِيْ نَعِيْمٍ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا قَطُّ وَمَنْ بَقِيَ مِنَّا مَلَكَ

پیغام ہمیں پہنچایا ہے۔ کہ ہم میں سے جو مارا جائے گا وہ جنت کی ایسی نعمت میں جائے گا جسکے مثل کبھی دیکھا

رِقَابِكُمْ فَقَالَ النُّعْمَانُ رُبَّمَا اَشْهَدَكَ اللّٰهُ مِثْلَهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

نہیں گیا ہے۔ اور جو ہم میں سے زندہ رہے گا وہ تمہارا مالک ہوگا۔ حضرت مغیرہ نے اصرار کیا کہ اب فوراً جنگ شروع کر دی

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْدِمْكَ وَلَمْ يُخْزِكَ وَلٰكِنِّىْ شَهِدْتُ الْقِتَالَ

جائے، تو اس پر نعمان نے کہا تم کو اللہ نے بار بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ غزوے میں شرکت کی سعادت عطا

مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرًا كَانَ اِذَا لَمْ يُقَاتِلْ

فرمائی ہے۔ جسمیں اللہ نے تم کو نہ تو نادم بنایا نہ رسوا۔ ہاں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رکاب سعادت میں

فِىْ اَوَّلِ النَّهَارِ اِنْتَظَرَ حَتّٰى تَهُبَّ الْاَرْوَاحُ وَتَحْضُرَ الصَّلَوٰتُ ۔

لڑائی میں بہت شریک ہوا ہوں۔ حضور جب شروع دن میں لڑائی نہیں کرتے تو انتظار فرماتے۔ یہاں تک کہ ہوائیں چلیں اور نمازوں کا وقت آجائے

۱۶۹۸ تشریحات

ہرمزان۔ معرکہ قادسیہ میں شریک تھا۔ جب مسلمان فتح پر فتح حاصل کرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔ ہرمزان نے یزدجرد سے کہا۔ اگر مجھے اہواز اور فارس کی حکومت دیدی جائے تو میں عرب کے سیلاب کو روک دوں گا۔ یزدجرد نے فوراً پروانہ حکومت لکھ کر دے دیا۔ ایران کے صوبہ خوزستان میں مرکزی مقام تستر تھا۔ یہیں شاہی محلات اور فوجی چھاؤنیاں تھیں۔ ہرمزان نے تستر پہنچ کر اس کے قلعہ کی مرمت کروائی، برجیاں بنوائیں، خندق کھدوایا۔ ہر طرف نقیب اور ہرکارے دوڑائے۔ اور چند دن میں ایک بہت بڑی فوج اکٹھا کر لی۔ دربار خلافت میں جب اس کی اطلاع پہنچی تو حضرت فاروق اعظم نے بصرے کے گورنر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تستر کا محاصرہ کیا شہر کے ایک باشندے نے ایک دن آکر ایک نالے کا پتہ بتایا۔ جس کے ذریعہ شہر میں پانی جاتا تھا رات میں دو جانباز اس نالے کے ذریعہ شہر میں گھسے اور شہر پناہ کے محافظین کو قتل کر کے دروازہ کھول دیا۔ حضرت ابو موسیٰ پورا لشکر لے کر دروازے پر کھڑے تھے۔ فوراً بلا تاخیر اندر پہنچ گئے۔ سخت مقابلہ کے بعد اہلِ تستر ہمت ہار بیٹھے۔ اور انھیں بری طرح شکست ہوئی۔ ہرمزان بھاگ کر قلعے میں گھس گیا اور ایک برج پر کھڑا ہو گیا اور کہا۔ میرے ترکش میں سو تیر ہیں۔ اور جب تک اتنے ہی آدمی میرے تیر کے نشانے نہیں بنیں گے میں تمہارے ہاتھ نہیں آسکتا ہاں مجھے امان دو اور زندہ گرفتار کر کے اپنے خلیفہ کے پاس لے چلنے کا وعدہ کرو کہ وہ جو چاہیں میرے بارے میں فیصلہ کریں۔ تو اپنے کو تمہارے حوالے کر سکتا ہوں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری نے اسے قبول کر لیا۔ اس نے اپنے آپ کو حوالے کر دیا۔ اسے قید کر کے مدینہ طیبہ حضرت عمر کی خدمت میں مع خمس کے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ لے کر حاضر ہوئے۔ دربار خلافت میں حاضر ہو کر اس نے پانی مانگا جب پانی دے دیا گیا تو اس نے برتن زمین پر رکھ دیا اور حضرت عمر سے عرض کیا۔ وعدہ کیجئے کہ جب تک

میں پانی نہیں پی لوں گا قتل نہیں کیا جاؤں گا۔ حضرت عمر نے وعدہ فرمالیا۔ اس نے پانی گرادیا۔ حضرت عمر اس کی ذہانت پر حیران رہ گئے مگر زبان دے چکے تھے اس لئے اس کی پابندی فرمائی۔ اب اس نے بخوشی اسلام قبول کرلیا۔ اور کہا یہ میں نے اس لئے کہا تھا کہ کوئی یہ طعنہ نہ دے کہ میں نے جان بچانے کے لئے اسلام قبول کیا ہے۔ یہ جنگ رات میں شروع ہوئی اور دن چڑھے تک جاری رہی جس کی وجہ سے نماز فجر قضا ہوگئی جس پر حضرت انس افسوس ظاہر کیا کرتے تھے۔

حضرت عمر نے اسے اپنا مقرب بنالیا اور فارس کی مہمات میں اس سے مشورہ لیتے تھے۔ ایک دفعہ کچھ لوگوں نے فیروز ابو لولو کے ساتھ خفیہ بات کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس لئے حضرت عمر کی شہادت میں اس کے بھی ملوث ہونے کا شبہ کیا۔ جس پر مشتعل ہو کر عبید بن عمر نے اسے قتل کر ڈالا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو ان کی بارگاہ میں سب سے پہلے یہ سنگین مقدمہ پیش ہوا۔ صحابہ کرام میں اختلاف ہوگیا۔ کچھ لوگوں نے فرمایا کہ عبید کو قصاص میں قتل کیا جائے۔ اس نے ایک مسلمان کو ناحق قتل کیا ہے۔ کچھ حضرات نے فرمایا۔ یہ عجیب سانحہ ہوگا۔ چند دن پہلے اس کے باپ شہید کئے گئے اور اب ان کا بیٹا قتل ہو رہا ہے۔ حضرت عثمان نے بڑی دانشمندی سے ہرمزان کے وارثین کو دیت پر راضی کرکے انھیں اپنی جیب خاص سے دیت ادا فرمادی۔

فی مغازی ھذہ۔ اس وقت تک ایران کا بیشتر حصہ فتح ہوچکا تھا۔ فارس اصفہان، آذربائیجان باقی تھے۔ ان کے بارے میں مشورہ طلب کیا۔ مشورے کی نوعیت کیا تھی۔ یہ مذکور نہیں۔ مگر ظاہر ہے۔ یہی دریافت فرمایا ہوگا کہ کس پر پہلے حملہ کیا جائے۔ پھر کس پر، پھر کس پر، ان بلاد کے حالات معلوم کئے ہوں گے اور یہ کہ کتنی فوج اور کس قسم کی بھیجی جائے۔

فالراس کسریٰ۔ ہرمزان نے کسریٰ شاہ ایران کو سر کہا۔ اور قیصر کو بازو۔ یہ اس نے اپنی ایرانی عصبیت کی بنا پر کہا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ قیصر شاہ روم اس سے زیادہ قوی اور بڑا تھا۔ اس کی حدود سلطنت بھی بڑی تھی۔ اور قوت بھی۔ چند سال پہلے اس نے کسریٰ کے کس بل نکال دیئے تھے۔

بہر حال اس نے کسریٰ کو سر اور قیصر کو ایک بازو اور فارس کو دوسرا بازو بتایا مگر پاؤں نہیں بتایا۔ شراح کا خیال ہے کہ ایک پاؤں سے مراد ہندوستان ہے اور دوسرے سے فرنگ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

النعمان بن مقرن۔ اخیر میں شاہ ایران یزدجر نے اپنی رہی سہی قوت سمیٹ کر نہاوند میں ڈیڑھ لاکھ فوج جمع کرلی۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس کی اس تیاری کا علم ہوا تو آپ نے بھی کوفہ بصرہ کے والیوں کے نام فرمان جاری کیا کہ سب اپنی اپنی فوجیں لے کر نہاوند میں جمع ہوجائیں۔ سپہ سالار اعظم نعمان بن مقرن ہوں گے۔ اس معرکے میں حواری رسول اللہ حضرت زبیر بن عوام صاحب السر حذیفہ بن یمان حضرت ابن عمر جیسے اجلہ صحابہ اور اشعث بن قیس عمرو بن معدی کرب جیسے ماہرین جنگ

شریک تھے۔ بخاری میں یہ ہے کہ ایرانی چالیس ہزار تھے۔ مگر علامہ عینی نے ڈیڑھ لاکھ بتایا ہے۔ اس وقت ایرانی اور مسلمان دونوں نہاوند میں اپنی اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے کے لئے جمع تھے۔ بہت زور کے معرکے کے اخیر میں حضرت نعمان بن مقرن کو فتح کے قریب ایک تیر آکر پہلو میں لگا جس کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ اور ان کی وصیت کے مطابق حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی جگہ سپہ سالار ہوئے۔ بالآخر اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو فتح عظیم عطا فرمائی۔ یزدجر کی فوج بری طرح شکست کھا کر بھاگی ان کی قوت ختم ہو گئی پھر اس کے بعد ایرانیوں کو ہمت نہ ہوئی کہ کہیں جم کر مسلمانوں کا مقابلہ کرتے یہ فیصلہ کن معرکہ ۱۷ھ یا ۱۹ھ یا ۲۱ھ میں ہوا تھا۔ اس معرکے کے بعد یزدجر چین بھاگ گیا۔

ربما اشهدك۔ یعنی آپ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہم رکابی میں بارہا جہاد کا موقع ملا ہے۔ جس میں آپ کو نہ ندامت ہوئی نہ رسوائی۔ میں بھی یہ سعادت حاصل کر چکا ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ اگر دن کے ابتدائی اوقات میں لڑائی نہیں شروع کرتے تو انتظار کرتے۔ یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے۔ اور نمازوں کا وقت آجائے۔

قصہ یہ ہوا کہ دشمن تیر پر تیر برسائے جا رہے تھے۔ جس سے مسلمانوں کا نقصان ہو رہا تھا۔ تو حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کہا۔ کہ فوج بے کار ہوئی جا رہی ہے۔ حملے کا حکم دیجئے۔ اس پر حضرت نعمان بن مقرن نے وہ فرمایا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ کبھی دن نکلتے ہی جنگ شروع فرما دیتے۔ کبھی زوال کے وقت کا انتظار فرماتے۔ غالباً یہ موقع جنگ کے اعتبار سے تھا۔ مثلاً کہیں دشمن پچھم میں ہوتے تو دن نکلتے ہی حملہ فرما دیتے۔ اس میں یہ فائدہ تھا کہ سورج دشمن کے منہ کے مقابل ہوگا اور اس سے ان کو چکا چوند لگے گی۔ اور جہاں دشمن پورب ہوتے تو لطائف الحیل سے جنگ کو ٹالتے رہتے۔ جب سورج ڈھل جاتا تو حملہ فرما دیتے۔ اب سورج دشمن کے مقابل ہوگا۔

اس کا بھی امکان ہے کہ نماز کے اوقات کی برکت سے فتح و نصرت ملنے کی توقع میں ایسا کرتے تھے۔ ہواؤں سے مراد ہوائیں بھی ہو سکتی ہیں۔ ہو سکتا ہے وہاں بعض موسم میں بعد زوال ہوائیں چلا کرتی ہوں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد فتح و ظفر کی ہوائیں ہوں۔

بَابُ الْوَصَاةِ بِاَهْلِ ذِمَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالذِّمَّةُ الْعَهْدُ وَالْاِلُّ الْقَرَابَةُ۔ ص ۴۴۸

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد کے پورے کرنے کی وصیت۔ ذمہ کے معنی عہد ہے۔ اور ال کے معنی قرابت ہے۔

قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔

لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً۔ توبہ (۱۰)

تمہارے معاملے میں نہ رشتے کا لحاظ کریں نہ عہد کا۔

باب میں ذمہ کا لفظ تھا۔ اس کے ساتھ قرآن مجید میں اِلًّا بھی تھا دونوں کی تفسیر فرما دی۔

حدیث ۱۶۹۹ ثنا ابو جمرة قال سمعت جويرية بن قدامة التميمي قال سمعت عمر بن الخطاب رضی الله تعالى عنه قلنا اوصنا يا امير المؤمنين قال اوصيكم بذمة الله فانه ذمة نبيكم ورزق عيالكم۔

جویریہ بن قدامہ نے کہا۔ ہم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ اے امیر المومنین ہمیں وصیت فرمائیں۔ ارشاد فرمایا۔ اللہ کے عہد کو پورا کرنے کی تم کو وصیت کرتا ہوں۔ اس لئے کہ وہ تمہارے نبی کا عہد ہے۔ اور تمہارے عیال کا رزق ہے۔

باب اثم من قتل معاهدا بغير جرم ۲۲۸ کسی ذمی کو بغیر جرم قتل کرنے کا گناہ۔

حدیث ۱۷۰۰ ثنا مجاهد عن عبد الله بن عمرو عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال من قتل معاهدا لم يرح رائحة الجنة وان ريحها لتوجد من مسيرة اربعين عاما عه

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے کسی ذمی کو کسی گناہ کے بغیر قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھے گا اور اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے سونگھی جائے گی۔

تشریحات ۱۷۰۱ کسی ذمی کا بغیر جرم قتل کفر نہیں۔ اس لئے جنت کی خوشبو نہ سونگھنے سے مراد یہ ہے کہ جہنم میں داخل ہوئے بغیر نہیں سونگھے گا۔ اربعین عاما۔ بطور مبالغہ ہے ورنہ ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں سبعین عاما اور موطا میں خمس مائة عام ہے۔

باب اخراج اليهود من جزيرة العرب ۲۲۹ یہود کو جزیرہ عرب سے نکالنا۔

حدیث ۱۷۰۱ ثنا سعيد المقبري عن ابيه عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه قال بينما نحن في المسجد خرج النبي صلى الله تعالى عليه وسلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم مسجد میں حاضر تھے۔ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا۔ یہود کے پاس چلو یہاں تک کہ بیت المدراس

عه ثانی الدیات۔ باب اثم من قتل ذمیا بغیر جرم ص ۱۰۲۱ ابن ماجہ دیات

له اول الدیات باب من یقتل نفسا معاهدا ۱۔ ص ۱۶۹ ۔ ۲ه عمدة القاری خامس عشر ص ۸۹

فَقَالَ انْطَلِقُوْا اِلٰی یَهُوْدَ فَخَرَجْنَا حَتّٰی اِذَا جِئْنَا بَیْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَالَ

پہنچے تو فرمایا۔ اے یہودیو! اسلام قبول کر لو سلامت رہو گے۔ اور جان لو کہ زمین اللہ

اَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ

اور اس کے رسول کی ہے میں نے تم کو اس زمین سے جلا وطن کرنے کا ارادہ

اُجْلِیَکُمْ مِنْ هٰذِهِ الْاَرْضِ فَمَنْ یَّجِدْ مِنْکُمْ بِمَالِهٖ شَیْئًا فَلْیَبِعْهُ وَاِلَّا

کر لیا ہے۔ تم اپنے مال کا کچھ عوض پاؤ تو اسے بیچ دو ورنہ جان لو۔ زمین

فَاعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ عہ

اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

۱۷۰۱ تشریحات اکراہ اور اعتصام کی روایتوں میں ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا۔ اسلموا تسلموا۔ اس کے جواب میں یہودیوں نے کہا۔ اے ابوالقاسم آپ نے اسلام کی دعوت ہم تک پہنچا دی۔ یہ واقعہ ان یہودیوں کے ساتھ پیش آیا تھا۔ جو بنی قینقاع، بنی نضیر کے جلا وطن اور بنی قریظہ کے استیصال کے بعد مدینہ طیبہ میں رہتے تھے۔ اس لئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں شریک تھے۔ اور وہ خیبر کے بعد مدینہ طیبہ آئے ہیں۔ اور ان تینوں قبائل کا قصہ خیبر سے پہلے ہو چکا تھا۔ بیت المدراس یہودیوں کی تعلیم گاہ کا نام تھا۔

بَاب اِذَا غَدَرَ الْمُشْرِكُوْنَ بِالْمُسْلِمِيْنَ هَلْ يُعْفٰى عَنْهُمْ ص۴۴۹

مشرکین جب مسلمانوں کے ساتھ غداری کریں تو کیا انہیں معاف کر دیا جائے گا۔

۱۷۰۲ ثَنِیْ سَعِیْدُ الْمَقْبُرِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ

حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ جب خیبر فتح ہو گیا تو نبی صلی اللہ

قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَیْبَرُ اُهْدِیَتْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک زہر آلود بکری پیش کی گئی۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

شَاةٌ فِیْهَا سُمٌّ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوْا اِلَیَّ

وسلم نے فرمایا۔ یہاں جتنے یہودی ہیں۔ سب کو اکٹھا کرو۔ سب کو اکٹھا کیا گیا۔

عہ ثانی الاکراہ باب من اختار الضرب والقتل والهوان علی الکفر ص۱۰۲۷ ۔ الاعتصام باب قول اللہ لیس لک من الامر شیٔ ص۱۰۹۱ ۔ مسلم مغازی ابوداؤد الخراج نسائی سیر۔

مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنْ يَهُوْدَ فَجَمَعُوْا لَهٗ فَقَالَ إِنِّيْ سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ

حضور نے ان سے فرمایا۔ میں تم سے کچھ پوچھنے والا ہوں ۔ کیا تم لوگ سچ سچ بتادوگے

أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

انھوں نے عرض کیا ۔ ضرور ۔ اب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا۔ تمہارے

وَسَلَّمَ مَنْ أَبُوْكُمْ قَالُوْا فُلَانٌ فَقَالَ كَذَبْتُمْ بَلْ أَبُوْكُمْ فُلَانٌ قَالُوْا

باپ کون ہیں ؟ انھوں نے کہا۔ فلاں ۔ فرمایا۔ تم جھوٹ بولتے ہو۔ تمہارے باپ فلاں ہیں ۔

صَدَقْتَ قَالَ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُ عَنْهُ فَقَالُوْا

انھوں نے کہا آپ نے سچ فرمایا ۔ اب میں تم سے کچھ اور پوچھوں گا کیا سچ سچ بتاؤگے ۔ انھوں نے عرض

نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنْ كَذَبْنَا عَرَفْتَ كَذِبَنَا كَمَا عَرَفْتَهٗ فِيْ أَبِيْنَا

کیا ضرور اے ابوالقاسم ! اگر ہم جھوٹ بولیں گے تو آپ ہمارے جھوٹ کو جان لیں گے جیسے

فَقَالَ لَهُمْ مَنْ أَهْلُ النَّارِ قَالُوْا نَكُوْنُ فِيْهَا يَسِيْرًا ثُمَّ تَخْلُفُوْنَا فِيْهَا

ہمارے باپ کے بارے ہیں جان لیا۔ تو حضور نے ان سے فرمایا کون جہنمی ہے ؟ انھوں نے عرض کیا۔ ہم جہنم میں

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَاللّٰهِ لَا نَخْلُفُكُمْ

تھوڑی دیر رہیں گے۔ پھر آپ لوگ اس میں ہماری جگہ لیں گے ۔ اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ اس میں

فِيْهَا أَبَدًا ثُمَّ قَالَ هَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ

دھتکارے ہوئے رہو گے ۔ بخدا ہم اس میں کبھی بھی نہیں جائیں گے ۔ فرمایا۔ اگر میں اس کے بعد کوئی اور بات

فَقَالُوْا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِيْ هٰذِهِ الشَّاةِ سُمًّا

پوچھوں تو سچ سچ بتاؤگے انھوں نے عرض کیا ضرور اے ابو القاسم ! پوچھا کیا تم نے اس بکری میں زہر

فَقَالُوْا نَعَمْ قَالَ مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ قَالُوْا أَرَدْنَا إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا

ملایا تھا ۔ انھوں نے اقرار کیا ۔ دریافت فرمایا کس بنا پر ۔ انھوں نے عرض کیا ۔ ہم نے سوچا اگر آپ جھوٹے

نَسْتَرِيْحُ مِنْكَ وَإِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ ؏

ہیں تو ہم آپ سے راحت پا جائیں گے ۔ اور اگر نبی ہیں تو آپ کو کوئی ضرر نہ ہو گا ۔

؏ ثانی المغازی باب الشاۃ التی سمت ص ۹۱۰ الطب باب ما یذکر فی سم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۸۵۹
نسائی تفسیر —

۱۷۰۲ تشریحات

مسلم میں ہے کہ ایک یہودی عورت زہر آلود بکری رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی۔ حضور نے اس سے کچھ تناول فرمایا۔ اسے پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضور نے اس سے مواخذہ فرمایا۔ تو اس نے کہا۔ میں آپ کو مار ڈالنا چاہتی تھی۔ فرمایا اللہ تجھے مجھ پر قابو نہیں دے گا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ اسے مار ڈالیں۔ فرمایا۔ نہیں۔ راوی حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ میں اس کا اثر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلق کے کوے میں پہچانتا تھا۔

اس عورت کا نام زینب بنت حارث تھا۔ اس نے وجہ میں یہ بھی کہا۔ آپ نے میرے باپ میرے شوہر میرے چچا میرے بھائی کو قتل کیا ہے۔ اس کے باپ کا نام حارث، چچا کا نام یسار اور بھائی کا نام زبیر اور شوہر کا نام سلام بن مشکم تھا۔ ابوداؤد[1] میں ہے کہ یہ مرحب کی بہن تھی۔ مسلم کے حوالے سے گذرا کہ اس کو قتل نہیں کیا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیتے تھے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو گئی تھی۔ مگر اس بکری سے حضرت بشر بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ کھایا تھا وہ غالباً تین دن کے بعد وفات پا گئے۔ تو ان کے قصاص میں قتل کرا دیا۔ ابوداؤد میں یہ بھی ہے کہ زینب نے پوچھا۔ آپ کو کس نے بتایا۔ تو فرمایا۔ اسی دست نے۔ حضور نے زہر کے اثر کو ختم کرنے کے لئے کاندھے پر سینگی کھچوائی تھی۔

فیہا یسیرا۔ یعنی صرف چالیس دن جتنے دنوں ہمارے اسلاف نے بچھڑے کی پرستش کی تھی۔ اسی پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَیَّامًا مَّعْدُوْدَۃً۔ بقرہ ۸۰	ہمیں گنتی کے چند دن آگ چھوئے گی۔
بَابٌ اِذَا قَالُوْا صَبَأْنَا وَلَمْ یُحْسِنُوْا اَسْلَمْنَا	لڑائی کے وقت جب کافر صبأنا کہیں اور اسلمنا کہنا نہ آئے تو کیا حکم ہے

توضیح باب

مقصود یہ ہے کہ کسی طرح اسلام ظاہر کر دیں۔ کافی ہے۔ صبأ۔ کے معنی دین بدلنا ہے مشرکین عرب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صابی کہتے تھے۔ اس بنا پر کہ انہوں نے قریش کا دین چھوڑ کر اسلام کی تبلیغ کی۔ اس لئے ان کے صبأنا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے دین اسلام قبول کر لیا۔

امام بخاری نے پہلے فتح مکہ کی طویل حدیث کا ایک ٹکڑا نقل فرمایا۔ قصہ یہ تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی جذیمہ کی جانب بھیجا تھا۔ کہ انھیں اسلام کی دعوت دیں۔ اسلام کی دعوت سن کر ان لوگوں نے اسلمنا کہنے کے بجائے صبأنا صبأنا کہنا شروع کیا۔ اس کے باوجود حضرت سیف اللہ نے انھیں قتل کرنا اور گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے

---

[1] ثانی دیات۔ باب فیمن سقی رجلا سما ص ۲۶۳

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ! خالد نے جو کچھ کیا ہے میں اس سے براءت ظاہر کرتا ہوں۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ اسلام کے اظہار کے لئے خاص مسلمانوں میں رائج لفظ ضروری نہیں۔ ہر قوم اپنی زبان میں جس لفظ سے قبول اسلام کا اظہار کرے کافی ہے۔

۵۷۳ وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِذَا قَالَ مَتْرَسْ فَقَدْ آمَنَهٗ

ت اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کسی مسلمان نے کسی کافر سے یہ کہہ دیا

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ الْاَلْسِنَةَ كُلَّهَا۔

مترس (مت ڈر) تو اس نے اس کو امان دے دیا۔

۵۷۳ تشریحات اس تعلیق کو امام عبد الرزاق نے بطریق ابو وائل سند متصل کے ساتھ اس تفصیل سے روایت کیا ہے۔ ہم فارس کے محل کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ ہمارے پاس حضرت عمر کا منشور پہنچا۔ جب تم کسی قلعہ کا محاصرہ کرو تو یہ نہ کہو کہ اللہ کے حکم پر اتر آؤ۔ کیوں کہ وہ یہ نہیں جانتے۔ کہ اللہ کا حکم کیا ہے۔ یہ کہو اپنے فیصلے پر اتر آؤ۔ اور جب ایک مسلمان کسی کافر کے مقابلے پر ہو اور مسلمان یہ کہہ دے **لا تخف** یعنی مت ڈر تو اس نے امان دے دی اور جب یہ کہا۔ مترس۔ تو امان دے دی۔ اللہ تمام زبانوں کو جانتا ہے۔ موطا میں یحییٰ اندلسی کی روایت میں مطرس یعنی تا کی جگہ طاء۔ غیر اہل زبان سے اس قسم کا رد و بدل ہوتا رہتا ہے۔

وَقَالَ تَكَلَّمْ لَا بَاْسَ۔ ہرمزان کو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ جب دربار خلافت میں حاضر ہوئے تو حضرت فاروق اعظم اس سے بات کرنا چاہتے تھے۔ مگر وہ چپ تھا۔ کچھ بولتا ہی نہیں تھا۔ حضرت فاروق اعظم نے فرمایا۔ بولو۔ تو اس نے کہا۔ زندہ کی بات کروں یا مردہ کی۔ فرمایا بات کر تیرے لئے کوئی حرج نہیں۔ اب اس نے پورا قصہ سنایا۔ اس کے بعد حضرت عمر نے اسے قتل کرنا چاہا۔ تو اس نے عرض کیا آپ کو اب اس کا حق نہیں رہا۔ آپ فرما چکے ہیں بات کرو تم پر کوئی حرج نہیں۔ فرمایا کوئی گواہ ہے۔ تو حضرت زبیر نے گواہی دی۔ اب اسے چھوڑ دیا وہ مسلمان ہو گیا۔ اور حضرت عمر نے اس کا وظیفہ مقرر فرما دیا۔ اسے ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔

بَابُ هَلْ يُعْفٰى عَنِ الذِّمِّيِّ اِذَا سَحَرَ ص۴۵۰ کیا ذمی جادو کر دے تو اسے معاف کر دیا جائے۔

۵۷۴ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سُئِلَ اَعَلٰى مَنْ سَحَرَ

ت یونس نے خبر دی کہ ابن شہاب سے دریافت کیا گیا اگر ذمی جادو کرے تو اسے

مِنْ اَهْلِ الْعَهْدِ قَتْلٌ قَالَ بَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

قتل کیا جائے گا یا نہیں؟ فرمایا۔ ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وَسَلَّمَ قَدْ صُنِعَ لَهُ ذٰلِكَ فَلَمْ يَقْتُلْ مَنْ صَنَعَهُ وَكَانَ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ۔

پر جادو کیا گیا۔ حضور نے اسے قتل نہیں کیا۔ وہ اہل کتاب سے تھا۔

حدیث ۱۷۰۳ ثنا هشام حدثني ابي عن عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُحِرَ حَتّٰى كَانَ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهُ

تعالیٰ علیہ وسلم پر جادو کردیا گیا۔ اس کا اثر یہ تھا کہ حضور خیال فرماتے کہ فلاں کام

صَنَعَ شَيْئًا وَلَمْ يَصْنَعْهُ۔ عہ

کرچکا ہوں حالانکہ کیے ہوئے نہیں ہوتے۔

تشریحات ۱۷۰۳

یہ دوسرے ابواب میں مفصل اس طرح ہے۔ ام المومنین فرماتی ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جادو کردیا گیا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ حضور خیال فرماتے کہ یہ کام کرچکا ہوں حالانکہ نہیں کیا ہوتا۔ ازواج مطہرات کے پاس آنا چاہتے مگر نہیں جاسکتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دن بار بار دعا فرمائی۔ پھر فرمایا اے عائشہ بیشک اللہ عزوجل نے مجھے بتادیا ہے کہ کس چیز میں میری شفا ہے۔

خواب میں دو صاحب آئے ایک میرے سرہانے بیٹھا دوسرا پائتانے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا۔ ان کی بیماری کیا ہے۔ دوسرے نے جواب دیا۔ ان پر جادو کردیا گیا۔ اس نے پوچھا کس نے کیا ہے۔ اس نے بتایا۔ بنی زریق کا لبید بن اعصم یہودی پوچھا۔ کس چیز میں۔ اس نے بتایا۔ کنگھی میں اور کنگھی کرنے سے جو بال ٹوٹتے ہیں اور روئی کے گالے میں جو نر کھجور کے شگوفے کے خول میں ہے۔ پوچھا کہاں ہے یہ۔ اس نے بتایا بیر ذروان میں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے۔ اور واپس ہوئے اور حضرت عائشہ سے فرمایا۔ اس کنوئیں کا پانی سرخ رنگ ایسا ہے جیسے وہ پانی جس میں مہندی بھگوئی گئی ہو۔ اور اس کی شاخیں ایسی ہیں جیسے شیطان کے سر۔ ام المومنین نے عرض کیا۔ اسے آپ نے نکلوایا۔ فرمایا۔ نہیں اللہ نے مجھے شفا دے دی مجھے تو اندیشہ تھا کہ لوگوں میں شورش پیدا ہوجاتی۔ پھر اس کنوئیں کو پاٹ دیا۔

تفسیر نسفی میں حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ ایک یہودی غلام حضور کا خادم تھا۔ یہودیوں نے اس کے ذریعہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر اقدس کے کچھ بال اور کنگھے کے

عہ بدء الخلق باب صفۃ ابلیس وجنودہ ص ۴۶۳ ثانی الطب باب السحر وقول اللہ تعالیٰ ولکن الشیاطین ص ۸۵۸ باب ہل یستخرج السحر، باب السحر ص ۸۵۸ الدعوات باب تکریر الدعاء ص ۹۳۵ مسند امام احمد جلد سادس ص ۵۰، ۶۳ الادب باب قول اللہ تعالیٰ ان اللہ یامر بالعدل ص ۸۹۵

چند دانے حاصل کرے۔ اور اس میں جادو کر دیا۔ جادو کرنے والا لبید بن اعصم تھا۔ پھر بنی زریق کے ایک کنوئیں میں جس کا نام ذروان یا اروان تھا چھپا دیا۔ اس کے اثر سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر اقدس کے بال منتشر رہنے لگے۔ اور چھ ماہ تک جماع پر قدرت نہ رہی۔ روز بروز دبلے ہوتے جاتے تھے۔ کوئی کام کرنا چاہتے مگر کر نہ پاتے۔ پھر وہ خواب دیکھا جس میں فرشتوں نے بتایا کہ یہ بیر اروان کے اندر چٹان کے نیچے ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی حضرت زبیر حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھیجا۔ ان لوگوں نے اس کے کل پانی کو نکال کر چٹان کے نیچے سے وہ خول نکالی۔ اس میں کچھ بال اور کنگھی کے دندانے اور ایک پٹھا تھا جس میں گیارہ گرہیں تھیں۔ جس میں سوئیاں چبھوئی ہوئی تھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معوذتین پڑھتے جاتے اور گرہ کھلتی جاتی۔ گرہیں کھلنے کے بعد حضور بالکل ٹھیک ہو گئے۔ اور روایتوں میں ہے کہ اس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک پتلا بھی تھا۔ سوئیاں اسی میں چبھوئی ہوئی تھیں۔ جب اس پتلے میں سے سوئی نکالی جاتی تو حضور کو تکلیف ہوتی اور فوراً دور ہو جاتی۔ جب کل سوئیاں نکال لی گئیں تو مکمل راحت ہو گئی۔

کتاب الطب کی روایت میں ہے کہ یہ لبید بنی زریق کا حلیف اور منافق تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ پہلے یہودی تھا پھر مسلمان بنا اور اندر اندر کافر رہا۔ یہ جادو یہودیوں نے کرایا تھا۔ اس کا معاوضہ تین دینار تھا جس کی قیمت آج کل چار ہزار کے لگ بھگ ہے۔ بعد میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے مل کر پوچھا تو اس نے یہی بتایا کہ پیسے کے لئے کیا تھا۔

کچھ روایتوں میں ہے۔ وہ خول نکلوائی نہیں تھی۔ مگر کتاب الطب میں بطریق سفیان بن عیینہ جو روایت ہے۔ اس میں ہے کہ اسے نکلوایا۔ اور اسی کی مؤید اور بہت سی روایتیں ہیں۔ نسئی میں مذکورہ روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کو بھیجا۔ مگر بخاری وغیرہ کی روایت میں ہے کہ خود تشریف لے گئے ہو سکتا ہے پہلے خود تشریف لے گئے ہوں بعد میں ان لوگوں کو نکالنے کے لئے بھیجا۔ اور یا اس کا برعکس ہو۔ عام روایتوں میں **مشاقۃ**۔ آیا ہے۔ اس کے معنی وہ روئی ہے جو کاتنے کے لئے لمبی لمبی گول کر لی جاتی ہے۔ غالباً گرہیں اسی میں تھیں۔ جس کو تفسیر نسئی کی روایت میں۔ وتر۔ سے تعبیر کیا۔

بیر ذروان۔ بعض روایتوں میں ذی اروان آیا۔ علامہ ابن حجر کی رائے یہ ہے۔ کنوئیں کا نام ذی اروان ہی ہے۔ کثرت استعمال کی بنا پر تخفیفاً یار اور الف کو حذف کر کے ذروان کہنے لگے اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ کچھ روایتوں میں بیر اروان ہے۔

بعض روایتوں میں **تحت راعونۃ**۔ آیا ہے۔ راعونہ۔ اس پتھر کو بھی کہتے ہیں جو کنوئیں کی مان پر اس لئے رکھ دیا جاتا ہے کہ اس پر پاؤں رکھ کر پانی نکالا جائے۔ اس وقت عرب میں دستور تھا کہ جب نیا کنواں کھود لیں کہ گیلی مٹی آجائے جس میں پاؤں دھنسنے لگے تو ایک پتھر رکھ لیتے اور اس پر بیٹھ کر کنوئیں کو اور

ٹہرا کرتے۔ پھر اس پتھر کو وہیں چھوڑ دیتے جب کبھی کنوئیں کی صفائی کی حاجت ہوتی تو صفائی کرنے والا اسی پتھر پر بیٹھ کر صاف کرتا۔ اسے بھی راعوفہ کہتے ہیں۔ حدیث میں یہی پتھر مراد ہے۔

ایک شبہے کا ازالہ ملحدین اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسول برحق نہیں تھے۔ ورنہ جادو کا اثر نہ ہوتا اور جب کہ اثر ہو گیا اور ان کا وہ حال ہو گیا تھا جو مذکور ہے تو ان کی باتوں کا کیا اعتبار۔

علماء نے فرمایا۔ کہ اس جادو کا اثر صرف اتنا ہی تھا کہ جماع پر قدرت نہیں تھی۔ اور دنیوی کاموں کے بارے میں خیال مذکور ہوتا۔ چھ مہینے تک اس کا اثر رہا۔ مگر اس اثنا دینی باتوں میں کوئی کسی قسم کا خلل نہیں آیا۔ نمازیں وقت پر صحیح صحیح پڑھتے تھے۔ اس میں قرآن مجید صحیح پڑھتے اور دینی احکام کی حقہ بیان فرماتے تھے۔ اس لئے ان ایام میں جو بھی دینی باتیں فرمائیں۔ وہ سب حق ہیں۔ رہ گیا اثر تو جس طرح تیر و سنان سے زخم پہنچتا ہے یہ زخم پہنچنا منافی نبوت نہیں اسی طرح جادو کی حیثیت تیر و سنان کی ہے۔ اس سے متاثر ہونا بھی رسالت و نبوت کے منافی نہیں۔

کتاب الطب کی ایک روایت میں ہے کہ ام المؤمنین نے عرض کیا۔ افلا تنشرت قال لا۔ آپ نے اس کا جھاڑ پھونک نہیں کرایا۔ فرمایا نہیں۔ اللہ نے مجھے شفا دے دی۔ میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ کسی شخص کو برائی پر ابھاروں۔ مطلب یہ ہے کہ جب اللہ عزوجل نے مجھے شفا دیدی۔ جھاڑ پھونک کی ضرورت نہیں۔ اگر میں جھاڑ پھونک کراتا تو اندیشہ تھا ایک یہ کہ کمزور عقیدے کے اور مذبذبین کہتے کہ یہ کیسے نبی ہیں کہ اپنے اوپر سے جادو نہیں اتار سکتے۔ جھاڑ پھونک کرنے والوں کے محتاج ہیں۔ اور اس کا بھی اندیشہ تھا کہ اس سے عام شہرت ہو جاتی کہ فلاں نے مجھ پر جادو کیا ہے۔ لوگ مشتعل ہو کر اسے مار ڈالتے جیسے منافقین کی بدتمیزیوں پر جب مخلصین نے انھیں قتل کرنے کی اجازت مانگی تو یہ فرما کر منع کر دیا کہ لوگ کہیں گے کہ یہ اب اپنے اصحاب کو قتل کرانے لگے۔ یہی یہاں بھی ہوتا۔

تنشرت کا مادہ نشرۃ ہے۔ اس کے معنی جادو یا آسیب دور کرانے کا علاج ہے۔ جھاڑ پھونک یا اور کچھ ایسی دعائیں اور ایسے اعمال جن میں کوئی بات شرع کے خلاف نہ ہو۔ جائز ہیں۔ بلکہ اس سے علاج کرنا باعث اجر ہے۔ حدیث میں ہے۔ من استطاع ان ینفع اخاہ فلینفع۔ جو اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے پہنچائے۔

بَابُ مَا یُحْذَرُ مِنَ الْغَدْرِ وقولِ اللّٰہِ تعالٰی وَاِنْ یُّرِیْدُوْٓا اَنْ یَّخْدَعُوْکَ فَاِنَّ حَسْبَکَ اللّٰہُ ھُوَ الَّذِیْٓ اَیَّدَکَ بِنَصْرِہٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ وَلَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ ۲۵۰

عہد شکنی سے کتنا ڈرایا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان۔ فرمایا اگر وہ تمہیں فریب دینا چاہیں تو بیشک اللہ تمہیں کافی ہے وہی ہے جس نے تمہیں قوت دی اپنی مدد سے اور مسلمانوں سے۔ اور ان کے دلوں میں محبت پیدا کر دی۔ اگر تم زمین میں جو کچھ ہے سب خرچ

WWW.NAFSEISLAM.COM

بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ انفال (۸) (۶۳)

کر دیتے تو بھی ان کے دل ملا نہیں سکتے تھے ہاں اللہ نے ان کے دلوں کو ملایا، بیشک وہ غالب حکمت والا ہے۔

حدیث ۱۷۰۴

اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا اِدْرِيْسَ قَالَ سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ
حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ میں غزوہ تبوک میں
اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور چمڑے کے گول خیمے
تَبُوْكَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ مِّنْ اَدَمٍ فَقَالَ اُعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَوْتِيْ
میں تھے۔ فرمایا۔ قیامت سے پہلے چھ چیزیں گن لو۔ میرا دنیا سے چلا جانا پھر بیت المقدس
ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ مُوْتَانٌ يَاْخُذُ فِيْكُمْ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ
کی فتح، پھر موت عام جو تم میں قعاص کی طرح ہوگی پھر افراط زر یہاں تک کہ ایک
ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ الْمَالِ حَتّٰى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا
شخص کو سو دینار دیا جائے گا تو بھی ناخوش رہے گا۔ پھر ایک ایسا فتنہ جو عرب میں
ثُمَّ فِتْنَةٌ لَا يَبْقٰى بَيْتٌ مِّنَ الْعَرَبِ اِلَّا دَخَلَتْهُ ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُوْنُ
ہر گھر میں پہنچے گا۔ پھر تم میں اور رومیوں میں صلح ہوگی مگر وہ عہد شکنی
بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْاَصْفَرِ فَيَغْدِرُوْنَ فَيَاْتُوْنَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِيْنَ
کر کے تم پر حملہ کریں گے۔ اسی جھنڈے لے کر آئیں گے۔ ہر جھنڈے کے
غَايَةً تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفًا عه
نیچے بارہ ہزار سپاہی ہوں گے۔

تشریحات ۱۷۰۴ مُوْتَانٌ۔ میم کے ضمے کے ساتھ اس کے معنی مرگ عام۔ میم کے فتحے کے ساتھ بھی روایت ہے۔ قُعَاص۔ چوپایوں کی ایک بیماری کا نام ہے۔ جس میں ناک سے پانی کے مثل رطوبت نکلتی ہے۔ جس سے چوپایہ مرجاتا ہے۔ ابن فارس نے کہا کہ یہ سینے کی ایک بیماری ہے۔ جس کے اثر سے گردن ٹوٹ جاتی ہے۔ شراح نے لکھا ہے۔ ان قیامت کی چھ علامتوں میں پانچ پائی جاچکی ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال۔ بیت المقدس کی فتح۔ مرگ عام جو عمواس کے طاعون میں ہوئی تھی۔ مال کی کثرت۔ حضرت

عه ابوداؤد۔ ادب ابن ماجہ فتن۔

عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ہوئی۔ کہ ایک لونڈی اپنے ہم وزن سونے کے عوض خریدی جاتی۔ اور فتنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے جو عرب کے گھر گھر پہنچا۔ پانچویں علامت حضرت امام مہدی کے زمانے میں ظاہر ہوگی۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ عَاهَدَ ثُمَّ غَدَرَ وَقَوْلِ اللّٰهِ اَلَّذِيْنَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ اَنْفَال(۵۶)

معاہدہ کرکے عہد شکنی کرنے کا گناہ اور اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان۔ کافروں میں سے جو لوگ تم سے عہد کرتے ہیں۔ پھر ہر بار توڑتے ہیں اور وہ اللہ سے ڈرتے نہیں

۱۷۰۵ حدیث وَقَالَ اَبُوْمُوْسٰى۔ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا

قَالَ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا لَمْ تَجْتَبُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا فَقِيْلَ لَهٗ وَكَيْفَ

جب تم کو جزیے کا ایک دینار اور درہم بھی نہیں ملے گا۔ عرض کیا گیا۔ اے

تَرٰى ذٰلِكَ كَائِنًا يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اِىْ وَالَّذِىْ نَفْسُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

ابو ہریرہ آپ نے یہ رائے کیسے قائم کر لی۔ فرمایا۔ ہاں بخدا ابو ہریرہ کی جان

بِيَدِهٖ عَنْ قَوْلِ الصَّادِقِ الْمَصْدُوْقِ قَالُوْا عَمَّ ذٰلِكَ قَالَ تُنْتَهَكُ ذِمَّةُ

جس ذات کے قبضے میں ہے صادق مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے۔ پوچھا

اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ فَيَشُدُّ اللّٰهُ قُلُوْبَ اَهْلِ الذِّمَّةِ فَيَمْنَعُوْنَ

کس ارشاد سے۔ فرمایا۔ اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ کو توڑا جائے گا۔ تو اللہ ذمیوں کے

مَا فِىْ اَيْدِيْهِمْ۔

قلوب مضبوط فرما دے گا اور تو وہ اپنے مال میں سے تم کو کچھ نہ دیں گے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۱۷۰۵ تشریحات وقال ابوموسیٰ۔ یہ محمد بن مثنیٰ امام بخاری کے شیخ ہیں۔ یہ حدیث تعلیق ہے۔ کہ متصل اس کا فیصلہ اس پر ہے کہ قال کے صیغے سے تحدیث سے سماع ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ خطیب وغیرہ نے کہا۔ کہ جس کی عادت ہو کہ سنی ہوئی حدیث کو قال سے روایت کرتا ہو۔ اس کی سند متصل ہے ورنہ نہیں۔ اس حدیث کو ابو نعیم نے مستخرج میں بطریق موسیٰ بن عباس عن ابی موسیٰ۔ اس کے مثل روایت کیا ہے۔

باب

حدیث ۱۷۰۶ سَأَلْتُ اَبَا وَائِلٍ شَهِدْتَّ صِفِّيْنَ قَالَ نَعَمْ فَسَمِعْتُ سَهْلَ
سلیمان اعمش نے کہا کہ میں نے ابو وائل سے پوچھا۔ کیا آپ صفین میں شریک تھے۔
بْنَ حُنَيْفٍ يَقُوْلُ اِتَّهِمُوْا رَأْيَكُمْ رَأَيْتُنِيْ يَوْمَ اَبِيْ جَنْدَلٍ وَلَوْ اَسْتَطِيْعُ
انھوں نے بتایا ہاں میں نے سہل بن حنیف کو (جنگ صفین میں شریک نہ ہونے کا عذر بیان کرتے ہوئے)
اَنْ اَرُدَّ اَمْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَدَدْتُّهٗ وَمَا
سنا وہ کہتے تھے یوم ابو جندل (صلح حدیبیہ کے دن مجھے اتنا جوش تھا) کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
وَضَعْنَا اَسْيَافَنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا لِاَمْرٍ يُّقْطِعُنَا اِلَّا اَسْهَلْنَ بِنَا اِلٰى اَمْرٍ
علیہ وسلم کے ارشاد کو رد کرنے کی استطاعت رکھتا تو رد کر دیتا۔ ہم نے جس پریشان کن معاملے میں اپنے کندھوں
نَعْرِفُهٗ غَيْرَ اَمْرِنَا هٰذَا ۔ عہ
پر تلوار رکھی تو ہمیں آسان معلوم ہوا۔ اور اس کا مآل وہ ہوا جو ہم جانتے تھے سوائے اس معاملے کے۔

تشریحات ۱۷۰۶ قصہ یہ ہوا کہ حضرت سہل بن حنیف ان بزرگوں میں تھے جو صفین کے حادثے میں دونوں فریق کو لڑائی سے روکنے کی جد و جہد کرتے رہے۔ لڑائی میں شریک نہ ہونے پر انھیں کچھ لوگوں نے ملامت کی تو فرمایا۔ لڑنے والو تم اپنی رائے کا قصور سمجھو۔ میں نے بزدلی یا جان بچانے کے لئے اس لڑائی سے پہلو تہی نہیں کی ہے۔ میں تو وہ ہوں کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب ابو جندل کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واپس کرنے کا حکم دیا تھا۔ اگر مجھ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کو رد کرنے کی استطاعت ہوتی تو اسے رد کر دیتا۔ اور مشرکین سے لڑ پڑتا۔ مگر چونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلح کر چکے تھے۔ اور اسے بہر حال باقی رکھنا چاہتے تھے۔ صلح میں بھلائی ہے۔ تو میں نے بھی اسے منظور کر لیا۔ اسی طرح آج جب ایک فریق صلح کا خواستگار ہے تو اسے منظور کر لینا ہی بہتر ہے۔

یوم جندل سے اس حدیث میں یوم حدیبیہ مراد ہے۔

غیر امرنا ھٰذا ۔ یعنی ہم جب بھی لڑے تو انجام بخیر ہوا سوائے اس جنگ صفین کے۔ کتاب التفسیر میں اتنا زائد ہے۔ کہ جب اہل شام نیزوں پر مصحف اٹھا کر یہ کہنے لگے کہ ہمارے تمہارے درمیان کتاب اللہ حکم ہے۔ تو کسی نے یہ آیت تلاوت کی۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۔ آل عمران (۲۳) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھیں اللہ کی کتاب کی جانب بلایا جاتا ہے۔ تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے۔ تو ان میں سے ایک فریق نے

عہ اس کے بعد متصل ثانی مغازی باب غزوۃ الحدیبیہ ص۶۰۲ التفسیر سورۃ الفتح ص۷۱۸ الاعتصام باب ذم الرای ص۱۰۸۶ مسلم مغازی ۔ نسائی تفسیر ۔

نے منھ پھیر لیا۔

یہ سن کر حضرت علی نے فرمایا۔ مجھے منظور ہے۔

اس کے بعد امام بخاری نے اس حدیث کو کچھ تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جس میں صلح حدیبیہ کے اس قضیہ کا تذکرہ ہے۔ جو حضرت عمر اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان ہوا تھا۔ اخیر میں ہے۔ پھر سورہ فتح نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شروع سے اخیر تک اس کو پڑھا۔ سن کر حضرت عمر نے عرض کیا۔ کیا یہ فتح ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ صلح حدیبیہ معنوی اعتبار سے فتح ہی ثابت ہوئی۔ صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے مابین اتنی کثرت سے لوگ مسلمان ہوئے کہ اسلام کے انیس سالہ قبل کے ایام میں نہ ہوئے تھے۔ آپس میں کشیدگی اور تنازع ختم ہونے کے بعد جب مشرکین آزادانہ مسلمانوں سے ملنے جلنے لگے اور انھوں نے اسلام کی خوبیاں دیکھیں تو مسلمان ہوتے گئے۔

باب اِثْمِ الْغَادِرِ لِلْبَرِّ وَالْفَاجِرِ ص ۴۵۲ عہد شکنی کرنے والے کا گناہ نیکوکار کے ساتھ ہو یا بدکار کے ساتھ

توضیح باب عہد شکنی میں بھی تعمیم ہے۔ خواہ وہ نیکوکار ہو یا بدکار۔ بہر حال عہد شکنی حرام اور اخلاقی پستی ہے۔

۱۷۰۷ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ وَعَنْ ثَابِتٍ
حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی صلی اللہ تعالیٰ
عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ فرمایا۔ ہر عہد شکن کے لئے قیامت کے دن
لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قَالَ اَحَدُھُمَا یُنْصَبُ وَقَالَ الْآخَرُ یُرٰی یَوْمَ
ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا۔ جس کے ذریعہ وہ پہچانا
الْقِیٰمَۃِ یُعْرَفُ بِہٖ عہ
جائے گا۔

۱۷۰۸ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی
حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے
اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ یُنْصَبُ بِغَدْرَتِہٖ۔ عہ
ہوئے سنا۔ ہر غدار کے لئے قیامت کے دن اس کی غداری کی وجہ سے ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا۔

عہ مسلم مغازی۔ عہ ثانی الادب باب ما یدعی الناس بآبائھم ص ۹۱۳ دو طریقے سے۔ الفتن باب اذا قال عند قوم شیئا ثم خرج فقال بخلافہ ص ۱۰۵۳ مسلم مغازی۔

۱۴۰۰
تشریحات قَالَ اَحَدُھُمَا۔ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے ایک راوی نے یہ کہا۔ یُنْصَبُ۔ یعنی جھنڈا نصب کیا جائے گا۔ اور دوسرے راوی نے کہا یُرٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یُعْرَفُ بِہٖ۔ یہ جھنڈا قیامت کے دن دیکھا جائے گا جس سے وہ پہچانا جائے گا۔

بقدر غدرتہ اس میں بائے سببیت ہے۔ اس کی عہد شکنی کی وجہ سے اور یہ بھی احتمال ہے کہ مقابلے کے لیے ہو۔ اب مطلب یہ ہوگا کہ اپنی عہد شکنی کی مقدار یعنی جس حیثیت کی عہد شکنی ہوگی اس اعتبار سے جھنڈا چھوٹا بڑا ہوگا۔ خلاصہ عہد شکنی ہر حال حرام ہے خواہ حاکم محکوم سے کرے یا محکوم حاکم سے کرے یا ایک حاکم دوسرے حاکم سے کرے یا رعایا ایک دوسرے سے آپس میں کرے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ ۴۵۲

ابتدائے آفرینش کا بیان

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ قَوْلِ اللّٰہِ وَھُوَ الَّذِیْ ۴۵۳ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ وَھُوَ اَھْوَنُ عَلَیْہِ۔ روم ۲۷

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کے بارے میں کیا وارد ہے۔ فرمایا: اللہ وہی ہے جس نے خلق کو اول اول بنایا پھر بنائیگا (تمہاری سمجھ کے مطابق) دوبارہ بنانا بہ نسبت پہلے کے زیادہ آسان ہے۔

۵۷۵ وَقَالَ الرَّبِیْعُ بْنُ خُثَیْمٍ وَالْحَسَنُ کُلٌّ عَلَیْہِ ھَیِّنٌ وَھَیْنٌ مِثْلُ لَیِّنٍ وَلَیْنٍ وَمَیِّتٍ وَمَیْتٍ وَضَیِّقٍ وَضَیْقٍ۔

ت ربیع بن خثیم اور امام حسن بصری نے کہا۔ سب اس پر آسان ہے۔ ھَیِّنٌ بھی لغت ہے اور ھَیْنٌ بھی جیسے لَیِّنٌ ولَیْنٌ ومَیِّتٌ ومَیْتٌ وضَیِّقٌ وضَیْقٌ

تشریح ۵۷۵ اس تعلیق کا افادہ دو ہے ایک یہ کہ آیہ کریمہ میں اھون معنی تفضیل میں نہیں بلکہ صفت مشبہ ھیّن کے معنی میں ہے یعنی اللہ عزوجل کے لئے پہلی بار بنانا اور دوبارہ بنانا سب آسان ہے۔ یہ نہیں کہ پہلی بار بنانا دشوار ہو اور دوبارہ بنانا اس کی بہ نسبت آسان ہے ایسا نہیں سب یکساں اور آسان ہے۔ دوسرا افادہ یہ کہ قرآن کریم کی بعض دوسری آیتوں میں جو ھو علیہ ھین آیا ہے۔ اس میں دو لغت ہے۔ یا کو تشدید اور ساکن۔ اس تعلیق کو طبری نے سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اَفَعَیِیْنَا اَفَاَعْیَا عَلَیْنَا حِیْنَ اَنْشَاَکُمْ وَاَنْشَاَ خَلْقَکُمْ۔ سورۂ ق میں ارشاد ہے۔ اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ ھُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ۔ (۱۵) تو کیا ہم پہلی بار بنا کر تھک گئے بلکہ وہ نئے بنانے کے بارے میں شبہے میں ہیں۔ اس کی تفسیر میں امام بخاری فرماتے ہیں۔ تو کیا ہم پر تکان طاری ہو گئی۔ جب تم کو اور دوسری مخلوق کو پیدا کیا۔ لُغُوْبٌ سورہ ق ہی میں ہے۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ۔ (۳۸) اور بے شک ہم نے آسمانوں اور زمین اور ان کی درمیانی چیزوں کو چھ دن میں پیدا فرمایا۔ اور ہم کو تکان نہ آئی۔ لغوب کے معنی بتایا۔ النَّصَبُ۔ تکان۔ سورہ نوح میں فرمایا۔ وَقَدْ

اطوارا ⑭ حالانکہ اس نے تم کو طرح طرح بنایا۔ میں اطوارا۔ آیا تھا۔ اس کی تفسیر میں فرمایا طورًا
راکذا و عد اطورہ ای قدرہ۔ کبھی اس طرح کبھی اس طرح بولتے ہیں۔ عدا طورہ۔ وہ اپنے رتبے
مطلب یہ ہے کہ تم پہلے نطفہ تھے پھر منجمد خون بنے پھر گوشت کے لوتھڑے بنے۔ الخ

حدیث ۱۷۰۹ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ
حضرت عمران بن حصین نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی
ضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
ٹنی کو مسجد کے دروازے پر باندھ دیا۔ کہ بنی تمیم کے کچھ لوگ حاضر ہوئے۔ حضور نے ان سے فرمایا
وَسَلَّمَ وَعَقَلْتُ نَاقَتِيْ بِالْبَابِ فَاَتَاهُ نَاسٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَقَالَ اقْبَلُوا
بنی تمیم بشارت قبول کرو۔ انھوں نے کہا۔ آپ بشارت سنا چکے۔ کچھ ہم کو عطا فرمایئے دو مرتبہ
بُشْرٰى يَا بَنِيْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَدْ بَشَّرْتَنَا فَاَعْطِنَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ
یمن کے کچھ لوگ حاضر ہوئے۔ تو فرمایا۔ بشارت قبول کر لو اے یمن والو! جب کہ بنی تمیم نے قبول
سٌ مِّنَ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا اَهْلَ الْيَمَنِ اِنْ لَّمْ يَقْبَلْهَا
نہیں کیا۔ انھوں نے عرض کیا۔ ہم نے قبول کر لیا۔ یا رسول اللہ! انھوں
نُوْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالُوْا جِئْنَاكَ لِنَسْاَلَكَ عَنْ هٰذَا
نے عرض کیا کہ ہم خدمت اقدس میں اس غرض سے حاضر ہوئے ہیں۔ کہ اس عالم کے
اَمْرِ قَالَ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ غَيْرُهٗ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ
بارے میں حضور سے دریافت کریں۔ فرمایا اللہ تھا اور اس کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس کا عرش
وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ وَخَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَنَادٰى مُنَادٍ
پانی پر تھا۔ اور ذکر (لوح محفوظ میں) ہر چیز اس نے لکھ لیا تھا۔ آسمانوں اور زمینوں کو پیدا
ذَهَبَتْ نَاقَتُكَ يَا ابْنَ الْحُصَيْنِ فَانْطَلَقْتُ فَاِذَا هِيَ تَقْطَعُ دُوْنَهَا
فرمایا۔ اتنے میں کسی نے پکارا اے ابن حصین تیری اونٹنی بھاگ گئی میں چل پڑا تو دیکھا وہ سراب سے آگے
السَّرَابُ فَوَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنِّيْ تَرَكْتُهَا۔ عہ
نکل چکی ہے۔ بخدا جی یہ چاہ رہا تھا کہ اسے چھوڑ دیتا۔

عہ اس کے پہلے۔ ثانی مغازی باب وفد بنی تمیم ص ۶۲۶ باب قدوم الاشعریین ص ۶۲۸ توحید باب وکان عرشہ علی الماء ص ۱۱۰۳ ترمذی مناقب نسائی تفسیر۔ مسند امام احمد رابع ص ۴۲۶ وغیرہ

تشریحات ۱۷۰۹ ۹ھ سنۃ الوفود میں بنی تمیم کے رؤسا، خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ جن میں اقرع بن حابس بھی تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت قیلولہ فرما رہے تھے۔ اقرع نے باہر ہی سے چلا کر پکارا۔ یا محمد۔ انھیں کے بارے میں آیۂ کریمہ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ۔ نازل ہوئی۔

اقبلوا البشریٰ۔ اس بشارت سے یا تو جنت کی بشارت مراد ہے۔ یا آئندہ جو فتوحات و فراخی حاصل ہونے والی تھی۔ اس کی بشارت مراد ہے۔ جب بشارت قبول کرنے سے انکار کرکے سوال کیا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روئے انور بدل گیا۔

ناس من الیمن۔ یہ اہل یمن حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ہمراہی نہیں تھے اس لئے کہ یہ لوگ فتح خیبر کے موقعہ پر حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حاضر بارگاہ ہو چکے تھے۔ اس سے مراد حضرت نافع بن زید حمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ہمراہی ہیں۔ کیونکہ یہی لوگ سنۃ الوفود میں حاضر ہوئے تھے۔ اور بنی تمیم کے ساتھ انھیں کا اجتماع ہوا تھا۔ جیسا کہ ابن شاہین نے کتاب الصحابہ میں ذکر کیا ہے۔ کہ ایاس بن عمیر نے کہا کہ وہ بنی حمیر کے وفد کے ساتھ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ ہم دین میں کچھ حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں۔

عن ھذا الامر۔ کتاب التوحید میں ہے کہ ہم اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ دین میں کچھ حاصل کریں۔ تو امر سے مراد دین ہے۔ کتاب التوحید میں یہ ہے۔ عن اول ھذا الامر ما کان۔ دنیا کی سب سے پہلی چیز کے بارے میں دریافت کیا۔ حضرت عمران کی حدیث کے اخیر حصے سے کہ جب مجھے اونٹنی کے بھاگنے کا علم ہوا تو اٹھ کھڑا ہوا۔ کاش کہ میں نہ اٹھا ہوتا۔ یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اور کچھ فرمایا ہوگا۔ مگر علامہ ابن حجر فرماتے ہیں۔ کہ حضرت نافع بن زید حمیری اخیر تک حاضر رہے ان کی حدیث میں بھی اتنا ہی ہے۔ صرف اخیر میں یہ زائد ہے۔ و استوی علی عرشہ عزوجل۔ اور عرش پر استویٰ ہوگیا۔ عزوجل۔

کان اللہ۔ یہاں یہ ہے۔ اور دوسری روایتوں میں ہے۔ ولم یکن معہ شیئ۔ اس حدیث سے ثابت کہ اللہ عزوجل پر۔ شی کا اطلاق درست ہے۔ شی تین معنی میں مستعمل ہے ما یعلم و یخبر عنہ۔ جسے جانا جاسکے اور جس کے بارے میں خبر دی جاسکے۔ یہ معنی واجب ممکن ممتنع سب کو عام ہے۔ اسی معنی کر شیئ کا اطلاق اللہ عزوجل پر ہے۔ آیۂ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔ بلاشبہ اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ میں یہی معنی مراد ہے جس کا وجود ممکن ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ میں یہی معنی مراد ہے۔ جو مخلوق ماضی یا حال یا مستقبل میں موجود تھی یا ہے یا ہوگی۔ یہی معنی آیت کریمہ اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ۔ میں مراد ہے۔ اخیر کے دو معنوں کے اعتبار سے اس کا اطلاق ذات باری پر درست نہیں۔

---

[1] فتح الباری جلد ثامن ص ۹۷

کان عرشه علی الماء ۔ عرش مجسم ہے۔ اس کے پائے ہیں۔ جیسا کہ ایک حدیث[1] میں ہے۔ فاذا موسی آخذ بقائمة من قوائم العرش ۔ اچانک میں نے دیکھا کہ موسی عرش کا ایک پایہ پکڑے ہوئے ہیں۔ اور یہ مخلوق اور حادث ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلی مخلوق عرش اور پانی ہے۔ ان دونوں میں پانی مقدم ہے۔ جیسا کہ امام احمد اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی عرش سے پہلے پیدا کیا گیا۔ سُدّی نے اپنی تفسیر میں متعدد سندوں کے ساتھ روایت کیا۔ کہ اللہ عزوجل نے پانی سے پہلے کسی مخلوق کو نہیں پیدا فرمایا۔

شبہات اور اس کے جوابات ۔ امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سب سے پہلے اللہ نے قلم پیدا فرمایا۔ اسی طرح ایک حدیث میں آیا ہے۔ اللہ نے پہلی چیز جو پیدا کی وہ عقل ہے۔ نیز مصنف عبد الرزاق میں حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا۔

یا جابر ان اللہ تعالی قد خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نوره فجعل ذلك النور یدور بالقدرة حیث شاء اللہ ولم یکن فی ذلك الوقت لوح ولا قلم ولا جنة ولا نار ولا شمس ولا قمر ولا جنی ولا انسی۔	اے جابر بے شک اللہ نے تمام چیزوں سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔ پیدائش کے بعد یہ نور اللہ نے جہاں چاہا دورہ کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم نہ جنت نہ دوزخ نہ سورج نہ چاند نہ انسان نہ جن۔ آگے حدیث میں نور سے تمام مخلوقات کی آفرینش کی تفصیل ہے۔

اس حدیث کو علامہ احمد خطیب قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں یہیں تک تحریر فرمایا۔ علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی نے اس پر کوئی جرح نہیں فرمائی۔ اسے ثابت رکھا۔ بلکہ تائید میں فرمایا۔ وقد رواه البیہقی ببعض مخالفة۔ بیہقی نے بھی کچھ اختلاف کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔ ڈابھیل کے دیوبندی ادارے اپنے اہتمام اور ایک دیوبندی فاضل کی تصحیح و تنقیح سے مصنف عبد الرزاق چھاپی ہے۔ اس مطبوعہ میں یہ حدیث نہیں۔ مگر جب دو مسلم الثبوت محقق علامہ احمد خطیب قسطلانی اور علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی نے اسے تسلیم کر لیا ہے۔ اس پر کوئی جرح نہیں کی۔ ثابت رکھا۔ تو یہ اس کی دلیل ہے کہ یہ حدیث مصنف عبد الرزاق میں ہے۔ ہو سکتا ہے۔ ڈابھیل والوں کو یہ نسخہ نہ ملا ہو اور یہ بھی بعید نہیں کہ دیوبندی فاضل جن کی تصحیح و تنقیح سے یہ کتاب چھپی ہو قصداً نکال دیا ہے۔ یہ اک بجا ہے کہ ان کے بزرگ اپنے عقیدے کے مطابق حدیث گڑھنے کے عادی ہیں۔ اس فرقے کے بانی رشید احمد گنگوہی

---

[1] بخاری اول خصومات باب اول ص ۳۲۵ [2] عمدة القاری حادی عشر ص ۱۰۹ [3] مسند امام احمد جلد خامس ص ۳۱۷ [4] ترمذی ثانی قدر باب الرضا بالقدر ص ۳۸ تفسیر سورہ ن ص ۱۹۷ ابوداؤد ثانی القدر ص ۶۴۹

[5] شرح المواهب للزرقانی اول ص ۴۶

صاحب نے یہ حدیث گرا تھی[1] ۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ کو بھائی کہو۔

پہلے احتمال کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ حدیث فتجلی لی کل شیئ فعرفت مشکوٰۃ میں ترمذی کے ہی حوالے سے مذکور ہے۔ مگر ترمذی[2] کا جو نسخہ مطبوعہ ہے۔ اس میں نہیں۔ مگر مطبع والوں نے دوسرے نسخے کا حوالہ دے کر حاشیے پر نقل کر دیا ہے۔

کہنا یہ ہے کہ سب سے پہلی مخلوق کیا ہے؟۔ اس میں پانچ روایتیں ہیں۔ نور مصطفی۔ پانی۔ عرش۔ قلم۔ عقل۔ علماء نے اس میں یہ تطبیق دی کہ نور مصطفیٰ کی اولیت حقیقی ہے اور بقیہ اشیاء کی اضافی یا عرفی۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولیت حقیقی اس وجہ سے ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں بعد میں جو تفصیل ہے اس سے ظاہر ہے کہ دوسری تمام مخلوقات اسی نور سے بنی ہیں۔

عرش اور قلم میں ترجیح اسی کو ہے کہ عرش مقدم ہے۔ ابن ابی حازم[3] نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ اللہ نے لوح محفوظ کو پانچ سو برس کی مسافت کی لمبائی اور چوڑائی میں پیدا فرمایا۔ پھر مخلوق کی آفرینش سے پہلے قلم سے فرمایا۔ اور وہ عرش پر تھا۔ کہ لکھ۔ قلم نے عرض کیا۔ کیا لکھوں؟۔ فرمایا۔ اپنی مخلوقات کے بارے میں جو کچھ میرا علم ہے اسے لکھ۔ یہ حدیث نص صریح ہے کہ عرش کی تخلیق قلم سے پہلے ہے۔ اور یہی حدیث اس کی بھی دلیل ہے۔ کہ عقل قلم کے بعد پیدا کی گئی۔ اس لئے کہ اس میں تصریح ہے۔ مخلوق کی آفرینش کے پہلے قلم پیدا ہو چکا تھا۔ اور عقل بھی مخلوق ہی ہے۔ پانی اور عرش بھی مخلوق ہیں۔ مگر چونکہ ان کی تقدیم احادیث سے ثابت ہے اس لئے وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

نیز بیہقی[4] نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے روایت کیا کہ فرمایا سب سے پہلے اللہ نے قلم کو پیدا فرمایا اسے حکم دیا کہ لکھ۔ اس نے عرض کیا۔ کیا لکھوں۔ تو فرمایا۔ تقدیر لکھ۔ تو اس دن سے قیام قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب لکھ لیا۔ اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ عقل قلم کے بعد پیدا کی گئی۔ بلکہ نافع[5] بن یزید حمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں صاف صاف ہے۔ اس کا عرش پانی پر تھا پھر قلم پیدا فرمایا۔

پانی عرش قلم عقل کی اولیت عرفی ہے اس بنیاد پر کہ مقصود آفرینش آسمان و زمین ہیں اور جو کچھ ان کے مابین ہے۔ ان کی پیدائش سے پہلے یہ چاروں چیزیں پیدا کی گئیں۔

کان اللہ ولم یکن شیئ غیرہ ۔ اللہ تھا اور اس کے سوا کچھ نہ تھا۔ کتاب التوحید میں ہے ولم یکن شیئ قبلہ ۔ بخاری کے علاوہ میں ہے۔ ولم یکن شیئ معہ ۔ اس کے پہلے کچھ نہ تھا۔ اس کے ساتھ کچھ نہ تھا سب کا مفاد ایک ہے۔ کان کی اسناد جب اللہ عزوجل یا اس کی صفات کی طرف ہوتی ہے تو اس سے مراد

---

[1] فتاوٰی رشیدیہ مطبوعہ کراچی ص۸۵ [2] ترمذی ثانی تفسیر سورہ طلقت ص۱۵۶ ۔
[3] فتح الباری جلد سادس ص۲۸۹ [4] ایضاً [5] ایضاً ۔

ازلیت مطلقہ ہوتی ہے۔ جس کی کوئی ابتدا نہ ہو۔ جو عدم سے منزہ ہے۔ اور مخلوقات کی طرف ہوتی ہے تو اس سے حدوث مراد ہوتا ہے۔ یعنی ایک وقت تھا کہ یہ موجود نہ تھی معدوم تھی پھر وجود میں آئی۔

حدیث ۱۷۱۰

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ۔

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے درمیان ایک بار کھڑے ہوئے۔ تو ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں کے اپنی جگہوں میں اور دوزخیوں کے اپنی جگہوں میں داخل ہونے تک کی ہمیں خبر دی۔ اسے جس نے یاد رکھا یاد رکھا جو بھول گیا بھول گیا۔

تشریحات ۱۷۱۰ اس حدیث کے مطابق ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع ماکان ومایکون کا علم عطا فرمایا تھا۔ یعنی ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک جتنی مخلوقات موجود ہو چکی ہیں یا موجود ہیں یا آئندہ ہوں گی ان سب کا علم عطا فرمایا۔ ذات باری تعالیٰ اور اس کی صفات چونکہ واجب غیر مخلوق ہیں وہ ماکان ومایکون میں داخل نہیں۔ اگرچہ ذات وصفات کا علم کثیر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ مگر وہ اس میں داخل نہیں۔ اسی طرح ممتنعات، محالات، اور وہ چیزیں جن کا وجود ممکن ہے مگر وہ کبھی موجود نہ ہوئیں یا نہ ہوں گی وہ بھی ماکان ومایکون میں داخل نہیں۔ اگرچہ ان کا علم کثیر وافر بلکہ اوفر حاصل ہے۔ اسی طرح قیامت کے بعد کے احوال بھی داخل نہیں۔ اگرچہ ان کا بھی کثیر وافر بلکہ اوفر علم حاصل ہے۔ قیام قیامت اس میں داخل ہے یا نہیں۔ اس بارے میں اختلاف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ داخل ہے اور اس کی دلیل بھی یہی حدیث ہے۔

اس حدیث کی شرح میں سند الحفاظ علامہ ابن حجر[1] لکھتے ہیں۔

ودل ذٰلك على انه اخبر في المجلس الواحد بجميع احوال المخلوقات منذ ابتدأت الى ان تفنى الى ان تبعث فشمل ذٰلك الاخبار عن المبدأ والمعاش والمعاد

یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں تمام مخلوقات کے احوال جب سے خلقت شروع ہوئی اور جب تک فنا ہوگی اور جب تک اٹھائی جائے گی سب بیان فرما دیا۔ اور یہ بیان شروع

---

[1] فتح الباری سادس ص۲۹۱

وفی تیسیر ایراد ذلك كله فی مجلس واحد من خوارق العادة امر عظیم۔

آفرینش اور دنیا اور محشر سب کو محیط تھا اور ان سب کا ایک ہی مجلس میں بیان فرما دینا نہایت عظیم معجزہ ہے۔

علامہ بدر الدین محمود عینی عمدۃ القاری[1] میں اسی حدیث کے تحت رقمطراز ہیں۔

فیه دلالة علی انه اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدائها الی انتهائها وفی ایراد ذلك كله فی مجلس واحد امر عظیم من خوارق العادة۔

یہ حدیث دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں اول سے آخر تک، کی تمام مخلوقات کے تمام احوال بیان فرما دیئے اور ان سب کا ایک ہی مجلس میں بیان فرما دینا نہایت عظیم معجزہ ہے۔

علامہ طیبی نے شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے تحت فرمایا۔ جسے علامہ احمد[2] خطیب قسطلانی اور حضرت ملا علی[3] قاری نے نقل فرما کر برقرار رکھا۔

ودل ذلك علی انه اخبر بجمیع احوال المخلوقات مُنْذُ اِبْتَدَأَتْ اِلیٰ اَنْ تفنی والی ان تبعث وهذا من خوارق العادة ففیه تیسیر القول الكثیر فی الزمن القلیل۔

یہ حدیث دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام مخلوقات کے احوال جب سے آفرینش کی ابتدا ہوئی یہاں تک کہ فنا ہوگی یہاں تک کہ پھر زندہ کی جائے گی سب بیان فرما دیا۔ اور یہ معجزہ ہے کہ اتنی باتیں تھوڑے زمانے میں بیان فرمانا آسان ہوگیا۔

یہ پانچ شارحین متفق اللسان ہوکر لکھ رہے ہیں۔ کہ یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں ابتدار آفرینش سے لے کر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک تمام مخلوقات کے کل حالات کی خبر دی خواہ وہ مبدأ سے متعلق ہوں یا معاش سے یا معاد سے۔ حتی کہ جنتیوں کے جنت میں جانے اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے کی بھی خبر دے دی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ بھی بتا دیا کون جنتی ہے اور کون دوزخی۔ اسی کا نام جمیع ماکان ومایکون کا علم ہے۔ اس سے ثابت ہوگیا۔ کہ اسلاف کا عقیدہ یہی تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمیع ماکان ومایکون کے عالم تھے۔ ہمارا یہ عقیدہ اسلاف کے عقیدے کے مطابق ہے۔

(۱) اس مضمون کی اور بھی حدیثیں ہیں۔ امام احمد[4] نے اپنی مسند میں اور بخاری[5] نے کتاب القدر مسلم[6] نے فتن میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

لقد خطبنا النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خطبة ما ترك فیها شیئا الی قیام الساعة

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا ایسا خطبہ جس میں قیامت تک کی کسی چیز کو نہ چھوڑا جس کا تذکرہ نہ فرمایا

---

[1] خامس عشر ص۱۱ [2] ارشاد الساری خامس ص۲۵ [3] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ۔

[4] جلد خامس ص۳۸۵ [5] ثانی باب قولہ وکان امر اللہ قدرا مقدورا ص۹۷۷ [6] ثانی ص۳۹۰

الا ذکره علمه من علمه وجهله من جهله ان کنت لاری الشی قد نسیت فاعرف مایعرف الرجل اذا غاب فرآه فعرفه۔

ہو (یعنی سب کا تذکرہ فرمایا) اسے جانا جس نے جانا جو نہ جان سکا نہ جان سکا میں بھولی ہوئی کسی چیز کو دیکھتا ہوں تو پہچان لیتا ہوں جیسے غائب شدہ آدمی کو دیکھ کر پہچان لیا جاتا ہے۔

(۲) امام احمد[1] اور امام مسلم[2] نے حضرت ابو زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ انھوں نے فرمایا۔

صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلوٰۃ الصبح فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّهْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى الْعَصْرَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی غَابَتِ الشَّمْسُ فَحَدَّثَنَا فِيمَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ کر منبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں خطبہ دینا شروع فرمایا۔ یہاں تک کہ ظہر کا وقت آگیا۔ ظہر کی نماز پڑھ کر پھر منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ دینے لگے پھر عصر پڑھی اسی طرح خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا اس خطبے میں وہ سب بیان فرمایا جو ہو چکا تھا اور جو آئندہ ہونے والا ہے۔ ہم میں سب سے زیادہ علم والا وہ ہے جس نے سب سے زیادہ یاد رکھا۔

(۳) امام ترمذی[3] نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انھوں نے فرمایا۔

صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوما صلوٰۃ العصر بنهار ثُمَّ قام خطیبا فلم یدع شیئا یکون الی قیام الساعة الا اخبرنا به حفظه من حفظه ونسیه من نسیه۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی پھر خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے قیامت تک ہونے والی کسی چیز کو نہ چھوڑا مگر یہ کہ اس کی ہمیں خبر دے دی۔ جس نے یاد رکھا یاد رکھا جو بھول گیا، بھول گیا۔

(۴) نیز طبرانی نے معجم کبیر اور نعیم بن حماد استاذ امام بخاری نے کتاب الفتن میں اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ما هو کائن فیها الی یوم القیٰمة کانما انظر الی کفی هذه جلیانا من اللہ جلالی کما جلی للنبیین من قبلی۔

بے شک اللہ نے دنیا میرے سامنے کر دی تو میں دنیا کو اور دنیا میں قیامت تک جو کچھ ہوگا سب کو یوں دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو، اس روشنی کے سبب جو اللہ نے مجھے عطا فرمائی ہے جیسے میرے پہلے انبیاء کو عطا فرمائی تھی۔

---

[1] جلد خامس ص ۳۴۱ [2] ثانی فتن ص ۳۹۰ [3] ثانی فتن باب ما اخبر به النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصحابه بما هو کائن الی یوم القیٰمة ص ۴۲

اس حدیث کو امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں امام احمد خطیب قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں علامہ ابن حجر مکی نے افضل القریٰ میں علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نے نسیم الریاض میں علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی نے مواہب کی شرح میں اس حدیث کو بطور سند ذکر فرمایا ہے۔

(۵) امام احمد نے مسند میں امام بخاری نے تاریخ میں طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انھوں نے فرمایا۔

قام فینا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا بما یکون فی امتہ الیٰ یوم القیٰمۃ وعاہ من وعاہ ونسیہ من نسیہ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بار ہم میں کھڑے ہو کر ان کی امت میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے۔ سب کچھ بتا دیا۔ جس نے یاد رکھا، یاد رکھا جو بھول گیا بھول گیا۔

(۶) امام ترمذی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر فرمایا۔

ھٰذا حدیث حسن وفی الباب عن المغیرۃ بن شعبۃ وابی زید بن اخطب وحذیفۃ وابی مریم ذکروا ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدثھم بما ھو کائن الیٰ ان تقوم الساعۃ۔	یہ حدیث حسن ہے۔ اور اس باب میں مغیرہ بن شعبہ، ابو زید بن اخطب، حذیفہ اور ابو مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حدیث مروی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب ان سے بیان فرمایا۔

حضرت مغیرہ حضرت ابو زید حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی احادیث مع حوالہ اوپر مذکور ہوئیں۔ حضرت ابو مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں اور کوئی حوالہ نہیں ملا۔ مگر جب امام ترمذی نے فرمایا ہے تو وہ ضرور حق ہے۔

سر دست چھ حدیثیں ہم نے ذکر کیں جن کا مضمون یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روز آفرینش سے لے کر قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے سب کی خبر تھی۔ بلکہ جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کو بیان فرما دیا۔ یہی جمیع ما کان وما یکون ہے۔

حدیث ۱۷۱۱ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ شَتَمَنِیْ ابْنُ

اللہ عز و جل نے ارشاد فرمایا۔ آدمی مجھے گالی دیتا ہے اور اسے یہ مناسب نہیں کہ مجھے گالی

لہ جلد رابع ص ۲۵۲

آدم وما ينبغي له ان يشتمني ويكذبني وما ينبغي له اما شتمه اياى

اور وہ مجھے جھٹلاتا ہے اور یہ اسے لائق نہیں۔ اس کا مجھے گالی دینا اس کا یہ کہنا ہے کہ میری اولاد ہے۔

فقوله ان لي ولدا واما تكذيبه فقوله لن يعيدني كما بدأني عه

اور اس کا جھٹلانا اس کا یہ کہنا ہے۔ جیسے مجھے پیدا فرمادیا دوبارہ نہیں پیدا فرمائے گا۔

تشریحات ۱۷۱۱ شتم۔ گالی۔ کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ کسی کے بارے میں ایسی بات کہی جائے جو اس کے مرتبہ کو گھٹانے والی ہو۔ ظاہر ہے کہ اللہ عزوجل کے لئے اولاد کا قول اس کے نقص کو لازم ہے۔ کیونکہ یہ صاحب اولاد کے ممکن اور حادث ہونے کو مستلزم ہے۔ اسی طرح فنا کے بعد دوبارہ زندہ کرنے سے انکار اس کی قدرت کا انکار ہے۔ کسی چیز کی ایجاد مشکل ہوتی ہے۔ مگر ایجاد کے بعد دوبارہ بنانا آسان ہوتا ہے جب اللہ عزوجل نے تمام مخلوقات کو عدم سے وجود بخشا ہے تو یہ کہنا کہ دوبارہ پھر انھیں نہیں بنا سکتا۔ اس کی قدرت کا انکار ہے۔ اور اس کی قدرت کو جھٹلانا ہے۔

حدیث ۱۷۱۲ عن الاعرج عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه قال

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لما قضى الله الخلق

نے فرمایا۔ جب اللہ نے مخلوق کے پیدا فرمانے کا ارادہ فرمالیا۔ تو اس نے اپنی کتاب لوح محفوظ

كتب في كتابه فهو عنده فوق العرش ان رحمتي غلبت غضبي عه

میں لکھا۔ یہ عرش پر ہے۔ بیشک میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تشریحات ۱۷۱۲ کتاب التوحید میں غلبت کے بجائے سبقت ہے۔ پہلے کا معنی یہ ہے۔ کہ رحمت بہ نسبت غضب کے زیادہ ہے۔ دوسرے کا معنی یہ ہے کہ پہلے رحمت فرماتا ہوں پھر بعد میں کسی جرم پر غضب فرماتا ہوں۔ دونوں معنی ظاہر ہیں۔ رحمت کے معنی کسی کی طرف دل کے جھکنے کے ہیں۔ یہاں اس کا لازم مراد ہے۔ یعنی کسی کو بلا استحقاق عطا۔ غضب کے معنی نفس کے جوش اور ہیجان کے ہیں۔ یہاں اس کا لازم مراد ہے یعنی کسی کو سزا دینے کا ارادہ۔ اللہ عزوجل کا کرم ہے کہ ساری مخلوقات کو وجود عطا فرماتا ہے اس کی زندگی کے لوازم مہیا فرماتا ہے۔ یہ اس کی رحمت ہے اور غضب کسی جرم پر فرماتا ہے اور اکثر معاف فرما دیتا ہے۔

عہ ثانی تفسیر سورہ اخلاص ص ۷۴۳۰۲ نسائی۔ جنائز۔ عہ ثانی التوحید باب قول اللہ تعالیٰ ویحذرکم اللہ نفسہ ص ۱۱۰۱
باب وکان عرشہ علی الماء ص ۱۱۰۳ باب قولہ تعالیٰ ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین ص ۱۱۱۰ باب قول اللہ
تعالیٰ بل ہو قرآن مجید فی لوح محفوظ ص ۱۱۲۷ مسلم التوبہ۔ نسائی نعوت ابن ماجہ زہد۔ مسند امام احمد ثانی ص ۲۳۲ وغیرہ۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي سَبْعِ اَرَضِيْنَ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ۔ طلاق ۱۲

ص ۴۵۴

زمینیں سات ہیں اور اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان کہ فرمایا۔ اللہ وہی ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انھیں کے برابر زمینیں

توضیح باب

اس آیت سے معلوم ہوا کہ زمین بھی سات ہیں۔ اس سے مراد یا تو زمین کے سات حصے ہیں جنھیں ہفت اقلیم کہا جاتا ہے یا یہ کہ زمین کے بھی تہ بہ تہ سات طبق ہیں۔ مگر چونکہ یہ تمام طبقات ملے ہوئے ہیں۔ بیچ میں کوئی فصل نہیں۔ اس لئے زمین کے لئے قرآن کریم میں واحد کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ اور آسمانوں کے طبقات میں پانچ سو برس کی راہ کا فاصلہ ہے۔ اس لئے انھیں سماوات جمع کے صیغے سے تعبیر کیا گیا۔

زمین کے سات طبقات ہونے کی تقدیر پر ہر طبقے کے درمیان فاصلہ ہے۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس اثر سے استدلال کیا جاتا ہے۔ جسے امام حاکم اور بیہقی نے روایت کیا۔ بیہقی نے اسے شاذ کہا۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔

ای سبع ارضین وفی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراھیم کابراھیمکم وعیسی کعیسکم ونبی کنبیکم۔

مثلہن کا معنی یہ ہے کہ زمینیں بھی سات ہیں اور ہر زمین میں ایک آدم تمہارے آدم کی طرح اور ایک نوح ہیں تمہارے نوح کے مثل اور ایک ابراہیم ہیں تمہارے ابراہیم کے مثل اور ایک عیسیٰ ہیں تمہارے عیسیٰ کے مثل اور ایک نبی ہیں تمہارے نبی کے مثل

مگر یہ اثر آیہ کریمہ۔ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کے صریح معارض ہے۔ عہد رسالت سے لے کر آج تک اس پر قطعی یقینی اجماع ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہیں۔ اس معنی کر کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور کے بعد کسی کو دنیا بھر میں کہیں نبوت ملنی شرعاً محال ہے۔ اس لئے حضور کے زمانے میں یا حضور کے زمانے کے بعد کسی کو منصب نبوت نہ ملا ہے نہ ملے گا۔ جو اس کو جائز جانے کافر ہے۔ تفصیل کے لئے مجدد اعظم اعلیحضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا رسالہ مبارکہ " جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ " اور خادم کا رسالہ منصفانہ جائزہ۔ مطالعہ کریں۔

اس اثر کو صحیح ماننے کی بنا پر لازم آتا ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں چھ اور نبی موجود تھے۔ اس لئے یہ اثر قابل قبول نہیں۔

رہ گیا۔ اس اثر اور آیۂ کریمہ خاتم النبیین کے درمیان تطبیق کی جو کوششیں ماضی قریب میں لوگوں نے کی ہیں۔ مثلاً دیوبندی جماعت کے بانی قاسم نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس میں اور مولانا عبد الحی لکھنوی نے اپنے فتاوی میں۔ اسی عہد کے علماء نے ان سب کے تار پود ادھیڑ کر رکھ دئے ہیں۔

اس کے بعد امام بخاری زمین آسمان کے متعلق قرآن کریم میں مذکور چند کلمات کی تفسیر فرماتے ہیں۔ سورہ والطور میں فرمایا وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ۔ اور قسم ہے بلند چھت کی۔ اس سے مراد آسمان ہیں۔ سورہ نازعات میں ہے۔ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰهَا۔ اس میں سَمک سے مراد بنا ہے۔ یعنی عمارت۔ سورۂ ذریات میں وارد ہے۔

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْحُبُكِ قسم مزین آسمان کی۔ اس میں حُبُک کے معنی استوا اور حسن کے ہیں۔ سورہ انشقاق میں آیا ہے۔ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ۔ اس میں اَذِنَتْ بمعنی سَمِعَتْ واطاعت ہے۔ یعنی اپنے رب کا حکم سنے اور مانے۔ اور اسے یہی لائق ہے اسی میں ہے۔ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ۔ اس کی تفسیر میں فرمایا خرجت ما فيها من الموتى وتخلت عنه۔ اور جب زمین ان سب کو باہر کردے جو اس کے اندر ہے اور خالی ہو جائے یعنی زمین کے اندر کے مردے باہر نکل پڑیں۔ یعنی یہ مراد نہیں کہ زمین کے اندر جو خزانے دفینے ہیں۔۔ ان کو باہر پھینک دے۔ مراد یہ ہے کہ جو مردے زمین میں دفن ہیں ان کو باہر نکال دے۔

سورۂ والشمس میں فرمایا وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا کی تفسیر میں فرمایا۔ دَحٰهَا۔ یعنی پھیلایا۔ سورۂ نازعات میں ہے۔ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ۔ پس وہ لوگ کھلے میدان میں پڑے ہوں گے۔ الساهرة۔ کی تفسیر میں فرمایا۔ وجه الارض كان فيها الحيوان نومهم وسهرهم۔ ساہرہ۔ کے معنی زمین کی سطح ہے۔ جس میں جانداروں کا سونا اور جاگنا ہوتا ہے۔

توضیح والسقف المرفوع۔ سے آسمان مراد ہے۔ یہ امام مجاہد کا قول ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ارشاد ہے۔ جو باب ذکر الملٰئکۃ میں آرہا ہے۔ مگر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ اس سے عرش مراد ہے۔ ذات الحبك سے ستاروں سے مزین آسمان مراد ہے۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے۔ امام ضحاک نے فرمایا کہ اس سے ستارے مراد ہیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے کہکشاں مراد ہے۔ ساہرہ سے روئے زمین مراد ہے۔ یہ عکرمہ کا قول ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ بیت المقدس کے قریب ایک پہاڑ کا نام ہے۔

یہ ثابت کرنے کے لئے کہ زمینیں سات ہیں۔ امام بخاری نے پہلے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وہ حدیث ذکر کی۔ جسمیں فرمایا گیا۔ کہ جس نے کسی کی ایک بالشت زمین ظلماً لی اس کے گلے میں اتنی زمین کے ساتوں طبق طوق بناکر ڈال دیئے جائیں گے۔ پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وہ حدیث ذکر فرمائی کہ جس نے کسی کی زمین ناحق کچھ بھی لی۔ وہ ساتویں زمین تک دھنسایا جائے گا۔ یہ اور چوتھی حدیث حضرت سعید بن زید بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذکر کی جو ام المؤمنین کی حدیث کے ہم معنی ہے۔ یہ تینوں حدیثیں نزہۃ القاری جلد پنجم[۱] میں گذر چکی ہیں۔

۱۷۱۳ عَنْ اِبْنِ اَبِیْ بَکْرَۃَ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی

حدیث حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں

---

[۱] بخاری کتاب المظالم ص - ۳۹۶

عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّمَانُ قَدِ اسۡتَدَارَ کَھَیۡئَتِہٖ یَوۡمَ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ

کہ زمانہ پلٹ کر اسی حالت پر آگیا۔ جس پر اس دن تھا۔ جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین

وَالۡاَرۡضَ اَلسَّنَۃُ اِثۡنَا عَشَرَ شَہۡرًا مِنۡہَا اَرۡبَعَۃٌ حُرُمٌ ثَلٰثٌ مُتَوَالِیَاتٌ

کو پیدا فرمایا تھا۔ سال بارہ مہینے کا ہے۔ ان میں سے چار حرام (حرمت والے) ہیں۔ تین مسلسل

ذُو الۡقَعۡدَۃِ وَذُو الۡحِجَّۃِ وَالۡمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِیۡ بَیۡنَ جُمَادٰی وَشَعۡبَانَ عہ

ذوقعدہ ذوالحجہ اور محرم۔ اور رجب مضر جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔

تشریحات۳ ۱۷۱ یہ خطبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوم نحر دس ذوالحجہ کو سورج بلند ہونے کے بعد چاشت۱ کے وقت جمرات۲ کے درمیان دیا تھا۔ اس حدیث کے کچھ حصے کتاب العلم میں مذکور ہو چکے ہیں۔ یہ حصہ وہاں مروی نہ تھا اس لئے اسے یہاں لکھا۔

اہل عرب کی عادت تھی کہ اپنی اغراض فاسدہ کے لئے اشہر حرم کو آگے پیچھے کر دیتے۔ مثلاً لڑائی ہوتی رہی اگر شہر حرام آجاتا تو اعلان کر دیتے کہ امسال شہر حرام ایک ماہ بعد ہوگا۔ دو ماہ بعد ہوگا۔ مثلاً لڑائی کے دوران ذوقعدہ آگیا تو کہدیا اب دو ماہ بعد آئے گا۔ اس کے نتیجے میں اشہر حرم کی ترتیب آگے پیچھے ہو جاتی۔ اسی کو قرآن کریم میں فرمایا گیا۔

اِنَّمَا النَّسِیۡٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الۡکُفۡرِ۔ براءۃ ۳۷ مہینے کا پیچھے ہٹانا کفر میں زیادتی ہی تو ہے۔

یہ یوں کہ اللہ عزوجل نے جس مہینے کو حرام حرمت والا بنایا اسے حلال کر لیا۔ یہ ایک کفر ہوا اور جسے اللہ نے حلال بنایا تھا اسے حرام کر لیا۔ یہ دوسرا کفر ہوا۔ اب جب کہ اسلام آگیا۔ تو اس میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔ ہر سال پہلا مہینہ محرم اور حرام اور پھر ساتواں رجب حرام پھر گیارہواں بارہواں ذوقعدہ ذوالحجہ حرام۔ اس میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔ رجب مضر۔ مُضَر۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انیسویں دادا کا اسم گرامی ہے۔ وہ اس مہینے کی بہت تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اس لئے اسے رجب مُضَر کہا جاتا تھا۔ بین جمادی و شعبان۔ اس کی قطعی تعیین کے لئے ہے۔ نسی کی وجہ سے چونکہ اسے بھی آگے پیچھے کر دیتے تھے۔ اس لئے اس کی قطعی تعیین کی ضرورت محسوس ہوئی۔

باب فِی النُّجُوۡمِ ص ۴۵۳

ستاروں کا بیان۔

۵۷۶ وَقَالَ قَتَادَۃُ وَلَقَدۡ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِمَصَابِیۡحَ۔ ملک۵ خُلِقَ

ت اور قتادہ نے کہا (اللہ عزوجل کا ارشاد ہے) اور بلاشبہ ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں سے مزین

عہ اول العلم باب رب مبلغ اوعی من سامع ص ۱۶ مناسک باب الخطبۃ ایام منی ص ۲۳۵ ثانی مغازی باب حجۃ الوداع ص ۶۳۲ تفسیر سورہ توبہ باب ان عدۃ الشہور اثنا عشر ص ۶۷۲ الاضاحی باب من قال لا ضحی یوم النحر ص ۸۳۳ الفتن باب لا ترجعوا بعدی کفارا ص ۱۰۴۸ التوحید باب قول اللہ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ ص ۱۱۰۹ مسلم دیات نسائی حج، علم، ابن ماجہ مقدمہ دارمی مناسک۔ مسند امام احمد جلد خامس ص ۳۷۔

لہ ابوداؤد اول مناسک باب ای وقت یخطب بمنیٰ ص ۲۷۰ ۲ بخاری مناسک باب الخطبۃ ایام منی ص ۲۳۵ ۳ نزہۃ القاری اول ص ۲۶۲-۲۶۳

هٰذِهِ النُّجُوْمُ لِثَلٰثٍ جَعَلَهَا زِيْنَةً لِّلسَّمَاءِ وَرُجُوْمًا لِّلشَّيَاطِيْنِ وَعَلَامَاتٍ

فرمایا یہ ستارے تین فائدے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ آسمان کی زینت کے لئے اور شیطانوں کو سنگسار کرنے

يُهْتَدٰى بِهَا فَمَنْ تَأَوَّلَ فِيْهَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ أَخْطَأَ وَأَضَاعَ نَصِيْبَهُ وَتَكَلَّفَ

کے لئے اور علامتیں ہیں جن سے راستہ جانا جاتا ہے۔ جس نے ان کے علاوہ اور کوئی تاویل کی اس نے غلطی

مَا لَا عِلْمَ لَهُ بِهٖ۔

کی اور علم سے اپنا حصہ ضائع کر دیا اور اس کا تکلف کیا جس کا اسے علم نہیں۔

٥٧٦ **تشریحات** اس تعلیق کو امام عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اخیر میں ہے۔ جاہلوں نے ان ستاروں سے آئندہ کی پیشین گوئی ایجاد کرلی ہے۔ کہتے ہیں فلاں نچھتر میں درخت گاڑے گا تو ایسا ہوگا اور جو فلاں نچھتر میں سفر کرے گا تو ایسا ہوگا۔ اور میری جان کی قسم ہر نچھتر میں لمبے ٹھگنے سرخ سفید اچھے برے سبھی پیدا ہوتے ہیں۔ ستاروں، چوپایوں، چڑیوں کا علم غیب سے کوئی تعلق نہیں۔ علم نجوم حق ہے مگر اس میں مشغول ہونا اب منسوخ ہے۔ ستاروں کی وضع رفتار دیکھ کر آئندہ کی بات بتانا اور ستاروں کو اس میں بالذات موثر جاننا کفر۔ لیکن ان کو علامات سمجھ کر کوئی قیاس کرنا کفر تو نہیں مگر لائق ممنوع ہے۔ بڑے بڑے رمّال و جفّار نجومیوں جوتشیوں کی باتیں آئے دن غلط ثابت ہوتی رہتی ہیں۔ ہندو شادی کی لگن پر بڑا اعتماد رکھتے ہیں۔ مگر کیا ان کی ہر شادی راس آتی ہے۔ جو حال مسلمانوں کا ہے وہی حال ہندؤں کا ہے۔ فرق یہ ہے کہ مسلمانوں کے یہاں طلاق کی وجہ سے نااتفاقی کی تشہیر ہو جاتی ہے۔ ان کے یہاں طلاق نہیں اس لئے بہر صورت بہر قیمت مردوں کو اپنی بیویاں رکھنا پڑتا ہے۔ ہندوؤں کی داستان کے بموجب رام چندر کی شادی کی ساعت اس وقت کے سب سے بڑے جوتشی نے نکالی تھی۔ مگر انجام یہ ہوا کہ ان کی شادی کے بعد ان پر طرح طرح کے مصائب نازل ہونے لگے۔ بن باس ہوئے۔ راون سیتا کو اٹھا کرلے گیا۔ جنگ کرنی پڑی، اجودھیا واپس آکر تخت پر بیٹھے تو بھی چین نہ ملا۔ بالآخر سرجو ندی میں ڈوب کر مکتی حاصل کی۔

ستارے کہاں ہیں۔ ہم نے اپنی کتاب "اسلام اور چاند کا سفر" میں احادیث، اقوال سلف سے ثابت کیا ہے کہ ستارے آسمان کے نیچے ہیں۔ قرآن کریم میں فرمایا۔

كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ۔ انبیاء ㉝ یٰس ㊵ ہر ایک ایک گھیرے میں پیر رہا ہے۔

مدارک میں فرمایا۔

الفلك موج مكفوف تحت السماء۔

علاوہ ازیں حضرت سلمان فارسی حضرت ابن عمر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ فرمایا۔ واللفظ للاول[1]

---

[1] فتح الباری جلد سادس ص ٢٩٣

النجوم كلها معلقة كالقناديل من السماء الدنيا كتعليق القناديل في المساجد۔ تمام ستارے آسمان میں یوں قندیلوں کی طرح لٹکے ہوئے ہیں جیسے مسجدوں میں قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں۔

امام قتادہ نے ستاروں کے یہ تینوں فوائد قرآن مجید سے اخذ فرمائے ہیں۔ اسی آیت کے متصل فرمایا۔ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ۔ اور ہم نے انھیں شیاطین کو پھینک کر مارنے کے لئے بنایا ہے۔

سورۂ یونس میں فرمایا۔

وَقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَ الْحِسَابَ۔ ⑤ اور اس کی منزلیں مقرر کردیں تاکہ تم لوگ سالوں کی گنتی اور حساب معلوم کرو۔

سورۂ نحل میں فرمایا۔

وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ۔ ⑯ اور ستاروں سے لوگ راستہ پاتے ہیں۔

سورج کے لئے یہ منزلیں ہیں۔ ربیع کے لئے حمل، ثور، جوزا۔ گرمی کے لئے سرطان، اسد، سنبلہ۔ خریف کے لئے میزان، عقرب، قوس۔ سردی کے لئے جدی، دلو، حوت۔ جنھیں سورج تین سو پینسٹھ دن میں طے کرتا ہے۔ ایک برج میں ایک ماہ رہتا ہے۔ چاند کی اٹھائیس منزلیں ہیں۔ چاند یہ منزلیں انتیس یا تیس دن میں طے کرتا ہے۔ ہر برج میں اس کی تقریباً ۲⅓ منزل ہے[1]۔

چونکہ زمین کی پیداوار میں چاند اور سورج کو بہت دخل ہے۔ اس مناسبت سے امام بخاری اس باب میں قرآن کریم میں وارد چند نباتات کی تفسیر فرماتے ہیں۔

سورۂ کہف میں فرمایا۔

فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ۔ ㊺ آسمان کے پانی کے سبب زمین کا سبزہ گھنا ہو کر نکلا پھر سوکھی گھاس ہوگئی جسے ہوا اڑاتی ہے۔

فرمایا ہشیم کے معنی متغیر ہیں۔ یعنی وہ بدل جاتا ہے۔ بدل کر سوکھی گھاس ہوجاتا ہے۔

سورۂ عبس میں فرمایا۔ وَفَاكِهَةً وَّاَبًّا ㉛ اور میوے اور دوب پیدا کیا۔ فرماتے ہیں۔ اَبّ وہ چیز ہے جسے جانور کھاتے ہیں یعنی چارہ۔ جیسے دوب اور دوسری گھاسیں۔

سورۂ رحمٰن میں فرمایا۔ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ⑩ اور زمین مخلوق کے لئے رکھی۔ اس میں لفظ انام کے معنی بتائے کہ مخلوق ہے۔

برزخ کا لفظ قرآن کریم میں تین جگہ آیا ہے۔ سورۂ مومنون۔ سورۂ فرقان، سورۂ رحمٰن میں۔ اس کے معنی بتائے کہ حاجب ہے۔ آڑ، حد فاصل۔

سورۂ نبا میں فرمایا۔ وَجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ⑯ اور گھنے باغ۔ الفافا کی تفسیر حضرت مجاہد سے نقل فرمائی۔

---

[1] تفصیل کے لئے ”اسلام اور چاند کا سفر“ کا مطالعہ کریں ۱۲ منہ

ملتفۃ۔ ایک دوسرے سے پٹے ہوئے۔ سورۂ عبس میں فرمایا۔ وَحَدَائِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ اور گھنے باغ۔ امام نے فرمایا۔ الغلب الملتفۃ۔ آپس میں پٹے ہوئے۔ الفافا۔ لفّ کی جمع ہے۔ یا لفیف کی۔ دونوں قول ہیں۔ یہ بھی کہا گیا کہ لفّ واحد بھی ہے اور جمع بھی۔ بولتے ہیں جَنَّةٌ لَفٌّ وَجَنَّاتٌ لَفٌّ

سورۂ بقرہ میں فرمایا گیا۔

جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا آیت ۲۲ اور تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا۔

فراشا کی تفسیر مِهَادًا ہے یعنی بچھونا۔ جیسے فرمایا وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ ﴿۳۶﴾ اور تمہارے لئے زمین میں ٹھکانہ ہے۔

سورۂ اعراف میں فرمایا۔

وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا ﴿۵۸﴾ اور خراب زمین سے بمشکل تھوڑا نکلتا ہے۔ نکدا کے معنی ہے۔ قلیلا۔ تھوڑا۔ اس باب کے مناسب امام بخاری کو کوئی حدیث نہیں ملی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

بَابُ صِفَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ بِحُسْبَانٍ ص۴۵۴ چاند و سورج کی گردش کی کیفیت ۔

ت ۵۲۲ قَالَ مُجَاهِدٌ كَحُسْبَانِ الرَّحَى وَقَالَ غَيْرُهُ بِحِسَابٍ وَمَنَازِلَ لَا يَعْدُوَانِهَا حُسْبَانٌ جَمَاعَةُ حِسَابٍ مِثْلُ شِهَابٍ وَشُهْبَانٍ ۔

امام مجاہد نے فرمایا ۔ چکی کی گردش کی طرح اور ان کے علاوہ اور دوسرے لوگوں نے کہا وہ حساب اور منزل جس سے دونوں باہر نہ ہوں ۔ حسبان حساب کی جمع ہے جیسے شہاب کی جمع شہبان ۔

تشریحات ۵۲۲ امام مجاہد کے ارشاد کا مطلب یہ ہے ۔ کہ جیسے چکی کا پاٹ گول دائرے میں حرکت کرتا ہے اسی طرح چاند اور سورج بھی ایک دائرے میں گولائی میں حرکت کرتے ہیں ۔ یعنی ایک مرکز پر رہتے ہوئے گردش کرتے ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ان کی حرکت ایک حساب سے متعین ہے ۔ یہ اپنی منزلوں میں رہتے ہوئے حرکت کرتے ہیں اس سے باہر نہیں ہوتے ۔

حسبان ۔ مصدر بھی ہے جیسے غفران ۔ نعمان وغیرہ اور حساب کی جمع بھی ہے جیسے شہاب کی جمع شہبان ۔

سورۂ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۔ میں ضُحٰهَا کے معنی منوّر ہوجاتا ہے ۔ اس کی روشنی ۔ سورہ یٰسٓ میں فرمایا ۔ لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ آیت ۴۰ ؟ سورج کو یہ حق نہیں کہ چاند کو پکڑے اور نہ رات کو یہ حق کہ دن پر سبقت کرے ۔ یعنی ایک کی روشنی دوسرے کی روشنی کو نہیں چھپاتی ۔ دونوں ایک دوسرے کی طرف تیزی سے لپک رہے ہیں ۔ سابق النہار کی تفسیر فرمائی يَتَطَالَبَانِ حَثِيثَيْنِ ۔ يَتَطَالَبَانِ کے معنی ہیں ایک دوسرے کو پکڑنے کی کوشش کرنا ۔ حثیث کے معنی ہیں تیزی سے ۔ مطلب یہ ہوا کہ اس کے باوجود کہ چاند اور سورج ایک دوسرے کے پیچھے تیزی سے دوڑ رہے ہیں مگر سورج نہ چاند کو پکڑ سکتا ہے اور نہ رات دن پر سبقت لے جاسکتی ہے ۔ اپنی اپنی مقررہ حدود میں رہ کر گردش کرتے ہیں ۔ اور دن رات اپنے اپنے مقرر وقت پر آتے جاتے ہیں ۔ ایک منٹ کی تقدیم و تاخیر نہیں ہوتی ۔

اسی سورہ میں اس آیت سے پہلے فرمایا ۔ وَآيَةٌ لَهُمُ اللَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ (۳۵) اور ان کے لئے ایک نشانی رات ہے جس سے ہم دن کھینچ لیتے ہیں ۔ نسلخ کی تفسیر فرمائی ۔ دن رات کو ایک دوسرے سے نکالتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو چلاتے ہیں ۔

سورہ حاقہ میں ہے وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ وَالْمَلَكُ عَلَىٰ أَرْجَائِهَا (۱۶) (۱۷) اور آسمان پھٹ جائے گا تو وہ اس دن بکھرا ہوگا ۔ اور فرشتے اس کے کناروں پر ہوں گے ۔

داهية کا مادہ وَهْيٌ ہے جس کے معنی پھٹنے کے ہیں ۔ ارجاء ۔ رجا کی جمع ہے ۔ اس کے معنی کنوئیں کے کنارے کے ہیں ۔ یعنی فرشتے آسمانوں کے ان کناروں پر ہوں گے جو بکھرنے سے محفوظ ہوں گے یا ایسے ہی ہے

جیسے کہتے ہیں عَلٰی اَرْجَاءِ الْبِئْرِ۔ کنوئیں کے من پر رجا ناقص یائی ہے۔ یا کو ہمزہ سے بدل دیا۔ سورہ نازعات میں فرمایا۔ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰهَا۔ (۲۹) اور اس کی رات اندھیری کی، اور اس کی روشنی چمکائی۔ سورہ انعام میں فرمایا۔ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ (۷۶) پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آگیا۔ اَغطش اور جَنَّ کے معنی بتائے کہ اَظْلَمَ ہے۔ یعنی اندھیری آئی۔

ت ۵۷۸ قَالَ الْحَسَنُ كُوِّرَتْ تُكَوَّرُ حَتّٰى تَذْهَبَ ضَوْءُهَا۔

آفتاب لپیٹ دیا جائے گا یہاں تک کہ اس کی روشنی چلی جائے۔

سورۂ انشقاق میں ہے۔ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ (۱۷) قسم رات کی اور ان چیزوں کی جنھیں وہ جمع کرے اس کی تفسیر میں فرمایا۔ جَمَعَ مِنْ دَابَّةٍ وَّغَيْرِهَا۔ وَسَقَ کے معنی جَمَعَ کے ہیں۔ مراد چوپائے وغیرہ ہیں جو رات میں اپنے اپنے ٹھکانوں میں بسیرا کے لئے جمع ہو جاتے ہیں۔ اسی میں ہے۔ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ (۱۸) اور قسم ہے چاند کی جب پورا ہو جائے۔ اِتَّسَقَ کے معنی اِسْتَوٰی ہے یعنی برابر ہو جائے پورا ہو جائے۔ سورہ فرقان میں ہے۔ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا۔ (۶۱) جس نے آسمان میں برج بنائے۔ بروج سے مراد سورج اور چاند کی منزلیں ہیں۔ سورہ فاطر میں فرمایا۔ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ۔ سایہ اور تیز دھوپ برابر نہیں۔ حرور کی تفسیر میں فرمایا۔ وہ گرمی جو دن میں سورج کی وجہ سے ہوتی ہے۔

ت ۵۷۹ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّرُؤْبَةُ الْحَرُوْرُ بِاللَّيْلِ وَالسَّمُوْمُ بِالنَّهَارِ۔

حضرت ابن عباس اور رؤبہ نے کہا۔ الحرور رات کی سخت گرم ہوا اور سموم دن کی گرم سخت ہوا لو۔

قرآن مجید میں کئی جگہ یولج تولج آیا ہے۔ اس کے معنی يُكَوِّرُ۔ بتایا۔ یعنی لپیٹا ہے۔ سورہ توبہ میں فرمایا۔ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً۔ (۱۶) اور اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے علاوہ کسی کو رازدار نہ بنائیں گے۔ ولیجۃ۔ کے معنی بتائے۔ كُلُّ شَیْءٍ اَدْخَلْتَهٗ فِیْ شَیْءٍ۔ ہر وہ چیز جسے تم دوسری میں داخل کرو۔

حدیث ۱۷۱۴ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوذر

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ ذَرٍّ حِیْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ اَتَدْرِیْ
سے دریافت فرمایا۔ جس وقت سورج ڈوبا کیا تم جانتے ہو کہاں جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ اللہ اور
اَیْنَ تَذْهَبُ قُلْتُ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰی
اس کے رسول خوب جانتے ہیں۔ فرمایا۔ وہ جاتا ہے اور عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔ اور اجازت
تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَاْذِنُ فَیُؤْذَنُ لَهَا وَیُوْشِكُ اَنْ تَسْجُدَ فَلَا یُقْبَلَ
طلب کرتا ہے تو اسے اجازت دی جاتی ہے۔ ایک وقت بہت جلد آئے گا۔ کہ سجدہ کرے گا اور
مِنْهَا وَتَسْتَاْذِنُ فَلَا یُؤْذَنُ لَهَا یُقَالُ لَهَا ارْجِعِیْ مِنْ حَیْثُ جِئْتِ
قبول نہ ہوگا۔ اجازت مانگے گا تو اسے اجازت نہیں ملے گی۔ اس سے کہا جائے گا۔ جہاں سے آیا
فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَذٰلِكَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ
ہے وہیں لوٹ جا۔ تو مغرب سے نکلے گا۔ یہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اور سورج اپنے
لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ۔ عه
مستقر کے لئے چلتا ہے۔ یہ سب سے زبردست علم والے کا حکم ہے۔

تشریحات ۱۷۱۴

ابراہیم تیمی کے والد کا نام یزید بن شریک بن طارق تیمی ہے۔ تفسیر کی روایت میں ہے۔ کہ حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ میں غروب آفتاب کے وقت مسجد میں تھا۔ کہ وہ سوال و جواب ہوا۔ یہ ارشاد کہ سورج غروب ہونے کے بعد عرش کے نیچے جاکر سجدہ کرتا ہے اور دوبارہ طلوع کی اجازت لے کر طلوع کرتا ہے۔ یہ اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے یہ ضروری نہیں۔ کہ سجدے کے لئے پیشانی ہو۔ ہر چیز کا سجدہ اس کی حیثیت کے مطابق ہے۔ ارشاد ہے۔

وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے۔ سب اللہ کے
نحل (49) لئے سجدہ کرتے ہیں۔

وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ یَسْجُدَانِ۔ رحمن ⑥ سبزے اور درخت سجدہ کرتے ہیں۔

رہ گیا یہ کہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ سورج غروب کے وقت بھی آسمان میں رہتا ہے۔ اگر زیر عرش سجدہ کرنے جاتا تو اتنی دیر نظر سے غائب ہونا ضروری ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سورج بہت تیزی سے زیر عرش جاتا ہے اور آتا ہے، جس میں ہمارے منٹ سے بھی کم وقفہ ہوتا ہے۔ اور نظر کا قاعدہ ہے کہ جو چیز اس میں نظر آتی ہے وہ

عه ثانی تفسیر سورہ یٰس باب والشمس تجری لمستقر لها ص۷۰۹ توحید باب وکان عرشه علی الماء ص۱۱۰۲ باب قول اللہ تعالیٰ تعرج الملٰئکة والروح الیه ص۱۱۰۵ مسلم ایمان۔ ابو داؤد۔ الحروف، ترمذی تفسیر۔ نسائی تفسیر۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

ئب ہونے کے بعد بھی کچھ دیر دکھائی دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لکڑی کے سرے میں آگ جلا کر گھمائیں تو گول دائرہ نظر آتا ہے سورج زیر عرش حاضر ہو کر سجدہ کر کے اتنی جلد واپس آجاتا ہے کہ جانے سے پہلے کا انعکاس نظروں میں باقی رہتا ہے کہ واپس آجاتا ہے۔ اس لئے ہمیں غائب محسوس نہیں ہوتا۔

بعض محققین کی رائے یہ ہے کہ اپنے جسم مثالی کے ساتھ زیر عرش سجدہ کرتا ہے مگر ہماری اس توجیہ کے بعد جسم مثالی کے قول کی حاجت نہیں۔

اس ارشاد سے کہ فرمایا۔ اور سورج اپنے مستقر کے لئے چلتا ہے۔ اور آیہ کریمہ کُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ سب ایک مدار میں تیرتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ چاند اور سورج خود حرکت کرتے ہیں۔ ان سب کی حرکت ذاتی ہے ایسا نہیں کہ یہ سب آسمانوں میں جڑے ہوئے ہیں۔ اور اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہو سکتے۔ آسمان حرکت کرتے ہیں۔ یہ سب انھیں کے تابع ہو کر حرکت کرتے نظر آتے ہیں۔

فلسفہ جدید بھی اگرچہ یہ تسلیم کرتا ہے کہ چاند اور سورج حرکت کرتے ہیں۔ مگر وہ سورج میں صرف ایک حرکت مانتے ہیں۔ سورج پچیس دن میں اپنا ایک دورہ پورا کر لیتا ہے۔ البتہ چاند میں دو حرکتیں مانتے ہیں۔ ایک ذاتی جو مغرب سے مشرق کی طرف ہوتی ہے۔ اس کی بدولت چاند گھٹتا بڑھتا ہے۔ اور غائب ہو جاتا ہے۔ دوسری زمین کے تابع ہو کر روزآنہ ہوتی ہے۔ یہ لوگ زمین کو متحرک مانتے ہیں اور چاند کا مرکز زمین کو قرار دیتے ہیں۔ آسمان کے منکر ہیں۔

مگر اسلامی نظریہ یہ ہے کہ آسمان ہے اور چاند و سورج ستارے سب آسمان کے نیچے ہیں۔ زمین و آسمان ساکن ہیں۔ ان میں کوئی حرکت نہیں۔ زمین ساکن ہے۔ اس موضوع پر مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے دو بہت اہم رسالے مطبوع ہیں۔ ایک نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان۔ اس میں قرآن مجید و آثار صحا سے ثابت فرمایا۔ کہ زمین و آسمان دونوں ساکن ہیں۔ دوسرا فوز مبین در رد حرکت زمین۔ اس میں دلائل عقلیہ سے ثابت فرمایا ہے۔ کہ فلسفہ جدید کا یہ ادعا کہ زمین حرکت کرتی ہے۔ باطل ہے۔ قابل دید رسالہ ہے۔

دن رات موسم کی تبدیلی۔ سب سورج کی حرکت کی وجہ سے ہے۔ سورج کی دو حرکتیں ہیں۔ ایک حمائلی۔ خط جدی جنوب سے خط سرطان شمال کی جانب بروج کے اندر اندر یہ سال بھر میں پوری ہوتی ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ سورج ۲۱؍ مارچ کو بیچو بیچ آسمان دائرہ معدل النہار پر برج حمل میں ہوتا ہے۔ اسے اعتدال ربیعی کہتے ہیں۔ پھر برج در برج طے کرتا ہوا جانب شمال سرکتا ہے اور ۲۳ ½ درجے طے کر کے ۲۱؍ جون کو خط سرطان پر پہنچتا ہے اسے انقلاب صیفی کہتے ہیں۔ پھر ۲۲؍ جون کو وہاں سے واپس ہونے لگتا ہے۔ اور برج در برج طے کرتا ہوا ۲۲؍ ستمبر کو دائرہ معدل النہار پر برج میزان میں داخل ہوتا ہے۔ اسے اعتدال خریفی کہتے ہیں۔ اس کے بعد جنوب کی طرف رخ کرتا ہے یہاں تک کہ ۲۲؍ دسمبر کو خط جدی پر پہنچتا ہے۔ اسے انقلاب شتوی کہتے ہیں۔

---

[1] اسلام اور چاند کا سفر

پر بھی معدل النہار سے ۲۳½ درجے جنوب میں ہے۔ برج حمل برج میزان ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ ایک ہمارے سر پر ہوگا تو دوسرا ہمارے پاؤں کے نیچے۔ ۲۱ مارچ کو بھی سورج دائرہ معدل النہار پر ہوتا ہے۔ مگر برج حمل میں اور ۲۲ ستمبر کو بھی دائرہ معدل النہار پر ہوتا ہے۔ مگر اس کے بالمقابل برج میزان میں۔ اس سے ظاہر ہوگیا کہ سورج کی یہ حرکت حائلی ہے۔

یہ حرکت اگرچہ ٹھیک خط مستقیم پر نہیں۔ سورج کی یہ حرکت مغرب سے مشرق کی جانب ہوتی ہے اسی حرکت کے نتیجے میں موسم کا تغیر و تبدل ہوتا ہے۔ سورج معدل النہار پر یا اس کے قریب ہوگا تو موسم معتدل اور دن رات تقریبًا برابر ہوں گے۔ معدل النہار سے جانب شمال جتنی دوری بڑھتی جائے گی گرمی زیادہ ہوتی جائے گی۔ اور جتنا جنوب کی طرف بڑھے گا سردی بڑھتی جائے گی۔

سورج کی دوسری حرکت یومیہ پورب سے پچھم کی طرف کی ہوتی ہے۔ چوبیس گھنٹے میں پوری ہوتی ہے اس کے نتیجے میں دن رات ہوتے ہیں۔

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَهُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ الرِّیَاحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ۔ اعراف ۵۷

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں جو کچھ آیا ہے۔ اللہ وہی ہے جو اس کی رحمت کے آگے مژدہ سناتی ہوئی ہوائیں بھیجتا ہے۔

سورۂ اسراء میں فرمایا۔ فَیُرْسِلَ عَلَیْکُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّیْحِ (۶۹) تو تم پر جہاز توڑنے والی ہوا بھیجے۔ قاصفا کے معنی بتائے۔ وہ ہوا جو ہر چیز کو توڑ دے۔ سورہ حجر میں فرمایا۔ وَاَرْسَلْنَا الرِّیَاحَ لَوَاقِحَ (۲۲) اور ہم نے بادلوں کو اٹھانے والی ہوائیں بھیجیں۔ اس میں لَوَاقِحَ تھا۔ اس کی تشریح فرمائی ملاقح ملقحۃ امام بخاری یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ لواقح مُلْقِحَۃٌ کی جمع ہے۔ جو لقح سے باب افعال کا اسم فاعل ہے۔ اور یہ نوادر سے ہے۔ اہل عرب کہتے ہیں۔ القح الفحل الناقۃ والریح السحاب ورياح لواقح۔ نر نے اونٹنی کو حاملہ کردیا اور ہوا نے بادل کو اور حاملہ ہوائیں۔ اس سے ظاہر ہوگیا کہ لواقح۔ کے معنی حاملہ کے ہیں۔ لیکن اس پر کچھ لوگوں کو کلام ہے وہ کہتے ہیں کہ لواقح لاقحۃ کی جمع ہے۔ جس کے معنی حمل والی کے ہیں۔

سورۂ بقرہ میں فرمایا۔ فَاَصَابَهَاۤ اِعْصَارٌ فِیْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ۔ (۲۶۶) تو اس پر ایک آتشین بگولا آیا جس سے وہ جل گئی۔ اعصار کے معنی بتاتے ہیں تیز ہوا جو زمین سے ستون کی طرح اٹھ کر آسمان کی طرف جاتی ہے۔ جس میں آگ ہو۔ آتشین بگولا۔ سورہ آل عمران میں فرمایا۔ کَمَثَلِ رِیْحٍ فِیْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَکَتْهُ (۱۱۷) ان کی مثل ایسی ہے جیسے وہ ہوا جس میں پالا ہو۔ ایسی قوم کی کھیتی پر پڑی جو اپنا ہی برا کرتے تھے تو اسے مار گئی۔ صِرٌّ کے معنی بتائے بَرْدٌ پالا۔ سورۂ اعراف (۵۷) سورہ فرقان (۴۸) سورۂ نمل (۶۳) ریاح کی صفت میں بشرا آیا تھا۔ اس کی تفسیر فرمائی متفرقا۔ یعنی جدا جدا۔

حدیث ۱۷۱۵

عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى مَخِيْلَةً فِي السَّمَاءِ أَقْبَلَ وَأَدْبَرَ

آسمان میں ایسا بادل دیکھتے جس سے پانی برسنے کے آثار ہوں۔ تو آگے چلتے پھر پیچھے آتے اندر آتے

وَدَخَلَ وَخَرَجَ وَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ فَإِذَا أَمْطَرَتِ السَّمَاءُ سُرِّيَ عَنْهُ

باہر نکلتے اور رخ انور کا رنگ بدل جاتا۔ اور جب برسنے لگتا تو یہ کیفیت دور ہو جاتی۔ ام المؤمنین

فَعَرَّفَتْهُ عَائِشَةُ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا

نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا۔ کیا خبر کہیں یہ ویسا ہی نہ ہو جیسے ایک قوم عاد نے جب عذاب

أَدْرِيْ لَعَلَّهُ كَمَا قَالَ قَوْمٌ فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا

کو بادل کی شکل میں آسمان کے کنارے پھیلا ہوا اپنی بستی کی طرف آتے دیکھا تو کہا۔ یہ ہم پر مینہ برسنے

عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ أَلِيْمٌ عہ

کو آرہا ہے۔ نہیں بلکہ یہ وہ ہے جس کی تم جلدی مچارہے تھے یہ آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔

تشریحات ۱۷۱۵ یمن میں حضر موت کے قریب ایک ریتلا میدان ہے یہیں ایک شہر احقاف واقع تھا یہاں قوم عاد رہتی تھی۔ یہ سام بن نوح کے بیٹے ارم کی اولاد تھی۔ ان کو عاد اولیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ انھیں کی نسل سے قوم ثمود ہے جسے عاد ثانیہ بھی کہتے ہیں لہ۔ ان کی ہدایت کے لئے حضرت ہود علیہ السلام ان کے ہم قوم مبعوث ہوئے۔ قوم عاد نے انھیں جھٹلایا۔ حضرت ہود نے انھیں ڈرایا کہ مجھ پر اگر ایمان نہیں لاؤگے تو عذاب الٰہی سے تباہ کر دیئے جاؤگے انھوں نے ڈھٹائی سے کہا۔ دھمکاتے کیا ہیں۔ اگر سچے ہیں تو عذاب لائیے۔ اس پر تیز آندھی کا عذاب آیا۔ آندھی آسمان کے افق پر اس طرح پھیل کر اٹھی جیسے بارش کا بادل اٹھتا ہے۔ حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا۔ دیکھو یہ عذاب آرہا ہے۔ اب بھی ایمان لاؤ۔ انھوں نے کہا۔ یہ بارش کا بادل ہے۔ ہم پر برسنے کے لئے آرہا ہے۔ حضرت ہود علیہ السلام نے پھر انھیں متنبہ کیا۔ اور فرمایا۔ یہ بادل نہیں۔ آندھی عذاب الٰہی ہے۔ یہ آندھی ان پر صفر کے آخری چہار شنبہ کی صبح سے مسلسل آٹھ دن سات راتیں۔ دوسرے چہار شنبہ کی شام تک چلتی رہی جس کے اثر سے اموال روئی کے گالوں کی طرح ہوا میں اڑنے لگے اور یہ آپس میں ٹکرا ٹکرا کر رہ جاتے۔ تیز آندھی کی وجہ سے ان کے پھیپھڑے پھٹ گئے۔ اور مر کر اس

عہ ثانی تفسیر سورہ احقاف ص۷۱۵ ترمذی نسائی تفسیر

لہ جلالین سورۂ والنجم ص۴۳۹

طرح پڑے سے تھے جیسے کھوکھلے کھجور کے درخت اکھڑ کر گرے رہتے ہوں۔ یہ آندھی پچھم طرف سے آئی تھی جسے دبور کہتے ہیں۔ حدیث گذر چکی۔ صبا سے میری مدد کی گئی۔ اور دبور سے عاد کو ہلاک کیا گیا۔ جب ہوا بادل کے ساتھ چلتی تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہی منظر یاد آجاتا۔ اور عظمت الٰہی کے اثر سے وہ اضطراب طاری ہو جاتا۔

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَابُ ذِکْرِ الْمَلٰئِکَۃِ ص ۴۵۵

فرشتوں کا تذکرہ۔

مَلَائِکَۃ۔ مَلَک کی جمع ہے۔ ابن سیدہ نے کہا۔ اصل میں مَلْأَکٌ تھا۔ جیسے شَمْأَلٌ کی جمع شَمَائِل۔ تخفیف کے لئے واحد میں ہمزہ کو حذف کر دیا گیا۔ اور جمع میں تانیث کی تا زائد ہے۔ سیبویہ اور جمہور نے کہا کہ یہ اَلُوکَۃ سے بنا ہے جس کے معنی پیغام رسانی کے ہیں۔ اس کی اصل مَأْلَکٌ ہے۔ خلاف قیاس قلب کر کے ہمزہ کی جگہ لام اور لام کی جگہ ہمزہ لائے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کی اصل مَلْکٌ ہے۔ بقوت پکڑنے کے معنی میں۔ ابن ابو عبیدہ نے کہا کہ اس میں میم فاء کلمہ ہے اور مُلْک سے بنا ہے۔ اس تقدیر پر ملائکہ فعائلہ کے وزن پر ہے۔ اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ اس کی جمع املاک افعال کے وزن پر بھی آئی ہے۔ حالانکہ جس کے ابتدا میں میم زائدہ ہو اس کی جمع افعال کے وزن پر نہیں آتی۔

فرشتے مستقل مخلوق ہیں۔ یہ نورانی لطیف جسم رکھتے ہیں۔ ان کی مخصوص ایک شکل ہے۔ مگر یہ قوت رکھتے ہیں کہ جو شکل چاہیں اختیار کر سکتے ہیں نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ سوتے ہیں۔ نہ اونگھتے ہیں نہ مرد ہیں نہ عورت۔ نہ یہ شادی بیاہ کرتے ہیں۔ نہ ان میں توالد و تناسل ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ تمام ملائکہ انبیاء کرام کی طرح معصوم ہیں۔ ہاروت ماروت کا جو قصہ تفاسیر وغیرہ میں مذکور ہے۔ وہ صحیح نہیں۔ یہ مختلف خدمات پر مامور ہیں۔ جس کی تفصیل قرآن و حدیث میں بکثرت ہے۔ ان کی تعداد اتنی ہے کہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام بخاری نے ملائکہ کو انبیائے کرام سے پہلے ذکر فرمایا۔ اس لئے کہ ان کی تخلیق پہلے ہوئی ہے۔ اور یہ اللہ عزوجل اور انبیائے کرام کے مابین واسطے ہیں۔ نیز اللہ عزوجل نے قرآن مجید کی متعدد آیات میں ان کا ذکر انبیاء کرام سے پہلے فرمایا ہے۔

۵۸۰ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ الْمَلٰئِکَۃُ۔

ت اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ سورہ والصّٰفّٰت میں جو آیا ہے۔ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ۔ بیشک پر پھیلائے ہوئے ہم (حکم کے منتظر ہیں) اس سے فرشتے مراد ہیں۔ یعنی یہ ان کا قول ہے۔

اس باب میں امام بخاری نے سب سے پہلے حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مطول ذکر فرمائی جو مفصل باب المعراج میں آئے گی۔ اس حدیث میں حضرت جبرئیل کا تذکرہ نام کے ساتھ صراحۃً ہے اور آسمانوں کے دربانوں کا بھی ذکر ہے نام نہیں۔ نیز یہ مذکور ہے کہ بیت المعمور میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جو ایک بار حاضری دے چکے وہ قیامت تک دوبارہ باریاب نہ ہوں گے۔

۵۸۱ ت عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ۔

امام حسن بصری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیت المعمور کے بارے میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

تشریحات ۵۸۱ صحیح یہ ہے کہ یہ تعلیق ہے۔ اور مرسل ہے۔ امام حسن بصری کا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔ امام بخاری اس تعلیق کے ذکر سے یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث معراج کو بیت المعمور کے ساتھ ابو سعید بن عروبہ اور ہشام دستوائی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے مگر ہمام بن یحییٰ نے اصل حدیث عن قتادہ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کیا۔ اور بیت المعمور کا حصہ عن قتادہ عن الحسن عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ؛ الگ روایت کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تعلیق کو حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں موصولا روایت کیا ہے۔ اور ان سے اسماعیلی اور ابو یعلی، بغوی نے روایت کیا۔

بیت معمور ساتویں آسمان میں زیر عرش کعبہ شریف کے محاذی خاص فرشتوں کی مخصوص عبادت گاہ اور ان کا قبلہ ہے۔ جیسے کعبہ اہل زمین کا ہے۔ ابن مردویہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ کہ آسمان میں ایک دریا ہے جس کا نام نہر الحیوان (دریائے حیات) ہے۔ جس میں حضرت جبرئیل روزانہ غوطہ لگاتے ہیں۔ اور نکل کر پر جھاڑتے ہیں۔ تو اس سے ستر ہزار قطرے گرتے ہیں ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے یہی روزانہ بیت المعمور میں جاتے ہیں۔ اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ مگر کوئی حرج نہیں فضائل میں مقبول ہے۔ بیت المعمور کہاں ہے۔ اس میں کئی اقوال ہیں۔ صحیح یہ ہے۔ کہ ساتویں آسمان میں زیر عرش ہے۔

حدیث معراج[لہ] بطریق ثابت بنانی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو مروی ہے اس میں یہ ہے۔ کہ حضرت

[لہ] مسند امام احمد جلد ثالث ص ۱۳۹ مسلم اول

سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں فرمایا۔ اذ ھو مستند الی البیت المعمور۔ وہ بیت المعمور سے ٹیک لگائے ہوئے ہیں۔ اور معراج کی تمام حدیثیں اس پر متفق ہیں۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ساتویں آسمان میں ملاقات ہوئی تھی۔

حدیث ۱۶۷۱

عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ
علیہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی اور وہ سچے ہیں اور ان کو سچا مانا جاتا ہے۔ کہ تمہارا مادہ خلقت تمہاری
الْمَصْدُوْقُ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهٗ فِيْ بَطْنِ أُمِّهٖ أَرْبَعِيْنَ
ماں کے پیٹ میں چالیس دن نطفہ کی شکل میں جمع رکھا جاتا ہے۔ پھر چالیس دن منجمد خون رہتا
يَوْمًا نُطْفَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِّثْلَ
ہے۔ پھر چالیس دن میں گوشت کا لوتھڑا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اللہ عزوجل کسی فرشتے
ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ مَلَكًا وَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ وَيُقَالُ لَهٗ اكْتُبْ
کو بھیجتا ہے۔ اور اسے چار باتوں کا حکم کیا جاتا ہے۔ اس کا عمل اس کی روزی اس کی
عَمَلَهٗ وَرِزْقَهٗ وَأَجَلَهٗ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَإِنَّ
عمر لکھ۔ یہ بھی لکھ کہ بدبخت ہے یا نیک بخت۔ پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔
الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ إِلَّا ذِرَاعٌ
تم میں سے ایک شخص عمل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اس کے اور جنت کے مابین صرف ایک
فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ كِتَابُهٗ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ حَتّٰى مَا
ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کا نوشتہ غالب آجاتا ہے اور وہ جہنمیوں کا عمل کرنے لگتا ہے اور ایک دوسرا
يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّارِ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ
شخص (برے) عمل کرتا رہتا ہے جب اس کے اور جہنم کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس
أَهْلِ الْجَنَّةِ عہ
پر نوشتہ غالب آجاتا ہے تو جنتیوں کا عمل کرنے لگتا ہے۔

عہ الانبیاء باب خلق آدم و ذریتہ ص ۴۶۹ ثانی القدر ص ۹۷۶ التوحید باب ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین ص ۱۱۱۰
مسلم قدر، ابو داؤد، ترمذی، قدر، ابن ماجہ السنۃ۔

تشریحات ۱۷۱۶

اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ جو دوسری جلد میں[1] گذر چکی ہے۔ یہ حدیث پندرہ[2] صحابہ سے مروی ہے۔ بخاری میں تین صحابہ سے مروی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سہل بن سعد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت سلیمان اعمش سے چالیس افراد نے روایت کیا ہے۔

ان احدکم۔ ان۔ ہمزہ کے فتحے کے ساتھ اس لئے کہ یہ حَدَّثَنَا۔ کا مفعول ثانی ہے اور کسرہ بھی درست علی سبیل حکایت۔ جمع کرنے سے مراد یہ ہے کہ رحم میں مرد عورت کی منتشر منی کو اکٹھا کر کے آپس میں ملا دیتا ہے۔

ثم یبعث اللہ ملکا۔ اللہ عزوجل نے رحم پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیا ہے۔ کہ جب نطفہ رحم میں پہنچ جاتا ہے۔ تو یہ فرشتہ اس نطفے کو ہتھیلی پر لے کر اللہ عزوجل سے دریافت کرتا ہے۔ اے پروردگار! مرد ہے یا عورت اس کا معاملہ کیا ہے۔ کہاں مرے گا۔ حکم ہوتا ہے۔ لوح محفوظ میں جاکر دیکھ لے۔ فرشتہ لوح محفوظ دیکھ کر اسی کے مطابق اس کی تخلیق کرتا ہے۔ اس پر اطبار کا بھی اتفاق ہے کہ چار مہینے میں اعضار مکمل ہو جاتے ہیں۔ چار ماہ ہونے پر بچے کے جسم میں روح آجاتی ہے۔ اطبا نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ سب سے پہلے دل کے مقام پر نقطے کا نشان پڑتا ہے۔ اور روح پڑنے کے بعد سب سے پہلے دل ہی حرکت کرتا ہے۔ مرتے وقت سب کے بعد اس کی حرکت بند ہوتی ہے۔

بخاری کی اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ فرشتہ تیسرے اربعین کے بعد جب وہ لوتھڑا بن چکتا ہے۔ اس وقت اس کے بارے میں وہ سب لکھتا ہے پھر روح پھونکی جاتی ہے لیکن مسلم کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ روح پھونکنے کے بعد یہ باتیں لکھی جاتی ہیں۔

علامہ نووی نے فرمایا کہ بقیہ احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پہلی اربعین کے بعد ہی فرشتہ آکر چاروں باتیں لکھ لیتا ہے۔ توجیہ میں فرمایا۔ ثم یبعث اللہ الملک۔ یہ ابتدائی جملہ پر معطوف ہے۔ یعنی یجمع احدکم پر اور بیچ میں جملہ معترضہ ہے۔ اب حدیث کی ترتیب یہ ہوئی۔ چالیس دن تک مرد و عورت کا مادہ ایک جگہ جمع رہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتہ بھیجتا ہے پھر وہ باذن الٰہی و با علام الٰہی ان چاروں باتوں کو لکھتا ہے۔ پھر وہ بستہ خون ہوتا ہے۔ پھر گوشت کا لوتھڑا۔ پھر روح پھونکی جاتی ہے۔ اخیر کی اربعین پوری ہوتے ہوتے اس کی خلقت تام ہو جاتی ہے۔ سارے اعضا بن چکتے ہیں۔ شکل و صورت حلیہ سب درست ہو چکتا ہے۔ مگر چونکہ اس میں جان نہیں اس لئے اسے گوشت کے ٹکڑے سے تعبیر فرمایا۔ امام قاضی عیاض وغیرہ نے فرمایا۔ کہ اس سلسلے میں جو احادیث کثیرہ آئی ہیں ان میں مختلف باتیں ہیں مگر ان سب کا حاصل یہ ہے۔ کہ نطفہ جب رحم میں پہنچتا ہے۔ اسی وقت سے فرشتہ اس میں باذن الٰہی درجہ بدرجہ تصرف شروع کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وضع حمل ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

[1] نزہۃ القاری ثانی ص ۲۴۰   [2] فتح الباری جلد حادی عشر ص ۴۷۹

باربع کلمات۔ بعض روایتوں میں، باربعۃ کلمات۔ حالانکہ کلمات مؤنث ہے۔ قاعدے کے اعتبار سے باربع۔ ہی چاہئے۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا۔ کہ معدود جب مبہم ہو تو عدد کی تذکیر اور تانیث دونوں جائز ہے۔ یہ چار چیزیں یہ ہیں۔ عمل، رزق، موت کا وقت بدبختی و نیک بختی۔

فان الرجل منکم۔ یہاں سے اخیر تک مرفوع ہے یا موقوف دونوں احتمال ہیں۔ یعنی یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ یا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔ علامہ ابن حجر نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ کہ یہ مرفوع ہے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

حدیث ۱۲۱۷

عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ
کی کہ فرمایا۔ کہ اللہ جب کسی بندے کو محبوب بنا لیتا ہے۔ تو جبرئیل سے فرماتا ہے۔ کہ اللہ نے فلاں بندے کو محبوب
نَادٰی جِبْرَئِيْلَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحْبِبْهُ فَيُحِبُّهٗ
بنا لیا تم بھی اس سے محبت کرو۔ تو جبرئیل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر جبرئیل آسمان والوں کو ندا دیتے
جِبْرَئِيْلُ فَيُنَادِیْ جِبْرَئِيْلُ فِیْ اَهْلِ السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ
ہیں کہ اللہ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے۔ تم لوگ بھی اس سے محبت کرو۔ تو آسمان والے اس
فَيُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ۔ عہ
سے محبت کرنے لگتے ہیں اس کے بعد زمین میں اس کو مقبولیت حاصل ہو جاتی ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تشریحات ۱۲۱۷ امام بخاری نے اس حدیث کو دو سندوں کے ساتھ یہاں ذکر کیا ہے۔ ایک بطریق محمد بن سلام یہ متصل ہے۔ دوسری بطریق ابو عاصم یہ معلق ہے پھر اسے کتاب الادب میں سند متصل کے ساتھ ذکر کیا۔ فرمایا۔ عَنْ عمر بن علی عن اَبی عاصم الخ۔ البتہ متن میں تھوڑا سا تغیر ہے۔ یہاں یہ ہے۔ نادیٰ جبرئیلَ ان اللّٰہ یحب فلانًا۔ بیشک اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے۔ اس کا مفاد یہ ہے یہ محبت دوامی اور استمراری ہے۔ جو ہمیشہ رہے گی اور کبھی ختم نہ ہوگی۔ اور کتاب الادب میں ہے۔ ان اللّٰہ قد احب فلانًا۔ بیشک اللہ نے فلاں کو محبوب بنا لیا۔ اس کا مفاد یہ ہے کہ محبوب بنا لینے کے بعد حضرت جبرئیل کو ندا فرماتا ہے۔ اور یہ محبت قطعی یقینی ہے اِنَّ اور قَدْ دو حرف تحقیق

عہ ثانی الادب باب المقۃ من اللّٰہ ص ۸۹۲ التوحید باب کلام الرب مع جبرئیل ص ۱۱۱۵

کے ساتھ ہے۔ یہ اس کی دلیل ہے کہ امام بخاری کبھی حدیث متصل کو کہیں بیچ کا واسطہ چھوڑ کر ذکر فرما دیتے ہیں۔

طیبی نے کہا امام بخاری نے یہ حدیث تو ذکر فرمائی جس میں اللہ عزوجل کے بندے کے ساتھ محبت کا ذکر ہے اور بغض والی حدیث نہیں ذکر فرمائی۔ اسماعیلی نے بطریق روح بن عبادہ ابن جریج سے روایت کیا۔ اللہ عزوجل جب کسی بندے کو مبغوض بنالیتا ہے۔ تو جبرئیل بھی اس سے بغض رکھنے لگتے ہیں۔ پھر آسمان میں ندا کر دیتے ہیں کہ بے شک اللہ فلاں کو مبغوض رکھتا ہے۔ تم لوگ بھی اس سے بغض رکھو۔ تو آسمان والے اس سے بغض رکھنے لگتے ہیں۔ پھر زمین میں اس سے بغض رکھا جانے لگتا ہے۔

اس محبت اور بغض کا سبب حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے۔ فرمایا۔ بندہ اللہ کی مرضی کی خواستگاری میں لگا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے اے جبرئیل! میرا فلاں بندہ میری رضا کا خواستگار ہے سنو میری رحمت اس پر غالب ہے[1]۔ (الحدیث) خود بخاری کتاب الرقاق میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔ بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں[2] الخ

القبول فی الارض۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی محبت عظمت اہل زمین کے دل میں ڈال دی جاتی ہے اس کی دو صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ پہلے عوام کالانعام کے دلوں میں محبت ہو پھر خواص تک پہنچے یا عوام ہی تک محدود ہو کر رہ جائے۔ یہ بارگاہ ایزدی میں مقبول ہونے کی دلیل نہیں۔ دوسرے پہلے خواص کے دل میں محبت ہو پھر خواص سے عوام تک پہنچے۔ یہ عند اللہ مقبول ہونے کی علامت ہے۔ یہی اس حدیث کا مفاد ہے۔

۱۷۱۸ حدیث

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرشتے
يَقُوْلُ إِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ وَهُوَ السَّحَابُ فَتَذْكُرُ
بادل میں اترتے ہیں۔ اور آسمان میں جس بات کا فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے
الْأَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ فَتَسْتَرِقُ الشَّيَاطِيْنُ السَّمْعَ فَتَسْمَعُهُ
اس کا تذکرہ کرتے ہیں تو شیاطین چوری سے سن لیتے ہیں اور اسے چپکے سے
فَتُوْحِيْهِ إِلَى الْكُهَّانِ فَيَكْذِبُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ مِنْ
کاہنوں تک پہنچا دیتے ہیں۔ کاہن اس کے ساتھ اپنی طرف سے سو

---

[1] فتح الباری جلد عاشر ص ۴۶۲

[2] باب التواضع ص ۹۶۳

عند انفسهم عه

جھوٹ ملا دیتے ہیں ۔

تشریحات

۱۷۱۸ یہ حدیث کتاب الطب وغیرہ میں ان الفاظ سے مروی ہے۔ کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کاہنوں کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا! وہ کچھ نہیں۔ اس پر لوگوں نے رض کیا۔ یارسول اللہ! کبھی کبھی وہ جو کچھ کہتے ہیں صحیح ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ صحیح ات وہ ہے کہ جن اچک کر اپنے ولی کے کان میں ڈال دیتے ہیں۔ جس میں وہ سو جھوٹ ملا لیتے ہیں۔ یہ سوال کرنے والے حضرت معاویہ بن حکم سلمی ہیں۔ مسلم میں انھیں سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! ہم کچھ کام جاہلیت یں کرتے تھے۔ کاہنوں کے پاس جاتے تھے۔ فرمایا مت جاؤ۔

کاہن۔ کا مصدر کہانت ہے۔ اس کے اصل معانی غیب دانی کا دعوی کرنا۔ علامہ ابن حجر نے ان کی چار قسمیں لکھی ہیں۔ اول جس کا کوئی جن مؤکل ہو وہ آسمان سے چوری چھپے فرشتوں کی باتیں سن کر اسے بتائے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد جب آسمان پر شیاطین کا داخلہ بند ہو گیا تو یہ قسم تقریبًا ختم ہو گئی۔ دوم کسی کے تابع کوئی جن ہے جو اسے دور نزدیک کی پوشیدہ باتیں بتائے۔ سوم کچھ انسانوں میں اللہ عزوجل ایسی قوت پیدا کر دیتا ہے اپنی ذکاوت سے اٹکل پچو باتیں بتاتے ہیں ان میں کچھ صحیح بھی ہو جاتی ہیں۔ چہارم تجربے اور قرائن سے پوشیدہ اوں کو بتانے والے۔ اسی میں منجم بھی داخل ہیں۔ علم نجوم حق ہے مگر اب اس کا سیکھنا منسوخ ہو گیا۔

رمل۔ کچھ مخصوص خطوط کھینچ کر پوشیدہ باتیں جاننا۔ یہ علم حق ہے۔ مسلم میں حضرت معاویہ بن حکم کی حدیث کے اخیر میں ہے۔ کہ انھوں نے یہ بھی سوال کیا تھا۔ ہم میں کچھ لوگ خط کھینچتے ہیں فرمایا۔ ایک نبی خط کھینچتے تھے۔ جس کا خط ان کے خط کے موافق ہو وہ صحیح ہے۔ یہ نبی حضرت دانیال علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔

العنان۔ عنان کے معنی بادل کے ہیں۔ جیسا کہ ھو السحاب بعض راویوں نے تفسیر کی ہے۔ وھو السحاب ارشاد اقدس نہیں۔ ادراج ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد آسمان ہو۔ اور یہی دوسری روایتوں کے مطابق ہے۔ مسلم کی یہ حدیث گذر چکی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ مجھ سے کچھ انصار نے بیا کیا۔ کہ ہم ایک رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے۔ کہ اچانک ایک تارا گرا اور روشنی پھیل گئی۔ حضور نے دریافت فرمایا۔ زمانہ جاہلیت میں جب اس طرح تارا ٹوٹتا تو تم لوگ کیا کہتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ ہم یہ کہتے تھے کہ آج کی رات کوئی بڑا آدمی پیدا ہوا ہے یا مرا ہے۔ فرمایا یہ تاروں کا ٹوٹنا کسی کے مرنے یا پیدائش پر نہیں ہوتا ہے۔ ہاں ہمارا پروردگار جب کوئی حکم دیتا ہے تو عرش اٹھانے والے فرشتے تسبیح پڑھتے ہیں پھر ان

عه باب صفة ابلیس وجنوده ص ۴۶۳ ـ ثانی ـ طب ـ باب الکهانة ص ۸۵۷ ـ الادب ـ باب قول الرجل للشی لیس بشی ص ۹۱۷ ـ التوحید ـ باب قرائة الفاجر والمنافق ص ۱۱۲۸ مسلم کهانة۔

له مسلم ثانی باب تحریم الکهانة ص ۲۳۳

کے قریب کے فرشتے تسبیح پڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ سلسلہ آسمان دنیا تک پہنچتا ہے۔ اب فرشتے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا۔ تو انھیں خبر دیتے ہیں۔ درجہ بدرجہ آسمان دنیا تک یہ سلسلہ پہنچتا ہے یہیں سے جن چوری سے سن لیتے ہیں۔ جب وہ جیسی بات تھی ویسی ہی بیان کرتے ہیں تو وہ صحیح ہوتی ہے۔ لیکن وہ کم و بیش کر دیتے ہیں۔

دوسرے ابواب کی روایتوں میں یہ ہے۔ کہ جن اپنے ولی کے کان میں ڈال دیتا ہے یہاں الفاظ مختلف ہیں کہیں فیقرھا۔ ہے۔ اور بعض روایتوں میں کقرقرۃ الدجاجۃ مرغی کی آواز کے مثل۔ اور بعض روایتوں میں فیقرفی اذنہ کما تقر القارورۃ۔ اس کے کان میں یوں ڈالتا ہے جیسے شیشی کی آواز۔ ان سب کا مفاد یہ ہے کہ شیاطین اپنے موکلین کے کانوں میں وہ باتیں مبہم طریقے سے اپنے مخصوص انداز میں ڈالتے ہیں۔ صاف صاف واضح الفاظ میں نہیں کہ جو سنے سمجھ لے۔ مائۃ کذبۃ۔ بطور مبالغہ ہے کہ بعض روایتوں میں اکثر من مائۃ کذبۃ۔ ہے۔

حدیث ۱۷۱۹

عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِحَسَّانَ اُهْجُهُمْ

وسلم نے حضرت حسان سے فرمایا۔ مشرکین کی ہجو کرو اور جبرئیل

اَوْ هَاجِهِمْ وَجِبْرِیْلُ مَعَكَ [عہ]

تمہارے ساتھ ہیں۔

تشریحات ۱۷۱۹

اس کے پہلے والی حدیث میں ہے۔ جو کتاب الصلوٰۃ میں گذر چکی ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسان سے فرمایا۔[لہ] اجب عنی اللھم ایدہ بروح القدس۔ میری طرف سے جواب دے۔ اے اللہ اس کی روح القدس کے ذریعہ مدد فرما۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ ہجو کرنے سے مراد جواب دینا ہے۔ وجہ یہ تھی کہ مشرکین مکہ مسلسل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجو کرتے تھے۔ اپنی بدذات لونڈیوں کو بیہودہ اشعار یاد کرا دیتے تھے۔ جسے وہ عیش و طرب کی محفلوں میں گاتی تھیں۔ اس پر وہ ارشاد ہوا۔ کہ اے حسان میری طرف سے جواب دو۔ اور ان کی بھی ہجو کرو۔

وہب نے اپنی جامع میں عبد الرزاق نے اپنے مصنف میں بطریق محمد بن سیرین روایت کیا۔ مشرکین نے

[عہ] ثانی مغازی باب مرجع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الاحزاب دو طریقے سے ص ۵۹۱ الادب باب ھجاء المشرکین ص ۹۰۹ مسلم فضائل نسائی فضائل مناقب۔

[لہ] نزہۃ القاری ثانی ص ۴۴۲

نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی ہجو کی۔ تو انصار کرام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ علی کو حکم دیں کہ وہ مشرکین کی ہجو کریں۔ فرمایا! جن لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے ہماری مدد کی ہے وہی اس کا بھی حق رکھتے ہیں۔ کہ اپنی زبانوں سے مدد کریں انصار سمجھ گئے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ چاہتے ہیں۔ کہ ہم اس خدمت کو بھی انجام دیں۔ تو حضرت حسان کے پاس کہلایا۔ وہ خوشی اور فخر کے ساتھ خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا۔ اگر صنعا اور بصرہ کے مابین جو کچھ ہے سب مل جاتا تو بھی مجھے اس خدمت سے زیادہ محبوب نہیں ہوتا۔ لیکن میں قریش کے بارے میں کچھ جانتا نہیں۔ اب حضرت ابو بکر کو حکم ہوا کہ انھیں قریش کے عیوب کرید کرید کر بتاؤ۔

کتاب الادب میں حدیث آرہی ہے کہ حضرت حسان نے از خود اجازت طلب کی تو فرمایا۔ میرے نسب کو کیا کروگے۔ عرض کیا۔ میں حضور کے نسب کو اس طرح بے داغ بچالوں گا جیسے گوندھے ہوئے آٹے میں سے بال کھینچ لیا جاتا ہے۔

حدیث ۱۷۲۰

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلَى الْغُبَارِ سَاطِعًا فِىْ زُقَاقِ بَنِىْ غَنْمٍ مَوْكِبِ جِبْرَئِيْلَ حِيْنَ سَارَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى بَنِىْ قُرَيْظَةَ۔ عہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ گویا میں بنی غنم کی گلیوں میں جبرئیل کی سواری سے غبار اٹھتا ہوا دیکھ رہا ہوں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنی قریظہ کی جانب تشریف لے گئے تھے۔

تشریحات ۱۷۲۰ ذکر الملائکۃ۔ میں زقاق کے بجائے سِكَّةٌ ہے۔ اس کے معنی گلی کے ہیں۔ بنی غنم خزرج کے مشہور قبیلے بنی نجار کی ایک شاخ کا نام ہے۔ اسی سے سیدنا حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ یہ عرب کے مشہور قبیلے بنی غنم کے علاوہ ہیں۔ یہ مدینہ طیبہ کے باشندے نہیں تھے۔

حدیث ۱۷۲۱

عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا۔ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا! اے عائشہ جبرئیل تم کو سلام کہہ رہے ہیں۔

عہ ثانی مغازی باب مرجع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الاحزاب ص۵۹۱ اول ذکر الملائکۃ ص۴۵

یقرأ علیک السلام فقالت و علیہ السلام و رحمة اللہ و برکاتہ تری
ام المؤمنین نے کہا اور ان پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ حضور
ما لا اری ترید النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عہ
وہ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھتے۔

تشریحات ۱۷۲۱ اس کے بالمقابل ام المؤمنین حضرت سیدہ خدیجة الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں وارد لہ ہے۔ کہ جبرئیل امین نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا۔ یا رسول اللہ یہ خدیجہ آگئی ہیں کھانے پینے کا سامان لے کر۔ یہ آجائیں تو انھیں ان کے رب کی جانب سے سلام کہدیں۔ اور انھیں جنت میں موتی کے ایسے گھر کی بشارت دیدیں جس میں نہ شور ہوگا نہ تکان۔ اس سے ان علماء نے استدلال فرمایا جو یہ فرماتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت خدیجة الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ام المؤمنین حضرت صدیقہ سے بھی افضل ہیں اس سلسلے میں ہم نے اپنا موقف جلد اول ۲ہ میں تحریر کر دیا ہے۔

حدیث ۱۷۲۲ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لجبریل
نے جبرئیل سے فرمایا۔ جتنا ہمارے پاس آتے ہیں اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے۔ ابن عباس
الا تزورنا اکثر مما تزورنا قال فنزلت۔ وما نتنزل الا بامر ربک
نے کہا۔ اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ ہم فرشتے نہیں اترتے مگر حضور کے رب کے حکم سے اسی
لہ ما بین ایدینا وما خلفنا عہ مریم (۶۴)
کا ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور اس کے درمیان ہے۔

تشریحات ۱۷۲۲ ایک بار جبرئیل امین چالیس دن حاضر نہیں ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ فرمایا۔ اے جبرئیل آپ اتنے عرصے کے بعد آئے کہ مجھے آپ کا اشتیاق ہو گیا عرض

عہ مناقب باب فضل عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا ص۵۳۲ ثانی الادب باب من دعا صاحبہ فنقص من اسمہ حرفا ص۹۱۵ الاستیذان باب تسلیم الرجال علی النساء ص۹۲۳ اذا قال فلان یقرؤک السلام ص۹۲۴ مسلم فضائل ۔ ترمذی مناقب ۔ نسائی تفسیر

عہ ثانی تفسیر سورہ مریم باب قولہ وما نتنزل الا بامر ربک ص۶۹۱ التوحید باب قولہ ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین ص۱۱۱۱ ۔ نسائی تفسیر ۔ لہ مناقب باب تزویج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدیجة ص۵۳۹ ۲ہ نزہة القاری ص۱۷۶-۷

ہا مجھے بھی آپ کا اشتیاق تھا۔ مگر میں مامور ہوں حکم ہوا۔ عرض کردوں۔ ہم حضور کے رب کے اذن ہی سے اترتے ہیں۔

اس آیت میں امر سے مراد اذن ہے۔ یا وحی۔ اور بہتر معنی عام مراد لینا ہے یعنی اللہ عزوجل ہم کو جب کسی کام کے ے بھیجتا ہے خواہ وہ وحی ہو خواہ کچھ اور۔ تب ہم آسمان سے اترتے ہیں۔

حدیث ۱۷۲۳

ثنی عُبَیدُ اللّٰہِ بنُ عَبدِ اللّٰہِ بنِ عُتبَۃَ بنِ مَسعُودٍ عَن ابنِ عَبّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُمَا قَالَ اَقرَأنِی جِبرِیلُ عَلٰی حَرفٍ فَلَم اَزَل اَستَزِیدُہٗ حَتّٰی انتَہٰی اِلٰی سَبعَۃِ اَحرُفٍ عہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے مجھے ایک حرف پڑھایا۔ میں ان سے زیادہ کو کہتا رہا۔ یہاں تک کہ سات رف تک نوبت پہنچی۔

تشریحات ۱۷۲۳ سات حرفوں سے کیا مراد ہے۔ اس میں دس قول ہیں۔ راجح یہ ہے کہ ان سے مراد لغات ہیں یا قراءتیں۔ اس پر بقدر ضرورت کلام پانچویں جلد میں گذر چکا ہے۔

باب اِذَا قَالَ اَحَدُکُم آمِین وَالمَلٰئِکَۃُ فِی السَّمَاءِ آمِین فَوَافَقَت اِحدٰہُمَا الاُخرٰی غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِہٖ ص۴۵۷

جب تم میں سے کسی نے آمین کہا اور فرشتوں نے آسمان میں آمین کہا۔ تو جس کا آمین پڑھنا فرشتوں کے موافق ہو گیا اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔

حدیث ۱۷۲۴

عَن عُبَیدِ اللّٰہِ بنِ عَبدِ اللّٰہِ اَنَّہٗ سَمِعَ ابنَ عَبّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُمَا یَقُولُ اِنَّ اَبَا طَلحَۃَ یَقُولُ سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ لَا تَدخُلُ المَلٰئِکَۃُ بَیتًا فِیہِ کَلبٌ وَّلَا صُورَۃُ تَمَاثِیلَ عہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہیں۔ کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو فرشتے نہیں جاتے۔

عہ ثانی فضائل القرآن۔ باب انزل القرآن علی سبعۃ احرف ص۷۴۶۔ مسلم الصلوۃ۔ عہ اذا وقع الذباب فی شراب احدکم فلیغمسہ ص۴۶۸ ثانی المغازی باب ص۵۷۰ اللباس باب التصاویر ص۸۸۰۔ مسلم لباس۔ ترمذی۔ استیذان۔

حدیث ۱۷۲۵

إنَّ بُسْرَ بنَ سَعِيدٍ حَدَّثَهُ أنَّ زَيْدَ بنَ خَالِدٍ الجُهَنِيَّ حَدَّثَهُ وَمَعَ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عُبَيْدُ اللهِ الخَوْلَانِيُّ الَّذِي كَانَ فِي حَجْرِ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمَا زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ أنَّ أبَا طَلْحَةَ حَدَّثَهُ أنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ المَلٰئِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ قَالَ بُسْرٌ فَمَرِضَ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ فَعُدْنَاهُ فَإذَا نَحْنُ فِي بَيْتِهِ بِسِتْرٍ فِيهِ تَصَاوِيرُ فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللهِ الخَوْلَانِيِّ أَلَمْ يُحَدِّثْنَا فِي التَّصَاوِيرِ فَقَالَ إلَّا رَقْمًا فِي ثَوْبٍ أَلَا سَمِعْتَهُ قُلْتُ لَا قَالَ بَلَى قَدْ ذَكَرَهُ ع۱

بسر بن سعید نے حدیث بیان کی کہ حضرت زید بن خالد جہنی نے ان سے حدیث بیان کی اور بسر بن سعید کے ساتھ عبید اللہ خولانی بھی تھے۔ جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفیقۂ حیات ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پرورش میں تھے۔ ان دونوں سے حضرت زید بن خالد نے حدیث بیان کی کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس گھر میں تصویر ہو فرشتے نہیں جاتے۔ بسر نے کہا اس کے بعد حضرت زید بن خالد بیمار پڑے تو ہم لوگ عیادت کے لئے گئے تو ان کے گھر ایک تصویر دار پردہ تھا۔ میں نے عبید اللہ خولانی سے کہا کیا انھوں نے تصویروں کے بارے میں ہم سے حدیث نہیں بیان کی ہے تو انھوں نے کہا اس کے ساتھ یہ بھی تو ہے مگر کپڑے میں چھپی ہو۔ کیا تم نے نہیں سنا، بسر نے کہا نہیں، عبید نے کہا۔ ہاں ذکر کیا ہے

حدیث ۱۷۲۶

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ وَعَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيلُ فَقَالَ إنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ ع۲

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا۔ جبریل نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آنے کا وعدہ کیا تھا مگر آئے نہیں (پوچھنے پر بتایا) کہ ہم لوگ اس گھر میں نہیں جاتے جس میں تصویر یا کتا ہو۔

تشریحات ۱۷۲۵

یہاں قصہ یہ ہے۔ کہ باب کا جو عنوان ہے۔ اذا قال احدکم آمین الحدیث یہ مستقل حدیث ہے۔ اور اسی سند کے ساتھ مروی ہے جو اس کے پہلے والی حدیث...

ع۱ ثانی اللباس باب التصاویر ص۸۸۱ مسلم لباس۔ نسائی زینت

ع۲ ثانی اللباس باب لا تدخل الملٰئکۃ بیتا فیہ صورۃ ص۸۸۱

الملٰئکۃ یتعاقبون ۔ کی ہے ۔ چنانچہ کتاب الصلوۃ میں بطریق عبداللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ابی الزناد ۔ مروی ہے ۔ اور یہاں بطریق ابو الیمان انا شعیب ثنا ابو الزناد ہے ۔ اس لئے یہاں پہلے باب کے ذ بہٰذا الاسناد ۔ یا ۔ وبہ قال وغیرہ ہونا چاہئے ۔ جیسا کہ اسماعیل نے کہا ہے ۔ ابوذر کی روایت میں ۔ باب ۔ نہیں ۔ لیکن ایسا کوئی کلمہ بھی نہیں جو یہ بتائے کہ یہ اسی سند کے ساتھ مروی ہے ۔ جو اس کے پہلے والی حدیث کی ہے ۔ یہ سب حدیثیں اصل باب ذکر الملٰئکۃ ۔ کے تحت ہیں ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں جو باب اذا وقع الذباب ۔ میں مذکور ہے ۔ صرف ولا صورۃ ہے ۔ تماثیل نہیں ۔ اسی طرح ۔ کتاب اللباس میں بصیغہ جمع کے ساتھ ۔ ولا تصاویر ۔ ہے ۔ اور مغازی میں لا صورۃ کے بعد یہ زائد ہے ۔ یرید صورۃ التماثیل التی فیہا الارواح ۔ مراد وہ تصویریں ہیں جن میں روحیں ہوں ۔

جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے ۔ خواہ وہ مجسم ہو خواہ کاغذ پر خواہ کپڑے پر خواہ کسی دھات کے پتر پر اور اس کو گھر میں رکھنا بھی حرام ہے ۔ اگر وہ فرش وغیرہ پر حقارت کے ساتھ نہ ہو ۔ یہ تصویریں خواہ ہاتھ سے بنائی گئی ہوں خواہ کیمرہ وغیرہ سے کیونکہ حرمت کی علت صورت سازی یعنی چہرے کی شبیہ بنانا ہے ۔ اسی طرح ویڈیو ، کیسٹ ، ٹیلی ویژن کے ذریعہ جو صورتیں نظر آتی ہیں ۔ وہ بھی حرام ہیں ۔ جس پر تفصیل گفتگو کتاب اللباس باب التصاویر میں ہوگی ۔

یہ کہنا کہ حرام صرف مجسمہ ہے ۔ کاغذ وغیرہ پر بنی ہوئی تصویریں حرام نہیں ۔ یا صرف ہاتھ سے بنائی ہوئی تصویریں حرام ہیں ۔ کیمرے وغیرہ سے بنی ہوئی نہیں ۔ غلط ہے ۔ تمثال کے معنی مطلق تصویر کے بھی ہیں ۔ جس پر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث دلیل ہے ۔ جو اس کے پہلے مذکور ہے ۔ جس میں یہ ہے ۔ وسادۃ فیہا تماثیل ۔ گدا جس میں تصویریں تھیں ۔ ظاہر ہے کہ تکیے یا گدے میں مجسمے کے ہونے کا سوال ہی نہیں ۔ فتح الباری میں ہے ۔ جمع تمثال وھو الشی المصور اعم من ان یکون شاخصا او نقشا او دھانا او نسیجا فی ثوب وفی روایۃ بکیر عند مسلم انہا نصبت سترا فیہ تصاویر ۔ (مسلم جلد ثانی ص ۲۰۱)

لا تدخل الملائکۃ ۔ امام نووی نے فرمایا ۔ کہ اس سے مراد ملائکہ رحمت و استغفار ہیں ۔ کیوں کہ کراماً کاتبین اور محافظین ہر وقت انسان کے ساتھ ہوتے ہیں ۔ کسی وقت جدا نہیں ہوتے ۔ اس حدیث میں کتے سے مراد وہ کتا ہے ۔ جس کا پالنا جائز نہیں ۔ حدیث گذر چکی کہ مویشی کھیت یا گھر وغیرہ کی حفاظت اور شکار کے لئے کتے پالنا جائز ہے ۔ صحیح یہی ہے کہ جن کتوں کا پالنا جائز ہے وہ اگر گھر میں ہوں ۔ یا تصویر حقارت کے ساتھ ہوں تو فرشتے گھر میں آتے ہیں ۔ ورنہ ان کو گھر میں رہنے دینا ممنوع ہوتا اس لئے کہ حدیث میں تصویر رکھنے کی ممانعت کی علت یہی ہے کہ فرشتے اندر نہیں آتے ۔

الا رقما فی ثوب۔ امام نووی نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ تصویریں ہیں جو غیر ذی روح کی ہوں مگر اس پر اشکال یہ ہے کہ غیر ذی روح کی تصویر مطلقاً جائز ہے خواہ کپڑے پر ہو یا کہیں بھی ہو۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ ارشاد ممانعت سے پہلے کا ہو۔ جیسا کہ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث[لہ] سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ تصویر دار پردے کو دیکھ کر فرمایا۔ قیامت کے دن سب سے سخت عذاب تصویر بنانے والوں پر ہوگا۔

اس حدیث میں پردے ہی کی تصویر کے بارے میں وہ ارشاد ہے۔ لیکن پھر یہ شبہ رہ جاتا ہے۔ کہ تاریخ معلوم نہیں۔ اس لئے ایک کو ناسخ دوسرے کو منسوخ نہیں کہا جا سکتا۔ اگرچہ ام المؤمنین کا واقعہ ایک قول کی بنا پر غزوہ تبوک سے واپسی پر پیش آیا تھا۔ مگر پھر بھی قطعی طور پر اسے ناسخ نہیں کہا جا سکتا اس لئے کہ یہ امکان ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بعد کی ہو۔ **اقول وھو المستعان**۔ اصل جواب یہ ہے کہ اب کپڑے پر تصویر کا مسئلہ حرمت و حلت کے مابین دائر ہوگیا۔ اور ایسے موقع پر ترجیح حرمت کو ہوگی۔

۱۷۲۷
حدیث

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
حضرت یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ قَالَ سُفْيٰنُ فِيْ
منبر پر یہ تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ اور جہنمی پکاریں گے اے مالک؟ سفیان نے کہا۔ عبداللہ
قِرَاءَةِ عَبْدِ اللّٰهِ وَنَادَوْا يَا مَالِ عہ
بن مسعود کی قرأت یا مالِ ہے۔

۱۷۲۷
تشریحات

کتاب التفسیر میں یہ زائد ہے۔ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ (۷۷) دوزخیوں کے قول کی حکایت ہے۔ کہ دوزخ میں عذاب کی شدت کی تاب نہ لا کر دوزخ کے خازن کو پکاریں گے۔ اے مالک تیرے رب کو چاہئے کہ ہمارا کام تمام کردے۔ وہ ایک ہزار سال کے بعد جواب دیں گے۔ تم ہمیشہ اسی میں رہوگے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت ترخیم کے ساتھ یا مالِ ہے۔ اور یہی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی ہے۔

۱۷۲۸
حدیث

ثَنِيْ عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
عروہ نے کہا۔ کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفیقۂ حیات

عہ باب صفۃ النار ص۴۶۲ ثانی تفسیر سورہ حم زخرف ص۷۱۳ مسلم الصلوٰۃ ابوداؤد۔ الحروف۔ نسائی۔ تفسیر حروف۔

لہ اللباس باب ما وطی من التصاویر ص۸۸۰۔

وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهُ اَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ

نے ان سے حدیث بیان کی۔ کہ انھوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا، حضور

اَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ اَشَدَّ عَلَيْكَ مِنْ يَوْمِ اُحُدٍ قَالَ لَقَدْ لَقِيْتُ

پر احد سے بھی زیادہ کوئی دن سخت آیا ہے۔ فرمایا مجھے تمہاری قوم سے جو تکلیفیں پہنچیں پہنچیں

مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيْتُ وَكَانَ اَشَدَّ مَا لَقِيْتُ مِنْهُمْ يَوْمَ

اور سب سے سخت یوم عقبہ تھا۔ جب میں نے اپنے آپ کو ابن عبد یالیل بن عبد کلال پر پیش کیا

الْعَقَبَةِ اِذْ عَرَضْتُ نَفْسِيْ عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيْلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ

تھا۔ اس نے میرا پیغام قبول نہیں کیا۔ میں غمزدہ واپس چلا آیا قرن الثعالب پر

يُجِبْنِيْ اِلٰى مَا اَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَهْمُوْمٌ عَلٰى وَجْهِيْ فَلَمْ اَسْتَفِقْ

پہنچا تو غم ہلکا ہوا۔ میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک بادل مجھ پر سایہ کیے ہوئے

اِلَّا وَاَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِيْ

ہے۔ اور اس میں جبریل ہیں۔ انھوں نے مجھے پکارا اور کہا۔ آپ کی قوم نے

فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِيْهَا جِبْرِيْلُ فَنَادَانِيْ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ

آپ سے جو کہا جو جواب دیا۔ اللہ نے سن لیا اور آپ کی خدمت میں پہاڑوں کے فرشتے کو

قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ اللّٰهُ اِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ

بھیجا ہے آپ جو چاہیں اسے حکم دیں۔ اب پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے پکارا۔

لِتَاْمُرَهٗ بِمَا شِئْتَ فِيْهِمْ فَنَادَانِيْ مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ

پہلے مجھ پر سلام کیا پھر عرض کیا۔ اے محمد! حضور کیا چاہتے ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو

قَالَ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ ذٰلِكَ فَمَا شِئْتَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اُطْبِقَ عَلَيْهِمُ

اخشبین پہاڑوں کو ان پر ڈھا دوں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں۔ بلکہ

الْاَخْشَبَيْنِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اَرْجُوْ اَنْ يُّخْرِجَ

مجھے امید ہے کہ اللہ عزوجل ان کی نسل سے ایسے لوگوں کو پیدا فرمائے گا جو صرف

اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَحْدَهٗ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا

اللہ عزوجل کی عبادت کریں گے۔ اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

ط ثانی التوحید۔ باب وکان اللہ سمیعا بصیرا ص ۱۰۹۹ نسائی نعوت

تشریحات ۱۷۲۸ **ابن عبد یالیل۔** اس کا نام کنانہ تھا۔ یہ طائف کے صف اول کے سرداروں میں تھا۔ ابن اسحاق اور ابن عقبہ نے کہا۔ کہ کنانہ بن عبد یالیل سنہ ۱۰ میں طائف کے وفد کے ساتھ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا۔ اسی بنا پر علامہ عبد البر نے الاستیعاب میں اسے صحابہ میں شمار کیا ہے۔ مگر امام علی بن مدینی نے فرمایا کہ طائف کے سب لوگ مشرف باسلام ہو گئے۔ مگر یہ محروم رہا۔ بھاگ کر روم چلا گیا اور وہیں مرا۔

قرن الثعالب۔ یہ مکہ معظمہ سے ایک دن کی مسافت پر ایک پہاڑی ہے۔ اسے قرن المنازل بھی کہتے ہیں۔ جو اہل نجد کی میقات ہے۔ جو بڑے پہاڑ سے کٹی ہوئی ہے۔ قابسی نے نقل کیا۔ کہ قرن رار کے سکون کے ساتھ۔ پہاڑی کے معنی میں ہے۔ اور قرن رار کے فتحے کے ساتھ اس کے قریب گذرنے والا راستہ۔

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال اور ابو طالب کے انتقال کے بعد بعثت کے دسویں سال مکہ والوں کے مسلسل انکار و متواتر ایذا رسانیوں سے بددل ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طائف تشریف لے گئے۔ کہ شاید یہ لوگ ایمان قبول کر لیں۔ طائف کے رؤسا میں یہ تین بھائی عبد یالیل، مسعود حبیب سب سے ممتاز تھے۔ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ اور اسلام کی دعوت دی۔ ان اشقیا نے جو گستاخانہ جوابات دیئے وہ عبرت انگیز ہیں۔ ایک نے کہا۔ اگر خدا نے تجھ کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ تو کعبے کا پردہ چاک کر رہا ہے دوسرے نے کہا۔ تیرے علاوہ خدا کو اور کوئی نہیں ملا۔ تیسرے نے کہا۔ میں کسی طرح تجھ سے بات نہیں کر سکتا۔ اگر تو سچا ہے۔ تو تجھ سے گفتگو کرنا بے ادبی ہے۔ اور اگر جھوٹا ہے تو اس قابل کہاں کہ تجھ سے بات کی جائے۔

ان بد طینتوں نے اسی پر بس نہیں کیا۔ بازاریوں کو اکسایا کہ ہنسی اڑائیں۔ بد قماش دو رویہ صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ ہر طرف سے پاؤں پر پتھر برسانے لگے۔ پاؤں لہو لہان ہو گیا۔ جب نڈھال ہو کر بیٹھ جاتے تو بازو پکڑ کر کھڑا کر دیتے۔ جب چلنے لگتے پھر پتھر برسانے لگتے۔ گالیاں دیتے تالیاں بجاتے آخر ایک انگور کے باغ میں پناہ لی۔ یہ باغ عتبہ بن ربیعہ کا تھا۔ اس نے اپنے غلام عُداس کے ذریعہ ایک کشتی میں رکھ کر انگور بھیجے۔[1]

الاخشبین۔ اخشب کے معنی کم گوشت والی مضبوط ہڈی ہے اس سے مراد جبل ابو قبیس ہے اور اس کے بالمقابل جو پہاڑ ہے وہ یا تو قیقعان ہے۔ یا اس کے قریب جو سرخ پہاڑ ہے وہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر حضور اجازت دیں تو ان دونوں پہاڑوں کو آپس میں چپکا دوں جس کے اندر اہل مکہ کچل کر رہ جائیں یا یہ کہ ان دونوں پہاڑوں کو ان کے سروں پر پٹک دوں جس کے نیچے دب کر رہ جائیں۔ مگر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ گوارا نہیں فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا انھیں رہنے دو مجھے امید ہے کہ ان کی نسل میری امت میں داخل ہو گی۔ اور یہی ہوا کہ سنہ ۹ میں سارا مکہ مشرف باسلام ہو گیا۔

حدیث ۱۷۲۹ ثنا ابو اسحٰق الشیبانی قال سألت زر بن حبیش رضی

ابو اسحٰق شیبانی نے کہا۔ میں نے زر بن حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا۔

---

[1] مدارج النبوۃ دوم ص ۵۰-۴۹

اللہ تعالیٰ عنہ عن قول اللہ عزوجل فکان قاب قوسین او ادنیٰ

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کے بارے میں فرمایا تو دو کمانوں کی مقدار قریب ہو گیا یا اس سے بھی کم

فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ، قال ثنا ابن مسعود انہ رأی جبرئیل

پھر اپنے بندے کی جانب وحی کی جو وحی کی تو انھوں نے کہا کہ ابن مسعود نے حدیث بیان کی کہ حضور

لہ ست مائۃ جناح عہ

نے جبرئیل کو دیکھا کہ ان کے چھ سو بازو ہیں۔

تشریحات ۱۷۲۹ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول یہ ہے۔ اس آیت میں قرب جبرئیل مراد ہے حالانکہ جبرئیل ہی قاصد بن کر حاضر ہوئے تھے۔ شروع ہی سے ساتھ تھے۔ اس کے ازالے کے لئے فرمایا۔ کہ جبرئیل امین کی اصل ملکوتی شکل سے قرب مراد ہے۔ اس تقدیر پر فاوحی کی ضمیر مستتر کا مرجع جبرئیل ہوں گے۔ جو شدید القویٰ سے مراد ہے اور عبدہ کی ضمیر مجرور متصل کا مرجع اللہ عزوجل ہے جو معہود فی الذہن ہے۔

لیکن صحیح اور راجح یہ ہے کہ یہاں قرب سے مراد قرب الٰہی ہے۔ اور فاوحی کی ضمیر مستتر اور عبدہ کی ضمیر مجرور متصل سب کا مرجع اللہ عزوجل ہے۔ علمہ شدید القویٰ۔ سے مراد اللہ عزوجل جیسا کہ امام حسن بصری نے فرمایا۔ اور اس کے بعد کہ تمام ضمیریں اسی طرف لوٹ رہی ہیں۔ اس میں ضمیروں کے مرجع میں انتشار نہیں۔ بخلاف پہلی صورت کے کہ عبدہ کی ضمیر کا مرجع متعین ہے۔ کہ اللہ عزوجل ہے اس میں انتشار مراجع ہے۔ نیز اضمار بغیر ذکر لازم آئے گا۔ اگرچہ اس کی تاویل یہ صحیح ہے۔ کہ اللہ عزوجل حاضر فی الذہن ہے۔ مگر تاویل خلاف ظاہر پر حمل کرنے کا نام ہے۔ اور جب کسی کلام کا ظاہر معنی درست ہو تو تاویل بلاضرورت ہے۔ اسی لئے راجح یہی ہے کہ فاستویٰ سے لے کر۔ الیٰ عبدہ۔ تک تمام ضمیروں کا مرجع شدید القویٰ ہے۔ جس سے مراد اللہ عزوجل ہے اب معنی یہ ہوئے۔ پھر وہ جلوہ قریب ہوا۔ پھر خود اتر آیا۔ یہاں تک کہ اس جلوے اور بندے میں دو کمانوں بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ اب اس نے اپنے بندے کی جانب وحی فرمائی جو فرمائی۔

حدیث ۱۷۳۰ عن علقمۃ عن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لقد رأی

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ آیہ کریمہ، بلاشبہ اس نے اپنے رب کی بڑی

من آیات ربہ الکبریٰ قال رأی رفرفا اخضر سد افق السماء عہ

بڑی نشانیاں دیکھیں۔ ان نشانیوں میں سے وہ سبز پڑا ہے جس نے آسمان کے کناروں کو ڈھک لیا تھا۔

عہ ثانی تفسیر سورہ والنجم باب فکان قاب قوسین او ادنیٰ باب فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ ص۷۲۰

عہ ثانی تفسیر سورہ والنجم باب لقد رأیٰ من آیات ربہ الکبریٰ ص۷۲۰

۱۷۳۰ **تشریحات** صحیح اور راجح یہ ہے کہ اس آیت میں آیات کبریٰ سے مراد وہ تمام عجائب و نوادر ہیں جنھیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج میں ملاحظہ فرمایا تھا۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ منقول ہے کہ اس سے مراد جبرئیل امین ہیں جو سبز حلے میں اپنی ملکوتی شکل میں جلوہ فرما تھے کہ ان کے چھ سو بازو تھے اور اتنے عظیم تھے کہ آسمان ان سے بھر گئے تھے۔

۱۷۳۱ **حدیث** اَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ
ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ جو یہ گمان کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ
مَنْ زَعَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَبَّهٗ فَقَدْ
تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اس نے بہت بڑی بات کہہ دی اور ہاں انھوں نے جبرئیل کو ان کی
اَعْظَمَ وَلٰكِنْ رَأٰى جِبْرَئِيْلَ فِيْ صُوْرَتِهٖ وَخَلْقِهٖ سَادًّا مَا بَيْنَ الْاُفُقِ
ملکوتی صورت اور خلقت میں دیکھا کر کنارۂ آسمان کے درمیانی حصے کو بھرے ہوئے تھے۔

۱۷۳۲ **حدیث** عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا
مسروق نے کہا۔ اس پر ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے میں نے عرض کیا
فَاَيْنَ قَوْلُهٗ ثُمَّ دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى قَالَتْ
پھر اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے۔ کہ فرمایا۔ پھر وہ قریب ہوا پھر خوب اتر آیا۔ پھر دونوں کے
ذٰلِكَ جِبْرَئِيْلُ كَانَ يَاْتِيْهِ فِيْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ وَاِنَّهٗ اَتَاهُ هٰذِهِ
درمیان دو کمان بلکہ اس سے کم فاصلہ رہ گیا۔ فرمایا یہ جبرئیل تھے۔ حضور کی خدمت اقدس میں انسانی شکل
الْمَرَّةَ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ هِيَ صُوْرَتُهٗ فَسَدَّ الْاُفُقَ عہ
میں حاضر ہوتے تھے۔ اور اس دفعہ اپنی اس صورت میں حاضر ہوئے جو ان کی ملکوتی ہے جس نے افق بھر دیا۔

۳۱-۱۷۳۲ **تشریحات** شب معراج حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کا دیدار فرمایا یا نہیں۔ یہ مسئلہ صحابہ کرام کے عہد مبارک سے مختلف فیہ چلا آ رہا ہے۔ حضرت عائشہ کا قول یہ ہے۔ کہ اللہ عزوجل کا دیدار نہیں فرمایا حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی ایک قول یہی منقول ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوذر اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قول یہ ہے کہ دیدار ہوا۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی ایک قول یہی مروی ہے۔ صحیح مختار اور جمہور سلف و خلف

عہ باب صفۃ النار ص ۳۶۲ تفسیر سورہ حم زخرف ص ۷۱۳ مسلم الصلوٰۃ۔ ابوداؤد الحروف نسائی تفسیر حروف۔

کا مذہب یہی ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج اللہ عزوجل کا دیدار فرمایا۔ کعب احبار امام حسن بصری امام احمد بن حنبل کا یہی مذہب ہے۔ امام ابوالحسن اشعری نے اسی کو اختیار فرمایا۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا اس موضوع پر ایک رسالہ بھی ہے۔ منبہ المنیۃ بوصول الحبیب الی العرش والرؤیۃ۔

امام احمد اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

ابن عساکر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو دولت کلام بخشی اور مجھے اپنا دیدار عطا فرمایا۔

یہی ابن عساکر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھے میرے رب نے فرمایا۔ میں نے ابراہیم کو اپنی دوستی دی اور موسیٰ سے کلام فرمایا۔ اور تمہیں اے محمد! مواجہہ بخشا۔

حدیث میں کفاحًا۔ کا لفظ ہے۔ مجمع بحار الانوار میں اس کے معنی یہ لکھے۔

ای مواجھۃ لیس بینھما حجاب ولا رسول۔ اس طرح آمنے سامنے ہونا کہ درمیان میں نہ پردہ ہو اور نہ کوئی پیغام بر۔

ابن مردویہ حضرت اسماء بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔ وہ کہتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ کا وصف بیان فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! حضور

ترمذی[1] میں حضرت امام شعبی سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرفہ میں کچھ دریافت کرنے کے لئے کعب احبار سے ملاقات کی۔ تو کعب نے اتنی بلند آواز میں تکبیر پڑھی کہ پہاڑ گونج اٹھے۔ ابن عباس نے کہا۔ ہم بنو ہاشم ہیں۔ اس پر کعب نے کہا۔ کہ اللہ عزوجل نے اپنی رویت اور اپنے کلام کو محمد اور موسیٰ کے مابین تقسیم فرما دیا۔ موسیٰ سے دوبار کلام فرمایا۔ اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دوبار دیکھا۔ مسروق نے کہا۔ میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔ اس پر ام المومنین نے فرمایا۔ تو نے ایسی بات کہی جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں نے عرض کیا ٹھہریے پھر میں نے یہ آیت تلاوت کی۔ لَقَدْ رَأٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى۔ تو فرمایا۔ یہ جبریل ہیں۔ جو تجھے یہ خبر دے کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔ تو اس نے بہت بڑا جھوٹ کہا۔ الحدیث

اسی[2] میں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بطریق عکرمہ مروی ہے۔ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔ کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا۔ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ۔ انعام (۱۰۳) آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور

---

[1] ثانی تفسیر سورہ والنجم ص ۱۶۰ [2] ایضاً ص ۱۶۱۔

وہ آنکھوں کا ادراک کرتا ہے۔ فرمایا تیرے لئے خرابی ہو۔ یہ اس وقت ہے جب وہ اپنے اس نور کی تجلی ڈالے جو اس کا نور ہے۔ اسی میں ابو سلمہ سے انھیں کا قول آیہ کریمہ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى اِلٰى۔ اَوْ اَدْنٰى۔ کی تفسیر میں مروی ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کو دیکھا۔ مسلم[1] میں بطریق محمد بن بشار اور بطریق حجاز بن شاعر عبد اللہ شقیق سے مروی ہے۔ کہ میں نے حضرت ابوذر سے کہا اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی ہوتی تو پوچھا ہوتا۔ کیا حضور نے اپنے رب کو دیکھا۔ حضرت ابوذر نے کہا۔ میں نے پوچھا ہے۔ فرمایا میں نے نور دیکھا۔ اس کے پہلے بطریق ابو بکر بن شیبہ جو روایت انھیں کی اس میں یہ ہے کہ فرمایا۔ نور ہے۔ کہاں دیکھتا۔ اس روایت میں ہے کہ وہ نور ہے۔ اس میں دو احتمال ہے ایک یہ کہ اللہ عزوجل کا نور ہونا۔ بذریعہ وحی معلوم تھا۔ اس بنا پر فرمایا۔ دیکھ کر نہیں فرمایا۔ اس تقدیر پر دونوں روایتوں میں تعارض ہو جائے گا۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ جلوہ دیکھا اور دیکھ کر جانا کہ وہ نور ہے۔ اس تقدیر کو دونوں روایتوں میں مطابقت ہو جائے گی۔ اب آگے جو فرمایا۔ انی اراہ۔ کہاں دیکھتا۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ یہ تو دیکھا کہ نور ہے۔ مگر اس کی تابانی کی وجہ سے اور مزید کچھ نہ دیکھ پایا۔ یعنی پوری ذات کا مشاہدہ نہ کر پایا۔

بزار[2] نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے نور اعظم کو دیکھا۔ اور یہ بالکل واضح ہے کہ نور اعظم جلوہ باری عز اسمہ ہی ہے۔ ابن اسحٰق نے روایت کی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کرایا۔ کیا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔ ابن عباس نے کہلایا۔ ہاں دیکھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس پر انکار نہیں فرمایا ان کا سکوت اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے اسے صحیح تسلیم کر لیا۔ اس لئے ان کا مذہب بھی یہی ہوا۔

لالکائی[3] نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔ یہ سات صحابہ کرام ہوئے۔ جن میں سے چھ نے صراحۃً رویت باری کو ذکر کیا۔ اور حضرت ابن عمر کے سکوت سے ثابت ہوا۔

امام عبد الرزاق نے حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقل کیا۔ کہ انھوں نے قسم کھا کر کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔ امام ابن خزیمہ نے حضرت عروہ بن زبیر سے بھی روایت کیا ہے۔ کہ ان کا قول بھی اثبات رویت ہے۔ اور جب ان کے سامنے ام المؤمنین کا انکار کا تذکرہ ہوتا تو ان پر سخت اعتراض کرتے، یہی حضرت ابن عباس کے تمام تلامذہ اور کعب احبار امام زہری اور ان کے تلمیذ معمر اور دوسرے بہت سے لوگوں کا مذہب ہے۔

نقاش نے حضرت امام احمد کا ارشاد ذکر کیا ہے۔ کہ فرمایا۔ میں ابن عباس کی حدیث کے مطابق کہتا ہوں۔ کہ اپنی آنکھ سے دیکھا۔ کہتے رہے یہاں تک کہ ان کی سانس ٹوٹ گئی۔ امام المتکلمین حضرت ابو الحسن اشعری کا بھی

---

[1] اول باب قولہ ولقد رآہ نزلۃ اخری ص ۹۹ [2] فتح الباری ثامن ص ۶۰۹ [3] عمدۃ القاری خامس عشر ص ۱۴۳

یہی مذہب ہے۔ انھوں نے یہ بھی فرمایا۔ کہ ہر وہ معجزہ جو کسی نبی کو دیا گیا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی دیا گیا۔ اس پر مزید رویت باری عطا فرمائی اور کسی کو عطا نہ ہوئی۔

پھر یہ اختلاف ہوا کہ چشم سر سے دیکھا کہ دل سے حضرت ابن عباس سے دونوں قول مروی ہیں۔ مسلم میں ہے کہ دل سے دیکھا۔ اس تقدیر پر حضرت ام المومنین اوران کے قول میں تعارض دفع کیا جاسکتا ہے۔ کہ ام المومنین چشم سے دیکھنے کی نفی کر رہی ہیں۔ اور ابن عباس رویت قلبی کو مانتے ہیں۔

ابن خزیمہ نے کتاب التوحید میں رویت بصری کے حق ہونے پر بہت طویل کلام کیا ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف منسوب دونوں اقوال میں یہ تطبیق دی ہے کہ دو مرتبہ دیدار ہوا۔ ایک مرتبہ چشم سر اور ایک مرتبہ دل سے۔

مگر اس خادم کی معلومات کے مطابق حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مذہب صحیح وراجح یہی ہے کہ چشم سر سے دیکھا۔ اس لئے کہ آیہ کریمہ۔ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْیَا الَّتِیْ اَرَیْنٰکَ اِلَّا فِتْنَۃً لِّلنَّاسِ — بنی اسرائیل۔ اور اے نبی ہم نے تم کو جو جلوہ دکھایا تھا وہ لوگوں کے لئے آزمائش ہے۔ کی تفسیر حضرت ابن عباس ہی سے مروی ہے رؤیۃ عین لا رؤیۃ قلب۔ یہ جلوہ چشم سر سے تھا نہ کہ دل سے۔

ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں عکرمہ اور ضحاک حضرت ابن عباس کی ایک طویل حدیث ذکر کیا۔ جس کے اخیر میں ہے۔ جب میرے رب نے اپنی رویت سے مجھے اعزاز بخشا اس طرح کہ میری آنکھ میرے دل میں کر دیا۔ تو میری آنکھ نے اس کے نور کو اور عرش کے نور کو دیکھا۔

رہ گیا ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو فرمایا وہ ان کا اجتہاد ہے آیہ کریمہ۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ۔ کا مطلب انھوں نے یہ اخذ فرمایا۔ کہ اس سے مراد صرف دیکھنا ہے۔ اس لئے وہ فرمایا۔ لیکن یہاں مراد احاطہ ہے۔ اب اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اسے کوئی چیز احاطہ نہیں کر سکتی۔ وہ ہر چیز کو احاطہ فرمائے ہوئے ہے۔ اس سے مطلق رویت کی نفی لازم نہیں۔

لیکن علامہ ابن حجر نے اس پر یہ تعقب فرمایا ہے۔ کہ مسلم[1] میں مسروق سے ہے کہ میں نے ام المومنین سے عرض کیا۔ کیا اللہ عزوجل نے یہ نہیں فرمایا ہے۔ اور بلاشبہ انھوں نے اس کو افق اعلیٰ میں دیکھا اور فرمایا۔ اور بلاشبہ دوسری بار دیکھا۔ ام المومنین نے فرمایا۔ میں اس امت میں سب سے پہلی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا۔ یہ جبرئیل تھے۔ میں نے ان کو اس شکل میں جس میں وہ پیدا کئے گئے ہیں۔ ان دونوں مرتبے کے علاوہ کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے ان کو آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا۔ ان کے عظیم جسے نے آسمان وزمین کے درمیانی فضا کو بھر دیا۔

اقول وھو المستعان۔ اس خصوص میں روایات متعارض ہیں۔ اور کسی ایک کو ترجیح دینے کی کوشش

---

[1] اول ایمان باب قول اللہ عزوجل ولقد رآہ نزلۃ اخریٰ ص ۹۸

میں کوئی خاص فائدہ نہیں۔ نیز ترجیح و تزییف کی ضرورت وہاں پڑتی ہے۔ جہاں تطبیق ممکن نہ ہو۔ یہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ جبرئیل امین کو بھی ان کی خلقی ملکوتی شکل میں دیکھا اور اللہ عزوجل کا بھی دیدار کیا۔ دونوں میں منافات نہیں۔ ابتداء جبرئیل کو دیکھا ہو اور پھر دیدار الٰہی فرمایا ہو۔ فللہ الحجۃ البالغۃ۔

حدیث ۱۷۳۳

عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ
فرمایا۔ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے بستر کی جانب بلائے اور وہ انکار کرے جس پر شوہر غصے
اِلٰی فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلٰٓئِكَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ عہ
میں رات بسر کرے تو اس عورت پر صبح تک فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

تشریحات ۱۷۳۳

لیلا۔ یہ قید نہیں۔ بلکہ چونکہ اغلب و اکثر رات ہی کو یہ معاملہ ہوتا ہے۔ اس لئے اسے ذکر فرمایا ورنہ حکم عام ہے۔ خواہ دن کو بلائے خواہ رات کو۔ اسی طرح حتیٰ تصبح کا ذکر بھی۔ لیلا کی مناسبت سے ہے۔ مراد یہ ہے کہ جب تک راضی نہ ہو۔ جیسا کہ مسلم لے کی روایت میں یوں مذکور ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ کہ جو شخص بھی اپنی زوجہ کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کر دے تو جو لوگ آسمان میں ہیں۔ وہ اس سے ناراض رہیں گے۔ یہاں تک کہ اپنے شوہر کو راضی کرے۔ اس میں تعمیم ہے۔ نہ رات کا ذکر ہے نہ صبح کا۔ اسی لئے ابو زائدہ کی روایت میں حتیٰ ترجع۔ ہے۔

غضبان۔ یہ وعید اسی صورت میں ہے کہ شوہر اس پر اس کی اس حرکت سے ناراض ہو اور اگر شوہر ناراض نہیں ہوا تو یہ وعید نہیں۔

لعنتہا۔ لعنت کے حقیقی معنی رحمت سے دور کرنا ہے۔ جب اس کی اسناد اللہ عزوجل کی طرف ہو۔ اور اگر ملائکہ انسانوں کی طرف ہو تو مراد، اللہ کی رحمت سے دور کرنے کی دعا ہوتی ہے۔ عرف میں لعنت کبھی صرف گالی۔ اظہار خفگی، زجر و توبیخ کے لئے ہوتی ہے۔

جب تک کسی شخص کے بارے میں قطعی طور پر یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کفر کی حالت میں مرا ہے۔ اس پر لعنت کرنا جائز نہیں۔ اگرچہ بظاہر یہ معلوم ہو کہ وہ کافر مرا۔ اس لئے کہ ایمان یاس مقبول ہے ہو سکتا ہے کہ مرتے مرتے کفر سے توبہ کر لی ہو۔ کون قطعی یقینی طور پر کفر پر مرا ہے۔ یہ صرف اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

عہ ثانی النکاح۔ باب اذا باتت المرأۃ مہاجرۃ فراش زوجہا ص ۷۸۲ دو طریقے سے۔ مسلم نکاح۔ ابو داؤد نکاح۔ ملائکہ۔

لے اولی النکاح باب تحریم امتناعہا من فراش زوجہا ص ۴۶۴

WWW.NAFSEISLAM.COM

بتانے ہی سے معلوم ہوسکتا ہے۔ جیسے فرعون۔ ہامان۔ ابوجہل وغیرہ۔ لیکن احادیث پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی معصیت یا گناہ کرنے پر بلا تخصیص فرد مرتکبین پر لعنت جائز ہے۔ یہاں یہی صورت ہے۔ یا یہ کہ حکم مذکور ازقبیل وجن کے لئے ملائکہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

مسلم کی روایت فی السماء سے ظاہر ہے کہ یہ لعنت کرنے والے فرشتے ساکنان ملأ اعلیٰ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حدیث ۱۶۳۴

عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ ثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
ابوالعالیہ سے روایت ہے کہ مجھ سے تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا
وَسَلَّمَ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
کے صاحبزادے یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے
تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي مُوسٰى رَجُلًا آدَمَ
ہوئے یہ حدیث بیان فرمائی کہ حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ لیلۃ الاسراء میں میں نے موسیٰ علیہ السلام
طُوَالًا جَعْدًا كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَرَأَيْتُ عِيسٰى رَجُلًا
کو دیکھا گندمی رنگ دراز قد گھونگھریالے بال والے۔ یا گٹھیلے جسم والے تھے گویا وہ قبیلہ شنوءہ
مَرْبُوعًا مَرْبُوعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ سَبِطَ الرَّأْسِ وَرَأَيْتُ
کے فرد ہیں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا میانہ قد سفیدی میں سرخی جھلکتی ہوئی کھڑے بال والے اور
مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِي آيَاتٍ أَرَاهُنَّ اللّٰهُ إِيَّاهُ فَلَا
مالک جہنم کے خازن کو اور دجال کو دیکھا۔ ان نشانیوں میں جو اللہ عزوجل نے انھیں دکھائیں۔ آپ اس سے
تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ۔ قَالَ أَنَسٌ وَأَبُو بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
ملاقات میں شک نہ کریں۔ سجدہ (۲۳) حضرت انس اور ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی صلی اللہ تعالیٰ
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْرُسُ الْمَلَائِكَةُ الْمَدِينَةَ مِنَ الدَّجَّالِ عہ
علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے کہا۔ کہ فرمایا۔ فرشتے مدینے کی دجال سے حفاظت کرتے ہیں۔

تشریحات ۱۶۳۴

جعدًا۔ جعد کے معنی گھونگھریالے بال والے کے بھی ہیں۔ اور گٹھیلے بدن والے کے بھی چوں کہ کتاب الانبیاء میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت میں یہ ہے۔

عہ الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ وھل اتاک حدیث موسیٰ وکلم اللہ ص ۴۸۱ مسلم ایمان

فاذاھو ضرب رجل۔ وہ دبلے بدن کے سیدھے لٹکے ہوئے بال والے تھے۔ اس لئے یہاں جعد کے معنی گٹھیلے جسم والے کے ہیں۔ شنوءۃ۔ یمن کے ایک قبیلے کا نام ہے۔ اس کے افراد لمبے اور گٹھیلے جسم کے ہوتے ہیں۔ مربوع۔ کے معنی میانہ قد کے ہیں۔

بَابُ مَاجَاءَ فِی صِفَةِ الْجَنَّةِ وَاِنَّهَا مَخْلُوقَةٌ۔ ص ۴۵۹

جنت کے اوصاف کے بارے میں کیا آیا ہے اور یہ کہ وہ پیدا کی جا چکی ہے۔

توضیح اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ جنت اور دوزخ پیدا کی جا چکی ہیں۔ اور یہ کہ اس وقت بھی موجود ہیں۔ معتزلہ کہتے ہیں کہ ابھی پیدا نہیں کی گئی ہے۔ قیامت کے بعد پیدا کی جائیں گی۔ نیز کچھ ملحد مثلاً سرسید احمد[۱] بانی علی گڈھ یونیورسٹی یہ کہتے ہیں۔ کہ اپنی نیکیوں کو دیکھ کر خوش ہونے کا نام جنت ہے اور برائیوں کو دیکھ کر کڑھنے کا نام دوزخ ہے۔ اس کے قبل بھی بہت سے ملحدین کا یہی مذہب تھا۔ حتی کہ شبلی صاحب نے حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہ کی طرف اس کفر صریح کی نسبت کردی[۲] ہے۔ اس لئے امام بخاری نے خصوصیت سے یہ باب باندھا ہے۔

جنت کے اصل معنی گھنے باغ کے ہیں۔ جس میں گنجان درختوں کی شاخیں ایک دوسرے میں گتھی ہوں۔ جس کی وجہ سے اس میں دھوپ کا کم گذر ہوتا ہو اور سایہ زیادہ رہتا ہو۔ اسکا مادہ جَنّ۔ ہے جس کے معنی چھپانے کے ہیں۔ چونکہ اندھیرے میں چیز چھپ جاتی ہے۔ اسی سے مجنون بمعنی پاگل ہے۔ کیونکہ اس کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ اسی سے قرآن مجید میں ہے۔

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ انعام (۷۶)

جب ابراہیم پر رات نے اندھیری ڈالی۔

امام بخاری احادیث سے پہلے قرآن مجید میں جنت کے بارے میں جو خاص خاص باتیں مذکور ہیں ان کی تفسیر فرماتے ہیں۔ سورہ بقرہ میں فرمایا۔

كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوا هٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوا بِهٖ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ (۲۵)

جب بھی ان باغوں سے انھیں کھانے کو کچھ دیا جائے گا تو کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو پہلے ہمیں دیا گیا تھا۔ انھیں بظاہر ملتا جلتا دیا جائیگا اور ان کے لئے باغوں میں صاف ستھری بیبیاں ہیں۔

قَالَ اَبُو الْعَالِيَه۔ مطھرۃ من الحيضِ والبول والبزاق۔ ابو العالیہ نے کہا۔ یہ بیبیاں حیض، پیشاب اور تھوک سے پاک ہوں گی۔ قتادہ کی روایت یہ ہے۔ گندگی، گناہ سے بھی پاک ہوں گی۔

كُلَّمَا رُزِقُوا اُتُوا بِالشَّيْءِ ثُمَّ اُتُوا بِاٰخَرَ قَالُوا هٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ

جب کبھی ان کو کچھ دیا جائے یعنی ایک بار پھر دوبارہ دیا جائے گا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے۔ جو پہلے ہمیں

---

[۱] تفسیر القرآن سرسید

[۲] الکلام

أُوتِينَا مِنْ قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا يُشْبِهُ بَعْضُهُ بَعْضًا وَيَخْتَلِفُ فِي الطَّعْمِ۔
دیا گیا تھا۔ انھیں بظاہر ملتا جلتا دیا جائیگا کہ ایک جیسا ہوگا مگر مزے میں بدلا ہوگا۔

قُطُوفُهَا يَقْطِفُونَ كَيْفَ شَاءُوا دَانِيَةٌ   ان کے خوشے قریب ہوں گے جب چاہیں توڑ لیں گے۔
قَرِيبَةٌ الْأَرَائِكُ السُّرُرُ   سورہ دہر   چارپائیاں۔
وَقَالَ الْحَسَنُ النَّضْرَةُ فِي الْوَجْهِ وَالسُّرُورُ فِي الْقَلْبِ۔ آیہ کریمہ۔ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا۔ دہر (۱۱) اور انھیں شگفتگی دی اور خوشی۔ کی تفسیر میں امام حسن بصری نے فرمایا۔ شگفتگی چہرے میں ہوتی ہے۔ اور خوشی دل میں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ سَلْسَبِيلًا۔ حَدِيدَةُ الْجِرْيَةِ۔ تیز بہنے والا۔ غَوْلٌ وجع بطن۔ پیٹ کی تکلیف۔ يُنْزَفُونَ لا تذهب عقولهم۔ ان کی عقلیں زائل نہ ہوں گی۔ یہ آیہ کریمہ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ۔ صٰفّٰت (۴۷) جنتی شراب میں نہ تو خمار ہے اور نہ اس سے ان کا سر پھرے۔ کی تفسیر ہے۔ غول کی تفسیر پیٹ کے درد کے ساتھ امام مجاہد سے مروی ہے، اور قتادہ نے کہا۔ کہ اس کے معنی دردِ سر کے ہیں۔ نیز نشے اور خمار کے بھی ہیں۔ اور یہی راجح ہے۔ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ دِهَاقًا مُمْتَلِئًا۔ بھرا ہوا۔ كَوَاعِبَ نَوَاهِدَ۔ ابھرے ہوئے پستانوں والیاں۔ کواعب کاعبة کی جمع اور نواهد ناهدة کی جمع۔ الرَّحِيقُ۔ الخمر۔ شراب التَّسْنِيمُ يعلوا شراب اهل الجنة۔ جو جنتیوں کی شراب کے اوپر ہوگی۔ سورہ مطففین، میں ہے۔ وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ (۲۸) اس کی ملونی تسنیم سے ہے جنتیوں کو مشک سے مہر بند رحیق نام کی شراب دی جائے گی جس میں تسنیم ملی ہوگی۔ جنتیوں کو تین قسم کی شرابیں ملیں گی۔ شراب طہور۔ جو نہروں میں بہ کر ہر جنتی کو جہاں رہیں گے وہیں پہنچ جایا کریں گی۔ دوسری رحیق مختوم۔ یہ دنیا میں شراب سے بچنے کا عوض ہے۔ تیسرے تسنیم جو جنت کے شرابوں میں سب سے اعلیٰ ہوگی۔ یہ عشق الٰہی و عشق رسول میں جگر سوختگان کو ملے گی۔ خِتَامُهُ طِينُهُ مِسْكٌ۔ جس سے ان پر مہر لگائی جائے گی وہ مشک ہے۔ بوتل پر لاکھ رکھ کر مہر کرتے ہیں۔ مگر رحیق کے برتن پر مشک رکھ کر مہر کی جائے گی۔ نَضَّاخَتَانِ فَيَّاضَتَانِ۔ اچھلتے ہوئے۔ يُقَالُ مَوْضُونَةٌ مَنْسُوجَةٌ مِنْهُ وَضِينُ النَّاقَةِ۔ بنی ہوئی یعنی یہ تخت سونے یا جواہرات سے مرصع ہوں گے۔ اسی سے ہے۔ وضين الناقة۔ اونٹنی کی جھول۔ والكوب ما لا اذن ولا عروة۔ پینے کا وہ برتن جس میں نہ ٹونٹی ہو نہ دستہ۔ والاباريق ذوات الآذان والعرى۔ اباريق۔ ابريق کی جمع۔ لوٹے جس میں ٹونٹی بھی اور دستہ بھی۔ عربا۔ مُثَقَّلَةٌ واحدها عروب مثل صبور وصبر يسميها اهل مكة العربة واهل المدينة الغنجة واهل العراق الشكلة۔ عربا۔ را کے ضمے کے ساتھ۔

اس کا واحد عروب ہے۔ جیسے صبور کی صبر۔ اسے اہل مکہ عربہ۔ اور اہل مدینہ غنجہ اور اہل عراق شکلہ کہتے ہیں۔

سورہ واقعہ میں ہے۔ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا (۳۶) (۳۷) ہم نے حوروں کو کنواری اور پرکشش محبت کرنے والی ہم عمر بنایا۔ اس کی امام بخاری نے تفسیر فرمائی۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ رَوْحٌ جَنَّةٌ وَّرَخَاءٌ وَالرَّيْحَانُ الرِّزْقُ۔ اور امام مجاہد نے کہا۔ روح کے معنی باغ اور آسودگی ہے۔ اور ریحان کے معنی روزی کے ہیں۔

سورہ واقعہ ہی میں فرمایا۔ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّةُ نَعِيْمٍ (۸۹) تو راحت اور پھول ہے اس کی تفسیر میں امام مجاہد کا وہ قول نقل فرمایا۔

وَالْمَنْضُوْدُ الْمَوْزُ۔ وَالْمَخْضُوْدُ الْمُوْقَرُ حَمْلًا وَّيُقَالُ اَيْضًا لَا شَوْكَ لَهٗ۔ اسی سورہ میں فرمایا۔ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ (۲۹) بے کانٹے کی بیری اور کیلے کے گچھے میں۔

امام بخاری یہ فرماتے ہیں کہ منضود کے معنی کیلے کے ہیں۔ اور مخضود کے معنی بھرا ہوا بوجھل ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ وہ درخت جس میں کانٹے نہ ہوں۔ والعرب المحببات الی ازواجھن۔ وہ عورتیں جو اپنے شوہروں سے محبت کرتی ہوں۔ وَيُقَالُ مَسْكُوْبٌ جَارٍ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ بعضها فوق بعض۔ مسکوب۔ کے معنی بہنے والا۔ اور فرش مرفوعة۔ سے مراد یہ ہے کہ ایک کے اوپر ایک۔ لغوًا باطلا تاثيمًا كذبا۔ لغو کے معنی بے کار اور تاثیم سے مراد جھوٹ ہے۔

افنان اغصان وجنا الجنتين دان ما يجتنى قريب مدهامتن سوداوان من الري۔ افنان کے معنی شاخیں ہیں۔ وجنا الجنتین دان۔ سے مراد یہ ہے۔ کہ اس کے پھل قریب ہیں۔ مدھامتن کے معنی کالے ہیں۔ سیرابی کی وجہ سے۔ سورہ رحمٰن۔

۱۷۳۵ ثَنَا اَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

حدیث حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ

روایت کیا۔ کہ فرمایا۔ میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو اکثر جنتی فقراء ہیں۔ اور جہنم

فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ ع

میں جھانک کر دیکھا تو اکثر جہنمی عورتیں ہیں۔

ع ثانی النکاح۔ باب کفران العشیر ص ۷۸۳ الرقاق باب فضل الفقر ص ۹۵۵ باب صفة اهل الجنة والنار ص ۹۶۹ مسلم، ترمذی، نسائی۔

تشریحات ۱۷۳۵ اس حدیث پر ایک شدید اشکال ہے ۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ جنت میں کوئی مرد بے عورت کے نہ ہوگا ۔ ہر مرد کو کم از کم دنیا کی دو عورتیں ملیں گی[1] اس کا حاصل یہ ہوا کہ جنت میں عورتیں کم از کم مردوں کی دونا ہوں گی ۔ امام حکیم ترمذی نے اس کا جواب یہ دیا کہ یہ حال ابتدا میں ہوگا ۔ کہ عورتیں جنت میں کم ہوں گی ۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے جنتیوں میں عورتوں کی کثرت ہو جائے گی ۔

اقول وھو المستعان ۔ یہاں تقابل اہل جنت اور اہل دوزخ کا نہیں ۔ بلکہ جنت جنتیوں کی تعداد کے اعتبار سے فرمایا گیا ۔ کہ اکثر جنتی فقرا ہیں اور دوزخیوں کی تعداد کے لحاظ سے فرمایا گیا ۔ کہ ان میں اکثر عورتیں ہیں ۔ یہ اس کے منافی نہیں کہ جنت میں مردوں سے زیادہ عورتیں ہوں گی ۔ نیز ایک حدیث میں ہے ایک کروڑ افراد میں سے صرف ایک جنت میں داخل ہوگا ۔ اس تناسب سے دیکھا جائے تو بالکل واضح ہے ۔ کہ جہنم میں بہ نسبت جنت کے عورتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے ۔ ترمذی[2] میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ تم مشرکین کے مقابلے میں ایسے ہو جیسے کالے بیل میں ایک سفید بال یا سرخ بیل میں ایک کالا بال ۔

حدیث ۱۷۳۶ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَىٰ جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ قَالُوا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا[1] فَبَكَىٰ عُمَرُ فَقَالَ أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ۔ ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے ۔ کہ فرمایا ۔ میں سو رہا تھا کہ اپنے کو جنت میں دیکھا ۔ میری نظر ایک عورت پر پڑی جو ایک محل کے کنارے وضو کر رہی تھی ۔ میں نے پوچھا ۔ یہ محل کس کا ہے ۔ لوگوں نے بتایا عمر کا ہے ۔ تو مجھے ان کی غیرت یاد آگئی اور میں واپس چلا آیا ۔ یہ سن کر عمر روئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ! کیا آپ پر غیرت کروں گا ۔

تشریحات ۱۷۳۶ ترمذی[3] میں یہ ہے ۔ کہ میں نے سونے کا ایک محل دیکھا ۔ فضائل میں یہ ہے ۔ کہ میں نے ایک محل میں دیکھا ۔ جس کے صحن میں ایک چھوٹی عمر کی عورت وضو کر رہی تھی ۔ کتاب النکاح میں حضرت

---

[1] مسلم ثانی کتاب الجنۃ ص۳۷۹ ۔ [2] ثانی صفۃ الجنۃ باب صفۃ اھل الجنۃ ص۶۸

[1] عنہ مناقب ۔ باب مناقب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص۵۲۰ ثانی النکاح باب الغیرۃ ص۷۸۶ التعبیر باب القصر فی المنام ۔ باب الوضوء فی المنام ص۱۰۴۰ ابن ماجہ [3] ترمذی ثانی مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص۲۰۹

جابر کی حدیث میں یہ ہے۔ کہ میں نے چاہا کہ اس محل میں داخل ہوں تو تمہاری غیرت یاد آگئی۔ اسی میں حضرت ابو ہریرہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمر اس مجلس میں تھے۔ عرض میں یہ زائد ہے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا آپ پر غیرت کروں گا۔

تتوضأ۔ جنت میں کوئی عبادت کا مکلف نہ ہوگا۔ پھر یہ وضو کاہے کے لئے تھا۔ شارحین نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق اس کی توجیہیں کی ہیں۔ اس خادم کا ذوق یہ ہے۔ مکلف نہ ہونے کو یہ لازم نہیں کہ جنتی کوئی عبادت نہ کریں۔ بغیر فرض کے بطور تشکر عبادت کریں۔ تو کیا استحالہ ہے۔ علاوہ ازیں عارفان حق آگاہ کو ذکر الٰہی میں روحانی لذت ملتی ہے۔ اس کے لئے بھی عبادت کر سکتے ہیں۔

ذکرک للمشتاق خیر شراب ٭ وکل شراب دونه کسراب۔ تیرا تذکرہ شائقین کے لئے سب سے عمدہ شراب ہے۔ اور ہر شراب اس کے سوا سراب ہے۔ احادیث میں ہے کہ تسبیح، تحمید، تکبیر جنتیوں کے دل میں ڈال دی جائے گی۔[له] ابھی بخاری میں حدیث آرہی ہے۔ کہ جنتی صبح وشام اللہ کی تسبیح کریں گے۔

۱۷۳۷ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَیْسٍ الْاَشْعَرِیِّ عَنْ

حدیث حضرت عبد اللہ بن قیس اشعری (ابو موسیٰ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَیْمَةُ دُرَّةٌ مُجَوَّفَةٌ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا (جنت میں) خولدار موتی کا ایک خیمہ ہے جس کی بلندی تیس میل ہے۔

طُوْلُهَا فِی السَّمَاءِ ثَلٰثُوْنَ مِیْلًا فِیْ کُلِّ زَاوِیَةٍ مِنْهَا لِلْمُؤْمِنِ مِنْ اَهْلٍ

اس کے ہر کونے میں مومن کے لئے ایک بیوی ہے جسے دوسری بیبیاں نہیں دیکھ پائیں۔ اور

لَا یَرَاهُمُ الْاٰخَرُوْنَ۔ وَقَالَ اَبُوْ عَبْدِ الصَّمَدِ وَالْحَارِثُ بْنُ

ابو عبد الصمد اور حارث بن عبید نے ابو عمران سے جو روایت کی ہے اس میں یہ

عُبَیْدٍ عَنْ اَبِیْ عِمْرَانَ سِتُّوْنَ مِیْلًا[عه]

ہے کہ بلندی ساٹھ میل ہوگی۔

تشریحات ۱۷۳۷ کتاب التفسیر میں ہے۔ کہ اس کی چوڑائی ساٹھ میل ہے۔ اخیر میں ہے کہ ان بیبیوں کے پاس مومن جائیں گے۔ یہاں کی روایت اور تفسیر کی روایت میں یہ تطبیق ہے کہ بلندی تیس میل ہوگی اور چوڑائی ساٹھ میل۔ مگر مسلم میں بطریق ہمام جو روایت ہے۔ اس میں یہی ہے کہ اس کی لمبائی

[عه] ثانی تفسیر سورہ رحمٰن باب حور مقصورات فی الخیام ص۷۲۴ مسلم صفة الجنة۔ ترمذی نسائی تفسیر۔

[له] مسلم ثانی کتاب الجنة ص۳۷۹۔

اور بلندی ساٹھ میل ہے۔ لیکن بطریق ابو عبد الصمد کی روایت یہی ہے کہ اس کا عرض ساٹھ میل ہے۔ علامہ نووی نے تطبیق دی کہ اس خیمے کا طول و عرض برابر رہے گا۔ ہوسکتا ہے یہ خیمے مختلف سائز کے ہوں۔ کچھ ساٹھ میل لمبے اور ساٹھ میل چوڑے اور کچھ ساٹھ میل لمبے اور تیس میل چوڑے۔

حدیث ۱۷۳۸

عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ
نے فرمایا۔ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔ میں نے اپنے بندوں کے لئے ایسی چیزیں مہیا کر رکھی
وَتَعَالٰی اَعْدَدْتُّ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ
ہیں۔ جنھیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے۔ نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال
سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ اِقْرَأُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ
گذرا ہے۔ اگر چاہو تو پڑھو۔ کہ فرمایا۔ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈی کرنے والی جو چیزیں ہم نے چھپا
مَّا اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ عہ
رکھی ہیں۔ انھیں کوئی نہیں جانتا۔ سجدہ (۱۷)

تشریحات ۱۷۳۸ واقرأوا ان شئتم۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔ جیسا کہ تفسیر میں ہے قال ابو ھُرَیْرَۃَ۔ اقرأوا۔ نیز اسی میں اخیر میں یہ زائد ہے۔ ذخرا من بلہ ما اطلعتم علیہ۔ یعنی میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ذخیرے مہیا کر رکھے ہیں۔ ان کے سوا جن پر تم کو اطلاع (قرآن و حدیث میں) دی گئی ہے۔ اس عبارت میں۔ ذخرا۔ اعددت کا مفعول بہ ہے۔ بَلْہَ اسم فعل دع کے معنی میں ہے۔ مگر یہاں غیر کے معنی میں ہے۔ اسی لئے اس پر من داخل ہوا ہے۔

حدیث ۱۷۳۹

عَنْ ھَمَّامِ بْنِ مُنَبِّہٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ زُمْرَۃٍ تَلِجُ
نے فرمایا پہلا گروہ جو جنت میں جائے گا ان کی صورت چودھویں کے چاند کی طرح چمکتی

عہ ثانی تفسیر سورہ تنزیل السجدہ ص۷۰۴ تین طریقے سے۔ التوحید باب قول اللہ تعالیٰ یریدون ان یبدلوا کلام اللہ ص۱۱۱۶ مسلم صفۃ الجنۃ۔ ترمذی تفسیر۔

الجَنَّةَ صُوْرَتُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، لَا يَبْصُقُوْنَ فِيْهَا

ہوگی۔ نہ انھیں تھوک ہوگا۔ نہ کھنکار۔ اور نہ پیشاب پاخانہ۔ جنت میں ان کے برتن

وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ آنِيَتُهُمْ فِيْهَا الذَّهَبُ وَاَمْشَاطُهُمْ

سونے کے ہوں گے اور ان کے کنگھے سونے چاندی کے۔ ان کی انگیٹھیوں میں عود

مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَجَامِرُهُمُ الْاَلُوَّةُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ

سلگے گی اور ان کا پسینہ مشک کی طرح خوشبودار ہوگا۔ ہر ایک کی دو بیبیاں ہوں گی

لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ

اتنی حسین کہ ان کی پنڈلیوں کے مغز گوشت کے اوپر سے دکھائی دیں گے۔

الْحُسْنِ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ قُلُوْبُهُمْ قَلْبٌ وَّاحِدٌ

ان میں نہ کوئی اختلاف ہوگا اور نہ بغض۔ ان سب کے دل ایک ہوں گے۔

يُسَبِّحُوْنَ اللهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا عہ

صبح و شام اللہ کی تسبیح کریں گے۔

۱۷۳۹

تشریحات

اس کے بعد جو روایت بطریق اعرج ہے۔ اس میں یہ زائد ہے۔ اور ان (پہلے گروہ) کے پیچھے والوں کی صورت سب سے زیادہ روشن ستارے کے مثل ہوگی۔ تیسری روایت جو بطریق عبدالرحمن بن عمرہ ہے اس میں یہ ہے۔ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ اِضَاءَةً۔ دوسرے گروہ کی صورت آسمان میں سب سے زیادہ روشن ستارے کے مثل۔ اور یہ بھی زائد ہے۔ لا یسقمون بیمار نہیں پڑیں گے۔ اور کچھ ردوبدل ہے۔ اس میں ہے کہ ان کے برتن سونے چاندی کے اور کنگھے سونے کے ہوں گے۔

يُسَبِّحُوْنَ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں جنتیوں پر اگرچہ کوئی چیز واجب فرض نہیں مگر بطور تشکر یا روحانی تلذذ، جنتی ذکر الٰہی کریں گے۔

قال مجاهد۔ امام مجاہد نے کہا۔ ابکار۔ شروع فجر۔ اور عشی۔ سورج ڈھلنے سے غروب ہونے تک بکرۃ صبح صادق طلوع ہونے سے لے کر سورج نکلنے تک کو کہتے ہیں۔ طبری نے کہا۔ ابکار مصدر ہے بولتے ہیں۔ ابکر فلان فی حاجتہ یبکر ابکارا۔ جب صبح صادق طلوع سے لے کر چاشت کے وقت تک کسی ضرورت سے جائے۔

عہ اسی سے متصل پھر سات حدیث کے بعد۔ الانبیاء باب خلق آدم ص ۴۶۸ ترمذی صفۃ الجنۃ۔

حدیث ۱۷۴۰

عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ
حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا۔ کہ
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیَدْخُلَنَّ الْجَنَّۃَ مِنْ
میری امت سے جنت میں ستر ہزار یا سات لاکھ داخل ہوں گے۔ ان کے اگلے اس
اُمَّتِیْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا اَوْ سَبْعُ مِائَۃِ اَلْفٍ لَا یَدْخُلُ اَوَّلُهُمْ حَتّٰی یَدْخُلَ
وقت تک داخل نہ ہوں گے جب تک پچھلے بھی نہ داخل ہو لیں گے۔ ان کے چہرے
آخِرُهُمْ وُجُوْهُهُمْ عَلٰی صُوْرَۃِ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ عہ
چودھویں کے چاند کے مثل ہوں گے۔

تشریحات ۱۷۴۰

کتاب الرقاق میں یہ زائد ہے۔ کہ یَتَمَاسَکُوْنَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بَعْضًا۔ ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے۔ ستر ہزار یا سات لاکھ۔ یہ شک حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا ہے۔ صحیح ستر ہزار ہے۔ جیسا کہ مسلم میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے۔ نیز ترمذی میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ سے میرے رب نے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ میری امت سے ستر ہزار کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ جن کا نہ حساب ہوگا اور نہ جن پر عذاب ہوگا۔ اور ہر ہزار کے ساتھ مزید ستر ہزار ہوں گے۔ اور تین حثیہ میرے رب کے حثیے سے۔ حثیہ کے معنی لپ کے ہیں۔ اور لپ کے لئے ہاتھ ہونا لازم ہے۔ اللہ عزوجل ہاتھ پاؤں جوارح سے منزہ ہے۔ اس لئے یہ متشابہات سے ہے۔ اس سے کیا مراد ہے۔ اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانیں۔ ناظرین کے سمجھانے کے لئے عرض ہے۔ کہ یہ کنایہ ہے۔ زیادتی اور کثرت سے۔ کسی کی داد و دہش کی زیادتی کو بیان کرنے کے لئے بولتے ہیں۔ لپ بھر بھر کر دیا۔

حدیث ۱۷۴۱

ثَنِیْ اَبُوْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ
حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ
تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِثَوْبٍ مِّنْ
تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ریشم کا کپڑا پیش کیا گیا۔ لوگ اس کی خوبی اور نرمی پر تعجب
حَرِیْرٍ فَجَعَلُوْا یَعْجَبُوْنَ مِنْ حُسْنِہٖ وَلِیْنِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
کرنے لگے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت میں سعد بن معاذ

عہ ثانی الرقاق باب یدخل الجنۃ سبعون الفا بغیر حساب ص ۹۶۹ باب صفۃ الجنۃ والنار ص ۹۷۰ مسلم۔

ع اول باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنۃ بغیر حساب ولا کتاب ص ۱۱۶ ع ۲ ثانی ص ۶۶

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَنَادِیْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِی الْجَنَّۃِ اَفْضَلُ مِنْ ھٰذَا عہ
کے رومال اس سے بہتر ہیں ۔

تشریحات ۱۷۴۱ حضرت انس کی حدیث میں یہ ہے ۔ یہ سُنْدُس کا جبہ تھا ۔ سُنْدُس باریک ریشم کا کپڑا ہوتا ہے ۔ ان کی حدیث کے آخر میں " احسن من ھٰذا " ہے یعنی ان کے رومال اس سے اچھے عمدہ ہیں ۔ مناقب میں حضرت براء ہی کی حدیث میں حلۃُ حریرٍ ۔ ہے یعنی حریر کا جوڑا ۔ اور اخیر میں ہے ۔ خیر منھا والین منھا ۔ الایمان والنذور میں ہے ۔ کہ سَرَقَۃُ حریرٍ فجعل النّاسُ یتداولونھا ریشمی کپڑے کا ایک ٹکڑا پیش کیا گیا ۔ تو حاضرین اسے باری باری ہاتھوں میں لینے لگے ۔

۱۷۴۲ عَنْ قَتَادَۃَ ثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ
حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ لَشَجَرَۃً یَّسِیْرُ
کیا کہ فرمایا بیشک جنت میں ایک ایسا درخت ہے جس کے سایے میں سوار سو برس
الرَّاکِبُ فِیْ ظِلِّھَا مِائَۃَ عَامٍ لَایَقْطَعُھَا ۔
چلے گا پھر بھی اسے پورا طے نہیں کر پائے گا ۔

۱۷۴۳ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عَمْرَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ
حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت
تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ
کرتے ہیں کہ فرمایا ۔ بے شک جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں سوار
لَشَجَرَۃً یَّسِیْرُ الرَّاکِبُ فِیْ ظِلِّھَا مِائَۃَ سَنَۃٍ وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَظِلٍّ
سو سال تک چلے گا ۔ تم چاہو تو پڑھو ۔ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ (واقعہ ۳۰) یعنی لمبے سائے میں
مَّمْدُوْدٍ وَلَقَابُ قَوْسِ اَحَدِکُمْ فِی الْجَنَّۃِ خَیْرٌ مِّمَّا طَلَعَتْ عَلَیْہِ
رہیں گے اور جنت میں تمہاری کمان کی مقدار کی جگہ ان سب سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع

عہ مناقب الانصار ۔ باب مناقب سعد بن معاذ ص ۵۳۶ ثانی اللباس باب مس الحریر من غیر لبس ۔ ص ۸۶۸ الایمان والنذور باب کیف کان یمین النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۹۸۲

الشَّمْسُ اَوْ تَغْرُبُ عه

ہوا یا غروب ہوا۔

تشریحات ۱۷۴۳ یہ درخت طوبیٰ ہے۔ اس کا تنہ اتنا موٹا ہے کہ اگر جوان اونٹ اس کے گرد پورا چکر کاٹنا چاہے عمر بھر پورا چکر نہ لگا سکے۔ یہ اخروٹ کے درخت کے مشابہ ہے۔ اس کی شاخیں جنت کے ہر گھر میں ہوں گی جن پر خوبصورت چڑیاں اور مزے دار خوش ذائقہ پھل ہوں گے له

حدیث ۱۷۴۴

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے

تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَهْلَ

ہیں کہ فرمایا کہ جنتی بالا خانے والوں کو اپنے اوپر دیکھیں گے جیسے تم لوگ مشرق یا مغرب میں

الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ اَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ

ڈوبنے والے یا چمکنے والے تارے کو دیکھتے ہو۔ آپس میں اس فضیلت کی وجہ سے جو ان

الدُّرِّیَّ الْغَابِرَ فِی الْاُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ اَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا

کے مابین ہوگی۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! یہ انبیاء کے منازل ہیں جہاں تک

بَيْنَهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الْاَنْبِيَاءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ

ان کے غیر نہیں پہنچیں گے؟ فرمایا ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان

قَالَ بَلٰى وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ رِجَالٌ آمَنُوْا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِيْنَ عه

ہے وہ لوگ بھی وہاں تک پہنچیں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔

تشریحات ۱۷۴۴ رقاق میں غابر کے بجائے غارب ہے۔ غابر کے معنی یہاں یہ ہیں کہ وہ مشرق یا مغرب کے افق پر اتنے نیچے ہے کہ محسوس یہ ہو رہا ہے کہ اب وہ ڈوب جائے گا غابر بمعنی باقی اور غارب بمعنی قریب الغروب ہے۔ موطا کی روایت میں غابر یا کے ساتھ ہے یعنی تہ نشین ہونے والا۔ اس سے بھی مراد یہ ہے کہ دیکھنے میں ایسا محسوس ہو رہا ہے۔ اب یہ اشکال وارد نہیں ہوگا کہ ستارے صرف مغرب میں

له عمدة القاری خامس عشر ص ۱۵۸

عه تفسیر سورۂ واقعہ باب وظل ممدود ص ۷۲۴

عه ثانی الرقاق باب صفة الجنة والنار ص ۹۷۰۔

غروب ہوتے ہیں۔ مشرق میں غروب نہیں ہوتے بلکہ مشرق سے طلوع ہوتے ہیں مگر ہم نے جب یہ توجیہ کی کہ افق سے اتنا قریب ہے کہ دیکھنے میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ڈوبنے والا ہے۔

اس حدیث کا مفاد یہ ہے کہ جنتیوں کے مختلف مراتب اور منازل ہیں حتی کہ بعض حضرات اتنی اونچی منزلوں میں ہوں گے کہ نیچے درجے کے جنتی اتنی دوری پر ہوں گے جیسے مشرق یا مغرب کے کنارے پر چمکنے والا تارہ۔ دُرِّی کے معنی خوب چمکنے والا تارہ۔ فراء نے کہا۔ وہ تارہ جو بہت بڑا ہو۔

بلیٰ ۔ بل ماقبل کی تصدیق کے لئے ہے اور سیاق اس کا مقتضی ہے کہ پہلے سے اضراب کا ایجاب ہو۔ یعنی یہ درجات انبیاء ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ کچھ مومنین بھی ان مراتب پر فائز ہوں گے اسی لئے شارحین نے فرمایا کہ یہ بل تھا ناسخین کی غلطی سے بلی ہو گیا۔ جیسا کہ ابو ذر کی روایت میں بل ہی ہے۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ بلی کی توجیہ بھی ممکن ہے۔ مطلب یہ ہے۔ ہاں یہ انبیائے کرام علیہم السلام ہی کے منازل ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل خاص سے دوسروں کو بھی اس مرتبے تک پہنچا دے گا۔

آمنوا باللہ ۔ اللہ پر ایمان لانے اور رسولوں کی تصدیق کرنے میں ہر مومن شریک ہے تو اس کا حاصل یہ نکلا کہ ہر مومن کو یہ بلند درجے ملیں گے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نیچے کے درجوں میں کون لوگ ہوں گے؟ شارحین نے اس کا جواب یہ دیا کہ نچلے درجے میں موحدین اور اگلی امت کے مومنین ہوں گے۔ زمانہ فترت کے موحدین یا وہ موحدین جنھیں کسی رسول کی دعوت نہیں پہنچی جنت میں جائیں گے اگرچہ ان لوگوں نے کسی رسول کی تصدیق نہیں کی ہے۔ اگلی امت والوں نے اگرچہ کچھ رسولوں کی تصدیق کی ہے مگر سب رسولوں کی تصدیق نہیں کی ہے۔ بخلاف اس امت کے اس نے سارے رسولوں کی تصدیق کی ہے۔ صدق المرسلین الف لام استغراق کا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جن لوگوں نے سب رسولوں کی تصدیق کی ہے

اقول وھو المستعان۔ یہ جواب اپنی جگہ پر صحیح ہے مگر ایک توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ ایمان اور تصدیق باعتبار کیف کے بڑھی ہوئی بھی ہوتی ہے ظاہر ہے کہ انبیائے کرام کی جو تصدیق ہے وہ تصدیق کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ پھر صحابہ کرام کا اور اللہ کی معرفت جتنی قوی ہوتی ہے۔ اسی کے اعتبار سے اعمال صالحہ کا صدور اور معاصی سے اجتناب زیادہ سے زیادہ ہوتا ہے۔ اور پھر اسی کے اعتبار سے ان کے مدارج ہوں گے اس حدیث میں ایمان و تصدیق سے مراد کامل و اکمل ایمان و تصدیق ہے۔ یہ بلند درجات انھیں مخصوص محبوبان بارگاہ الٰہی کے لئے ہوں گے جیسا کہ ایک حدیث[1] میں آیا ہے کہ فرمایا کہ جنت میں کچھ بالاخانے ہیں جن کا ظاہری حصہ اندر سے اور اندرونی حصہ باہر سے دکھائی دیتا ہے۔ ایک دیہاتی نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کن لوگوں کے لئے ہے۔ فرمایا یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو لوگ میٹھی بات کریں اور کھانا کھلائیں اور ہمیشہ روزہ رکھیں اور رات کو اس وقت نماز پڑھیں جب لوگ سو رہے ہوں۔

---

[1] ترمذی جلد ثانی باب ماجاء فی صفۃ غرف الجنۃ ص [illegible]

بَابُ صِفَةِ النَّارِ وَاِنَّهَا مَخْلُوْقَةٌ ص ۴۶۱

جہنم کا بیان اور یہ کہ وہ پیدا کی جا چکی ہے۔

جہنم کے بارے میں وارد احادیث کے ذکر سے پہلے حضرت امام بخاری ان کلمات کی تفسیر فرما رہے ہیں جو قرآن کریم میں جہنم اور اس کے متعلقات کے بارے میں وارد ہیں سورہ نبا میں فرمایا گیا۔

لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا۔ (۲۵) جہنم میں کسی طرح کی ٹھنڈک نہیں پائیں گے اور نہ کچھ پینے کو مگر کھولتا پانی اور دوزخیوں کا جلتا پیپ۔

اس آیت میں غَسَّاقًا آیا تھا۔ اس کی تفسیر میں امام بخاری فرماتے ہیں۔ غسقت عينه يُغْسِقُ وَيَغْسِقُ الجرح كَاَنَّ الغَسَّاق والغسيق واحد۔ کہتے ہیں کہ اس کی آنکھ سے پانی بہا اور زخم سے پیپ نکلا گویا غساق اور غسیق ایک ہی ہیں۔ جہنمیوں کے جسم سے جو پانی اور پیپ نکلے گا وہ جہنم میں جمع کیا جائے گا جب جہنمی پیاس کی شدت میں پینے کے لئے پانی مانگیں گے تو یہی جہنمیوں کا کھولتا ہوا پیپ پینے کے لئے دیا جائے گا اتنا تیز گرم ہوگا کہ چہرے کے سامنے آتے ہی چہرے کی کھال الگ ہو کر اس میں گر پڑیگی اور حلق سے اترتے ہی پیٹ کو پھاڑ کر آنتیں باہر کر دے گی۔ امام ترمذی اور حاکم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر غساق کا ایک ڈول دنیا میں ڈال دیا جائے تو دنیا کی ہر چیز بدبودار ہو جائے۔

سورہ الحاقہ میں فرمایا گیا۔

وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ (۳۶) اور نہ کچھ کھانے کو ملے مگر دوزخیوں کا پیپ۔

اس میں وارد غسلین کی تفسیر میں فرمایا۔ كل شيئ غسلته فخرج منه شيئ فهو غسلين فعلين من الغسل من الجرح والدبر۔ ہر وہ چیز جو کسی چیز کے دھونے سے نکلے یہ غسل سے فعلین کے وزن پر ہے۔ مراد یہ ہے۔ کہ انسان یا جانوروں کے زخم دھونے سے جو گرے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

سورہ انبیاء میں فرمایا گیا حَصَبُ جَهَنَّمَ (۹۸) یہ لوگ جہنم کے ایندھن ہیں۔ حصب کی تفسیر میں فرمایا قال عكرمة حصب جهنم حطب بالحبشية وقال غيره حاصبا الريح العاصف والحاصب مايرمى به الريح ومنه حصب جهنم مايرمى به فى جهنم هو حصبها ويقال حصب فى الارض ذهب والحصب مشتق من الحصباء الحجارة۔

عکرمہ نے کہا۔ حصب کے معنی حبشی زبان میں ایندھن کے ہیں اور ان کے علاوہ نے کہا کہ حاصب کے معنی آندھی کے ہیں اور حاصب اس کو بھی کہتے ہیں جسے ہوا پھینکتی ہے اسی سے حصب جہنم ہے جو چیزیں جہنم میں ڈالی جائیں۔ فرمایا گیا۔ هم حصبها۔ اور کہا گیا حصب فی الارض یعنی گیا۔ اور حصب حصبا یعنی پتھر سے مشتق ہے۔

له عمدة القاری خامس عشر ص ۱۶۰ ترمذی ثانی جہنم باب فی صفۃ اہل النار ص ۸۲

صَدِیْدٌ قیح ودم۔ صدید کے معنی پیپ اور خون کے ہیں خَبَتْ طَفِئَتْ۔ بجھ گئی۔ تُوْرُوْنَ تستخرجُوْنَ اَوْرَیْتُ اَوْقَدْتُ۔ تُوْرُوْنَ کے معنی ہیں نکالتے ہو۔ اوریت کے معنی ہیں سلگایا لِلْمُقْوِیْنَ للمسافرین والقِیُّ القفر۔ مقوین کے معنی مسافر کے ہیں۔ یہ قِیّ سے مشتق ہے۔ اس کے معنی چٹیل میدان کے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ صراط الجحیم سواء الجحیم ووسط الجحیم۔ صِرَاطَ الْجَحِیْمِ کے معنی بیچ جہنم کے ہے لَشَوْبًا یخلط طعامھم ویساط من حمیم۔ شوب کے معنی ملانا ہے یعنی ان کے کھانوں میں کھولتا ہوا پانی ملایا جائے گا۔

زفیر وشہیق صوت شدید وصوت ضعیف۔ گدھے کی سخت آواز اور ہلکی آواز وِرْدًا عِطَاشًا۔ پیاسے۔ غَیًّا خُسْرَانًا۔ نقصان میں ہونا۔ قال مجاھد یسجرون توقد بھم النار۔ ان سے جہنم کی آگ کو بھڑکایا جائے گا نُحَاسٌ الصفر یصبّ علیٰ روسھم۔ تانبا جوان کے سروں پر پگھلا کے ڈالا جائے گا۔ یقال ذوقوا باشروا وجربوا ولیس ھٰذا من ذوق الفم۔ کہا جائے گا چکھو یعنی برتو یا تجربہ کرو یہ منہ سے چکھنا نہیں مارِجٍ۔ خالص من النار۔ مرج الامیر رعیتہ اذا خلاھم یعدو بعضھم علیٰ بعض۔ مارجٍ کے معنی خالص آگ کے ہے۔ کہا جاتا ہے مرج الامیر رعیتہ، جب انھیں چھوڑ دے کہ ان میں کے بعض بعض پر ظلم کریں مریج ملتبس، مرج امر الناس اختلط مریج کے معنی مشتبہ کے ہے بولتے ہیں۔ مرج امر الناس جب معاملہ مشتبہ ہو جائے۔ مرج البحرین۔ مرجت دابتک اذا ترکتھا۔ دو سمندروں کو چھوڑ دیا، بولتے ہیں۔ مرجت دابتک۔ جب چوپایہ کو تم چھوڑ دو۔

۱۷۴۵ عَنْ اَبِیْ جَمْرَۃَ الضُّبَعِیِّ قَالَ کُنْتُ اُجَالِسُ ابْنَ عَبَّاسٍ
حدیث ابو جمرہ ضبعی سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا۔ میں ابن عباس کے ساتھ مکہ میں
بِمَکَّۃَ فَاَخَذَتْنِی الْحُمّٰی فَقَالَ اَبْرِدْھَا عَنْکَ بِمَاءِ زَمْزَمَ فَاِنَّ رَسُوْلَ
بیٹھا کرتا تھا تو مجھے بخار آگیا۔ ابن عباس نے فرمایا اس کو زمزم کے پانی سے ٹھنڈا کر
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ھِیَ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ فَاَبْرِدُوْھَا
اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جہنم کی گرمی سے ہے تو اسے پانی
بِالْمَاءِ اَوْقَالَ بِمَاءِ زَمْزَمَ شَکَّ ھَمَّامٌ۔ عہ
سے یا زمزم کے پانی سے ٹھنڈا کرو۔ ہمام کو شک ہو گیا۔

عہ نسائی۔

حدیث ۱۷۴۶

عَنْ عِبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ أَخْبَرَنِي رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ رَضِيَ
حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ میں نے نبی صلی اللہ
اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا۔ بخار جہنم کی تیزی سے ہے تو
الْحُمّٰى مِنْ فَوْرِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا عَنْكُمْ بِالْمَاءِ عه
اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

حدیث ۱۷۴۷

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ
ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ عه
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخار جہنم کی لپٹ سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

حدیث ۱۷۴۸

ثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ سه
کرتے ہیں کہ فرمایا بخار جہنم کی لپٹ سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

تشریحات ۱۷۴۸ کسی روایت میں فیح آیا ہے کسی میں فح اور کسی میں فور۔ ان سب کے معنی ایک ہیں یعنی جہنم کی لپٹ اور اس کی گرمی۔ بخار کی بہت سی قسمیں ہیں اور اس کے مختلف اسباب ہیں۔ سب بخاروں کا یہ علاج نہیں بلکہ مخصوص قسم کے بخار کا یہ علاج ہے جس کی تفصیل طب کی کتابوں میں مذکور ہے۔

حدیث ۱۷۴۹

عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہاری آگ جہنم کی آگ کے ستر حصے میں سے ایک حصہ ہے
مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ فُضِّلَتْ
عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ! بے شک (یہی عذاب کے لئے کافی ہے) فرمایا جہنم کی آگ دنیا کی آگ پر

عه ثانی الطب باب الحمی من فیح جہنم ص۸۵۲ مسلم ترمذی نسائی ابن ماجہ طب۔ عه ثانی الطب باب الحمی من فیح جہنم ص۸۵۲ ۔ سه ثانی الطب باب الحمی من فیح جہنم ص۸۵۲ مسلم، طب۔

عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّيْنَ جُزْءً كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا ۔

انہتر درجہ بڑھی ہوتی ہے ۔ ہر درجہ اس کی گرمی کے مثل ہے ۔

تشریحات ۱۷۴۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ دنیا کی آگ کاہے سے پیدا کی گئی ہے فرمایا جہنم کی آگ سے مگر یہ کہ وہ پانی میں ستر مرتبہ بجھائی گئی ہے ۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو کوئی اس کے قریب نہ جاتا ۔ ابن ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دنیا کی آگ اللہ عزوجل سے دعا کرتی ہے کہ دوبارہ اس کو جہنم میں واپس نہ کرے گا [2]

ستر جز ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جتنی آگ موجود ہے یا دنیا کے تمام ایندھن اکٹھا کر کے جلائے جائیں تو ان سب سے جتنی گرمی پیدا ہوگی ۔ جہنم کی آگ میں اس کی بہ نسبت ستر گونہ زیادہ گرمی ہے ۔

حدیث ۱۷۵۰ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ قِيْلَ لِاُسَامَةَ لَوْ اَتَيْتَ فُلَانًا فَكَلَّمْتَهُ قَالَ

ابو وائل سے روایت ہے کہ اسامہ سے کہا گیا کہ اگر آپ فلاں کے پاس جائیں اور

اِنَّكُمْ لَتُرَوْنَ اَنِّيْ لَا اُكَلِّمُهُ اِلَّا اُسْمِعُكُمْ اِنِّيْ اُكَلِّمُهُ فِي السِّرِّ دُوْنَ

ان سے بات کریں (تو اچھا ہوتا) انھوں نے فرمایا تم لوگ سمجھتے ہو کہ میں ان سے اس طرح بات کروں گا

اَنْ اَفْتَحَ بَابًا لَا اَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ فَتَحَهُ وَلَا اَقُوْلُ لِرَجُلٍ اَنْ كَانَ عَلَيَّ

کہ تم لوگ سنو میں ان سے خفیہ بات کروں گا ۔ نہ یہ کہ میں دروازہ کھولوں اور اس کا پہلا کھولنے

اَمِيْرًا اَنَّهُ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

والا بنوں اور میں کسی شخص کے بارے میں یہ نہیں کہوں گا کہ یہ سب سے اچھا ہے اس بنا پر کہ وہ امیر ہے ۔ اس کے بعد کہ

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا وَمَا سَمِعْتَهُ يَقُوْلُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ يُجَاءُ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے لوگوں نے پوچھا آپ نے حضور کو فرماتے ہوئے کیا سنا

بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُهُ فِي النَّارِ فَيَدُوْرُ

ہے ۔ اسامہ نے کہا میں نے حضور کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا

كَمَا يَدُوْرُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ اَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُوْنَ اَيْ

جائے گا اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا فوراً اس کی آنتیں نکل کر آگ میں پھیل جائیں گی

۱؎ عمدۃ القاری خامس عشر ص ۱۶۵ ۔ ۲؎ باب صفۃ النار ص ۳۳۵

فُلَانُ مَاشَانُكَ اَلَيْسَ كُنْتَ تَامُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَانَا عَنِ

اور وہ گھومے گا جیسے گدھا چکی پر گھومتا ہے یہ دیکھ کر جہنمی اس کے پاس اکٹھے ہو جائیں گے اور کہیں گے

الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا آتِيْهِ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ

اے فلاں تیرا کیا حال ہے کیا تو ہم کو نیکی کا حکم نہیں کرتا تھا اور برائی سے نہیں روکتا تھا وہ کہے گا میں تم کو نیکی کا

الْمُنْكَرِ وَآتِيْهِ ۔عہ

حکم کرتا تھا اور نیکی کرتا نہیں تھا اور تم کو برائی سے روکتا تھا اور خود برائی کرتا تھا۔

تشریحات ۱۷۵۔ فلانًا اس سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور جس معاملہ میں ان سے بات کرنی تھی وہ یا تو ولید بن عقبہ کا معاملہ تھا۔ جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اخیافی بھائی تھا جس کے شراب پینے کا واقعہ بہت مشہور ہو چکا تھا۔ یہ کوفہ کا گورنر تھا۔ ایک دن نشہ کی حالت میں فجر کی نماز پڑھائی چار رکعت پر سلام پھیر کر لوگوں سے پوچھا اور پڑھاؤں یا بس کروں۔ اس کی شکایت دربار خلافت میں پیش ہوئی اور کسی وجہ سے حد جاری کرنے میں تاخیر ہوئی۔ اسی سلسلہ میں لوگوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ آپ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بات کریں کیونکہ یہ حضرت عثمان کے بہت چہیتے اور خاص تھے۔ یا مراد یہ ہے کہ عبد اللہ بن سرح وغیرہ اپنے مخصوص رشتہ داروں کو اعلیٰ عہدہ دینے پر لوگوں میں بدگمانیاں پھیل رہی تھیں۔ اس سلسلہ میں بات کرنے کو حضرت اسامہ سے لوگوں نے عرض کیا تھا۔

حضرت اسامہ کے فرمانے کا حاصل یہ کہ تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ میں ان سے علانیہ مجمع میں تم لوگوں کو سنا کر بات کروں۔ میں یہ نہیں کروں گا۔ کیونکہ یہ فتنے کا دروازہ کھولنا ہے۔ اس سے لوگوں کی جرأت بڑھ جائے گی جس کا جی چاہے گا امیر المومنین پر برملا رد و در رد اعتراض شروع کر دے گا۔ یہ فتنہ کا دروازہ کھولنا ہوگا ہاں میں تنہائی میں ان سے بات کروں گا بلکہ کتاب الفتن کی روایت میں ہے۔ میں ان سے بات کر چکا ہوں۔

اخیر میں حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو حدیث ذکر فرمائی ہے اس میں مذکور امیر سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں کیونکہ یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ خاص ان کے بارے میں جنت کی بشارت کی متعدد حدیثیں موجود ہیں۔ بلکہ اس سے مراد ولید بن عقبہ ہے یا دوسرے بنی امیہ کے امرا یا والیان ملک۔

بَابُ صِفَةِ اِبْلِيْسَ وَجُنُوْدِهٖ ص ۴۶۲ ابلیس اور اس کے لشکروں کا بیان۔

توضیح باب ابلیس عربی لفظ ہے کہ عجمی۔ ابلیس فرشتوں سے تھا یا نہیں دونوں اقوال ہیں تفصیل تفسیر میں آئے گی۔ ابلیس کا نام عزازیل، حارث اور حکم بھی ہے اور ابو مرہ اس کی کنیت ہے۔

عہ ثانی فتن باب الفتنة التي تموج كموج البحر ص ۱۰۵۲ مسلم آخر کتاب۔

قَالَ مُجَاهِدٌ يُقْذَفُوْنَ يُرْمَوْنَ۔ مارے جاتے ہیں۔ دُحُوْرًا مَطْرُوْدِيْنَ دھتکارے ہوئے۔ وَاصِبٌ دَائِمٌ۔ ہمیشہ رہنے والا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا مَدْحُوْرًا مَطْرُوْدًا۔ دھتکارا ہوا۔ وَيُقَالُ مَرِيْدًا مُتَمَرِّدًا۔ سرکش۔ بَتَّكَهُ قَطَّعَهُ اسے کاٹ دیا۔ سورۂ نساء میں شیطان کے قول کی حکایت کی گئی ہے۔ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ۔ میں بنی آدم کو حکم دوں گا تو وہ ضرور ضرور جانوروں کے کان کاٹیں گے۔ امام بخاری نے یہ افادہ فرمایا۔ فَلَيُبَتِّكُنَّ کا مادہ بَتْك ہے۔ سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا گیا۔ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ (۶۴) اور ڈگادے ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے اور ان پر لام باندھ لا اپنے سواروں اور اپنے پیادوں کا کی تفسیر میں فرماتے ہیں وَاسْتَفْزِزْ اِسْتَخِفَّ بِخَيْلِكَ الْفُرْسَانُ وَالرَّجْلُ الرَّجَّالَةُ وَاحِدُهَا رَاجِلٌ مِثْلُ صَاحِبٍ وَصَحْبٍ وَتَاجِرٍ وَتَجْرٍ۔ انھیں ڈگادے۔ خیل کے معنی سوار۔ رَجِل کے معنی پیادے۔ رَجَّالَة اسی معنی میں ہے۔ اس کا واحد راجِل ہے۔ جیسے صَاحِبٌ وَصَحْبٌ۔ تَاجِرٌ وَتَجْرٌ۔ لَاَحْتَنِكَنَّ لَاَسْتَاْصِلَنَّ میں ان کی بنیاد کو ختم کردوں گا۔ قَرِيْنٌ شَيْطَانٌ۔ قرین سے مراد شیطان ہے۔ قرین کے لغوی معنی ہمجولی اور ساتھی کے ہیں۔

حدیث ۱۷۵۱

اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِي الشَّيْطٰنُ
نے فرمایا۔ شیطان تم میں سے کسی کے پاس آکر پوچھتا ہے۔ کس نے یہ پیدا کیا۔ کس نے
اَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ كَذَا مَنْ خَلَقَ كَذَا حَتّٰى يَقُوْلَ مَنْ
یہ پیدا کیا۔ یہاں تک کہ کہتا ہے کس نے تمہارے رب کو پیدا کیا۔ جب یہاں تک
خَلَقَ رَبَّكَ فَاِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ عہ
پہنچ جائے تو اللہ کی پناہ مانگے اور باز آجائے۔

تشریحات ۱۷۵۱ شیطان کا یہ بہت سنگین اور خطرناک وسوسہ ہے جو کم عقل انسان کو تذبذب کا شکار بنا دیتا ہے۔ لیکن حقیقت میں انتہائی بودا ہے۔ اس لئے کہ یہ تسلسل کو مستلزم ہے اور تسلسل کا محال ہونا یقینی ہے اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب اس حد تک وسوسہ پہنچ جائے

عہ مسلم ایمان ابوداؤد السنۃ۔ نسائی عمل الیوم واللیلۃ۔

تو اس سے باز رہے اور اللہ سے استعاذہ کرے اور اپنے ذہن کو دوسری باتوں کی طرف موڑ دے۔

حدیث ۱۷۵۲

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا۔ میں نے رسول اللہ
اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ پورب جانب اشارہ کرکے فرمایا سنو بے شک
وَسَلَّمَ یُشِیْرُ اِلَی الْمَشْرِقِ فَقَالَ هَا اِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا اِنَّ
فتنہ وہاں ہے۔ سنو بے شک فتنہ وہاں ہے۔ جہاں سے شیطان کے
الْفِتْنَةَ هٰهُنَا مِنْ حَیْثُ یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ۔
پیرو نکلیں گے۔

تشریحات ۱۷۵۲

مدینہ طیبہ سے پورب جانب نجد ہے۔ اس لئے اس حدیث میں مشرق سے مراد نجد ہی ہے جیسے دوسری حدیث میں جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے نجد کی تصریح بھی ہے۔ آج کل نجدی حکومت کے وظیفہ خوار دیوبندی غیر مقلد، مودودی وغیرہ اس مضمون کی احادیث سے عراق مراد لیتے ہیں۔ اور بزور زبان وقلم زبردستی عراق پر چسپاں کرتے ہیں۔ حالانکہ مشرق کا لفظ متعین کر رہا ہے کہ اس سے مراد نجد ہے۔ کیونکہ مدینہ طیبہ سے پورب نجد ہی پڑتا ہے۔ خصوصاً نجد کا دارالسلطنت ریاض۔ اور عراق پورب نہیں بلکہ شمال مشرق کے کونے پر ہے۔ تفصیل کے لئے فتنوں کی سرزمین کون نجد یا عراق، نامی کتاب کا مطالعہ کریں۔

حدیث ۱۷۵۳

اَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ
حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں
صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَجْنَحَ اللَّیْلُ اَوْ قَالَ کَانَ
کہ فرمایا کہ جب رات آجائے یا فرمایا جب رات کی آمد ہو جائے تو اپنے بچوں کو روک لو اس لئے کہ
جُنْحُ اللَّیْلِ فَکُفُّوْا صِبْیَانَکُمْ فَاِنَّ الشَّیَاطِیْنَ تَنْتَشِرُ حِیْنَئِذٍ فَاِذَا
شیاطین اس وقت پھیلے رہتے ہیں جب عشاء کے وقت سے تھوڑا سا حصہ گذر جائے تو اپنا دروازہ
ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ الْعِشَاءِ فَخَلُّوْهُمْ وَاَغْلِقْ بَابَکَ وَاذْکُرِ اسْمَ
بند کر لو اور بسم اللہ پڑھ لو اور اپنا چراغ بجھا دو اور بسم اللہ پڑھ لو۔ مشک کا منہ

اللّٰهِ وَاَطْفِئْ مِصْبَاحَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَاَوْكِ سِقَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ

باندھ دو اور بسم اللہ پڑھ لو اور اپنے برتن کو ڈھانک دو۔ اور بسم اللہ پڑھ لو

وَخَمِّرْ اِنَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ تَعْرِضُ عَلَيْهِ شَيْئًا عہ

اگرچہ اس کے اوپر کچھ رکھ دو۔

تشریحات ۱۷۵۳ شیاطین رات کی تاریکی پھیلتے ہی آبادیوں میں گھس آتے ہیں۔ بچے چونکہ عموماً ناپاک رہتے ہیں ان کے بدن یا کپڑوں پہ نجاست ضرور لگی رہتی ہے جس کی وجہ سے شیاطین کو بچوں پر اثر انداز ہو جانا آسان ہوتا ہے۔ اسی لئے سورج ڈوبنے کے بعد بچوں کو باہر نکلنے سے منع فرمادیا۔

جب دروازہ بسم اللہ پڑھ کر بند کیا جائے گا تو اس گھر میں شیطان داخل نہ ہوگا۔ چراغ بجھانے کا حکم اس بنا پر دیا کہ چوہا کبھی کبھی چراغ کی بتی گھسیٹ کر لے جاتا ہے۔ جس سے گھر یا گھر کے سامان میں آگ لگ جاتی ہے۔ اور اگر روشنی ایسی ہے کہ جس کے بارے میں یہ اندیشہ نہ ہو کہ اس سے آگ لگ سکتی ہے تو جلی ہوئی چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں۔

اسی طرح برتنوں کے چھپانے میں حکمت یہ ہے کہ انجانے میں کوئی زہریلا جانور اس میں منہ نہ ڈال دے یہ سارے احکام استحبابی ہیں۔

حدیث ۱۷۵۴ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنْتُ

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا۔

جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلَانِ يَسْتَبَّانِ

میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور دو شخص آپس میں گالی گلوج کر رہے

فَاَحَدُهُمَا احْمَرَّ وَجْهُهُ وَانْتَفَخَتْ اَوْدَاجُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

تھے۔ ایک کا چہرہ ان میں سے سرخ ہوگیا اور اس کے گردن کی رگیں پھول گئیں۔ اس پر نبی صلی اللہ

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص کہہ لے تو اس کا غصہ چلا جائے

عہ باب خیر مال المسلم غنم یتبع بہا شعف الجبل ص ۴۶۶ باب اذا وقع الذباب فی شراب احدکم فلیغمسہ ص ۴۴۲ - ثانی الاشربہ باب تغطیۃ الاناء ص ۸۴۱ - الاستیذان باب لا تترک النار فی البیوت عند النوم باب اغلاق الابواب ص ۹۳۱ مسلم الاشربہ - ابوداؤد الاشربہ - نسائی عمل الیوم واللیلۃ -

أَوْ قَالَ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ فَقَالُوْا لَهُ

اگر کہے کہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان سے تو اس کا غصہ چلا جائے گا

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ

لوگوں نے اس سے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ شیطان سے اللہ کی

فَقَالَ وَهَلْ بِيْ جُنُوْنٌ عه

پناہ مانگ تو اس نے کہا۔ کیا مجھے جنون ہے۔

۱۷۵۴ تشریحات غصہ کے ازالے کے لئے شیطان سے پناہ مانگنے کا حکم اس لئے ارشاد فرمایا کہ غصہ بھی شیطان کی جھپٹ میں سے ہے۔ عطیہ له سعدی کی حدیث میں ہے۔ کہ غصہ شیطان سے ہے۔ اس لئے کہ شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے۔

ایک حدیث میں ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بندہ اللہ کے غضب سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب غصہ میں ہوتا ہے۔ علامہ ابن جوزی نے ترغیب میں معاویہ بن قرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ابلیس نے کہا میں بنی آدم کے پیٹ میں انگارہ ہوں جب وہ غصہ ہوتا ہے۔

اس شخص کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے بعد استعاذہ کا حکم دینے والے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اسے لازم تھا کہ ارشاد اقدس سننے کے بعد استعاذہ کرتا مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ یا تو کوئی اکھڑ دیہاتی تھا یا منافقین میں سے تھا۔ ایک تو اس کی پہلی غلطی یہ تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں غصے سے بے قابو ہو کر چیختا رہا پھر استعاذہ کے حکم پر وہ جاہلانہ جواب دیا گویا اس شخص کے نزدیک صرف جنون ہی میں استعاذہ کیا جا سکتا تھا۔ بہر حال یہ مجرب ہے کہ جب غصہ ہو تو استعاذہ پڑھ لیا جائے۔

۱۷۵۵ حدیث عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَنِيْ آدَمَ يَطْعَنُ الشَّيْطٰنُ

نے ارشاد فرمایا۔ ہر آدمی کے پہلو میں پیدائش کے وقت اپنی انگلیوں سے شیطان

فِيْ جَنْبِهِ بِإِصْبَعَيْهِ حِيْنَ يُوْلَدُ غَيْرَ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ ذَهَبَ يَطْعَنُ

کچوکے لگاتا ہے سوائے عیسیٰ بن مریم کے انہیں کچوکے لگانے گیا

عه ثانی الادب باب ما ینہی عن السباب واللعن ص ۸۹۳ باب الحذر من الغضب ص ۹۰۳ مسلم ابو داؤد: الادب، نسائی عمل الیوم واللیلۃ

له مسند امام احمد رابع ص ۲۲۶

فَطَعَنَ فِي الْحِجَابِ ؏

تو پردہ میں لگا۔

تشریحات ۱۷۵۵

اس حدیث میں حجاب سے مراد وہ جھلی ہے جس میں بچہ رحم میں لپٹا رہتا ہے یہاں کی روایت میں صرف حضرت عیسیٰ کا استثنار ہے لیکن کتاب الانبیار اور تفسیر میں بطریق سعید بن مسیب جو روایت ہے اس میں ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی استثنار ہے اور یہ حضرت مریم کی والدہ حنہ بنت قافوذہ کی دعا کی برکت ہے۔ کہ انھوں نے یہ دعا کی تھی۔

إِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ اے اللہ میں اسے اور اس کی ذریت کو مردود شیطان سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہے۔ امام قاضی عیاض نے تحریر فرمایا ہے کہ تمام انبیائے کرام اور اخص اولیائے کرام بھی شیطان کے اس کچوکے سے محفوظ رہے ہیں۔ انھوں نے اس آیہ کریمہ سے استدلال فرمایا ہے کہ اللہ عزوجل نے شیطان سے فرما دیا تھا۔ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ میرے خاص بندوں پر تجھے قابو نہ ہوگا۔ سورۂ حجر (۴۲)۔

اگرچہ اس پر یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ پھر اس استثنار کا کیا محل رہا کہ فرمایا، غیر مریم وابنہا۔ مگر یہ کہا جاسکتا ہے کہ نص قرآنی سے اس میں تخصیص ہوگئی۔ کتاب الانبیار اور تفسیر کی روایت میں یہ زائد ہے کہ نومولود بچہ شیطان کے کچوکے ہی سے رونے لگتا ہے۔

حدیث ۱۷۵۶

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ

علقمہ نے کہا۔ میں شام آیا تو میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ سے دعا کی

اللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَأَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ إِلَيْهِمْ فَإِذَا شَيْخٌ

کہ اے اللہ مجھے کوئی نیک ہمنشین میسر فرما دے پھر میں ایک قوم کے پاس آیا اور

قَدْ جَاءَ حَتّٰى جَلَسَ إِلٰى جَنْبِي قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا أَبُو الدَّرْدَاءِ فَقُلْتُ

ان کے پاس بیٹھا اتنے میں ایک شیخ تشریف لائے جو میرے پہلو میں بیٹھ گئے میں نے پوچھا

إِنِّي دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَيَسَّرَكَ لِي قَالَ مِمَّنْ

یہ کون صاحب ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ ابو درداء ہیں (میں نے ان سے کہا) میں نے اللہ سے

؏ کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ واذکر فی الکتاب مریم ص ۴۸۸ ثانی تفسیر مریم باب قولہ انی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطن الرجیم۔ ص ۶۵۲

أَنْتَ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ قَالَ أَوَلَيْسَ عِنْدَكُمُ ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ

دعا کی تھی کہ مجھے کوئی نیک ہمنشیں میسر فرما تو اللہ نے آپ کو میسر فرمایا۔ انھوں نے دریافت فرمایا تو

صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ وَلَيْسَ فِيكُمُ الَّذِي

کن لوگوں میں سے ہے۔ میں نے کہا کوفہ والوں میں سے۔ تو انھوں نے کہا۔ کیا تمہارے پاس

أَجَارَهُ اللَّهُ مِنَ الشَّيْطٰنِ يَعْنِي عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالٰى

ابن ام عبد صاحب النعلین والوسادہ والمطہرہ نہیں ہیں۔ اور کیا تم میں وہ نہیں جنھیں اللہ نے شیطان سے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَلَيْسَ فِيكُمْ صَاحِبُ سِرِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالٰى

اپنے نبی کی زبان پر بچایا ہے اور کیا تم میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے راز داں نہیں کہ جس راز

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي لَا يَعْلَمُهُ أَحَدٌ غَيْرُهُ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ يَقْرَأُ

کو سوائے ان کے کوئی نہیں جانتا پھر پوچھا واللیل اذا یغشی کو عبد اللہ کیسے پڑھتے ہیں

عَبْدُ اللَّهِ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى

میں نے ان کو پڑھ کر سنایا واللیل اذا یغشی والنہار اذا تجلی والذکر والانثی۔ ابو الدرداء

وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى قَالَ وَاللَّهِ لَقَدْ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ

نے فرمایا بخدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے ہی مجھے پڑھایا تھا اپنے

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِيهِ إِلٰى فِيَّ عہ

دہن مبارک سے میرے منھ تک یوں ہی پہنچایا تھا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۱۷۵۶

تشریحات ابن ام عبد سے مراد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کو صاحب النعلین اس لئے فرمایا کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعلین مبارک اپنے پاس رکھتے اور حضور کو پہناتے حضور کا تکیہ اور بستر اور طہارت کا برتن مسواک سفر میں اپنے ساتھ رکھتے۔ ایک روایت میں صاحب السواد بھی آیا۔ سواد کے معنی شخص کے ہیں۔ صاحب السواد کا مطلب وہی ہے جو ہماری زبان میں بولتے ہیں کہ فلاں فلاں شخص کے ساتھ سایے کی طرح لگا ہوا ہے۔ یعنی معتمد خصوصی۔ ان کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتنا

عہ مناقب باب فضل عمار و حذیفہ ص ۵۲۹ اس سے متصل ایک اور طریقے سے باب صفۃ ابلیس وجنودہ ص ۴۶۴ باب مناقب عبد اللہ بن مسعود ص ۵۳۱ ثانی تفسیر سورہ واللیل اذا یغشی باب والنہار اذا تجلی وباب وما خلق الذکر والانثی ص ۷۳۶ الاستیذان باب من القی لہ وسادۃ ص ۹۲۹ نسائی

خصوصی قرب حاصل تھا کہ کاشانۂ اقدس میں آنے کے لئے اذن طلب کرنے کی حاجت نہ تھی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب غسل فرماتے تو یہ پردہ کرتے اور حضور کو سونے سے جگاتے۔

الذی اجارہ۔ اس سے مراد حضرت عمار ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ اس وقت جب قریش کے ظالموں نے ان کو اس بات پر مجبور کیا کہ معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کریں تو فرمایا تھا۔ انہیں اللہ نے شیطان سے بچا لیا ہے۔

صاحب السر۔ اس سے مراد حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جس کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوتے صحابہ کرام سمجھ جاتے کہ یہ منافق تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں سارے منافقین کے نام بتا دیئے تھے اور آئندہ پیش آنے والے تمام فتنوں کی بھی تفصیل بتا دی تھی۔

واللیل اذا یغشیٰ۔ ابتدا میں صرف، والذکر والانثیٰ نازل ہوا تھا۔ وما خلق، بعد میں نازل ہوا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت ابو الدرداء کو اس کی خبر نہ ہوئی اس لئے وہ لوگ وما خلق نہیں پڑھتے تھے صرف والذکر والانثیٰ پڑھتے تھے۔ چونکہ قراءت متواترہ وما خلق الذکر والانثیٰ ہے۔ اس وجہ سے اہل دمشق حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کرتے تھے۔ اسی بنا پر انھوں نے حضرت علقمہ سے خصوصیت کے ساتھ اس کو پوچھا۔ بعد میں فرمایا۔ یہ لوگ میرے پیچھے پڑے رہتے ہیں چاہتے ہیں کہ جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے اس سے ہٹا دیں۔

حدیث ۱۷۵۷

عَنْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّثَاؤُبُ مِنَ

سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جمائی شیطان سے ہے۔ جب تم میں سے کسی کو

الشَّیْطَانِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَرُدَّهٗ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنَّ

جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے روکے اس لئے کہ جب کوئی جمائی لیتے ہوئے

اَحَدَکُمْ اِذَا قَالَ هَا ضَحِکَ الشَّیْطَانُ ؏

"ھا" کہتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔

؏ ثانی الادب باب ما یستحب من العطاس ویکرہ من التثاؤب وباب اذا تثاءب احدکم فلیضع یدہ علی فمہ ص ۹۱۹

تشریحات ۱۷۵۷ جمائی کو شیطان کی طرف سے اس لئے فرمایا کہ یہ ناپسندیدہ حرکت ہے۔ یہ بدن کے ثقل اور سستی اور نیند کے غلبہ کی وجہ سے آتی ہے۔ شیطان ہی انسان کو نفس کی خواہشات پوری کرنے پر ابھارتا ہے مقصود یہ ہے کہ اس سبب سے بچے جس سے جمائی آتی ہے مثلاً کھانے پینے میں زیادتی وغیرہ سے۔

فائدہ۔ اس کی ایک صورت یہ ہے کہ ہونٹ سختی کے ساتھ بھینچ لے یا منہ پر ہاتھ رکھ لے۔ اور ایک مجرب عمل یہ ہے کہ جمائی کے وقت یہ تصور کرے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جمائی نہیں آتی۔ داؤدی نے کہا اگر جمائی لینے والے کا منہ کھلا ہوتا ہے تو شیطان تھوک دیتا ہے اور ہنستا ہے۔ ہا اس کے ہنسنے کی آواز ہے۔

حدیث ۱۷۵۸

قَالَ هِشَامٌ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ
ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ جب احد کا معرکہ ہوا
تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ فَصَاحَ
تو (ابتداء) میں مشرکین شکست کھا گئے اس پر ابلیس چیخا اے اللہ کے بندو! اپنے پچھلوں
إِبْلِيسُ أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أُخْرٰيكُمْ فَرَجَعَتْ أُولٰهُمْ فَاجْتَلَدَتْ
کو دیکھو یہ سن کر سامنے والے لوٹ پڑے یہ اور پچھلے دونوں جری ہو گئے۔ اتنے میں
هِيَ وَأُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ الْيَمَانِ فَقَالَ
حذیفہ نے دیکھا کہ ان کے باپ کو مسلمان گھیر کر مار رہے ہیں۔ انھوں نے کہا اے اللہ کے
أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أَبِي أَبِي فَوَاللّٰهِ مَا احْتَجَزُوا حَتّٰى قَتَلُوهُ فَقَالَ
بندو! میرے والد ہیں میرے والد ہیں۔ بخدا (کسی نے کچھ نہیں سنا) جب تک انھیں قتل نہیں کرلیا
حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ قَالَ عُرْوَةُ فَمَا زَالَتْ فِي حُذَيْفَةَ
وہاں سے ہٹے نہیں۔ اس پر حذیفہ نے کہا اللہ تم کو بخش دے۔ عروہ نے کہا۔ حذیفہ اس واقعہ کی
مِنْهُ بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عه
وجہ سے خیر ہی میں رہے یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے مل گئے۔

عه باب ذکر حذیفۃ الیمان ص۵۳۹ ثانی مغازی غزوہ احد باب اذ ہمت طائفتان ان تفشلا ص۵۸۱ ثانی دیات باب العفو فی الخطا بعد الموت باب اذا مات فی الزحام او قتل ص۱۰۱۷ الایمان والنذور باب اذا حنث ناسیا فی الایمان ص۹۸۶۔

۱۷۵۸ **تشریحات** **اخراکم**۔ ابلیس کا یہ خطاب مسلمانوں سے تھا۔ مجاہدین اسلام مشرکین کو مارتے دھاڑتے آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ اتنے میں ابلیس چیخا آگے کہاں بڑھ رہے ہو۔ پیچھے دیکھو تمہارے دشمن تم کو گھیرے میں لے رہے ہیں۔ اسی اثناء میں آندھی بھی چل چکی تھی آگے بڑھتے ہوئے مسلمان پیچھے پلٹ پڑے اور آپس میں گتھم گتھا ہو گئے جس کے نتیجے میں حضرت یمان مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

اور اس کا بھی احتمال ہے کہ خطاب مشرکین سے ہو اور اخری سے مراد خالد بن ولید کے ساتھی ہوں۔ اب مطلب یہ ہوگا کہ ابلیس نے مشرکین سے یہ کہا کہ تم بھاگ کہاں رہے ہو دیکھو پیچھے سے تمہارے ساتھیوں نے مسلمانوں کو گھیر لیا ہے جس پر بھگوڑے پلٹ پڑے اور مجاہدین اسلام دو طرف سے گھر گئے اسی اثناء میں آندھی بھی چل پڑی۔ احد میں ابتداءً مشرکین کو اتنی زبردست شکست ہوئی تھی کہ ان کے بعض افراد ایسا دم دبا کر بھاگے کہ طائف میں جا کر دم لیا۔

بقیۃ خیر۔ اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت حذیفہ کو زندگی بھر اس کا ملال رہا کہ ان کے والد کو مسلمانوں نے شہید کر دیا اور وہ مدۃ العمر شہید کرنے والوں کے لئے استغفار کرتے رہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۱۷۵۹ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ
حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے سو بار یہ پڑھا۔ اللہ کے سوا کوئی
اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
معبود نہیں وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے ملک ہے اسی کے
شَيْءٍ قَدِيْرٌ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهٗ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ
لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا
لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهٗ حِرْزًا
اور اس کے لئے سو نیکی لکھی جائے گی اور اس کی سو برائی مٹائی جائے گی اور یہ اس کے لئے
مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهٗ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ
شیطان سے امان ہوگا دن بھر یہاں تک کہ شام کرے اور کوئی اس سے افضل عمل نہیں کرے گا
مِمَّا جَاءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ ۔عہ
مگر وہ شخص جس نے اس سے زیادہ عمل کیا ہو۔

عہ ثانی دعوات باب فضل التہلیل ص۹۴۷ مسلم ترمذی دعوات۔ ابن ماجہ ثواب التسبیح۔

تشریح ۱۸۵۹ اس حدیث میں سیئۃ سے مراد گناہ صغیرہ ہے۔

حدیث ۱۸۶۰

أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ سَعْدَ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ حضرت عمر نے رسول اللہ صلی

بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ عَلَى رَسُولِ

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاضری کا اذن طلب کیا اور حضور کی خدمت میں کچھ قریش کی عورتیں تھیں

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ نِسَاءٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ

جو حضور سے بات کر رہی تھیں اور ضرورت سے زیادہ بول رہی تھیں اپنی آوازوں کو اونچی کر

وَيَسْتَكْثِرْنَهُ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ يَبْتَدِرْنَ

کے۔ جب حضرت عمر نے اذن طلب کیا وہ تیزی سے پردے کے اندر چلی گئیں۔ اور

الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو اندر آنے کی اجازت دی اور رسول اللہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ عُمَرُ أَضْحَكَ اللّٰهُ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ

سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي

اللہ آپ کو ہنستا رکھے (کیا بات ہے) فرمایا ان عورتوں سے مجھے تعجب ہے جو میرے پاس

فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ قَالَ عُمَرُ فَأَنْتَ يَا رَسُولَ

حاضر تھیں جب تیری آواز سنی تو پردے میں بھاگ گئیں۔ حضرت عمر نے عرض کیا۔

اللّٰهِ كُنْتَ أَحَقَّ أَنْ يَهَبْنَ ثُمَّ قَالَ أَيْ عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِي

یا رسول اللہ آپ اس کے زیادہ حق دار ہیں کہ یہ آپ سے ڈریں۔ پھر (ان

وَلَا تَهَبْنَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَ نَعَمْ أَنْتَ

عورتوں سے مخاطب ہو کر) فرمایا اے اپنی جانوں کی دشمنو! تم مجھ سے ہیبت کھاتی ہو اور تمہارے

أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہیبت نہیں؟ ان عورتوں نے کہا کہ ہاں تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ
علیہ وسلم سے زیادہ سخت مزاج اور سخت کلام ہو، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جسکے قبضۂ قدرت میں
مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكًا فَجًّا اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ عه
میری جان ہے اے عمر! کسی بھی گلی میں چلتے ہوئے شیطان اگر تمہارے سامنے آئے گا تو اسے چھوڑ کر دوسری گلی میں بھاگ جائے گا۔

تشریحات ۱۷۶۰

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور آواز بلند کرکے بات کرنا حرام ہے۔ ارشاد ہے۔ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِىِّ ۔ الآیۃ۔ نبی کی آواز پر آواز بلند نہ کرو۔ پھر یہ عورتیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اونچی آوازوں سے کیسے باتیں کر رہی تھیں۔ جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے یہ واقعہ نہی سے پہلے کا ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بے پایاں کرم کو دیکھتے ہوئے جوش مسرت میں ان خواتین کو یہ ہوش نہ رہا ہو کہ بارگاہ نبوت کا ادب کیا ہے مشہور ہے۔

کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ

حدیث ۱۷۶۱

عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی
تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں نیند سے کوئی بیدار ہو
اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِّنْ مَّنَامِهٖ فَتَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثًا فَاِنَّ
اور وضو کرے تو تین بار ناک چھنکے اس لئے کہ شیطان اس کی ناک کے
الشَّيْطَانَ يَبِيْتُ عَلٰى خَيْشُوْمِهٖ عسه
بانسے پر رات گذارتا ہے۔

تشریحات ۱۷۶۱

اس حدیث میں ناک صاف کرنے کا حکم اگرچہ اس وقت کے ساتھ مذکور ہے۔ جب سو کر اٹھے لیکن یہ قید احترازی نہیں بلکہ واقعی ہے۔ وضو میں تین بار ناک صاف کرنا مطلقاً سنت ہے خواہ سونے کے بعد اٹھ کر وضو کرے یا بیدار رہتے ہوئے وضو کرے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ سو کر اٹھنے کے بعد ناک صاف کرنا زیادہ مؤکد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عه مناقب۔ باب مناقب عمر ص ۵۲۰ ادب باب التبسم والضحک ص ۸۹۹ مسلم فضائل۔ نسائی مناقب۔

عسه مسلم ونسائی طہارت۔

بَابُ ذِكْرِ الْجِنِّ وَثَوَابِهِمْ وَعِقَابِهِمْ ۲۶۴

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ آيَاتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰی اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ٥

جن اور ان کے ثواب وعذاب کا ذکر۔ اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی بنا پر۔ اے جن وانس کے گروہ کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے جو ہماری آیتوں کو تم پر تلاوت کرتے تھے اور تمہیں یہ دن دیکھنے سے ڈراتے تھے کہیں گے ہم نے اپنی جانوں پر گواہی دی اور انھیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا اور خود اپنی جانوں پر گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے۔

توضیح باب جن، مخلوقات کی ایک مستقل نوع ہیں جن کا وجود متعدد آیات کریمہ اور احادیث سے ثابت ہے۔ ان کے وجود سے انکار کفر ہے۔ یہ آگ سے بنائے گئے ہیں۔ ان کے لئے جسم بھی ہے اور روح بھی ہے۔ یہ کھاتے ہیں پیتے ہیں۔ شادی بیاہ کرتے ہیں۔ ان میں توالد وتناسل بھی ہوتا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ ان سب کی اپنی نوع کی ایک شکل ہے۔ اس کے باوجود انھیں یہ قدرت حاصل ہے کہ جو شکل چاہیں اختیار کرلیں۔ یہ ایمان وشرائع کے مکلف ہیں۔ یہ مومن بھی ہوتے ہیں کافر بھی ہوتے ہیں۔ فاسق بھی، دیندار بھی۔ صحیح یہ ہے کہ قیامت کے دن ان سے حساب وکتاب بھی ہوگا۔ ان کے کفار جہنم میں جائیں گے۔ رہ گئے مومن اور صالح جنت میں جائیں گے یا نہیں۔ اس میں اختلاف ہے۔ صحیح اور راجح یہ ہے کہ یہ اعراف میں رہیں گے۔ جنت حضرت آدم کی جاگیر ہے صرف ان کی اولاد کو ملے گی۔

بَخْسًا نَقْصًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَّجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا قَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ

اور مجاہد نے کہا۔ اور ان لوگوں نے اللہ اور جن کے درمیان نسب ٹھہرالیا۔ صٰفٰت (۵۸) کفار قریش

اَلْمَلٰئِكَةُ بَنَاتُ اللّٰهِ وَاُمَّهَاتُهُمْ بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ۔

نے کہا۔ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان کی مائیں جن کے سرداروں کی بیٹیاں ہیں۔

وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ عِنْدَ الْحِسَابِ۔

اللہ عزوجل نے فرمایا بے شک جن نے جان لیا کہ ضرور وہ لوگ حساب کے وقت حاضر کئے جائیں گے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جنوں کا حساب ہوگا۔ اسے لازم ہے کہ ان کو ان کے اعمال حسنہ پر ثواب بھی ملے گا اور برے اعمال کی سزا بھی ملے گی۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِذْ صَرَفْنَا ۲۶۵

اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا

اللہ عزوجل کے قول کا بیان۔ یاد کرو جب کہ ہم نے تمہاری طرف کتنے جن پھیرے۔ کان لگا کر قرآن سنتے پھر جب وہاں حاضر ہوئے آپس میں بولے۔ خاموش رہو۔ جب پڑھنا

إِلٰى قَوْمِهِمْ مُنْذِرِيْنَ۔ احقاف (۲۹) ہو چکا۔ اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے پلٹے۔

مَعْدِلًا۔ لوٹنے کی جگہ۔ صَرَفْنَا۔ ہم نے پھیرا

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ ص۴۶۵ اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلائے۔ ثعبان، نر
كُلِّ دَابَّةٍ۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الثُّعْبَانُ الْحَيَّةُ سانپ کو کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ سانپ کئی قسم
الذَّكَرُ مِنْهَا يُقَالُ الْحَيَّاتُ أَجْنَاسٌ اَلْجَانُّ کے ہیں۔ جانّ، افاعی، اساود۔
وَالْأَفَاعِيْ وَالْأَسَاوِدُ۔

أَسَاوِدُ، أَسْوَدُ کی جمع ہے۔ یہ ان بڑے سانپوں کو کہتے ہیں جو کالے رنگ کے ہوتے ہیں۔

أَفَاعِي، أَفْعٰی کی جمع ہے۔ یہ سب سے خبیث سانپ ہوتا ہے۔

آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا فِيْ مُلْكِهِ وَسُلْطَانِهِ يُقَالُ اس کی پیشانی کے بال کو پکڑے ہوئے ہیں اپنے ملک
صَافَّاتٍ بُسُطٍ أَجْنِحَتَهُنَّ۔ يَقْبِضْنَ اور اپنی سلطنت میں۔ اپنے بازوؤں کو پھیلائے ہوئے ہیں۔
يَضْرِبْنَ بِأَجْنِحَتِهِنَّ۔ اور اپنے بازوں کو پھڑپھڑاتے ہیں۔

حدیث ۱۷۶۲ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ اقْتُلُوْا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ فَإِنَّهُمَا يَطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَلَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَبَيْنَا أَنَا أُطَارِدُ حَيَّةً لِأَقْتُلَهَا فَنَادَانِيْ أَبُوْ لُبَابَةَ لَا تَقْتُلْهَا فَقُلْتُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ وَقَالَ إِنَّهُ نَهٰى بَعْدَ ذٰلِكَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوْتِ وَهِيَ الْعَوَامِرُ۔ عہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا فرماتے تھے سانپوں کو مار ڈالو خاص کر ان سانپوں کو جن کے سروں پر دو نقطے ہوں اور بے دم والے کو، اس لئے کہ ان کے کاٹنے سے بینائی جاتی رہتی ہے اور حمل ساقط ہو جاتا ہے۔ عبد اللہ نے کہا میں ایک سانپ کو مارنے کے لئے بھگا رہا تھا کہ ابو لبابہ نے مجھے پکار کر کہا۔ اسے مت مار۔ میں نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سانپوں کے مار ڈالنے کا حکم دیا ہے۔ انھوں نے کہا۔ اس کے بعد حضور نے گھر والے سانپوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا اور یہ عوامر ہیں۔

عہ باب خیر مال المسلم غنم ص۴۶۷ ثانی کتاب الغازی باب ص۵۷۲ مسلم حیات۔

تشریحات ۱۷۶۲ اس کے بعد والے باب میں یہ حدیث یوں ہے کہ حضرت ابن عمر سانپوں کو مار ڈالتے تھے پھر منع فرمایا۔ کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ایک دیوار کو ڈھایا اس میں سانپ کی کینچلی پایا۔ فرمایا۔ تلاش کرو سانپ کہاں ہے۔ لوگوں نے سانپ کو دیکھا۔ فرمایا۔ اسے مار ڈالو۔ اسی بنا پر میں مارتا تھا۔ پھر میں نے ابو لبابہ سے ملاقات کی تو انھوں نے مجھے خبر دی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا گھر میں رہنے والے سانپوں کو مت مارو۔ مگر بے دم والے کو اور اس کو جس کے سر پر دو نقطے ہوں۔ اس لئے کہ اس کا زہر بچے[1] ساقط کر دیتا ہے اور آنکھ کی روشنی لے جاتا ہے اس لئے اسے قتل کرو۔

وهي العوامر۔ عوامر، عامرہ کی جمع ہے۔ اس سے مراد گھر میں رہنے والے سانپ ہیں۔ مسلم[2] میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ بے شک ان گھروں کے عوامر ہیں جب ان کو دیکھو تو ان کو تین مرتبہ متنبہ کرو۔ اگر چلے جائیں فبہا ورنہ ان کو قتل کرو۔

مطلب یہ ہے کہ تین بار اس سے کہو کہ تم اب تنگی میں ہو اگر ٹھہرے رہے یا ہم پر حملہ کیا تو ہم مار ڈالیں گے۔ لیکن ہمارے دیار میں گھروں میں بعض بڑے موذی سانپ پائے جاتے ہیں۔ نظر جھپکتے ہی حملہ کر بیٹھتے ہیں ان کے لئے مہلت نہیں۔

اس میں راز یہ ہے کہ جن گھروں میں سانپ کی شکل میں رہتے بستے ہیں انھیں قتل کرنے میں خطرات ہو جاتے ہیں۔ مسلم میں ہے کہ غزوہ خندق کے موقعہ پر ایک جوان تھے جن کی ابھی ابھی شادی ہوئی تھی وہ ایام جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اجازت لے کر اپنے گھر جایا کرتے تھے ایک دفعہ اپنے گھر گئے تو دیکھا کہ ان کی بیوی دروازہ پر کھڑی ہیں ان کو غیرت آئی انھوں نے بیوی کو مارنے کے لئے نیزہ تان لیا ان کی بیوی نے کہا کہ نیزہ روک لو۔ گھر میں جا کر دیکھو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میں کیوں یہاں کھڑی ہوں۔ یہ جوان اندر گئے تو دیکھا کہ ایک سانپ بستر پر کنڈلی مارے بیٹھا ہے۔ جوان نے نیزے سے اس کو گتھ لیا پھر زمین میں گاڑ دیا۔ تو وہ سانپ تڑپا۔ یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ پہلے کون مرا۔ سانپ یا نوجوان۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا قصہ سنایا اور ہم نے عرض کیا دعا فرمائیے کہ اللہ اس کو زندہ کر دے۔ فرمایا۔ اپنے بھائی کے لئے دعائے مغفرت کرو۔ پھر فرمایا۔ مدینہ میں کچھ جن ہیں جو مسلمان ہو گئے ہیں جب ان میں سے کسی کو دیکھو تو انھیں تین مرتبہ جتا دو۔ اس کے بعد بھی نظر آئے تو اس کو قتل کر دو۔ اس لئے کہ وہ شیطان ہے۔

بَابٌ خَيْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يُتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ۔ ۴۶۶ مسلمان کا سب سے اچھا مال بکری ہے جسے لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہتا ہے۔

---

[1] ثانی کتاب قتل الحیات ص ۲۳۵

[2] ثانی کتاب قتل الحیات ص ۲۳۵

حدیث ۱۷۶۳

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاْسُ الْکُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ کفر کا سر پورب کی جانب ہے اور فخر و گھمنڈ گھوڑے اور
وَالْخُیَلَاءُ فِیْ اَهْلِ الْخَیْلِ وَالْاِبِلِ وَالْفَدَّادِیْنَ وَاَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّکِیْنَةُ
اونٹ والوں اور کاشت کاروں اور اونٹ کی کھال کے خیمے والوں میں ہے اور سکینہ
فِیْ اَهْلِ الْغَنَمِ عہ
بکری والوں میں ہے۔

تشریحات ۱۷۶۳

مناقب کے اخیر میں یہ زائد ہے۔ الایمان یمان والحکمة یمانیة۔ ایمان اہل یمن میں ہے اور دانائی یمن والوں میں ہے۔ راس الکفر۔ یہ ارشاد اپنے عہد مبارک کے لئے بھی ہے اور آئندہ کے لئے بھی ہے۔ اس عہد مبارک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شدید مخالفین نجد کے باشندے تھے جو مدینہ طیبہ سے مشرق کی جانب ہے۔ اور آج بھی دعوی اسلام رکھتے ہوئے نجد کے باشندے اسلام کے معاشرے میں کوڑھ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس کا بھی احتمال ہے۔ اس سے مراد مجوسی ہوں جو ایران کے باشندے تھے جن کی بڑی طاقت ور سلطنت اس عہد میں قائم تھی۔

فدادین۔ فد کے معنی سخت آواز نکالنا ہے۔ اس سے مراد کاشت کار اور مویشی پالنے والے ہیں خصوصیت سے گھوڑے اور اونٹ پالنے والے ان میں فطری طور پر اکھڑپن اور سنگ دلی ہوتی ہے۔ اہل وبر۔ وبر اونٹ کی کھال کو کہتے ہیں۔ اس سے مراد صحرانشین دیہاتی ہیں جو خیموں میں رہتے ہیں۔ رہائش کے خیمے۔ زیادہ تر اونٹ کی کھال سے بنائے جاتے ہیں۔ اس لئے انھیں اہل وبر فرمایا۔

حدیث ۱۷۶۴

حَدَّثَنِیْ قَیْسُ بْنُ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَشَارَ
عقبہ بن عمرو ابو مسعود نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِیَدِهٖ نَحْوَ الْیَمَنِ فَقَالَ
اپنے دست مبارک سے یمن کی جانب اشارہ کیا۔ اور فرمایا۔ ایمان یمن والوں کا ہے۔
اَلْاِیْمَانُ یَمَانٍ هٰهُنَا اَلَا اِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِی الْفَدَّادِیْنَ
ہاں سنو! سنگدلی کاشت کاروں میں ہے اونٹ کی دموں کی جڑوں کے پاس جہاں سے

عہ باب مناقب باب ص ۴۹۶ ۔ مسلم ایمان ۔

عند أصول أذناب الإبل حيث يطلع قرنا الشيطان في ربيعة ومضر عه

شیطان کے سینگ نکلتے ہیں۔ ربیعہ اور مضر میں۔

تشریحات ١٧٦٤ طلاق میں ہے کہ یمن کی طرف اشارہ کرکے دوبار یہ فرمایا کہ ایمان یہاں ہے۔ مناقب میں ہے کہ فرمایا ادھر مشرق کی طرف سے فتنے ہیں۔ اکھڑپن اور سنگ دلی کاشت کاروں میں ہے خیمہ والوں میں اونٹ اور گائے کی دموں کی جڑوں کے پاس ربیعہ اور مضر میں۔

اس حدیث میں فی ربیعۃ و مضر کہہ کر مشرق کی تعیین فرمادی کہ اس سے مراد پورب کا وہ خطہ ہے جہاں ربیعہ اور مضر کے قبائل رہتے ہیں۔ پرانا جغرافیہ اٹھاکر دیکھو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ربیعہ اور مضر کی رہائش نجد کے علاقے میں تھی اور آج آل سعود اور آل ابن عبدالوہاب جو اس علاقے کے فرمانروا ہیں۔ ربیعہ اور مضر ہی کے افراد ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب "فتنوں کی سرزمین کون نجد یا عراق"۔

حدیث ١٧٦٥

عن محمد بن سيرين عن أبي هريرة رضي الله تعالى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت

عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال فقدت أمة

کرتے ہیں۔ فرمایا بنی اسرائیل کی ایک قوم گم ہوگئی۔ نہیں جانا جاتا ہے کہ کیا ہوئی۔ میں یہ سمجھ رہا

من بني إسرائيل لا يدرى ما فعلت وإني لا أراها إلا الفار

ہوں کہ یہ چوہا ہے جب اس کے لئے اونٹ کا دودھ رکھا جاتا ہے تو نہیں پیتا ہے اور جب بکری

إذا وضع لها ألبان الإبل لم تشرب وإذا وضع لها ألبان

کا دودھ رکھا جاتا ہے تو پیتا ہے۔ میں نے کعب سے اسے بیان کیا۔ تو انھوں

الشاء شربت فحدثت كعبا فقال أأنت سمعت النبي صلى الله

نے کہا۔ کیا تم نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ مجھ سے

تعالى عليه وسلم يقوله قلت نعم قال لي مرارا فقلت أفأقرأ التورٰة۔ عه

کعب نے یہ بات کئی مرتبہ کہی۔ تو میں نے ان سے کہا تو کیا میں تورات پڑھتا ہوں۔

تشریحات ١٧٦٥ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے کچھ لوگ نابود ہوگئے۔ یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ لوگ

عه مناقب باب ص ٤٩٦ ثانی مغازی باب قدوم الاشعریین ص ٦٣٠ الطلاق باب اللعان ص ٧٩٩

عه مسلم آخر کتاب۔

کیا ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرا گمان ایسا ہے کہ انھیں مسخ کرکے چوہا بنا دیا گیا۔ قرینہ یہ پیش کیا کہ چوہے اونٹ کا دودھ نہیں پیتے، بکری کا پیتے ہیں۔ بنی اسرائیل کی شریعت میں اونٹ کا دودھ اور گوشت حرام تھا۔ اس لئے وہ اونٹ کا دودھ نہیں پیتے تھے۔

مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا۔ چوہا مسخ شدہ ہے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے سامنے بکری کا دودھ رکھا جاتا ہے تو پیتا ہے اور اونٹ کا دودھ رکھا جاتا ہے تو نہیں پیتا۔ اس پر حضرت کعب کو تعجب ہوا اور انھوں نے بار بار حضرت ابو ہریرہ سے پوچھا جس پر ابو ہریرہ نے فرمایا کہ ہاں اس کو میں نے حضور ہی سے سنا ہے کیا میں توریت پڑھتا ہوں کہ اس میں دیکھ کر بتاؤں گا۔

حضرت کعب نے یہ حدیث سن کر سکوت فرمایا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ واقعات بیان کرنے میں بہت احتیاط کرتے تھے۔ یہ روایت ان کے علم ہی میں نہیں تھی۔ تو نہ تصدیق فرمائی نہ تردید۔ بلکہ سکوت فرمایا۔ تعجب کی وجہ یہ ہے کہ مسخ شدہ قوموں کی نسل نہیں چلتی۔ اور چوہوں کی نسل باقی ہے۔

حدیث ۱۷۶۶

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اُمَّ شَرِيْكٍ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ

حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خبر دی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهَا بِقَتْلِ الْاَوْزَاغِ عه

علیہ وسلم نے انھیں چھپکلیوں کے مارنے کا حکم دیا۔

تشریحات ۱۷۶۶

کتاب الانبیاء میں یہ زائد ہے کہ یہ ابراہیم علیہ السلام پر پھونکتا تھا یعنی انھیں جلانے کے لئے جو آگ بھڑکائی گئی تھی اس پر پھونکتا تھا کہ اور بھڑکے۔ اس پر تفصیلی گفتگو نزہۃ القاری جلد چہارم ص ۴۵۶ میں ہو چکی ہے۔

حدیث ۱۷۶۷

عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رَفَعَهُ قَالَ خَمِّرُوا الْاٰنِيَةَ وَاَوْكُوا الْاَسْقِيَةَ وَاَجِيْفُوا الْاَبْوَابَ

نے فرمایا۔ برتنوں کو ڈھانک دو۔ مشکوں کا منہ باندھ دو اور دروازوں کو بند کر دو اور شام

وَاكْفِتُوْا صِبْيَانَكُمْ عِنْدَ الْمَسَاءِ فَاِنَّ لِلْجِنِّ اِنْتِشَارًا وَّخَطْفَةً وَاَطْفِئُوا

کے وقت بچوں کو باہر نکلنے سے روکو اس لئے کہ جن اس وقت پھیلتے اور لپکتے ہیں۔ اور سوتے وقت

الْمَصَابِيْحَ عِنْدَ الرُّقَادِ فَاِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ رُبَّمَا اجْتَرَّتِ الْفَتِيْلَةَ

چراغوں کو بجھا دو اس لئے کہ چوہیا کبھی کبھی بتی کھینچ لے جاتی ہے پھر گھر والوں کو جلا دیتی ہے۔

عه الانبیاء باب و اتخذ اللہ ابراہیم خلیلا ص ۴۷۳، [illegible] حیوان۔ نسائی حج۔ ابن ماجہ صید۔ له مسلم ثانی آخر کتاب۔

فَاَحْرَقَتْ اَهْلَ الْبَيْتِ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَحَبِيْبٌ عَنْ عَطَاءٍ فَاِنَّ لِلشَّيٰطِيْنِ

بطریق ابن جریج اور حبیب جو روایت ہے۔ اسمیں بجائے فَاِنَّ لِلْجِنِّ کے فَاِنَّ لِلشَّيٰطِيْنِ ہے۔

بَابٌ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ شَرَابِ اَحَدِكُمْ ص۴۶۷ فَلْيَغْمِسْهُ فَاِنَّ فِيْ اِحْدٰى جَنَاحَيْهِ دَاءً وَّفِي الْاُخْرٰى شِفَاءً ۔

جب مکھی تمہارے پینے کی چیز میں گر پڑے تو مکھی کو اس میں غوطہ دے دو۔ اس لئے کہ اس کے دو بازو میں سے ایک میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفاء۔

حدیث ۱۷۶۸ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ حُنَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ شَرَابِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ فَاِنَّ فِيْ اِحْدٰى جَنَاحَيْهِ دَاءً وَّفِي الْاُخْرٰى شِفَاءً ۔

عبید بن حنین نے کہا۔ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب مکھی تمہارے پینے کے چیز میں گر پڑے تو اس مکھی کو غوطہ دے دو پھر اسے نکال دو۔ اس لئے کہ اس کے دو بازوؤں میں سے ایک میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفاء۔

تشریحات ۱۷۶۸ بعض روایتوں میں یہ ہے۔ کہ وہ پہلے اسی بازو کو ڈالتی ہے جس میں بیماری ہوتی ہے۔[لہ] جانوروں میں اس قسم کے متضاد اثرات کافی ہیں جیسے شہد کی مکھی میں کہ اس سے شہد بھی نکلتا ہے اور اس کے ڈنک میں زہر بھی ہے بعض قسم کے سانپوں میں زہر تو ہوتا ہی ہے ان سے تریاق بھی حاصل ہوتا ہے۔ مکھی کا سر توڑ کر اگر بھڑ یا بچھو کے ڈنک مارنے کی جگہ پر مل دیا جائے تو فوراً اشفاء حاصل ہو جاتی ہے۔

اس حدیث کو جن کے تذکرے سے کوئی مناسبت نہیں ہے۔ یہ صرف ابوذر کے نسخہ میں ہے۔

حدیث ۱۷۶۹ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا۔

تشریحات ۱۷۶۹ کتوں کے مار ڈالنے کے سلسلے میں بحث کتاب المزارعۃ میں گذر چکی ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمایئے۔

عہ ثانی فی الطب باب اذا وقع الذباب فی اناء احدکم ص۸۶۰ نسائی ابن ماجہ۔ لہ فتح الباری جلد عاشر ص۲۵۱ بحوالہ ابوداؤد ابن حبان۔ ابوداؤد ثانی طب باب الذباب یقع فی الطعام ص۹۳ مسلم بیوع۔ نسائی ابن ماجہ صید۔

کتاب الانبیاء ص ۴۶۸

انبیاء کا بیان

انبیاء۔ نبی کی جمع ہے۔ نبی فعیل کے وزن پر صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ یہ یا تو نبأٌ سے بنا ہے جس کے معنی خبر دینے کے ہیں۔ یا نبوٌ سے جس کے معنی بلند کرنے کے ہیں۔ اس تقدیر پر اس کی اصل نَبِیْوٌ تھی۔ واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کو یاء میں ادغام کر دیا۔ انبیاء کی اصل اَنْبِیَاوُ تھی واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا۔ دونوں تقدیر پر فعیل یا تو معنی میں فاعل کے ہے۔ پہلی تقدیر پر اس کے معنی ہوئے خبر دینے والے کے چونکہ نبی غیب کی خبر دیتے ہیں اس لئے ان کو نبی کہا جاتا ہے۔ دوسری تقدیر پر اس کے معنی ہوئے بلند کرنے والے کے چونکہ جو شخص نبی پر ایمان لاتا ہے اس کا مرتبہ دنیا اور آخرت میں بلند ہو جاتا ہے۔ اس لحاظ سے نبی مرتبہ بلند کرنے والا ہوا۔ یا فعیل معنی میں مفعول کے ہے۔ پہلی تقدیر پر اس کے معنی ہوئے خبر دیئے ہوئے چونکہ انبیائے کرام ایک دوسرے کے احوال بیان کرتے ہیں۔ اس لئے نبی کو نبی کہا جاتا ہے۔ اور دوسری تقدیر پر اس کے معنی ہوئے بلند کیا ہوا چونکہ اللہ عزوجل نے انبیائے کرام کو تمام مخلوقات پر برتری عطا فرمایا ہے۔ اس لئے نبی کو نبی کہا جاتا ہے۔

نبوت کے حصول میں کسب کو کوئی دخل نہیں۔ محض اللہ عزوجل اپنے فضل سے جسے چاہتا ہے نبی بناتا ہے۔ کسی کی نبوت کا علم صرف وحی کے ذریعہ ہوتا ہے۔ انبیائے کرام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے یا دو لاکھ چوبیس ہزار۔ صحیح یہ ہے کہ ان کی تعداد متعین نہ کی جائے۔ اللہ عزوجل خوب جانتا ہے کہ اس نے کتنے انبیائے کرام مبعوث فرمائے یوں کہنا چاہئے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا دو لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیائے کرام مبعوث ہوئے ان میں سے تین سو دس یا تین سو تیرہ یا تین سو پندرہ رسول ہوئے علی اختلاف الروایات۔

صحیح یہ ہے کہ نبی ہونا بشر کا خاصہ ہے۔ بشر کے علاوہ جن یا فرشتے نبی نہیں ہوتے۔ صحیح یہ ہے کہ رسول ہونا بشر کا خاصہ نہیں فرشتے بھی رسول ہیں۔ اس تقدیر پر نبی اور رسول میں عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہے۔ بعض حضرات نبی اور رسول دونوں ہیں۔ جیسے ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔ بعض حضرات نبی ہیں مگر رسول نہیں۔ جیسے حضرت زکریا، حضرت یحییٰ، حضرت شعیب علیہم السلام اور بعض رسول ہیں مگر نبی نہیں جیسے رسل ملائکہ، حضرت جبرئیل وغیرہ۔

نبی۔ وہ بشر ہے جس کے پاس وحی آتی ہو خواہ وہ مامور بالتبلیغ ہو یا نہ ہو۔

رسول۔ رسول وہ ہے جس کے پاس وحی آتی ہو اور وہ مامور بالتبلیغ ہو۔

ان مباحث کی پوری تفصیل نزہۃ القاری جلد اول ص۱۷۷ ص۱۷۸ میں موجود ہے۔

بَابُ خَلْقِ آدَمَ وَذُرِّيَّتِهِ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً۔ بقرہ

ص۴۶۸ حضرت آدم اور ان کی اولاد کی پیدائش کا بیان۔ اور اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان "اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا۔ میں زمین میں نائب بنانے والا ہوں۔"

توضیح باب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے پہلے بشر اور سب سے پہلے نبی ہیں۔ لفظ آدم عجمی ہے یا عربی۔ علماء کے دونوں اقوال ہیں۔ جو لوگ عربی مانتے ہیں وہ اسے اَفْعَلُ کے وزن پر صفت مشبہ اُدْمَۃٌ سے مشتق مانتے ہیں۔ ادمۃ کے معنی زمین کے اوپری سطح کے ہیں اور گندمی رنگ ہونے کے بھی ہیں۔ چونکہ حضرت آدم علیہ الصلاۃ والتسلیم زمین کے ہر حصہ کی مٹی سے بنائے گئے ہیں اور آپ گندمی رنگ کے تھے اسلئے آدم نام پڑا۔ اور کچھ علماء کہتے ہیں کہ یہ سریانی لفظ ہے۔ اگر یہ عربی لفظ ہے تو اس میں دو سبب وزن فعل اور علمیت ہے اور اگر عجمہ ہے تو اس میں دو سبب عجمہ اور علم ہے۔ اس لئے بہر تقدیر یہ غیر منصرف ہے۔ انبیائے کرام کے اسماء میں سے سات اسماء منصرف ہیں۔ نوح، ہود، لُوط، شیث، صالح، شعیب، محمد۔ ان میں چار پہلے والے عجمہ ہیں مگر ساکن الاوسط ہونے کی وجہ سے عجمہ کا اعتبار نہ رہا۔ اور تین بعد والے عربی ہیں ان میں صرف علمیت ہے۔

ترمذی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا۔ پہلے اس کو گیلی پتلی گارے کی طرح بنا کر چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ بودار ہوگئی۔ پھر ان کی صورت بنائی یہاں تک کہ جب سوکھ کر کھنکھنانے لگی تو ابلیس ان کے پاس سے گزرتا اور کہتا۔ کسی عظیم کام کے لئے تم پیدا کئے گئے ہو۔ پھر اللہ نے ان میں اپنی روح پھونکی سب سے پہلے آنکھ اور ناک کے بانسہ میں پہنچی جس پر انھیں چھینک آئی تو انہوں نے الحمد للہ پڑھا اس پر اللہ عزوجل نے فرمایا۔ یرحمک ربک۔

اذ قال ربک۔ فرشتوں سے اس ارشاد کی حکمت یہ تھی کہ فرشتے اللہ عزوجل کے نائب کی عظمت کو جان لیں اور بعد میں جو کچھ فرشتوں نے عرض کیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ یہ معلوم کرلیں کہ بجائے ہمارے اس نئی مخلوق کو منصب نیابت کس بنا پر عطا فرمایا جارہا ہے جب کہ اپنی دانست میں ہم اس کے اہل موجود ہیں۔ یا یہ مشورۃً تھا۔ اللہ عزوجل مشورہ سے منزہ ہے۔ مشورہ وہ کرتا ہے جو انجام سے واقف نہ ہو یا قادر مطلق نہ ہو۔ اس لئے یہ حقیقت میں مشورہ نہیں صورۃً مشورہ ہے بندوں کی تعلیم کے لئے۔ حدیث میں ہے۔ ماحار من استشار۔ جو مشورہ کرے گا وہ حیران نہ ہوگا۔

فرشتوں نے نیابت کا استحقاق تسبیح وتقدیس اور عبادت سمجھا تھا۔ اس لئے بطور حسن طلب اپنی تسبیح وتقدیس کو پیش کیا۔ مگر یہ یعنی منصب نیابت کسبی نہیں صرف وہبی ہے۔ اس لئے ارشاد فرمایا میں وہ جانتا ہوں۔ جو تم نہیں جانتے، فرشتوں کی یہ عرض۔ کیا تو زمین میں ایسی قوم پیدا فرمائے گا جو فساد خوں ریزی کریگے

یا لوح محفوظ میں دیکھا تھا اس لئے عرض کیا۔ یا جنوں پر قیاس کر کے عرض کیا۔ جو انسانوں سے پہلے زمین میں ساٹھ ہزار برس تک آباد رہے۔ اور آپس میں لڑتے رہے۔ جس کی سزا میں فرشتوں کی فوج نے انھیں پہاڑوں اور جزیروں میں مقید کر دیا۔ اس آیت میں خلیفہ سے مراد نوع ہے۔ خاص حضرت آدم مراد نہیں۔ اور یہ منصب تمام انبیائے کرام کو حاصل تھا۔

اب اس کے بعد حضرت امام بخاری حضرت آدم اور انسان کی تخلیق کے سلسلے میں وارد آیات کے کچھ الفاظ کی تشریح کر رہے ہیں۔

صَلْصَالٌ طِيْنٌ خُلِطَ بِرَمْلٍ فَصَلْصَلَ كَمَا يُصَلْصِلُ الْفَخَّارُ وَيُقَالُ مُنْتِنٌ يُرِيْدُوْنَ بِهٖ صَلَّ كَمَا يُقَالُ صَرَّ الْبَابُ وَصَرْصَرَ عِنْدَ الْاِغْلَاقِ مِثْلُ كَبْكَبْتُهٗ يَعْنِيْ كَبَبْتُهٗ۔ صلصال کے معنی وہ گیلی مٹی جس میں بالو ملایا جائے جو سوکھ کر آواز کرے جیسا کہ مٹی کا پکا ہوا برتن آواز کرتا ہے۔ اور کہا گیا۔ کہ بودار مٹی مراد ہے۔ ان لوگوں کے نزدیک یہ لفظ صَلَّ سے بنا ہے۔ جیسے کہتے ہیں صرّ الباب وصرصر۔ دروازہ کے بند کرتے وقت جو آواز نکلتی ہے جیسے کبکبتہ۔ یعنی برتن کو اوندھا کرتے وقت جو آواز نکلتی ہے۔

فَمَرَّتْ بِهٖ اِسْتَمَرَّ بِهَا الْحَمْلُ فَاَتَمَّتْهُ۔ یعنی اس کا حمل باقی رہا یہاں تک کہ اس کے دن پورے ہو گئے۔

اَنْ لَا تَسْجُدَ اَنْ تَسْجُدَ۔ یعنی اَنْ لا تسجد میں لا زائدہ ہے وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً" یعنی اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان۔ یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا۔ میں زمین میں نائب بنانے والا ہوں۔ اذ ظرف ہے۔ اس کا متعلق محذوف اُذْكُرْ ہے۔

خلیفہ کے معنی خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی نے جلالین میں یہ بتایا، یخلفنی فی تنفیذ اوامری فیھا۔ زمین میں میرے احکام نافذ کرنے میں میرا نائب ہوگا اوامر جمع ہے اس کی اضافت استغراق کا فائدہ دیتی ہے جو دنیوی و دینی تشریعی و تکوینی تمام احکام کو عام ہے۔ اب مطلب یہ ہوا کہ زمین میں میرا جو حکم بھی نافذ ہوگا خواہ وہ تشریعی ہو یا تکوینی میرے اس نائب کے ذریعہ نافذ ہوگا۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ اِلَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ۔ یعنی لَمَّا معنی میں اِلَّا کے ہے۔ فِیْ كَبَدٍ فِیْ شِدَّةِ خَلْقٍ۔ پیدائش کی سختی۔ وَرِيَاشًا الْمَالُ وَقَالَ غَيْرُهُ الرِّيَاشُ وَالرِّيْشُ وَاحِدٌ وَهُوَ مَا ظَهَرَ مِنَ اللِّبَاسِ۔ ریاشا کے معنی مال ہے۔ اور حضرت ابن عباس کے علاوہ اور حضرات نے کہا کہ ریاش اور ریش ایک معنی میں ہیں۔ اور یہ ظاہری لباس کو کہتے ہیں۔ مَا تُمْنُوْنَ النُّطْفَةَ فِیْ اَرْحَامِ النِّسَاءِ جو تم منی گراتے ہو یعنی وہ نطفہ

جو عورتوں کے رحموں میں گراتے ہو۔ وَقَالَ مُجَاهِدٌ إِنَّهُ عَلَىٰ رَجْعِهِ لَقَادِرٌ۔ النُّطْفَةُ فِي الْإِحْلِيلِ۔ بیشک وہ اس کے لوٹانے پر قادر ہے یعنی نطفہ کو رحم سے لوٹا کر مرد کے عضو تناسل کے سوراخ میں پہنچا دے۔ وَكُلُّ شَيْءٍ خَلَقَهُ فَهُوَ شَفْعٌ اَلسَّمَاءُ شَفْعٌ وَالْوِتْرُ اللّٰهُ۔ ہر چیز کو اللہ نے پیدا کیا جفت ہے۔ آسمان بھی جفت ہے اور وتر صرف اللہ ہے۔ مراد یہ ہے کہ آسمان زمین کو جفت بنانے والا ہے۔ اس طرح کہ دونوں مل کر جوڑہ طبق ہو جاتے ہیں۔ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ فِي أَحْسَنِ خَلْقٍ۔ بہترین صورت میں أَسْفَلَ سَافِلِينَ إِلَّا مَنْ آمَنَ۔ پھر ہم نے انسان کو سب سے نچلے طبقہ میں ڈھکیلا۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے۔ خُسْرٍ ضَلَالٍ ثُمَّ اسْتَثْنَىٰ فَقَالَ إِلَّا مَنْ آمَنَ۔ انسان نقصان یعنی گمراہی میں ہے پھر استثنیٰ کیا اور فرمایا مگر جو ایمان لائے لَازِبٌ لَازِمٌ۔ چپکنے والی۔ نُنْشِئَكُمْ فِي أَيِّ خَلْقٍ نَشَاءُ۔ ہم جس شکل میں چاہتے ہیں پیدا کرتے ہیں۔ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ نُعَظِّمُكَ ہم تیری حمد کے ساتھ تیری تسبیح کرتے ہیں۔ یعنی تیری عظمت بیان کرتے ہیں۔ وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ فَتَلَقَّىٰ آدَمُ۔ هُوَ قَوْلُهُ۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا۔ اور ابو العالیہ نے کہا۔ آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمات اخذ کئے۔ وہ یہ دعا ہے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَقَالَ فَأَزَلَّهُمَا اسْتَزَلَّهُمَا۔ یعنی ان دونوں کو لغزش میں ڈال دیا۔ يَتَسَنَّهْ۔ يَتَغَيَّرْ۔ آسِنٍ مُتَغَيِّرٍ۔ اَلْمَسْنُونُ الْمُتَغَيِّرُ۔ يَتَسَنَّهْ کے معنی بدلنا ہے۔ آسِنٍ اور مَسْنُونٍ کے معنی متغیر کے ہیں

حَمَإٍ۔ جمع حَمْأَةٍ۔ وَهُوَ الطِّينُ الْمُتَغَيِّرُ۔ حَمَإٍ حَمْأَةٍ کی جمع ہے اور وہ بدلا ہوا کیچڑ ہے۔ يَخْصِفَانِ أَخْذُ الْخِصَافِ مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ يُؤَلِّفَانِ الْوَرَقَ يَخْصِفَانِ بَعْضَهُ إِلَىٰ بَعْضٍ۔ یعنی جنت کے درخت کے پتوں سے پردہ پوشی کرنے کے لئے پتوں کو ایک دوسرے پر رکھنے لگے۔ پتوں کو ایک دوسرے سے ملانے لگے۔ سَوْآتُهُمَا۔ كِنَايَةٌ عَنْ فَرْجَيْهِمَا۔ یہ ان دونوں کی شرمگاہ سے کنایہ ہے۔ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ۔ هٰهُنَا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ وَالْحِينُ عِنْدَ الْعَرَبِ مِنْ سَاعَةٍ إِلَىٰ مَا لَا يُحْصَىٰ عَدَدُهُ۔ یعنی اس وقت سے لے کر قیامت تک اور اہل عرب کے نزدیک حین کا معنی کسی وقت سے لے کر غیر متناہی مدت تک ہے۔ قَبِيلُهُ جِيلُهُ الَّذِي هُوَ مِنْهُمْ۔ اس کا خاندان جس سے وہ ہے۔

۱۷۷۰ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ عَنِ

حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ وَطُوْلُهُ سِتُّوْنَ

کرتے ہیں۔ کہ فرمایا۔ اللہ نے آدم کو پیدا کیا اور ان کی لمبائی ساٹھ ہاتھ کی تھی۔ پھر فرمایا

ذِرَاعًا ثُمَّ قَالَ اِذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى اُولٰٓئِكَ النَّفَرِ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ

جاؤ اور ان فرشتوں کی گروہ کو سلام کرو۔ اور وہ جو جواب دیں اس کو بغور

فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ بِهٖ فَاِنَّهٗ تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَقَالَ

سنو اس لئے کہ وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا۔ حضرت آدم نے کہا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَزَادُوْهُ وَرَحْمَةُ

السلام علیکم۔ تو فرشتوں نے جواب دیا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ فرشتوں نے ورحمۃ اللہ

اللّٰهِ فَكُلُّ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ آدَمَ فَلَمْ يَزَلِ

کو زیادہ کیا۔ جو بھی جنت میں داخل ہوگا وہ حضرت آدم کی صورت پر ہوگا اس کے

الْخَلْقُ يَنْقُصُ حَتَّى الْاٰنَ ؏

بعد مخلوق کا قد گھٹتا رہا یہاں تک کہ اب تک۔

تشریحات ۱۷۷۰

ابن تین نے کہا کہ حضرت آدم ہمارے ہاتھ سے ساٹھ ہاتھ کے تھے اس لئے کہ اگر ان کے ہاتھ سے ان کا قد ساٹھ ہاتھ کا مانا جائے تو تناسب بگڑ جائے گا ان کے قد کے مقابلے میں ہاتھ کی وہی حیثیت ہو جائے گی جو ہمارے انگلی اور ناخن کو ہمارے قد سے ہے۔ اور یہ ہیئت احسنِ تقویم کے منافی ہے۔ ہر شخص جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کی شکل پر ان کے قد کے برابر ساٹھ ہاتھ کا داخل ہوگا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

حدیث ۱۷۷۱

عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ بَلَغَ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ مَقْدَمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

کی مدینہ طیبہ تشریف آوری کی خبر عبد اللہ بن سلام کو پہنچی۔ تو وہ خدمت اقدس میں

وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَاَتَاهُ فَقَالَ اِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ ثَلٰثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ

حاضر ہوئے۔ اور حضور سے عرض کیا۔ میں حضور سے تین باتوں کو پوچھ رہا ہوں

عہ ثانی استیذان۔ باب بدء السلام ص۹۱۹ مسلم صفۃ الجنۃ۔

إِلَّا نَبِيٌّ قَالَ مَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ

جنھیں نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ انھوں نے عرض کیا۔ قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے۔ اور جنتی

الْجَنَّةِ وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزِعُ الْوَلَدُ إِلَى أَبِيهِ وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ

سب سے پہلے کیا کھائیں گے اور کس وجہ سے لڑکا اپنے باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔ اور کس وجہ

يَنْزِعُ إِلَى أَخْوَالِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سے اپنے ماموؤں کے مشابہ ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جبریل

خَبَّرَنِي بِهِنَّ آنِفًا جِبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ

علیہ السلام نے ابھی ان تینوں کے بارے میں مجھے بتایا۔ یہ سن کر عبد اللہ نے کہا۔ یہ

ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُودِ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

فرشتوں میں یہود کے دشمن ہیں اب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت

تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ

کی پہلی نشانی ایک آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے سمیٹ کر مغرب کی طرف جمع کرے گی۔

مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ

جنتی سب سے پہلے مچھلی کے جگر کا وہ چھوٹا حصہ جو ایک کنارے رہتا ہے کھائیں گے۔

فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوتٍ أَمَّا الشَّبَهُ فِي الْوَلَدِ فَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَشِيَ

لڑکے کی مشابہت تو اس کی بنیاد یہ ہے کہ مرد جب عورت سے ہمبستری کرتا ہے تو

الْمَرْأَةَ فَسَبَقَهَا مَاؤُهُ كَانَ الشَّبَهُ لَهُ وَإِذَا سَبَقَتْ كَانَ الشَّبَهُ

مرد کی منی رحم میں عورت کی منی سے پہلے پہنچتی ہے تو باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔ اور

لَهَا قَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الْيَهُودَ

اگر ماں کی منی پہلے پہنچتی ہے تو ماں کے مشابہ ہوتا ہے۔ یہ سن کر عبد اللہ بن سلام نے

قَوْمٌ بُهُتٌ إِنْ عَلِمُوا بِإِسْلَامِي قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ بَهَتُونِي عِنْدَكَ

کہا۔ یا رسول اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ بلا شبہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر کہا یا رسول اللہ!

فَجَاءَتِ الْيَهُودُ وَدَخَلَ عَبْدُ اللّٰهِ الْبَيْتَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

یہود بڑے بہتان تراش لوگ ہیں اگر وہ میرے مسلمان ہونے کو جان لیں قبل اس کے

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ رَجُلٍ فِيْكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ

کر آپ میرے بارے میں ان سے دریافت کریں تو حضور کے سامنے مجھ پر

قَالُوْا اَعْلَمُنَا وَابْنُ اَعْلَمِنَا وَاَخْيَرُنَا وَابْنُ اَخْيَرِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ

بہتان باندھیں گے اس کے بعد یہود آئے اور عبد اللہ مکان کے اندر چلے گئے۔

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَرَاَيْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ

اب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہود سے پوچھا عبد اللہ تم میں کیسے آدمی ہیں

قَالُوْا اَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ اِلَيْهِمْ فَقَالَ اَشْهَدُ

یہود نے کہا ہم سب سے زیادہ علم والے اور ہم سب سے زیادہ علم والے کے بیٹے ہیں اور ہم سب سے اچھے ہیں

اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالُوْا شَرُّنَا

اور ہم سب سے اچھے کے بیٹے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بتاؤ اگر عبد اللہ مسلمان ہو جائیں

وَابْنُ شَرِّنَا وَوَقَعُوْا فِيْهِ عه

تو یہود نے کہا اللہ اس کو اس سے بچائے اب عبد اللہ ان کے سامنے آئے اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں یہ سنتے

ہی یہود نے کہا عبد اللہ ہم میں سب سے زیادہ برے ہیں اور سب سے زیادہ برے کے بیٹے ہیں۔ اور ان کو برا کہنے لگے۔

تشریحات فزیادۃ کبد حوت، بعض روایات میں بجائے حوت کے نون آیا ہے۔ نون کے معنی بھی مچھلی کے ہیں، بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ وہ مچھلی ہے کہ جس پر زمین ٹھہری ہوئی ہے مچھلی کے جگر میں ایک حصہ الگ جیسا ہوتا ہے جو سب سے زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔ زیادۃ کبد سے یہی مراد ہے۔

اذا سبق ماء الرجل۔ مسلم له میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو حدیث مروی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ اذا علا ماءها ماء الرجل اشبه اخواله واذا علا ماء الرجل ماءها اشبه اعمامه۔ جب عورت کا نطفہ مرد کے نطفہ پر غالب ہوتا ہے تو بچہ اپنے ماموؤں کے مشابہ ہوتا ہے اور جب مرد کا نطفہ عورت کے نطفہ پر غالب ہوتا ہے تو اپنے چچاؤں کے مشابہ ہوتا ہے۔ بزار میں اسی کے مثل حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔ اس میں یہ زائد ہے۔ مرد کا نطفہ سفید گاڑھا ہوتا ہے اور عورت کا پیلا پتلا ہوتا ہے۔

عه مناقب الانصار۔ باب ، ۱/۵۶۱ ۔ تفسیر سورہ بقرہ۔ باب من کان عدوا لجبریل ۲/۶۴۳

له اول طہارت الحیض باب وجوب الغسل علی المرأۃ ص۱۴۶

لیکن مسلم میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے مرد کا نطفہ سفید ہے اور عورت کا نطفہ پیلا۔ جب دونوں اکٹھا ہوں اور مرد کا نطفہ عورت کے نطفہ پر غالب آئے تو اللہ کے اذن سے بچہ مذکر ہوتا ہے۔ اور جب عورت کا نطفہ مرد کے نطفہ پر غالب آئے تو بچہ اللہ کے اذن سے مؤنث ہوتا ہے۔ اب یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ بچہ جب مذکر ہو تو ہمیشہ اپنے چچاؤں کے مشابہ ہوگا اور جب مؤنث ہو تو اپنے ماموؤں کے مشابہ ہوگی۔ مشاہدہ اس کے خلاف ہے اس لئے کہ کبھی بچہ ماموؤں کے مشابہ ہوتا ہے اور بچی اپنے چچاؤں کے۔

اقول وھو المستعان۔ حل یہ ہے کہ ام المؤمنین کی حدیث میں علو سے مراد رحم میں پہلے پہونچنا ہے جیسا کہ حضرت انس کی حدیث زیر بحث میں خود اس کی تصریح ہے کہ اذا اسبق ماء الرجل اور حضرت ثوبان کی حدیث میں علو سے مراد اس کا ظاہری معنیٰ یعنی غالب آنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

قوم بھت۔ ہا ہوز کو ضمہ اور سکون دونوں۔ یہ بہیت کی جمع ہے۔ جیسے قضیب کی جمع قضب ہے اور قلیب کی جمع قلب ہے۔ یعنی وہ شخص جس کے جھوٹ گڑھنے سے سامع مبہوت ہو جائے مبہوت کرنے والا۔

فجاءت الیھود۔ عبد اللہ بن بکر کی روایت جو حمید سے ہے اس میں یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہود کو بلوایا۔ کن یہودیوں کو بلوایا حدیث کے ظاہری الفاظ سے تعمیم سمجھ میں آتی ہے لیکن سیاق سے یہ متبادر ہوتا ہے ان یہودیوں کو بلوایا جن کا حضرت عبد اللہ بن سلام سے خاص تعلق تھا۔ جو ان کے قبیلہ بنو قینقاع کے افراد تھے۔ مناقب اور تفسیر کی روایت میں یہ زائد ہے جب یہود حضرت عبد اللہ بن سلام کی تنقیص شان کرنے لگے تو عبد اللہ بن سلام نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اسی کا اندیشہ تھا۔

حدیث ۱۷۷۲

عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ہم معنی روایت کی یعنی

النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ يَعْنِیْ لَوْلَا بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ

اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت نہیں سڑتا اور اگر حضرت حوا نہ ہوتیں تو کوئی

لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ اُنْثٰی زَوْجَهَا[عه]

عورت اپنے شوہر سے خیانت نہ کرتی۔

تشریحات ۱۷۷۲ یہاں اشکال یہ ہے کہ امام بخاری نے اس جگہ اس کے ہم معنی کوئی حدیث ذکر نہیں کی ہے۔ جس کی طرف نحوہ کی ضمیر لوٹے اور جس کی تفسیر یعنی سے درست ہو۔ علامہ ابن حجر عسقلانی

[عه] الانبیاء باب قول اللہ عزوجل وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ ص۴۸۹ مسلم رضاع

نے اس کی توجیہ یہ فرمائی کہ امام بخاری سے ان کے شیخ نے جن الفاظ میں حدیث بیان کی تھی۔ وہ لکھتے وقت محفوظ نہ رہے۔ انھیں الفاظ کے بارے میں کچھ تردد رہا تو انھوں نے احتیاطاً یہ طریقہ اپنایا اب نحوہ کی ضمیر کا مرجع معہود فی الذہن ہے اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ صغانی کے نسخے میں نحوہ کے بعد یہ ہے میں نے اسے بطریق ابن المبارک عن معمر صرف مصنف ہی کے نزدیک پایا۔ بخاری ہی میں باب ذکر موسیٰ علیہ السلام میں عبد اللہ عن معمر کی روایت اسی لفظ کے ساتھ آرہی ہے جس کے آخر میں الدہر زائد ہے۔ علامہ عینی اور قسطلانی نے یہ توجیہ کی کہ ہوسکتا ہے کہ اس کے پہلے امام بخاری نے یہ حدیث اس سند کے ساتھ ذکر کی ہو، عن محمد بن رافع عن عبد الرزاق عن معمر عن ہمام عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ لولا بنو اسرائیل لم یخبث الطعام ولم یخنز اللحم ولولا حواء لم تخن انثی زوجہا الدہر پھر بطریق بشر بن محمد روایت کی اور اسے نحوہ سے تعبیر کیا یعنی سے اس کی تفسیر کردی۔

لم یخنز۔ بنی اسرائیل پر من وسلویٰ برف کی طرح فجر طلوع ہونے سے لے کر آفتاب کے طلوع ہونے تک آسمان سے برستا تھا۔ انھیں حکم تھا کہ اپنی ضرورت بھر جمع کرلیں۔ یعنی جو دن بھر کو کافی ہو۔ ذخیرہ اندوزی نہ کریں۔ لیکن انھوں نے لالچ میں آکر ذخیرہ اندوزی کی۔ جس کے نتیجے میں وہ سڑ کر خراب ہونے لگا اسی وقت سے کھانا اور گوشت سڑ کر خراب ہونے لگا۔ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا میں نے بعض کتب الٰہیہ میں پڑھا ہے اگر میں نے مردے پر فنا مقدر نہ کی ہوتی تو اس کے اہل اپنے گھروں میں انھیں جمع رکھتے۔ اور اگر غلے پر فساد نہ مقرر کیا ہوتا تو مالدار اسے جمع کر لیتے فقراء نہ پاتے۔

لولا حواءُ۔ یعنی اگر حضرت حواء نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو شجرہ ممنوعہ کھانے پر نہ ابھارا ہوتا حضرت آدم حضرت حواء علیہما السلام کو جنت میں ہر چیز کھانے کی اجازت تھی سوائے ایک درخت کے۔ شیطان کے وسوسے حضرت حواء نے حضرت آدم کو اس درخت کے کھانے پر ابھارا جس پر انھوں نے اسے تناول فرمالیا۔ اسی کو حدیث میں خیانت سے تعبیر فرمایا گیا یہ شجرہ ممنوعہ کیا تھا۔ ماوردی نے کہا کہ یہ گیہوں تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ انجیر تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ کافور تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ انگور تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ ان سب سے الگ ایک درخت تھا جس کا نام شجرۃ الخلد تھا جسے فرشتے کھاتے تھے اس حدیث میں مردوں کو تسلی دی گئی ہے کہ وہ عورتوں کی زیادتیوں پر صبر سے کام لیں۔

حدیث ۱۷۷۳ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَوْصُوْا
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت قبول کرو۔ اس
بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَاِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَيْءٍ
لئے کہ عورت پسلی کی ہڈی سے بنائی گئی ہے اور بے شک پسلی میں سب سے زیادہ ٹیڑھی
فِى الضِّلَعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهُ كَسَرْتَهُ وَاِنْ تَرَكْتَهُ
اوپر والی ہے اگر تم اس کو سیدھی کرنے لگوگے تو توڑ دوگے اور اگر اسے چھوڑ دوگے تو ٹیڑھی
لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ عہ
ہی رہے گی اس لئے عورتوں کے بارے میں وصیت قبول کرو۔

۱۷۷۳ **تشریحات** حضرت حوار حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بائیں سب سے چھوٹی پسلی سے پیدا کی گئی ہیں۔ اسی لئے ان کا نام حوا پڑا کہ وہ زندہ انسان کے جزء سے پیدا کی گئی ہیں یا ان کا نام یہ اس لئے پڑا کہ وہ ہر زندہ انسان کی ماں ہیں اس حدیث میں اسی کی طرف اشارہ ہے ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس کا توڑنا طلاق ہے مطلب یہ ہے کہ عورتوں کی کج خلقی ان کی ایذا رسانی پر صبر کرنا چاہئے اور نباہنے کی کوشش کرنا چاہئے۔

مطابقت باب۔ ان احادیث کو باب سے مطابقت یہ ہے کہ حضرت آدم کی اولاد حضرت حوار ہی کے بطن سے عالم وجود میں آئی ہیں یہ حضرت آدم کی اولاد کی تخلیق کا سبب ہیں۔

۱۷۷۴ **حدیث**
عَنْ اَبِىْ عِمْرَانَ الْجَوْنِىْ عَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث مرفوع مروی ہے۔ کہ اللہ
عَنْهُ يَرْفَعُهُ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ لِاَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ
تبارک وتعالیٰ جہنمیوں میں سب سے ہلکے عذاب والے سے فرمائے گا بتا اگر تیرے
عَذَابًا لَوْ اَنَّ لَكَ مَا فِى الْاَرْضِ مِنْ شَيْءٍ اَكُنْتَ تَفْتَرِىْ بِهٖ
لئے زمین میں کچھ ہو تو کیا اس کے عوض اپنے آپ کو عذاب سے بچائے گا؟ وہ
قَالَ نَعَمْ قَالَ فَقَدْ سَاَلْتُكَ مَا هُوَ اَهْوَنُ مِنْ هٰذَا وَاَنْتَ فِىْ
کہے گا ضرور۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تجھ سے اس سے آسان بات کہی تھی اور تو آدم کی پیٹھ

عہ ثانی باب الوصاۃ بالنساء ص۷۷۹

طَلَبْ آدَمَ اَنْ لَا تُشْرِکَ بِیْ فَاَبَیْتَ اِلَّا الشِّرْکَ عه

میں تھا کہ کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرانا تو، تو نہیں مانا اور شرک اختیار کیا ۔

تشریحات ۱۷۷۴ رقاق میں بطریق قتادہ سے جو روایت ہے اس میں یہ ہے کہ کافر کو قیامت کے دن لایا جائے گا۔ اور اس سے کہا جائے گا بتا اگر تیرے لئے زمین کے برابر سونا ہو تو کیا جہنم کے فدیہ میں اسے دے گا وہ کہے گا ضرور تو اس سے کہا جائے گا کہ اس سے آسان کا تجھ سے سوال کیا گیا تھا۔ مگر تو نے اسے قبول نہیں کیا)۔

حدیث ۱۷۷۵ **عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ** حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ **تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا کَانَ عَلَی ابْنِ آدَمَ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھی ظلماً قتل کیا جائے گا تو آدم کے پہلے بیٹے پر اس کے خون **الْاَوَّلِ کِفْلٌ مِّنْ دَمِہَا لِاَنَّہٗ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ** عه سے حصہ ہوگا اس لئے کہ وہی ہے جس نے سب سے پہلے قتل کا طریقہ ایجاد کیا ۔

تشریحات ۱۷۷۵ ابن آدم اول سے مراد قابیل ہے ۔ قصہ یہ تھا کہ حضرت حوا ہر بطن میں ایک بچہ اور ایک بچی جنتی تھیں سوائے شیث علیہ السلام کے، یہ تنہا پیدا ہوئے جب حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں تشریف لائے سو سال گذر چکے تو قابیل اور اس کی جڑوان اقلیمہ اس کے بعد ہابیل اور ان کی جڑوان لیوذا پیدا ہوئیں بوجہ ضرورت ان کی شریعت میں یہ جائز تھا کہ ایک بطن کے بچہ کو دوسرے بطن کی لڑکی سے بیاہ دیا جاتا۔ البتہ یہ جائز نہیں تھا کہ ایک ہی بطن سے پیدا شدہ بچے اور بچی کا نکاح کیا جائے اقلیمہ بہت حسین وجمیل اور جاذب نظر تھیں ۔ قاعدے کے مطابق جب یہ چاروں بالغ ہو گئے تو حضرت آدم نے چاہا کہ قابیل کا نکاح لیوذا سے، اور ہابیل کا نکاح اقلیمہ سے کر دیں ۔ اقلیمہ چونکہ بہت حسین وجمیل تھیں وہ چاہتا تھا کہ اقلیمہ سے اس کا نکاح کر دیا جائے ۔ قابیل اس پر بضد ہوا، حضرت آدم نے حکم دیا کہ دونوں اس مسئلہ کو سامنے رکھ کر بارگاہ ایزدی میں قربانی پیش کریں جس کی قربانی مقبول ہو گی اقلیمہ کا نکاح

عه ثانی رقاق باب من نوقش الحساب ص ۹۶۸ محّب باب صفة الجنة والنار ص ۹۷ مسلم توبہ

عه ثانی دیات باب قول اللہ ومن احیاها ص ۱۰۱۴ الاعتصام بالکتاب والسنة باب اثم من دعا الی ضلالة ص ۱۰۸۹ مسلم حدود، ترمذی، علم نسائی تفسیر، محاربہ، ابن ماجہ دیات،

اس کے ساتھ کر دیا جائے گا۔ قابیل کاشت کار تھا اور ہابیل بکریاں پالے ہوئے تھے۔ قابیل نے سب سے ردی غلے کا ایک ڈھیر قربانی کے لئے پیش کیا۔ اپنے جی میں اس نے سوچا مجھے پرواہ نہیں میری طرف سے قبول ہو یا نہ ہو جب کہ ہابیل ہی میری بہن سے شادی کرے گا اور ہابیل نے بہت فربہ مینڈھا اور دودھ اور مکھن قربانی کے لئے پیش کیا اور جی میں یہ سوچا کہ اللہ جو فیصلہ فرمائے گا اس پر میں راضی ہوں اس زمانے کے دستور کے مطابق آسمان سے سفید آگ آئی ہابیل کی قربانی کھا گئی۔ اور قابیل کی قربانی کو نہیں چھوا۔ اس سے قابیل کے دل میں ہابیل کی طرف سے عداوت پیدا ہو گئی۔ یہاں تک کہ اسے قتل کر ڈالا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہابیل کا یہ مینڈھا زندہ جنت میں اٹھا لیا گیا اور جنت ہی میں رہا۔ یہاں تک کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ بنا۔ چونکہ سب سے پہلے قابیل نے ناحق قتل کیا۔ گویا اسی سے انسان نے قتل کو سیکھا۔ اس لئے قیامت تک جتنا خون ناحق ہوگا سب کا وبال قابیل پر بھی ضرور ہوگا۔

بَابٌ اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ ص ۴۶۹ روحیں اکٹھا کی ہوئی لشکر ہیں۔

۵۸۲ ت

وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ روحیں اکٹھا کئے ہوئے

رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لشکر کی طرح ہیں عالم ارواح میں جن کی آپس میں شناسائی ہوئی دنیا میں آنے کے بعد

يَقُوْلُ الْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا

ان کے درمیان الفت رہی اور جن سے عالم ارواح میں بیگانگی رہی دنیا میں آنے کے بعد

تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ۔

ان کے درمیان اختلاف رہا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تشریحات ۵۸۲ علامہ خطابی نے کہا کہ اس کا ایک معنی یہ ہو سکتا ہے کہ جو ارواح خیر و شر، صلاح و فساد میں ایک دوسرے کے مثل ہوتی ہیں وہ اپنے مماثل کی طرف جھکتی ہیں یا دور رہتی ہیں یہی عالم ارواح کا تعارف اور تناکر ہے۔ ارواح کے تعارف سے مراد یہ ہے کہ جس کی جبلت میں خیر ہوتا ہے وہ اہل خیر کی طرف جھکتی ہیں اور جن میں شر ہوتا ہے وہ اہل شر کی طرف اور اس کے اختلاف سے آپس میں منافرت ہوتی ہے اور اسی کے مطابق دنیا میں ظہور ہوتا ہے۔ اس کا بھی احتمال ہے کہ بدء خلق میں عالم غیب میں جو کچھ پیش آیا اس کی خبر دینا مقصود ہے روحیں جسم سے پہلے پیدا کی گئی ہیں وہ سب اکٹھا تھیں آپس میں ملتی جلتی تھیں یا نفرت کرتی

تھیں۔ پھر جب وہ اجسام میں آئیں تو اسی کے مطابق محبت یا نفرت دوستی یا دشمنی کا ظہور ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ۔ اس سے مراد یا تو یہ ہے کہ جیسے لشکر میں مختلف عادات واطوار وخصائل کے افراد اکٹھا ہوتے ہیں اسی طرح ارواح بھی اکٹھی تھیں۔ علامہ ابن جوزی نے کہا کہ اس حدیث سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ انسان جب اپنے اندر کسی ایسے شخص سے نفرت پائے جو صاحب فضیلت وکمال ہو تو اسے چاہئے کہ یہ غور کرکے معلوم کرے کہ اس کا سبب کیا ہے پھر اس کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ اس تعلیق کو امام بخاری نے الادب المفرد میں سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے۔

وقال یحیی بن ایوب۔ امام بخاری یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ امام لیث کی طرح یحییٰ بن ایوب نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے۔ مسند ابویعلیٰ میں اسے سند متصل کے ساتھ روایت کیا اس کے شروع میں یہ زائد ہے عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے کہا کہ مکے میں ایک خوش طبع عورت تھی وہ مدینہ آئی تو اپنے ہی جیسی ایک عورت کے پاس اتری اس کی خبر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پہنچی تو انھوں نے فرمایا میرے محبوب نے سچ فرمایا۔ اور یہ حدیث بیان کی۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ۔ صـ ۴۷۰ اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان ہم نے نوح کو ان کی قوم کی جانب بھیجا۔

قال ابن عباس بادی الرأی ما ظھر لنا۔ یعنی جو بات ہمارے لئے ظاہر ہو۔ اَقْلِعِیْ اَمْسِکِیْ روک لے۔ وَفَارَ التَّنُّوْرُ۔ نَبَعَ الْمَاءُ پانی ابلا۔ وَقَالَ عِکْرَمَۃُ وَجْہُ الْاَرْضِ۔ پانی زمین کی سطح سے بھی ابلا۔ وَقَالَ مُجَاھِدٌ اَلْجُوْدِیُّ جَبَلٌ بِالْجَزِیْرَۃِ جودی جزیرہ میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔ دَاْبٌ۔ حال۔ داب کے معنی حالت کے ہیں۔ انا ارسلنا نوحا الی قومہ الی آخر السورۃ۔ یعنی اس آیت کی تفسیر بیان ہوگی۔

حدیث ١٧٧٦ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ سَمِعْتُ اَبَا ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُحَدِّثُکُمْ
فرمایا کیا میں تم سے دجال کے بارے میں ایسی بات نہ بیان کروں جو کسی نبی نے نہیں بیان کی ہے
حَدِیْثًا عَنِ الدَّجَّالِ مَا حَدَّثَ نَبِیٌّ قَوْمَہٗ اِنَّہٗ اَعْوَرُ وَاِنَّہٗ یَجِیْئُ مَعَہٗ
کہ وہ کانا ہے وہ اپنے ساتھ جنت اور دوزخ کی مثال لائے گا جسے وہ جنت کہے گا حقیقت
بِمِثَالِ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ فَالَّتِیْ یَقُوْلُ اِنَّھَا الْجَنَّۃُ ھِیَ النَّارُ وَاِنِّیْ اُنْذِرُکُمْ
میں وہ جہنم ہوگی میں تم کو دجال سے ڈراتا ہوں۔ جیسا کہ نوح نے اپنی

بِہٖ کَمَا اَنْذَرَ بِہٖ نُوْحٌ قَوْمَہٗ عہ

قوم کو ڈرایا تھا۔

عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ

حدیث ۱۷۷۷ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَجِیْئُ نُوْحٌ وَاُمَّتُہٗ فَیَقُوْلُ

نے فرمایا نوح اور ان کی امت قیامت کے دن بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوگی تو اللہ تعالیٰ

اللّٰہُ ہَلْ بَلَّغْتَ فَیَقُوْلُ نَعَمْ اَیْ رَبِّ فَیَقُوْلُ لِاُمَّتِہٖ ہَلْ بَلَّغَکُمْ

حضرت نوح سے دریافت فرمائے گا کیا تم نے میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ عرض کریں گے ہاں اے

فَیَقُوْلُوْنَ لَا مَا جَاءَنَا مِنْ نَّبِیٍّ فَیَقُوْلُ لِنُوْحٍ مَنْ یَّشْہَدُ لَکَ

رب! اللہ تعالیٰ ان کی امت سے پوچھے گا کیا نوح نے تم تک میرا پیغام پہنچایا تھا؟ وہ عرض کریں گے

فَیَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَّاُمَّتُہٗ فَنَشْہَدُ اَنَّہٗ قَدْ بَلَّغَ وَہُوَ قَوْلُہٗ

نہیں ہمارے پاس کوئی نبی نہیں آیا! اب اللہ تعالیٰ نوح سے فرمائے گا۔ تمہارے لئے کون گواہی

وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُہَدَآءَ عَلَی النَّاسِ

دیگا تو وہ عرض کرینگے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی امت۔ اسکے بعد ہم گواہی دینگے کہ نوح نے اپنی قوم تک تیرا پیغام پہنچا دیا تھا

وَالْوَسَطُ الْعَدْلُ عہ

اور یہی ہے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد "اور ایسے ہی ہم نے تم کو عادل قوم بنایا تاکہ تم لوگ لوگوں پر گواہ ہو"۔ اور وسط کے معنی عادل کے ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تشریحات ۱۷۷۷ فَیَقُوْلُوْنَ۔ بظاہر یہ اس ارشاد کے معارض ہے، "اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاہِہِمْ" آج ہم ان کے منھوں پر مہر کر دیں گے۔ تطبیق یہ ہے کہ ابتدا میں ان کو بولنے کی اجازت ہوگی پھر ان کے منھ پر مہر کر دی جائے گی۔

فَیَشْہَدُوْنَ۔ یہ قصہ ہر نبی کے ساتھ ہوگا پہلے امت کے افراد یہ گواہی دیں گے کہ ان انبیائے کرام نے اپنی امتوں تک تیرا پیغام پہنچایا پھر ہم سے پوچھا جائے گا کہ تم بعد میں آئے تم کو کیسے معلوم ہوا کہ ان انبیاء نے اپنی امتوں تک میرا پیغام پہنچایا تو یہ امت عرض کرے گی کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں یہ خبر دی اور ہم نے ان کی

عہ مسلم، فتن، عہ ثانی تفسیر سورہ بقرہ کذالک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا ۶۴۵۔ الاعتصام۔ باب قولہ تعالیٰ کذالک جعلناکم الخ صفحہ ۱۰۹۲ ترمذی، تفسیر، نسائی، تفسیر، ابن ماجہ، زہد

تصدیق کی پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ گواہی دیں گے کہ ہاں ہم نے اپنی امت کو یہ بتایا ہے۔

حدیث ۱۷۷۸

عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِیْرٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
خدمت میں گوشت پیش کیا گیا۔ اور حضور کے سامنے دست لایا گیا۔ اور یہ حضور کو پسند تھا۔
بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَیْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهٗ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً
حضور اسے دانتوں سے کاٹ کاٹ کر تناول فرمانے لگے۔ پھر فرمایا میں قیامت کے دن
ثُمَّ قَالَ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَهَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّا ذٰلِكَ
تمام لوگوں کا سردار ہوں ۔ اور کیا تم لوگ یہ جانتے ہو کہ یہ کس وجہ سے ہے؟۔ اولین اور
یَجْمَعُ النَّاسَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ فِیْ صَعِیْدٍ وَّاحِدٍ یُسْمِعُهُمُ
آخرین کو ایک میدان میں جمع کیا جائے گا۔ سب پکارنے والے کی آواز سنیں گے اور سب تک نظر
الدَّاعِیْ وَیَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ وَتَدْنُو الشَّمْسُ فَیَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ
پہنچے گی۔ اور سورج قریب ہوگا۔ لوگوں کو غم اور بے چینی اس حد تک پہنچے گی جس کی انھیں
الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا یُطِیْقُوْنَ وَلَا یَحْتَمِلُوْنَ فَیَقُوْلُ النَّاسُ اَلَا تَرَوْنَ
نہ طاقت ہوگی اور نہ جسے وہ لوگ برداشت کر پائیں گے۔ اس پر لوگ آپس میں کہیں گے۔ کیا
مَا قَدْ بَلَغَكُمْ اَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ یَّشْفَعُ لَكُمْ اِلٰی رَبِّكُمْ فَیَقُوْلُ
تم لوگ نہیں دیکھتے کہ تم پر کیا افتاد پڑی ہے کیوں اسے نہیں دیکھتے جو تمہارے رب کی
بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ عَلَیْكُمْ بِاٰدَمَ فَیَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَیَقُوْلُوْنَ لَهٗ
بارگاہ میں تمہاری شفاعت کرے۔ اب کچھ لوگ کچھ لوگوں سے کہیں گے۔ حضرت آدم کی خدمت میں چلو
اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِیَدِهٖ وَنَفَخَ فِیْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَمَرَ
لوگ حضرت آدم کی خدمت میں حاضر ہونگے اور ان سے عرض کریں گے۔ آپ ابو البشر ہیں اللہ نے آپ کو
الْمَلٰٓئِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ
اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا ہے اور اپنی روح آپ میں پھونکی ہے اور فرشتوں کو حکم دیا تو انھوں نے

فِيْهِ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُوْلُ آدَمُ اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ

آپ کو سجدہ کیا۔ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے کیا آپ نہیں دیکھ رہے ہیں ہم جس حال میں

غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنَّهٗ

ہیں کیا نہیں دیکھ رہے ہیں کہ ہم پر کیا افتاد پڑی ہے؟ تو حضرت آدم فرمائیں گے۔ بیشک میرے رب نے

قَدْ نَهَانِيْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهٗ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى

آج ایسا غضب فرمایا ہے کہ اس کے پہلے ایسا غضب نہیں فرمایا اور نہ اسکے بعد کبھی فرمائے گا۔ اور اوس نے

غَيْرِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى نُوْحٍ فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُوْنَ يَا نُوْحُ اِنَّكَ اَنْتَ

مجھے درخت سے منع فرمایا تھا۔ میں نے اس کا حکم نہ مانا۔ مجھے اپنی پڑی ہے۔ مجھے اپنی پڑی ہے مجھے اپنی

اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَقَدْ سَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا شَكُوْرًا

پڑی ہے۔ کسی اور کے پاس جاؤ۔ نوح کے پاس جاؤ۔ اب لوگ حضرت نوح کی خدمت میں حاضر ہوں گے

اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ فَيَقُوْلُ اِنَّ رَبِّيْ

اور عرض کریں گے۔ اے حضرت نوح! زمین والوں کی طرف آپ پہلے رسول ہیں۔ اور آپ کا اللہ نے عبد شکور

قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَغْضَبَ

نام رکھا ہے اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیے۔ کیا آپ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ ہم لوگ کس حال

بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنَّهٗ قَدْ كَانَتْ لِيْ دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلٰى قَوْمِيْ نَفْسِيْ

میں ہیں۔ یہ سن کر وہ فرمائیں گے۔ بیشک میرے رب نے آج ایسا غضب فرمایا ہے کہ اس جیسا غضب نہ

نَفْسِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ فَيَاْتُوْنَ

پہلے فرمایا تھا اور نہ اس کے بعد فرمائے گا۔ اور میں نے اپنی قوم کی ہلاکت کی دعا کی تھی۔ مجھے اپنی پڑی ہے۔ مجھے

اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا اِبْرَاهِيْمُ اَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيْلُهٗ مِنْ

اپنی پڑی ہے۔ مجھے اپنی پڑی ہے۔ کسی اور کے پاس جاؤ۔ ابراہیم کے پاس جاؤ۔ اب لوگ حضرت ابراہیم کی خدمت میں

اَهْلِ الْاَرْضِ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ فَيَقُوْلُ

حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے حضرت ابراہیم! آپ اللہ کے نبی ہیں اور زمین والوں میں سے اس کے

لَهُمْ اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ

خلیل ہیں۔ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کریں۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس حال میں ہیں۔ وہ فرمائیں گے

وَلَنْ يَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنِّيْ قَدْ كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلٰثَ كَذَبَاتٍ

بیشک آج میرے رب نے ایسا غضب فرمایا ہے۔ کہ اس کے پہلے ایسا غضب نہیں فرمایا تھا۔ اور اس کے بعد

فَذَكَرَهُنَّ اَبُوْحَيَّانَ فِي الْحَدِيْثِ نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اِذْهَبُوْا

کبھی نہ فرمائے گا۔ اور میں نے تین توریے کئے تھے۔ ان تینوں کو ابو حیان نے اپنی حدیث میں ذکر کیا۔ مجھے

اِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى مُوْسٰى فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُوْنَ يَا مُوْسٰى

اپنی پڑی ہے۔ مجھے اپنی پڑی ہے، مجھے اپنی پڑی ہے۔ میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ موسیٰ کے پاس

اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَضَّلَكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ عَلَى النَّاسِ

جاؤ۔ اب سب لوگ حضرت موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہونگے اور عرض کریں گے۔ اے حضرت موسیٰ! آپ

اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَمَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ فَيَقُوْلُ اِنَّ رَبِّيْ

اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ نے آپ کو لوگوں پر اپنی رسالت اور کلام سے فضیلت دی اپنے رب کی بارگاہ میں

قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَّغْضَبَ

شفاعت فرمائیے۔ کیا آپ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ ہم لوگ کس حال میں ہیں۔ وہ فرمائیں گے۔ آج میرے رب نے

بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنِّيْ قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ اُوْمَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِيْ نَفْسِيْ

ایسا غضب فرمایا کہ ایسا غضب نہ پہلے کبھی فرمایا تھا اور نہ آئندہ کبھی فرمائے گا۔ اور میں نے ایک ایسے شخص کو

نَفْسِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى عِيْسٰى فَيَاْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُوْنَ

قتل کیا ہے۔ جس کے قتل کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا مجھے اپنی پڑی ہے۔ مجھے اپنی پڑی ہے۔ مجھے

يَا عِيْسٰى اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ

اپنی پڑی ہے۔ میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ عیسیٰ کے پاس جاؤ۔ اب لوگ حضرت عیسیٰ کی خدمت میں

وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا اِشْفَعْ لَنَا اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ

حاضر ہونگے اور عرض کرینگے اے حضرت عیسیٰ! آپ اللہ کے رسول اور اس کے وہ کلمہ ہیں جسے اللہ نے مریم کی طرف

فِيْهِ فَيَقُوْلُ عِيْسٰى اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ

القا فرمایا۔ اور اس کی جانب سے روح ہیں آپ نے بچپنے کی حالت میں گہوارے میں کلام فرمایا۔ ہماری شفاعت کریں

قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا نَفْسِيْ

کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس حال میں ہیں۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰ فرمائیں گے۔ بیشک میرے رب نے آج ایسا غضب

نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی
فرمایا ہے کہ اس کے پہلے نہ ایسا غضب فرمایا تھا اور نہ آئندہ کبھی فرمائے گا اور انھوں نے کسی لغزش کو ذکر
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
نہیں فرمایا۔ مجھے اپنی پڑی ہے۔ مجھے اپنی پڑی ہے۔ مجھے اپنی پڑی ہے۔ تم لوگ کسی اور کے پاس جاؤ، حضرت
فَیَقُوْلُوْنَ یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَقَدْ
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو۔ اب سب لوگ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ
ہونگے اور عرض کریں گے۔ اے محمد! حضور اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور اللہ نے حضور کو پہلے بھی اور بعد
اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ فَاَنْطَلِقُ فَاٰتِیْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَاَقَعُ
میں بھی ہر گناہ سے محفوظ رکھا ہے۔ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے کیا حضور ملاحظہ نہیں فرما رہے ہیں کہ
سَاجِدًا لِّرَبِّیْ ثُمَّ یَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَیَّ مِنْ مَحَامِدِهٖ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ
ہم کس حال میں ہیں۔ تو میں چلوں گا اور عرش کے نیچے حاضر ہوں گا اور اپنے رب کے سجدے میں پیشانی رکھ
عَلَیْهِ شَیْئًا لَمْ یَفْتَحْهُ عَلٰی اَحَدٍ قَبْلِیْ ثُمَّ یُقَالُ یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ
دوں گا۔ پھر اللہ عز وجل اپنی حمد اور عمدہ ثنا کی ایسی تلقین فرمائے گا کہ میرے پہلے کسی کو نہ فرمائی۔
رَاْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِیْ فَاَقُوْلُ
اس کے بعد مجھ سے کہا جائے گا۔ اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ۔ اور سوال کرو تم کو دیا جائے گا۔ اور شفاعت کرو
اُمَّتِیْ یَا رَبِّ اُمَّتِیْ یَا رَبِّ اُمَّتِیْ یَا رَبِّ فَیُقَالُ یَا مُحَمَّدُ
تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ اب میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا میری
اَدْخِلْ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَیْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْاَیْمَنِ
امت اے میرے رب میری امت اے میرے رب میری امت اے میرے رب تو فرمایا جائے گا۔
مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِیْمَا سِوٰی ذٰلِكَ مِنَ
اے محمد! اپنی امت کے ان لوگوں کو جن پر حساب نہیں جنت کے داہنے دروازے سے داخل کرو۔
الْاَبْوَابِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّ مَا بَیْنَ الْمِصْرَاعَیْنِ
بقیہ دروازوں میں یہ لوگ سب لوگوں کے شریک ہیں۔ پھر فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے

مِنْ مَصَارِيْعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَحِمْيَرَ أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَىٰ

قبضے میں میری جان ہے۔ اس کے دروازوں کے دونوں بازوؤں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور حمیر میں یا جتنا مکہ اور بصریٰ میں۔

۱۴۷۸

تشریحات

انا سید الناس۔ اس حدیث میں یوم القیامۃ بیان واقع کے لئے ہے ورنہ قیامت کے دن کی تخصیص نہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطلقاً دنیا و آخرت میں سید الناس ہیں۔ ناس بھی اپنے عموم پر ہے۔ خواہ یہ اگلے ہوں یا پچھلے انبیاء ہوں یا عوام۔

تدنوا منهم الشمس۔ دوسری احادیث میں تصریح ہے کہ آج سورج کی پیٹھ زمین کی طرف ہے قیامت کے دن اس کا منھ زمین کی طرف ہوگا اور فاصلہ بقدر میل ہوگا۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ اس میل سے مراد میل مسافت ہے یا سرمے کی سلائی آج سورج زمین سے نو کروڑ تیس لاکھ میل کی دوری پر ہے قیامت کے دن کیا حال ہوگا الاماں، الحفیظ۔ لوگوں کے جسم سے پسینہ نکلے گا ستر گز زمین میں جذب ہو جائے گا اس کے بعد زمین پر بہے گا۔ کسی کے ٹخنوں تک ہوگا کسی کے گھٹنوں تک کسی کے کمر تک، کسی کے سینے تک کسی کے گلے تک اور کافر کے منھ تک چڑھ کر مثل لگام کے جکڑے گا جس میں وہ ڈبکیاں کھائے گا اسی کو حدیث نے بیان فرمایا لوگ غم اور تکلیف میں اس حد کو پہنچ جائیں گے کہ ان کی طاقت و تحمل سے باہر ہوگا۔ اس حدیث میں چند انبیائے کرام کا ذکر ہے۔ حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کا لیکن انھیں کی تخصیص نہیں سارے انبیائے کرام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، اور تمام حضرات معذرت فرمائیں گے اور معذرت میں اپنی لغزشات کا ذکر فرمائیں گے، پھر اخیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جاؤ۔

نفسی نفسی۔ پہلا نفسی مبتدا، دوسرا نفسی اس کی خبر مراد یہ ہے کہ هي اللتي تستحق ان تشفع لها یعنی میں خود اس کا مستحق ہوں کہ میرے لئے شفاعت کی جائے اس لئے کہ جب مبتدا خبر متحد ہوتے ہیں تو اس کے بعض لوازم مراد ہوتے ہیں۔ یا نفسی مبتدا ہے اس کی خبر محذوف ہے۔ کتاب التفسیر میں نفسی نفسی تین بار ہے۔

انت اوّل الرسل۔ اس پر اشکال یہ ہے کہ سب سے پہلے رسول حضرت آدم علیہ السلام ہیں اس لئے کہ وہ صاحب شریعت بھی تھے۔ ان پر صحیفہ بھی نازل ہوا اور وہ تبلیغ احکام کے مامور بھی تھے۔ اس کی توجیہ میں شراح نے فرمایا کہ زمین کی آبادی کے بعد جو سب سے پہلے رسول مبعوث ہوئے وہ حضرت نوح علیہ السلام تھے۔

عہ ثانی تفسیر باب قوله ذرية من حملنا مع نوح ص ۶۸۴-۵۔ اول الانبیاء باب قول الله عزوجل ولقد ارسلنا نوحا الی قومه ص ۴۷۰ الانبیاء باب یزفون النسلان ص ۴۷۳۔

فیاتون ۔ امام غزالی نے فرمایا کہ حضرت آدم کی بارگاہ میں حاضری سے لے کر حضرت نوح علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری تک ہزار سال کی مدت ہوگی اسی طرح ہر نبی کے مابین ہزار سال کی مدت ہوگی۔ اس پر اشکال یہ ہے کہ قیامت کا ایک دن ہوگا جو ہزار سال کا ہوگا۔ اس کی توجیہ یہ ہو سکتی ہے۔ کہ مخلوقات کا حساب ایک دن میں ہو گا رہ گیا انبیائے کرام کی بارگاہ میں حاضری یہ حساب وکتاب شروع ہونے سے پہلے ہوگی۔

فاتی تحت العرش ۔ یہ منصب شفاعت کبریٰ کا ہے اسی کو دوسری حدیث میں فرمایا انا اول شافع واول مشفع میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلا وہ ہوں جس کی شفاعت قبول کی جائے گی اس کے بعد تمام انبیائے کرام کو شفاعت کا اذن ملے گا پھر علمائے کرام اور دوسرے محبوبان بارگاہ اور کعبہ مقدسہ کو بھی شفاعت کا اذن ملے گا۔

قیامت کے دن رسل کرام منبروں پر ہوں گے اور علمائے عاملین کرسیوں پر۔ یہ اہل محشر کے رؤسا ہیں۔

حدیث ۱۷۷۹ **عن الاسود بن یزید عن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قرأ فھل من مدکر مثل قراءۃ العامۃ** عه

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عام قرأت کے مثل فھل من مدکر پڑھا۔

تشریحات ۱۹۷۹ مدکر کو بعض سلف مذکر ذال سے پڑھتے تھے قتادہ سے یہ قرأت منقول ہے یہ شاذہ ہے۔ قرأت سبعہ متواترہ مدکر ہے دال کے ساتھ اس کی اصل مذتکر تھی تا کو دال سے بدلا پھر ذال کو دال سے بدل کر ادغام کر دیا مدکر ہو گیا۔ یہ آیۂ کریمہ سورہ قمر میں متعدد جگہ آئی ہے پہلی اور دوسری جگہ حضرت نوح علیہ السلام کے قصے سے متعلق ہے کہ وہ کشتی ہمارے روبرو بہتی کافروں کی سزا کے لئے تیسری جگہ قوم عاد کے بارے میں ہے کہ آندھی نے ان کو مار کر ایسا ڈھا دیا تھا گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے ٹنڈ ہیں۔ چوتھی جگہ قوم ثمود کے بارے میں ہے کہ روح امین کی چیخ نے ان کو اس طرح مردہ ڈال دیا تھا جیسے گھر بنانے والوں کی سوکھی ہوئی گھاس۔ پانچویں جگہ قوم لوط کے بارے میں ہے کہ صبح سویرے ان پر عذاب آیا اور ان کی بستی پلٹ دی گئی۔

باب وان الیاس لمن المرسلین اذ قال لقومہ الا تتقون الی وترکنا علیہ فی الآخرین۔ اور بیشک الیاس رسولوں میں سے ہیں جبکہ اپنی قوم سے فرمایا کیوں نہیں اللہ سے ڈرتے ہو اور ہم نے ان کا ذکر پچھلوں میں باقی رکھا۔

عه الانبیاء باب: قول اللہ عزوجل والی عاد اخاھم ھودا ص ۴۷۲ ۔باب ۔قولہ فلما جاء آل لوط المرسلون ص ۴۸۸

ثانی تفسیر سورہ قمر باب: قولہ تجری باعیننا ۔باب ولقد یسرنا القرآن ۔باب قولہ اعجاز نخل منقعر ۔باب: فکانوا کھشیم المحتظر ۔باب ۔قولہ ولقد صبحھم بکرۃ باب وقولہ ولقد اھلکنا اشیاعکم ص ۷۲۳ ۔ مسلم صلوٰۃ، ترمذی، قرأت، نسائی تفسیر

ت ۵۸۳ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يُذْكَرُ بِخَيْرٍ سَلَامٌ عَلٰى

ابن عباس نے فرمایا۔ یعنی ان کا تذکرہ بھلائی کے ساتھ کیا جائے گا۔ آل یاسین پر سلام ہو

آلِ يَاسِيْنَ إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ

اور ہم نیکی کرنے والوں کو یوں ہی بدلہ دیتے ہیں بیشک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے ہے۔

ت ۵۸۴ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ إِلْيَاسَ هُوَ إِدْرِيْسُ۔

ابن عباس و ابن مسعود سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا جاتا ہے کہ الیاس ادریس ہی ہیں۔

تشریحات ۵۸۴-۸۳ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ حضرت ادریس ہی کا نام الیاس ہے جیسے حضرت یعقوب کا نام اسرائیل ہے اور یہی ابن عباس کا بھی ایک قول ہے، عبد اللہ ابن مسعود کی تعلیق کو عبد بن حمید نے اور ابن عباس کی تعلیق کو ابن جریر طبری نے سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے۔ عکرمہ نے کہا کہ مصحف عبد اللہ بن مسعود میں اِنَّ الیاس کے بجائے اِنَّ اِدْرِیْسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ہے۔ لیکن عام مشہور قول یہ ہے کہ حضرت الیاس، انبیاء بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ حضرت یسع علیہ السلام کے چچا ہیں۔ وہب ابن منبہ اور دوسروں نے فرمایا کہ حزقیل علیہ السلام کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو بنی اسرائیل میں مبعوث فرمایا۔ حضرت الیاس زندہ آسمان میں اٹھا لئے گئے اور فرشتوں کے ساتھ رہتے ہیں یہ بعلبک میں مبعوث ہوئے تھے۔ یہاں کے باشندے بعل نامی بت کی پرستش کرتے تھے یہ سونے کا بت تھا بیس ہاتھ کا لمبا تھا اس کے چار منہ تھے اور اس کے چار سو پجاری، ابلیس اس کے پیٹ میں گھس کر بولتا تھا جسے پجاری عوام میں پھیلاتے تھے۔

آل یاسین ۔ ابن عامر اور نافع اور یعقوب نے آل یاسین پڑھا اور باقی نے اِلیاسین پڑھا۔ پہلے قاریوں نے یاسین سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مراد لی یعنی آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ مگر یہ آیت کے سیاق سے بعید معلوم ہوتا ہے بلکہ ظاہر لفظ کے اعتبار سے غلط بھی، صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت الیاس ہیں۔ الیاس میں ایک لغت آل یاسین بھی ہے، جیسے اسماعیل میں اسماعین اور میکائیل میں میکائین۔ زمخشری نے کہا کہ الیاس ہی میں ایک لغت ال یاسین ہے، جیسے ادریس میں ادریسین و ادراسین۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام یاس تھا اس پر الف لام داخل ہوا۔ صحیح یہ ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے جد ہیں حضرت شیث اور حضرت نوح کے درمیان ہوئے ہیں۔ اس پر یہ اشکال ہے کہ شب معراج جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ادریس پر گذرے تو انھوں نے عرض کیا مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح۔ اگر یہ حضرت نوح کے اجداد میں سے ہوتے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھی جد ہوتے، اور انھیں بجائے بالاخ الصالح کے بالابن الصالح کہنا چاہئے تھا جیسا

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا، لیکن یہ احتمال ہے کہ حضرت ادریس نے تواضع اور لطف کے لئے اخ فرمایا ہو، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نسب نامہ میں امام مغازی محمد بن اسحٰق نے حضرت نوح کے اوپر جو ذکر کیا ہے وہ یہ ہے۔ نوح بن لمک بن متوشلخ بن خنوخ انھیں کا نام ادریس ہے۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا وَقَوْلِهٖ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ اِلٰی قَوْلِهٖ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ص۴۷۱

اللہ عزوجل کے ان ارشادات کا بیان۔ اور عاد کی طرف ان کے ہم قبیلہ ہود کو بھیجا۔ اور یاد کرو جب ہود نے اپنی قوم کو احقاف میں ڈرایا (الغایۃ) ایسے ہی ہم مجرموں کو بدلہ دیتے ہیں۔

توضیح باب قوم عاد احقاف میں رہتی تھی۔ یہ یمن کے علاقہ میں حضرموت کے قریب ایک بستی تھی یہی قول زیادہ مشہور ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ بستی شام میں تھی۔ عاد اس قبیلے کا جد اعلیٰ ہے یہ چاند کو پوجتا تھا، ایک ہزار سال اس کی عمر ہوئی اس نے ہزار عورتوں سے شادی کی اس نے اپنی صلب سے چار ہزار اولاد کو دیکھا حضرت نوح علیہ السلام کے بعد یہ پہلا شخص ہے جو بادشاہ ہوا۔ اسی کا بیٹا شداد ہے جس نے باغ ارم بنوایا تھا بعد میں اس کی نسل بہت پھیلی جو بڑے شوکت و قوت والے ہوئے بت پرستی اور دوسری خرابیاں ان میں پیدا ہوئیں۔ ان کی ہدایت کے لئے حضرت ہود علیہ السلام کو ان میں مبعوث فرمایا گیا، قوم عاد نے ان کی تکذیب کی، سزا میں ان پر آندھی کا عذاب آیا، یہ آندھی ان پر ماہ صفر کے آخری چہارشنبہ کی صبح سے چلنا شروع ہوئی اور مسلسل آٹھ دن اور سات راتیں چلتی رہی جس کے اثر سے ان کے پھیپھڑے پھٹ گئے اور خون پھینک پھینک کر یہ سب مرگئے میدانوں میں یوں مرے پڑے رہے جیسے اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ شَدِيْدَةٍ عَاتِيَةٍ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَتَتْ عَلَى الْخُزَّانِ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمَانِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا مُتَتَابِعَةً فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ اُصُوْلُهَا فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ بَقِيَّةٍ۔ ص۴۷۱

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان۔ لیکن عاد تو انھیں ہلاک کیا گیا نہایت سخت گرجتی آندھی سے ابن عیینہ نے کہا عاتیۃ یعنی موکلین کے قبضہ سے باہر ہوگئی وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل چلتی رہی۔ حسوما کے معنی مسلسل برابر تم انھیں دیکھو پچھڑے ہوئے گویا وہ کھجور کے اکھڑے ہوئے تنے ہیں۔ تو کیا تم ان میں کسی کو بچا ہوا دیکھتے ہو۔

۱۷۸۰ عَنْ اَبِیْ نُعْمٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ بَعَثَ عَلِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِذُهَیْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَیْنَ اَرْبَعَةٍ اَلْاَقْرَعِ بْنِ

حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ تھوڑا سا سونا بھیجا، جسے حضور نے چار مخصوص

حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ الْمُجَاشِعِيِّ وَعُيَيْنَةَ ابْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ وَزَيْدٍ

کے درمیان تقسیم کردیا اقرع بن حابس حنظلی پھر مجاشعی اور عیینہ بن بدر فزاری اور زید طائی

الطَّائِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ

بنی نبہان کے ایک شخص کو اور علقمہ بن علاثہ عامری پھر بنی کلاب میں سے ایک شخص

ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ فَقَالُوا يُعْطِي

کو اس پر قریش اور انصار ناراض ہو گئے انھوں نے کہا نجد کے سرداروں کو

صَنَادِيدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا قَالَ إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ

دیتے ہیں اور ہمیں محروم رکھتے ہیں فرمایا میں ان کی تالیف قلب کے لئے دیتا ہوں اتنے میں

الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِينِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ

دھنسی ہوئی آنکھوں والا اور ابھرے ہوئے گال والا ابھری ہوئی پیشانی والا گھنی داڑھی والا

فَقَالَ اتَّقِ اللَّهَ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ مَنْ يُطِيعُ اللَّهَ إِذَا عَصَيْتُ أَيَأْمَنُنِي

سرگھٹا ہوا ایک شخص آیا اور کہا اللہ سے ڈر اے محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اس پر حضور نے فرمایا اگر میں

اللَّهُ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَلَا تَأْمَنُونِي فَسَأَلَهُ رَجُلٌ قَتْلَهُ أَحْسِبُهُ خَالِدَ

اللہ کی نافرمانی کروں گا تو کون اس کی اطاعت کرے گا اللہ نے مجھے زمین پر امین بنایا تم لوگ مجھے امین

ابْنَ الْوَلِيدِ فَمَنَعَهُ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا أَوْ فِي عَقِبِ هَذَا

نہیں مانتے، ایک صاحب نے اس کے قتل کے لئے عرض کیا میں گمان کرتا ہوں کہ یہ خالد بن ولید تھے۔

قَوْمًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ

حضور نے انھیں منع کردیا۔ جب وہ چلا گیا تو حضور نے فرمایا اسکی نسل سے ایک قوم پیدا ہوگی جو قرآن پڑھے گی مگر انکے

مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ

حلقوم (یعنی ٹینٹوا) سے آگے نہیں بڑھے گا دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ کو پار کرکے نکل جاتا ہے

الْأَوْثَانِ لَئِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ عہ

مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میں انھیں پاؤں تو قوم عاد کی طرح قتل کردوں۔

عہ ثانی مغازی باب بعث علی ابن ابی طالب الی الیمن ص ۶۲۳ تفسیر سورۂ برأت باب المؤلفۃ قلوبہم ص ۶۷۳ التوحید باب قول اللہ تعالیٰ۔ تعرج الملٰئکۃ والروح الیہ ص ۱۱۰۵ فضائل القرآن باب من رایا بقراءۃ القرآن ص ۷۵۶ الادب باب ماجاء فی قول الرجل ویلک ص ۹۱۰ استتابۃ المرتدین باب قتل الخوارج ص ۱۰۲۴ باب من ترک قتال الخوارج ص ۱۰۲۴ علامات النبوۃ

لہ [illegible] توحید قراءۃ الفاجر والمنافق ص ۱۱۲۸

تشریحات

۱۴۸۰ بنی نبہان، زید طائی کی اور احد بن کلاب علقمہ ابن ثلاثہ کی صفت ہے۔ مغازی میں محلوق الراس کے بعد مشمر الازار بھی ہے۔ یعنی تہبند سمیٹے ہوئے۔ نیز اخیر میں یہ بھی زائد ہے کہ جب خالد ابن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قتل کی اجازت طلب کی تو فرمایا۔ نہیں وہ نماز پڑھتا ہے اس پر خالد ابن ولید نے عرض کیا کہ بہت سے نماز پڑھنے ولے اپنی زبان سے وہ کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے لوگوں کے دل کو چیر کر دیکھنے اور پیٹ پھاڑ کر دیکھنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔ اور اخیر میں **لَأَقْتُلَنَّ قَتْلَ ثَمُوْدَ** ۔ ہے۔ علامات النبوۃ میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ذوالخویصرہ آیا اور یہ بنی تمیم کا ایک شخص تھا حضرت ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکوۃ میں لکھا ہے کہ یہ منافق تھا لیکن تعجب ہے آج کل دیوبندیوں پر کہ وہ اسے صحابی مانتے ہیں۔ اسی میں اخیر میں ہے۔

يُنْظَرُ إِلٰى نَصْلِهٖ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى رِصَافِهٖ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى نَضِيِّهٖ وَهُوَ قِدْحُهٗ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى قُذَذِهٖ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ إِحْدٰى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ وَيَخْرُجُونَ عَلٰى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهٗ فَأَمَرَ بِذٰلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَأُتِيَ بِهٖ حَتّٰى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلٰى نَعْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي نَعَتَهٗ۔

دیکھا جائے گا اس کے پھل کی جانب تو نہیں پایا جائے گا اس میں کچھ پھر دیکھا جائے گا اسکی بندش کی جانب تو اس میں کچھ نہیں پایا جائے گا۔ پھر دیکھا جائے گا اسکی لکڑی کی جانب تو اس میں کچھ نہیں پایا جائے گا۔ پھر دیکھا جائے گا اس کی پر کی جانب تو اس میں کچھ نہیں پایا جائے گا۔ حالانکہ وہ لید اور خون سے گذرا ہے۔ ان کی نشانی ایک کالا آدمی ہے۔ جس کا ایک بازو عورت کے پستان یا گوشت کے لوتھڑے کے مثل ہے۔ جو ہلتا رہے گا جب لوگوں میں اختلاف پیدا ہوگا تو ان کا خروج ہوگا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ بیشک علی بن ابی طالب نے ان سے جنگ کی۔ اور میں بھی ان کے ساتھ تھا انھوں نے اس شخص کے تلاش کرنے کا حکم دیا وہ جب لایا گیا تو اس کے اندر وہ تمام نشانیاں میں نے خود دیکھیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھیں۔

فضائل القرآن میں ہے کہ تم ان کو جہاں کہیں پاؤ تو قتل کرو۔ اس لئے کہ ان کا قتل کرنا قیامت کے دن قاتل کے لئے اجر ہوگا۔

بَابُ قِصَّةِ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِنَّ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ

یاجوج ماجوج کے قصے کا بیان اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس قول کا بیان بیشک یاجوج ماجوج زمین میں فساد مچانے والی قوم ہے

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ إِلٰى قَوْلِهِ سَبَبًا طَرِيْقًا إِلٰى قَوْلِهِ آتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ وَاحِدُهَا زُبْرَةٌ وَهِيَ الْقِطَعُ

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان اور تم سے ذوالقرنین کے بارے میں پوچھتے ہیں سبب کے معنی راستہ۔ میرے پاس لوہے کی تختیاں لاؤ زبر جمع ہے اس کا واحد زبرۃ ہے جس کے معنی ٹکڑوں کے ہیں۔

حدیث ۱۷۸۱

حَتّٰى إِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ يُقَالُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْجَبَلَيْنِ السَّدَّيْنِ الْجَبَلَيْنِ۔

یہاں تک کہ جب دونوں پہاڑوں کو برابر کر لیا۔ ابن عباس سے روایت کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ صدفین سے مراد پہاڑ ہیں اور سدین دو پہاڑ ہیں

تشریحات ۱۷۸۱

صدف میں چار لغت ہے صاد اور دال دونوں کو ضمہ، دونوں کو فتحہ، صاد کو ضمہ اور دال کو سکون۔ یا دال کو فتحہ۔ خَرْجًا، أَجْرًا، خَرَجًا کے معنی مزدوری کے ہیں۔

قَالَ انْفُخُوْا حَتّٰى إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُوْنِيْ أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا أَصُبُّ عَلَيْهِ قِطْرًا رَصَاصًا وَيُقَالُ الْحَدِيْدُ وَيُقَالُ الصُّفْرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ النُّحَاسُ۔ فَمَا اسْتَطَاعُوْا أَنْ يَظْهَرُوْهُ يَعْلُوْهُ اِسْتَطَاعَ اسْتَفْعَلَ مِنْ طُعْتُ لَهُ فَلِذٰلِكَ فُتِحَ أَسْطَاعَ يَسْطِيْعُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اسْتَطَاعَ يَسْتَطِيْعُ

ذوالقرنین نے کہا کہ اس کو پھونکو۔ یہاں تک کہ جب اس کو آگ بنا دیا فرمایا لاؤ میں اس پر گلا ہوا تانبا انڈیل دوں۔ قطر کا معنی سیسہ ہے، اور کہا گیا ہے کہ لوہا ہے اور کہا گیا ہے کہ پیتل ہے۔ اور ابن عباس نے کہا نحاس یعنی تانبا ہے۔ تو اس پر وہ چڑھ نہ سکے۔ استطاع، طاع یطیع سے باب استفعال کا صیغہ ہے۔ اور بعض کی قرارت استطاع یستطیع ہے۔

بتانا یہ چاہتے ہیں کہ فما سطاعوا باب استفعال کا فعل ماضی ہے۔ تاء استفعال کو تخفیف کے لئے حذف کر دیا اس کی حرکت ہمزہ کو دے دی اب ہو گیا اِسْطَاعَ يَسْطِيْعُ۔

وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهُ نَقْبًا قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ

تو اس میں سوراخ نہیں کر سکے فرمایا کہ یہ میرے رب کی رحمت ہے پھر جب میرے

رَبِّیْ جَعَلَہٗ دَکًّا اَلزَّفَۃُ بِالْاَرْضِ وَنَاقَۃٌ دَکَّاءُ لَا صَنَامَ لَھَا وَالدَّکْدَکُ

رب کا وعدہ آئے گا تو اسے پاش پاش کر دے گا۔ زمین سے چپکا دے گا۔ ناقۃ دکاء وہ

مِنَ الْاَرْضِ مِثْلُہٗ حَتّٰی صَلُبَ مِنَ الْاَرْضِ وَتَلَبَّدَ۔ وَکَانَ

اونٹنی جس کا کوہان نہ ہو۔ والدکداک۔ برابر زمین یہاں تک کہ سخت ہو جائے اور چپٹی ہو جائے، اور میرے

وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا وَتَرَکْنَا بَعْضَھُمْ یَوْمَئِذٍ یَّمُوْجُ فِیْ بَعْضٍ حَتّٰی

رب کا وعدہ حق ہے۔ اور اس دن ہم انھیں چھوڑ دیں گے کہ ان کا ایک گروہ دوسرے پر ریلا آوے گا

اِذَا فُتِحَتْ یَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ وَھُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ۔

یہاں تک کہ جب کھولے جائیں گے یاجوج اور ماجوج اور وہ ہر بلندی سے ڈھلکتے ہوں گے۔

قَالَ قَتَادَۃُ حَدَبٌ اَکَمَۃٌ۔ قتادہ نے کہا حدب کے معنی ٹیلہ ہے۔

وَقَالَ رَجُلٌ لِّلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ السَّدَّ مِثْلَ

ایک صاحب نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا میں نے سد سکندری کو دیکھا ہے

الْبُرْدِ الْمُحَبَّرِ قَالَ رَاَیْتَہٗ

دھاری دار چادر کے مثل۔ فرمایا تو نے دیکھا ہے۔

یاجوج وماجوج ۔ یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے فسادی گروہ ہیں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے ایک حدیث میں ہے۔ یاجوج ایک قوم ہے اور ماجوج دوسری قوم ان میں کوئی نہیں مرتا جب تک اپنی صلب سے ہزار مرد نہ دیکھ لے اور ہتھیار نہ اٹھانے لگے۔

یہ لوگ زمین میں فساد کرتے تھے ربیع کے زمانے میں نکلتے تھے تو کھیتیاں اور سبزے سب کھا جاتے تھے کچھ نہ چھوڑتے تھے۔ اور خشک چیزیں لاد کر لے جاتے تھے آدمیوں کو کھا لیتے تھے۔ درندوں اور وحشی جانوروں سانپوں اور بچھوؤں تک کھا جاتے تھے۔ حضرت ذوالقرنین سے لوگوں نے شکایت کی کہ آپ کوئی ایسا انتظام کر دیں تاکہ وہ ہم تک نہ پہنچ سکیں اور ہم ان کے شر اور ایذا سے محفوظ رہیں۔

ذوالقرنین ۔ ذوالقرنین دو ہیں۔ دونوں کا نام اسکندر یا سکندر ہے ایک اسکندر یونانی جس کا وزیر ارسطاطالیس تھا یہ مشرک تھا۔ دوسرا اسکندر مؤمن جس کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے۔ ان کا نام عبداللہ بن ضحاک بن معد تھا۔ یہ عبد صالح تھے۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں نے ان کو نبی بھی کہا ہے۔ ان کے وزیر خضر تھے انھوں نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا زمانہ پایا ہے۔ ان سے ملاقات بھی کی ہے۔

بلکہ ارزقی نے ذکر کیا ہے کہ انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کعبہ کا طواف بھی کیا ہے یہ اسکندر رومی سے پہلے گذرے ہیں۔ انھوں نے ہی سد سکندری بنوائی تھی جس کی پوری تفصیل سورۂ کہف میں مذکور ہے۔

اشکال و جواب۔ آج کل آمد و رفت اور سیاحت کی جو آسانیاں ہیں وہ سب کو معلوم ہیں خصوصاً ہوائی جہاز کہ اس کے ذریعہ فضا میں اڑ کر زمین کے چپہ چپہ کو دیکھا جا سکتا ہے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ زمین کے کسی حصہ میں نہ تو سد سکندری ملی، اور نہ ہی یاجوج ماجوج ملے۔ لیکن قرآن مجید میں جب ان دونوں باتوں کا تذکرہ ہے تو ان دونوں کا وجود یقینی اور شبہ سے بالاتر ہے۔ اس سلسلے میں لوگوں نے بے جا تاویلات کرنے کی بھی کوشش کی ہیں وہ بھی اس حد تک کہ قرآن کی تحریف تک مفضی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بہت سے بڑے بڑے مشہور شہر زمینوں میں دفن ہو گئے۔ مثلاً گوتم بدھ کا شہر کپل وستو۔ جو اپنے عہد میں دار السلطنت تھا، شہرت گڈھ کے پاس "تولیہوا" کے علاقہ میں کھدائی ہوئی تو محلات تک زمین کے نیچے ملے اس قسم کے بہت سے شہر کے نشانات زمین کی کھدائی کے بعد ملے ہیں اسی طرح ہو سکتا ہے کہ سد سکندری اور یاجوج ماجوج کا علاقہ پٹ گیا ہو اس کے اوپر جنگل اگ آئے ہوں جو ہمیں نظر نہیں آتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

١٧٨٢ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِىْ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ

حدیث ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے

بِنْتِ اَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى

کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس گھبرائے ہوئے تشریف لائے یہ فرماتے ہوئے

عَنْهُنَّ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا

لا الٰہ الا اللہ عرب کے لئے خرابی ہے اس شر سے جو قریب آ گیا ہے آج یاجوج ماجوج

يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ

کے بندے اتنا کھل گیا اور حضور نے اپنی دو انگلیوں انگوٹھے اور اس کے متصل

الْيَوْمَ مِنْ رَّدْمِ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَحَلَّقَ بِاِصْبَعَيْهِ

والی کا حلقہ بنایا۔ اس پر زینب بنت جحش نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

الْاِبْهَامِ وَالَّتِىْ تَلِيْهَا فَقَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ

کیا ہم لوگ ہلاک ہوں گے، اور ہم میں صالحین موجود ہیں فرمایا ہاں!

اللّٰهِ أَنُهْلَكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ عه

ب برائی زیادہ ہو جائے گی ۔

تشریحات ۱۸۸۲ کتاب الفتن میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے اور حضور کا چہرہ اقدس سرخ تھا۔ اخیر میں ہے کہ راوی حدیث سفیان بن عیینہ نے نوے یا سو کی گرہ

حدیث ۱۸۸۳

حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُتِحَ اللّٰهُ

سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا یاجوج وماجوج کے بند سے اتنا

مِنْ رَدْمِ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ مِثْلَ هٰذَا وَعَقَدَ بِيَدِهٖ تِسْعِيْنَ ۔

کھول دیا گیا اور حضور نے نوے کی گرہ لگائی ۔

تشریحات ۱۸۸۴ ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابو ہریرہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ یاجوج ماجوج روزآنہ بندھ کی دیوار کو کھودتے ہیں جب آر پار ہونے کو تھوڑا رہ جاتا ہے تو کہتے ہیں کل اس کو ہم پورا کرلیں گے مگر جب دوسرے دن جاتے ہیں تو دیوار برابر ملتی ہے۔ پھر شام تک کھودتے رہتے ہیں جب تھوڑا سا رہ جاتا ہے تو یہ کہہ کر چھوڑ دیتے ہیں کہ کل آکر اس کو آر پار کرلیں گے مگر جب دوسرے دن صبح کو پہنچتے ہیں تو پھر دیوار برابر ملتی ہے۔ امام مقاتل نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا کہ یہی چکر چلتا رہے گا۔ یہاں تک کہ ان میں ایک مسلمان پیدا ہوگا۔ اس کے ساتھ جب دیوار کھودنے جائیں گے تو وہ کہے گا بسم اللہ پڑھ کر کھودو۔ وہ کھودتے جائیں گے یہاں تک کہ انڈے کے چھلکے کے برابر دیوار رہ جائے گی اور سورج کی چمک نظر آوے گی۔ اب مسلمان کہے گا کہو بسم اللہ کل انشاء اللہ لوٹیں گے اور اسے کھودلیں گے۔ اب جب کہ دوسرے دن جائیں گے تو جتنا کھود چکے تھے اتنا کھدا ہوا پائیں گے پھر تھوڑی دیر میں نقب آر پار کریں گے۔ اور اس کے بعد اس میں سے نکلیں گے۔

وعقد تسعین۔ حدیث کا سیاق یہ بتا رہا ہے کہ یہ گرہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

عه مناقب باب علامات النبوۃ ص ۵۰۸ ثانی ۔ فتن باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویل للعرب ص ۱۰۴۶ باب یاجوج ماجوج ص ۱۰۵۶

لگائی تھی۔ لیکن مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ سفیان نے دس کی گرہ لگائی، بخاری کتاب الفتن کی روایت اور مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہیب نے نوسے کی گرہ لگائی۔ اور حضرت ام المومنین زینب بنت جحش کی روایت میں ہے کہ انگوٹھے اور سبابہ کا حلقہ باندھا۔ امام قاضی عیاض نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف حلقہ باندھا تھا۔ حدیث کے راویوں نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اس کی تعبیر کی۔ دس کی گرہ میں کلمہ کی انگلی کا سرا انگوٹھے کے پہلے پور کے نشان پر رکھا جاتا ہے اور نوے میں کلمہ کی انگلی کا سرا انگوٹھے کی جڑ میں لگایا جاتا ہے۔ اسی کے ساتھ بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی موڑ لیا جائے تو سو کا عدد بن جائے گا۔

حدیث ۱۷۸۴

حَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ
حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَقُوْلُ
روایت کرتے ہیں کہ فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا۔ اے آدم! وہ عرض کریں گے
اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یَا آدَمُ فَیَقُوْلُ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ
میں حاضر ہوا۔ اور ہر چیز تیرے دست قدرت میں ہے فرمائے گا جنھیں جہنم
فِیْ یَدَیْکَ فَیَقُوْلُ اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ
میں بھیجا جائے گا انھیں نکالو حضرت آدم عرض کریں گے کتنے جہنم میں بھیجے جائیں گے
قَالَ مِنْ کُلِّ اَلْفٍ تِسْعَ مِائَۃٍ وَتِسْعَۃً وَتِسْعِیْنَ فَعِنْدَہٗ یَشِیْبُ
فرمائے گا ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ اس وقت بچہ بوڑھا ہو جائے گا، اور ہر حمل والی کا حمل
الصَّغِیْرُ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَہَا وَتَرَی النَّاسَ سُکَارٰی
گر جائے گا اور تم دیکھو گے لوگوں کو نشہ میں، حالاں کہ وہ نشے
وَمَا ہُمْ بِسُکَارٰی وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیْدٌ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ
میں نہیں، ہاں اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ!
اللّٰہِ اَیُّنَا ذٰلِکَ الْوَاحِدُ قَالَ اَبْشِرُوْا فَاِنَّ مِنْکُمْ رَجُلًا وَّمِنْ
ہم میں سے یہ کون ہے؟ فرمایا تمہیں بشارت ہو تم سے ایک ہوگا، اور یاجوج

يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ أَلْفًا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَرْجُو أَنْ

ماجوج میں سے ہزار، پھر فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری

تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ

جان ہے میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگ جنتیوں کے چوتھائی ہوگے۔ اس پر ہم نے تکبیر پڑھی

الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا

پھر فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگ جنتیوں کے تہائی ہوگے پھر ہم نے تکبیر پڑھی پھر فرمایا میں امید

قَالَ مَا أَنْتُمْ فِي النَّاسِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ ثَوْرٍ أَبْيَضَ

کرتا ہوں کہ تم لوگ جنتیوں کے آدھے ہوگے پھر ہم نے تکبیر پڑھی۔ فرمایا تم لوگ، لوگوں میں ایسے ہی ہو

أَوْ كَشَعْرَةٍ بَيْضَاءَ فِي جِلْدِ ثَوْرٍ أَسْوَدَ عه

جیسے کالا بال سفید بال کی کھال میں یا جیسے سفید بال کالے بیل کی کھال میں۔

تشریحات ۱۷۸۴ تفسیر میں یہ زائد ہے کہ یہ سننے کے بعد ہزار میں ایک جنتی ہوگا اور نو سو ننانوے دوزخی ہوں گے یہ لوگوں پر بہت شاق گذرا یہاں تک کہ لوگوں کے چہرے بدل گئے۔ مقامات التنزیل میں ابو العباس نے حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ میں امید کرتا ہوں کہ تم جنتیوں کے آدھے ہوگے، پھر فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگ جنتیوں میں سب سے زیادہ ہوگے۔

وما انتم فی الناس۔ فی الناس میں دو احتمال ہے۔ عموم یعنی اس امت کے علاوہ بقیہ اور لوگوں کی بہ نسبت خواہ وہ کافر ہوں یا اگلی امتوں کے مسلمان یا زمانہ فترت کے موحد اور اس کا بھی احتمال ہے کہ ناس سے مراد صرف کفار ہوں۔ دونوں تقدیر پر یہاں یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ ہزار میں ایک جنتی ہوگا۔ اور نو سو ننانوے دوزخی تو بیل والی تمثیل درست نہیں ہوتی۔

اقول وھو المستعان۔ یہ تمثیل تعداد متعین بتانے کے لئے نہیں بلکہ کثرت وقلت بتانے کے لئے ہے۔ مقصود یہ ہے کہ جنتی بہ نسبت جہنمیوں کے بہت قلیل ہوں گے۔ اور ایک ہزار اور نو سو ننانوے کے تناسب کی توجیہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرما دی کہ وہ یاجوج ماجوج کے اعتبار سے ہے۔ دوسرے کفار کے اعتبار سے نہیں جب کہ انسانوں میں کافروں کی تعداد بہ نسبت مسلمانوں کے بہت زیادہ ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

عه ثانی تفسیر سورہ حج باب وتری النّاس سکارٰی ص ۶۹۳ الرقاق باب ان زلزلۃ الساعۃ شیٔ عظیم ص ۹۶۶-۶۷ توحید باب قولہ تعالیٰ باب لا تنفع الشفاعۃ ص ۱۱۱۵

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا وَقَوْلِهِ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ وَقَالَ أَبُو مَيْسَرَةَ الرَّحِيمُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ۔

ص ۴۷۳

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان اور اللہ نے ابراہیم کو خلیل بنایا اور اس ارشاد کا بیان کہ بے شک ابراہیم امام اور اللہ کے تابع فرمان تھے۔ اور اللہ کے اس ارشاد کا بیان بے شک ابراہیم اللہ کی طرف رجوع کرنے والے مرد بردبار تھے ابو میسرہ نے کہا کہ اوّاہ کے معنی مہربان کے ہیں حبشی زبان میں۔

توضیح باب ابراہیم سریانی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی اَبٌ رحیمٌ کے ہیں۔ یعنی مہربان باپ خلیل کے معنی سچی قلبی محبت کرنے والے کے ہیں یہ خلۃ سے فعیل کے وزن پر ہے خُلّۃ کے معنی وہ محبت جو دل کی گہرائیوں میں ہو۔ صحیح یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد کا نام تارخ تھا۔ اور آذر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا چچا تھا۔ یہ مشرک تھا اور تارخ مومن اور موحد تھے۔ تفصیل کے لئے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کا رسالہ مبارکہ ”شمول الاسلام“ کا مطالعہ کریں۔ یا خادم کی کتاب اشرف السیر، مقدمہ پڑھ لیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خطاب ابو الانبیاء بھی ہے۔ اس لئے کہ آپ کے عہد سے لے کر یہ تک جتنے انبیائے کرام تشریف لائے سب آپ ہی کی نسل سے ہوئے۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے حضرت اسمٰعیل جو پہلے فرزند اور بڑے تھے دوسرے حضرت اسحاق جن کا نام اسرائیل ہے زیادہ انبیائے کرام انھیں کی نسل سے ہوئے۔ اور حضرت اسماعیل کی نسل سے صرف ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئے۔

حدیث ۱۷۸۵

حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ أُرَاهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے
عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ
ہیں کہ فرمایا تم لوگ ننگے پاؤں ننگے بدن غیر مختون قیامت کے دن جمع کئے جاؤ گے۔ پھر تلاوت فرمایا
حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا
جیسے اسے پہلے بنایا تھا پھر کر دیں گے یہ وعدہ ہے ہمارے ذمہ ہم اس کو ضرور کریں گے (الانبیاء آیت ۱۰۴)
عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ وَأَوَّلُ مَنْ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ وَإِنَّ
اور قیامت کے دن سب سے پہلے جن کو لباس پہنایا جائے گا ابراہیم ہیں اور کچھ
نَاسًا مِنْ أَصْحَابِي يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ أُصَيْحَابِي
لوگ میرے صحابہ میں سے بائیں طرف پکڑے جائیں گے میں کہوں گا یہ میرے صحابی ہیں۔

أُصَيْحَابِي فَيَقُولُ إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ
یہ میرے صحابی ہیں تو فرمائے گا یہ اپنی ایڑیوں کے بل اپنے دین سے پھر گئے۔ جب تم ان
فَارَقْتَهُمْ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا
سے بظاہر جدا ہوگئے۔ تو میں وہی کہوں گا جو نیک بندے نے عرض کیا تھا۔ اور میں ان پر مطلع
مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ
تھا جب تک میں ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا تو، تو ہی ان پر نگاہ رکھتا تھا اور ہر چیز تیرے
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ
سامنے حاضر ہے اگر تو انھیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انھیں بخش دے تو
تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ عہ
بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔ (مائدہ آیت ۱۱۷۔۱۱۸)

۱۷۸۵ **تشریحات** **محشرون**۔ حشر کے معنی اکٹھا کرنا ہے۔ یہاں مراد قیامت کے دن حساب وکتاب کے لئے اکٹھا کرنا ہے۔ **حفاۃ**۔ حافی کی جمع ہے۔ جیسے غازی کی غزاۃ۔ قاضی کی قضاۃ ننگے پاؤں چلنے والا۔ **عراۃ** عاری کی جمع ہے۔ ننگے بدن۔ **غرلاً**۔ غیر مختون۔ یہ اغرل کی جمع ہے اس کا مادہ غرلۃ ہے۔ اس کھال کو کہتے ہیں جو حشفہ کے اوپر ہوتی ہے جسے ختنہ کے وقت کاٹ دیتے ہیں مراد غیر مختون ہے۔

اول من یکسیٰ۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو سب سے پہلے اس لئے لباس پہنایا جائے گا کہ ان کو آگ میں ننگے بدن ظالموں نے ڈالا تھا۔ اس سے ان کی فضیلت مطلقہ ثابت نہیں ہوتی یہ ممکن ہے کہ مفضول میں کوئی ایسی خصوصیت ہو جو افضل میں نہ پائی جائے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ بقیہ انسانوں کے اعتبار سے یہ اولیت ہو۔ یعنی یہ اولیت اضافی ہے۔ متکلم اپنے کلام سے خارج ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کو پہلے لباس پہنانا اس بنا پر بھی ہو سکتا ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جد کریم ہیں باپ ہونے کی وجہ سے ان کو یہ کرامت عطا کی گئی ہے۔ علامہ ابن جوزی نے غیر مختون محشور کئے جانے کی حکمت یہ بیان فرمائی کہ اس میں تلذذ زیادہ ہے۔ دنیا میں حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی سنت کی پیروی میں ختنہ ہے نیز اس میں طہارت بھی زیادہ ہے۔

عہ باب واذکر فی الکتاب مریم۔ ثانی تفسیر سورہ مائدہ باب وکنت علیہم شہیدا۔ باب ان تعذبہم فانہم عبادک ص ۶۶۵ باب کما بدأنا اول خلق ص ۶۹۳ کتاب الرقاق باب کیف الحشر ص ۹۶۶ تین طریقے سے مسلم ثانی صفۃ القیامۃ ترمذی ثانی زہد تفسیر۔ نسائی۔ جنائز۔

نیز بہت سے امراض سے حفاظت اگرچہ تلذذ کم ہے۔ اللہ عزوجل نے جنتیوں کو اپنے کرم سے زیادہ سے زیادہ تلذذ کے لئے غیر مختون محشور فرمائے گا۔

اشکال وجواب۔ امام ابوداؤد[1] نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو انھوں نے نئے کپڑے منگائے اور انھیں پہنا پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے میت اپنے انھیں کپڑوں میں اٹھائی جائے گی جس میں وہ مرے گی نیز ترمذی[2] میں بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ مروی ہے۔ انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے تم لوگ پیدل اور سوار قیامت کے دن جمع کئے جاؤ گے۔

یہ دونوں حدیثیں اس کے معارض ہیں علماء نے اس کے جواب دو دیئے ہیں۔ ایک یہ کہ جب قبروں سے اٹھیں گے۔ تو ان کے جسموں پر لباس ہوں گے پھر وہ منتشر ہو جائیں گے۔ اب حدیث زیر بحث کا مطلب یہ ہوا موقف حشر میں لوگ ابتداءً ننگے حاضر ہوں گے۔ پھر ان کو لباس پہنایا جائے گا۔ دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ یہ شہداء کے بارے میں ہے کہ وہ اسی لباس میں اٹھائے جائیں گے جس لباس میں شہید ہوئے ہیں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غلط فہمی ہو گئی ہے۔

اقول وھو المستعان! صحابۂ کرام کے بارے میں یہ سوءِ ظن اگر صحیح مان لیا جائے تو پھر حدیثوں سے امان اٹھ جائے گا اس لئے پہلا ہی جواب صحیح ہے اور وہ کافی ہے۔

لم یزالوا مرتدین۔ صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد منافقین اور وہ اعراب ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مرتد ہو گئے۔

اشکال وجواب۔ وہابی اس حدیث کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کی نفی کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں کہ اگر علم غیب ہوتا تو انھیں پہچانتے۔

جواب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی نے تو یہ خبر دی ہے کہ قیامت کے دن ایسا ہوگا اور یہ غیب کی خبر ہے اس سے ثابت ہو گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب جانتے تھے۔ یہ حدیث خود اس کی دلیل ہے، رہ گیا قیامت کے دن نہ پہچاننا یہ دنیا میں علم غیب ہونے کے منافی نہیں ہے۔ قیامت کے دن کے اشد اہوال کی بنا پر ذہول، مطلق علم کی نفی کی دلیل نہیں۔

العبد الصالح۔ اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہیں۔ قیامت کے دن ان سے سوال ہوگا کیا آپ نے اپنی قوم کو یہ حکم دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بناؤ۔ اس پر ارشاد فرمائیں گے۔ اے اللہ! تو پاک ہے میرے لئے یہ روا نہیں کہ میں وہ بات کہوں جس کے کہنے کا مجھے حق نہیں اگر میں نے یہ بات کہی ہوگی تو ضرور تیرے علم میں ہوگی تو وہ بات جانتا ہے جو میرے جی میں ہے میں نے ان سے وہی کہا

---

[1] ابوداؤد ثانی جنائز باب تطہیر ثیاب المیت ص ۳۴۔ [2] ترمذی ثانی، باب الحشر ص ۶۵۔

ہے جس کا تونے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے میں ان پر مطلع تھا جب تک میں ان میں رہا۔ (الآیات)

عَنْ سَعِيْدِنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

حدیث ۱۷۸۶ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا ابراہیم

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَلْقٰى اِبْرَاهِيْمُ اَبَاهُ

اپنے باپ آذر سے قیامت کے دن ملاقات کریں گے اور آذر کے چہرے پر سیاہی اور غبار ہوگا ابراہیم

آزَرَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَعَلٰى وَجْهِ آزَرَ قَتَرَةٌ وَغَبَرَةٌ فَيَقُوْلُ لَهُ اِبْرَاهِيْمُ

اس سے فرمائیں گے کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا میری نافرمانی مت کرنا تو آذر کہے گا آج تیری نافرمانی

اَلَمْ اَقُلْ لَكَ لَا تَعْصِنِيْ فَيَقُوْلُ اَبُوْهُ فَالْيَوْمَ لَا اَعْصِيْكَ فَيَقُوْلُ

نہیں کروں گا ابراہیم عرض کریں گے اے رب تو نے وعدہ کیا تھا کہ مجھے بعثت کے دن رسوا نہیں فرمائے گا۔

اِبْرَاهِيْمُ يَا رَبِّ اِنَّكَ وَعَدْتَنِيْ اَلَّا تُخْزِيَنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ فَاَيُّ

اللہ کی رحمت سے بہت زیادہ دور رہنے والے باپ کے معاملے سے زیادہ اور کون رسوائی ہوگی؟ اس پر

خِزْيٍ اَخْزٰى مِنْ اَبِي الْاَبْعَدِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اِنِّيْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ

اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے جنت کافروں پر حرام فرمائی ہے پھر کہا جائے گا اے ابراہیم اپنے

عَلَى الْكَافِرِيْنَ ثُمَّ يُقَالُ يَا اِبْرَاهِيْمُ مَا تَحْتَ رِجْلَيْكَ فَيَنْظُرُ

پاؤں کے نیچے دیکھو کیا ہے وہ دیکھیں گے کہ وہ بہت بالوں والا بجو ہے جو لتھڑا ہوا

فَاِذَا هُوَ بِذِيْخٍ مُتَلَطِّخٍ فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهٖ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ عہ

ہے پھر اس کے پاؤں کو پکڑ کر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

تشریحات ۱۷۸۶ اَبَاهُ آزر۔ صحیح یہ ہے کہ آذر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا باپ نہیں تھا چچا تھا چچا کو باپ کہنا دنیا کے ہر عرف میں شائع ہے، خود قرآن کریم میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اولاد یعقوب علیہ السلام کا باپ کہا گیا ہے اولاد یعقوب علیہ السلام نے عرض کیا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ آبَائِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ۔ انھوں نے عرض کیا کہ ہم اس کی پرستش کریں گے جو آپ کا اور آپ کے آباء ابراہیم اسمٰعیل اور اسحٰق کا خدا ہے۔ (بقرہ آیت ۱۳۳)

عہ ثانی تفسیر سورہ شعراء باب ولا تخزنی یوم یبعثون ص ۷۰۲

اشکال وجواب ۔ اسماعیلی وغیرہ نے اس حدیث پر یہ طعن کیا کہ قرآن مجید میں یہ فرمایا گیا ” وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيْمَ لِأَبِيْهِ إِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے استغفار اس وعدے کی بنا پر تھا جو انھوں نے اس سے کیا تھا پس جب ظاہر ہوگیا وہ اللہ کا دشمن ہے وہ اس سے بیزار ہوگیا (سورہ توبہ آیت ۱۱۴)

جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم یہ جاننے کے بعد کہ وہ اللہ کا دشمن ہے اس سے برأت ظاہر کرلی تب قیامت کے دن اس کے بارے میں عرض ومعروض کیوں فرمائی ۔ اس کا دو جواب علامہ ابن حجر عسقلانی نے دیا ہے ایک یہ کہ تبری قیامت ہی کے دن واقع ہوگی جیسا کہ اس حدیث میں ہے اور آیت کریمہ میں اس کو ذکر فرمایا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ آیت کریمہ میں جو برأت مذکور ہے وہ دنیا ہی میں ہوچکی ہے مگر جب قیامت کے دن اس سے ملاقات ہوگی تو شفقت کی وجہ سے اس پر ترس کھائیں گے پھر اخیر میں بیزار ہوجائیں گے۔

حدیث ۱۷۸۷

عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالے
اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس میں ابراہیم اور مریم کی تصویریں
الْبَيْتَ فَوَجَدَ فِيْهِ صُوْرَةَ إِبْرَاهِيْمَ وَصُوْرَةَ مَرْيَمَ فَقَالَ أَمَا لَهُمْ
پائیں فرمایا ان لوگوں نے سن لیا ہے کہ فرشتے اس گھر میں نہیں داخل ہوتے جس
فَقَدْ سَمِعُوْا أَنَّ الْمَلٰئِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ هٰذَا
میں تصویریں ہوتی ہیں ۔ یہ ابراہیم ہیں جن کی تصویر بنائی ہوئی ہے ۔
إِبْرَاهِيْمُ مُصَوَّرٌ فَمَا لَهُ يَسْتَقْسِمُ ع
انھیں پانسہ پھیرنے سے کیا کام ۔

حدیث ۱۷۸۸

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى الصُّوَرَ فِي الْبَيْتِ لَمْ يَدْخُلْ
بیت اللہ کے اندر تصویروں کو دیکھا تو اندر نہیں تشریف لے گئے اور تصویروں کو مٹائے جانے کا حکم دیا
حَتّٰى أَمَرَ بِهَا فَمُحِيَتْ وَرَأَى إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْمَاعِيْلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ
اور ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی تصویریں دیکھیں ۔ اور یہ دیکھا کہ ان کے ہاتھوں میں پانسے کے تیر

ع نسائی زینۃ

بِاَیْدِیْھِمَا الْاَزْلَامُ فَقَالَ قَاتَلَھُمُ اللّٰہُ وَاللّٰہِ اِنِ اسْتَقْسَمَا بِالْاَزْلَامِ قَطُّ۔
ہیں تو فرمایا اللہ تعالیٰ ان تصویر بنانے والوں پر لعنت فرمائے۔ بخدا ان لوگوں نے کبھی بھی پانسہ کا تیر نہیں پھینکا ہے۔

تشریح ۱۶۸۸ یہ حدیث کتاب الحج علہ میں گزر چکی ہے۔ وہیں اس پر مفصل بحث مذکور ہے۔

حدیث ۱۶۸۹
حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! سب سے
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! مَنْ اَکْرَمُ النَّاسِ
بزرگ کون ہے فرمایا جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہو لوگوں نے عرض کیا
قَالَ اَتْقَاھُمْ فَقَالُوْا لَیْسَ عَنْ ھٰذَا نَسْئَلُکَ قَالَ فَیُوْسُفُ نَبِیُّ
ہم حضور سے اس بارے میں نہیں پوچھتے فرمایا تو یوسف ہیں جو خلیل اللہ کے
اللّٰہِ ابْنُ نَبِیِّ اللّٰہِ ابْنِ خَلِیْلِ اللّٰہِ قَالُوْا لَیْسَ عَنْ ھٰذَا نَسْئَلُکَ
بیٹے اللہ کے نبی کے بیٹے خود اللہ کے نبی ہیں لوگوں نے عرض کیا اس کے بارے میں ہم
قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْئَلُوْنَ خِیَارُھُمْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ
نہیں پوچھتے فرمایا کیا عرب کے خاندانوں کے بارے میں پوچھتے ہو جو جاہلیت میں اچھے تھے وہ
خِیَارُھُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِھُوْا۔ عہ
اسلام میں بھی اچھے ہیں جب کہ وہ دین کا علم حاصل کریں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تشریحات ۱۶۸۹ **اتقاھم۔** جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ بےشک اللہ کے حضور تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔ اس لئے کہ تقویٰ جتنا زیادہ ہوگا آدمی اتنا ہی زیادہ اوامر کا پابند ہوگا اور نواہی سے بچے گا۔ طاعت کرنا اور معصیت سے اجتناب دنیا اور آخرت دونوں جگہ عزت کا موجب ہے۔

فیوسف۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ آباء و اجداد اگر شریف اور کریم ہوتے ہیں تو زیادہ تر اولاد بھی شریف

علہ نزہۃ القاری جلد چہارم ص ۲۳۶ ۔ عہ باب ام کنتم شہداء اذ حضر یعقوب الموت ص ۴۸ باب لقد کان فی یوسف واخوتہ ص ۴۷۹ مناقب ص ۴۹۶ ثانی تفسیر سورۃ یوسف باب لقد کان فی یوسف واخوتہ ص ۶۷۹ مسلم مناقب، نسائی تفسیر،

اور کریم ہوتی ہے۔ اور یہاں تین پشتیں منصب نبوت پر فائز تھیں تو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی کرامت اور شرافت میں کیا شبہ۔

معادن۔ اس سے مراد عرب کے خاندان ہیں بعض خاندانوں میں دینوی شرافت جاہلیت کے زمانہ میں بھی پائی جاتی تھی اس ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ جو لوگ زمانہ جاہلیت میں دینوی اعتبار سے شریف تھے اسلام لانے کے بعد بھی وہ شریف ہی ہیں اس لئے کہ اسلام رذائل سے روکتا ہے اور فضائل سے آراستہ ہونے کا حکم دیتا ہے تو جو لوگ زمانہ جاہلیت میں شریف تھے اسلام لانے کے بعد ان کی شرافت ختم نہیں ہوتی۔ باقی رہتی ہے بلکہ اس میں چار چاند لگ جاتے ہیں مگر چونکہ شرف علم شرف نسب سے بڑھا ہوا ہے اس لئے اسلام لانے کے بعد شرافت و نجابت علم کے ساتھ مشروط ہے۔

۱۷۹۰ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ
حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيْمُ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِيْنَ سَنَةً بِالْقَدُوْمِ عہ
نے اسی سال کی عمر میں بسولہ سے اپنا ختنہ کیا۔

تشریحات ۱۷۹۰ امام مالک اور امام اوزاعی کی روایت میں ہے کہ ایک سو بیس سال کی عمر میں ختنہ کیا اور اس کے بعد اسّی سال جئے۔ امام ماوردی نے حکایت کی کہ انھوں نے ستر سال کی عمر میں ختنہ کیا۔ ابن قتیبہ نے کہا کہ ان کی عمر مبارک ایک سو ستر سال کی ہوئی واللہ تعالیٰ اعلم۔

بِالْقَدُوْمِ۔ دال کی تخفیف کے ساتھ بڑھیوں کا ہتھیار بسولہ۔ اور شام میں ایک بستی کا نام بھی ہے۔ یہ دال کی تخفیف اور تشدید دونوں طرح مروی ہے۔ قرطبی نے فرمایا کہ اکثر روایتیں تخفیف کی ہیں اور اس سے مراد بڑھیوں کا ہتھیار بسولہ ہے۔

۱۷۹۱ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيْمُ إِلَّا ثَلٰثَ كَذَبَاتٍ
علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم نے صرف تین باتیں بظاہر واقعہ کے خلاف کہی ہیں۔ ان میں سے

عہ ثانی الاستیذان ص ۹۳۱ مسلم الانبیاء

ثِنْتَيْنِ مِنْهُنَّ فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ قَوْلُهٗ اِنِّيْ سَقِيْمٌ وَقَوْلُهٗ بَلْ فَعَلَهٗ

دو اللہ کے بارے میں (اول) ان کا یہ قول میں بیمار ہونے والا ہوں۔ (دوسرا) بلکہ یہ ان کے بڑے

كَبِيْرُهُمْ هٰذَا وَقَالَ بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَسَارَةُ اِذْ اَتٰى عَلٰى جَبَّارٍ مِنَ

نے کیا ہے۔ فرمایا ایک دن وہ اور سارہ ایک سرکش کے حدود سے گزرے۔ اس کو

الْجَبَابِرَةِ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّ هٰهُنَا رَجُلًا مَعَهُ امْرَاَةٌ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ

بتایا گیا۔ کہ یہاں ایک صاحب کے ساتھ سب سے زیادہ خوبصورت عورت ہے۔ اس

فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَسَاَلَهٗ عَنْهَا قَالَ مَنْ هٰذِهٖ قَالَ اُخْتِيْ فَاَتٰى سَارَةَ

نے حضرت ابراہیم کو بلوایا۔ اور اس عورت کے بارے میں پوچھا۔ کہ یہ کون ہے؟ فرمایا

فَقَالَ يَا سَارَةُ لَيْسَ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِيْ وَغَيْرُكِ

میری بہن ہے۔ اس کے بعد سارہ کے پاس آئے فرمایا۔ اے سارہ! اس سرزمین پر میرے اور تیرے

وَاِنَّ هٰذَا سَاَلَنِيْ فَاَخْبَرْتُهٗ اَنَّكِ اُخْتِيْ فَلَا تُكَذِّبِيْنِيْ فَاَرْسَلَ

سوا اور کوئی مومن نہیں۔ اس ظالم نے مجھ سے تیرے بارے میں پوچھا تھا تو میں نے بتایا کہ میری

اِلَيْهَا فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهٖ فَاُخِذَ فَقَالَ

بہن ہے۔ مجھے جھٹلانا مت۔ اس ظالم نے حضرت سارہ کو بلوایا۔ جب اسکے مکان میں داخل ہوئیں اور ان کی طرف ہاتھ

اُدْعِي اللّٰهَ لِيْ وَلَا اَضُرُّكِ فَدَعَتِ اللّٰهَ فَاُطْلِقَ ثُمَّ تَنَاوَلَهَا ثَانِيَةً

بڑھا کر چاہا کہ انھیں پکڑے۔ کہ وہ خود پکڑ لیا گیا۔ اس پر اس نے حضرت سارہ سے کہا۔ دعا کرو اور میں تم کو کوئی ضرر نہیں

فَاُخِذَ مِثْلَهَا اَوْ اَشَدَّ فَقَالَ اُدْعِي اللّٰهَ لِيْ وَلَا اَضُرُّكِ فَدَعَتْ

پہنچاؤں گا تو حضرت سارہ نے اللہ سے دعا کی اب وہ ٹھیک ہو گیا مگر دوبارہ پکڑنا چاہا۔ تو پھر اسی طرح دھر لیا گیا۔ اور

فَاُطْلِقَ فَدَعَا بَعْضَ حَجَبَتِهٖ فَقَالَ اِنَّكَ لَمْ تَاْتِنِيْ بِاِنْسَانٍ اِنَّمَا

کچھ سخت۔ پھر اس نے حضرت سارہ سے کہا دعا کرو۔ اور انھوں نے دعا کی تو چھوڑ دیا گیا۔ اب اس نے اپنے ایک دربان کو

اَتَيْتَنِيْ بِشَيْطَانٍ فَاَخْدَمَهَا هَاجَرَ فَاَتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فَاَوْمَاَ

بلایا۔ اور کہا۔ تم میرے پاس انسان نہیں لائے ہو شیطان لائے ہو اس نے حضرت ہاجرہ کو بطور خادمہ دیا۔ حضرت سارہ

بِيَدِهٖ مَهْيَا قَالَتْ رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ اَوِ الْفَاجِرِ فِيْ نَحْرِهٖ

انھیں لیکر حضرت ابراہیم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو دیکھا وہ نماز پڑھ رہے ہیں تو ہاتھ کے اشارے سے پوچھا کیا خبر ہے

وَاَخْدَمَ هَاجَرَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَتِلْكَ اُمُّكُمْ يَا بَنِيْ مَاءِ السَّمَاءِ عه

تو انھوں نے کہا اللہ نے کافر کے مکر کو اس کے سینے میں رد کر دیا۔ یا فاجر کہا تھا۔ اور ہاجرہ کو خدمت کے لیے دیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا۔ اے آسمان کے پانی کے بیٹو یہی تمہاری ماں ہیں۔

تشریحات

۱۷۹۱ **لَمْ يَكْذِبْ** یہاں ایک اشکال یہ پیش کیا جاتا ہے کہ اس حدیث میں تین ہی میں حصر ہے لیکن مسلم شریف میں شفاعت کی طویل حدیث میں چوتھے توریہ کا بھی ذکر ہے کہ جب قیامت کے دن لوگ ان کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو وہ بقیہ باتوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی ارشاد فرمائیں گے۔ کہ ستارے کے بارے میں فرمایا هٰذَا رَبِّی۔ اس کے جواب میں بعض شارحین حدیث نے فرمایا کہ کسی راوی سے وہم ہوگیا ہے جو واقعہ حضرت سارہ سے متعلق تھا اس کے بجائے کوکب کو ذکر کر دیا علامہ عینی نے جواب میں فرمایا کہ اس کی ضرورت نہیں کہ کسی راوی کی طرف وہم کی نسبت کی جائے۔ بلکہ یہ حقیقت میں نہ کذب ہے نہ توریہ اس لئے کہ جس وقت ستارے کو دیکھ کر فرمایا تھا هٰذَا رَبِّی اس وقت اگر نابالغ تھے تو سرے سے بات ہی ختم ہے اور اگر بالغ تھے تو یہ ارشاد بر سبیل تحقیق و اعتقاد نہیں تھا۔ بلکہ توبیخ اور تحکم کے طور پر فرمایا تھا یعنی یہ خبر حقیقت میں استفہام ہے قوم کو ستاروں کی پرستش کرتے دیکھا تو فرمایا یہ میرا رب ہے؟ یہ تو ڈوبتا ہے بدلتا رہتا ہے یہ میرا رب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے توریہ صرف تین ہی رہا۔

ان تینوں باتوں کو کذب باعتبار ظاہر کے فرمایا گیا ہے ورنہ حقیقت میں یہ توریہ ہے یعنی ظاہر معنی واقعہ کے خلاف مگر دوسرا خفی معنی واقعہ کے مطابق۔

پہلا توریہ۔ ان کی قوم نے ان سے کہا کہ میلے میں چلو تو آپ نے ستاروں پہ ایک نظر ڈالی اور فرمایا کہ میں بیمار ہوں۔ سقیم کے ظاہری معنی یہی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو کوئی معمولی سی تکلیف رہی ہو مثلاً درد سر وغیرہ اور بظاہر تندرست تھے تو دیکھنے والوں کے اعتبار سے سقیم کہنا خلاف واقع ہے مگر واقعہ کے اعتبار سے درست۔ علاوہ ازیں اسم فاعل استقبال کے معنی میں بھی بکثرت آتا ہے اب اس کے معنی یہ ہوئے کہ میں بیمار ہونے والا ہوں اور یہ واقعہ کے اعتبار سے درست ہے۔ کہ مستقبل میں کبھی نہ کبھی وہ علیل ضرور ہوئے۔

دوسرا توریہ۔ جب قوم میلے میں چلی گئی تو تبر سے چھوٹے چھوٹے تمام بتوں کو توڑ ڈالا اور کلہاڑی سب سے بڑے بت کی گردن پہ رکھ دی میلے سے واپس آ کر پجاریوں نے جب اپنے معبودوں کی یہ درگت دیکھی تو انھوں نے یہ سمجھا کہ حضرت ابراہیم ہی کا فعل ہے کیوں کہ سب میلے میں تھے اور یہی واحد بستی میں رہ گئے تھے۔ سب ان کے پجاری تھے حضرت ابراہیم ان بتوں کی برائی برملا بیان کر چکے تھے۔ اس لئے پجاریوں نے ان سے پوچھا

عہ ثانی نکاح باب اتخاذ السراری ص ۷۶۱ مسلم فضائل۔ لہ باب اثبات الشفاعة ص ۱۱۱

کس نے کیا ہے؟ فرمایا بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ یہ ان کے بڑے نے کیا ہے بظاہر اس کا یہی مطلب سمجھ میں ہے کہ بتوں میں جو سب سے بڑا ہے اسی نے یہ حرکت کی ہے۔ لیکن حقیقت میں چونکہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ان سب سے یقیناً بڑے تھے انھوں نے اپنے آپ کو مراد لیا۔ تو اس کا حقیقی معنی درست ہے۔

تیسرا توریہ۔ جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حضرت سارہ کو لے کر ایک ظالم بادشاہ پر گذرے تو اس نے حضرت سارہ کے بارے میں پوچھا یہ کون ہیں اس ظالم کی عادت تھی نو وارد افراد کی بیویوں کو محل میں بلوالیتا لیکن کسی کے ساتھ اس کی بہن ہوتی تو اس سے تعرض نہیں کرتا اس لئے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے یہ نہیں بتایا کہ میری بیوی ہے۔ بلکہ فرمایا کہ یہ میری بہن ہیں اس سے ذہن حقیقی بہن کی طرف جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مراد دینی بہن یا خاندانی بہن تھی کیونکہ حضرت سارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کی بیٹی تھیں۔ یہاں جو حدیث مذکور ہے اس سے پہلے احتمال کی تعیین ہو رہی ہے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم نے حضرت سارہ سے فرمایا کہ اس زمین پر سوائے میرے اور تیرے کوئی مومن نہیں۔

تلک امکم۔ یہ حضرت ابو ہریرہ کا ارشاد ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سارے عرب بشمول انصار کرام حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں اہل عرب کو بنی ماء السماء اس بنا پر فرمایا کہ اہل عرب کی زندگی کا مدار بارش ی کے پانی پر تھا۔ ان کے ملک میں کوئی دریا نہیں۔

باب یَزِفُّوْنَ النَّسَلَانُ فِي الْمَشْيِ ص۴۷۳

زف کے معنی تیز چلنا ہے۔

توضیح باب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جب بتوں کو توڑ پھوڑ دیا تو ان کی بت پرست قوم ان کے پاس دوڑی آئی اسی کو قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے۔ فاقبلوا الیہ یزفون۔ تو کافر اس کی طرف جلدی کرتے آئے (الصافات آیت ۹۴) یہ صرف حموی اور کشمیہنی کے نسخے میں ہے۔ مستملی اور باقیوں کی روایت میں صرف باب ہے وہ بھی بغیر ترجمہ کے اور نسفی کی روایت میں باب نہیں ہے علامہ ابن حجر نے مستملی کے نسخہ کو ترجیح دی ہے۔

۱۷۹۲ عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ وَكَثِيْرِ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ اَبِيْ

حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ سب سے پہلے عورتوں میں کمر بند

وَدَاعَةَ يَزِيْدُ اَحَدُهُمَا عَلَى الْاٰخَرِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ ابْنُ

حضرت اسماعیل کی والدہ نے بنایا۔ انھوں نے کمر بند اس لئے لگایا کہ اپنے نشان قدم کو

عَبَّاسٍ اَوَّلُ مَا اتَّخَذَ النِّسَاءُ الْمِنْطَقَ مِنْ قِبَلِ اُمِّ اِسْمٰعِيْلَ اتَّخَذَتْ

مٹادیں تاکہ سارہ پیچھا نہ کرسکے جب ابراہیم انھیں اور ان کے بچے اسمٰعیل کو لے کر شام

مِنْطَقًا لِتُعَفِّيَ أَثَرَهَا عَلٰى سَارَةَ ثُمَّ جَاءَ بِهَا إِبْرَاهِيْمُ وَبِابْنِهَا إِسْمٰعِيْلَ

سے ہے تھے اس وقت بچہ دودھ پیتا تھا انھیں لے جاکر بیت اللہ کے قریب زمزم کے اوپر

وَهِيَ تُرْضِعُهُ حَتّٰى وَضَعَهُمَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ

ایک بڑے درخت کے پاس مسجد کے بالائی حصے میں رکھا۔ اس وقت مکے میں کوئی نہیں تھا اور نہ

فِيْ أَعْلَى الْمَسْجِدِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ فَوَضَعَهُمَا

وہاں پانی تھا۔ ان دونوں کو وہاں رکھا اور ان کے پاس ایک تھیلی رکھی جس میں کھجوریں تھیں۔ اور مشکیزہ

هُنَالِكَ وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيْهِ تَمْرٌ وَسِقَاءً فِيْهِ مَاءٌ ثُمَّ قَفّٰى

رکھا جس میں پانی تھا اس کے بعد حضرت ابراہیم واپس ہونے کے لئے مڑے تو اسمٰعیل کی ماں بھی ان کے

إِبْرَاهِيْمُ مُنْطَلِقًا فَتَبِعَتْهُ أُمُّ إِسْمٰعِيْلَ فَقَالَتْ يَا إِبْرَاهِيْمُ أَيْنَ

پیچھے چلیں اور کہا اے ابراہیم کہاں جارہے ہو اور ہمیں اس نالے میں چھوڑے جارہے ہو جہاں کوئی نہ

تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا فِيْ هٰذَا الْوَادِي الَّذِيْ لَيْسَ فِيْهِ أَنِيْسٌ وَلَا

مونس ہے اور نہ کچھ اور ہے۔ حضرت اسمٰعیل کی والدہ نے یہ کئی مرتبہ کہا۔ اور ابراہیم ان کی طرف التفات

شَيْءٌ فَقَالَتْ لَهُ ذٰلِكَ مِرَارًا وَجَعَلَ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا فَقَالَتْ لَهُ

نہیں فرماتے۔ اس پر انھوں نے پوچھا کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے فرمایا ہاں۔

آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَتْ إِذَنْ لَا يُضَيِّعُنَا ثُمَّ رَجَعَتْ

تو ہاجرہ نے کہا ایسا ہے۔ تو اللہ ہمیں ضائع نہیں فرمائے گا۔ یہ کہہ کر پلٹ آئیں۔ اور ابراہیم

فَانْطَلَقَ إِبْرَاهِيْمُ حَتّٰى إِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهُ

چلے گئے۔ جب گھاٹی کے پاس پہنچے جہاں سے وہ انھیں دیکھ نہ پاتے تو بیت اللہ کی طرف منہ

اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ ثُمَّ دَعَا بِهٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ وَرَفَعَ

کرکے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعائیں کیں۔ اے پروردگار میں نے اپنی اولاد ایک

يَدَيْهِ فَقَالَ رَبِّ إِنِّيْ أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ

ایسے نالے میں بسائی ہے۔ جس میں کاشت نہیں ہوتی۔ تیرے عزت والے گھر کے

عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ حَتّٰى بَلَغَ يَشْكُرُوْنَ وَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمٰعِيْلَ

پاس۔ تاکہ وہ تیرا شکر کریں۔ اسمٰعیل کی والدہ اسمٰعیل کو دودھ پلاتی رہیں اور وہ

تُرْضِعُ إِسْمٰعِيلَ وَتَشْرَبُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَآءِ حَتّٰى إِذَا نَفِدَ مَا فِي السِّقَآءِ
پلاتی رہیں۔ یہاں تک کہ جب مشک میں جو پانی تھا ختم ہو گیا تو انھیں پیاس لگی اور ان کے
عَطِشَتْ وَعَطِشَ ابْنُهَا وَجَعَلَتْ تَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتَلَوّٰى أَوْ قَالَ يَتَلَبَّطُ
صاحبزادے بھی پیاسے ہو گئے۔ اور تڑپنے لگے۔ راوی نے کہا ایڑیاں رگڑنے لگے اور
فَانْطَلَقَتْ كَرَاهِيَةَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهِ فَوَجَدَتِ الصَّفَا أَقْرَبَ جَبَلٍ
ان کی والدہ انھیں اس حال میں دیکھتیں۔ اس کی تاب نہ لاکر وہ وہاں سے چلیں۔ زمین میں ان
فِي الْأَرْضِ يَلِيهَا فَقَامَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِيَ تَنْظُرُ هَلْ
سے سب سے نزدیک پہاڑ صفا تھا وہ اس پر چڑھیں پھر نالے پر نظر ڈالی یہ دیکھنے کے
تَرٰى أَحَدًا فَلَمْ تَرَ أَحَدًا فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا حَتّٰى إِذَا بَلَغَتِ
لئے کہ کوئی ہے۔ انھیں کوئی نظر نہ آیا تو صفا سے اتر کر آگے بڑھیں جب نالے میں پہنچیں تو
الْوَادِيَ رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا ثُمَّ سَعَتْ سَعْيَ الْإِنْسَانِ الْمَجْهُودِ
اپنے کرتے کا دامن اوٹھا کر یوں دوڑیں جیسے سخت مصیبت زدہ انسان دوڑتا ہے۔ اور مروہ
حَتّٰى جَاوَزَتِ الْوَادِيَ ثُمَّ أَتَتِ الْمَرْوَةَ فَقَامَتْ عَلَيْهَا فَنَظَرَتْ
پر آئیں۔ اس پر کھڑی ہو کر نظر دوڑائی کہ کوئی دکھائی دے مگر کوئی نظر نہیں آیا۔
هَلْ تَرٰى أَحَدًا فَلَمْ تَرَ أَحَدًا فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ قَالَ
اسی طرح سات مرتبہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ
ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلِذٰلِكَ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسی وجہ سے لوگ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے لگے۔
سَعْيُ النَّاسِ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا أَشْرَفَتْ عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا
ساتویں بار جب مروہ پر چڑھیں تو ایک آواز سنی اس پر اونھوں نے اپنے آپ
فَقَالَتْ صَهٍ تُرِيدُ نَفْسَهَا ثُمَّ تَسَمَّعَتْ فَسَمِعَتْ أَيْضًا فَقَالَتْ
سے کہا چپ رہو۔ اس کے بعد سننے کی کوشش کی تو پھر سنا اور کہا تو نے آواز تو سنائی کاش تیرے
قَدْ أَسْمَعْتَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ غِوَاثٌ فَإِذَا هِيَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ
پاس مدد کا کوئی سامان ہوتا۔ اب اونھوں نے زمزم کے پاس فرشتے کو دیکھا۔ جس نے

مَوْضِعَ زَمْزَمَ فَبَحَثَ بِعَقِبِهٖ أَوْ قَالَ بِجَنَاحِهٖ حَتّٰى ظَهَرَ الْمَاءُ فَجَعَلَتْ

اپنی ایڑی یا بازو سے زمین کو کریدا۔ یہاں تک کہ پانی نکل آیا۔ حضرت ہاجرہ اسے گھیرنے

تُحَوِّضُهٗ وَتَقُوْلُ بِيَدِهَا هٰكَذَا وَجَعَلَتْ تَغْرِفُ مِنَ الْمَاءِ فِيْ

لگیں۔ اور اپنے ہاتھوں سے ایسے کرنے لگیں۔ اور پانی چلو میں لے کر مشک میں بھرنے لگیں

سِقَائِهَا وَهُوَ يَفُوْرُ بَعْدَ مَا تَغْرِفُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ

چلو لینے کے بعد بھی پانی ابلتا رہا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ أُمَّ إِسْمٰعِيْلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ اسمٰعیل کی والدہ پر رحم فرمائے اگر زمزم کو چھوڑ دیتیں۔ یا

أَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَاءِ لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَّعِيْنًا قَالَ فَشَرِبَتْ

یہ فرمایا۔ کہ اگر پانی چلو میں نہ لیتیں تو زمزم ایک بہتا ہوا چشمہ ہوتا۔ حضرت ہاجرہ نے وہ پانی

وَأَرْضَعَتْ وَلَدَهَا فَقَالَ لَهَا الْمَلَكُ لَا تَخَافِي الضَّيْعَةَ فَإِنَّ هٰهُنَا

پیا اور بچے کو دودھ پلایا۔ ان سے فرشتے نے کہا۔ کہ ضائع ہونے کا اندیشہ نہ کرو۔ یہاں بیت اللہ

بَيْتَ اللّٰهِ يَبْنِيْ هٰذَا الْغُلَامُ وَأَبُوْهُ وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ أَهْلَهٗ وَكَانَ

ہے۔ جسے یہ بچہ اور اس کے والد تعمیر کریں گے اور یقین رکھو کہ اللہ اس کے باشندوں کو ضائع

الْبَيْتُ مُرْتَفِعًا مِنَ الْأَرْضِ كَالرَّابِيَةِ تَأْتِيْهِ السُّيُوْلُ فَتَأْخُذُ عَنْ

نہیں فرمائے گا۔ اور بیت اللہ ٹیلے کے مثل زمین سے اونچا تھا۔ سیلاب دائیں بائیں سے ہوکر

يَمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ فَكَانَتْ كَذٰلِكَ حَتّٰى مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ مِّنْ جُرْهُمَ

گذر جاتا۔ ہاجرہ ایسے ہی رہیں۔ یہاں تک کہ جرہم کے کچھ لوگ یا یہ کہا جرہم کے کچھ گھرانے

أَوْ أَهْلُ بَيْتٍ مِّنْ جُرْهُمَ مُقْبِلِيْنَ مِنْ طَرِيْقِ كَدَاءٍ فَنَزَلُوْا فِيْ

"کدا" کے راستے سے آئے اور مکے کے نشیبی علاقے میں اترے انھوں نے ایک پرندے کو منڈلاتے

أَسْفَلِ مَكَّةَ فَرَأَوْا طَائِرًا عَائِفًا فَقَالُوْا إِنَّ هٰذَا الطَّائِرَ لَيَدُوْرُ عَلٰى

دیکھا۔ تو انھوں نے کہا۔ کہ یہ پرندہ پانی پر منڈلا رہا ہے۔ حالانکہ اس نالے سے ہم بارہا گذرے

مَاءٍ لَعَهْدُنَا بِهٰذَا الْوَادِيْ وَمَا فِيْهِ مَاءٌ فَأَرْسَلُوْا جَرِيًّا أَوْ جَرِيَّيْنِ

ہیں اس میں پانی نہیں۔ اب انھوں نے ایک دو آدمی کو تلاش کے لئے بھیجا۔ انھوں نے پانی دیکھا

فَاِذَا هُمْ بِالْمَآءِ فَرَجَعُوْا فَاَخْبَرُوْهُمْ بِالْمَاءِ فَاَقْبَلُوْا قَالَ وَاُمُّ

وہیں آکر ساتھیوں کو پانی کی موجودگی کی خبر دی۔ اب سب وہاں سے آگے بڑھے۔ اور حضرت اسمٰعیل کی

اِسْمٰعِيْلَ عِنْدَ الْمَاءِ فَقَالُوْا اَتَاْذَنِيْنَ لَنَا اَنْ نَّنْزِلَ عِنْدَكِ قَالَتْ

والدہ پانی کے پاس تھیں۔ ان لوگوں نے عرض کیا۔ کیا ہمیں یہاں اترنے کی اجازت دیتی ہیں۔ انھوں

نَعَمْ وَلٰكِنْ لَّا حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَاءِ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ

نے فرمایا۔ اجازت ہے۔ لیکن تمہیں پانی میں کوئی مالکانہ حق نہ ہوگا۔ ان لوگوں نے کہا ہمیں منظور ہے۔

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَلْفٰى ذٰلِكَ اُمَّ اِسْمٰعِيْلَ وَهِيَ

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسمٰعیل کی والدہ نے اسے غنیمت

تُحِبُّ الْاُنْسَ فَنَزَلُوْا وَاَرْسَلُوْا اِلٰى اَهْلِيْهِمْ فَنَزَلُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى

جانا۔ وہ چاہتی بھی تھیں کہ کچھ لوگ یہاں رہیں جن سے انس حاصل ہو۔ ان لوگوں نے اپنے اہل کو

اِذَا كَانَ بِهَا اَهْلُ اَبْيَاتٍ مِّنْهُمْ وَشَبَّ الْغُلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ

بلایا اور وہیں بس گئے۔ یہاں تک کہ ان کے کئی گھر آباد ہو گئے۔ بچہ جوان ہو گیا اور انھیں (جرہم)

مِنْهُمْ وَاَنْفَسَهُمْ وَاَعْجَبَهُمْ حِيْنَ شَبَّ فَلَمَّا اَدْرَكَ زَوَّجُوْهُ

سے عربی سیکھی۔ جوان ہونے پر بچہ انھیں بہت بھایا اور پسند آیا۔ جب بالغ ہو گیا تو انھوں نے اپنے

امْرَاَةً مِّنْهُمْ وَمَاتَتْ اُمُّ اِسْمٰعِيْلَ فَجَاءَ اِبْرَاهِيْمُ بَعْدَ مَا تَزَوَّجَ

ہی سے ایک عورت سے اس کی شادی کر دی۔ حضرت اسمٰعیل کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ اسمٰعیل کی شادی کے بعد

اِسْمٰعِيْلُ يُطَالِعُ تَرِكَتَهٗ فَلَمْ يَجِدْ اِسْمٰعِيْلَ فَسَاَلَ امْرَاَتَهٗ عَنْهُ

ابراہیم اپنے ترکے کو دیکھنے کے لئے آئے۔ اسمٰعیل کو گھر موجود نہیں پایا۔ تو ان کی اہلیہ سے ان کے بارے میں

فَقَالَتْ خَرَجَ يَبْتَغِيْ لَنَا ثُمَّ سَاَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ فَقَالَتْ

پوچھا۔ اس نے بتایا۔ ہمارے لئے کچھ تلاش کرنے گئے ہیں۔ پھر انھوں نے اس سے ان کے گذر بسر کے بارے میں

نَحْنُ بِشَرٍّ نَحْنُ فِيْ ضِيْقٍ وَشِدَّةٍ فَشَكَتْ اِلَيْهِ قَالَ فَاِذَا جَاءَ

پوچھا تو اس نے کہا ہم بری حالت اور تنگ دستی اور سختی میں ہیں۔ اس نے ان (اجنبی) سے شکایت کی۔

زَوْجُكِ اقْرَئِيْ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَقُوْلِيْ لَهٗ يُغَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِهٖ فَلَمَّا

فرمایا جب تمہارا شوہر آئے تو اس سے سلام کہنا اور یہ بھی کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل ڈالو۔

جَآءَ اِسْمٰعِیْلُ كَاَنَّهٗ اٰنَسَ شَیْئًا فَقَالَ هَلْ جَآءَكُمْ مِّنْ اَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ

جب اسمٰعیل واپس ہوئے تو انھوں نے کچھ بوئے آشنائی محسوس کی۔ اپنی زوجہ سے پوچھا۔

جَآءَنَا شَیْخٌ كَذَا وَكَذَا فَسَاَلَنَا عَنْكَ فَاَخْبَرْتُهٗ وَسَاَلَنِیْ كَیْفَ

کیا کوئی آیا تھا۔ اس نے کہا ہاں اس حلیہ کے ایک بوڑھے شخص آئے تھے۔ انھوں نے ہمارے

عَیْشُنَا فَاَخْبَرْتُهٗ اَنَّا فِیْ جَهْدٍ وَّشِدَّةٍ قَالَ فَهَلْ اَوْصَاكِ بِشَیْءٍ

بارے میں پوچھا میں نے ان کو بتایا۔ انھوں نے پوچھا تمہاری زندگی کیسے گذر رہی ہے۔ تو میں نے

قَالَتْ نَعَمْ اَمَرَنِیْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَیْكَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ غَیِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ

ان کو بتایا۔ کہ ہم تنگی اور سختی میں ہیں پوچھا کیا انھوں نے تم کو کچھ وصیت کی تھی۔ اس نے بتایا ہاں مجھے

قَالَ ذَاكِ اَبِیْ وَقَدْ اَمَرَنِیْ اَنْ اُفَارِقَكِ اِلْحَقِیْ بِاَهْلِكِ فَطَلَّقَهَا

حکم دیا تھا کہ تمہیں سلام کہوں وہ یہ کہہ گئے ہیں۔ کہ اپنے دروازے کے چوکھٹ بدل دو۔ فرمایا وہ میرے والد

وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ اُخْرٰی فَلَبِثَ عَنْهُمْ اِبْرَاهِیْمُ مَاشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ

تھے۔ اور انھوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم سے جدائی کرلوں۔ اپنے اہل کے یہاں چلی جا۔ اور اسے طلاق دے دیا۔

اَتَاهُمْ بَعْدُ فَلَمْ یَجِدْهُ فَدَخَلَ عَلَی امْرَاَتِهٖ فَسَاَلَهَا عَنْهُ فَقَالَتْ

اور بنی جرہم ہی میں دوسری شادی کرلی جتنے دن اللہ نے چاہا ابراہیم ان کے پاس نہیں آئے پھر اس کے بعد تشریف

خَرَجَ یَبْتَغِیْ لَنَا قَالَ كَیْفَ اَنْتُمْ وَسَاَلَهَا عَنْ عَیْشِهِمْ وَهَیْئَتِهِمْ

لائے۔ پھر اسمٰعیل کو گھر میں نہیں پایا۔ ان کی زوجہ کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے اسمٰعیل کو پوچھا۔ تو اس نے کہا

فَقَالَتْ نَحْنُ بِخَیْرٍ وَّسَعَةٍ وَّاَثْنَتْ عَلَی اللّٰهِ قَالَ مَا طَعَامُكُمْ قَالَتْ

وہ باہر ہمارے کھانے کے لئے کچھ تلاش کرنے گئے ہیں۔ پوچھا تم لوگ کس حال میں ہو اور ان کے گذر بسر کا حال پوچھا اس

اللَّحْمُ قَالَ فَمَا شَرَابُكُمْ قَالَتِ الْمَآءُ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِی اللَّحْمِ

نے کہا ہم اچھی حالت اور کشائش میں ہیں۔ اور اللہ کی ثنا کی، پوچھا تمہاری غذا کیا ہے اس نے کہا گوشت پوچھا پیتے کیا ہو اس

وَالْمَآءِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یَكُنْ لَهُمْ یَوْمَئِذٍ

نے کہا پانی۔ حضرت ابراہیم نے کہا اے اللہ ان کو گوشت اور پانی میں برکت دے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حَبٌّ وَّلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَا لَهُمْ فِیْهِ قَالَ فَهُمَا لَا یَخْلُوْ عَلَیْهِمَا اَحَدٌ (۵)

اس وقت ان کے لئے دانہ نہ تھا۔ اگر ہوتا تو دانے میں بھی برکت کی دعا کرتے۔ فرمایا مکے کے علاوہ کہیں اور صرف

بِغَيْرِ مِلَّةٍ اِلَّا لَمْ يُوَافِقَاهُ قَالَ فَاِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِيْ عَلَيْهِ السَّلَامَ

گوشت اور پانی پر گذارہ مزاج کے موافق نہیں ہوتا۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا جب تمہارے شوہر آئیں تو ان سے

وَمُرِيْهِ يُثْبِتُ عَتَبَةَ بَابِهٖ فَلَمَّا جَاءَ اِسْمٰعِيْلُ قَالَ هَلْ اَتَاكُمْ مِنْ اَحَدٍ

سلام کہنا اور کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ باقی رکھو۔ جب اسمٰعیل آئے تو پوچھا۔ کیا تمہارے پاس کوئی آیا

قَالَتْ نَعَمْ اَتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ وَاَثْنَتْ عَلَيْهِ فَسَاَلَنِيْ عَنْكَ

تھا۔ ان کی زوجہ نے بتایا ہاں ایک شاندار بزرگ تشریف لائے تھے۔ اس نے ان کی خوبیاں بیان کیں اور

فَاَخْبَرْتُهٗ فَسَاَلَنِيْ كَيْفَ عَيْشُنَا فَاَخْبَرْتُهٗ اَنَّا بِخَيْرٍ قَالَ فَاَوْصَاكِ بِشَيْءٍ

انھوں نے آپ کو پوچھا تھا۔ میں نے ان کو بتایا پھر ہمارے گذر بسر کو پوچھا تو میں نے بتایا کہ ہم اچھی طرح

قَالَتْ نَعَمْ هُوَ يَقْرَاُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَاْمُرُكَ اَنْ تُثْبِتَ عَتَبَةَ

ہیں۔ پوچھا چلتے چلاتے کچھ فرما گئے۔ میں نے ان سے کہا ہاں آپ کو سلام کہہ گئے ہیں اور حکم دے گئے ہیں کہ

بَابِكَ قَالَ ذَاكَ اَبِيْ وَاَنْتِ الْعَتَبَةُ اَمَرَنِيْ اَنْ اُمْسِكَكِ ثُمَّ لَبِثَ

اپنے دروازے کی چوکھٹ باقی رکھو۔ فرمایا یہ میرے والد تھے اور تو دروازے کی چوکھٹ ہے۔ مجھے حکم

عَنْهُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاِسْمٰعِيْلُ يَبْرِيْ نَبْلًا لَهٗ

دیا ہے کہ تجھے رکھے رہوں۔ اس کے بعد جتنے دن اللہ نے چاہا نہیں آئے۔ اس کے بعد آئے اور

تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيْبًا مِنْ زَمْزَمَ فَلَمَّا رَاٰهُ قَامَ اِلَيْهِ فَصَنَعَ كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ

اسمٰعیل تیر درست کر رہے تھے۔ بڑے درخت کے پاس زمزم کے قریب جب ان کو دیکھا تو دونوں نے وہ کیا

بِالْوَلَدِ وَالْوَلَدُ بِالْوَالِدِ ثُمَّ قَالَ يَا اِسْمٰعِيْلُ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ بِاَمْرٍ قَالَ

جو باپ بیٹے کے ساتھ اور بیٹا باپ کے ساتھ کرتا ہے۔ فرمایا۔ اے اسمٰعیل اللہ نے مجھے ایک حکم دیا ہے۔

فَاصْنَعْ مَا اَمَرَكَ رَبُّكَ قَالَ وَتُعِيْنُنِيْ قَالَ وَاُعِيْنُكَ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ

عرض کیا جو حکم دیا ہے اس کی تعمیل کیجئے۔ فرمایا تم میری مدد کروگے عرض کیا ساتھ دوں گا فرمایا۔ اللہ نے

اَمَرَنِيْ اَنْ اَبْنِيَ هٰهُنَا بَيْتًا وَاَشَارَ اِلٰى اَكَمَةٍ مُرْتَفِعَةٍ عَلٰى مَا حَوْلَهَا

مجھے حکم دیا ہے کہ یہاں ایک گھر بناؤں اور ایک ایسے ٹیلے کی طرف اشارہ فرمایا۔ جو ارد گرد سے

قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ رَفَعَ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ فَجَعَلَ اِسْمٰعِيْلُ يَاْتِيْ

بلند تھا۔ وہیں بیت اللہ کی کرسی بلند کی اسمٰعیل پتھر لاتے اور ابراہیم چنتے۔ جب

بِالْحِجَارَةِ وَاِبْرَاهِيْمُ يَبْنِيْ حَتّٰى اِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ جَاءَ بِهٰذَا الْحَجَرِ فَوَضَعَهٗ

عمارت اونچی ہوگئی تو یہ پتھر لائے اور حضرت ابراہیم کے لئے رکھا۔ جس پر کھڑے ہوکر تعمیر

لَهٗ فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبْنِيْ وَاِسْمٰعِيْلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَهُمَا يَقُوْلَانِ رَبَّنَا

کرتے تھے۔ اور اسمٰعیل پتھر دیتے تھے۔ وہ دونوں یہ دعا بھی کرتے جاتے۔ اے رب ہماری طرف سے

تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ قَالَ فَجَعَلَا يَبْنِيَانِ حَتّٰى يَدُوْرَا حَوْلَ

قبول فرما۔ بیشک تو سننے والا علم والا ہے۔ دونوں بیت اللہ کے اردگرد گھوم گھوم کر بناتے

الْبَيْتِ وَهُمَا يَقُوْلَانِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

رہے۔ اور یہ دعا کرتے رہے۔ اے اللہ ہماری طرف سے قبول فرما بیشک تو سنتا ہے جانتا ہے۔

۱۷۹۲

تشریحات

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو مکہ معظمہ میں لاکر آباد فرمایا اس قصے کے اجزاء امام بخاری نے کئی جگہ روایت کئے ہیں۔ یہاں دو راویوں کے بیان کئے ہوئے قصوں کو اکٹھا ملاکر اس ترتیب سے قصے کو ذکر فرمایا ہے کہ پوری بات ذہن میں آجاتی ہے۔

اَلْمِنْطَقُ۔ نطاق۔ پٹوکا۔ کمربند۔ عرب کی عورتیں کام کاج کے وقت کمر میں ایک کپڑا باندھ لیتی تھیں۔ اسی کو منطق اور نطاق کہتے ہیں۔ حضرت سارہ نے حضرت ہاجرہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہبہ کردیا۔ حضرت ہاجرہ حاملہ ہوگئیں اس پر حضرت سارہ کو غیرت آئی تو انھوں نے قسم کھائی کہ ان کے تین عضو کو کاٹیں گی اس سے گھبرا کر حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر چھوڑ کر باہر نکل گئیں اور اپنے نطاق کے پچھلے حصہ کو زمین تک لٹکا دیا تاکہ ان کے نشان قدم مٹتے جائیں۔ حضرت ابراہیم کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو انھوں نے حضرت سارہ سے سفارش کی اور فرمایا۔ ان کے دونوں کانوں میں سوراخ کردے اور ان کا ختنہ کردے۔ چنانچہ حضرت سارہ نے اس پر عمل کیا پھر بحکم الٰہی حضرت ابراہیم حضرت ہاجرہ و اسماعیل کو لے کر مکہ معظمہ آئے۔ یہ سفر پیدل فرمایا تھا یا براق پر دونوں قول ہے۔

عِنْدَ دَوْحَةٍ۔ دوحہ کے معنی بڑا درخت، بیت اللہ کے قریب جہاں زمزم شریف ہے وہاں ایک بڑا درخت تھا۔ وہیں لاکر ماں بیٹے کو حضرت ابراہیم نے رکھا۔ ایک تھیلی میں کھجوریں اور ایک مشک میں پانی انھیں دے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام واپس ہوئے۔

وعطش ابنہا۔ اس وقت حضرت اسماعیل کی عمر دو سال تھی۔ حضرت ہاجرہ کا دودھ سوکھ گیا۔ حضرت اسماعیل بھوک و پیاس سے تڑپنے لگے۔ اس کو راوی نے یتلوی او یتلبط سے تعبیر کیا ہے یعنی بھوک اور پیاس کی شدت میں لوٹنے لگے۔

غُوَاثٌ۔ غواث کے معنی فریادرسی کے ہیں۔ یعنی اگر تیرے پاس فریادرسی کا کوئی سامان ہو تو میری مدد کر۔

فَبَحَثَ بِعَقِبِهٖ۔ یعنی اپنی ایڑی یا اپنے بازو سے زمین کو کریدا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے پاؤں سے جبرئیل نے ایڑ ماری۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ اپنی انگلی سے زمین کو کریدا جس سے پانی ابلنے لگا۔

مِنْ جُرْهُمَ۔ یہ یمن کے باشندے بنی قحطان کے فرد تھے جو سام بن نوح کی اولاد میں سے ہیں ان کے سردار کا نام مصاص بن عمرو تھا۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ اس وقت یہ لوگ مکہ کے قریب ہی کسی وادی میں تھے۔ جرہم اور اس کے بھائی قطورا جو اس قبیلے کے جد اعلیٰ ہیں سب سے پہلے عربی زبان ان لوگوں نے بولنی شروع کی ہے۔ حضرت اسمٰعیل نے انھیں میں پرورش پائی اور انھیں سے عربی زبان سیکھی اور اس حدیث کے منافی نہیں جو حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے عربی زبان میں حضرت اسمٰعیل نے کلام کیا۔ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ اولاد ابراہیم میں سب سے پہلے حضرت اسمٰعیل نے عربی میں کلام کیا۔

زَوجه۔ بیوی کا نام کیا تھا اس میں شدید اختلاف ہے اسی طرح یہ کس کی صاحبزادی تھیں اس میں اختلاف ہے۔ سہیلی نے کہا ان کا نام جدار بنت سعد تھا۔ ابن اسحٰق سے روایت ہے کہ ان کا نام عمارہ بنت سعد بنت اسامہ تھا۔ ابوجہم کی حدیث میں ہے کہ یہ صدار کی بیٹی تھیں۔ اس میں نام مذکور نہیں۔ حضرت اسماعیل نے خود ان کے باپ کے یہاں پیغام بھیجا۔ اور انھوں نے شادی کر دی۔

مَاتَتْ اُمُّ اِسْمٰعِیْلَ۔ اسی اثنا میں حضرت ہاجرہ کا انتقال ہو گیا حضرت اسماعیل نے انھیں حطیم میں دفن فرمایا۔ انتقال کے وقت ان کی عمر نوے سال تھی۔

فَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ اُخْرٰی۔ حضرت ابراہیم کے حکم کے بموجب پہلی زوجہ کو طلاق دے دیا اور پھر بنی جرہم ہی کی دوسری لڑکی سے شادی کی جن کا نام شامہ بنت مہلہل یا عاتقہ بنت ہشام تھا ان کے بارے میں اور بھی روایتیں ہیں۔ انھیں سے حضرت اسماعیل کے بارہ بچے پیدا ہوئے۔

کَمَا یَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ۔ یعنی سینہ سے لگایا، مصافحہ کیا، دست بوسی کی یا پیشانی چوما اس وقت حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عمر سو سال کی تھی۔ گذر چکا کہ بیت اللہ شریف کی تعمیر سب سے پہلے فرشتوں نے کی تھی۔ طوفان نوح میں اس کی عمارت اٹھالی گئی طوفان کے بعد بیت اللہ شریف کی جگہ ایک ٹیلہ کی طرح موجود تھی وہیں پر بیت اللہ شریف کی بنیادیں کھودی گئیں اور عمارت بنالی گئی۔

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ عزوجل نے ایک بادل بھیجا۔ وہ بیت اللہ کی جگہ آکر سایہ فگن ہو گیا۔ اسی سے بیت اللہ شریف کی حد بندی کی۔ بیت اللہ شریف کی عمارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ سے نو ہاتھ اونچی تھی۔ اور اس کا دور تیس ہاتھ تھا۔

اس کے لئے چھت نہیں تھی ایک دروازہ رکھا اور اندر دروازہ کے پاس ایک گڈھا کھودا جس میں بیت اللہ شریف کا نذرانہ رکھا جاتا تھا یہ پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے بنا ہے۔ حرا، ثبیر، لبنان، جبل طور،

جبل بیت المقدس ا۔ کعبہ شریف کی دیواریں تو بدلی گئی ہیں مگر بنیاد وہی باقی ہے جو حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل نے قائم کی تھیں۔

قبل بعثت قریش نے جو تعمیر کی اس بیت اللہ کا کچھ حصہ حطیم میں شامل کر کے باہر کر دیا۔ اور آج تک اسی پر عمارت باقی ہے جس کی تفصیل نزہۃ القاری جلد اول میں مذکور ہو چکی ہے ناظرین اس کی طرف رجوع کریں۔

جاء بھذا الحجر۔ اس سے مراد وہ پتھر ہے جس پہ کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے دیواروں کی تعمیر کی ہے جسے مقام ابراہیم کہتے ہیں جواب بھی موجود ہے۔ مسجد حرام میں کعبہ شریف کے پورب، اتر جانب کچھ فاصلے پر رکھا ہوا ہے۔ دیواریں جتنی اونچی ہوتی جاتی تھیں یہ پتھر بھی اونچا ہوتا جاتا تھا تعمیر کرتے کرتے جب دیواریں اونچی ہوگئیں اتنی جہاں حجر اسود نصب ہے تو حضرت ابراہیم نے حضرت اسمٰعیل سے فرمایا۔ اے بیٹے! ایک اچھا پتھر تلاش کر کے لاؤ میں اسے لگا دوں۔ جہاں سے لوگ اپنے طواف کو شروع اور جہاں ختم کریں۔ انھوں نے معذرت کی کہ میں تھکا ہوا ہوں۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا پھر بھی جاؤ حضرت اسماعیل جب واپس آئے تو دیکھا کہ ایک خوبصورت پتھر وہاں لگا ہوا ہے۔ پوچھا ابا یہ کون لایا ہے فرمایا اسے وہ لایا ہے جو تیرے اوپر بھروسہ نہیں کرتا۔

یہ پتھر حضرت جبرئیل امین ہندوستان سے لائے تھے۔ یہ وہی پتھر ہے جس پر بیٹھے ہوئے حضرت آدم جنت سے تشریف لائے تھے یہ دودھ کی طرح سفید تھا بوسہ دینے والوں کی گناہوں کو جذب کرتے کرتے سیاہ ہوگیا۔

۱۷۹۳ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ التَّیْمِیُّ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَاذَرٍّ قَالَ

حدیث حضرت ابو ذر نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! زمین میں سب سے

قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ مَسْجِدٍ وُّضِعَ فِی الْاَرْضِ اَوَّلُ قَالَ

پہلے کس مسجد کی بنیاد رکھی گئی ہے؟ فرمایا مسجد حرام کی پھر میں نے عرض کیا

مَسْجِدُ الْحَرَامِ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ اَلْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی قُلْتُ کَمْ

پھر کس کی فرمایا مسجد اقصیٰ کی۔ میں نے عرض کیا ان کے درمیان کتنی مدت ہے؟

کَانَ بَیْنَهُمَا قَالَ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً ثُمَّ اَیْنَمَا اَدْرَکَتْكَ الصَّلٰوةُ بَعْدُ

فرمایا چالیس سال۔ پھر تم کو جہاں نماز کا وقت مل جائے وہیں پڑھ لو اس

فَضْلَهُ فَاِنَّ الْفَضْلَ فِيْهِ عہ

لے کہ فضیلت اسی میں ہے۔

تشریحات ۱۷۹۳ **اربعون سنة**۔ علامہ ابن جوزی نے کہا کہ یہ بہت مشکل ہے اس لئے کہ کعبہ کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کی ہے اور بیت المقدس کی تعمیر حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی۔ ان دونوں حضرات کے درمیان ایک ہزار سال کے عرصہ کا زمانہ ہے۔ علامہ قرطبی نے یہ جواب دیا کہ حدیث میں بنیاد کا ذکر ہے۔ کعبہ کی بنیاد حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے رکھی تھی ہو سکتا ہے کہ خود انھوں نے ہی چالیس سال بعد بیت المقدس کی بھی بنیاد رکھی ہو۔ اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ ابن ہشام نے اپنی کتاب التیجان میں ذکر کیا ہے کہ کعبہ کی تعمیر کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت آدم سے فرمایا کہ بیت المقدس چلو اور اس کی عمارت بناؤ۔ تو انھوں نے اسے تعمیر کیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کعبہ کی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کی تجدید کی۔

حدیث ۱۷۹۴ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْحُمَيْدِ نِالسَّاعِدِيُّ
حضرت ابو حمید ساعدی نے مجھے خبر دی کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم حضور پر
اَنَّهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
کیسے درود پڑھیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پھر کہو اے اللہ
اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَ
رحمت نازل فرما۔ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور ان کی ازواج اور ان کی ذریت پر جیسے تو نے
ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ
رحمت نازل فرمائی آل ابراہیم پر اور برکت نازل فرما محمد پر اور ان کی ازواج اور ذریت پر جیسی
وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ۔ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ عہ
تو نے برکت نازل فرمائی آل ابراہیم پر بیشک تو تعریف کیا ہوا بزرگ ہے۔

حدیث ۱۷۹۵ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ لَقِيَنِيْ كَعْبُ بْنُ
عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے کہا کہ مجھ سے کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عہ باب۔ ووھبنا لداؤد سلیمان ص۴۸۷ مسلم صلوٰۃ، نسائی صلوٰۃ، وتفسیر

عہ ثانی دعوات باب ہل یصلی علی غیر النبی ص۹۴۱، مسلم ابوداؤد، نسائی صلوٰۃ وتفسیر ابن ماجہ صلوٰۃ۔

عُجْرَةَ فَقَالَ اَلَا اُهْدِیْ لَكَ هَدِیَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ
نے ملاقات کی اور فرمایا کیا میں تجھے وہ ہدیہ نہ پیش کروں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلٰی فَاَهْدِهَا لِیْ فَقَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
علیہ وسلم سے سنا ہے میں نے کہا ضرور یہ ہدیہ مجھے عطا فرمایئے تو انھوں نے کہا کہ
صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کَیْفَ الصَّلٰوةُ عَلَیْکُمْ
ہم نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا اور ہم نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کے اہل بیت
اَهْلَ الْبَیْتِ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْكَ قَالَ قُوْلُوْا اللّٰهُمَّ
پر درود کیسے ہے اللہ نے ہم کو آپ پر سلام کرنے کا طریقہ سکھا دیا ہے فرمایا کہو اے اللہ
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ
اپنی رحمت نازل فرما محمد اور آل محمد پر جیسے تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر بیشک
اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ
تو تعریف کیا ہوا بزرگ ہے۔ اے اللہ برکت نازل فرما محمد اور آل محمد پر جیسے
مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ عه
تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر بے شک تو تعریف کیا ہوا بزرگ ہے۔

تشریحات ١٧٩٥ حضرت ابوذر کی روایت میں آل ابراہیم میں لفظ آل مقحم ہے۔ مراد خود ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہیں۔ آل محمد سے مراد یا تو خاص اولاد سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں یا وہ تمام بنی ہاشم بنی مطلب جنھیں زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔ اور اس کا بھی احتمال ہے کہ آل سے مراد تمام مسلمان ہوں جیسا کہ ایک حدیث میں فرمایا۔ من تبعنی فهو آلی۔ جو میری اتباع کرے وہ میری آل ہے۔

کما صلیت علی ابراهیم۔ اس میں افضل کی مفضول کے ساتھ تشبیہ نہیں بلکہ غیر اعرف کی اعرف کے ساتھ تشبیہ۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور ان کی آل پر اللہ عزوجل کی خصوصی رحمتیں اور بے پناہ برکتیں اس وقت بھی سب کو معلوم تھیں۔ اسی لئے، کما صلیت علی ابراہیم وبارکت علی ابراہیم فرمایا گیا۔

کیف الصلوٰۃ۔ سوال کی بنیاد یہ تھی کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا۔ یٰایها الذین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما۔ اے ایمان والو نبی پر درود بھیجو اور ان پر سلام بھیجو جیسا کہ سلام بھیجنے کا حق ہے۔ تشہد میں سلام

عه ثانی تفسیر۔ تفسیر سورہ احزاب باب قوله ان الله وملٰئکته یصلون علی النبی ص ٧٠٧، ٧٠٨ دعوات باب الصلوٰۃ علی النبی ص ٩٤٠، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجه۔ کلهم فی الصلوٰۃ۔

کا طریقہ سکھایا۔ کہ یوں کہو السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته۔ حضور درود پڑھنے کا طریقہ بھی سکھا دیں۔

حدیث ۱۷۹۶

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَيَقُوْلُ إِنَّ أَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمٰعِيْلَ وَإِسْحٰقَ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ عہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسن و حسین کی حفاظت کے لئے یہ دعا پڑھتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ تمہارے باپ اسماعیل و اسحق کی بھی حفاظت کے لئے یہ دعا پڑھتے تھے۔ اعوذ بکلمات اللہ التامۃ الخ

تشریحات ۱۷۹۶ **وھامہ۔** کے معنی زہریلے اور نقصان پہونچانے والے کے ہیں۔ **لامۃ** کے معنی برائی پہنچانے والے کے۔ عین لامہ۔ نظر بد۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيْمَ إِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ (الآية) لَا تَوْجَلْ لَا تَخَفْ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ رَبِّ أَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ص۴۷۷

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان اور انھیں ابراہیم کے مہمانوں کے بارے میں بتادو جب کہ اس کے پاس حاضر ہوئے "لاتوجل" کے معنی مت ڈر۔ اور اللہ عزوجل کے اس ارشاد کے بیان میں اور جب کہ ابراہیم نے کہا اے میرے رب مجھے دکھا دے تو کیسے مردے جلائے گا۔

توضیح باب **ضیف ابراهیم۔** اللہ عزوجل نے حضرت لوط علیہ السلام کو اپنی قوم کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ کفر و شرک کے علاوہ اور بہت سی برائیوں کے ساتھ ان میں اغلام بہت کثرت سے پھیلا ہوا تھا۔ حضرت لوط علیہ السلام نے انھیں اسلام کی دعوت دی۔ برائیوں سے خصوصاً اغلام سے باز رہنے کی تلقین فرمائی۔ مگر یہ نہیں مانے اور از راہ سرکشی و تمرد یہ کہدیا اگر تم سچے ہو تو ہم پر اللہ کا عذاب لاؤ۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ان کی تباہی و بربادی کی بددعا فرمائی۔ اللہ عزوجل نے ان کی بددعا قبول کی۔ اور ان پر عذاب نازل کرنے کے لئے چار فرشتوں کو بھیجا۔ جبرئیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل۔ یہ فرشتے خوبصورت بے ریش و بروت نوجوانوں کی شکل میں پیدل چل کر حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی

عہ ابوداؤد سنۃ، ترمذی طب، نسائی نعوت، عمل الیوم و اللیلۃ۔ ابن ماجہ طب

WWW.NAFSEISLAM.COM

عادتِ کریمہ تھی کہ بغیر مہمان کے کھانا نہیں تناول فرماتے تھے۔ پندرہ روز تک تقریباً کوئی مہمان نہیں آیا تھا۔ اس کا ان پر اثر تھا۔ جب ان لوگوں کو آتے ہوئے دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور اپنی اہلیہ کے پاس تشریف لے گئے اور بھنا ہوا خوب تندرست بچھڑا کھانے کے لئے لائے فرشتوں نے اس میں سے کچھ نہیں کھایا۔ اس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کچھ خوف طاری ہوا تو ان فرشتوں نے عرض کیا آپ ڈریے نہیں ہم قوم لوط کو تباہ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ ہم فرشتے ہیں۔ حضرت سارہ وہیں کھڑی دیکھ اور سن رہی تھیں انھیں ہنسی آگئی۔ فرشتوں نے انھیں بشارت دی کہ اللہ عزوجل آپ کو فرزند عطا فرمائے گا۔ جس کا نام اسحٰق ہوگا اور انھیں بھی ایک فرزند عطا فرمائے گا جس کا نام یعقوب ہوگا۔

کیف تحی الموتیٰ۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اللہ عزوجل سے یہ سوال کیا کہ مجھے دکھا دے کہ تو مردے کیسے زندہ فرمائے گا۔ فرمایا کہ کیا اس پر ایمان نہیں رکھتا؟ فرمایا ایمان تو رکھتا ہوں لیکن چاہتا ہوں کہ مجھے اطمینان قلب حاصل ہو جائے یعنی علم الیقین حاصل ہے چاہتا ہوں کہ عین الیقین حاصل ہو جائے اس کو یوں سمجھئے کہ ہر شخص کو اس بات کا یقین ہے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ موجود ہیں کسی کو اس میں ذرا بھی شک نہیں لیکن ان دونوں کی زیارت کے بعد جو انشراح اور اطمینان ہوتا ہے وہ بن دیکھے ہوئے یقین سے بڑھا ہوا ہوتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس سوال کا بھی حاصل یہی تھا کہ احیاء موتیٰ دکھا دے کہ احیاء موتیٰ آنکھوں سے دیکھ کر جو انشراح صدر ہوگا۔ اس کی بات کچھ اور ہوگی۔ حکم ہوا کہ چار چڑیاں لے لو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مرغ، مور، کبوتر، اور کوا لیا۔ حکم ہوا کہ ان کے سر کاٹ کر اپنے پاس رکھو اور ان کے جسموں کو قیمہ کر کے آپس میں ملا دو۔ پھر چار پہاڑوں پہ جاکر ان کے اجزا منتشر کر دو۔ اور پھر ان کو پکارو وہ سب تمہارے پاس اڑتے ہوئے حاضر ہوں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دست مبارک میں ان پرندوں کے سر تھے، پکارنے کے بعد چاروں کے دھڑ ان کے پاس آئے اگر دوسرے کا سر کسی کے دھڑ کے ساتھ ملانا چاہتے تو ہٹ جاتا اور جب اسی کا سر ملاتے تو مل جاتا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۱۷۹۷ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ

حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

نے فرمایا ہم بہ نسبت ابراہیم کے شک کرنے کے زیادہ لائق ہیں جب کہ انھوں نے عرض کیا تھا۔ اے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيْمَ إِذْ قَالَ رَبِّ

میرے رب مجھے دکھا تو مردوں کو کیسے زندہ فرمائے گا فرمایا کہ کیا تو ایمان نہیں رکھتا۔

اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ

عرض کیا ایمان رکھتا ہوں لیکن چاہتا ہوں کہ اطمینان قلب حاصل ہو جائے اور اللہ تعالیٰ

وَیَرْحَمُ اللّٰہُ لُوْطًا لَقَدْ کَانَ یَاْوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ

لوط پر رحم فرمائے وہ مضبوط پناہ گاہ کی طرف پناہ لینا چاہتے تھے اور اگر میں اتنے زمانے

فِی السِّجْنِ طُوْلَ مَا لَبِثَ یُوْسُفُ لَاَجَبْتُ الدَّاعِیَ عـہ

تک جیل خانہ میں رہتا جتنے زمانہ تک یوسف رہے تو داعی کی بات مان لیتا۔

تشریحات

۱۶۹۷ **فنحن احق بالشک**۔ یہ قیاس استثنائی کے طور پر ہے مطلب یہ ہے کہ اگر حضرت ابراہیم نے شک کیا ہوتا۔ تو وہ ہمارے جد ہیں ہم ان کی بہ نسبت زیادہ شک میں مبتلا ہوتے لیکن انھوں نے شک نہیں فرمایا۔ صاف تصریح فرما دی کہ مجھے ایمان ہے شک کے بعد ایمان کا تحقق ہی نہیں ہوتا۔ جب انھوں نے شک نہیں کیا تو ہمیں شک کا کیا حق۔

یرحم لوطا۔ حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی کے لڑکے تھے اور حضرت ابراہیم پر ایمان لائے تھے ان کے ساتھ ہجرت کر کے مصر گئے پھر انھیں کے ساتھ شام واپس آئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فلسطین میں بود و باش اختیار فرمائی اور حضرت لوط نے اردن میں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط کو اہل سدوم کی جانب رسول بنا کر بھیجا۔

یہ بارہ بستیاں تھیں جن سب کو مؤتفکات کہا جاتا ہے یہ شام اور حجاز کے درمیان تھیں یہ لوگ بتوں کو پوجتے تھے اور بے حیائیوں کا ارتکاب کیا کرتے تھے اتنے بے حیا تھے کہ سر راہ اغلام بازی کیا کرتے تھے۔ جب عذاب کے فرشتے انتہائی خوبصورت بے ریش و بروت نوجوانوں کی شکل میں ان کے دولت خانہ پر پہونچے اور ان بیہودوں کو اس کا علم ہوا تو انھوں نے ان کے دولت خانے کو گھیر لیا اور بدطینتی کا برملا اظہار کیا حضرت لوط علیہ السلام نے ان جنونیوں سے فرمایا کہ یہ میری لڑکیاں ہیں ان سے نکاح کر لو اس پر ان خبیثوں نے یہ جواب دیا اور تم جانتے ہو جو ہماری خواہش ہے اس پر حضرت لوط علیہ السلام نے بظاہر اپنی بیکسی پر نظر کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا۔ اے کاش مجھے تمہارے مقابل زور ہوتا۔ یا کسی مضبوط پائے کی پناہ لیتا۔ اسی کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ سب سے قوی و مقبوط ماویٰ و ملجا اللہ عزوجل ہے اس کے ہوتے ہوئے حضرت لوط کا وہ فرمانا منصب نبوت کے اعلیٰ شان کے مناسب نہیں تھا۔ اللہ ان پر رحم فرمائے۔

عـہ باب ولوطا اذ قال لقومہ ص ۴۷۸ باب لقد کان فی یوسف واخوتہ ص ۴۷۹ ثانی تفسیر سورہ بقرہ باب قولہ واذ قال ابراھیم رب ارنی ص ۶۵۱ تفسیر سورہ یوسف باب قولہ لما جاءہ الرسول ص ۶۸۰ تعبیر باب الرؤیاء۔ اھل السجون والفساد ص ۱۰۳۵ مسلم فضائل ابن ماجہ فتن۔

وَلَوْ لَبِثْتُ ۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو زلیخا نے صرف اس بنیاد پر کہ انھوں نے اس کی بات نہیں مانی جیل خانہ بھیج دیا۔ اور بارہ سال تک جیل خانہ میں رہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت یوسف علیہ السلام کے فضل وکمال کا اعتراف فرماتے ہوئے تواضعًا وہ ارشاد فرمایا۔ اور یہ جملہ شرطیہ ہے جس کے لئے طرفین کا صدق ضروری نہیں۔ علاقۂ لزوم اگرچہ فی الجملہ ہو کافی ہے۔ مطلب یہ ہے۔ اتنی مدت دراز تک جیل خانہ کی صعوبتیں برداشت کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔

بَابُ قَوْلِهٖ فَلَمَّا جَآءَ آلَ لُوْطِ الْمُرْسَلِيْنَ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ اَنْكَرَهُمْ وَنَكِرَهُمْ وَاسْتَنْكَرَهُمْ وَاحِدٌ يُهْرَعُوْنَ يُسْرِعُوْنَ دَابِرَ آخِرَ صَيْحَةً هَلَكَةً لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ لِلنَّاظِرِيْنَ لَبِسَبِيْلٍ لَبِطَرِيْقٍ بِرُكْنِهٖ بِمَنْ مَعَهٗ لِاَنَّهُمْ قُوَّتُهٗ تَرْكَنُوْا تَمِيْلُوْا صـ ۴۷۸

جب لوط کے گھر فرشتے آئے کہا تم تو کچھ بیگانہ لوگ معلوم ہوتے ہو آیت (۶۲) انکرھم ونکرھم واستنکرھم تینوں کے ایک معنی ہیں یعنی ان کو بیگانہ جانا یھرعون کے معنی دوڑتے ہوئے دابر کے معنی آخر صیحۃ کے معنی ہلاک کرنے والی چیخ متوسمین کے معنی دیکھنے والے سبیل کے معنی راستہ کے رکن کے معنی یار یعنی وہ لوگ جوان کے ساتھ تھے اس لئے کہ وہی ان کی قوت تھے ترکنوا کے معنی تم لوگ جھکو۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صَالِحًا وَقَوْلِهٖ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ۔ صـ ۴۷۸

اَلْحِجْرُ ۔ مَوْضِعُ ثَمُوْدَ وَاَمَّا حَرْثٌ حِجْرٌ حَرَامٌ وَكُلُّ مَمْنُوْعٍ فَهُوَ حِجْرٌ وَمِنْهُ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا وَالْحِجْرُ كُلُّ بِنَاءٍ تَبْنِيْهِ وَمَا حَجَرْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْاَرْضِ فَهُوَ حِجْرٌ وَمِنْهُ سُمِّيَ حَطِيْمُ الْبَيْتِ حِجْرًا كَاَنَّهٗ مُشْتَقٌّ مِنْ مَحْطُوْمٍ مِثْلُ قَتِيْلٍ مِنْ مَقْتُوْلٍ وَيُقَالُ لِلْاُنْثٰى مِنَ الْخَيْلِ حِجْرٌ وَيُقَالُ لِلْعَقْلِ حِجْرٌ وَحِجًى وَاَمَّا حَجْرُ الْيَمَامَةِ فَهُوَ الْمَنْزِلُ۔

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان اور ثمود کی جانب ان کی ہم قوم صالح کو بھیجا اور اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان اور حجر والوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔

حجر ثمود کی بستی ہے حرث حجر میں حجر کے معنی حرام ہے اور ہر ممنوع حجر ہے اسی سے آیا ہے حجرًا محجورًا اور حجر ہر وہ عمارت ہے جس کو تو بنائے۔ اور زمین سے جو علیحدہ کر دیا جائے وہ حجر ہے اسی سے حطیم کعبہ کو حجر کہتے ہیں گویا حطیم مشتق ہے محطوم سے جیسے قتیل مقتول سے مادہ گھوڑی کو بھی حجر کہا جاتا ہے اور عقل کو بھی حجر کہا جاتا ہے اور حجی کہا جاتا ہے۔ لیکن حجر الیمامہ یہ بستی کا نام ہے۔

توضیح باب ثمود یہ سام بن نوح کے پرپوتے کا نام ہے انھیں کی اولاد کو قوم ثمود کہا جاتا ہے یہ لوگ وادی قریٰ میں سمندر کے کنارے اور شام کے اطراف میں بستے تھے ان کی عمریں بہت ہوتی تھیں پہاڑوں کو کھود کر اپنے لئے مکان بناتے تھے ان کی بستی کا دوسرا نام حجر بھی ہے جب ان میں کفر ومعاصی کی کثرت ہوئی تو اللہ عزوجل نے حضرت صالح علیہ السلام کو ان کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ قوم ثمود کا ایک لوہے کا بت تھا جس

میں شیطان سال میں ایک بار گھستا اور ان سے کلام کرتا۔ حضرت صالح کے والد اس بت کے مجاور تھے ایک دفعہ ان کو غیرت آئی اور اس بت کو توڑنے کا ارادہ فرمایا تو بت کے اندر سے شیطان چیخا، پوری قوم دوڑ کے آئی انھوں نے انھیں مار کر غار میں پھینک دیا۔ ان کی اہلیہ مدت دراز تک ان کی جدائی پر روتی رہیں پھر ایک فرشتہ آیا اور انھیں بتایا کہ تمہارے شوہر فلاں غار میں ہیں یہ وہاں گئیں تو انھیں مردہ پایا پھر اللہ نے ان کو زندہ کر دیا اس کے بعد حضرت صالح پیدا ہوئے۔ ان کی قوم نے ان سے نشانی طلب کی۔ تو بطور نشانی ان کو ایک اونٹنی دی گئی جو ایک چٹان سے برآمد ہوئی یہ اونٹنی اتنی بڑی تھی کہ اس کا صرف سینہ ساٹھ ہاتھ تھا یہ اس قوم کے پینے کا جتنا پانی تھا سب پی جاتی اس لئے باری مقرر کر دی گئی۔ ایک دن یہ پانی پیتی اور دوسرے دن بستی والے اس سے قوم بہت پریشان ہو گئی انھوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں اس پر عذاب آیا جبرئیل امین نے ایک چیخ ماری اور یہ سب مر گئے۔

حدیث ۱۷۹۸

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
حضرت عبد اللہ بن زمعہ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے
زَمْعَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الَّذِي
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ اس کا تذکرہ فرمایا جس نے اونٹنی کی کونچ کاٹی
عَقَرَ النَّاقَةَ فَقَالَ انْتَدَبَ لَهَا رَجُلٌ ذُوْ عِزٍّ وَمَنَعَةٍ فِي قَوْمِهٖ
تھی فرمایا اس کے لئے وہ شخص تیار ہوا جو اپنی قوم میں قوت واقتدار والا تھا
كَاَبِي زَمْعَةَ ۔عہ
مثل ابو زمعہ کے

WWW.NAFSEISLAM.COM

تشریحات ۱۷۹۸

تفسیر میں یہ ہے حضرت عبد اللہ بن زمعہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے جس میں اونٹنی اور اس کا جس نے اس کی کونچیں کاٹی تھی ذکر کیا فرمایا جب ان میں کا سب سے بدبخت اٹھا یعنی اونٹنی کی کونچ کاٹنے کے لئے ایک شخص اٹھا جو اپنے قبیلے میں قوت ور تھا مثل ابو زمعہ کے اس کے بعد عورتوں کا تذکرہ فرمایا، فرمایا تم قصداً اپنی عورتوں کو مارتے ہو غلام کی طرح ۔ ہو سکتا ہے اسی دن کے آخر میں اس سے ہمبستری کرو ایک شخص نے مجلس میں آواز سے ہوا خارج کر دی تھی جس پر لوگ ہنسنے لگے تھے انھیں نصیحت فرمائی کہ ایسی بات پر کیوں ہنستے ہو جو تم میں کے بعض لوگ کرتے ہیں جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھی اس کا نام قدار بن سالف تھا یہ سرخ رنگ کا تھا اسی کو احمر ثمود کہتے ہیں نحوست کے

عہ ثانی تفسیر سورہ والشمس وضحٰها ص ۷۳۷ ، مسلم ، صفۃ النار ، ترمذی ، تفسیر نسائی تفسیر ابن ماجہ نکاح۔

ئے اس کا نام بطور ضرب المثل لیا جاتا ہے۔ یہ سرخ زرد رنگ نیلی آنکھ والا بغیر داڑھی کا ٹھگنا تھا۔

کابی زمعہ۔ اس کا نام اسود بن المطلب بن اسد بن عبد العزیٰ تھا یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں استہزا کیا کرتا تھا حضرت جبرئیل امین نے اس کے چہرے پر ایک تھپڑ مارا تو وہ اندھا ہو
یہ مکہ کے رؤسا میں سے تھا۔

۱۷۹۹ **حدیث**
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ الْحِجْرَ فِيْ
علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے موقع پر جب حجر میں اترے تو لوگوں کو حکم دیا کہ اس کے
غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَمَرَهُمْ اَنْ لَّا يَشْرَبُوْا مِنْ بِئْرِهَا وَلَا يَسْتَقُوْا مِنْهَا فَقَالُوْا
کنویں کا پانی نہ پئیں اور نہ اس میں سے پانی لیں لوگوں نے عرض کیا ہم نے
قَدْ عَجَنَّا مِنْهَا وَاسْتَقَيْنَا فَاَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اس کے پانی سے آٹا گوندھ لیا ہے اور اس میں سے پانی کھینچ لیا ہے نبی صلی اللہ
اَنْ يَّطْرَحُوْا ذٰلِكَ الْعَجِيْنَ وَيُهَرِيْقُوْا ذٰلِكَ الْمَاءَ وَيُرْوٰى عَنْ
تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں حکم دیا کہ یہ آٹا پھینک دیں اور وہ پانی بہا دیں۔
سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ وَاَبِي الشُّمُوْسِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھانا پھینکنے کا حکم دیا اور حضرت ابوذر
وَسَلَّمَ اَمَرَ بِاِلْقَاءِ الطَّعَامِ وَقَالَ اَبُوْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جس نے
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اعْتَجَنَ بِمَائِهٖ۔
اس کے پانی سے آٹا گوندھا ہو اسے پھینک دے۔

۱۸۰۰ **حدیث**
عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّاسَ
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خبر دی کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ
نَزَلُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْضَ ثَمُوْدَ الْحِجْرَ
تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ثمود کی سرزمین میں حجر میں اترے اور اس کے کنووں سے پانی

وَاسْتَقَوْا مِنْ بِئَارِهَا وَاعْتَجَنُوْا بِهٖ فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

کھینچا اور اس سے آٹا گوندھا تو انھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کے کنوؤں سے جو

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّهَرِيْقُوْا مَا اسْتَقَوْا مِنْ بِئَارِهَا وَاَنْ يَّعْلِفُوا الْاِبِلَ

پانی کھینچا ہے اسے پھینک دیں اور گوندھا ہوا آٹا اونٹوں کو کھلا دیں اور انھیں

الْعَجِيْنَ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّسْتَقُوْا مِنَ الْبِئْرِ الَّتِيْ كَانَ تَرِدُهَا النَّاقَةُ۔

حکم دیا کہ اس کنوئیں سے پانی کھینچیں جس کا پانی اونٹنی پیتی تھی۔

تشریحات ۱۷۹۹--۱۸۰۰ اس حدیث پر تین اشکال ہیں پہلا یہ ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کئی کنوئیں تھے جن میں سے صرف ایک اونٹنی کے لئے خاص تھا جب کہ تفاسیر کی روایتوں میں یہ ہے کہ اونٹنی اپنی باری کے دن تمام پانی پی جاتی تھی قوم کے لئے پانی بچتا نہیں تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام کے عہد میں صرف ایک ہی کنواں رہا ہو جس سے باری باری اونٹنی اور قوم پانی حاصل کرتی تھی بقیہ کنوویں بعد میں کھودے گئے ہوں اونٹنی والا کنواں عذاب کے اثر سے محفوظ تھا اس لئے اس کے پانی کے استعمال کی اجازت دی بقیہ ساری سرزمین عذاب سے متاثر تھی اس لئے وہاں جو کنوئیں بنے ان میں عذاب کا اثر تھا اس بنا پر ان کے پانی پینے سے منع فرمایا۔ دوسرا اشکال یہ ہے کہ پہلی حدیث میں ہے کہ حکم دیا کھانوں کو پھینک دیا جائے دوسری حدیث میں ہے کہ اونٹوں کو کھلانے کا حکم دیا اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی حدیث میں یہ ہے امرھم ان یطرحوا اس سے مراد یہ ہے کہ انھیں ڈال دو یعنی تم لوگ نہ کھاؤ جانور کھا لیں کوئی حرج نہیں۔ تیسرا اشکال یہ ہے کہ مغازی میں تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب حجر پر پہونچے تو فرمایا ان معذبین پر تم داخل نہ ہو مگر یہ کہ روتے ہوئے کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں بھی وہی پہونچ جائے جو ان کو پہنچا۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے روئے انور کو چادر سے لپیٹا اور سواری کو تیز کر دیا یہاں تک کہ اس وادی سے پار ہو گئے اور یہاں یہ ہے کہ حضور حجر میں اترے اس کا جواب یہ ہے کہ حجر میں اترنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے قریب اترے یعنی وادی پار کر کے دوسری طرف۔ لوگوں کو چونکہ پانی کی ضرورت تھی انھوں نے پانی اسی کنوئیں سے لیا جو اس وادی میں تھے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖ اٰيَاتٌ لِّلسَّائِلِيْنَ۔ ص ۴۷۹

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان کہ بیشک یوسف اور ان کے بھائیوں میں پوچھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

۱۸۰۱ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَاَلْتُ اُمَّ رُوْمَانَ وَهِيَ اُمُّ عَائِشَةَ عَمَّا

حدیث مسروق سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا میں نے حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا سے

قِيلَ فِيهَا مَا قِيلَ قَالَتْ بَيْنَمَا أَنَا مَعَ عَائِشَةَ جَالِسَتَانِ إِذْ وَلَجَتْ
پوچھا اور یہ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ماجدہ ہیں اس واقعہ کے بارے میں جو ان کے
عَلَيْنَا امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهِيَ تَقُولُ فَعَلَ اللّٰهُ بِفُلَانٍ وَفَعَلَ
بارے میں کہا گیا جو کہا گیا۔ حضرت ام رومان نے کہا میں عائشہ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک انصاری خاتون اندر
قَالَتْ فَقُلْتُ لِمَا قَالَتْ إِنَّهُ نَمَى ذِكْرَ الْحَدِيثِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ
آئیں اور وہ کہنے لگیں اللہ فلاں کے ساتھ یہ کرے یہ کرے میں نے ان سے پوچھا کیوں؟ انھوں نے بتایا
أَيُّ حَدِيثٍ فَأَخْبَرَتْهَا قَالَتْ فَسَمِعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
اور قصہ کو تفصیل سے بیان کیا حضرت عائشہ نے پوچھا کون سی بات تو میں نے ان کو بتایا عائشہ نے کہا اسے
اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ فَخَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا فَمَا
ابوبکر اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سنا میں نے کہا ہاں یہ سن کر وہ بیہوش ہو کر گر پڑیں اور جب ان
أَفَاقَتْ إِلَّا وَعَلَيْهَا حُمّٰى بِنَافِضٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
کو افاقہ ہوا تو انھیں جاڑے کے ساتھ بخار آیا اس کے بعد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے دریافت فرمایا
فَقَالَ مَا لِهٰذِهِ قُلْتُ حُمّٰى أَخَذَتْهَا مِنْ أَجْلِ حَدِيثٍ تُحُدِّثَ
اس کو کیا ہو گیا ہے تو میں نے بتایا اس بات کی وجہ سے جس کا چرچا ہو رہا ہے اس کو بخار آ گیا ہے۔ حضرت
بِهٖ فَقَعَدَتْ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَئِنْ حَلَفْتُ لَا تُصَدِّقُوْنِيْ وَلَئِنْ
عائشہ بیٹھ گئیں پھر کہا بخدا اگر میں قسم کھاؤں تو تم لوگ مجھے سچا نہیں جانو گے اور اگر عذر بیان کروں تو میرے عذر
اعْتَذَرْتُ لَا تَعْذِرُوْنِيْ فَمَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ يَعْقُوْبَ وَبَنِيْهِ وَاللّٰهُ
کو قبول نہیں کرو گے میرا اور تمہارا حال یعقوب اور ان کے صاحبزادوں کے مثل ہے تم لوگ جو بیان کرتے ہو اس پر اللہ
الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے یہ سن کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واپس ہو گئے پھر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا جو نازل فرمایا حضور
فَأَنْزَلَ اللّٰهُ مَا أَنْزَلَ فَأَخْبَرَهَا فَقَالَتْ بِحَمْدِ اللّٰهِ لَا بِحَمْدِ أَحَدٍ۔ عہ
نے عائشہ کو اس کی خبر دی تو حضرت عائشہ نے کہا میں اللہ کی حمد کرتی ہوں اور کسی کی نہیں۔

عہ ثانی مغازی ص ۵۹۷-۵۹۶ تفسیر سورہ یوسف ص ۶۸۰-۶۷۹ تفسیر سورہ نور ص ۶۹۹

۱۸۰۱ واقعہ افک پوری شرح و بسط کے ساتھ کتاب الشہادات میں گذر چکا ہے ناظرین وہیں رجوع کریں۔

تشریحات

فعل اللہ بفلان وفعل۔ فلاں سے مراد مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب بن عبد مناف بن قصی ہیں ان کا نام عوف تھا لیکن مسطح غالب رہا ان کی والدہ سلمہ بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ہیں۔ یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خالہ کی صاحبزادی ہیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ان کی خالہ ہیں۔ مسطح بدر میں شریک ہوئے اور چھپن سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت علی کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوئے سورۂ نور نازل ہونے کے بعد ان پر حد قذف جاری کی گئی۔

کمثل یعقوب وبنیہ۔ مراد یہ ہے کہ جیسے حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جب یہ فرمایا کہ میں یوسف کی خوشبو پا رہا ہوں تو ان کے صاحبزادگان نے یہ اذیت ناک جملہ عرض کیا تھا اِنَّكَ لَفِي ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ بے شک آپ اپنی پرانی وارفتگی میں ہیں اس پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے صبر فرمایا اور فرمایا وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ۔

أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ

حدیث عروہ بن زبیر نے ام المؤمنین حضرت عائشہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اہلیہ سے سوال کیا۔

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ قَوْلَهُ حَتّٰى إِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ

بتائیے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے۔ یہاں تک کہ جب رسول مایوس ہو گئے اور انھیں گمان ہو گیا کہ وہ جھٹلا

وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا أَوْ كُذِبُوا قَالَتْ بَلْ كَذَّبَهُمْ قَوْمُهُمْ فَقُلْتُ

دیئے گئے یا انھوں نے خلاف واقعہ بات کہی۔ تو انھوں نے فرمایا نہیں بلکہ ان کی قوم نے انھیں جھٹلایا

وَاللّٰهِ لَقَدِ اسْتَيْقَنُوا أَنَّ قَوْمَهُمْ كَذَّبُوهُمْ وَمَا هُوَ بِالظَّنِّ فَقَالَتْ

میں نے عرض کیا بخدا رسولوں کو اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ ان کی قوم نے انھیں جھٹلا دیا اور یہ ظن

يَا عُرَيَّةُ لَقَدِ اسْتَيْقَنُوا بِذٰلِكَ قُلْتُ فَلَعَلَّهَا أَوْ كُذِبُوا قَالَتْ

نہیں تو انھوں نے فرمایا اے عریہ رسولوں کو اس کا یقین ہو گیا تھا میں نے کہا شاید یہ

مَعَاذَ اللّٰهِ لَمْ تَكُنِ الرُّسُلُ تَظُنُّ ذٰلِكَ بِرَبِّهَا وَأَمَّا هٰذِهِ الْآيَةُ قَالَتْ

اُکذبوا ہے یعنی انھوں نے خلاف واقعہ بات کہی تو ام المؤمنین نے فرمایا معاذ اللہ رسولوں

هُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ الَّذِيْنَ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوهُمْ وَطَالَ

کی یہ شان نہیں کہ اپنے رب کے ساتھ یہ گمان کریں۔ رہ گئی یہ آیت تو فرمایا یہ رسولوں

عَلَيْهِمُ الْبَلَاءُ وَاسْتَأْخَرَ عَنْهُمُ النَّصْرُ حَتّٰى إِذَا اسْتَيْئَسَتْ مِمَّنْ كَذَّبَهُمْ
کے متبعین ہیں جو ان کے رب پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی اور ان پر بلا طویل
مِنْ قَوْمِهِمْ وَظَنُّوْا أَنَّ أَتْبَاعَهُمْ كَذَّبُوْهُمْ جَاءَهُمْ نَصْرُ اللّٰهِ اِسْتَيْئَسُوْا
ہو گئی اور مدد کی آمد میں دیر ہوئی یہاں تک کہ جب وہ ان لوگوں سے مایوس ہو گئے
اِسْتَفْعَلُوْا مِنْ يَئِسْتُ مِنْهُ أَيْ مِنْ يُوْسُفَ لَا تَيْئَسُوْا مِنْ رَوْحِ
جنھوں نے ان کی قوم میں سے ان کو جھٹلایا تھا اور انھوں نے گمان کیا کہ ان کے متبعین نے
اللّٰهِ مَعْنَاهُ مِنَ الرَّجَاءِ عـه
انھیں جھٹلا دیا تو اللہ کی مدد آئی ۔

۱۸۰۲

تشریحات حضرت عروہ کے سوال کا مقصد یہ تھا کہ اس آیت کریمہ میں قَدْ كُذِّبُوْا تشدید کے ساتھ باب تفعیل سے ہے یا کُذِبُوا بغیر تشدید کے مجرد سے ہے۔ ام المؤمنین کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ یہ کُذِّبُوا تشدید کے ساتھ باب تفعیل سے ہے۔ یعنی رسولوں کو دیر میں مدد آنے کی وجہ سے اس بات کا یقین ہو گیا کہ ان کی قوم نے انھیں جھٹلا دیا۔ اور یہاں پر کذبوا مجرد کا معنی درست ہی نہیں ہو سکتا ہے اس لئے کہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ رسولوں کو اس کا یقین ہو گیا کہ ان سے جو مدد کا وعدہ کیا گیا تھا وہ غلط ہے یہ رسولوں کی شان سے بعید ہے اللہ کے وعدے کو جھوٹا سمجھنا کفر ہے۔

عروہ کے دوسرے سوال کا مطلب یہ تھا کہ یہاں ظن اپنے حقیقی معنی میں ہے یا یقین کے معنی میں ہے ام المؤمنین نے ارشاد فرمایا کہ یہاں ظن بمعنی یقین ہے۔ جیسا کہ آیت کریمہ وَظَنُّوْا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ الآیة میں ظن بمعنی یقین ہے۔ ام المؤمنین کی تفسیر کے مطابق آیت کا مطلب یہ ہوا۔ کہ جب بلاء کی سختی دراز ہو گئی اور ناقابل برداشت حد تک پہنچ گئی پھر بھی اللہ کی مدد نہیں آئی تو انبیائے کرام علیہم السلام کے متبعین کو اس کا یقین ہو چلا کہ مدد کا وعدہ غلط تھا جس پر انبیائے کرام علیہم السلام کو یہ یقین ہو گیا کہ ان کے متبعین نے انھیں جھٹلا دیا۔ کتاب التفسیر میں حضرت ابن عباس کا یہ ارشاد منقول ہے کہ کُذِبُوا تخفیف کے ساتھ ہے۔ حضرت ابن عباس اس آیت کو اور آیت کریمہ حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا مَعَهُ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ یہاں تک کہ رسول اور ان کے ساتھ ان پر ایمان لانے والوں نے کہا کب اللہ کی مدد ہے؟ کو مآل کے اعتبار سے ہم معنی بتایا ہے۔ پھر ام المؤمنین کے اس انکار کی کیا وجہ ہے؟ کہ یہ کُذِبُوا نہیں بلکہ تشدید الذال کُذِّبُوا ہے۔

عـه ثانی تفسیر سورہ بقرہ باب قوله ان حسبتم ان تدخلوا الجنة ص ۶۴۹ سورہ بقرہ باب قوله حتی اذا استیئس الرسل ص ۶۸۰

اقول وھوالمستعان۔ قرارت متواترہ دونوں ہیں۔ نافع مدنی اور ابن کثیر، ابوعمرو اور ابن عامر کی قرارت تشدید کے ساتھ ہے۔ اور عاصم کوفی اور حمزہ اور کسائی کی قرارت تخفیف کے ساتھ ہے اور دونوں اپنی جگہ پر درست ہیں۔ آیت کریمہ میں دو فعل ہیں: ظنوا اور کذبوا۔ ظنوا کی ضمیر کا مرجع رسولوں کو ٹھہرایا جائے اور کذبوا کا بھی تو تشدید لازم ہے۔ اب آیت کریمہ کا مطلب یہ ہوا کہ رسولوں کو اس کا یقین ہو گیا کہ انھیں جھٹلادیا گیا اور ظنوا کی ضمیر کا مرجع مرسل الیھم کو ٹھہرایا جائے اور کذبوا کی ضمیر کا بھی مرجع۔ یعنی قوم نے اس بات کا یقین کیا کہ ان سے جھوٹا وعدہ کیا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے۔ حضرت ام المؤمنین کو کذبوا کی قرارت کا علم نہ رہا ہو اس لئے اس سے انکار فرمایا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ (الآیة) اُرْکُضْ اِضْرِبْ یَرْکُضُوْنَ یَعْدُوْنَ۔ ص ۴۸۰

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان اور ایوب کو یاد کرو جب اس نے اپنے رب کو پکارا مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو ہر مہربان سے بڑھ کر مہربان ہے۔ (انبیاء آیت ۸۳) سورہ ص آیت ۴۲ میں ہے اُرْکُضْ بِرِجْلِكَ۔ اُرْکُضْ کے معنی پاؤں سے ٹھوکر مارنے کے ہیں یَرْکُضُوْنَ کے معنی وہ دوڑتے ہوئے آئے۔

توضیح باب حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اولاد میں سے ہیں انھوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا زمانہ پایا ہے لیکن منصب نبوت پر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد فائز ہوئے یہ مالدار ترین امرار میں سے تھے۔ ان کے پاس پانچ سو بیلوں کی جوڑی تھی۔ جن کی دیکھ بھال کے لئے پانچ سو غلام تھے ہر غلام کی ایک بیوی اور ضروریات کے لئے مال تھا ان کے تیرہ بیٹے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی طرح بہت بڑے مہمان نواز بھی تھے بیوگان یتیموں کی کفالت کرتے ضرورت مند مسافروں کی مدد فرماتے اور جب تک کسی کو کھلا نہیں لیتے خود نہیں کھاتے۔ اور جب تک کسی کو کپڑا پہنا نہیں لیتے خود نہیں پہنتے۔ ان سب کے باوجود اللہ کی عبادت میں شب وروز لگے رہتے۔ پھر آپ آزمائش میں مبتلا کئے گئے جس کی ابتدا یوں ہوئی کہ آپ کا مکان گر پڑا جس میں آپ کی اولاد اور فرزند دب کر مر گئے تمام جانور جو ہزارہا اونٹ ہزارہا بکریاں تھیں سب مر گئے۔ تمام کنبہ اور باغات برباد ہو گئے کچھ بھی باقی نہ رہا۔ جب آپ کو ان چیزوں کی اطلاع ہوئی تو ذرا بھی دلگیر نہ ہوئے۔ بلکہ اللہ کی حمد بجالائے اور فرمایا میرا کیا ہے۔ جس کا تھا اس نے لے لیا جتنے دنوں تک میرے پاس رکھا اسی کا میں شکر بجا نہیں لا سکا اور نہ ہی اس کا شکر ادا کر سکتا ہوں۔ اس کے بعد آپ بیمار پڑے پورے بدن میں آبلے پڑ گئے پورا جسم اس سے بھر گیا سوائے دل اور زبان کے جن سے اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ پھر ان میں ناقابل برداشت کھجلی پیدا ہوئی۔ ناخنوں سے اسے کھجلاتے یہاں تک کہ ناخن مبارک بھی گر گئے پھر موٹے ٹاٹ سے کھجلانے لگے۔ اس سے بھی چین نہ ملا تو ٹھیکرے اور پتھروں سے کھجلانے لگے یہاں تک کہ تمام گوشت ختم ہو گئے صرف ہڈیاں اور پٹھے باقی رہ گئے ان زخموں میں کیڑے پڑ گئے۔

زخموں سے بو آنے لگی۔ بستی والوں نے بستی سے باہر لے جاکر گھورے پر ڈال دیا۔ اور سب لوگوں نے ملنا جلنا بند کردیا سوائے ان کی اہلیہ رحمت بنت فرائیم بن یوسف کے۔ یہی ان کی دیکھ بھال اور خدمت کرتیں۔ پھر ایسا ہوا کہ ان کی اہلیہ نے ایک دن عرض کیا کہ اللہ سے دعا فرمائیے۔ فرمایا کہ آسائش کی مدت کتنی تھی انھوں نے فرمایا اسّی سال فرمایا مجھے اللہ سے حیا آتی ہے کہ میری آزمائش کی مدت آسائش سے کم ہو۔ ایک بار ابلیس ان کی اہلیہ کی خدمت میں آیا۔ اور ایک بکری کا بچہ دیا اور کہا یہ لے جاکر ایوب کو دیدو۔ اور ان سے کہو کہ اسے میرے نام پر ذبح کریں تو انھیں شفا ہوجائے گی۔ ان کی اہلیہ نے جاکر ان سے عرض کیا تو اس پر جلال آگیا فرمایا تو مجھے ہلاک کرنا چاہتی ہے۔ اگر اللہ نے مجھے اس مصیبت سے نجات دی تو تجھ کو سو کوڑے ماروں گا۔ تو مجھے حکم دیتی ہے کہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کردوں اور انھیں بھی بھگا دیا اور تنہا رہ گئے اس وقت یہ دعا فرمائی۔ رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اے رب مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔ اللہ عزوجل نے ان کی دعا قبول فرمائی اور انھیں حکم دیا کہ زمین پر اپنا پاؤں مارو۔ تو تمہیں ٹھنڈے پانی کا چشمہ ملے گا۔ چنانچہ حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے پاؤں مارا تو ایک چشمہ ظاہر ہوا حکم دیا گیا کہ اس سے غسل کیجئے آپ نے اس سے غسل فرمایا تو ظاہر بدن کی ساری بیماریاں دور ہوگئیں پھر آپ چالیس قدم چلے پھر حکم ہوا کہ پاؤں ماریئے پھر ایک شیریں اور سرد پانی کا چشمہ جاری ہوا اب حکم ہوا کہ اس کا پانی پیئو آپ نے اس کا پانی نوش کیا تو اندرونی تمام بیماریاں دور ہوگئیں اور آپ کو برباد شدہ اموال کے مثل اللہ عزوجل نے عطا فرمایا اور تمام اولاد کو زندہ فرمادیا۔ اموال برباد شدہ کو صرف واپس ہی نہیں کیا بلکہ اس سے دونا عطا فرمایا گیا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اور اکثر مفسرین نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے آپ کی تمام اولاد کو زندہ فرمادیا۔

بَابٌ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوْسٰى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلِصًا اِلٰى قَوْلِهٖ نَجِيًّا۔ ص ۴۸۰

يُقَالُ لِلْوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ وَالْجَمِيْعِ نَجِيٌّ وَيُقَالُ خَلَصُوْا نَجِيًّا اِعْتَزَلُوْا نَجِيًّا وَالْجَمِيْعُ اَنْجِيَةٌ۔

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان اور کتاب میں موسیٰ کو یاد کرو وہ مخلص تھے۔ تا آیت نجیا۔

نجی کے معنی سرگوشی کرنے والا۔ یہ واحد تثنیہ جمع سب کے لئے آتا ہے۔ خَلَصُوْا نَجِيًّا کے معنی یہ ہیں لوگوں سے علیحدہ ہوکر سرگوشی کرنے لگے۔ نجی کی جمع انجیۃ ہے۔ يَتَنَاجَوْنَ۔ آپس میں سرگوشی کرنے لگے۔ تَلَقَّفُ۔ تَلْقَمُ۔ انھیں نگلنے لگا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَهَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى اِذْ رَاٰ نَارًا اِلٰى قَوْلِهٖ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ص ۴۸۹

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان کیا تمہارے پاس موسیٰ کا قصہ آیا۔ جب کہ انھوں نے آگ دیکھا اللہ عزوجل کے اس ارشاد تک بے شک تم طویٰ کی مقدس وادی میں ہو۔

اٰنَسْتُ اَبْصَرْتُ نَارًا لَعَلِّیْ اٰتِیْكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ (الیٰ آخر الآیة) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْمُقَدَّسُ

المبارک طوی اسم الوادی سیرتها حالتها والنهی التقی بملکنا بامرنا هوی شقی فارغا الا من ذکر موسی ردءا یصدقنی ویقال مغیثا او معینا یبطش ویبطش یاتمرون یتشاورون ردءا عونا یقال قد اردأته علی ضیعته ای اعنته علیها والجذوة قطعة غلیظة من الخشب لیس فیها لهب سنشد سنعینک کلما عززت شیئا فقد جعلت له عضدا وقال غیره کل ما لم ینطق بحرف او فیه تمتمة او فأفأة فهی عقدة ازری ظهری فیسحتکم فیهلککم المثلی تانیث الامثل یقول بدینکم یقال خذ المثلی خذ الامثل ثم ائتوا صفا یقال هل اتیت الصف الیوم یعنی المصلی الذی یصلی فیه فاوجس اضمر خوفا فذهبت الواو من خیفة بکسرة الخاء فی جذوع النخل علی جذوع خطبک بالک مساس مصدر ماسه مساسا لننسفنه لنذرینه الیم البحر قصیه اتبعی اثره وقد یکون ان تقص الکلام نحن نقص علیک عن جنب عن بعد وعن جنابة وعن اجتناب واحد وقال مجاهد علی قدر موعد لا تنیا لا تضعفا مکانا سوی منصف بینهم یبسا یابسا من زینة القوم الحلی الذی استعاروا من آل فرعون فقذفتها القیتها القی صنع فنسی موسی هم یقولونه اخطأ الرب ان لا یرجع الیهم قولا فی العجل۔

میں نے آگ دیکھی ہے امید ہے کہ میں اس میں ایک چنگاری لے کر آؤں گا۔ افادہ یہ فرمایا کہ اٰنَسْتُ کے معنی اَبْصَرْتُ کے ہیں۔ ابن عباس نے فرمایا کہ مقدس کے معنی برکت والی ہے۔ طُوًی اسم للوادی طوی ایک میدان کا نام ہے سِیْرَتَهَا۔ حَالَتَهَا۔ سیرت کے معنی حالت ہے۔ النُّهٰی التُّقٰی۔ نُہٰی کے معنی تقوی کے ہیں۔ بِمَلْکِنَا۔ بِاَمْرِنَا۔ ملک کے معنی حکم کے ہیں۔ هَوٰی۔ شَقِیَ۔ ہوٰی کے معنی بدبخت ہوا فَارِغًا اِلَّا مِنْ ذِکْرِ مُوْسٰی ہر چیز کو وہ بھول گئیں سوائے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ذکر کے۔ رِدْءًا کی یُصَدِّقُنِیْ وَیُقَالُ مُغِیْثًا اَوْ مُعِیْنًا۔ رِدْءًا کے معنی مددگار کے ہیں۔ یعنی ہارون میرے بھائی کو میرے ساتھ کر دے تاکہ وہ میرے مددگار ہوں تاکہ میری تصدیق کریں۔ یَبْطِشُ وَیَبْطُشُ یعنی اس میں دونوں قرأتیں ہیں۔ طا کو کسرہ اور ضمہ۔ یَأْتَمِرُوْنَ۔ یَتَشَاوَرُوْنَ۔ یعنی آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ رِدْءًا عَوْنًا یعنی مددگار۔ یُقَالُ قَدْ اَرْدَأْتُهٗ عَلٰی ضَیْعَتِهٖ اَیْ اَعَنْتُهٗ عَلَیْهَا۔ رِدْءًا کے معنی مددگار ہے کہا جاتا ہے قَدْ اَرْدَأْتُهٗ عَلٰی ضَیْعَتِهٖ یعنی میں نے اس کے کام میں اس کی مدد کی۔ وَالْجَذْوَةُ۔ قِطْعَةٌ۔ غَلِیْظَةٌ مِنَ الْخَشَبِ۔ لَیْسَ فِیْهَا لَهَبٌ۔ جذوہ کے معنی جلتی ہوئی لکڑی کا موٹا ٹکڑا جس میں لپٹ نہ ہو۔ سَنَشُدُّ۔ سَنُعِیْنُکَ کُلَّمَا عَزَّزْتَ شَیْئًا فَقَدْ جَعَلْتَ لَهٗ عَضُدًا ارشاد فرمایا۔ سَنَشُدُّ عَضُدَکَ۔ اس کی تفسیر میں فرمایا جب کسی چیز کو تم قوت دو تو تم اس کے لئے بازو بنا دیا۔ وَقَالَ غَیْرُهٗ کُلُّ مَا لَمْ یَنْطِقْ بِحَرْفٍ اَوْ فِیْهِ تَمْتَمَةٌ

اَوْ فَاْفَاۃٌ فِیْ عُقْدَۃٌ ۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے دعا فرمائی تھی وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ میری زبان کی گرہ کو کھول دے۔ اس میں وارد عقدۃ کی تفسیر فرماتے ہیں جو کسی حرف کو نہ بول پائے۔ یا جس کی زبان میں تمتمہ یا فأفأۃ ہو تو یہ زبان کی گرہ جسے عقدہ کہتے ہیں۔ جس کو لکنت بھی کہتے ہیں۔

لکنت کی قسمیں لکنت کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک تمتمہ۔ اتنی جلدی جلدی بولنا کہ سمجھ میں نہ آئے۔ فأفأۃ بولنے میں زیادہ فا سنائی دے۔ کچھ حروف کو صحیح ادا نہ کر پائے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اَزْرِیْ۔ ظَھْرِیْ۔ اَزْرٌ کے معنی پیٹھ کے ہیں۔ فَیُسْحِتَکُمْ فَیُھْلِکَکُمْ یعنی تم کو ہلاک کرے گا اَلْمُثْلٰی۔ تَانِیْثُ الْاَمْثَلِ۔ یَقُوْلُ بِدِیْنِکُمْ۔ یُقَالُ خُذِ الْمُثْلٰی خُذِ الْاَمْثَلَ ارشاد فرمایا گیا۔ وَیَذْھَبَا بِطَرِیْقَتِکُمُ الْمُثْلٰی۔ یہ دونوں تم کو سب سے افضل راستے پر لے جائیں گے۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ مُثْلٰی اَمْثَل کی تانیث ہے جو معنی میں افضل کے ہے اور طریق کے معنی دین کے ہیں۔ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا۔ یُقَالُ ھَلْ اَتَیْتَ الصَّفَّ الْیَوْمَ۔ یعنی اَلْمُصَلّٰی الَّذِیْ یُصَلّٰی فِیْہِ۔ فرمایا گیا تھا پھر تم لوگ صف میں حاضر ہو۔ امام بخاری فرماتے ہیں اس سے مراد عیدگاہ ہے۔ بولتے ہیں کیا آج تم صف میں حاضر ہوئے۔ یعنی اس جگہ جہاں نماز پڑھی گئی۔ فَاَوْجَسَ اَضْمَرَ خَوْفًا فَذَھَبَتِ الْوَاوُ مِنْ خِیْفَۃٍ بِکَسْرَۃِ الْخَاءِ۔ ارشاد ہے فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِہٖ خِیْفَۃً مُّوْسٰی۔ موسیٰ نے اپنے جی میں خوف پایا اس کی تفسیر میں فرمایا کہ اَوْجَسَ کے معنی چھپایا۔ خِیْفَۃٌ کا واؤ یا سے بدل گیا خاء کے کسرہ کی وجہ سے۔ یعنی خِیْفَۃٌ اصل میں خِوْفَۃٌ تھا۔ فِعْلَۃٌ کے وزن پر۔ واؤ ساکن اس کے ماقبل مکسور واؤ کو یاء سے بدل دیا فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ عَلٰی جُذُوْعٍ۔ میں تم لوگوں کو کھجور کے تنوں پر پھانسی دوں گا۔ امام بخاری نے یہ افادہ فرمایا کہ فی معنی میں علی کے ہے۔ خَطْبُکَ۔ بَالُکَ۔ تیرا کیا حال ہے۔ مِسَاسَ۔ مصدر مَاسَّہٗ مِسَاسًا یعنی مَاسَّ یُمَاسُّ باب مفاعلت کا مصدر ہے۔ جیسے زَاحَمَ کا یُزَاحِمُ لَنَنْسِفَنَّہٗ۔ لَنُذْرِیَنَّہٗ۔ یعنی ہم اس کے ذرے ذرے کو دریا میں ڈال دیں گے۔ اَلضُّحٰی اَلْحَرُّ گرمی میں قُصِّیْہِ اِتَّبِعِیْ اَثَرَہٗ۔ وَقَدْ یَکُوْنُ اَنْ تَقُصَّ الْکَلَامَ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ قُصِّیْہِ کے معنی یہ ہیں کہ ان کے نشان قدم کے پیچھے چل اور کبھی بات کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ جیسے فرمایا گیا۔ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ ہم آپ سے بیان فرماتے ہیں۔ عَنْ جُنُبٍ۔ عَنْ بُعْدٍ۔ وَعَنْ جَنَابَۃٍ وَعَنِ اجْتِنَابٍ وَاحِدٌ۔ جُنُب کے معنی دوری کے ہے جُنُبٌ جَنَابَۃٌ اور اِجْتِنَابٌ سب کا معنی ایک ہے۔ افادہ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ یہ مادہ دوری کے معنی میں مستعمل ہے۔ جُنُب کو جُنُب اس لئے کہتے ہیں کہ وہ نماز سے دور رہتا ہے۔ جَنَابَتْ کو جَنَابَتْ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ نماز سے دور رہنے کا سبب ہے۔ اجتناب کے معنی بچنے کے ہیں۔ بچنے والا جس سے بچتا ہے اس سے دور رہتا ہے۔

وَقَالَ مُجَاھِدٌ عَلٰی قَدَرٍ مَوْعِدٍ یعنی وعدے کے وقت۔ لَاتَنِیَا۔ لَاتَضْعُفَا کمزور نہ ہو مَکَانًا

سُوًی مُنْصَفٌ بَیْنَهُمْ یعنی ایسی جگہ جو دونوں کے آدھے آدھ پر ہو۔ یَبْسًا۔ یَابِسًا۔ سوکھا۔ مِنْ زِیْنَةِ الْقَوْمِ۔ اَلْحُلِیُّ الَّذِیْ اِسْتَعَارُوْا مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ۔ یعنی قوم کے ان زیوروں سے جو انہوں نے آل فرعون سے منگنی مانگا تھا۔ فَقَذَفْتُهَا۔ اَلْقَيْتُهَا۔ اَلْقٰی۔ صَنَعَ۔ یعنی میں نے اس کو بنایا۔ فَنَسِیَ مُوْسٰی هُمْ یَقُوْلُوْنَهٗ اَخْطَأَ الرَّبَّ۔ تو موسیٰ بھول گئے یعنی اپنے رب کے پہچاننے میں خطا کی۔ اَنْ لَا یَرْجِعُ اِلَیْهِمْ قَوْلًا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ بچھڑا ان کی کسی بات کا جواب نہیں دیتا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَهَلْ اَتٰكَ حَدِیْثُ مُوْسٰی وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰی تَكْلِیْمًا۔ ص ۴۸۱

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان کیا تمہیں موسیٰ کا قصہ معلوم نہیں ہے اور اللہ نے موسیٰ سے کلام فرمایا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ

حدیث ۱۸۰۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ رَاَیْتُ مُوْسٰی

نے فرمایا جس رات مجھے سیر کرائی گئی۔ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور وہ کم گوشت والے سیدھے

وَاِذَا هُوَ رَجُلٌ ضَرْبٌ رَجِلٌ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَاَیْتُ

بالوں والے بزرگ تھے۔ گویا وہ شنوءہ کے افراد میں سے ہیں اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ میانہ قد

عِیْسٰی فَاِذَا هُوَ رَجُلٌ رَبْعَةٌ اَحْمَرُ كَاَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِیْمَاسٍ وَاَنَا

سرخ جھلکتی رنگت کے بزرگ ہیں گویا ابھی ابھی حمام سے نکلے ہیں اور میں ابراہیم علیہ السلام

اَشْبَهُ وُلْدِ اِبْرَاهِیْمَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٖ ثُمَّ اُتِیْتُ

کی اولاد میں سب سے زیادہ ان کے مشابہ ہوں۔ پھر میرے سامنے دو برتن پیش کیا

بِاِنَائَیْنِ فِیْ اَحَدِهِمَا لَبَنٌ وَفِی الْاٰخَرِ خَمْرٌ فَقَالَ اشْرَبْ اَیَّهُمَا شِئْتَ

گیا ایک میں دودھ تھا دوسرے میں شراب۔ پیش کرنے والے نے کہا آپ جسے چاہیں

فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهٗ فَقِیْلَ اَخَذْتَ الْفِطْرَةَ اَمَا اِنَّكَ لَوْ

پئیں میں نے دودھ کو لیا اور اس کو پیا تو کہا گیا آپ نے دین فطرت کو اختیار کیا۔ (یعنی دین اسلام کو

اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ۔ عہ

سنئے اگر آپ شراب لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

عہ باب قولہ واذکر فی الکتاب ص ۴۸۹ ثانی تفسیر سورۂ اسراء باب قولہ اسریٰ بعبدہٖ لیلاً ص ۶۸۴ اشربہ باب انما الخمر والمیسر ص ۸۳۶ باب شرب اللبن ص ۸۳۸ - مسلم ، ایمان - ترمذی تفسیر -

تشریحات ۱۸۰۳ حدیث مذکور کی تشریحات جلد ثانی میں ص ۳۰۶ لغایت ص ۳۲۰ میں گزر چکی ہے ناظرین وہیں ملاحظہ کریں۔

حدیث ۱۸۰۴ سَمِعْتُ اَبَا الْعَالِيَةِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ اَنْ يَّقُوْلَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى وَنَسَبَهٗ اِلٰى اَبِيْهِ عه

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے حدیث بیان کی کہ فرمایا کسی کو یہ مناسب نہیں کہ یہ کہے میں یونس بن متی سے بہتر ہوں اور انھیں اپنے باپ کی طرف منسوب فرمایا۔

تشریحات ۱۸۰۴ اس ارشاد کی دو توجیہ ہیں ایک یہ ہے کہ انا سے مراد کوئی بھی قائل ہو۔ یعنی کسی کو یہ درست نہیں کہ یہ کہے میں یونس علیہ السلام سے بہتر ہوں مراد امتی ہے یہ اپنی جگہ درست ہے کیونکہ اس پر اجماع قطعی یقینی ہے کہ انبیائے کرام غیر انبیاء سے افضل ہیں حتی کہ غیر نبی کو نبی سے افضل کہنا کفر ہے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ انا سے مراد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں۔ اس تقدیر پر یہ ارشاد بطور تواضع ہے اور حضرت یونس علیہ السلام کے فضل و کمال کو ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ اس تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ سورہ قلم میں فرمایا۔ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ۔ (آیت ۴۸) اور مچھلی والے کے مثل نہ ہونا اس سے کسی کم فہم کو حضرت یونس علیہ السلام کی تخفیف شان کا واہمہ ہو سکتا تھا۔ ان کی جلالت شان کو ظاہر کرنے کے لئے یہ فرمایا۔ جیسے شفیق اساتذہ اپنے ہونہار محبوب تلمیذ کے بارے میں کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ مجھ سے بھی زیادہ قابل ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً۔ ص ۴۸۱

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان اور ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ لیا انا اول المسلمین تک۔

توضیح باب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بنی اسرائیل سے وعدہ فرمایا تھا جب کہ وہ مصر میں تھے کہ اگر اللہ عزوجل ان کے دشمن کو ہلاک فرمادے گا۔ تو اللہ کے حضور سے ان کے لئے ایک کتاب لائیں گے جس میں آئندہ اور گذشتہ باتوں کا ذکر ہوگا۔ جب اللہ نے فرعون کو ہلاک فرمادیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے کتاب کا سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں حکم دیا کہ تیس۳۰ روزے رکھ کر میری بارگاہ میں حاضر ہو۔ یہ ذوقعدہ کا مہینہ تھا جب تیس۳۰ روزے پورے کرلئے تو منھ کی بو کو ناپسند فرمایا جس کے ازالہ

عه باب قول اللہ عزوجل ان یونس لمن المرسلین ص ۴۸۵ ثانی تفسیر سورہ انعام باب قولہ ان یونس ولوط ص ۶۶۶۔ توحید باب ذکر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۱۱۲۵۔ مسلم۔ الانبیا ابو داؤد سنہ۔

کے لئے موسیٰ علیہ السلام نے مسواک کر لیا اب فرشتوں نے عرض کیا۔ ہم آپ کے دہن پاک سے مشک کی خوشبو سونگھتے تھے آپ نے مسواک کر کے اسے زائل فرمادیا۔ اب اللہ نے انھیں حکم دیا کہ دس روزے ذی الحجہ کے اور رکھ کر آؤ۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ کوہ طور پر حاضر ہوئے تو اللہ عزوجل نے ان سے بلاواسطہ کلام فرمایا اس سے ان کا شوق بڑھا اور عرض کیا۔ اے رب مجھے اپنا جلوہ دکھا۔ میں تجھے دیکھوں گا اس پر اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔ لَنْ تَرَانِیْ۔ تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ پاؤ گے (یعنی دنیا میں) ہاں میں پہاڑ پر تجلی ڈال رہا ہوں۔ تم اسے دیکھو اگر پہاڑ اس کی تاب لا سکا اور اپنی جگہ اپنی حالت پر قائم رہا۔ تو تم مجھے دیکھ پاؤ گے جب اللہ نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وارفتہ ہوش ہو کر زمین پر تشریف فرما ہوگئے۔ حدیث میں ہے کہ اللہ عزوجل نے ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے برابر پہاڑ پر اپنی تجلی ڈالی تھی جس سے پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ہوش آیا۔ تو عرض کیا اے اللہ تیرے لئے پاک ہے۔ اور میں تیری طرف رجوع ہوتا ہوں۔ اور میں مومنین میں پہلا ہوں۔ یہ عرض اللہ عزوجل کی عظمت شان کے اظہار کے لئے تھی۔ جیسا کہ عرفا کی عادت ہے کہ اللہ عزوجل کی عظمت کی کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو اس کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور اس کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔ یا یہ رجوع اس بنا پر تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو محسوس ہوا کہ میں نے ایک ایسا سوال کیا ہے۔ جو مجھے نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اس سے رجوع فرمایا۔

ایک توضیح پہاڑ پر تجلی پڑی جس کے ملاحظہ کرنے سے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وارفتہ ہوش ہوگئے اس سے بظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ انھوں نے جلوۂ الٰہی کو ملاحظہ نہیں فرمایا مگر بنظر دقیق بالکل ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے دیدار الٰہی فرمایا اگر کچھ نہیں ملاحظہ فرمایا تھا تو وارفتہ ہوش کس بنا پر ہوئے جس سے ان کے قویٰ بشری پر یہ اثر پڑا تھا کہ وہ تاب نہ لا سکے۔ کیا دیکھا تھا اس کا جواب صرف یہ ہے کہ وہی جلوہ دیکھا تھا جو پہاڑ پر پڑا تھا اور قرآن کی صریح نص سے ظاہر ہے کہ وہ تجلی ربانی تھی اسی کو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ملاحظہ فرمایا اور تاب نہ لا کر وارفتہ ہوش ہوگئے۔

اللہ عزوجل کا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کلام فرمانا اس طرح نہیں تھا جیسے ہم اور آپ کلام کرتے ہیں۔ کہ اپنی فطری قوت کو کام میں لا کر مخصوص معانی ذہن میں رکھ کر اس پر دلالت کرنے والے الفاظ و کلمات کو ایجاد کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ہمارا یہ ایجاد کرنا حادث ہے ہماری آواز ہمارا کلام سب حادث۔ برخلاف اللہ عزوجل کے کلام کے وہ اس کی صفت اور قدیم ہے۔ لفظ اور صورت سے پاک ہے۔ یہاں مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے تھوڑی دیر تک اپنے صفت کلام کے کچھ حصے سے حجاب اٹھا دیا تھا جس کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کلام ربانی سنا۔ فتذکر و تشکر فانہ من مزال الاقدام۔

يُقَالُ دُكَّهُ زَلْزَلَهُ فَدُكَّتَا فَدُكِكْنَ جَعَلَ الْجِبَالَ كَالْوَاحِدَةِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا وَلَمْ يَقُلْ كُنَّ رَتْقًا مُلْتَصِقَتَيْنِ۔

دَكَّةً کے معنی ہلانے کے ہیں فَدُكَّتَا فَدُكِكْنَ۔ زمین وآسمان میں زلزلہ ڈالا گیا تو ان میں زلزلہ آگیا جبال جمع کو واحد کے شکل کر دیا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک آسمان وزمین چپکے ہوئے ہیں اور کن نہیں فرمایا رَتْقًا کے معنی چپکے ہوئے امام بخاری یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں سورہ الحاقہ میں فرمایا گیا وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً۔ اور زمین اور پہاڑ اوٹھا کر دفعۃً چور چور کر دیئے جائیں گے۔ (آیت ۱۴) اس آیت مبارکہ میں جبال جمع تھا اس کے ساتھ ارض بھی مذکور تھی اس کے لئے جمع کا صیغہ لانا چاہئے تھا یا مؤنث کا جو جمع کے حکم میں ہو مگر تثنیہ کا صیغہ لایا گیا اس کی توضیح میں امام بخاری فرماتے ہیں کہ ارض سے تقابل کی کی بنا پر جبال کو بتاویل نوع واحد کے حکم میں کر دیا گیا جیسا کہ آیت کریمہ۔ اِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا میں سمٰوٰت کو ارض سے تقابل کی بنا پر بتاویل نوع واحد کے حکم میں کر دیا گیا۔ زمین وآسمان ابتداء آفرینش میں آپس میں چپکے ہوئے تھے ان دونوں کے بیچ میں خلاء نہیں تھا یعنی آج جو فضا کا فاصلہ ہے نہیں تھا پھر اللہ تعالیٰ نے دونوں کو الگ کیا بیچ میں یہ فاصلہ رکھا۔

اُشْرِبُوْا ثَوْبٌ مُشَرَّبٌ مَصْبُوْغٌ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُشْرِبُوْا شَرِبَ سے ہے۔ جس کے معنی پینے کے ہیں اس کے ازالہ کے لئے امام بخاری فرماتے ہیں کہ یہ ثَوْبٌ مُشَرَّبٌ سے لیا گیا ہے جس کے معنی رنگا ہوا کپڑا ہے مطلب یہ ہے کہ ان کے دلوں پر بچھڑے کا معبود ہونا اس طرح غالب کر دیا گیا تھا جیسے رنگ کپڑے پر غالب ہوتا ہے۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنْبَجَسَتْ اِنْفَجَرَتْ وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ رَفَعْنَا اِنْبَجَسَتْ کے معنی ہیں پھوٹ پڑے نَتَقْنَا کے معنی ہیں ہم نے بلند فرمایا۔

بَابُ طُوْفَانٍ مِّنَ السَّيْلِ صـ ۴۸۱ سیلاب کے طوفان کا بیان۔

توضیح باب ارشاد ہے۔ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ۔ تو بھیجا ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی اور گھن (یا کلنی یا جوئیں) اور مینڈک اور خون جدا جدا نشانیاں (سورہ اعراف آیت ۱۳۵) جب جادوگروں کے ایمان لانے کے بعد فرعونی اپنے کفر وسرکشی پر جمے رہے تو انھیں ڈرانے اور کفر سے دور کرنے کے لئے پے در پے نشانیاں ظاہر کی گئیں۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے دعا کی تھی کہ یارب فرعون زمین پر بہت سرکش ہو گیا اور اس کی قوم نے عہد شکنی کی انھیں ایسے عذاب میں گرفتار کر جس کے وہ مستحق ہیں اور وہ میری قوم اور بعد والوں کے لئے عبرت ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے طوفان بھیجا ابر آیا اندھیرا چھا گیا اور کثرت سے بارش ہونے لگی قبطیوں کے گھروں میں پانی بھر گیا۔ یہاں تک کر وہ اس میں کھڑے رہ گئے اور پانی ان کی گردنوں کی ہنسلیوں تک آگیا۔ ان میں جو بیٹھا رہا ڈوب گیا۔ نہ ہل سکتے تھے نہ کچھ کام کر سکتے تھے سنیچر سے سنیچر تک سات روز تک اس مصیبت میں گرفتار رہے اور باوجود اس کے کہ بنی اسرائیل کے گھر ان کے گھروں سے متصل تھے ان کے گھروں میں پانی نہ آیا جب یہ لوگ عاجز ہو گئے تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کیا کہ ہمارے لئے دعا فرمادیجئے کہ یہ مصیبت رفع ہو تو ہم آپ پر ایمان لائیں گے۔ اور بنی اسرائیل

کو آپ کے ساتھ بھیج دیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے دعا فرمائی۔ طوفان کی مصیبت رفع ہوئی زمین میں وہ سرسبزی وشادابی آئی جو پہلے نہ دیکھی گئی تھی۔ کھیتیاں خوب ہوئیں درخت خوب پھلے اب فرعونی کہنے لگے۔ یہ پانی تو نعمت تھا اور ایمان نہ لائے ایک ماہ تو عافیت سے گذرا پھر اللہ تعالیٰ نے ٹڈیاں بھیجیں جو کھیتیاں اور پھل اور درختوں کے پتے مکانوں کے دروازے، چھتیں اور تختے اور سامان حتیٰ کہ لوہے کی کیلیں تک چاٹ گئیں اور قبطیوں کے گھروں میں بھر گئیں مگر بنی اسرائیل کے یہاں نہ گئیں اب قبطیوں نے پریشان ہو کر پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے دعا کی درخواست کی اور ایمان لانے کا وعدہ کیا اس پر عہد و پیمان کیا سات روز یعنی شنبہ سے شنبہ تک ٹڈیوں کی مصیبت میں مبتلا رہے پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی دعا سے نجات پائی اور کھیتیاں اور پھل جو کچھ باقی رہ گئے تھے انھیں دیکھ کر کہنے لگے یہ ہمیں کافی ہیں۔ اور ہم اپنا دین نہیں چھوڑتے چنانچہ ایمان نہیں لائے اور عہد وفا نہ کیا اور اپنے اعمال خبیثہ میں مبتلا رہے ایک مہینہ عافیت سے گذرا پھر اللہ تعالیٰ نے قمل بھیجے اس میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ قمل گھن ہے بعض کہتے ہیں کہ جوئیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک اور چھوٹا سا کیڑا ہے اس کیڑے نے جو کھیتیاں اور پھل باقی رہ گئے تھے انھیں کھا لیا کپڑوں میں گھس جاتے تھے اور جلد کو کاٹتے تھے کھانے میں بھر جاتے تھے اگر کوئی دس بوری گیہوں چکی پہ لے جاتا تو تین واپس لاتا باقی سب کیڑے کھا جاتے یہ کیڑے فرعونیوں کے بال بھویں پلکیں چاٹ گئے، جسم میں چیچک کی طرح لپٹ جاتے سونا دشوار کر دیا تھا اس مصیبت سے فرعونی چیخ پڑے اور انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کیا ہم توبہ کرتے ہیں۔ آپ اس بلاء کے رفع ہونے کی دعا فرمائیے۔ سات روز کے بعد یہ مصیبت حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی دعا سے رفع ہوئی۔ لیکن فرعونیوں نے پھر عہد شکنی کی اور پہلے سے زیادہ بدعمل اور سرکشی کرنے لگے۔ ایک ماہ امن میں گذرنے کے بعد پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بددعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مینڈک بھیجے اور یہ حال ہوا کہ آدمی بیٹھا ہوتا تو اس کی مجلس میں مینڈک بھر جاتے پانی پینے کے لئے منہ کھولتا تو مینڈک کود کر منھ میں پہونچ جاتا۔ ہانڈیوں میں مینڈک کھانوں میں مینڈک بھر جاتے آگ بجھ جاتی۔ لیٹتے تھے تو مینڈک اوپر سوار ہو جاتے۔ اس مصیبت سے فرعونی چیخ پڑے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا۔ اب کی بار ہم پکی توبہ کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے عہد و پیمان لے کر دعا کی تو سات روز کے بعد یہ مصیبت بھی دفع ہو گئی اور ایک ماہ عافیت سے گذرا۔ لیکن پھر انھوں نے عہد و پیمان توڑ دیا اور اپنے کفر پر اڑے رہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بددعا فرمائی تو تمام کنوؤں کا پانی نہروں کا پانی اور چشموں کا پانی دریائے نیل کا پانی غرض ہر پانی ان کے لئے تازہ خون بن گیا انھوں نے فرعون سے اس کی شکایت کی تو کہنے لگا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جادو سے تمہاری نظر بندی کر دی تو انھوں نے کہا کیسی نظر بندی ہمارے برتنوں میں خون کے سوا پانی کا نام و نشان نہیں تو فرعون نے حکم دیا کہ قبطی بنی اسرائیل کے ساتھ ایک ہی برتن سے پانی پئیں مگر جب بنی اسرائیل نکالتے تو پانی نکلتا۔ قبطی نکالتے تو اسی برتن سے خون نکلتا یہاں تک کہ فرعونی عورتیں پیا

سے عاجز ہو کر بنی اسرائیل کی عورتوں کے پاس آئیں اور ان سے پانی مانگا اسرائیلی عورتوں نے انھیں پانی دیا وہ پانی ان کے برتن میں آتے ہی خون ہو گیا فرعونی عورتیں کہنے لگیں کہ تم پانی اپنے منھ میں لے کر میرے منھ میں کلی کر دو۔ جب تک وہ پانی اسرائیلی عورتوں کے منھ میں رہتا پانی رہتا۔ مگر جب فرعونی عورتوں کے منھ میں پہنچتا خون ہو جاتا۔ فرعون خود پیاس سے مضطر ہوا۔ تو اس نے تر درختوں کی رطوبت چوسی وہ رطوبت منھ میں پہنچتے ہی خون ہو گئی۔ سات روز تک خون کے سوا کوئی چیز پینے کو میسر نہ آئی۔ پھر ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی اور ایمان لانے کا وعدہ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی۔ یہ مصیبت بھی رفع ہوئی مگر ایمان پھر بھی نہ لائے۔ وَيُقَالُ لِلْمَوْتِ الْكَثِيرِ طُوفَانٌ۔ بہت زیادہ موت کو طوفان کہا جاتا ہے اَلْقُمَّلُ۔ الْحُمْنَانُ يُشْبِهُ صِغَارَ الْحَلَمِ۔ جو چھوٹے جوئیں کی طرح ہوتی ہیں۔ حَقِيقٌ حَقٌّ۔ حَقِيقٌ بمعنی حق ہے۔ سُقِطَ۔ كُلُّ مَنْ نَدِمَ فَقَدْ سُقِطَ فِي يَدِهٖ سورۃ اعراف میں بنی اسرائیل کے لئے فرمایا گیا تھا جب بچھڑے کو معبود بنانے پر انھیں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے سرزنش فرمائی تو اس پر وہ نادم ہوئے وَلَمَّا سُقِطَ فِي أَيْدِيهِمْ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا سورۃ اعراف آیت ۱۴۹ اور جب وہ پچھتائے اور سمجھے کہ ہم بہک گئے۔ امام بخاری فرماتے ہیں سُقِطَ فِي أَيْدِيهِمْ کے معنی ہیں وہ پچھتائے نادم ہوئے۔

بَابُ حَدِيثِ الْخَضِرِ مَعَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ص ۴۸۱ خضر علیہ السلام کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات۔

۱۸۰۵ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا سُمِّيَ الْخَضِرُ لِأَنَّهُ

نے فرمایا خضر کا نام خضر اس لئے رکھا گیا کہ وہ سفید زمین پر بیٹھے جس کی

جَلَسَ عَلَى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَإِذَا هِيَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهِ خَضْرَاءَ۔

برکت سے اس کے پیچھے سبزہ لہلہانے لگا۔

تشریحات ۱۸۰۵ اس باب سے متعلق حدیث طویل جلد اول کتاب العلم میں گذر چکی ہے اور وہیں اس سے متعلق پوری ابحاث بھی ذکر کر دی گئیں ہیں۔

فَرْوَةٌ۔ زمین کا اوپری حصہ روئے زمین یا سوکھی گھاس جو سوکھ کر سفید ہو گئی ہو۔ باب ص ۴۸۳

حدیث ۱۸۰۶

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ

عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ لِبَنِىْٓ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل سے کہا گیا کہ دروازے میں سجدہ کرتے

اِسْرَائِيْلَ اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ فَبَدَّلُوْا فَدَخَلُوْا يَزْحَفُوْنَ

ہوئے داخل ہو اور یہ کہو کہ ہمیں معاف کردیا جائے تو انھوں نے بدل دیا اور

عَلٰٓى اَسْتَاهِهِمْ وَقَالُوْا حَبَّةٌ فِىْ شَعْرَةٍ۔ عہ

چوتڑوں کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور کہا بالی میں دانہ دے۔

تشریحات ۱۸۰۶

باب سے مراد بیت المقدس یا اَرِیحا کا دروازہ ہے۔ ارِیحا بیت المقدس کے قریب ایک بستی کا نام تھا جس میں عمالقہ آباد تھے۔ ان بدبختوں نے اللہ عزوجل کے حکم کی نافرمانی کی بلکہ ایک طرح کا مسخرہ پن کیا تو اس کی سزا میں ان پر طاعون کا عذاب نازل کیا گیا۔

بابُ قَوْلِهٖ يَعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ وہ اپنے بتوں پر آسن جمائے بیٹھے تھے۔

توضیح باب دریائے نیل یا بحر قلزم پار کر کے جب بنی اسرائیل فرعون سے نجات پا گئے تو شام جاتے ہوئے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ بتوں کے سامنے آسن جمائے ہوئے بیٹھے ہیں تو ان کم عقلوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا جیسے ان کے لئے معبود ہیں ہمارے لئے بھی معبود بنا دیجئے۔ اسی کا تذکرہ اس آیت کریمہ میں ہے۔ مُتَبَّرٌ۔ خُسْرَانٌ۔ نقصان۔ وَلِيُتَبِّرُوا۔ يُدَمِّرُوْا۔ برباد کریں۔ ڈھادیں۔ مَا عَلَوْا غَلَبُوْا۔ جس کو انھوں نے بزور طاقت حاصل کیا۔

حدیث ۱۸۰۷

عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ

حضرت جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ

قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَجْنِى الْكَبَاثَ

تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہم پیلو کا پھل چننے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالْاَسْوَدِ

علیہ وسلم نے فرمایا اس میں سے کالے کو لو اس لئے کہ وہ بہت مزے دار ہوتا

عہ ثانی تفسیر سورہ بقرہ باب واذ قلنا ادخلوا ہذہ القریہ ص۶۴۳ سورہ اعراف باب وقولوا حطۃ ص۶۶۸ مسلم آخری کتاب

مِنْهُ فَإِنَّهٗ أَطْيَبُهٗ قَالُوْا أَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ قَالَ هَلْ مِنْ نَبِيٍّ
ہے لوگوں نے عرض کیا۔ کیا حضور نے بکریاں چرائیں ہیں؟ فرمایا کیا کوئی ایسا
إِلَّا وَقَدْ رَعَاهَا۔
نبی ہے جس نے نہ چرایا ہو۔

۱۸۰۷

تشریحات

اس حدیث کو باب سے کیا مناسبت ہے اسے اچھی طرح امام بخاری ہی بتا سکتے تھے مگر پھر بھی کچھ شارحین نے زور آزمائی کی ہے۔ صاحب توضیح نے فرمایا کہ مناسبت یہ ہے کہ اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ ہر نبی نے بکری چرایا ہے اس کے عموم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی داخل ہیں اور باب میں جس قصے کی طرف اشارہ ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی کی قوم سے متعلق ہے۔ چونکہ پیلو کے پھل جنگل میں ہی ہوا کرتے تھے اور وہاں زیادہ تر چرواہوں ہی کا گذر تھا اس لئے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیلو کا پھل جو کالا ہوتا ہے وہ سب سے عمدہ ہوتا ہے۔ تو صحابہ کرام نے اندازہ لگایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکریاں چرائی ہیں۔

بَابٌ وَإِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً (الآیۃ) ص ۴۸۳

اللہ عز وجل کے اس ارشاد کا بیان اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا بیشک اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ کوئی گائے ذبح کرو آیت ۶۷ لغایت ۷۱

توضیح باب

بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت مالدار تھا جس کا نام عامیل تھا اس کے چچازاد بھائی نے اس لالچ میں اسے قتل کر دیا کہ اس کا سب مال اس کو مل جائے اس لئے کہ تنہا وہی اس کا وارث تھا اس نے عامیل کو قتل کر کے دور کی بستی کے دروازے پر ڈال دیا صبح کو اس خون کا مدعی بنا۔ وہاں کے لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے درخواست کی کہ قاتل کا پتہ چلائیں اس پر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ان کو حکم دیا ایک گائے ذبح کر کے گائے کے کسی عضو کو مقتول پر ماریں وہ زندہ ہو کر خود بتادے گا کہ مجھے کس نے قتل کیا ہے اس پر ان جاہلوں نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر پھبتی کسی کہ آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں ہم آپ سے عرض کرتے ہیں کہ قاتل کا پتہ چلائیے اور آپ فرماتے ہیں کہ گائے ذبح کرو، دونوں میں کیا مناسبت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ مذاق کرنا جاہلوں کا کام ہے۔ خدا کی پناہ کہ میں جاہل بنوں۔ اب انھوں نے پوچھا کہ وہ گائے کیسی ہوگی یعنی کس عمر کی فرمایا نہ بوڑھی نہ اوسر بلکہ ان دونوں کی بیچ میں ادھیڑ تم سے جو کہا جا رہا ہے کرو مگر پھر بھی وہ گھامڑ نہ سمجھے اور پوچھا کہ وہ کس رنگ کی ہوگی فرمایا پیلے رنگ کی جس کا رنگ بھڑکدار ہو جسے دیکھ دیکھنے والے خوش ہو جائیں۔ اب اس کے بعد انھوں نے پوچھا اب بھی گائے کا معاملہ مشتبہ ہے آپ ذرا اور توضیح فرما دیجئے انشاء اللہ ہم منزل تک پہنچ جائیں گے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ عز وجل فرماتا ہے کہ

وہ ایسی گائے ہو جس سے خدمت نہ لی جاتی ہو۔ نہ زمین جوتے نہ کھیتی کو پانی دے۔ بے عیب ہو اس میں کوئی داغ نہ ہو یہ سن کر انھوں نے کہا اب آپ نے ٹھیک ٹھیک بتایا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ ہم ضرور مقصود تک پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد گائے کی تلاش شروع ہوئی۔ لیکن ان صفات کی کوئی گائے مل نہیں رہی تھی بہت تلاش کے بعد ان تمام صفات کے ساتھ موصوف صرف ایک گائے ملی۔

اس کا قصہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک نیک شخص تھے جن کا ایک چھوٹا بچہ تھا ان کے پاس ایک گائے کے بچے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ انھوں نے اس کی گردن پر مہر لگا کر اللہ کے نام پر چھوڑ دیا اور بارگاہ ایزدی میں یہ عرض کیا کہ اے رب میں اس بچھیا کو اپنے اس لڑکے کے لئے تیرے پاس امانت رکھتا ہوں۔ جب یہ لڑکا بڑا ہو جائے تو یہ گائے اس کے کام آئے اس کے بعد ان کا انتقال ہو گیا یہ بچھیا جنگل میں اللہ تعالیٰ کے حفظ و امان میں پرورش پاتی رہی کچھ دنوں کے بعد یہ لڑکا بڑا ہوا باپ کی طرح نیک بخت نیک چلن تھا اس کی ماں زندہ تھی ماں کا اطاعت شعار رہا ایک روز اس کی ماں نے اپنے لڑکے سے کہا تیرے باپ نے فلاں جنگل میں تیرے نام پر اللہ کی حفاظت میں ایک بچھیا چھوڑ دی تھی۔ اب وہ جوان ہو گئی ہو گی۔ اس کو جنگل سے لا یہ لڑکا جنگل میں گیا اور اس گائے کو پایا۔ اس میں وہ تمام نشانیاں پائی جاتی تھیں جو اس کی ماں نے اس کو بتایا تھا۔ اس جوان نے اس گائے کو اللہ کی قسم دیکر پکارا تو اس کے پاس حاضر ہوئی جوان اس کو لے کر اپنی ماں کی خدمت میں آیا۔ ماں نے حکم دیا اس کو بازار میں لے جا کر تین دینار میں بیچ دے۔ اور یہ بھی ہدایت کر دی کہ سودا ہو جانے کے بعد پھر مجھ سے اجازت لی جائے ان ایام میں اس اطراف میں گائے کی قیمت تین ہی دینار تھی۔ جوان جب اس گائے کو بازار میں لایا تو ایک فرشتہ خریدار کی شکل میں آیا اس نے گائے کی قیمت چھ دینار لگا دی اور یہ شرط کر دی کہ سودا پکا کر لو اور والدہ کی اجازت پر موقوف نہیں رہے گا۔ جوان نے اسے منظور نہ کیا۔ اور اپنی والدہ ماجدہ سے سارا قصہ بیان کر دیا۔ اس کی والدہ نے چھ دینار قیمت منظور کرنے کی تو اجازت دی مگر یہ کہہ دیا کہ پھر مجھ سے پوچھ لینا یہ شخص پھر بازار میں آیا فرشتے نے اب بارہ دینار قیمت لگائی اور یہ کہا کہ والدہ ماجدہ کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ جوان نے قبول نہیں کیا اور والدہ کو اس کی اطلاع دی اس کی والدہ نے فراست ایمانی سے سمجھ لیا یہ کوئی خریدار نہیں بلکہ فرشتہ ہے جو آزمائش کے لئے آتا ہے۔ بیٹے سے کہا اب کی مرتبہ اس خریدار سے یہ کہنا کہ ہمیں گائے کے فروخت کرنے کا حکم دیتے ہیں یا نہیں لڑکے نے فرشتے سے جا کر یہی کہا۔ اس پر فرشتے نے حکم دیا اس کو ابھی نہ بیچو بنی اسرائیل اس کو خریدنے آئیں گے۔ وہ جب آئیں تو اس گائے کی قیمت یہ بتانا کہ اس کی کھال کو سونے سے بھر دو۔ جوان اس گائے کو گھر لایا ادھر بنی اسرائیل تلاش کرتے کرتے اس کے مکان پر پہونچے تو اس نے ان کو اس کی قیمت بتائی اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضمانت پر بنی اسرائیل نے اس گائے کو ذبح کر کے اس کے کسی عضو کو مقتول پر مارا وہ بحکم الٰہی زندہ ہو گیا اس حال میں کہ اس کی حلق سے خون کے پھوارے جاری تھے اس نے بتایا کہ مجھے میرے چچا زاد بھائی نے قتل کیا ہے اس اعجاز سے مرعوب ہو کر اس نے اقرار کر لیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو قصاص میں قتل کرنے کا حکم دیا اور اس کو میراث سے بھی محروم فرمایا۔

حدیث میں ہے کہ ابتدا میں کوئی بھی گائے ذبح کر دیتے تو ان کا مقصد پورا ہو جاتا۔ اور اخیر میں اگر انشاء اللہ نہ کہتے تو قیامت تک سوالات ہی کرتے رہ جاتے۔

قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ عَوَانٌ النَّصَفُ بَيْنَ الْبِكْرِ وَالْهَرِمَةِ۔ عوان کے معنی جو بکر اور بڑھاپے کے درمیان ہو ادھیڑ۔ فَاقِعٌ صَافٍ۔ صاف ستھرا بے داغ۔ لَا ذَلُولٌ لَمْ يُذِلْهَا الْعَمَلُ۔ اس سے کوئی کام نہ لیا گیا ہو۔ تُثِيرُ الْأَرْضَ لَيْسَتْ بِذَلُولٍ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَعْمَلُ فِي الْحَرْثِ۔ کام کرنے والی نہ ہو کہ زمین جوتے اور کھیت میں کام کرے۔ مُسَلَّمَةٌ مِنَ الْعُيُوبِ۔ ہر عیب سے سالم ہو۔ لَا شِيَةَ بَيَاضٌ صَفْرَاءُ إِنْ شِئْتَ سَوْدَاءُ وَيُقَالُ صَفْرَاءُ كَقَوْلِهِ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ۔ یعنی سفید جس میں زردی جھلکتی ہو پیلی جس میں سیاہی جھلکتی ہو جیسے صفراء اسے کہتے ہیں جس کا رنگ پیلا ہو مگر اس میں سیاہی جھلکتی ہو جیسے کہتے ہیں جمالات صفر۔ وہ پیلے رنگ کے اونٹ جس میں سیاہی جھلکتی ہو۔ فَادَّارَأْتُمْ اخْتَلَفْتُمْ۔ آپس میں تم نے اختلاف کیا ایک دوسرے پر ٹالتے رہے۔

بَابُ وَفَاةِ مُوسَى صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذِكْرُهُ بَعْدُ۔ ص ۴۸۳

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات اور اس کے بعد ان کا ذکر۔

توضیح باب

نزہۃ القاری جلد رابع ص ۱۰۱-۱۰۲ پر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے وصال کی تفصیل اور یہ کہ ان کا مزار مبارک کہاں ہے ذکر کی جا چکی ہے۔ ایک روایت کے مطابق وصال کے وقت حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عمر مبارک تقریباً ایک سو چالیس تھی۔

حدیث ۱۸۰۸

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
عَنْهُ قَالَ۔ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَّ آدَمُ
نے فرمایا کہ آدم اور موسیٰ نے آپس میں بحث فرمائی موسیٰ نے ان سے کہا آپ ہی
وَمُوسَى فَقَالَ لَهُ مُوسَى أَنْتَ آدَمُ الَّذِي أَخْرَجَتْكَ خَطِيئَتُكَ مِنَ
وہ آدم ہیں کہ آپ کی لغزش نے آپ کو جنت سے نکالا۔ تو ان سے آدم نے فرمایا آپ ہی وہ
الْجَنَّةِ قَالَ لَهُ آدَمُ أَنْتَ مُوسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللهُ بِرِسَالَاتِهِ
موسیٰ ہیں جنہیں اللہ نے اپنی رسالت اور کلام کے ساتھ مشرف فرمانے کے
وَبِكَلَامِهِ ثُمَّ تَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قَدْ قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ فَقَالَ
لئے منتخب فرمایا پھر مجھے اس بات پر ملامت کرتے ہیں جو میری پیدائش سے پہلے مقدر

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى مَرَّتَيْنِ ؏

میں لکھ دی گئی تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا آدم موسیٰ پر غالب رہے۔

۱۸۰۸

تشریحات

حضرت آدم و موسیٰ علیہما السلام کا یہ مکالمہ ہو سکتا ہے کہ عالم ارواح میں ہوا ہو یا ہو سکتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات میں ہوا ہو، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد یہ دونوں حضرات اکٹھے ہوئے ہوں تو وہاں ہوا ہو، مثلاً شب معراج۔

اشکال اور اس کا جواب۔ حضرت آدم علیہ السلام کے جواب کا حاصل یہ ہوا کہ مجھ سے جو لغزش ہوئی وہ میری تقدیر میں لکھی ہوئی تھی وہ ٹل نہیں سکتی تھی اس لئے اس پر ملامت نہیں کرنا چاہئے اس پر اشکال یہ ہے کہ ہر عاصی کی معصیت تقدیر میں لکھی ہوئی ہے پھر کسی عاصی کی معصیت پر ملامت کرنا درست نہ ہوگا۔

علامہ نووی نے اس کے جواب میں فرمایا کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ جب میں نے اس لغزش سے توبہ کرلی اور اللہ عزوجل نے میری توبہ قبول فرمائی تو آپ کو اس پر ملامت کرنا مناسب نہیں۔ اس جواب کا حاصل یہ ہوا۔ اَمْرٌ قَدْ قُدِّرَ سے مراد صرف لغزش نہیں بلکہ اس کے بعد توبہ و قبول توبہ بھی ہے۔

اقول وھو المستعان۔ اس خادم کی سمجھ میں یہ آرہا ہے کہ اکل شجرہ سے ندامت پھر اس کا کھانا پھر اس سے توبہ اور انابت پر ساتھ ساتھ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو زمین میں اپنا نائب بنا کر بھیج اور اس کے لئے اکل شجرہ کو بہانہ بنانا کچھ ایسے اسرار سربستہ پر مبنی ہیں جس کی گتھی ہماری عقلیں نہیں سلجھا سکتیں لیکن حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اسے جانتے تھے اس علم کے باوجود انھوں نے ملامت فرمایا تو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ آپ تو محرم اسرار ہیں سب کچھ جانتے ہیں پھر کیوں ملامت فرمارہے ہیں۔ یہ جواب بہت ہی معقول تھا جس پر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم خاموش ہوگئے۔

۱۸۰۹ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ

حدیث عمران بن حصین نے کہا کہ جھاڑ پھونک نہیں مگر نظر سے یا بچھو کے ڈنک سے تو میں

اَوْ حُمَةٍ فَذَكَرْتُهُ لِسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ

نے سعید بن جبیر سے ذکر کیا تو انھوں نے کہا ہم سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث

فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ

بیان کی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر امتیں پیش کی گئیں ایک نبی

؏ ثانی تفسیر سورۂ طٰہٰ ص ۶۹۳ و باب قولہ فلا یخرجنکما من الجنۃ ص ۶۹۳ القدر، باب تحاج آدم و موسیٰ ص ۹۷۹ التوحید، باب قولہ تعالیٰ وکلم اللہ موسیٰ تکلیماً ص ۱۱۱۹ مسلم، قدر،

الْأُمَمُ تَجْعَلُ النَّبِيُّ وَالنَّبِيَّانِ يَمُرُّوْنَ مَعَهُمُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهٗ
اور دو نبی گزرنے لگے کہ ان کے ساتھ ایک گروہ ہوتا اور ایسے نبی بھی گذرے جس کے ساتھ کوئی
أَحَدٌ حَتّٰى رُفِعَ لِيْ سَوَادٌ عَظِيْمٌ قُلْتُ مَا هٰذَا أُمَّتِيْ هٰذِهٖ قِيْلَ بَلْ
نہیں تھا یہاں تک کہ میرے سامنے ایک بہت بڑی جماعت پیش کی گئی میں نے کہا کیا یہ میری امت ہے؟ کہا گیا
هٰذَا مُوْسٰى وَقَوْمُهٗ قِيْلَ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ فَإِذَا سَوَادٌ يَمْلَأُ الْأُفُقَ
نہیں۔ یہ موسیٰ اور ان کی قوم ہے۔ کہا گیا افق کی طرف دیکھئے تو ملاحظہ فرمایا کہ ایک بہت بڑی جماعت ہے جو افق کو
ثُمَّ قِيْلَ لِيْ انْظُرْ هٰهُنَا وَهٰهُنَا فِيْ آفَاقِ السَّمَاءِ فَإِذَا سَوَادٌ قَدْ مَلَأَ
بھرے ہوئے ہے۔ پھر کہا گیا دیکھئے یہاں وہاں آسمان کے کناروں میں۔ میں نے نظر اٹھائی تو ایک بہت بڑی جماعت دیکھی
الْأُفُقَ قِيْلَ هٰذِهٖ أُمَّتُكَ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ هٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ
جو افق کو بھرے ہوئے ہے کہا گیا یہ آپ کی امت ہے ان میں سے ستر ہزار جنت میں داخل ہوں گے بغیر حساب کے
أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ ثُمَّ دَخَلَ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ فَأَفَاضَ الْقَوْمُ وَقَالُوْا
پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے اور لوگوں سے یہ نہیں بتایا کہ یہ کون ہیں قوم نے آپس میں
نَحْنُ الَّذِيْنَ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَاتَّبَعْنَا رَسُوْلَهٗ فَنَحْنُ هُمْ أَوْ أَوْلَادُنَا الَّذِيْنَ
بات کرنی شروع کی اور کچھ لوگوں نے کہا ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس کے رسول کی ہم نے اتباع کی تو ہمیں لوگ وہ ہیں
وُلِدُوْا فِي الْإِسْلَامِ فَإِنَّا وُلِدْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
یا ہماری وہ اولادیں جو اسلام میں پیدا ہوئیں اور ہم تو جاہلیت میں پیدا ہوئے یہ خبر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ فَقَالَ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا
پہنچی تو حضور باہر تشریف لائے اور فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو جھاڑ پھونک نہیں کراتے اور بدشگونی نہیں لیتے اور علاج
يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَالَ عُكَّاشَةُ بْنُ
کے لئے جسم کو نہیں داغتے اور صرف اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں یہ سن کر عکاشہ بن محصن نے عرض کیا۔ کیا
مِحْصَنٍ أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
ان میں سے میں ہوں یا رسول اللہ؟ فرمایا ہاں پھر دوسرے صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا۔ کیا
نَعَمْ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ أَمِنْهُمْ أَنَا قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ ـ علہ
ان میں سے میں ہوں؟ تو فرمایا اس معاملہ میں عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔

۱۸۰۹ **تشریحات** **سد الافق** ۔ بظاہر افق آفاق کا واحد ہے مگر ابن اثیر نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ افق واحد جمع دونوں ہو جیسے قفل۔ اس حیثیت سے ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی امت اس امت کے بعد سب سے زیادہ ہے۔

الذین لایسترقون ۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ لوگ ازالۂ مرض کے لئے اسباب پر عمل نہیں کرتے بلکہ راضی برضا ہیں جیسا کہ حضرت نظام شریعت والطریقت والدین محبوب الٰہی قدس سرہ نے عرض کیا ہے "چوں درد بلا بر تنت برجانم بادا"۔ اس حدیث کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ امراض سے شفا حاصل کرنے کے لئے دوا علاج، دعا تعویذ کرنا ناجائز ہے۔ اس کا جواز قرآن مجید اور احادیث کریمہ سے ثابت ہے اس سلسلے کی احادیث کتاب الطب میں آئیں گی مگر رضا بالقضا اور حقیقی توکل کی شان یہ ہے کہ اسباب سے قطع نظر کر کے صرف مسبب الاسباب پر بھروسہ کیا جائے وہ جس حال میں رکھے اسی حال میں خوش رہیں۔

باب قول اللہ عزوجل وضرب اللہ مثلا ص ۴۸۲ الی قولہ وکانت من القانتین ۔ آیت ۱۱ — اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان اللہ نے مثل بیان فرمائی۔ قانتین تک۔

توضیح باب ان آیات میں فرعون کی اہلیہ حضرت آسیہ کا ذکر ہے کہ یہ اگرچہ فرعون کی بیوی تھیں اس کے عیال میں تھیں مگر یہ مومنہ مخلصہ تھیں یہی وہ نیک بخت خاتون ہیں جنھوں نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو تابوت میں دیکھ کر انھیں سمندر سے نکلوایا اور ان کی پرورش کی جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جادوگر پر غالب آگئے تو ان پر ایمان لائیں جب فرعون کو یہ معلوم ہوا تو اس ظالم نے ان کے دونوں ہاتھوں اور پاؤں میں کیلیں ٹھونک کر دھوپ میں ڈال دیا اور ایک بھاری چٹان ان پر رکھ دیا جب لوگ چٹان لیکر ان کے قریب آئے تو انھوں نے اللہ سے یہ دعا کی اے اللہ میرے لئے جنت میں ایک محل بنا ان کی دعا قبول ہوئی اور ان کو اللہ عزوجل نے ان کے جنت کا گھر دکھایا جو سفید موتی کا تھا اور ان کی روح کو اللہ نے نکال لیا۔ جب ان پر چٹان ڈالی گئی تو یہ زندہ نہ تھیں اس لئے انھیں اس سے کوئی تکلیف نہیں پہونچی۔ اس مثل کا حاصل یہ ہے کہ انسان اگر مومن ہے، صالح ہے تو اگرچہ کسی کافر و فاسق سے اس کا تعلق ہو اسے کوئی ضرر نہیں پہنچتا۔

دوسرا تذکرہ حضرت مریم کا ہے فرمایا گیا کہ انھوں نے اپنے ایمان کو بھی سلامت رکھا اور کردار کو بھی اعلیٰ بنائے رکھا، اللہ نے انھیں یہ کرامت بخشی کہ ان کے شکم پاک میں اپنی روح پھونکی اور اپنے عہد کی تمام عورتوں پر ان کو فضیلت دی۔ وکانت من القانتین یعنی من القوم القانتین مقام کا مقتضا یہ تھا کہ من القانتات فرمایا جاتا من القانتین فرما کر اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ عبادت و طاعت پر آتی

عہ ثانی الطب ۔ باب من اکتوی او کوی ص ۸۵۰ ۔ اول ۔ الانبیاء ۔ باب وفاۃ موسیٰ ص ۴۸۴ ۔ ثانی الرقاق ۔ باب یدخل الجنۃ سبعون الفا بغیر حساب ص ۹۶۸ ۔ الرقاق ۔ باب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ص ۹۵۸ الادب ۔ باب من لم یرق ص ۸۵۶ مسلم ۔ ایمان، ترمذی، زہد، نسائی، طب ۔

پابندی کرتی تھیں کہ مردوں کے ہمدوش ہوگئیں ۔

حدیث ۱۸۱۰

عَنْ مُرَّۃَ الْھَمْدَانِیْ عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ

نے فرمایا مردوں میں بہت سے لوگ کامل ہوئے اور عورتوں میں صرف فرعون کی اہلیہ آسیہ

کَثِیْرٌ وَلَمْ یَکْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا آسِیَۃُ امْرَأَۃُ فِرْعَوْنَ وَمَرْیَمُ بِنْتُ

اور مریم بنت عمران کامل ہوئیں اور عائشہ کی برتری عورتوں پر ایسی ہے

عِمْرَانَ وَاِنَّ فَضْلَ عَائِشَۃَ عَلَی النِّسَاءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی

جیسے ثرید کی برتری عام کھانوں پر ہے ۔

سَائِرِ الطَّعَامِ ۔ عہ

تشریحات ۱۸۱۰

کچھ علماء نے اس حدیث سے استدلال فرمایا ہے کہ حضرت آسیہ حضرت مریم نبیہ تھیں اس لئے کہ انسانیت کے کمال کا درجہ نبوت ہے حضرت امام ابوالحسن اشعری سے ایک روایت ہے کہ چھ عورتیں نبی ہوئی ہیں ۔ حوا ، سارہ ، ہاجرہ ، ام موسیٰ ، آسیہ ، مریم ، اس پر کچھ لوگوں نے اس سے استدلال کیا ہے کہ سورۂ مریم میں پہلے حضرت مریم کا تذکرہ ہوا پھر کچھ اور انبیائے کرام کا اس کے بعد فرمایا گیا ۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ (سورۂ مریم آیت ۵۸) یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا انبیاء میں سے ۔ مگر صحیح یہ ہے کہ اس پر اجماع امت ہے کہ نہ کوئی عورت نبی ہوئی اور نہ شرعاً ہو سکتی ہے حدیث میں کَمُلَ سے مراد اس اعلیٰ درجہ کا حصول ہے جو عورتوں کے شان کے لائق ہے نبوت چونکہ عورتوں سے اعلیٰ مقام ہے اس لئے وہ مراد نہیں ہو سکتا حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ نبوت کے سوا جتنے کمالات مردوں یا عورتوں کو ملنے ممکن ہیں وہ سب ان دونوں خاتون کو حاصل ہیں ۔ اور آیت کا جواب یہ ہے کہ اولٰئک کا اشارہ صرف انبیائے کرام کی جانب ہے ۔

فضل عائشۃ علی النساء ۔ اس حدیث میں النساء جمع ہے جس پر الف لام استغراق کا ہے جو اگ

عہ باب واذ قالت الملائکۃ یا مریم ص ۴۸۹ مناقب فضل عائشہ ص ۵۳۲ ثانی باب الاطعمۃ باب الثرید ص ۸۱۵ مسلم فضائل طعم ۔ نسائی مناقب عشرۃ النساء ۔ ابن ماجہ اطعم ۔

تمام عورتوں حتی کہ حضرت آسیہ و مریم کو بھی شامل ہے جس کا مفاد یہ ہوا کہ حضرت عائشہ مطلقاً تمام عورتوں سے افضل ہیں اگرچہ اس میں اختلاف ہے جس پر قدرے گفتگو نزہۃ القاری جلد اول ۱۸۶ - ۱۸۸ پر گذر چکی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مدار فضیلت قرب الٰہی اور علم اور صلاح اور تقویٰ ہے اور یہ تینوں باتیں حضرت عائشہ میں بدرجہ اتم موجود ہیں اس لئے فضیلت ان کو مطلقاً حاصل ہے ان کے اندر تین خصوصیتیں ایسی تھیں جو کسی بھی خاتون میں نہ تھیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کے ساتھ بہ نسبت دیگر ازواج کے زیادہ محبت تھی علم اجتہاد میں دنیا کی ساری عورتوں سے بڑھی ہوئی تھیں حضرات خلفاء راشدین کے عہد میں فتویٰ دیتی تھیں اجلہ صحابہ کرام و تابعین عظام مشکل سے مشکل دقیق سے دقیق مسائل میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے اور تسلی بخش جواب بھی پاتے تھے آپ سے بہ نسبت عورتوں کے سب سے زیادہ حدیثیں مروی ہیں۔ علماء نے فرمایا کہ دین کا چوتھائی حصہ آپ سے مروی ہے۔

ثرید۔ گوشت کے شوربے میں روٹی توڑ کر بنایا جاتا ہے۔ یہ کھانا انتہائی لذیذ بھی ہوتا ہے اور کھانے میں سہل زود ہضم ان خصوصیات کی وجہ سے اہل عرب کو سب کھانوں سے زیادہ پسند تھا اسی لئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی افضلیت کی تمثیل میں اسے ذکر فرمایا۔

باب قولہ اِنَّ قَارُوْنَ کَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰی ص ۴۸۲ بیشک قارون موسیٰ کی قوم سے تھا۔

توضیح باب قارون عجمی اسم ہے جیسے ہارون علمیت اور عجمیت کی بناء پر غیر منصرف ہے اور کچھ لوگوں نے جو یہ کہا کہ عربی ہے قرن سے فاعول کے وزن پر یہ غلط ہے کیونکہ سوائے علمیت کے اور کوئی سبب منع صرف نہیں پایا جائے گا۔ پھر اس کو منصرف ہونا لازم تھا علاوہ ازیں جب یہ بنی اسرائیل کا فرد ہے تو اس کے نام کے عربی ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس کا رشتہ کیا تھا اس بارے میں چند اقوال ہیں حضرت موسیٰ کا چچا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا یصہر کا بیٹا تھا انکی خالہ کا بیٹا تھا یہ نہایت خوبصورت حسین و جمیل آدمی تھا اسکو منور کہتے تھے۔ اور بنی اسرائیل میں توریت کا سب سے بڑا قاری تھا لیکن سامری کی طرح منافق بھی تھا۔ ناداری کے زمانہ میں نہایت متواضع اور با اخلاق تھا۔ دولت ہاتھ آتے ہی اس کا حال بدل گیا۔ اور کہا گیا ہے کہ فرعون نے اس کو بنی اسرائیل پر حاکم بنا دیا تھا۔ یہ وہی بدنصیب و بدبخت ہے جس نے ایک بدکردار عورت کو پیسہ دے کر اس پر آمادہ کیا تھا کہ اپنے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو متہم کرے۔ اس کو حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون سے اس بناء پر حسد ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی تھے ان کے لئے نبوت تھی۔ اور حضرت ہارون کے ذمہ قربانیاں کرانی تھیں۔ اسے کوئی منصب نہیں ملا۔ اس پر اس نے حضرت موسیٰ سے بغاوت کی۔ یہ اتنا مالدار تھا کہ اس کے خزانے کی کنجیاں اونٹوں کی ایک جماعت پر بھاری پڑتی تھیں۔ قرآن مجید میں عُصْبَہ کا لفظ آیا ہے۔ جس کے معنی دس سے لے کر چالیس تک کے ہیں اور ایک کنجی انگلی کے برابر تھی لَتَنُوْءُ۔ لَتَثْقُلُ۔ بھاری ہوتی تھی۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اُوْلِی الْقُوَّۃِ لَا یَرْفَعُھَا الْعُصْبَۃُ مِنَ الرِّجَالِ۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ طاقت ور مردوں کی ایک جماعت اسے نہیں اٹھا سکتی تھی۔

يُقَالُ الْفَرِحِيْنَ۔ الْمَرِحِيْنَ۔ اترانے والے وَيْكَانَ اللّٰهَ مِثْلُ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ يُوَسِّعُ عَلَيْهِ وَيُضَيِّقُ۔ وَيْكَانَ اللّٰهَ ایسے ہی ہے جیسے الم تر الیٰ آخر الآیۃ ہے۔ یعنی اظہار تعجب کے لئے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے قارون سے فرمایا کہ تجھ پر تیرے اموال کا ہزارواں حصہ زکوٰۃ فرض ہے تو اس نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کیا میں پوری زکوٰۃ دوں گا۔ لیکن جب گھر جا کر حساب لگایا تو یہ بھی بہت بڑی رقم ہوتی تھی لہٰذا اس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اس کے بعد اس نے بنی اسرائیل کو جمع کر کے ان سے کہا کہ تم لوگ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ہر بات مانتے آئے۔ بولو کیا کہتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ آپ ہمارے بڑے ہیں۔ جو چاہیں حکم دیں اس نے ان سے کہا فلانی آوارہ عورت کے پاس جاؤ اور اس کو اس پر آمادہ کرو کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر تہمت لگائے اس کے عوض وہ جتنا مال چاہے لے لے۔ قارون نے اس عورت کو ہزار اشرفیوں کا اور دوسرے بہت سے وعدے کر کے اس پر آمادہ کر لیا۔ دوسرے دن قارون نے بنی اسرائیل کو جمع کیا پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس آیا کہ بنی اسرائیل آپ کا انتظار کر رہے ہیں آپ چل کر انھیں وعظ و نصیحت کیجئے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بنی اسرائیل کے مجمع میں تشریف لے گئے اور یہ وعظ فرمایا کہ اے بنی اسرائیل جو چوری کرے گا اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے اور جو کسی پر زنا کی تہمت لگائے گا اس کی سزا ۸۰ کوڑے ہیں اور اگر کوئی کسی کے ساتھ زنا کرے گا۔ اگر وہ شادی شدہ نہیں تو اسے ۱۰۰ کوڑے مارے جائیں گے اور اگر شادی شدہ ہے تو اس کو سنگسار کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ مر جائے۔

یہ سنتے ہی قارون کھڑا ہو گیا اور کہا حضور یہ حکم سب کے لئے ہے خواہ حضور ہی کیوں نہ ہوں۔ فرمایا یہ حکم سب کے لئے ہے۔ اگرچہ خود میں کیوں نہ ہوں۔ اب قارون نے کہا کہ بنی اسرائیل کہتے ہیں کہ آپ نے فلاں بدچلن عورت کے ساتھ بدکاری کی ہے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اسے بلاؤ وہ جب حاضر ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس سے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے بنی اسرائیل کے لئے دریا پھاڑا اور اس میں راستے بنائے اور توراۃ نازل فرمائی سچ سچ بتا۔ رعب نبوت سے وہ عورت ڈر گئی اور اس نے صاف صاف یہ کہدیا کہ قارون جو کچھ کہنا چاہتا ہے اللہ عزوجل کی قسم یہ غلط اور سراسر جھوٹ ہے اور اس نے آپ پر تہمت لگانے کے عوض بہت بھاری رقم دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اس سازش پر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم روتے ہوئے سجدہ میں گر پڑے اور یہ عرض کرنے لگے یارب اگر میں تیرا رسول ہوں تو قارون پر غضب نازل فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس وحی بھیجی میں نے زمین کو آپ کے تابع فرمان کر دیا ہے آپ جو چاہیں اسے حکم دیں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بنی اسرائیل سے فرمایا جو قارون کا ساتھی ہو اس کے ساتھ اس کی جگہ رہے اور جو میرا ساتھی ہے قارون سے جدا ہو کر میرے پاس آ گئے۔ اس ارشاد پر سوائے دو شخصوں کے سب قارون سے جدا ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے زمین کو حکم دیا کہ اس کو پکڑ لے یہ فرماتے ہی وہ تینوں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے پھر آپ نے زمین سے فرمایا پکڑ لے تو کمر تک دھنس گئے آپ یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ وہ لوگ گردنوں تک دھنس گئے وہ سب بہت

ت وسماجت کرتے رہے۔ قارون نے رشتہ داری کا واسطہ دیا مگر حضرت موسیٰ کا جلال کم نہ ہوا اور قارون اور اس ے ساتھی زمین میں دھنستے چلے گئے یہاں تک کہ وہ بالکل دھنس گئے اور زمین برابر ہوگئی۔ قتادہ نے کہا کہ قیامت ک وہ اسی طرح دھنستے چلے جائیں گے اب اس پر بنی اسرائیل کے مسخروں نے یہ کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والتسلیم نے قارون کو اس لئے زمین میں دھنسایا ہے کہ ان کے مکان اور اموال اپنے قبضہ میں کرلیں۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والتسلیم کو جلال آیا تو آپ نے اس کے مکان مع خزانہ واموال زمین میں دھنسا دیا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِلٰی مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا۔ ص ۴۸۴	اور ہم نے مدین والوں کی جانب انکے ہم قوم شعیب کو بھیجا

توضیح باب حضرت شعیب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور یہ عرب العاربہ سے ہیں اور ان کی قوم اہل مدین ڈاکو تھے۔ قافلے والوں کو لوٹتے تھے اور ناپ اور تول میں کمی کرتے تھے۔ اور اُچکے تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے انھیں یہ ہدایت کی صرف اللہ کی عبادت کرو۔ اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ جانو۔ اور اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں ناپ تول میں کمی نہ کرو۔ میں تم کو آسودہ دیکھتا ہوں۔ اور میں تم کو گھیرنے والے دن کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری کرو۔ اور زمین میں فساد نہ مچاتے پھرو۔ اس کے جواب میں انھوں نے کہا اے شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ داداؤں کے خداؤں کو چھوڑ دیں۔ جی ہاں آپ بہت عقلمند معلوم ہو رہے ہیں۔ اگر آپ کا کنبہ نہ ہوتا ہم آپ پر پتھراؤ کر دیتے اور آپ کی ہماری نگاہ میں کچھ عزت نہیں۔ اس پر حضرت شعیب نے فرمایا۔ کیا میرے کنبے کا دباؤ تم پر اللہ عزوجل سے زیادہ ہے۔ اور اسے تم نے اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا ہے۔ بالآخر حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ان کے لئے دعاء ہلاکت کی اور یہ سب عذاب سے دوچار کر دیئے گئے۔ ہوا یہ کہ ان کو سخت گرمی پہنچی جس سے پریشان ہو کر گھروں سے باہر نکل پڑے تو ایک بادل آیا جو ان پر سایہ کر رہا تھا۔ یہ سب اس کے نیچے جمع ہو گئے اسی اثنا میں اس حصہ پر زلزلہ آیا اور اوپر سے سخت جان لیوا چیخ ہوئی جس کی وجہ سے سب مر گئے۔ حضرت شعیب کی عمر مبارک ایک سو چالیس سال ہوئی عذاب کے بعد یہ اپنی قوم میں ایک زمانہ دراز تک رہے اسی اثنا میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والتسلیم ان کے پاس آئے۔ پھر یہ مکہ معظمہ چلے گئے وہیں ان کا وصال ہوا اور مسجد حرام میں حجر اسود کے اردگرد کہیں دفن کئے گئے۔

اِلٰی اَهْلِ مَدْيَنَ لِاَنَّ مَدْيَنَ بَلَدٌ وَمِثْلُهٗ وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ وَاسْئَلِ الْعِيْرَ يَعْنِيْ اَهْلَ الْقَرْيَةِ وَاَهْلَ الْعِيْرِ۔	اِلٰی مَدْيَنَ سے مراد یہ ہے کہ اہل مدین کی جانب رسول بنا کر بھیجے گئے۔ اس لئے کہ مدین ایک شہر ہے۔ اسی کے مثل ہے۔ وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ وَاسْئَلِ الْعِيْرَ۔ یعنی بستی والوں سے اور قافلہ والوں سے پوچھو۔
وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا لَمْ تَلْتَفِتُوْا اِلَيْهِ وَيُقَالُ اِذَا لَمْ تَقْضِ حَاجَتَهٗ ظَهَرْتَ حَاجَتِيْ وَجَعَلْتَنِيْ	ان کی جانب تم نے التفات نہیں کیا جب تم کسی کی حاجت پوری نہ کرو تو وہ کہے گا میں نے اپنی حاجت کا تم سے

ظِهْرِيًّا وَالظِّهْرِيُّ اَنْ تَاْخُذَ مَعَكَ دَابَّةً اَوْ وِعَاءً تَسْتَظْهِرُ بِهٖ مَكَانَتُكُمْ وَمَكَانُكُمْ وَاحِدٌ۔ يَغْنَوْا يَعِيْشُوْا۔ تَاْسَ تَحْزَنْ اٰسٰى۔ اَحْزَنُ۔ وَقَالَ الْحَسَنُ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ يَسْتَهْزِءُوْنَ بِهٖ۔ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَيْكَةُ الْاَيْكَةُ يَوْمُ الظُّلَّةِ اِظْلَالُ الْعَذَابِ عَلَيْهِمْ

اظہار کیا اور تو نے مجھے پس پشت ڈال دیا۔ اور ظہری اس جانور اور اس برتن کو بھی کہا جاتا ہے جسے اپنے ساتھ رکھا جاتا ہے کہ وقت پر اس سے کام لیا جائے مکانتکم اور مکانکم دونوں ایک معنی میں ہیں۔ یغنوا کا معنی یعیشوا ہے یعنی خوشگوار زندگی گذاریں۔ تاس کے معنی یہ ہیں کہ غم کرے۔ حضرت شعیب سے ان کی قوم نے کہا، آپ تو عقلمند نیک چلن ہیں اس سے ان کا مقصود استہزا تھا اور مجاہد نے کہا کہ لیکۃ اور الایکۃ ایک ہی چیز ہے۔ ایک جگہ کا نام ہے یوم الظلۃ سے مراد وہ دن ہے جس دن عذاب نے ان پر سایہ کیا تھا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ وَهُوَ مُلِيْمٌ۔

اللہ عز وجل کے اس ارشاد کا بیان کہ بے شک یونس رسولوں میں سے ہے۔ وھو ملیم تک

توضیح باب حضرت ابن عباس اور وہب کا قول ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم سے عذاب کا وعدہ فرمایا تھا۔ اس میں تاخیر ہوئی تو آپ قوم سے چھپ کر بستی سے نکل گئے اور ایک کشتی میں بیٹھ کر دریا کا سفر شروع فرمایا۔ بیچ دریا میں کشتی ٹھہر گئی۔ ملاحوں نے بہت کوشش کی مگر کشتی اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوئی کشتی کے ٹھہرنے کا کوئی سبب بھی ظاہر نہ ہوا ملاحوں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی غلام اپنے آقا سے بھاگا ہوا کشتی میں آگیا ہے۔ کون ہے بتائے جب کوئی نہیں بولا تو قرعہ اندازی ہوئی۔ قرعہ آپ ہی کے نام نکلا اب آپ نے فرمایا میں ہی وہ غلام ہوں جو اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہوں۔ دستور یہ تھا۔ جب تک ایسے غلام کو دریا میں پھینک نہیں دیا جاتا کشتی آگے نہیں بڑھتی چنانچہ ملاحوں نے آپ کو دریا میں ڈال دیا۔ کشتی آگے بڑھ گئی اور آپ کو مچھلی نے نگل لیا۔

قَالَ مُجَاهِدٌ مُذْنِبٌ۔ امام مجاہد نے فرمایا کہ ملیم کے معنی مذنب یعنی گنہگار کے ہے مراد یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنے آپ کو گنہگار تصور کرکے اپنے نفس کو ملامت فرماتے رہے ان کی شان کے لائق یہ نہ تھا کہ عذاب آنے میں جب تاخیر ہوئی اور قوم نے ان کا استہزا کیا تو انہیں چھوڑ کر چلے آتے ان کے منصب رفیع کے لائق یہی تھا۔ کہ وہ قوم کی ایذا پر صبر کرتے اور اللہ کی مدد کا انتظار کرتے۔

اَلْمَشْحُوْنُ۔ اَلْمُوْقَرُ۔ بھری ہوئی کشتی فَلَوْ لَا اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ۔ یعنی حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مچھلی کے پیٹ میں تسبیح کرنے والے نہ ہوتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہ جاتے۔ مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والتسلیم یہ دعا پڑھتے تھے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ سوائے تیرے کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بے شک مجھ سے ایک بے جا کام ہوگیا۔ مطلب یہ ہوا کہ جب ان کی قوم نے دعوت قبول نہیں کی اور کفر پر اڑے رہے تو انھوں نے اپنے اجتہاد سے یہ سمجھا اب مجھے ہجرت جائز ہے۔ لیکن ان کے منصب کے لائق یہ تھا کہ وہ اللہ کے حکم کا انتظار فرماتے۔ بغیر اذن الٰہی ہجرت کر دی یہ ان کے منصب رفیع کے

کے اعتبار سے بیجا کام تھا۔

فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ بِوَجْهِ الْاَرْضِ وَهُوَ سَقِيْمٌ وَاَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَقْطِيْنٍ مِنْ غَيْرِ ذَاتِ اَصْلٍ اَلدُّبَّاءُ وَنَحْوُهُ۔

تو ہم نے ان کو مچھلی کے پیٹ سے زمین پر پہنچا دیا وہ بہت ہی کمزور تھے تو ہم نے ان کے اوپر ایک بیل اگا دیا۔ یقطین اسی نبات کو کہتے ہیں جس کا تنا نہ ہو۔ بیلدار ہو زمین پر پھیلے جیسے کدو وغیرہ۔ مدت دراز تک مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے ان کا جسم مبارک خصوصاً کھال بہت نرم ہو گئی تھی اندیشہ تھا مکھیاں بیٹھیں جس سے انھیں اذیت ہوتی تو اللہ عزوجل نے کدو کا درخت اگا دیا اس کے قریب مکھیاں نہیں جاتیں۔

وَاَرْسَلْنَاهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنَاهُمْ اِلٰى حِيْنٍ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ۔ كَظِيْمٌ وَهُوَ مَغْمُوْمٌ۔

اور ہم نے ان کو بھیجا ایک لاکھ اور کچھ زائد کی جانب وہ لوگ ایمان لائے اور ہم نے ان کو ایک زمانہ تک فائدہ حاصل کرنے کے لئے موقع دیا اور مچھلی والے کے مثل نہ ہونا جب کہ انھوں نے پکارا اس حال میں کہ وہ غمزدہ تھے۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ

كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ يَتَعَدَّوْنَ۔ يَتَجَاوَزُوْنَ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا۔ شَوَارِعَ وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ خَاسِئِيْنَ بِبَئِيْسٍ شَدِيْدٍ۔ ص ۴۸۵

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان اور ان سے پوچھو ان بستی والوں کا حال جو سمندر کے کنارے تھی جب وہ ہفتہ کے دن کے بارے میں حد سے تجاوز کرتے تھے جب کہ ان کی مچھلیاں ہفتہ کے دن پانی پر تیرتی ہوئی آتی تھیں اور ہفتہ کا دن نہ ہو تو نہیں آتی تھیں۔ خاسئین تک۔

توضیح باب یہ واقعہ اصحاب ایلہ کا ہے مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ بستی کون سی تھی۔ اس سلسلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تین اقوال ہیں۔ پہلا یہ ہے کہ یہ بستی مدینہ طیبہ اور مصر کے درمیان تھی دوسرا یہ ہے کہ مدین اور طور کے درمیان تھی۔ تیسرا یہ ہے کہ وہ بستی خود مدین ہے۔ امام زہری نے کہا کہ وہ قریہ طبریہ ہے جو شام میں ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ ایلہ ہے۔ جمہور نے کہا کہ وہ قریہ مذکورہ ایلہ ہے جو مکہ اور مصر کے درمیان حاجیوں کے راستہ میں پڑتا ہے۔ بنی اسرائیل کے مذہب میں سنیچر بہت متبرک اور معظم دن ہے اس لئے ان کو سنیچر کے دن کسی چیز کا شکار کرنا منع تھا۔ حتی کہ مچھلیوں کا بھی۔ مگر ان کے لئے مشکل یہ تھی کہ ہفتہ کے دن مچھلیاں پانی کے اوپر تیرتی ہوئی دکھائی دیتی تھیں اور دوسرے دنوں میں ایک بھی نظر نہ آتی تھیں۔ ان لوگوں نے ایک ترکیب کی کہ دریا کے کنارے ایک چھوٹا سا گڑھا بنا لیا جسے پانی سے بھر دیا جمعہ کو شام سے پہلے پہلے جس راستے سے گڑھے میں پانی آتا اس کے حد فاصل کو توڑ دیتے سنیچر کو پانی کے ساتھ مچھلیاں بھی گڑھے میں آجاتیں سنیچر کی شام کو اسے بند کر دیتے اور اتوار کی صبح کو گڑھے کی سب مچھلیاں پکڑ لیتے اس سلسلے میں ان کے اندر تین گروہ ہو گئے ایک وہی جو شکار کرتا اور خوب مچھلیاں کھاتا۔ ایک وہ جو انھیں سختی سے منع کرتا۔ تیسرا صلح کل۔ نہ ایں کار کنم نہ انکار کنم۔ خود شکار نہیں کرتے اور شکار کرنے والوں کو منع بھی نہیں کرتے تھے۔ بالآخر منع کرنے والوں نے شکار کرنے والوں سے اپنے سارے

تعلقات منقطع کرلئے اپنے گھر الگ کرلئے بیچ میں دیوار قائم کرلی دونوں کے الگ الگ دروازے تھے جب حضرت داؤد کو اس کا علم ہوا تو انھوں نے شکار کرنے والوں پر لعنت کی۔ پھر ایک دن ایسا ہوا کہ خطا کار اپنے گھروں سے نہیں نکلے اطاعت شعاروں نے دیواروں پر چڑھ کر دیکھا وہ سب بندر ہو چکے تھے۔ یہ بندر ہونے والے اپنے رشتہ داروں کو پہچانتے تھے۔ ان کے کپڑے آکر سونگھتے تھے اطاعت شعاروں نے ان سے کہا کیا ہم تم کو اس سے منع نہیں کرتے تھے تو انھوں نے سر کے اشارہ سے بتایا کہ ضرور منع کیا تھا اس کے بعد وہ سب جو بندر ہو گئے تھے مر گئے معذبین کی نسل باقی نہیں رہتی۔ خاسئین کے معنی سخت مایوس کے ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اٰتَيْنَا دَاؤُدَ زَبُوْرًا الزُّبُرُ الْكُتُبُ وَاحِدُهَا زَبُوْرٌ وَزَبَرْتُ كَتَبْتُ۔

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان اور ہم نے داؤد کو زبور عطا فرمائی۔ الزبر کے معنی کتابیں ہیں اس کا واحد زبور ہے۔ زبرت کے معنی لکھا میں نے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاؤُدَ مِنَّا فَضْلًا يَا جِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ قَالَ مُجَاهِدٌ سَبِّحِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ اَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ الدُّرُوْعَ۔ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ الْمَسَامِيْرِ وَالْحَلَقِ لَا تُدِقِّ الْمِسْمَارَ فَيَتَسَلْسَلُ وَلَا تُعَظِّمْ فَيَقْصِمُ۔

اور ہم نے داؤد کو اپنی جانب سے اپنا بڑا فضل دیا اے پہاڑو! ان کے ساتھ رجوع کرو امام مجاہد نے فرمایا یعنی ان کے ساتھ تسبیح پڑھو۔ اور پرندے اور ہم نے انکے لئے لوہے کو نرم کر دیا وسیع زرہیں بناؤ اور بنانے میں اندازے کا لحاظ رکھو۔

یعنی کیلوں اور حلقوں کا۔ کیلیں بہت پتلی مت رکھو کہ ڈھیلی رہیں اور نہ موٹی بناؤ کہ ٹوٹ جائیں۔ اَفْرِغْ، اَنْزِلْ۔ افرغ کے معنی ہیں اتار۔ طالوت جالوت کے قصے میں ہے کہ جب دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا تو اصحاب طالوت نے یہ دعا کی تھی رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا اے اللہ ہم پر صبر نازل فرما۔ اس لشکر میں حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تھے۔ بَسْطَةً زِيَادَةً وَّفَضْلًا۔ بسطۃ کے معنی زیادتی اور فضیلت کے ہیں۔ طالوت کے بادشاہ بنائے جانے میں وجہ ترجیح میں فرمایا تھا۔ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ، اللہ تعالیٰ نے طالوت کو علم اور جسم میں زیادتی عطا فرمائی۔

۱۸۱۱ **حدیث**

حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُفِّفَ عَنْ دَاؤُدَ
فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام پر قرآن یعنی زبور کا پڑھنا آسان کر دیا گیا تھا وہ اپنے جانوروں پر زین کسنے کا
الْقُرْاٰنُ فَكَانَ يَاْمُرُ بِدَوَابِّهٖ فَتُسْرَجُ فَيَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ قَبْلَ اَنْ
حکم دیتے اور قرآن پڑھنا شروع فرماتے اور زین کسنے سے پہلے پورا پڑھ لیتے۔ اور اپنے ہاتھ کی

تَسْرَجُ دَوَابُّہٗ وَلَا یَاْکُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ عہ

کمائی ہی سے کھاتے تھے۔

تشریحات

۱۸۱۱ **القرآن** ۔ اس سے مراد توراۃ یا زبور ہے نبی کو جو کتاب دی جاتی ہے اس پر قرآن کا اطلاق ہوتا ہے۔ بِدَوَابِّہٖ ۔ تفسیر کی روایت میں بِدَابَّتِہٖ واحد ہے۔ بدوابہ کی توجیہ یہ ہے کہ اس سے مراد ہمراہیوں اور خدام کے جانور ہیں۔ یہ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ تھا کہ تھوڑے زمانے میں عمل کثیر کر لیا کرتے تھے اس کو طیِّ زمان کہتے ہیں۔ یہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم اور اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو بطور اعجاز و کرامت عطا ہوتا ہے۔

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کو بھی یہ کرامت عطا ہوئی تھی۔ خود الفیوض المکیہ میں تحریر فرمایا ہے ایک فقیر قادری کو غسل کی حاجت تھی جب آنکھ کھلی تو سورج نکلنے میں صرف دس منٹ باقی تھے فقیر قادری نے بطریق مسنون مستحب غسل کیا چونکہ وہ نزلہ کا مریض ہے اس لئے بدن کو باطمینان اچھی طرح تولیہ سے پوچھا جاڑے کا موسم تھا اس کے لحاظ سے کئی کپڑے پہنے ہوئے تھا غسل سے پہلے ان کثیر کپڑوں کو اتارا غسل کرنے کے بعد ان سب کپڑوں کو پہنا جب باہر نکلا تو دیکھا کہ وقت وہی ہے یعنی سورج نکلنے میں دس منٹ باقی ہے یہ ایک خاص واقعہ ہے اعلیٰ حضرت کی کثیر تصانیف پر اگر نظر کی جائے اور اعلیٰ حضرت کی عمر مبارک پر تو جس تحقیق و تنقیح و تفصیل کے ساتھ ان کی تصانیف تقریباً لاکھ صفحات پر مشتمل ہیں یہ سب اس کی دلیل ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو طیِّ زمان حاصل تھا اتنی مدت میں اتنی کثیر تصانیف ایک شخص کی بس کی بات نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بھی اسی قسم کی روایت ہے۔

باب وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗ اَوَّابٌ (الیٰ) وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۔ ص ۴۸۶

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان۔ اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کرو جو نعمتوں والے تھے بیشک وہ بہت رجوع کرنے والے تھے

توضیح باب اللہ عزوجل نے پہاڑ اور پرندے حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے مسخر فرما دیا تھا وہ جہاں تشریف لے جاتے ساتھ ساتھ پہاڑ اور پرندے بھی جاتے اور ان کے ساتھ تسبیح کرتے۔ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ننانوے بیویاں تھیں۔ اس کے باوجود آپ نے ایک ایسی عورت کو پیام دیا جسے ایک مسلمان پیام دے چکا تھا جب آپ کا پیام پہنچا تو عورت کے اعزہ و اقارب نے آپ کا پیام منظور کر لیا اور اس مسلمان کا رد کر دیا اس عورت کا آپ سے نکاح ہو گیا ایک روایت یہ ہے کہ ایک عورت ایک مسلمان کے نکاح میں تھی حضرت داؤد علیہ السلام نے اس مسلمان سے اپنی رغبت ظاہر فرمائی اور چاہا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے۔ اس نے آپ کا لحاظ کرتے ہوئے اس عورت کو طلاق دے دیا پھر بعد عدت حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے نکاح کر لیا

عہ ثانی تفسیر بنی اسرائیل باب قولہ واٰتینا داؤد زبورا ص ۶۸۵

اس میں شرعاً کوئی خرابی نہیں، اور اس زمانہ میں وہاں کا یہ دستور بھی تھا مگر چونکہ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نبی تھے منصب نبوت کے مناسب نہ تھا اس لئے اس پر آپ کو آگاہ کیا گیا اس کی صورت یہ ہوئی کہ حضرت داؤد علیہ السلام محراب میں معروف عبادت تھے۔ کہ دو فرشتے کود کر مدعی مدعیٰ علیہ کی شکل میں حاضر ہوئے انھیں دیکھ کر حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر کچھ گھبراہٹ طاری ہوئی تو انھوں نے عرض کیا گھبرائیں نہیں ہم دو فریق ہیں ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے ہمارا حق کے مطابق فیصلہ فرما دیں ہمارے اس بھائی کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دنبی ہے اب یہ کہتا ہے کہ اپنی یہ دنبی بھی مجھے دیدے اور مجھ پر دباؤ ڈال رہا ہے یہ سن کر حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اتنی دنبیوں کے ہوتے ہوئے تیری ایک دنبی کو مانگ کر اس نے تم پر ظلم کیا۔ یہ سنتے ہی دونوں فرشتے غائب ہوگئے اس پر حضرت داؤد علیہ السلام کو تنبہ ہوا اور سمجھ گئے کہ یہ ہماری جانچ کے لئے آئے تھے تو انھوں نے رب کے حضور معافی مانگی اور سجدے میں گر پڑے اور اللہ کی طرف رجوع کیا اللہ عزوجل نے انھیں معاف فرمایا۔

قَالَ مُجَاهِدٌ اَلْفَهْمُ فِی الْقَضَاءِ ۔ فصل فی الخطاب کا معنیٰ فیصلہ کی سمجھ ہے۔

وَلَا تُشْطِطْ

وَلَا تُسْرِفْ وَاهْدِنَا اِلٰی سَوَاءِ الصِّرَاطِ اِنَّ هٰذَا اَخِیْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً يُقَالُ لِلْمَرْاَةِ نَعْجَةٌ وَيُقَالُ لَهَا اَيْضًا شَاةٌ وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا مِثْلُ وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ضَمَّهَا وَعَزَّنِیْ غَلَبَنِیْ صَارَ اَعَزَّ مِنِّیْ اَعْزَزْتُهٗ جَعَلْتُهٗ عَزِيْزًا فِی الْخِطَابِ يُقَالُ الْمُحَاوَرَةُ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰی نِعَاجِهٖ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ ۔ الشُّرَكَآءِ فُتِنَّاهُ ۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِخْتَبَرْنَاهُ وَقَرَءَ عُمَرُ فَتَّنَّاهُ بِتَشْدِيْدِ التَّاءِ ۔ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۔

حد سے آگے نہ بڑھو زیادتی نہ کرو سیدھا راستہ بتائیے ہمارے اس بھائی کی ننانوے بیویاں ہیں۔ عورت دنبی کو کہا جاتا ہے۔ اور اس کو بکری بھی کہا جاتا ہے۔ اور میرے پاس ایک ہی دنبی ہے اب یہ کہتا ہے کہ یہ مجھے دیدو یہ ایسے ہی جیسے وکفلھا زکریا ہے یعنی زکریا نے مریم کو اپنی پرورش میں لے لیا۔ یعنی یہ مجھ پر غالب ہو گیا۔ اعززتہ کے معنی ہیں میں نے اس کو غالب کر دیا بات کرنے میں۔ تیری دنبی کو اپنی دنبیوں کے ساتھ ملانے کے لئے سوال کر کے اس نے تجھ پر ظلم کیا۔ اور بیشک بہت شرکا ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ فتنا کے معنی یہ ہے کہ ہم نے اسے آزمایا۔ اور حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فتّناہ تاء کی تشدید کے ساتھ پڑھا۔ اب داؤد نے اپنے رب سے معافی مانگی اور سجدے میں گر پڑے۔ اور اللہ کی طرف رجوع ہوئے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ الرَّاجِعُ الْمُنِيْبُ ط ۲۸۶ ۔ وَقَوْلُهٗ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ ۔

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان۔ اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا فرمایا وہ اچھا بندہ ہے اور ہماری طرف رجوع ہونے والا ہے —— اور اس کے اس ارشاد کا بیان۔ اے رب مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو۔

حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی یہ دعا قبول ہوئی اللہ عزوجل نے ان کے قبضہ میں ہوا کو دی وہ جہاں چاہتے ہوا کو حکم دیتے۔ ہوا نرم نرم چلتی اور دیو ان کے قابو میں کر دیئے جن میں ہر قسم کے معمار غوطہ خور تھے اور کتنے دیو جرم میں سزا پاکر جکڑے گئے۔ تمام پرندے مسخر تھے جو ساتھ ساتھ چلتے رہتے فرش پر پورے لاؤ لشکر کے ساتھ تشریف فرما ہوتے وہ فرش سب کو صبح لے کر ایک ماہ کی مسافت پر لیجاتا۔ اور شام کو واپس لاتا۔ چنانچہ آپ صبح کو دمشق سے روانہ ہوتے تو دوپہر کو اصطخر میں قیلولہ فرماتے جو ملک فارس میں ہے اور دمشق سے ایک ماہ کی راہ پر اور شام کو اصطخر سے روانہ ہوتے تو شب کو کابل میں آرام فرماتے یہ بھی تیز سوار کے لئے ایک ماہ کی راہ ہے۔ آپ کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ جاری فرمایا۔ اور جن آپ کے سامنے کام کرتے۔ محرابیں تصویریں بڑے بڑے حوضوں کے برابر لگن اور لنگر دار دیگیں بناتے۔ آپ کے حکم سے بیت المقدس کی عمارت جنوں نے تعمیر کی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس جگہ کے متصل بیت المقدس کی بنیاد رکھی جہاں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا خیمہ نصب کیا گیا تھا۔ اس عمارت کی تکمیل سے پہلے ہی حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات کا وقت آ گیا تو آپ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ اسے مکمل کر دینا۔ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیاطین کو اس کی تعمیر میں لگا دیا۔ اسی اثنا میں آپ کی وفات کا زمانہ قریب پہنچا تو آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ ایسی صورت پیدا فرما دے کہ شیاطین پر میری وفات ظاہر نہ ہو جب تک اس عمارت کو مکمل نہ کر لیں اور نیز جنوں کو جو غیب دانی کا دعویٰ ہے وہ باطل ہو جائے اس دعا کے بعد آپ محراب میں داخل ہوئے اور اپنے عصائے مبارک پر ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے اور اسی حال میں آپ کا انتقال ہوا۔ جن یہ سمجھتے رہے کہ آپ نماز میں کھڑے ہیں۔ جنوں کو دن رات کام کرنا پڑا۔ پہلے تو صرف دن میں کام کرتے اور رات میں چھٹی مل جاتی سال بھر یہی حال رہا۔ جب بیت المقدس کی عمارت مکمل ہو گئی تو عصائے مبارک کو دیمک نے کھا لیا۔ اور آپ کا جسم مبارک زمین پر آ رہا۔ اور آپ کی وفات کا حال سب کو معلوم ہو گیا۔ اب جنوں کو کہنا پڑا کہ اگر ہم غیب جانتے تو اس عذاب میں کیسے گرفتار رہتے حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عمر مبارک ۵۳ سال کی ہوئی تیرہ سال کی عمر شریف میں تخت نشین ہوئے اور چالیس سال حکمرانی فرمائی۔

قولہٗ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمَانَ ۔ اس کے ارشاد کا بیان۔ اور یہودیوں نے اس کی پیروی کی جو شیطان پڑھا کرتے تھے سلیمان علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے عہد حکومت میں۔

حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے زمانہ میں۔ بنی اسرائیل جادو سیکھنے میں مشغول ہوئے تو آپ نے ان کو اس سے روکا اور ان کی کتابیں لے کر اپنی کرسی کے نیچے دفن کر دی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد شیاطین نے وہ کتابیں نکلوا کر لوگوں سے کہا کہ سلیمان علیہ السلام اسی کے زور سے سلطنت کرتے تھے بنی اسرائیل کے صلحاء و علمائے نے اس کا انکار کیا۔ لیکن ان کے جہال جادو کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا علم بتا کر اس کے سیکھنے پر ٹوٹ پڑے اور انبیائے کرام علیہم السلام کی کتابیں چھوڑ دیں۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام پر ملامت شروع کی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ تک اسی حال پر رہے اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی برأت میں یہ آیت نازل فرمائی جس کا

حاصل یہ ہے کہ جادو حضرت سلیمان کا علم نہیں بلکہ شیاطین کا علم ہے۔

وَقَوْلُهٗ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ وَّاَسَلْنَا لَهٗ اَذَبْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ الْحَدِيْدِ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ۔

اور سلیمان کے بس میں ہوا کو کر دیا جو صبح کو ایک ماہ کی راہ چلتی اور شام کو ایک ماہ کی راہ اور ہم نے سلیمان کے لئے اس کا چشمہ بہایا۔ قطر کے معنی تانبے کے بھی ہیں لوہے کے بھی اور جنوں میں وہ تھے جو ان کے سامنے کام کرتے ان کے رب کے حکم سے اور ان میں سے جو ہمارے حکم سے ہٹے گا اسے ہم بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب چکھائیں گے۔

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ قَالَ مُجَاهِدٌ بُنْيَانٌ مَا دُوْنَ الْقُصُوْرِ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ كَالْحِيَاضِ لِلْاِبِلِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَالْجَوْبَةِ مِنَ الْاَرْضِ۔ وَقُدُوْرٍ رَّاسِيَاتٍ اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا وَّقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ اِلَّا دَابَّةُ الْاَرْضِ الْاَرَضَةُ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ عَصَاهُ۔ فَلَمَّا خَرَّ اِلٰى فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ۔

اور سلیمان کے لئے بناتے تھے وہ جو چاہتے محرابیں مجاہد نے کہا محراب سے مراد عمارت ہے محل کے علاوہ اور تصویریں بناتے اور حوض کے مثل لگن یعنی اونٹوں کے حوض کے مثل اور ابن عباس نے فرمایا زمین کے بڑے گڈھوں کے مثل۔ اور لنگر دار دیگیں بناتے یعنی بہت بڑی بڑی، اے آل داؤد شکر کرو اور میرے بندوں میں شکر کرنے والے تھوڑے ہیں جن کو ان کی وفات کا پتہ نہیں دیا مگر دیمک نے جو ان کے عصا کو کھا گئی جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا جسم اقدس زمین پر آرہا تو جنوں پر یہ ظاہر ہو گیا کہ اگر وہ غیب جانتے تو رسوائی کے عذاب میں نہیں پھنسے

حُبَّ الْخَيْلِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ مِنْ ذِكْرِ رَبِّيْ فَطَفِقَ مَسْحًا يَمْسَحُ اَعْرَافَ الْخَيْلِ وَعَرَاقِيْبَهَا الْاَصْفَادُ الْوَثَاقُ۔ وَقَالَ مُجَاهِدٌ۔ الصَّافِنَاتُ صَفَنَ الْفَرَسُ رَفَعَ اِحْدٰى رِجْلَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ عَلٰى طَرَفِ الْحَافِرِ۔

گھوڑوں کی محبت نے میرے رب کے ذکر سے روک دیا مجھ کو۔ اس آیت میں عَنْ بمعنی مِنْ ہے۔ تو حضرت سلیمان ان گھوڑوں کی دُم اور گردن پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ الاصفاد۔ بیڑی۔ مجاہد نے کہا کہ صافنات کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ گھوڑے اپنے ایک پاؤں کو اٹھا کر اس کی کھر زمین پر رکھتے تھے یہ اصیل گھوڑوں کی خاصیت ہے۔

اَلْجِيَادُ السِّرَاعُ۔ تیز دوڑنے والے۔ جَسَدًا شَيْطَانًا۔ بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تھا میں آج رات اپنی نوے بیویوں پر دورہ کروں گا۔ ہر ایک حاملہ ہو گی۔ اور ہر ایک سے راہ خدا میں جہاد کرنے والا سوار پیدا ہو گا۔ مگر یہ فرماتے وقت زبان مبارک سے انشاء اللہ نہیں فرمایا تھا۔ تو کوئی بھی عورت حاملہ نہیں ہوئی سوائے ایک کے اور اس کو بھی ناقص الخلقت بچہ پیدا ہوا۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام نے انشاء اللہ

فرمایا ہوتا تو ان سب عورتوں سے لڑکے ہی پیدا ہوتے اور وہ راہِ خدا میں جہاد کرتے۔ اسی کو قرآن مجید میں فرمایا گیا۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ۔ اور ہم نے سلیمان کو آزمایا۔ اور ان کے تخت پر ایک بے جان جسم ڈال دیا۔ اس کے بعد وہ ہماری طرف رجوع ہوا۔

امام بخاری نے جسدًا کی تفسیر شیطانًا سے کی ہے۔ یعنی ہم نے ان کی کرسی پر شیطان کو ڈال دیا۔ اس سے انہوں نے ایک دوسری تفسیر کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شیطان سے فرمایا جس کا نام آصف تھا۔ تم لوگوں کو کیسے فتنے میں ڈالتے ہو اس نے کہا کہ اپنی انگوٹھی مجھے عطا فرمائیے تو میں آپ کو بتاؤں حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے انگوٹھی اس کو دے دی اس نے وہ انگوٹھی دریا میں پھینک دی۔ اور وہ جیسا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کرسی سے اتر پڑے تو یہ شیطان کرسی پر بیٹھ گیا۔ یہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شکل بنا کر کرسی پہ بیٹھا تھا۔ لیکن اس کو یہ قدرت نہیں ہوئی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ازواج کے قریب جاسکے۔ یہ بات ان کی والدہ ماجدہ کو کھٹکی ایک دن مچھلی آئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک زوجہ نے اس کا پیٹ پھاڑا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری مل گئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا ملک واپس آگیا۔ اور یہ شیطان بھاگ کر سمندر میں چلا گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس جن کا نام صخر تھا۔ مگر یہ روایت بہت واہی اور ناقابل التفات ہے اسی لئے ہم نے پہلی تفسیر کو ترجیح دی۔

رُخَاءً طَيِّبَةً حَيْثُ أَصَابَ۔ حَيْثُ شَاءَ
فَامْنُنْ۔ أَعْطِ۔ بِغَيْرِ حِسَابٍ بِغَيْرِ حَرَجٍ
عِفْرِيْتٌ۔ مُتَمَرِّدٌ مِنْ إِنْسَانٍ أَوْ جَانٍّ
مِثْلُ زِبْنِيَةٍ جَمَاعَتُهُ زَبَانِيَةٌ۔

نرم نرم ہوا چلتی جہاں چاہتے لے جاتی بغیر حساب عطا فرماؤ۔ بغیر کسی حرج کے۔ عفریت کے معنی سرکش جن وانس جیسے زبینہ جس کی جمع زبانیۃ ہے۔ سپاہی کے معنی ہے۔

حدیث ۱۸۱۲

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهٗ أَنَّهٗ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَثَلِيْ
علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا میرا اور لوگوں کا حال اس شخص کے مثل ہے جو آگ جلائے
وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ يَسْتَوْقِدُ نَارًا فَجَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ
پتنگے اور یہ جانور آگ میں گرنے لگیں۔
تَقَعُ فِي النَّارِ عہ

عہ ثانی۔ الرقاق۔ باب الانتہاء عن المعاصی ص ۹۵۸۔ مسلم فضائل۔ ترمذی ادب۔ مسند امام احمد۔

۱۸۱۳ **حدیث**

قَالَ وَكَانَتْ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ

کہا اور دو عورتیں تھیں جن کے ساتھ دونوں کے بچے تھے بھیڑیا آیا ان میں سے

بِابْنِ إِحْدٰهُمَا فَقَالَتْ صَاحِبَتُهَا إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْأُخْرٰى

ایک بچے کو لے گیا اس کے ساتھ والی نے کہا تیرے بچے کو لے گیا دوسری نے کہا کہ تیرے بچے کو لے گیا دونوں نے

إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا إِلٰى دَاوٗدَ فَقَضٰى بِهٖ لِلْكُبْرٰى فَخَرَجَتَا

داؤد علیہ السلام کے یہاں معاملہ پیش کیا انھوں نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ دے دیا پھر دونوں

عَلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ فَأَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِالسِّكِّيْنِ أَشُقُّهٗ

سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے پاس آئیں اور انھیں اپنا حال بتایا فرمایا چھری لاؤ بچہ کاٹ کر تم دونوں

بَيْنَهُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرٰى لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضٰى بِهٖ

کو دیدوں تو چھوٹی والی عورت نے کہا ایسا نہ کریں اللہ آپ پر رحم فرمائے یہ بچہ اسی کا ہے۔

لِلصُّغْرٰى قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاللّٰهِ إِنْ سَمِعْتُ بِالسِّكِّيْنِ إِلَّا يَوْمَئِذٍ

حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے چھوٹی عورت کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ ابو ہریرہ نے کہا بخدا میں

وَمَا كُنَّا نَقُوْلُ إِلَّا الْمُدْيَةَ عه

نے اسی دن سکین سنا ہم صرف مُدیہ کہا کرتے تھے۔

۱۸۱۳ **تشریحات** یہ حقیقت میں دو حدیثیں ہیں جن دونوں حدیثوں کو امام بخاری نے اکٹھا ذکر فرمادیا ہے پہلی حدیث کتاب الرقاق میں ہے وہاں اخیر میں یہ زائد ہے وہ انھیں آگ سے بچانا چاہتا ہے مگر جانور اس پر غالب آکر آگ میں کود پڑتے ہیں میں تمہاری کمر کو پکڑے ہوئے ہوں آگ سے بچانے کے لئے لوگ اس میں گرے پڑتے ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

قضٰی للکبریٰ۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی عورت کے حق میں کیسے فیصلہ کردیا اس سلسلے میں شراح نے بڑی نکتہ آفرینی کی ہے لیکن وہ صرف ظن وتخمین ہے، اس عاجز کی سمجھ میں یہ آتا ہے کہ وہ بچہ بڑی عورت کے گود میں رہا ہوگا اور چونکہ اس کے خلاف چھوٹی عورت نے کوئی ثبوت نہیں پیش کیا اس لئے قبضہ دلیل ملک ہے کی رو سے بڑی کے حق میں فیصلہ کردیا اس لحاظ سے ان کا فیصلہ حق تھا لیکن حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس سے زیادہ دقیق طریقے پر یہ معلوم کرلیا کہ یہ بچہ چھوٹی عورت کا ہے اس روایت میں اختصار ہے پوری روایت یہ ہے کہ بڑی عورت نے حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حکم کو منظور کرلیا تھا کہ بچہ کاٹ کر آدھا

عه نسائی الفرائض۔ باب اذا ادعت المرأۃ ص۱۰۰، نسائی تضار

آدھا دونوں کو دے دیا جائے اور چھوٹی نے یہ کہا کہ ایسا ہے تو بچہ اسی کے پاس رہنے دیجئے۔ اس سے حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے سمجھا کہ یہ بچہ حقیقت میں چھوٹی ہی کا ہے دونوں حضرات کے فیصلے اپنے اجتہاد سے تھے مگر چونکہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا اجتہاد زیادہ قوی تھا اس لئے اسے ترجیح حاصل ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمَانَ الْحِکْمَۃَ ص ۴۸۷۔

اللہ رب العزت کے اس ارشاد کا بیان اور بے شک ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی۔

توضیح باب امام المغازی محمد بن اسحاق نے کہا کہ لقمان کا نسب یہ ہے لقمان بن باعود بن ناحوج بن تارخ وہب کا قول ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے تھے مقاتل نے کہا کہ یہ حضرت ایوب کے خالہ کے فرزند تھے۔ امام واقدی نے فرمایا کہ یہ بنی اسرائیل کے قاضی تھے۔ مشہور ہے کہ آپ ایک ہزار سال زندہ رہے اور حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ پایا ان کے زمانہ میں فتویٰ دینا چھوڑ دیا پہلے فتویٰ دیا کرتے تھے۔ آپ کی نبوت میں اختلاف ہے۔ اکثر علماء اسی طرف ہیں کہ آپ حکیم تھے نبی نہ تھے حکمت کے لغوی معنی ہیں سمجھ کے، کچھ لوگوں نے کہا کہ حکمت کے معنی معرفت اور صحیح رائے قائم کرنے کے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ حکمت ایک نور ہے اللہ تعالیٰ جس کے دل میں رکھتا ہے اسے روشن کر دیتا ہے۔

یٰبُنَیَّ اِنَّھَا اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اِلٰی فَخُوْرٍ۔

اے میرے بیٹے اگر برائی رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ پتھر کی چٹان میں یا آسمانوں میں یا زمین میں کہیں ہو اللہ اسے لے آئے گا بے شک اللہ ہر باریکی جاننے والا خبر رکھنے والا ہے۔

حضرت لقمان کے صاحبزادے کا نام۔ اَنْعَمْ یا اَشْکَمْ تھا۔ تُصَعِّرْ۔ اپنا منہ ٹیڑھا نہ کرو منہ پھیرنا۔

بَابُ وَاضْرِبْ لَھُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْیَۃِ اِذْ جَآءَھَا الْمُرْسَلُوْنَ۔

اور ان کے لئے مثل بیان فرمائیے اس شہر والوں کی جب ان کے پاس فرستادے آئے۔

توضیح باب قریۃ سے مراد انطاکیہ ہے۔ قصہ یہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے دو حواریوں صادق۔ صدوق۔ کو انطاکیہ بھیجا تاکہ وہاں کے لوگوں کو جو بت پرست تھے دین حق کی دعوت دیں۔ جب یہ دونوں شہر کے قریب پہنچے تو انھوں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ بکریاں چرا رہا ہے۔ اس شخص کا نام حبیب نجار تھا اس نے ان کا حال دریافت کیا۔ ان دونوں نے بتایا کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بھیجے ہوئے ہیں تاکہ ہم تمہیں دین حق کی دعوت دیں جیب نجار نے نشانی طلب کی تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم بیماروں کو اچھا کرتے ہیں۔ اندھوں کو بینا کرتے ہیں برص دور کرتے ہیں۔ حبیب نجار کا ایک بیٹا دو سال سے بیمار تھا۔ انھوں نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو وہ تندرست ہو گیا حبیب نجار ایمان لائے۔ یہ خبر جب شہر میں مشہور ہوئی تو لوگ فوج در فوج بیماروں کو لانے لگے سب کو شفا حاصل ہوئی۔ انطاکیہ کے بادشاہ کو جب یہ سب حال معلوم ہوا تو اس

www.NafseIslam.com

نے دونوں کو جلایا اور انھیں تنبیہ کی کہ ہمارے معبودوں کے سوا کوئی معبود نہیں ان دونوں حضرات نے فرمایا معبود وہ ہے جس نے تم کو اور تمہارے معبودوں کو پیدا کیا ہے۔ بادشاہ کے شہر انطاکیہ والے ان کے پیچھے پڑگئے انھیں مارا پیٹا۔ بادشاہ نے ان دونوں کو قید کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شمعون کو بھیجا وہ اجنبی بن کر شہر میں داخل ہوئے اور بادشاہ کے مقربین و مصاحبین سے راہ و رسم پیدا کر کے بادشاہ تک رسائی حاصل کر لی۔ بادشاہ آپ سے بہت متاثر ہوا۔ جب آپ نے دیکھا کہ بادشاہ مجھ سے بہت متاثر ہے تو آپ نے بادشاہ سے ان قیدیوں کے بارے میں پوچھا۔ بادشاہ نے کہا کہ انھوں نے ایک نئے دین کا نام لیا تو مجھے غصہ آگیا اس پر میں نے ان دونوں کو قید کر لیا۔ شمعون نے کہا یہ بات مناسب نہیں ان کی بات سننی چاہئے تھی۔ اگر آپ کی رائے ہو تو دونوں کو بلوایا جائے۔ اور پوچھا جائے وہ کیا کہتے ہیں۔ چنانچہ وہ دونوں بلائے گئے۔ شمعون نے ان سے پوچھا تمہیں کس نے بھیجا ہے تو انھوں نے کہا اس اللہ نے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور ہر جاندار کو روزی دی جس کا کوئی شریک نہیں۔ شمعون نے کہا تمہاری نشانی کیا ہے تو انھوں نے کہا جو بادشاہ چاہے تو بادشاہ نے ایک اندھے لڑکے کو بلوایا۔ ان دونوں نے دعا کی اور لڑکا بینا ہو گیا۔ اب شمعون نے بادشاہ سے کہا کہ آپ بھی اپنے معبودوں سے کہیں وہ ویسا ہی کر دکھائیں تاکہ تیری اور تیرے معبودوں کی عزت ظاہر ہو۔ بادشاہ نے شمعون سے کہا تم سے کیا چھپاؤں تمہیں معلوم ہے ہمارے معبود نہ دیکھتے ہیں اور نہ سنتے ہیں اور نہ کچھ بگاڑ سکتے ہیں نہ بنا سکتے ہیں اس کے بعد بادشاہ نے ان دونوں حواریوں سے کہا کہ اگر تمہارے معبود مردے جلانے پر قادر ہوں تو ہم ان پر ایمان لائیں گے۔ تو حواریوں نے کہا کہ ہمارا معبود ہر شئی پر قادر ہے۔ بادشاہ نے ایک دیہاتی کے لڑکے کو منگوایا جس کے مرے ہوئے سات روز ہو گئے تھے جسم خراب ہو چکا تھا بدبو اٹھ رہی تھی۔ ان دونوں کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ کر دیا اور کہنے لگا میں مشرک مرا تھا مجھ کو جہنم کی ساتوں وادیوں میں داخل کیا گیا میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ جس دین پر تم لوگ ہو وہ بہت نقصان دہ ہے۔ اسے چھوڑو اور ایمان لاؤ اس نے یہ بھی بتایا کہ جب آسمان کے دروازے کھلے تو مجھے ایک جوان نظر آیا جو ان تینوں شخصوں کی شفارش کر رہا تھا بادشاہ نے پوچھا کون تین اس نے کہا ایک شمعون اور دو یہ۔ اس پر بادشاہ کو تعجب ہوا جب شمعون نے دیکھا کہ اس کی بات بادشاہ پر اثر کر گئی تو اس بادشاہ کو نصیحت کی جس پر وہ ایمان لایا اور اس کی قوم کے کچھ لوگ بھی ایمان لائے اور کچھ لوگ ایمان نہ لائے۔ اور عذاب الٰہی سے ہلاک ہو گئے۔ اس واقعہ کو سورۂ یٰسٓ شریف کی ان آیات میں ذکر کیا گیا ہے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ فَعَزَّزْنَا شَدَّدْنَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَائِرُكُمْ مَصَائِبُكُمْ۔	ہم نے ان کو قوت دی۔ تمہاری نحوست تمہاری مصیبت۔
بَابُ قَوْلِهِ ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا إِلَى قَوْلِهِ لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا۔ ص ۴۸۷	اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان اپنے بندہ زکریا پر تیرے رب کی رحمت کا تذکرہ اس کے اس قول تک اور ہم نے اس کے پہلے اس نام کا کوئی نہیں پیدا کیا۔

توضیح باب حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اولاد میں سے ہیں اور یہ نبی تھے۔ ابن اسحاق نے کہا کہ جب بنی اسرائیل نے ان کو شہید کرنا چاہا تو یہ بھاگے ایک درخت کو دیکھا کہ پھٹ گیا ہے اس نے آواز دے کر کہا کہ آکر مجھ میں چھپ جائیے آپ اس میں جاکر چھپ گئے پھر درخت آپس میں جٹ گیا۔ شیطان نے ان کے کپڑے کا ایک کونہ درخت سے باہر نکال دیا اس سے ان ظالموں نے جان لیا کہ اس میں چھپے ہوئے ہیں انہوں نے آرے سے اس درخت کو چیر دیا۔ حضرت زکریا کے سر پر آرہ پڑا اور وہ دو ٹکڑے ہو گئے یہاں شروع سورۂ مریم کی آیتیں تحریر فرمائیں جن میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر پاک ہے۔ حضرت زکریا علیہ الصلاۃ والتسلیم کی عمر جب پچھتر یا اسی سال کی ہو گئی اس وقت فرزند کے لئے دعا کی۔ اس کا باعث یہ ہوا کہ حضرت زکریا محراب میں جب حضرت مریم کے پاس جاتے تو وہاں گرمی کے دنوں میں جاڑے کے میوے اور جاڑوں میں گرمی کے میوے موجود پاتے۔ اس وقت آپ نے فرزند کے لئے دعا کی۔ جس کا قصہ سورۂ مریم کی ابتدا میں مذکور ہے

يُقَالُ رَضِيًّا مَرْضِيًّا، پسندیدہ یعنی جن کو تو بھی پسند کرے اور تیرے بندے بھی۔ عُتِيًّا عَصِيًّا۔ یہ عَتَا يَعْتُو سے ہے۔ سوکھنے کی حد تک۔ یعنی میں بڑھاپے کی وجہ سے اس منزل پر پہنچا ہوں کہ سوکھ گیا ہوں قَالَ رَبِّ أَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلَامٌ وَّكَانَتِ امْرَأَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا۔ عرض کیا اے میرے رب میرے لڑکا کہاں سے ہوگا میری عورت تو بانجھ ہے اور میں بڑھاپے سے سوکھ جانے کی حالت کو پہنچ گیا ہوں۔ اس وقت عمر مبارک پچھتر یا اسی سال کی تھی۔

ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا۔ حضرت زکریا نے عرض کیا کہ مجھے بچہ عطا ہوگا اس کی کوئی نشانی بتائی جائے۔ فرمایا گیا ہر طرح ٹھیک ٹھاک رہتے ہوئے تین دن تین رات بات نہیں کر پاؤ گے۔

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا۔ فَاَوْحٰى۔ فَاَشَارَ۔ اس کے بعد وہ مسجد سے نکل کر اپنی قوم کے پاس تشریف لائے۔ اور انھیں اشارے سے حکم دیا کہ صبح و شام تسبیح کیا کرو۔ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ (الی) وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا۔ اے یحییٰ کتاب مضبوطی سے تھام اور ہم نے اسے بچپن ہی میں نبوت دی اور اپنی طرف سے مہربانی اور ستھرائی وہ کمال ڈر والا اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے والا تھا سرکش اور نافرمان نہ تھا۔ سلامتی ہو اس پر جس دن پیدا ہوا جس دن مرے گا جس دن زندہ اٹھایا جائے گا۔

حضرت یحییٰ کی والدہ کا نام اشیاع بنت فاقوذہ تھا جو حضرت مریم کی والدہ حنّہ کی بہن تھیں۔ حضرت یحییٰ کی والدہ حضرت مریم سے ملیں اور انھیں اپنے حاملہ ہونے کی خبر کی تو حضرت مریم نے فرمایا میں بھی حاملہ ہوں حضرت یحییٰ کی والدہ نے کہا اے مریم! مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میرے پیٹ کا بچہ تمہارے پیٹ کے بچہ کو سجدہ کرتا ہے۔ حضرت یحییٰ حضرت عیسیٰ سے چھ سال عمر میں بڑے تھے خزائن العرفان تفسیر آل عمران زیر آیت (۴۰) یہ تحریر ہے کہ حضرت یحییٰ کے لئے دعا کرتے وقت حضرت زکریا کی عمر مبارک ایک سو بیس سال کی تھی اور ان کی اہلیہ اشیاع کی عمر اٹھانوے سال کی۔ مگر سورۂ مریم کی تفسیر زیر آیت (۸) یہ تحریر ہے کہ اس وقت ان کی عمر مبارک پچھتر یا اسی سال کی تھی۔ غالباً یہ اختلافِ روایت کی

بنا پر ہے۔

حضرت یحییٰ کو نو سال کی عمر میں یا تین سال کی عمر میں نبوت عطا ہوئی۔ حضرت یحییٰ سے پہلے اس نام کا کوئی شخص نہیں ہوا ہے علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ یحییٰ عجمی ہے کہ عربی بہر صورت یہ غیر منصرف ہے اگر عجمی ہے تو عجمہ اور علمیت کی بنا پر۔ اور اگر عربی ہے تو وزن فعل اور علمیت کی بنا پر اس خادم کی رائے یہ ہے کہ عجمی ہے اس لئے کہ یہ بنی اسرائیل سے تھے اور بنی اسرائیل کی زبان عبرانی تھی۔ حَفِيًّا نَطِيفًا۔ سورۂ مریم ہی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول ہے اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا۔ بے شک وہ مجھ پر مہربان ہے۔ اس کی تفسیر میں امام بخاری نے فرمایا۔ نطیفًا۔ عاقِرًا۔ الذکر والانثٰی یعنی یہ صیغہ مذکر و مؤنث دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔

بَابٌ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا۔ ص ۴۸۸

اور کتاب میں مریم کو یاد کرو جب اپنے گھر والوں سے پورب کی طرف ایک جگہ الگ گئیں۔

توضیح باب یہاں سے حضرت عیسیٰ کی ولادت کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ حضرت مریم اپنے مکان میں یا بیت المقدس کی مشرقی جانب میں لوگوں سے جدا ہو کر عبادت کے لئے خلوت میں بیٹھیں اور بیچ میں ایک پردہ کر لیا حضرت جبرئیل ایک تندرست انسان کی شکل میں ان کے پاس تشریف لائے انھیں دیکھ کر حضرت مریم گھبرا گئیں اور فرمایا اگر تو خدا ترس ہے تو میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں حضرت جبرئیل نے فرمایا گھبراؤ نہیں میں تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں اور اس لئے آیا ہوں کہ تمہیں ایک پاکیزہ بیٹا دوں حضرت مریم نے فرمایا کہ مجھے لڑکا کیسے ہوگا نہ تو مجھے کسی انسان نے چھوا ہے اور نہ میں بدکار ہوں حضرت جبرئیل نے فرمایا اس کے باوجود تمہیں لڑکا ہوگا جو لوگوں کے لئے نشانی اور رحمت ہوگا یہ سن کر حضرت مریم کو اطمینان ہو گیا۔ حضرت جبرئیل نے ان کے گریبان یا آستین یا دامن یا منہ میں دم فرمایا اور وہ بقدرت الٰہی حاملہ ہو گئیں۔ اس وقت حضرت مریم کی عمر دس یا تیرہ سال کی تھی اس کے بعد حضرت مریم بیت اللحم میں چلی گئیں۔ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ۔ اور یاد کرو جب فرشتوں نے حضرت مریم سے کہا کہ اللہ تم کو ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (الی قولہ) بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ بے شک اللہ نے آدم و نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام دنیا پر چن لیا ہے۔ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّاٰلُ عِمْرٰنَ۔ اَلْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلِ يٰسٓ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ۔ مراد یہ ہے کہ ان حضرات کی آل میں سے جو مومن ہیں انھیں چن لیا۔ يَقُوْلُ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ ابراہیم سے سب سے قریب وہ لوگ ہیں جنھوں نے ان کی پیروی کی اور یہ مومن ہی ہیں۔ وَيُقَالُ اٰلُ يَعْقُوْبَ اَهْلُ يَعْقُوْبَ فَاِذَا صَغَّرُوْا اٰلَ رَدُّوْهُ اِلَى الْاَصْلِ قَالُوْا اُهَيْلٌ۔ آل یعقوب یعنی اہل یعقوب آل کی جب تصغیر کرتے ہیں تو اصل کی طرف لوٹاتے ہیں کہتے ہیں اہیل۔ آل و اہل ہم معنی ہیں لیکن عرف عام میں اشراف کے لئے خواہ وہ دنیوی شرافت والے ہوں یا دینی آل بولتے ہیں۔ جیسے آل ابراہیم یا آل فرعون۔ اور

ال ۱۳۵ ہے راجح یہ ہے کہ آل کے معنی متبع کے ہیں جس پر بارہا کلام ہو چکا ہے ۔

باب وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ (الی قولہ) اَیُّھُمْ یَکْفُلُ مَرْیَمَ ۴۸۸

اور یاد کرو جب فرشتوں نے کہا اے مریم بیشک اللہ نے تم کو چن لیا ہے اور تمہیں پاک کیا ہے اور تم کو دنیا کی تمام عورتوں سے منتخب کر لیا ہے ۔ الی ۔ ان میں کون مریم کی کفالت کرے گا ۔

توضیح باب جب مریم حضرت عیسٰی علیہ السلام سے حاملہ ہوئیں تو فرشتوں نے ان سے یہ خطاب کیا تھا مزید یہ بھی کہا تھا ۔ اے مریم ! ماں کی فرماں برداری کرو اور سجدہ کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو ۔ یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جن کی آپ کی طرف اے محبوب ہم وحی کرتے ہیں ۔ اور آپ اس وقت اپنے جسم اقدس کے ساتھ موجود نہیں تھے جب وہ اپنی قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے کہ مریم کس کی پرورش میں رہے گی ۔ اور تم ان کے پاس نہیں تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے ۔

قصہ یہ ہوا کہ جب حضرت مریم پیدا ہوئیں تو آپ کی والدہ ماجدہ نے کپڑے میں لپیٹ کر بیت المقدس کے احبار کے پاس رکھ دیا ۔ یہ احبار حضرت ہارون کی اولاد سے تھے اور یہ بیت المقدس کے کلید بردار تھے ۔ چونکہ حضرت مریم ان کے امام صاحبِ قربان کی دختر تھیں اس لئے سب نے حضرت مریم کے لینے کی رغبت ظاہر کی ۔ ان کی تعداد ستائیس تھی ۔ حضرت زکریا نے فرمایا کہ میں ان کا سب سے زیادہ حقدار ہوں اس لئے کہ ان کی خالہ میری اہلیہ ہیں ۔ فیصلہ اس پر ہوا کہ قرعہ ڈالا جائے یہ سب لوگ اپنی وہ قلمیں جن سے توراۃ لکھا کرتے تھے لے کر دریائے اردن پر پہنچے اپنی قلموں کو دریا میں ڈال دیا اوروں کے قلم نیچے بیٹھ گئے اور حضرت زکریا کا قلم اوپر تیرتا رہا اس لئے حضرت مریم ان کی پرورش میں دیدی گئیں ۔ یُقَالُ ۔ یَکْفُلُ ۔ یَضُمُّ ۔ کَفَلَھَا ضَمَّھَا ۔ مُخَفَّفَۃٌ لَیْسَ مِنْ کِفَالَۃِ الدُّیُوْنِ وَشِبْھِھَا یکفل کے معنی ملانے کے ہیں کفلھا کے معنی اس سے اس کو ملایا بغیر تشدید بقرض وغیرہ کے کفالت سے نہیں ہے ۔

حدیث ۱۸۱۴ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ خَیْرُ نِسَائِھَا مَرْیَمُ ابْنَۃُ عِمْرَانَ وَخَیْرُ نِسَائِھَا خَدِیْجَۃُ ۔ عہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا دنیا کی تمام عورتوں میں بہتر مریم بنت عمران ہیں اور دنیا کی تمام عورتوں سے بہتر خدیجہ ہیں ۔

عہ مناقب انصار باب تزویج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدیجۃ ص ۵۳۸ دو طریقے سے ۔

۱۸۱۴ **تشریح** جلد اول میں گذر چکا ہے کہ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ مطلق تمام عورتوں سے افضل کون خاتون ہیں حضرت خدیجہ حضرت عائشہ یا حضرت فاطمہ۔ وہیں ہم نے ذکر کیا ہے کہ بہتر توقف ہے رہ گئیں حضرت مریم تو بہر حال وہ اس امت کی تمام عورتوں سے افضل نہیں ہاں بنی اسرائیل اور اپنے عہد کی تمام عورتوں سے افضل ہیں جو لوگ حضرت عائشہ یا حضرت فاطمہ کو تمام عورتوں سے افضل مطلقاً مانتے ہیں وہ اس حدیث کی تاویل کرتے ہیں کہ اس حدیث میں نسائہا سے مراد حضرت خدیجہ کی حیات کی تمام عورتیں ہیں اور سیاق اس کا مؤید بھی ہے اس لئے کہ اس پر اتفاق ہے کہ اس حدیث کے پہلے ٹکڑے میں "خیر نسائہا" سے مراد اس زمانے کی عورتیں ہیں۔

باب قَوْلِهٖ جَلَّ جَلَالُهٗ، وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ (الی قولہ) كُنْ فَيَكُونُ۔ آل عمران ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔

ص ۴۸۹ اللہ جل جلالہ کے اس ارشاد کا بیان اور یاد کرو جب فرشتوں نے کہا مریم سے بیشک اللہ تم کو اپنے پاس سے ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے دنیا و آخرت میں باوقار اور مقربین میں سے ہوگا اور گہوارے اور پکی عمر میں لوگوں سے بات کرے گا اور خواص میں سے ہوگا۔ مریم نے کہا اے میرے رب میرے بچہ کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ نہیں لگایا فرمایا اللہ یوں ہی جو چاہے پیدا کرتا ہے۔ جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو اس سے صرف یہ کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ چیز ہو جاتی ہے

يَبْشُرُكِ۔ يُبَشِّرُكِ وَاحِدٌ۔ وَجِيهًا شَرِيفًا۔ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ الْمَسِيحُ الصِّدِّيقُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْكَهْلُ الْحَلِيمُ۔ وَالْأَكْمَهُ مَنْ يُبْصِرُ بِالنَّهَارِ وَلَا يُبْصِرُ بِاللَّيْلِ وَقَالَ غَيْرُهُ مَنْ يُولَدُ أَعْمَى يَبْشُرُكِ وَيُبَشِّرُكِ مجرد اور مزید ایک معنی میں ہے۔ وجیہا کے معنی شریف ہے اور ابراہیم نے کہا مسیح کا معنی صدیق ہے اور مجاہد نے کہا الکہل کا معنی سمجھدار ہے اور اکمہ وہ ہے جو دن میں دیکھے اور رات میں نہ دیکھے اور ان کے علاوہ نے کہا جو اندھا پیدا ہو۔

۱۸۱۵ **حدیث**
حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
سے سنا فرماتے تھے کہ قریش کی عورتیں ان تمام عورتوں سے بہتر ہیں جو اونٹوں پر سوار
نِسَاءُ قُرَيْشٍ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ أَحْنَاهُ عَلَى طِفْلٍ وَأَرْعَاهُ عَلَى
ہوئیں بچے پر سب سے زیادہ شفقت کرنے والی اور شوہر کی ملکیت کی سب

زَوْجٍ فِیْ ذَاتِ یَدِہٖ وَیَقُوْلُ اَبُوْھُرَیْرَۃَ عَلٰی اِثْرِ ذٰلِکَ وَلَمْ تَرْکَبْ

سے زیادہ حفاظت کرنے والی۔ اس کے بعد ابو ہریرہ فرماتے تھے مریم بنت عمران

مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ بَعِیْرًا قَطُّ۔ عہ

اونٹ پر کبھی سوار نہیں ہوئیں۔

۱۸۱۵ **احناہ علی طفل**۔ قیاس یہ چاہتا ہے کہ فرمایا جاتا احناھن لیکن اہل عرب خلاف

تشریحات قیاس ایسے موقع پر ہمیشہ واحد مذکر کی ضمیر لاتے ہیں۔ اور مرجع اپنے ذہن میں متعین واحد یا علی کو مان لیتے ہیں۔ جیسے بولتے ہیں احسن النّاس وجھا واحسنہ خلقا۔ اور یہی تقریر ارعاہ میں ہے۔ یہ دونوں چیزیں عورت کے اعلیٰ صفات میں ہے اولاد پر شفقت اور شوہر کے مال کی حفاظت اس میں خیانت نہ کرنا۔ یہ عورت کے مکارم اخلاق میں سے ہے۔

یقول ابوھریرۃ۔ یہ حضرت ابوہریرہ نے دفع دخل مقدر فرمایا ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ قریش کی عورتیں اس ارشاد کے بموجب حضرت مریم سے بھی افضل ہیں۔ اس لئے کہ یہاں قریش کی عورتوں کی برتری صرف ان عورتوں پر بیان کی گئی ہے جو اونٹوں پر سوار ہوئیں یعنی عرب کی عورتیں۔ اور حضرت مریم اونٹ پر کبھی سوار نہیں ہوئیں۔ اس لئے وہ اس کے تحت داخل نہیں اس سے مترشح ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک یہی تھا کہ حضرت مریم کی فضیلت اور برتری تمام عورتوں پر مطلقا ہے۔ غالبًا امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہے مگر بنظر دقیق یہ صحیح نہیں اس لئے کہ یہ متفق علیہ ہے کہ یہ امت بحیثیت مجموعی اگلی امتوں سے افضل ہے۔

بَابُ قَوْلِہٖ یٰۤاَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ (اِلٰی قَوْلِہٖ) وَکِیْلًا صـ ۴۹۹۔

اے اہل کتاب اپنے دین میں حد سے آگے نہ بڑھو اس کے قول وکیلا تک۔

توضیح باب یہاں اہل کتاب سے مراد یہود ونصاریٰ دونوں ہیں اور غلو سے مراد حد سے آگے بڑھنا ہے۔ نصاریٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غلو کرنے کا معنی یہ تھا۔ کہ نصاریٰ میں یعقوبیہ فرقے والے حضرت عیسیٰ کو خدا کہتے تھے۔ اور نسطوریہ فرقے والے خدا کا بیٹا اور مرقوسیہ کہتے تھے کہ تین خداؤں میں سے ایک ہے۔ اور یہود کا غلو یہ تھا۔ کہ یہ بے ایمان یہ کہتے ہیں کہ وہ اچھے آدمی نہیں تھے۔

قَالَ اَبُوْ عُبَیْدَۃَ کَلِمَتُہٗ کُنْ فَکَانَ وَقَالَ غَیْرُہٗ وَرُوْحٌ مِّنْہُ۔ اَحْیَاہُ فَجَعَلَہٗ رُوْحًا وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَۃٌ۔

ابو عبیدہ نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو فرمایا گیا کہ وہ اللہ کے کلمہ ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ اسباب عادیہ کے برخلاف ان کو لفظ کن سے پیدا فرمایا۔ (یعنی بغیر باپ کے) اور انکے علاوہ نے کہا

عہ ثانی نکاح باب الی من ینکح وای النسا خیر ص ۷۶۰ النفقات باب حفظ المرأۃ زوجھا ص ۸۰۸ مسلم

کہ رُوْحٌ مِنْهُ۔ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ فرمایا، انھیں روح کردیا۔ اور یہ نہ کہو کہ تین ہیں۔

۱۸۱۶ حَدَّثَنِیْ جُنَادَةُ بْنُ اَبِیْ اُمَیَّةَ عَنْ عُبَادَةَ رَضِیَ اللّٰہُ
حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَهِدَ
نے فرمایا۔ جو اس بات کی گواہی دے کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں وہ اکیلا
اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندے اور
وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عِیْسٰی عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُهٗ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰی مَرْیَمَ
رسول ہیں۔ اور بے شک عیسیٰ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کے کلمہ ہیں
وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَّالنَّارُ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰہُ الْجَنَّةَ عَلٰی مَا
جنھیں مریم کی طرف القا فرمایا اور اس کی روح ہیں اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو
كَانَ مِنَ الْعَمَلِ (قَالَ الْوَلِیْدُ) وَزَادَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِیَةِ
اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا جو بھی اس کا عمل ہو یا اس کے عمل کے مطابق دوسرے طریقے
اَیُّهَا شَاءَ۔ عہ
میں یہ ہے۔ آٹھوں دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل ہو۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تشریحات ۱۸۱۶ **عَلٰی مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ۔** کا دو مفہوم ہے ایک یہ جب اس کا ایمان صحیح ہے تو بہرحال وہ جنت میں داخل ہوگا خواہ دخول اوّلی ہو یا ثانوی۔ اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ عمل کے مطابق وہ جنت میں داخل ہوگا یعنی اگر وہ کسی گناہ کے سبب جہنم میں نہیں گیا تو ابتداءً ہی جنت میں جائے گا اور اگر وہ کسی گناہ کا مرتکب ہے اور اسے معافی نہیں ملی تو اس کے مطابق جہنم میں سزا بھگت کر پھر جنت میں آئے گا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَاذْكُرْ فِی الْكِتَابِ مَرْیَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا صـ ۴۸۸

اللہ عز و جل کے اس ارشاد کا بیان اور کتاب میں مریم کو یاد کرو جب وہ اپنے اہل سے ایک کنارے ہو کر جانب مشرق چلی گئیں۔

عہ مسلم۔ ایمان۔ نسائی تفسیر عمل الیوم واللیلۃ۔

اِعْتَزَلَتْ۔ نَبَذْنَاهُ۔ اَلْقَيْنَاهُ۔ شَرْقِيًّا۔
يَلِي الشَّرْقَ۔ فَاَجَاءَهَا۔ اَفْعَلَ مِنْ جِئْتُ
وَيُقَالُ اَلْجَاَهَا اِضْطَرَّهَا۔ تُسَاقِطْ۔ تَسْقُطْ
قَصِيًّا۔ قَاصِيًا۔
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَسْيًا۔ لَمْ اَكُنْ شَيْئًا وَقَالَ
غَيْرُهُ النَّسْيُ الْحَقِيْرُ وَقَالَ اَبُوْ وَائِلٍ عَلِمَتْ
مَرْيَمُ اَنَّ التَّقِيَّ ذُوْ نُهْيَةٍ حِيْنَ قَالَتْ اِنْ
كُنْتَ تَقِيًّا۔ وَقَالَ وَكِيْعٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ
الْبَرَاءِ سَرِيًّا نَهْرٌ صَغِيْرٌ بِالسُّرْيَانِيَّةِ۔

علٰحدہ ہوگئی۔ نبذ ناہ کے معنی ہیں۔ اس کو ڈالا۔ شرقیا۔ پورب جانب۔ اجاءھا۔ جئت کا باب افعال ہے اور ایک قول یہ ہے کہ انھیں مجبور کر دیا۔ تساقط کے معنی ہیں گرائے گی۔ قصیّا کے معنی ہیں دور آخری حد۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ نسیّا کے معنی ہیں میں کچھ نہ ہوتی۔ ان کے علاوہ اور لوگوں نے کہا حقیر چیز اور ابو وائل نے کہا جب مریم نے جبرئیل سے کہا تھا اگر تو متقی ہے تو ان کو یقین تھا کہ متقی عقل والا ہوتا ہے۔ حضرت براء سے مروی ہے۔ کہ سریّاً کے معنی سریانی زبان میں چھوٹی نہر کے ہیں۔

حدیث ۱۸۱۷

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔
تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ عِيْسٰى وَمُوْسٰى وَاِبْرَاهِيْمَ فَاَمَّا عِيْسٰى
میں نے عیسیٰ اور موسیٰ اور ابراہیم کو دیکھا لیکن عیسیٰ تو وہ سرخی مائل رنگ کے گھونگھریالے بال والے
فَاَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيْضُ الصَّدْرِ وَاَمَّا مُوْسٰى فَاٰدَمُ جَسِيْمٌ
چوڑے سینے والے ہیں لیکن موسیٰ تو گندم گوں بھاری جسم والے سیدھے بال والے ہیں گویا وہ
سَبِطٌ كَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ الزُّطِّ
زط کے افراد میں سے ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تشریحات ۱۸۱۷

امام بخاری نے اس حدیث کو حضرت ابن عمر سے روایت کیا اس پر سارے محدثین نے ان کی تغلیط کی تحقیق میں یہ حدیث ابن عباس سے مروی ہے۔

زط۔ ہندوستانی قوموں میں سے ایک قوم کا نام ہے۔ غالباً یہ جاٹ کا معرب ہے۔

حدیث ۱۸۱۸

عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
عبد اللہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دن لوگوں کے سامنے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْنَ ظَهْرَانَى النَّاسِ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ
مسیح دجال کا تذکرہ کیا فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کانا نہیں سنو بے شک مسیح دجال داہنی آنکھ کا
لَيْسَ بِاَعْوَرَ عَلٰى اَنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ
کانا ہے گویا اس کی آنکھ ابھرا ہوا انگور ہے (گویا اس کی آنکھ انگور ہے بے روشنی کے) اور
عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ وَاُرَانِى اللَّيْلَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فِى الْمَنَامِ فَاِذَا
آج رات میں نے خواب میں کعبہ کے پاس دیکھا کہ ایک صاحب گندم گوں لوگوں میں سے
رَجُلٌ اٰدَمُ كَاَحْسَنِ مَا تَرٰى مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهٗ بَيْنَ
زیادہ خوبصورت ان کی کاکل شانوں کے درمیان لہرا رہی ہے سیدھے بال والے ان کے
مَنْكِبَيْهِ رَجِلُ الشَّعْرِ يَقْطُرُ رَاْسُهٗ مَاءً وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَىْ
سر سے پانی ٹپک رہا ہے اپنے ہاتھوں کو دو صاحبوں کے مونڈھوں پہ رکھے ہوئے بیت اللہ کا
رَجُلَيْنِ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوا هٰذَا الْمَسِيحُ
طواف کر رہے ہیں پوچھا یہ کون صاحب ہیں لوگوں نے بتایا یہ مسیح ابن مریم ہیں پھر میں نے ان
ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ رَاَيْتُ رَجُلًا وَرَاءَهٗ جَعْدًا قَطَطًا اَعْوَرَ عَيْنِ الْيُمْنٰى
کے پیچھے ایک شخص کو دیکھا گھونگھریالے الجھے ہوئے بالوں والا داہنی آنکھ کا کانا جن لوگوں کو میں نے دیکھا
كَاَشْبَهِ مَنْ رَاَيْتُ بِابْنِ قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَ رَجُلٍ
ہے ان کی بہ نسبت ابن قطن کے زیادہ مشابہ ہے اپنے ہاتھوں کو ایک شخص کے مونڈھوں پہ رکھے ہوئے بیت اللہ
يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوا هٰذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ عه
کا طواف کر رہا ہے میں نے پوچھا کون ہے لوگوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے۔

۱۸۱۸

تشریحات

اَعْوَرُ۔ بخاری کی روایات میں یہی ہے کہ دجال کی داہنی آنکھ کانی ہوگی مگر مسلم اور ابن ماجہ کی حدیث میں یہ ہے کہ اس کی بائیں آنکھ کانی ہوگی علماء نے دونوں میں یہ تطبیق دی ہے کہ اس کی دونوں آنکھیں عیبی ہوں گی۔

طافیۃ۔ یاء کے ساتھ طفو سے پانی پر ابھرنا اب اس کے معنی یہ ہوئے کہ اس کی آنکھ بہ نسبت دوسری کے

عه ثانی اللباس باب الجعد ص۸۷۶ التعبیر باب رؤیا اللیل ص۱۰۳۶ وباب الطواف للکعبۃ ص۱۰۳ فتن باب ذکر الدجال ص۱۰۵۵ مسلم ایمان فتن۔

ابھری ہوئی۔ **طافئۃ**۔ طفی یطفی طفوًا سے مہموز اللام بجھنے کے معنی میں یعنی بے نور ہوگی۔ یعنی بغیر روشنی کے ہوگی۔ اس کے بعد امام بخاری نے اسی حدیث کو بطریق سالم تھوڑے سے تغیر کے ساتھ روایت کیا ہے جس کی ابتدا یوں ہے۔ بخدا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عیسیٰ کو احمر نہیں کہا ہے بلکہ آدم فرمایا ہے (یعنی گندم گوں) البتہ مسیح دجال کو احمر کہا ہے۔

اقول وھو المستعان۔ معراج کی احادیث میں حضرت عیسیٰ کو احمر کہا گیا ہے دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم خالص سرخ رنگ نہیں تھے آپ کا اصل رنگ گندم گوں تھا یعنی سفید جس میں سرخی جھلکتی تھی رہ گیا دجال تو وہ سرخ رنگ کا ہوگا چھچھوندر کے بچوں کے مثل۔ **قال الزھری رجل من خزاعۃ ھلک فی الجاھلیۃ**۔ امام زہری نے کہا کہ ابن قطن خزاعہ کا ایک شخص تھا جو جاہلیت میں مرگیا۔

ابن قطن۔ اس کا نام عبد العزّٰی تھا یہ ہالہ بنت خویلد کے بطن سے تھا جو ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی حقیقی بہن تھیں یہ زمانہ جاہلیت میں کفر پر مرا۔

حدیث ۱۸۱۹

اَخْبَرَنَا اَبُوْسَلَمَةَ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَنَا اَوْلَى النَّاسِ
کو فرماتے سنا میں ابن مریم کے ساتھ سب سے زیادہ قریب ہوں انبیاء علاتی بھائی ہیں ان کی مائیں
بِابْنِ مَرْيَمَ وَالْاَنْبِيَاءُ اَوْلَادُ عَلَّاتٍ لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ نَبِيٌّ۔
مختلف ہیں اور ان کا دین ایک ہے میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

دوسری روایت میں یوں ہے۔ اَلْاَنْبِيَاءُ اِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ اُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ۔ انبیاء علاتی بھائی ہیں ان کی مائیں مختلف ہیں اور ان کا دین ایک ہے یعنی سب کے بنیادی عقائد متحد ہیں اور فروع میں اختلافات ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

حدیث ۱۸۲۰

عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے
اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاٰى عِيْسٰى رَجُلًا يَسْرِقُ فَقَالَ لَهٗ سَرَقْتَ
ہیں کہ حضرت عیسیٰ نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا تو اس سے فرمایا تم نے چوری کی ہے؟ تو اس نے
قَالَ كَلَّا وَاللهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَقَالَ عِيْسٰى اٰمَنْتُ بِاللهِ
کہا ہرگز نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں تو حضرت عیسیٰ نے فرمایا میں اللہ پر ایمان لایا

وَكَذَّبْتُ عَيْنِيْ عه

اور میری آنکھ نے مجھے غلط دکھلایا۔

۱۸۲۰
تشریحات اس حدیث پر یہ اشکال ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے خود ملاحظہ فرمایا تو محض چور کے انکار سے کیسے جھٹلا دیا اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے یہ بظاہر سرقہ ہوا اور حقیقت میں یہ اسی کا مال ہو یا یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مسلمان کی قسم کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے ایسا فرمایا جو لوگ یہ فرماتے ہیں کہ قاضی کو یہ جائز نہیں کہ محض اپنے علم پر فیصلہ کرے اس حدیث کو دلیل لاتے ہیں۔

۱۸۲۱ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ

حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ

تَعَالٰى عَنْهُ سَمِعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ سَمِعْتُ

عنہ سے سنا منبر پر فرماتے تھے میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا میری تعریف میں حد سے

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارٰى

آگے نہ بڑھو جیسا کہ نصاریٰ عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں حد سے آگے بڑھ گئے۔ میں اللہ کا بندہ ہی ہوں

عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهٗ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ عله

(خدا یا خدا کا بیٹا نہیں) اس لئے تم کہو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔

۱۸۲۱
تشریحات یعنی میری مدح میں وہ باتیں نہ کہو جو مجھ میں نہیں مثلاً خدا یا خدا کا بیٹا نہ کہو جیسا کہ تشبیہ سے ظاہر ہے لیکن میرے اندر جو فضائل و کمالات واقعی ہیں ان کو بیان کرو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حقیقت میں جو فضائل و کمالات اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائے وہ بھی بیان نہ کرو ان کو بیان کرنا حد سے آگے بڑھنا نہیں اسی کو عارف جامی نے اپنے الفاظ میں یوں ادا کیا ہے۔

ع "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

مخواں اور خدا از بہر حفظ دین و پاس شرع
دیگر ہرچہ خواہی اندر مدحش املا کن

اور علامہ بوصیری نے لکھا ؎

عه مسلم فضائل، نسائی القضاۃ، ابن ماجہ۔ کفارات، مسند امام احمد ۔ ۳ ۔ ۸۳ ۔ ۳۱۲ ۔

عله دارمی، رقاق مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۲۳

دَعْ ما ادعته النصاریٰ فی نبیھم   واحکم بماشئت مدحا فیه واحتکم

نصاریٰ نے اپنے نبی کے بارے میں جو کچھ دعویٰ کیا اسے چھوڑ دو اس کے علاوہ ان کی تعریف میں جو چاہو کہو اور مضبوطی سے قائم رہو۔

بابُ نُزُولِ عیسَی بْنِ مَرْیَمَ علیھما السَّلَامُ ص۴۹۰

عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے اترنے کا بیان۔

حدیث ۱۸۲۲

عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰی اَبِیْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَیْفَ

علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میں ابن مریم اتریں گے

اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ۔ عہ

اور تمہارا امام تم سے ہوگا۔

تشریحات ۱۸۲۲ اہلسنت کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں اور قرب قیامت میں پھر تشریف لائیں گے سات سال یا نو سال تشریف رکھیں گے شادی بھی کریں گے ان کی اولاد بھی ہوگی اور ہماری شریعت کے مطابق عمل فرمائیں گے اور اسی کی تبلیغ کریں گے اور ایک روایت کے مطابق چالیس برس زندہ رہیں گے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حجرہ مبارکہ میں ایک قبر کی جگہ خالی ہے وہاں دفن ہوں گے۔

امامکم منکم۔ اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ امام اس امت کا کوئی فرد ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ مسلم لہ میں ہے کہ حضرت عیسیٰ سے عرض کیا جائے گا کہ آپ نماز پڑھائیے تو فرمائیں گے نہیں تم میں کا بعض۔ بعض پر امیر ہے۔

NAFSEISLAM.COM

عہ مسلم ایمان۔

لہ مسلم ج ۱ باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ص۸۷

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَابُ مَا ذُکِرَ عَنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ ص۴۹۰

بنی اسرائیل کے بارے میں کیا ذکر کیا گیا ہے۔

۱۸۲۳ **حدیث** قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو لِحُذَیْفَةَ اَلَا تُحَدِّثُنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ
عقبہ بن عمرو نے حضرت حذیفہ سے کہا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ اِنَّ
سے جو کچھ سنا ہے کیا ہم سے بیان نہ فرمائیں گے؟ انھوں نے فرمایا میں نے حضور کو یہ فرماتے
مَعَ الدَّجَّالِ اِذَا خَرَجَ مَآءً وَّنَارًا فَاَمَّا الَّذِیْ یَرَی النَّاسُ اِنَّھَا
سنا ہے کہ دجال جب نکلے گا تو اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی۔ جسے لوگ دیکھیں گے کہ وہ
النَّارُ فَمَآءٌ بَارِدٌ وَّاَمَّا الَّذِیْ یَرَی النَّاسُ اِنَّہٗ مَآءٌ بَارِدٌ فَنَارٌ تُحْرِقُ
آگ ہے ٹھنڈا پانی ہوگا اور جسے لوگ دیکھیں گے کہ یہ ٹھنڈا پانی ہے وہ جلانے والی آگ ہوگی
فَمَنْ اَدْرَکَ مِنْکُمْ فَلْیَقَعْ فِی الَّذِیْ یَرٰی اِنَّھَا نَارٌ فَاِنَّہٗ عَذْبٌ بَارِدٌ
تم میں سے جو اسے پائے تو اس میں جائے جسے دیکھ رہا ہے کہ وہ آگ ہے کیوں کہ وہ میٹھا پانی
(اِلٰی اَنْ قَالَ) فَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا حَضَرَہُ الْمَوْتُ فَلَمَّا یَئِسَ
ہے نیز انھوں نے کہا میں نے حضور کو فرماتے سنا کہ ایک شخص کی موت کا وقت قریب ہوا جب وہ
مِنَ الْحَیَاۃِ اَوْصٰی اَھْلَہٗ اِذَا اَنَا مِتُّ فَاجْمَعُوْا لِیْ حَطَبًا کَثِیْرًا وَّاَوْقِدُوْا
زندگی سے مایوس ہوگیا تو اس نے اپنے اہل کو وصیت کی کہ میں جب مر جاؤں تو میرے لئے بہت زیادہ
فِیْہِ نَارًا حَتّٰی اِذَا اَکَلَتْ لَحْمِیْ وَخَلَصَتْ اِلٰی عَظْمِیْ فَامْتُحِشَتْ فَخُذُوْھَا
لکڑیاں جمع کرنا اور اس پر آگ جلا دینا جب آگ میرے گوشت کو کھا جائے اور میں جل جاؤں تو
فَاطْحَنُوْھَا ثُمَّ انْظُرُوْا یَوْمًا رَاحًا فَاذْرُوْہُ فِی الْیَمِّ فَفَعَلُوْا فَجَمَعَہٗ
اسے لے لو اور اسے پیس ڈالو پھر جب کسی دن تیز ہوا ہو تو اسے سمندر میں ڈال دو اس کے اہل نے

اللّٰہُ تَعَالیٰ فَقَالَ لَہٗ لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِکَ قَالَ مِنْ خَشْیَتِکَ وَغَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ

ایسا ہی کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو جمع فرمایا اور اس سے دریافت فرمایا تم نے ایسا کیوں کیا وہ کہے گا تیرے ڈر سے پھر اللہ

قَالَ عُقْبَۃُ ابْنُ عَمْرٍو وَاَنَا سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ ذٰلِکَ وَکَانَ نَبَّاشًا۔ عه

اسے بخش دے گا عقبہ بن عمرو نے کہا میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے اور یہ کفن چور تھا۔

تشریحات ۱۸۲۳ **قال عقبۃ بن عمرو۔** یہ ابو مسعود فزاری بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یہ اخیر والی حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

حدیث ۱۸۲۴ سَمِعْتُ اَبَا حَازِمٍ قَالَ قَاعَدْتُ اَبَا ھُرَیْرَۃَ خَمْسَ سِنِیْنَ

ابو حازم نے کہا میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پانچ سال بیٹھا میں نے ان

فَسَمِعْتُہٗ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ

کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ حضور نے فرمایا کہ بنی اسرائیل پر ان کے

کَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَہٗ

نبی حکمرانی کرتے تھے جب ایک نبی چلا جاتا تو اس کی جگہ دوسرے تشریف لاتے اور میرے بعد کوئی نبی

نَبِیٌّ وَاِنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَیَکُوْنُ خُلَفَاءُ فَیَکْثُرُوْنَ قَالُوْا: فَمَا تَاْمُرُنَا

نہیں۔ اور خلفاء ہوں گے اور بکثرت ہوں گے لوگوں نے عرض کیا اس وقت کے لئے ہمیں کیا حکم

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ فُوْا بِبَیْعَۃِ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ اَعْطُوْھُمْ حَقَّھُمْ

دیتے ہیں یا رسول اللہ؟ فرمایا سب سے پہلے والے کی بیعت پر قائم رہو ان کو ان کا حق دو بے شک اللہ ان سے

فَاِنَّ اللّٰہَ سَائِلُھُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاھُمْ عله

سوال فرمائے گا اس کے بارے میں جو سلوک انھوں نے اپنے رعایا سے کیا ہوگا۔

تشریحات ۱۸۲۴ خلفاء۔ یہ خلیفہ کی جمع ہے اس سے مراد متغلبین ہیں اس لئے کہ ایک وقت میں چند خلیفہ برحق نہیں ہو سکتے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع فتنہ اور قیام امن کے لئے یہ ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے جس کی بیعت کر لو اسی کو نباہو اگر وہ کوئی کجروی کریں گے تو اللہ عز وجل ان سے مواخذہ فرمائے گا۔

عه ص۴۹۵ ثانی۔ فتن ص۱۰۵۶ عله مسلم، مغازی، ابن ماجہ، جہاد۔

۱۸۲۵

حدیث

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ
نے فرمایا تم لوگ اپنے اگلوں کے طریقے کی ضرور پیروی کروگے بالشت کے برابر اور ہاتھ
حَتّٰى لَوْ سَلَكُوا جُحْرَ ضَبٍّ فَسَلَكْتُمُوهُ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى
کے برابر یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کی بل میں گھسے ہوں گے تو تم لوگ بھی اس میں ضرور گھسوگے ہم نے
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ عه
عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہود و نصاریٰ؟ فرمایا پھر کون؟

۱۸۲۵

تشریحات

جحر ضب۔ گوہ کے سوراخ کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ وہ بہت تنگ اور ردی ہوتا ہے مراد مبالغہ ہے یعنی تم لوگ یہود و نصاریٰ کی پوری پوری پیروی کروگے اور چھوٹی سی چھوٹی اور بیچ سے بیچ جو حرکت یہود و نصاریٰ سے سرزد ہوئی ہے وہ کروگے۔

اس پر یہ شبہ کیا جاتا ہے کہ یہود و نصاریٰ نے انبیاے کرام کو قتل کیا۔ کتاب اللہ میں تحریف کی اس امت میں نہ نبی ہوئے نہ ان کے قتل کا کسی نے ارتکاب کیا اور کتاب اللہ بحمدہ تعالیٰ آسمانی نزول کے ساتھ محفوظ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں اتباع صرف معاصی میں مراد ہے کفر میں نہیں جیسا کہ دوسری حدیث میں فرمایا کہ اگر ان میں کسی نے اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا ہوگا تو اس امت میں بھی ایسے بیچ ہوں گے۔ دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اگرچہ اس امت میں انبیاء نہیں ہوئے مگر وارثین انبیاء ہوئے اور ظالموں نے انھیں شہید کیا۔ مثلاً حضرت عبد اللہ بن زبیر حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت امام حسین اور ان کے رفقاء، حضرت سعید بن زبیر، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ اور کتاب اللہ میں تحریف لفظی تو نہ کر سکے مگر تحریف معنوی کی بہت کوششیں کیں۔

۱۸۲۶

حدیث

عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا
مسروق ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں
كَانَتْ تَكْرَهُ أَنْ يَجْعَلَ يَدَهُ فِي خَاصِرَتِهِ وَتَقُولُ إِنَّ الْيَهُودَ تَفْعَلُهُ۔
کہ وہ کوکھ پر ہاتھ رکھنے کو ناپسند کرتی تھیں فرماتی تھیں کہ یہود ایسا کرتے تھے۔

عه ثانی۔ الاعتصام باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لتتبعن سنن من کان قبلکم ص ۱۰۸۹

۱۸۲۶ **تشریحات** اس روایت میں یہاں یہ مطلق ہے نماز کی تخصیص نہیں اس کا اطلاق اس کا مقتضی ہے کہ کولہے پر ہاتھ رکھنا مطلقاً مکروہ ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ یہود کا طریقہ ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ شیطان جب مردود بارگاہ ہوا تو کولہے پر ہاتھ رکھے ہوئے زمین پر آیا تھا نیز یہ متکبرین کا طریقہ ہے۔ اگرچہ دوسری روایتوں میں فی الصلوٰۃ کی تخصیص آئی ہے جیسا کہ ابو نعیم اور اسماعیل کی روایت میں ہے۔

۱۸۲۷ **حدیث**

عَنْ أَبِي كَبْشَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری جانب سے لوگوں کو پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔ اور بنی اسرائیل کی
وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ عہ
روایتیں بیان کرو اور کوئی حرج نہیں اور جو مجھ پر قصداً جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے۔

۱۸۲۷ **تشریحات** آیۃ کے معنی علامت اور نشانی کے ہیں اور شرع میں اس کا اطلاق قرآن مجید کے جز پر بھی ہوتا ہے یہاں معنی عام مراد لینا زیادہ مناسب ہے سیاق اسی کا مقتضی ہے مراد یہ ہے کہ میرے ہر قول و فعل ارشاد کی تبلیغ کرو اگرچہ وہ مختصر ہی کیوں نہ ہو۔

حدثوا عن بنی اسرائیل۔ مراد یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے احوال یا علماء بنی اسرائیل کی مرویات جو ہماری شریعت کے مزاحم نہ ہوں بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں اس سے ثابت ہوا کہ اسرائیلیات بیان کرنا جرم نہیں اس سے شبلی وغیرہ مدعیان علم کی دیانت ظاہر ہو گئی کہ انھوں نے امام المغازی محمد بن اسحاق وغیرہ کی مرویات پر یہ طعن کیا کہ اسرائیلیات بیان کرتے تھے۔

ومن کذب۔ اس حدیث کو امام بخاری نے کتاب العلم میں پانچ صحابہ کرام سے روایت کی۔ حضرت علی حضرت زبیر حضرت انس حضرت سلمہ بن اکوع اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اور جنائز میں حضرت مغیرہ بن شعبہ سے اور عبد اللہ بن عمرو سے اور مناقب میں واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس طرح بخاری ہی میں آٹھ صحابہ کرام سے مذکور ہے علامہ ابن حجر اور علامہ عینی نے فرمایا کہ یہ سو صحابہ کرام سے مروی ہے علامہ نووی نے فرمایا کہ دو سو صحابہ کرام سے مروی ہے اگرچہ بعض میں یہ خاص وعید مذکور نہیں صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث متواترہ ہے جیسا کہ ہم نے نزہۃ القاری جلد اول ص ۴۰۱ پر تفصیل سے بیان کیا ہے۔

۱۸۲۸ **حدیث**

قَالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

عہ ترمذی

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اِنَّ الیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی

یہود و نصاریٰ رنگتے نہیں تم لوگ ان کی مخالفت کرو۔

یَصْبَغُوْنَ فَخَالِفُوْھُمْ عه

تشریحات ۱۸۲۸ مراد یہ ہے کہ سر اور داڑھی کے بالوں کو کسی چیز سے رنگ لیا کرو مثلاً کسم یا مہندی سے اس لئے کہ یہود و نصاریٰ رنگتے نہیں، نیز مراد یہ ہے کہ کالا رنگ چھوڑ کر۔ کالے خضاب کی ممانعت کی متعدد حدیثیں ہیں اس لئے یہ جائز نہیں۔ رنگنا اس کے معارض نہیں کہ سفید بالوں کے اکھاڑنے سے منع فرمایا اکھاڑنا اور بات ہے رنگنا اور بات۔

۱۸۲۹ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ عَمْرَۃَ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ حَدَّثَہٗ

حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی۔ کہ انھوں نے نبی صلی اللہ

اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ ثَلٰثَۃً فِیْ

تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتے تھے۔ بنی اسرائیل میں ایک سفید داغ والا ایک گنجا اور ایک اندھا

بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَبْرَصَ وَاَقْرَعَ وَاَعْمٰی بَدَأَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ اَنْ یَّبْتَلِیَھُمْ

تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں آزمانا چاہا۔ تو ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ فرشتہ سفید

فَبَعَثَ اِلَیْھِمْ مَلَکًا فَاَتَی الْاَبْرَصَ فَقَالَ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ

داغ والے کے پاس آیا۔ اور پوچھا تمھیں کیا سب سے زیادہ پسند ہے۔ اس نے کہا۔

لَوْنٌ حَسَنٌ وَجِلْدٌ حَسَنٌ قَدْ قَذِرَنِی النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَہٗ فَذَھَبَ

اچھا رنگ اچھی کھال۔ لوگ مجھ سے گھن کرتے ہیں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو سفید داغ

فَاُعْطِیَ لَوْنًا حَسَنًا وَجِلْدًا حَسَنًا فَقَالَ وَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْکَ

دور ہو گیا اور اسے اچھا رنگ اور اچھی کھال دی گئی پھر فرشتے نے پوچھا کون مال تجھے زیادہ پسند ہے

فَقَالَ الْاِبِلُ اَوْ قَالَ الْبَقَرُ ھُوَ شَکَّ فِیْ ذٰلِکَ اَنَّ الْاَبْرَصَ اَوِ الْاَقْرَعَ

اس نے کہا اونٹ یا کہا گائے۔ راوی حدیث اسحٰق بن عبد اللہ نے شک کیا کہ ابرص اور گنجے میں سے ایک

قَالَ اَحَدُھُمَا الْاِبِلُ وَقَالَ الْاٰخَرُ الْبَقَرُ فَاُعْطِیَ نَاقَۃً عُشَرَاءَ فَقَالَ

نے اونٹ کہا اور دوسرے نے گائے۔ اسے دس مہینے کی گابھن اونٹنی دی گئی۔ فرشتے نے دعا کی

عه ثانی باب الخضاب ص ۸۷۵ نسائی۔

يُبَارَكُ لَكَ فِيهَا قَالَ وَأَتَى الْأَقْرَعَ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ
تیرے لئے اس میں برکت ہو۔ اور فرشتہ گنجے کے پاس آیا۔ اور پوچھا تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے۔ اس نے
شَعَرٌ حَسَنٌ وَيَذْهَبُ هٰذَا عَنِّي قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ
اچھا بال اور یہ کہ گنجا پن چلا جائے۔ لوگ گھن کرتے ہیں۔ فرشتے نے ہاتھ پھیرا تو اس کا گنجا پن دور ہو گیا۔ اور
فَذَهَبَ وَأُعْطِيَ شَعَرًا حَسَنًا قَالَ فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ
عمدہ بال دیا گیا۔ فرشتے نے پوچھا کون سا مال تجھے زیادہ پسند ہے اس نے کہا گائے۔ تو اسے فرشتے نے
الْبَقَرُ فَأَعْطَاهُ بَقَرَةً حَامِلًا وَقَالَ يُبَارَكُ لَكَ فِيهَا وَأَتَى الْأَعْمَى فَقَالَ
گابھن گائے دی اور کہا تجھے اس میں برکت ہو۔ اور اندھے کے پاس آیا۔ اور کہا کیا چیز تجھے سب سے
أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ يَرُدُّ اللّٰهُ إِلَيَّ بَصَرِي فَأُبْصِرُ بِهِ النَّاسَ
زیادہ پسند ہے اس نے کہا کہ اللہ میری آنکھ مجھے لوٹا دے کہ میں لوگوں کو دیکھوں۔ فرشتے نے ہاتھ پھیرا
قَالَ فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيْهِ بَصَرَهُ قَالَ فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ
اللہ نے اس کی آنکھ لوٹا دی فرشتے نے پوچھا کون سا مال تجھے سب سے زیادہ پسند ہے اس نے کہا
الْغَنَمُ فَأَعْطَاهُ شَاةً وَالِدًا فَأُنْتِجَ هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا فَكَانَ لِهٰذَا
بکری۔ فرشتے نے اسے گابھن بکری دی۔ اس کے بعد ان دونوں نے بچے دیے اور اس نے بچے دیے
وَادٍ مِّنَ الْإِبِلِ وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنْ بَقَرٍ وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنْ غَنَمٍ ثُمَّ إِنَّهُ
اس کے لئے ایک میدان اونٹوں سے بھر گیا۔ اور اس کے لئے ایک میدان گایوں سے بھر گیا۔ اور اس
أَتَى الْأَبْرَصَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّسْكِينٌ تَقَطَّعَتْ بِيَ
کے لئے ایک میدان بکریوں سے بھر گیا۔ اس کے بعد فرشتہ سفید داغ والے کے پاس اس کی صورت اور ہیئت
الْحِبَالُ فِي سَفَرِي فَلَا بَلَاغَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ أَسْأَلُكَ بِالَّذِي
میں آیا۔ اور کہا میں مسکین شخص ہوں سفر کے اسباب منقطع ہو گئے ہیں۔ آج صرف اللہ پھر تیری مدد ہی سے گھر تک
أَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيرًا أَتَبَلَّغُ عَلَيْهِ
پہنچ سکتا ہوں میں تم سے اس اللہ کے نام پر سوال کرتا ہوں جس نے تم کو اچھا رنگ اور اچھی کھال عطا کی اور اونٹ عطا
فِي سَفَرِي فَقَالَ لَهُ إِنَّ الْحُقُوقَ كَثِيرَةٌ فَقَالَ لَهُ كَأَنِّي أَعْرِفُكَ
فرمایا۔ کہ میرے سفر کا بندوبست کر دو۔ اس نے کہا حقوق بہت ہیں۔ اب فرشتے نے اس سے کہا۔ میں تجھے پہچانتا ہوں

أَلَمْ تَكُنْ أَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ فَقِيرًا فَأَعْطَاكَ اللّٰهُ تَعَالَى فَقَالَ

کہا تو سفید داغ والا نہیں تھا کہ لوگ تجھ سے گھن کرتے فقیر تھا تجھے اللہ نے عطا فرمایا۔ اس نے کہا میں تو

لَقَدْ وَرِثْتُ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ فَقَالَ إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ إِلَى

باپ دادا سے اس کا وارث ہوں۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تجھے پہلی حالت پر کر دے۔ پھر فرشتہ

مَا كُنْتَ وَأَتَى الْأَقْرَعَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ

گنجے کے پاس اسی کی شکل و حالت میں آیا اور اس سے بھی وہی کہا۔ جو ابرص سے کہا تھا اور اس نے بھی وہی

لِهٰذَا وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلَيْهِ هٰذَا فَقَالَ إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ

جواب دیا جو ابرص نے دیا تھا۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تجھے پہلی حالت پر کر دے۔ پھر فرشتہ

إِلَى مَا كُنْتَ وَأَتَى الْأَعْمَى فِي صُورَتِهِ فَقَالَ رَجُلٌ مِسْكِينٌ وَابْنُ السَّبِيلِ

اندھے کے پاس اس کی شکل و حالت میں آیا۔ اور کہا میں مسکین شخص ہوں اور مسافر سفر کے وسائل

وَتَقَطَّعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِي سَفَرِي فَلَا بَلَاغَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ

سے محروم ہوں آج صرف اللہ اور پھر تیری مدد ہی سے گھر پہنچ سکتا ہوں۔ اس کے نام پر جس نے تیری نظر لوٹائی تجھ

أَسْأَلُكَ بِالَّذِي رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً أَتَبَلَّغُ بِهَا فِي سَفَرِي وَقَالَ

سے ایک بکری کا سوال کرتا ہوں۔ کہ اپنی منزل تک پہنچ جاؤں اس نے کہا میں نابینا تھا اللہ نے میری بینائی لوٹا دی۔

قَدْ كُنْتُ أَعْمَى فَرَدَّ اللّٰهُ بَصَرِي وَفَقِيرًا فَأَغْنَانِي اللّٰهُ فَخُذْ مَا شِئْتَ

محتاج تھا اللہ نے مجھے مالدار کر دیا۔ جو چاہے لے لے۔ بخدا اللہ کے لئے جو تو لے گا لے گا جو چھوڑ دے

فَوَاللّٰهِ لَا أَحْمَدُكَ الْيَوْمَ لِشَيْءٍ أَخَذْتَهُ لِلّٰهِ فَقَالَ أَمْسِكْ مَالَكَ

اس پر تری ستائش نہیں کروں گا۔ کہ بڑا اچھا آدمی تھا کل نہیں لیا۔ فرشتے نے کہا۔ اپنا مال اپنے پاس

فَإِنَّمَا ابْتُلِيتُمْ فَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ وَسَخِطَ عَلَى صَاحِبَيْكَ عه

رکھ تم تینوں کی آزمائش ہوئی ہے۔ اللہ تجھ سے راضی اور ان دونوں سے ناراض ہوا۔

۱۸۲۹

تشریحات

بدأ اللّٰہ۔ ہمزہ کے ساتھ یعنی اللہ نے ارادہ فرمایا جیسا کہ مسلم میں ہے اراد اللّٰہ اور ایک روایت بدا بھی ہے الف کے ساتھ بدا سے ظاہر ہونے کے معنی میں یہاں مراد یہ ہے کہ اللہ کے حکم میں اس بات کا ظاہر ہونا ثابت ہو چکا تھا اس کو ظاہر کرنا چاہا۔

عه کتاب الایمان والنذور باب لا یقول ماشاء اللہ وشئت ص ۹۸۲ مسلم آخر کتاب۔

قد قذرنی۔ یعنی لوگ مجھ سے گھن کرتے ہیں کرمانی نے ایک روایت یہ بھی ذکر کی ہے قذرونی الناس یہ ایسا ہی ہے جیسے بولتے ہیں اکلونی البراغیث مطلب یہ ہوا کہ جب فاعل اسم ظاہر ہے تو فعل کو واحد لانا ضروری ہوتا ہے اگرچہ فاعل جمع ہو اور یہاں جمع لائے ہیں اس کے باوجود کہ الناس اسم ظاہر ہے جواب کا حاصل یہ ہوا کہ عرب کی بعض لغات میں یہ جائز ہے۔

ہو شک فی ذلک۔ یعنی ابرص یا اقرع میں سے ایک نے اونٹ اور دوسرے نے گائے طلب کی تھی کسی راوی سے شک ہو گیا کہ ان میں سے کس نے اونٹ مانگا تھا اور کس نے گائے۔ مسلم میں ہے کہ یہ شک اسحاق بن عبداللہ سے ہوا تھا۔

ناقۃ عُشراء۔ یعنی جس نے اونٹ مانگا تھا اس کو دس مہینے کی گابھن اونٹنی دی گئی مطلب یہ ہے کہ ایسی اونٹنی دی گئی جو جلد ہی بچہ دینے والی تھی اس لئے کہ اونٹنی کی مدت حمل دس ماہ ہے۔

شاۃ والداً اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایسی بکری دی جس کے بچے تھے یا وہ ایسی حاملہ تھی جو قریب الولادت تھی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ بکثرت بچہ دینے والی تھی۔ شاۃ کی صفت والدا مذکر لائے اس لئے کہ شاۃ مذکر و مؤنث دونوں مستعمل ہے۔

فانتج ہذان۔ یعنی اونٹ اور گائے والوں کے بچے ہوئے باب افعال سے اس کا استعمال قلیل ہے اور فصیح نُتِجَ الناقَۃُ ہے یعنی اونٹنی بچہ والی ہوئی۔

ولّد ہذا۔ لام کی تشدید کے ساتھ باب تفعیل سے یعنی بکری والا بچوں والا ہوا۔ لا احمدک الیوم لشیٍٔ۔ قاضی عیاض نے فرمایا کہ بخاری کی تمام روایات لا احمدک ہی ہے اس کی توجیہ یہ ہے کہ یہاں ترک محذوف ہے عبارت یہ ہوئی لا احمدک علی ترک شیٍٔ تحتاج الیہ من مالی۔ یعنی میرے مال میں سے جس کا تو محتاج ہے اس کے نہ لینے پر میں تیری حمد نہیں کروں گا یعنی لے لے تو میں تیرا مشکور ہوں گا۔ ویسے کریمہ کی روایت میں اور مسلم کی اکثر روایت میں لا اجہدک ہے یعنی مجھ سے جو تو مانگتا ہے اس کے لوٹانے میں تجھ پر کوئی سختی نہیں کروں گا یعنی تو جتنا چاہے لے لے۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ اس کا بھی احتمال ہے کہ لا احمّدک میم کی تشدید کے ساتھ باب تفعیل سے ہو یعنی تو میرا مال جتنا لے گا اس پر میں تجھ سے شکریہ کا طالب نہیں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْکَہْفِ وَالرَّقِیْمِ ص ۴۹۲

کیا تم نے یہ گمان کر لیا کہ اصحاب کہف اور رقیم ہماری ایک عجیب نشانی تھے۔ کہف (۹)

توضیح باب۔ کہف معنی غار کھوہ۔ رقیم معنی جنگل کا کنارہ۔

اصحاب کہف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اہل انجیل گمراہ ہو گئے۔ خود بت پرستی کرنے لگے اور دوسروں کو بھی بت پرستی پر مجبور کرنے لگے۔ ان ایام میں افسوس ایک بہت بڑا شہر تھا وہاں کا بادشاہ

دقیانوس نام کا بہت ظالم اور جابر تھا۔ جو بت پرستی پر راضی نہ ہوتا اسے قتل کروا دیتا اسی شہر میں اصحاب کہف جو عرصہ دراز سے اہل ایمان خدا ترس تھے۔ یہ لوگ اپنا ایمان بچانے کے لئے شہر سے بھاگے اور ایک پہاڑ کی کھوہ میں جا کر چھپ گئے وہاں انھیں نیند آ گئی اور سب بے خبر سو گئے۔ دقیانوس کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے حکم دیا کہ غار کے منہ پر دیوار چن دی جائے جس کی وجہ سے یہ لوگ وہیں مر کر رہ جائیں اور یہی غار ان کی قبر ہو جائے۔ عمال حکومت میں جن لوگوں کے سپرد یہ کام تھا ان میں ایک نیک آدمی بھی تھا۔ اس نے ان کے ناموں کو رانگ کی تختی پر کندہ کرا کر تانبے کے صندوق میں بند کر کے اس دیوار کی جڑ میں دفن کرا دیا۔ اور اسی قسم کی تختی شاہی خزانہ میں بھی رکھوا دی۔ کچھ دنوں کے بعد دقیانوس مر گیا۔ یہ لوگ تین سو سال تک سوتے رہے۔ زمانہ بدلتا گیا حکومتیں الٹ پلٹ ہوتی رہیں پھر اس ملک کا بادشاہ ایک نیک شخص بیدروس نام کا ہوا جس نے اڑسٹھ سال حکومت کی اس کے عہد میں ملک میں فرقہ بندی ہو گئی۔ کچھ لوگ مرنے کے بعد زندہ ہو کر اٹھنے کے منکر ہو گئے قیامت کا انکار کیا۔ بادشاہ دل برداشتہ ہو کر گھر میں بیٹھ رہا اور بارگاہ الٰہی میں گریہ وزاری کے ساتھ دعا کی یا رب کوئی ایسی نشانی ظاہر فرما جس سے ان منکروں کو قیامت پر یقین حاصل ہو جائے۔ اسی زمانے میں ایک شخص نے اپنی بکریوں کے لئے آرام کی جگہ حاصل کرنے کے لئے اسی غار کو تجویز کیا اور دیوار گرا دی مگر دیوار گرنے کے بعد دیوار گرانے والوں پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ وہ سب بھاگ گئے۔

اصحاب کہف اب جاگ پڑے بہت خوش و خرم چہرے شگفتہ شاداں و فرحاں ایک نے دوسرے کو سلام کیا پھر نمازیں پڑھیں نماز سے فارغ ہو کر یملیخا سے کہا آپ شہر جائیے کچھ کھانے پینے کو بھی لائیے اور یہ بھی معلوم کرتے آئیے کہ دقیانوس کا ہم لوگوں کے بارے میں کیا ارادہ ہے یملیخا شہر گئے دیکھا کہ شہر پناہ کے دروازے پر اسلامی علامتیں ہیں شہر میں داخل ہوئے تو بالکل اجنبی لوگوں کو پایا انھیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قسم کھاتے سنا اس پر انھیں سخت تعجب ہوا اس کے بعد وہ ایک نانبائی کی دوکان پر گئے اور کھانا خریدنے کے لئے دقیانوسی عہد کا سکہ دیا بازار والوں نے خیال کیا ان لوگوں کو پرانا خزانہ ہاتھ آ گیا لوگ یملیخا کو پکڑ کر حاکم کے پاس لے گئے حاکم نے ان سے باز پرس کی کہ تم نے یہ خزانہ کہاں پایا ہے یملیخا نے کہا خزانہ کہیں نہیں یہ روپیہ ہمارا ہے حاکم نے کہا یہ بات کسی طرح یقین کے لائق نہیں تم جوان ہو ہم بوڑھے ہیں ہم نے یہ سکہ کبھی نہیں دیکھا اس میں جو سن درج ہے تین سو سال پہلے کا ہے۔

یملیخا نے کہا کہ اب میں جو کچھ پوچھوں اسے صحیح صحیح بتاؤ عقدہ حل ہو سکتا ہے بتاؤ دقیانوس کس حال میں ہے حاکم نے آج روئے زمین پر اس نام کا کوئی بادشاہ نہیں صدیوں پہلے ایک بے ایمان بادشاہ اس نام کا ہوا تھا۔ یملیخا نے کہا تعجب ہے ہم ابھی کل ہی اس کے خوف سے جان بچا کر بھاگے ہیں ہمارے ساتھی قریب کے پہاڑ میں ایک غار کے اندر موجود ہیں چلو میں تمہیں ان سے ملا دوں حاکم اور شہر کے عمائد اور خلق کثیر غار کے دہانے پر پہنچے لوگوں کی آواز سن کر غار کے اندر والوں نے سمجھا کہ یملیخا پکڑے گئے اور ہمیں گرفتار کرنے کے لئے یہ شاہی فوج آ رہی ہے

یہ لوگ اللہ کی حمد اور شکر بجالائے اتنے میں یملیخا سب کو لے کر پہنچے اور سب قصہ سنایا اس سے ان لوگوں نے سمجھ لیا کہ یہ لوگ بحکم الٰہی مدتوں سوتے رہے ہیں اور اب جاگے ہیں تاکہ ان لوگوں کے لئے نشانی ہوں جو مرنے کے بعد زندہ ہونے پر یقین نہیں رکھتے حاکم نے اس تانبے کے صندوق کو دیکھا اسے کھولا تو وہ تختی نکلی جس میں اصحاب کہف اور ان کے کتے کا نام لکھا ہوا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ یہ جماعت اپنا دین بچانے کے لئے دقیانوس کے ڈر سے اس غار میں پناہ گزیں ہوئی ہے دقیانوس نے اس دیوار کے ذریعہ غار کے منہ کو بند کر دیا ہم یہ حال اس لئے لکھ دیتے ہیں کہ جب کبھی غار کھلے تو لوگوں کو اصل حال معلوم ہو جائے۔ یہ تختی پڑھ کر سب کو تعجب بھی ہوا اور بے حد خوشی بھی سب اللہ کی حمد و ثنا کرنے لگے کہ اس نے ایسی نشانی ظاہر فرما دی جس سے مرنے کے بعد جی کر اٹھنے پر یقین حاصل ہوتا ہے حاکم نے اپنے بادشاہ بیدروس کو اطلاع دی وہ اراکین اور امراء کو لے کر حاضر ہوا اور سجدۂ شکر بجالایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کی اصحاب کہف نے بادشاہ سے مصافحہ کیا اور فرمایا ہم تمہیں اللہ کے سپرد کرتے ہیں اللہ تیری اور تیرے ملک کی حفاظت فرمائے۔ جن وانس کے شر سے بچائے پھر سلام کر کے وہ حضرات اپنی خواب گاہ میں چلے گئے اور سو گئے اسی حال میں اللہ نے انھیں وفات دے دی۔ بادشاہ نے ساج کے صندوقوں میں ان کے اجسام کو رکھ کر محفوظ کر دیا اللہ عزوجل نے رعب سے ان کی حفاظت فرمائی اگر بالفرض کوئی شخص غار کے منہ پر پہونچتا ہے تو ڈر کر بھاگتا ہے۔

حضرت معاویہ روم پر چڑھائی کے ایام میں ایک بار اصحاب کہف پر گذرے انھوں نے زیارت کرنی چاہی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انھیں منع فرما دیا اور یہ آیت تلاوت کی۔ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا۔ کہف (۱۸) اگر تو ان پر جھانکے تو پیٹھ پھیر کر بھاگے اور ہیبت سے بھر جائے۔ پھر ایک جماعت حضرت معاویہ کے حکم سے اندر گئی تو اللہ عزوجل کے حکم سے ایک ایسی ہوا چلی کہ جس سے یہ سب جل کر خاک ہو گئے۔

یہ لوگ غار میں طلوع آفتاب کے وقت داخل ہوئے تھے اور جب سو کر اٹھے تو آفتاب غروب کے قریب تھا اس سے ان لوگوں نے یہ سمجھا کہ ہم اسی دن غار میں آئے ہیں حالانکہ وہ لوگ تین سو نو سال سوتے رہے ان لوگوں کو حیرت تھی کہ ایک ہی دن میں ہمارے ناخن اور بال کیسے بڑھ گئے اس سے ان لوگوں نے اندازہ لگایا کہ ہم لوگ ایک طویل مدت تک سوتے رہے۔ بربناء قولِ صحیح یہ سات حضرات ہیں جن کے ناموں میں اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کی بنا پر ان کے نام یہ ہیں۔ مکسلمینا، یملیخا، مرطونش، بینونس، ساربونس، ذونواس، کشفیط طنونس، ہمارے سلسلے کے عملیات میں ان کے اسماء یہ ہیں۔ مکسلمینا، یملیخا، یہی زیادہ مشہور ہے ایک قول یہ ہے کہ ان کے کتے کا نام قطمیر ہے۔

خواص۔ یہ اسماء لکھ کر دروازے پر لگا دیئے جائیں تو مکان جلنے سے محفوظ رہتا ہے سرمایہ پر رکھ دیئے جائیں تو چوری نہیں جاتا۔ کشتی یا جہاز ان کی برکت سے غرق نہیں ہوتا بھاگا ہوا شخص ان کی برکت سے واپس آجاتا ہے کہیں آگ لگی ہو اور یہ اسماء کپڑے میں لکھ کر ڈال دیئے جائیں تو وہ بجھ جاتی ہے بچے کے رونے، باری کے بخار دردسر

ام الصبیان خشکی وتری کے سفر میں جان ومال کی حفاظت عقل کی تیزی قیدیوں کی آزادی کے لئے یہ اسماء لکھ کر بطور تعویذ بازو میں باندھے جاتے ہیں[1]

الرقیم۔ اَلْکِتَابُ الْمَرْقُوْمُ۔ مَکْتُوْبٌ مِّنَ الرَّقْمِ۔ رقیم کے معنی لکھی ہوئی کتاب یہ رقم سے اسم مفعول ہے۔ یہ تفسیر حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ابو عبیدہ نے کہا رقیم اس نالے کا نام ہے جس میں غار ہے۔ کعب احبار سے مروی ہے کہ وہ بستی کا نام ہے حضرت انس سے ایک روایت یہ ہے کہ کتے کا نام ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ رقیم اس چٹان کا نام ہے جسنے اس وادی کو بند کر رکھا ہے جس میں یہ غار ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ رقیم بمعنی غار کے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ رانگ کی اس تختی کا نام ہے جس پر ان کے نام لکھے ہوئے تھے جو دیوار کی بنیاد میں رکھ دی گئی تھی۔

ربطنا علی قلوبھم۔ اَلْھَمْنَاھُمْ صَبْرًا۔ یعنی ہم نے ان کے دل میں صبر ڈالا۔ لَوْلَا اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰی قَلْبِھَا۔ اگر ہم اس کے دل پر صبر نہ ڈالتے۔ (سورہ قصص ع۱)

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی والدہ کے بارے میں فرمایا گیا کہ وہ حضرت موسیٰ کی جدائی میں اتنی بے چین تھیں کہ اگر ہم ان کے دل پر صبر نہ ڈالتے تو حضرت موسیٰ کا حال ظاہر کر دیتیں۔

شَطَطًا اِفْرَاطًا۔ حد سے آگے بڑھنا۔ اَلْوَصِیْدُ الْفِنَاءُ وَجَمْعُہٗ وَصَائِدُ وَوُصُدٌ وَیُقَالُ الْوَصِیْدُ الْبَابُ۔ وصید کے معنی صحن کے ہیں۔ اس کی جمع وصائد اور وصد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ وصید کے معنی دروازے کے ہیں، مجدد اعظم اعلیحضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے وصید کا ترجمہ چوکھٹ فرمایا ہے۔ جیسا کہ فتح الباری میں ہے۔ اَلْمُوْصَدَۃُ الْمُطْبَقَۃُ اٰصَدَ الْبَابَ وَاَوْصَدَ۔ بند کیا ہوا گھیرا ہوا، دروازہ بند کیا۔ بَعَثْنٰھُمْ اَحْیَیْنٰھُمْ ہم نے انہیں زندہ فرمایا۔ اَزْکٰی اَکْثَرُ رَیْعًا۔ زیادہ سیراب کرنے والا۔ فَضَرَبَ اللّٰہُ عَلٰی اٰذَانِھِمْ فَنَامُوْا۔ تو ہم نے ان کے کان پر تھپکا کہ وہ سو گئے۔ رَجْمًا بِالْغَیْبِ لَمْ یَسْتَبِنْ۔ اٹکل، بچم کچھ ظاہر نہیں کیا وَقَالَ مُجَاھِدٌ تَقْرِضُھُمْ۔ اَتْرُکُھُمْ تو انہیں چھوڑ دیتا ہے۔

ص۴۹۳

باب

۱۸۳۰ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

حدیث

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک پیاس

عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَمَا کَلْبٌ یُّطِیْفُ

سے جاں بلب کتا ایک کنوئیں کے مان کے ارد گرد گھوم رہا تھا بنی اسرائیل کی زانی عورتوں

بِرَکِیَّۃٍ کَادَ یَقْتُلُہُ الْعَطَشُ اِذْ رَاَتْہُ بَغِیٌّ مِّنْ بَغَایَا بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ

میں سے ایک عورت نے دیکھا اور اس نے اپنا مقررہ نکالا اور اسے پانی

---

[1] تفسیر جمل

نَزَعَتْ مُوْقَهَا فَسَقَتْهُ فَغَفَرَ لَهَا بِهِ ؏۱

دیا تو اللہ نے اسے بخش دیا۔

تشریح ۱۳۰ کتاب الطہارۃ میں اس قسم کا ایک قصہ مرد کے بارے میں بھی مروی ہے ظاہر ہے کہ یہ دونوں دو قصے ہیں:۔

حدیث ۱۸۳۱

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ

حمید بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو

عَامَ حَجَّ عَلَى الْمِنْبَرِ فَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِّنْ شَعْرٍ وَكَانَتْ فِي يَدِ حَرَسِيٍّ

منبر پر کہتے ہوئے یہ سنا جس سال انھوں نے حج کیا تھا اور بالوں کا ایک گچھا لئے

فَقَالَ يَا أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

ہوئے تھے جو ان کے محافظ کے ہاتھ میں تھا اے اہل مدینہ تمہارے علماء کہاں ہیں میں

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ مِّثْلِ هٰذِهٖ وَيَقُوْلُ إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ

نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے حضور اس سے منع فرماتے اور فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل

حِيْنَ اتَّخَذَ هٰذِهٖ نِسَاؤُهُمْ ؏۲

اس وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے یہ بنا لیا۔

تشریحات ۱۸۳۱ مراد یہ ہے کہ بالوں میں دوسرے بال ملا کر بالوں کو بڑھایا جائے جیسا کہ اس کی تشریح اخیر باب میں حضرت سعید بن مسیب کی حدیث میں آرہی ہے۔

عام حج اس سے مراد ان کا اخیر حج ہے جیسا کہ سعید بن مسیب کی حدیث میں ہے آخِرَ قَدْمَةٍ قَدِمَهَا۔ اخیر مرتبہ جب مدینہ آئے تھے یہ ۵۱ھ میں ہوا تھا۔

این علماءکم۔ اس سے مراد ان کی یہ تھی کہ علماء کیوں امر بالمعروف سے غافل ہو گئے اور عوام کو چھٹی دیدی کہ جو چاہیں کریں۔

؏۱ مسلم حیوان ؏۲ ثانی ـ لباس باب الوصل فی الشعر ص ۸۷۸ مسلم ـ لباس ـ ابو داؤد ترجل، ترمذی، استیذان ـ نسائی زینۃ،

۱۸۳۲

حدیث

عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ
حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّہٗ قَدْ کَانَ فِیْمَا مَضٰی قَبْلَکُمْ
تم سے پہلے گذری ہوئی امتوں میں وہ لوگ ہوتے تھے جنھیں الہام ہوتا
مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ وَاَنَّہٗ اِنْ کَانَ فِیْ اُمَّتِیْ ھٰذِہٖ مِنْھُمْ وَاِنَّہٗ
تھا اگر میری اس امت میں کوئی ایسا ہے تو وہ عمر
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ۔ عه
بن خطاب ہیں ۔

۱۸۳۲

تشریحات محدثون۔ محدث کے معنیٰ وہ شخص جسے صحیح الہام ہو یہ اولیائے کرام کے مراتب میں سے بہت بڑا مرتبہ ہے دوسرے معنیٰ اس کے یہ ہیں کہ جس کی زبان پر ہمیشہ صحیح بات جاری ہو ایک قول یہ ہے کہ جس سے فرشتے بات کریں مناقب میں یہ ہے۔ یکلمون من غیران یکون انبیاء۔ جو کلام کرتے تھے حالانکہ وہ نبی نہیں ہوتے تھے اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ فرشتے ان سے کلام کرتے تھے۔ اس تقدیر پر یکلمون کی ضمیر کا مرجع ملائکہ ہیں جو اگرچہ لفظاً مذکور نہیں لیکن ذہن میں محفوظ ہیں اور دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ وہ غیب کی باتیں بتاتے تھے اور اس حدیث میں ان کلمہ شک کے لئے نہیں اس لئے کہ اگر ایسے اصحاب اگلی امتوں میں ہوتے تھے تو اس امت میں بھی ضرور ہیں کیونکہ یہ امت تمام امتوں سے افضل ہے اب اس حدیث کا حاصل یہ نکلا کہ حضرت عمر بن خطاب ضرور بالضرور اس منصب پر فائز ہیں اس کی نظیر یہ ہے جیسے کسی مزدور سے کہتے ہیں اگر تو یہ کام کردے گا تو تجھے یہ مزدوری ملے گی ۔

۱۸۳۳

حدیث

عَنْ اَبِی الصِّدِّیْقِ النَّاجِیِّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ
حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے
تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَ فِیْ بَنِیْ
ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو ننانوے قتل کر چکا تھا پھر نکلا پوچھتا ہوا ایک
اِسْرَائِیْلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَۃً وَّتِسْعِیْنَ اِنْسَانًا ثُمَّ خَرَجَ یَسْاَلُ فَاَتٰی
راہب کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کیا اس کے لئے توبہ ہے راہب نے کہا نہیں

عه مناقب باب مناقب عمر ص ۵۲۱ نسائی مناقب ۔

راهبًا فسأله فقال له هل توبة قال لا فقتله فجعل يسأل فقال

اس راہب کو بھی قتل کر دیا اور اس کے بعد پوچھتا پھرا تو کسی ایک شخص نے کہا فلاں بستی میں جاؤ وہ بستی کی

له رجل ائت قرية كذا وكذا فادركه الموت فناء بصدره نحوها

جانب چلا راستے میں ہی) اس کی موت آگئی تو اس نے اپنے سینے کو بستی کی طرف کیا اب اس کے بارے میں

فاختصمت فيه ملائكة الرحمة وملائكة العذاب فاوحى الله الى

رحمت و عذاب کے فرشتوں نے اختلاف کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی بھیجی کہ قریب ہو جا اور اس

هذه ان تقربي واوحى الى هذه ان تباعدي وقال قيسوا ما بينهما

کی طرف وحی بھیجی کہ دور ہو جا اور فرمایا کہ دونوں کے درمیان ناپو تو وہ اس بستی کی جانب

فوجد الى هذه اقرب بشبر فغفر له [ع۱]

ایک بالشت قریب ملا تو اسے بخش دیا گیا۔

تشریحات

۱۸۳۲ مسلم میں[ع۲] ہے وہ یہ پوچھتا پھرا کہ زمین میں سب سے بڑا عالم کون ہے لوگوں نے اس راہب کا پتہ بتایا اس سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد کا ہے اس لیے کہ رہبانیت ان کے بعد ایجاد ہوئی ہے راہب کے معنی ڈرنے والے عبادت گذار کے ہیں عرف میں تارک الدنیا افراد کو کہتے ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

ایت قریۃ کذا۔ مسلم میں ہے کہ اس بستی میں کچھ لوگ ہیں جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں تو بھی ان کے ساتھ جا کر عبادت کر اور اپنی زمین کی طرف مت لوٹنا اس لئے کہ وہ بُری زمین ہے وہ چلا آدھے راستے پر پہنچا تو اسے موت آگئی۔

فاختصمت۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ ملائکہ رحمت نے کہا یہ تو توبہ کرتا ہوا آیا ہے اپنے دل سے اللہ کی طرف رجوع کرتا ہوا اور ملائکہ عذاب نے کہا کہ اس نے کوئی بھی نیک کام نہیں کیا۔

فاوحی اللہ۔ مسلم میں ہے کہ ان کے پاس ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں آیا فرشتوں کے دونوں فریق نے اس کو اپنا حکم مان لیا اس فرشتے نے یہ کہا کہ دونوں زمین کے فاصلے کو ناپو جس کے زیادہ قریب ہو وہ اسی کا حقدار ہے۔

الی ہذہ۔ پہلے ہذہ سے مراد وہ بستی ہے جہاں وہ جانے کا ارادہ رکھتا تھا یعنی اس بستی سے کہا گیا کہ تو کچھ قریب ہو جا اور دوسرے ہٰذہ سے مراد وہ بستی ہے جہاں سے وہ چلا تھا تو اس سے کہا گیا کچھ دور ہو جا

[ع۱] مسلم، توبہ۔ ابن ماجہ۔ دیات۔　[ع۲] ثانی توبہ ص ۳۵۹

طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ وہ جس بستی کی طرف جا رہا تھا اس کا نام نصرت تھا اور جہاں سے چلا تھا اس کا نام کفر تھا امام ابو اللیث سمرقندی نے تنبیہ الغافلین میں بھی ان بستیوں کے یہی نام ذکر کیے ہیں اس حدیث پر یہ اشکال ہے کہ حقوق العباد صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے ہیں جب تک کہ صاحب حق معاف نہ کر دے یا حق ادا نہ کر دیا جائے جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے صاحب حق کو راضی کر کے مجرم کو بری فرما دے گا اس کی مختلف صورتیں ہیں جو احادیث میں مذکور ہیں صاحب حق کے گناہ مجرم پر لاد کر اور مجرم کے اعمال صالحہ صاحب حق کو دے کر یا پھر اپنی رحمت خصوصی سے صاحب حق کو انعام واکرام دے کر

حدیث ۱۸۲۴ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَرٰی رَجُلٌ مِّنْ رَّجُلٍ عَقَارًا لَّهٗ فَوَجَدَ الرَّجُلُ

نے فرمایا ایک شخص نے ایک شخص سے زمین خریدی تو جس نے زمین خریدی تھی اس نے اس میں

الَّذِی اشْتَرَی الْعَقَارَ فِیْ عَقَارِهٖ جَرَّةً فِیْهَا ذَهَبٌ فَقَالَ لَهٗ

ایک گھڑا پایا جس میں سونا تھا خریدار نے بیچنے والے سے کہا اپنا سونا لے میں نے تجھ سے

الَّذِی اشْتَرَی الْعَقَارَ خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّیْ اِنَّمَا اشْتَرَیْتُ مِنْكَ

صرف زمین خریدی ہے سونا نہیں خریدا ہے جس کی پہلے زمین تھی اس نے کہا میں

الْاَرْضَ وَلَمْ اَبْتَعِ الذَّهَبَ وَقَالَ الَّذِیْ لَهُ الْاَرْضُ اِنَّمَا بِعْتُكَ

نے تجھے زمین اور زمین میں جو کچھ ہے سب بیچا ہے دونوں ایک شخص کے پاس معاملہ

الْاَرْضَ وَمَا فِیْهَا فَتَحَاكَمَا اِلٰی رَجُلٍ فَقَالَ الَّذِیْ تَحَاكَمَا اِلَیْهِ

لے گئے تو اس نے کہا تم دونوں کے اولاد ہیں ایک نے کہا میرے ایک لڑکا ہے

اَلَكُمَا وَلَدٌ قَالَ اَحَدُهُمَا لِیْ غُلَامٌ وَقَالَ الْاٰخَرُ لِیْ جَارِیَةٌ قَالَ

دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے اس نے کہا لڑکے کا لڑکی سے نکاح کر دو

اَنْكِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِیَةَ وَاَنْفِقُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا عه

اور یہ سونا انہی میں خرچ کر دو اور صدقہ کرو۔

تشریحات ۱۸۲۴ اسحٰق بن بشر کی حدیث میں یہ تصریح ہے کہ جس کے پاس معاملہ لے گئے تھے وہ حکومت

عه مسلم - قضا۔

کی طرف سے مقرر حاکم تھا۔

انکما ولدٌ۔ ولد واحد ہے دو مردوں کا ایک لڑکا کیسے ہوگا توجیہ یہ ہے کہ مراد جنس ولد ہے اور یہی ہوسکتا ہے کہ یہ وُلدٌ جمع ہو۔

انکحوا۔ انکحوا اور اسی طرح انفقوا مخاطب دو ہیں ان کے لئے جمع کا صیغہ لایا گیا یہ باعتبار مآل کے ہے اس لئے کہ نکاح بے دو گواہوں کے نہیں ہوسکتا اسی طرح مال خرچ کرنے میں دو وکیل کیا جاتا ہے اس کا لحاظ کرتے ہوئے جمع فرمایا۔

اگر کسی نے کوئی زمین خریدی اور اس میں دفینہ ملا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ جاہلیت کے دفینے سے ہو تو رکاز کے حکم میں ہے اور اگر وہ مسلمان کے دفینے سے ہو تو وہ لقطہ ہے اور اگر یہ معلوم نہ ہوسکے تو اس کو بیت المال میں جمع کیا جائے گا اور اگر بیت المال نہ ہو تو فقراء اور مساکین پر صدقہ کیا جائے گا یا مسلمانوں کے رفاہ عام کے کاموں میں صرف کیا جائے گا۔ رکاز کا حکم یہ ہے کہ اس میں سے خمس سلطنت اسلام کا حق ہے اور بقیہ پانے والے کا اور اگر سلطنت اسلام نہ ہو تو خمس فقراء پر صرف کیا جائے گا۔ یا رفاہِ عام میں خرچ کیا جائے گا۔

حدیث ۱۸۳۵

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ
حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ
یَسْاَلُ اُسَامَةَ بْنَ زَیْدٍ مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
عنہ سے پوچھا آپ نے طاعون کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے
وَسَلَّمَ فِی الطَّاعُوْنِ فَقَالَ اُسَامَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی
حضرت اسامہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون ایک عذاب ہے جو
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلطَّاعُوْنُ رِجْسٌ اُرْسِلَ عَلٰی طَائِفَةٍ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ
بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا یا یہ فرمایا ان لوگوں پر بھیجا گیا تھا جو تم سے پہلے
اَوْ عَلٰی مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ فَاِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَیْهِ وَاِذَا
تھے جب تم سنو کر کسی زمین میں یہ ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب تم کسی زمین میں ہو اور
وَقَعَ بِاَرْضٍ وَّاَنْتُمْ فِیْهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ قَالَ اَبُو النَّضْرِ لَا یُخْرِجُکُمْ
وہاں پھیل جائے تو اس سے بھاگ کر کہیں اور نہ جاؤ۔
اِلَّا فِرَارًا مِّنْهُ عه

عه ثانی طب باب ما یذکر فی الطاعون ص ۸۵۳ الحیل باب ما یکرہ من الاحتیال ص ۱۰۳۲
مسلم طب۔ ترمذی جنائز۔ نسائی طب۔

۱۸۳۵

تشریحات طاعون فاعول کے وزن پر طعن سے مشتق ہے جس کے معنی نیزہ مارنے کے ہیں لیکن عرف عام میں اس کے معنی موت عام کے ہے اس کو وبا بھی کہتے ہیں اور یہ خاص بیماری کا نام ہے جس میں بغل کنج ران اور گلے میں گلٹیاں نکل آتی ہیں۔ جس میں سخت سوزش اور درد ہوتا ہے جس کے اردگرد سیاہ یا سبز ہو جاتا ہے شدید بخار ہوتا ہے سخت گھبراہٹ ہونے لگتی ہے اور قے آنے لگتی ہے۔

رجس۔ دوسری روایتوں میں رجز ہے جس کے معنی عذاب کے ہیں رجس کے معنی ناپاک کے ہیں لیکن فارابی جوہری نے کہا رجس کے معنی عذاب کے بھی ہیں جیسا کہ اس آیت کریمہ میں ہے۔ کَذٰلِكَ یَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ اللہ یونہی عذاب ڈالتا ہے ایمان نہ لانے والوں پر۔

اطبا اس کا سبب ہوا کا فساد بتاتے ہیں اور جدید تحقیق کے بموجب طاعون کے کچھ جراثیم ہوتے ہیں مسند امام احمد میں ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فَنَاءُ اُمَّتِیْ بِالطَّعْنِ وَالطَّاعُوْنِ میری امت کی فنا طعن اور طاعون سے ہے لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہم طعن تو جانتے ہیں مگر طاعون کیا ہے فرمایا وَخْزُ اَعْدَائِکُمْ مِنَ الْجِنِّ وَفِیْ کُلٍّ شُهَدَاءُ تمہارے دشمن جنوں کا کونچا ہے اور سب میں شہادت ہے۔

جس زمین میں طاعون ہو وہاں جانے سے ممانعت اس بنا پر ہے کہ اس میں فساد عقیدہ کا ڈر ہے کہ اگر خدانخواستہ ہو گیا تو آدمی یہ خیال کر سکتا ہے کہ چھوت کی وجہ سے ہوا اور جہاں آدمی موجود ہو وہاں طاعون پھیل جائے تو وہاں سے بھاگنے کی ممانعت اس بنا پر ہے کہ اس میں سنگ دلی اور بے مروتی ہے۔

قال ابو النضر لا یخرجکم الا فراراً منہ۔ فرارٌ میں رفع اور نصب دونوں جائز ہیں اس پر تمام شارحین نے یہ اعتراض کیا کہ حدیث کے مقصود کے خلاف ہے سیاق یہ بتا رہا ہے کہ مقصود یہ ہے کہ وہاں سے نہ بھاگو اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہاں سے نہ نکلو مگر فرار کرتے ہوئے۔ اس سے اجازت ثابت ہوتی ہے دوسرا اشکال یہ ہے کہ جہاں طاعون ہو وہاں سے دوسری ضرورتوں کے لئے باہر جانا جائز ہے مثلاً جہاد، تجارت، یا کسی کی ملاقات وغیرہ کے لئے اس کا مطلب یہ ہوا کہ سوا فرار کے اور کسی ضرورت کے لئے جانا جائز نہیں اسی لئے بہت سے شراح نے فرمایا کہ یہاں الّا غلط ہے لیکن محتاطین نے فرمایا کہ جب روایت صحیح ہے تو اس کی توجیہ ضروری ہے بعض حضرات نے کہا کہ الّا زائد ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ فراراً حال ہے۔ لا تخرجوا کی ضمیر سے کلمہ الّا ایجاب کے لئے ہے استثنا کے لئے نہیں تقدیر عبارت یہ ہے لا تخرجوا اذا لم یکن خروجکم الا فراراً منہ یعنی وہاں سے نہ نکلو جبکہ تمہارا نکلنا صرف فرار کے لئے ہو بعض حضرات نے یہ توجیہ کی کہ ابو النضر نے لا تخرجوا کی تفسیر کی ہے۔ مراد اس سے حصر ہے یعنی جو نکلنا ممنوع ہے وہ فرار ہے نہ اور کوئی وجہ یعنی یہ معلل منہی کی تفسیر ہے نہی کی نہیں حاصل یہ

ہو اور تم وہاں سے نہ نکلو یعنی فرار کی نیت سے واللہ تعالیٰ اعلم۔

حدیث ۱۸۳۶

عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفیقۂ حیات ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا

وَسَلَّمَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُوْنِ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے بارے میں سوال کیا تو مجھے خبر دی کہ یہ ایک عذاب ہے اپنے

فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ عَذَابٌ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَأَنَّ

بندوں میں سے جس پر اللہ چاہتا ہے بھیجتا ہے اور اللہ سبحانہ نے اسے مسلمانوں کے

اللّٰهَ سُبْحَانَهُ جَعَلَهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُوْنُ

لئے رحمت بنایا جس شہر میں طاعون ہو وہاں جو کوئی بھی صبر کے ساتھ ثواب کی امید

فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيْبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ

پر ٹھہرے اور یقین کرے کہ اسے وہی پہنچے گا جو اللہ نے اس کے مقدر میں لکھ دیا

لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيْدٍ عه

ہے تو اسے شہید کے برابر ثواب ہوگا۔

حدیث ۱۸۳۷

حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا گویا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ انبیاء میں سے

تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِيْ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ وَهُوَ

ایک نبی کا حال بیان فرما رہے ہیں کہ ان کی قوم نے ان کو مار کر لہولہان کر دیا وہ اپنے چہرے سے خون پونچھتے تھے

يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ عه

اور کہتے جاتے تھے اے اللہ میری قوم کو بخش دے اس لئے کہ وہ مجھے نہیں جانتی۔

تشریحات ۱۸۳۷

امام نووی نے فرمایا کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انبیاء متقدمین میں سے کسی کا حال بیان فرمایا ہے امام بخاری نے اس حدیث کو ذکر بنی اسرائیل میں تحریر کیا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک بھی یہ واقعہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے کسی کا ہے اس کا بھی احتمال ہے کہ

عه الطب باب اجر الصابر فی الطاعون ص ۸۵۳ القدر باب قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ ص ۹۷۹

عه ثانی استتابة المرتدین باب ص ۱۰۲۴ مسلم مغازی، ابن ماجہ فتن۔

تو حضور اقدس نے ایسا ہی حال بیان فرمایا ہو۔

حدیث ۱۸۳۸

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
حضرت ابو سعید خدری نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا
عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا كَانَ قَبْلَكُمْ
تم سے پہلے ایک شخص تھا جس کو اللہ نے بہت مال عطا فرمایا تھا جب اس کے موت کا وقت آن
رَغَسَهُ اللّٰهُ مَالًا فَقَالَ لِبَنِيهِ لَمَّا حُضِرَ أَيَّ أَبٍ كُنْتُ لَكُمْ قَالُوا
پہونچا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا میں تمہارا کیسا باپ تھا لڑکوں نے کہا بہترین باپ تھے اس نے کہا
خَيْرَ أَبٍ قَالَ إِنِّي لَمْ أَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَإِذَا مِتُّ فَأَحْرِقُونِي ثُمَّ
میں نے کبھی کوئی اچھا کام نہیں کیا ہے جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا پھر پیس ڈالنا پھر تیز
اسْحَقُونِي ثُمَّ ذَرُّونِي فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ فَفَعَلُوا فَجَمَعَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ
ہوا میں خاک اڑا دینا اس کے لڑکوں نے یہ سب کیا اللہ عزوجل نے اس شخص کو جمع فرمایا اور دریافت فرمایا کس چیز
فَقَالَ مَا حَمَلَكَ قَالَ مَخَافَتُكَ فَتَلَقَّاهُ رَحْمَتُهُ عہ
نے تم کو اس پر ابھارا اس نے کہا تیرے خوف نے تو اسے رحمت نے اپنی آغوش میں لے لیا۔

حدیث ۱۸۳۹

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ
عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُسْرِفُ عَلٰى
ایک شخص اپنی جان پر زیادتی کرتا تھا جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا
نَفْسِهِ فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِيهِ إِذَا أَنَا مِتُّ فَأَحْرِقُونِي ثُمَّ
جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا پھر مجھے پیس ڈالنا پھر ہوا میں منتشر کر دینا بخدا اگر اللہ مجھ پر قدرت
اطْحَنُونِي ثُمَّ ذَرُّونِي فِي الرِّيحِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيَّ لَيُعَذِّبَنِّي
پا جائے گا تو مجھ پر ایسا عذاب فرمائے گا کہ کسی پر نہیں کیا ہوگا جب وہ مر گیا تو اس
عَذَابًا مَا عَذَّبَهُ أَحَدًا فَلَمَّا مَاتَ فُعِلَ بِهِ ذٰلِكَ فَأَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى
کے ساتھ یہی کیا گیا پھر اللہ نے زمین کو حکم دیا کہ اس کے اجزاء میں سے جو بھی

عہ ثانی الرقاق، باب خوف من اللہ ص ۹۵۹ توحید باب قول اللہ یریدون ان یبدلوا کلام اللہ ص ۱۱۱۸ مسلم توبہ

اَلْاَرْضَ فَقَالَ اَجْمَعِیْ مَا فِیْكِ مِنْهُ فَفَعَلَتْ فَاِذَا هُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ
تیرے اندر جو سب کو جمع کر اچانک وہ کھڑا تھا اللہ عزوجل نے اس سے دریافت فرمایا
مَا حَمَلَكَ عَلٰی مَا صَنَعْتَ قَالَ مَخَافَتُكَ يَا رَبِّ فَغَفَرَ لَهٗ وَقَالَ
تجھے کس چیز نے اس پر ابھارا جو تم نے کیا اس نے عرض کیا تیرے خوف نے
غَيْرُهٗ خَشْيَتُكَ عہ
اے رب اللہ نے اسے بخش دیا۔

تشریحات ۱۸۳۹ یہ حدیث بخاری میں تین صحابہ کرام سے مروی ہے حضرت حذیفہ، حضرت ابو سعید خدری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان سب میں کچھ تھوڑا سا ردو بدل کچھ زیادتی اور کمی ہے سب کو ملانے کے بعد مضمون یہ ہوا کہ اگلی امتوں میں ایک شخص تھا جسے اللہ تعالیٰ نے کثیر مال اور اولاد عطا فرمائی تھی اس نے کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا تھا اور گناہوں کا ارتکاب کیا تھا مرنے کے قریب اس پر خدا کا خوف غالب آیا کہ میرے اعمال ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل مجھ پر ایسا سخت عذاب فرمائے گا کہ کسی پر نہیں فرمائے گا تو اس نے اپنے بچوں کو یہ وصیت کی کہ مرنے کے بعد مجھے جلا دینا پھر پیس ڈالنا اور جب تیز ہوا چلتی ہو میری راکھ سمندر میں اڑا دینا اس کے لوگوں نے ایسا ہی کیا الی آخر الحدیث۔

حدیث ۱۸۴۰
عَنْ رِبْعِیِّ بْنِ حِرَاشٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةُ قَالَ قَالَ
حضرت ابو مسعود عقبہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ
کلام نبوت سے لوگوں نے یہ پایا ہے جب تجھے حیا نہ ہو تو جو
كَلَامِ النُّبُوَّةِ اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ عہ
چاہے کر۔

تشریحات ۱۸۴۰ اس کے بعد والی روایت میں یہ ہے مِن کلام النبوۃ الاولیٰ یعنی سابق انبیائے کرام کے ارشادات میں سے یہ ہے یعنی اس ارشاد پر پہلے ہی سے اتفاق چلا آرہا ہے اور یہ عقل کے مطابق بھی ہے حیا انسان کے اعلیٰ کمالات ہی سے ہے جس کی بنا پر انسان لایعنی لغو اور

عہ ثانی توحید باب یریدون ان یبدلوا کلام اللہ ص۱۱۱۷ عہ اس کے بعد متصل۔ ثانی ادب اذالم تستحی فاصنع ماشئت ص۹۰۴۔ ابوداؤد ادب ابن ماجہ زہد

محرمات سے بچتا ہے اور جب حیا نہیں ہوتی تو وہ بے تحاشا نا کردنی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

حدیث ۱۸۴۱ اَخْبَرَنِیْ سَالِمٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یَجُرُّ اِزَارَهٗ مِنَ الْخُیَلَاءِ خُسِفَ بِهٖ وَهُوَ

نے فرمایا کہ ایک شخص ازراہ تکبر اپنے تہبند کو گھسیٹ رہا تھا اسے زمین میں دھنسا دیا

یَتَجَلْجَلُ فِی الْاَرْضِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ عہ

گیا وہ قیامت تک تڑپتا ہوا زمین میں دھنستا رہے گا۔

تشریحات ۱۸۴۱ اس امت میں اس قسم کا کوئی واقعہ نہیں ہوا ہے۔ اس لئے متعین ہے کہ یہ واقعہ پہلی امتوں میں ہوا۔ اس کا احتمال ہے کہ یہ واقعہ بنی اسرائیل کا ہو۔ اس طرح اس حدیث کو باب سے مناسبت ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد قارون ہے۔

ٹخنوں کے نیچے تک تہبند یا پاجامہ لٹکانے کی تین صورت ہے:۔ **اول** : بہ نیت تکبر، جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں رائج تھا۔ یہ حرام ہے۔ **دوسرے** :۔ بلا نیت تکبر ازراہ شوق جیسا کہ آج کل بہت سے عوام بلکہ مقررین و شعراء میں رائج ہے۔ یہ بھی ممنوع ہے۔ **تیسرے** :۔ یہ کہ تہبند یا پاجامہ از خود سرک جاتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اپنے کپڑے کو ازراہ تکبر زمین پر گھسیٹے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی جانب نظر نہیں فرمائے گا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے تہبند کا ایک کونا لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں اس کا خیال رکھوں تو حضور نے ارشاد فرمایا تم ان لوگوں میں سے نہیں جو ازراہِ تکبر کرتے ہوں۔

حدیث ۱۸۴۲ سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ قَالَ قَدِمَ مُعَاوِیَةُ بْنُ اَبِیْ سُفْیَانَ

سعید بن مسیب نے کہا کہ معاویہ ابن سفیان جب آخری بار مدینہ آئے

اَلْمَدِیْنَةَ آخِرَ قَدْمَةٍ قَدِمَهَا فَخَطَبَنَا فَاَخْرَجَ کُبَّةً مِّنْ شَعْرٍ وَّقَالَ

تو ہمیں خطبہ دیا اور بال کا ایک گچھا نکالا اور کہا میں نہیں جانتا کہ اسے

عہ ثانی - اللباس - باب من جر ثوبہ صـ ۸۶۱ - نسائی زینت -

مَاكُنْتُ أُرَى أَنَّ أَحَدًا يَفْعَلُ هٰذَا غَيْرَ الْيَهُوْدِ وَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

یہود کے علاوہ کوئی اور کرتا ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام زور

وَسَلَّمَ سَمَّاهُ الزُّوْرَ يَعْنِي الْوِصَالَ فِي الشَّعْرِ۔ ص

رکھا ہے یعنی بال میں بال ملانا ۔

تشریحات ۱۸۴۲ گذر چکا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۵۱ھ میں اخیر حج کیا اور مدینہ طیبہ گئے اسی وقت یہ خطبہ دیا تھا۔ زور کے معنی فریب کے ہیں۔ بالوں کے ساتھ دوسرے بال اور بالوں کو زیادہ تر دکھانا ضرور فریب ہے۔ یہ عادت یہودی عورتوں کی تھی۔ انھیں سے سیکھ کر مسلمان عورتوں میں بھی پھیل گئی تھی۔ علمائے مدینہ اس پر خاموش تھے اس لئے حضرت معاویہ نے اس پر تقریر فرمائی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

ص ثانی ۔ لباس ۔ باب الوصل فی الشعر ۔ ص ۸۷۹

بَابُ الْمَنَاقِبِ ص۴۹۶

فضائل کا بیان

مناقب منقبۃ کی جمع ہے جس کے معنی فضیلت کے ہیں اس کی ضد مَثْلَبَۃٌ ہے جس کے معنی عیب کے ہیں وقولِ اللہِ تعالیٰ یَا اَیُّہَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللہِ اَتْقٰکُمْ۔ حجرات (۱۳) اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تم کو شاخ در شاخ اور قبیلہ در قبیلہ کیا تاکہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

وَقَوْلُہٗ وَاتَّقُوا اللہَ الَّذِیْ تَسَاءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا وَمَا یُنْھٰی عَنْ دَعْوَی الْجَاھِلِیَّۃِ۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو اور بیشک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اور جو جاہلیت کی پکار سے منع فرمایا گیا۔

اَلشُّعُوْبُ، النَّسَبُ الْبَعِیْدُ وَالْقَبَائِلُ دُوْنَ ذٰلِکَ۔ شعوب دور کے نسب کو کہتے ہیں یعنی قبائل کے رؤوس واصول کو جیسے ربیعہ و مضر واوس اور خزرج، اور اس سے کم درجے کو قبیلہ کہا جاتا ہے جیسے قریش وتیم۔

عرب والوں نے نسب کی تفصیلات جاننے کے لئے چھ طبقے مقرر کئے ہیں شعب، قبیلۃ، عمارۃ، بطن، فخذ، اور فصیلۃ جیسے خزیمہ شعب ہے اور کنانہ قبیلہ اور قریش عمارہ اور قصی بطن اور ہاشم فخذ اور عباس فصیلہ۔ لیکن اکثر بطریق تسامح سب پر قبیلہ کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

حدیث ۱۸۴۳ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا۔ قَالَ الشُّعُوْبُ الْقَبَائِلُ الْعِظَامُ وَالْقَبَائِلُ الْبُطُوْنُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا کی تفسیر میں مروی ہے کہ شعوب سے مراد بڑے بڑے قبائل ہیں اور قبائل سے بطون ہیں۔

تشریح ۱۸۴۳ حضرت ابن عباس ہی سے ایک روایت یہ ہے کہ قبائل افخاذ کو کہتے ہیں اس کا حاصل یہ ہوا قبائل کے اصول ورؤوس کو شعوب کہا جاتا ہے اور اس کے نیچے جو شاخیں پیدا ہو چکی ہیں ان کے اگرچہ اپنے مدارج کے اعتبار سے مختلف نام ہیں۔ مثلاً بطن، فخذ مگر سب پر قبیلہ کا اطلاق آتا ہے۔ آیت کریمہ کا منشا یہ ہے کہ قبائل کی تقسیم فخر ومباہات اور دوسروں کی تحقیر کے لئے نہیں۔ بلکہ معرفت وشناخت کے لئے ہے۔ اور مدار کرامت وعزت، تقویٰ ہے پدرم سلطان بود کوئی چیز نہیں۔

حدیث ۱۸۴۴
حَدَّثَنَا كُلَيْبٌ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ رَبِيْبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
کلیب نے ہمیں خبر دی انھوں نے کہا مجھ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ربیبہ نے
وَأَظُنُّهَا زَيْنَبَ قَالَتْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ
خبر دی میں گمان کرتا ہوں کہ وہ زینب ہیں انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلے کدو
وَالْحَنْتَمِ وَالْمُقَيَّرِ وَالْمُزَفَّتِ وَقُلْتُ بِهَا أَخْبِرِيْنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
اور ہری پالش کے گھڑے اور کھو کھلی کی ہوئی لکڑی کے برتن اور روغن زفت ملے ہوئے برتن کے
وَسَلَّمَ مِمَّنْ كَانَ مِنْ مُضَرَ كَانَ قَالَتْ فَمِمَّنْ كَانَ إِلَّا مِنْ مُضَرَ
کے استعمال سے منع فرمایا میں نے ان سے کہا مجھے بتاؤ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کس قبیلے کے تھے مضر کے تھے؟
كَانَ مِنْ وَلَدِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ۔
انھوں نے کہا تو کس قبیلے سے تھے۔ مضر ہی کے تھے نضر بن کنانہ کی اولاد سے۔

تشریح ۱۸۴۴ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرۂ عالیہ یہ ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن مَعَدّ بن عدنان۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے اس قول کا مطلب یہ ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نضر بن کنانہ کی اولاد سے ہیں جو مضر کی اولاد میں سے ہیں۔ اس لئے حضور بھی مضر کی نسل سے ہوئے یہ زینب بنت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جو ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلے شوہر ابو سلمہ کی دختر ہیں ان کی پرورش حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اس لئے ان کو ربیبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہا گیا۔

حدیث ۱۸۴۵
عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تَجِدُوْنَ النَّاسَ مَعَادِنَ خِیَارُھُمْ
فرمایا تم لوگوں کو کانوں کے مثل پاؤ گے۔ جو جاہلیت میں اچھے ہیں اسلام میں
فِی الْجَاھِلِیَّۃِ خِیَارُھُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِھُوْا وَتَجِدُوْنَ خَیْرَ النَّاسِ
اچھے ہیں جب وہ دین میں سمجھ حاصل کریں امارت کے معاملے میں سب سے بہتر
فِیْ ھٰذَا الشَّاْنِ اَشَدَّھُمْ لَہٗ کَرَاھِیَۃً وَتَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ ذَا
ان لوگوں کو پاؤ گے جو اسے سب سے زیادہ ناپسند کرتے ہیں اور سب سے برا اس کو
الْوَجْھَیْنِ الَّذِیْ یَاْتِیْ ھٰؤُلَاءِ بِوَجْہٍ وَیَاْتِیْ ھٰؤُلَاءِ بِوَجْہٍ عه
پاؤ گے جو دو رخا ہے ان لوگوں کے پاس ایک رخ سے آتا ہے اور دوسروں کے پاس دوسرے رخ سے۔

حدیث ۱۸۴۶
عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَیْشٍ فِیْ ھٰذَا الشَّاْنِ
نے ارشاد فرمایا امارت کے معاملے میں لوگ قریش کے تابع ہیں ان کا مسلمان ان کے مسلمانوں
مُسْلِمُھُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِھِمْ وَکَافِرُھُمْ تَبَعٌ لِکَافِرِھِمْ۔ وَالنَّاسُ مَعَادِنُ
کے اور ان کا کافر ان کے کافروں کے۔ یہ لوگ کان ہیں جو جاہلیت میں اچھے ہیں وہ اسلام
خِیَارُھُمْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ خِیَارُھُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِھُوْا تَجِدُوْنَ مِنْ
میں اچھے ہیں جب دین میں سمجھ حاصل کریں اس معاملے میں سب سے اچھا ان لوگوں کو پاؤ گے
خَیْرِ النَّاسِ اَشَدَّ النَّاسِ کَرَاھِیَۃً لِھٰذَا الشَّاْنِ حَتّٰی یَقَعَ فِیْہِ۔
جو اسے سب سے زیادہ ناپسند کرتے ہوں یہاں تک کہ اس میں واقع ہو جائیں۔

تشریحات ۱۸۴۵ ۱۸۴۶

ان دونوں حدیثوں کا مفہوم قریب قریب ایک ہی ہے قریش کی عظمت پورے عرب کو مسلم تھی جب تک قریش اسلام سے دور رہے اکثر عرب بھی دور رہا اور جب پورے قریش حلقہ بگوش اسلام ہو گئے تو پورا عرب مسلمان ہو گیا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اہل عرب کے نزدیک قریش کی سیادت مسلم تھی اور اب جب اسلام آیا تو بھی یہی صورت ہے کہ لوگ قریش کے علاوہ کسی اور کی تابعداری قبول نہ کریں گے اس لئے دوسری حدیث میں فرمایا۔ "الائمۃ من قریش"

عه ثانی۔ الادب باب ما قیل فی ذی الوجہین ص۸۹۵۔ الاحکام: باب ما یکرہ من ثناء السلطان ص۱۰۶۴ مسلم فضائل

حق یقع فیہ۔ یعنی جو شخص امارت قبول کرنے کو ناپسند کرتا ہو اسے اگر والی بنا دیا جائے تو اللہ کی مدد اس کے شامل حال ہوگی۔ قبول کرنے سے پہلے ناپسند کرتا تھا لیکن امیر بنائے جانے کے بعد جب اللہ کی مدد شامل حال ہوگی تو اس کی کراہیت دور ہو جائے گی۔

ص ۴۹۶

باب

حدیث ۱۸۴۷

عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اِلَّا
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیۂ کریمہ الا المودۃ فی القربی
الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی قَالَ فَقَالَ سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ قُرْبٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ
کی تفسیر یہ مروی ہے کہ مراد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قرابت دار ہیں۔ اور
تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ
کہا اس میں قریش کا کوئی بطن ایسا نہیں تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ
یَکُنْ بَطْنٌ مِّنْ قُرَیْشٍ اِلَّا وَلَہٗ فِیْہِ قَرَابَۃٌ فَنَزَلَتْ عَلَیْہِ اِلَّا
تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت نہ ہو اس سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ مراد یہ ہے کہ
اَنْ تَصِلُوْا قَرَابَۃً بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ عہ
میرے اور تمہارے درمیان جو قرابت ہے اس کا لحاظ کرو۔

تشریحات ۱۸۴۷ اہل عرب خصوصاً قریش میں خاندانی عصبیت اور قرابت کا پاس و لحاظ بہت تھا اپنے رشتہ داروں کی بے جا باتوں کو بھی درگذر کر دیتے تھے اور یہ جانتے ہوئے کہ ہمارے رشتہ دار نے غلطی کی ہے اس کی بے جا حمایت کرتے تھے مگر اس کے باوجود کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قریشی تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ستاتے تھے اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اور کچھ نہیں تو قرابت کا لحاظ و پاس کرو۔ اور میرے ستانے سے باز رہو خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ میں حق پر ہوں یہی تفسیر سب سے راجح و مختار ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ قُرَیْشٍ ص ۴۹۷ قریش کے مناقب کا بیان۔

توضیح باب نزہۃ القاری جلد اول میں ہم بتا آئے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ قریش، فہر بن مالک کا لقب ہے ایک قول یہ ہے کہ نضر بن کنانہ کا لقب ہے لیکن دونوں میں تنافی نہیں حاصل دونوں کا ایک ہے اس لئے کہ نضر کے اگرچہ تین لڑکے تھے مالک، صلت، محلب، مگر نسل صرف مالک ہی سے چلی یوں ہی مالک کی نسل صرف فہر سے باقی رہی جو بھی نضر بن کنانہ کی نسل ہے وہ فہر کی بھی نسل ہے قریش خواہ نضر کا لقب مانو خواہ

عہ ثانی تفسیر۔ باب قولہ الا المودۃ فی القربی ص ۷۱۳ ترمذی، تفسیر نسائی، تفسیر

فہر کا دونوں کا حاصل ایک ہے سارے قریش کا نسب فہر کے واسطے سے نضر بن کنانہ تک پہنچتا ہے۔

روافض نے یہ گڑھا ہے کہ قریش قصی کا لقب ہے۔ یہ سراسر باطل ہے یہ اختراع انھوں نے اس لئے کی کہ حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم کو قریش سے خارج کر دیں۔ مسند امام احمد[لہ] میں حضرت اشعث بن قیس کی ایک روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بنو کندہ کے وفد کے ساتھ حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم گمان کرتے ہیں کہ آپ لوگ ہم میں سے ہیں فرمایا ہم نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں ہم پر بہتان نہ باندھو اور ہمارے باپ سے ہمارے نسب کی نفی نہ کرو۔

حدیث ۱۸۴۸ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ اَنَّهٗ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ
محمد بن جبیر بن مطعم حدیث بیان کرتے ہیں کہ وہ قریش کے ایک وفد کے ساتھ معاویہ کے پاس
عِنْدَهٗ فِیْ وَفْدٍ مِّنْ قُرَیْشٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ
تھے کہ انھیں یہ خبر پہنچی کہ عبد اللہ بن عمرو بن عاص بیان کرتے ہیں کہ عنقریب قحطان میں سے ایک
یُحَدِّثُ اَنَّهٗ سَیَكُوْنُ مَلِكٌ مِّنْ قَحْطَانَ فَغَضِبَ مُعَاوِیَةُ فَقَامَ
بادشاہ ہوگا اس پر معاویہ کو غصہ آگیا وہ منبر پر کھڑے ہوئے اور اللہ کی ثنا کی جس کا وہ اہل ہے پھر کہا
فَاَثْنٰی عَلَی اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهٗ بَلَغَنِیْ اَنَّ
اما بعد مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں جو نہ تو کتاب اللہ میں
رِجَالًا مِّنْكُمْ یَتَحَدَّثُوْنَ اَحَادِیْثَ لَیْسَتْ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا تُؤْثَرُ
ہے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے یہ لوگ تمہارے جاہل ہیں ان سے بچو اور ان کی
عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاُولٰٓئِكَ جُهَّالُكُمْ
بیان کی ہوئی ان باتوں سے بچو جو گمراہ کن ہیں اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فَاِیَّاكُمْ وَالْاَمَانِیَّ الَّتِیْ تُضِلُّ اَهْلَهَا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی
فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بے شک یہ چیز (خلافت) قریش میں ہے اس معاملے میں جو بھی ان سے مخالفت کریگا
اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ فِیْ قُرَیْشٍ لَا یُعَادِیْهِمْ
اللہ اسے منھ کے بل اوندھا کر دے گا جب تک یہ لوگ دین قائم کرتے رہیں گے۔
اَحَدٌ اِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰی وَجْهِهٖ مَا اَقَامُوا الدِّیْنَ[عہ]

[لہ] جلد ۵ صـ ۲۰۱ - ۲
[عہ] ثانی الاحکام باب الامراء من قریش صـ ۱۰۵۷ نسائی تفسیر

تشریحات ۱۸۴۸ **قَحطان** ۔ یہ مشہور قبیلے کا نام ہے قحطان کس کا نام تھا اس بارے میں شدید اختلافات ہیں مگر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اہل یمن بنو قحطان ہیں۔ عرب کی تین قسمیں ہیں عرب العاربہ یہ ارم بن سام بن نوح کی اولاد سے نو قبائل ہیں۔ عاد، ثمود، امیم، عبیل، طسم، جدیس، عملیق، جرہم، وبار، دوسرے عرب المتعربہ یہ بنو قحطان ہیں اور عرب المستعربہ یہ اولاد اسماعیل ہیں۔

فغضب معاویۃ ۔ حضرت معاویہ کا غضبناک ہونا اس بنا پر تھا کہ انھوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تورات میں یہ پڑھا ہے اور اسے بیان کر رہے ہیں کیونکہ ان کے بارے میں مشہور تھا کہ یہ تورات پڑھتے ہیں اور اس کی باتیں نقل بھی کرتے ہیں۔ چونکہ قرآن اور مشہور احادیث سے اس کی تائید نہیں ہوتی تھی۔ اس لئے انھوں نے اسے ناپسند کیا ورنہ خود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث ہی سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ غیر قریش بھی حکمراں ہوں گے کیونکہ اس میں صاف صاف مذکور ہے یہ چیز قریش میں رہے گی جب تک وہ دین کو قائم کرتے رہیں گے اس کا ایک پہلو یہ نکلتا ہے کہ جب دین قائم کرنا چھوڑ دیں گے دوسرا کوئی بادشاہ ہو سکتا ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں مشاہدہ ہے کہ سوائے دو ایک ممالک کے کہیں کا حکمراں قریشی نہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت معاویہ نے یہ سمجھا ہو کہ ان کی اس روایت کا یہ مطلب ہے کہ جلد ہی بنو قحطان سے کوئی حکمراں پیدا ہوگا جیسا کہ سیکون سے ظاہر ہوتا ہے حضرت معاویہ کو کسی ذریعے سے معلوم رہا ہو کہ مستقبل قریب میں ایسا ناممکن ہے اور اس بات کے پھیلانے میں بنی قحطان کو حکومت حاصل کرنے کی ایک طرح سے رغبت دلانی تھی جس سے سورش کا اندیشہ تھا۔ اس کے ازالے کے لئے غیظ ظاہر فرمایا۔ اور بخاری ہی میں ایک ورق بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث دلالت کر رہی ہے کہ اس وقت تک قیامت نہیں قائم ہوگی جب تک بنی قحطان سے ایک ایسا شخص نہیں پیدا ہو لے گا جو لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا۔ ہو سکتا ہے کہ حضرت معاویہ تک یہ حدیث نہ پہنچی ہو۔

۱۸۴۹ **حدیث**

حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ هُرْمُزَ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قریش اور انصار جہینہ، مزینہ، اسلم، و اشجع و غفار

قُرَیْشٌ وَالْاَنْصَارُ وَجُهَیْنَةُ وَمُزَیْنَةُ وَاَسْلَمُ وَاَشْجَعُ وَغِفَارُ مَوَالِیَّ

میرے مددگار ہیں۔ اور ان کا مولیٰ اللہ و رسول کے علاوہ کوئی نہیں۔

لَیْسَ لَهُمْ مَوْلًی دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ [عہ]

[عہ] باب ذکر اسلم و غفار ص ۴۹۸

تشریحات ۱۸۴۹ ان قبائل کو خاص طور پر اپنا حامی و مددگار اس لئے فرمایا کہ یہ بلا جھجھک اسلام کی طرف راغب ہوئے اور اسے قبول کیا ان میں۔ اگرچہ قریش کے کچھ افراد نے مدت دراز تک پوری قوت کے ساتھ اسلام کی مخالفت کی مگر ساتھ ہی ساتھ ابتداء ہی سے قریش کے کچھ افراد نے اسلام قبول کیا اور اسلام کی حمایت کی۔

۱۸۵۰ حدیث

حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت
اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ
کرتے ہیں کہ فرمایا کہ ہمیشہ یہ چیز (خلافت) قریش میں رہے گی جب تک
هٰذَا الْأَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ عہ
ان میں دو باقی ہیں۔

تشریحات ۱۸۵۰ یہ ارشاد اگرچہ خبر ہے لیکن امر کے معنی میں ہے جس کا حاصل یہ ہوا کہ غیر قریشی کو خلیفہ بنانا درست نہیں عہد صحابہ سے لے کر آج تک اس پر امت کا اجماع ہے۔ مسٹر ابوالکلام آزاد نے اپنی کتاب مسئلہ خلافت و جزیرۂ عرب میں اس پر بہت زور باندھا ہے کہ خلیفہ ہونے کے لئے قریشی ہونا شرط نہیں لیکن وہ اپنے مقصد میں ناکام رہے اس کا رد بلیغ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ نے اپنے رسالۂ مبارکہ ”دوام العیش فی ان الائمۃ من قریش“ میں فرمایا ہے اہل علم اس کا ضرور مطالعہ کریں۔

۵۸۵ ت

حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ مُحَمَّدٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ ذَهَبَ
عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن زبیر بنی زہرہ کے
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ مَعَ أُنَاسٍ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ
کچھ لوگوں کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر
اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا وَكَانَتْ أَرَقَّ شَيْءٍ عَلَيْهِمْ لِقَرَابَتِهِمْ مِنْ رَسُولِ
ہوئے اور ام المؤمنین بنی زہرہ پر بہت مہربان تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت کی وجہ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

عہ احکام باب الامراء من قریش صفحہ ۱۰۵۷ ۔ مسلم ۔ مغازی ۔

تشریحات ۵۸۵

اس تعلیق کی تشریح اس کے بعد والی حدیث میں مذکور ہے۔ بنی زہرہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کا خاندان تھا ان کا شجرہ مبارکہ یہ ہے۔ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب۔ زہرہ قصی کے بھائی تھے۔

حدیث ۱۸۵۱

حَدَّثَنِي عَوْفُ بْنُ الطُّفَيْلِ وَهُوَ ابْنُ أَخِي عَائِشَةَ زَوْجِ
عوف بن الطفیل نے حدیث بیان کی، اور وہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّهَا أَنَّ عَائِشَةَ حُدِّثَتْ أَنَّ
عنہا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفیقہ حیات کے اخیافی بھائی تھے کہ حضرت عائشہ سے
عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ فِي بَيْعٍ أَوْ عَطَاءٍ أَعْطَتْهُ عَائِشَةُ وَاللّٰهِ
بیان کیا گیا کہ حضرت عائشہ کی بیع یا عطیہ کے بارے میں عبد اللہ بن زبیر
لَتَنْتَهِيَنَّ عَائِشَةُ أَوْ لَأَحْجُرَنَّ عَلَيْهَا فَقَالَتْ أَهُوَ قَالَ هٰذَا قَالُوا
نے کہا ہے۔ بخدا یا تو عائشہ اس سے باز رہیں یا میں ان پر پابندی لگا دوں گا۔
نَعَمْ قَالَتْ هُوَ لِلّٰهِ عَلَيَّ نَذْرٌ أَنْ لَا أُكَلِّمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ أَبَدًا فَاسْتَشْفَعَ
ام المؤمنین نے دریافت کیا۔ کیا اس نے یہ کہا ہے لوگوں نے کہا ہاں ام المؤمنین نے کہا اللہ کے لیے مجھ پر
ابْنُ الزُّبَيْرِ إِلَيْهَا حِينَ طَالَتِ الْهِجْرَةُ فَقَالَتْ لَا وَاللّٰهِ لَا أُشَفِّعُ
نت ہے کہ میں ابن الزبیر سے کبھی بھی بات نہیں کروں گی جب ام المؤمنین کا انھیں چھوڑنا طویل ہو گیا
فِيهِ أَبَدًا وَلَا أَتَحَنَّثُ إِلَى نَذْرِي فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ
تو انھوں نے شفارش کروائی اس پر ام المؤمنین نے فرمایا بخدا اس کے بارے میں کبھی بھی
كَلَّمَ مِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ
کسی کی شفارش قبول نہیں کروں گی اور اپنی قسم نہیں توڑوں گی جب اس کی مدت بہت
وَهُمَا مِنْ بَنِي زُهْرَةَ وَقَالَ لَهُمَا أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ لَمَّا أَدْخَلْتُمَانِي عَلٰى
دراز ہو گئی تو ابن زبیر نے مسور بن مخرمہ و عبد الرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث سے بات کی یہ دونوں
عَائِشَةَ فَإِنَّهَا لَا يَحِلُّ لَهَا أَنْ تَنْذِرَ قَطِيعَتِي فَأَقْبَلَ بِهِ الْمِسْوَرُ
بنی زہرہ سے تھے ابن زبیر نے ان دونوں سے کہا میں تم دونوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے عائشہ

وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ مُشْتَمِلَيْنِ بِأَرْدِيَتِهِمَا حَتّٰى اسْتَاْذَنَا عَلٰى عَائِشَةَ فَقَالَ
کے پاس لے چلو اس لئے کہ انھیں حلال نہیں کہ میرے ساتھ قطع تعلق پر قسم کھائیں تو مسور اور عبدالرحمن اپنی چادر
السَّلَامُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ أَنَدْخُلُ قَالَتْ عَائِشَةُ ادْخُلُوْا
اوڑھے ہوئے انھیں لے کے چلے۔ یہاں تک کہ حضرت عائشہ سے اجازت طلب کیا اور دونوں نے کہا
قَالُوْا كُلُّنَا قَالَتْ نَعَمْ ادْخُلُوْا كُلُّكُمْ وَلَا تَعْلَمُ أَنَّ مَعَهُمَا ابْنَ
اسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کیا ہم اندر آجائیں حضرت عائشہ نے فرمایا آجاؤ ان لوگوں نے عرض کیا ہم سب، فرمایا ہاں
الزُّبَيْرِ فَلَمَّا دَخَلُوْا دَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ الْحِجَابَ فَاعْتَنَقَ عَائِشَةَ وَطَفِقَ
سب آجاؤ انھیں پتہ نہیں تھا کہ ان دونوں کے ساتھ ابن زبیر ہیں جب وہ لوگ اندر گئے ابن زبیر حجاب کے اندر گئے اور
يُنَاشِدُهَا وَيَبْكِيْ وَطَفِقَ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ يُنَاشِدَانِهَا إِلَّا مَا
حضرت عائشہ سے لپٹ گئے اور انھیں اللہ کا واسطہ دینے لگے اور رونے لگے مسور اور عبدالرحمن بھی ام المومنین
كَلَّمَتْهُ وَقَبِلَتْ مِنْهُ وَيَقُوْلَانِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
کو اللہ کا واسطہ دینے لگے کہ ان سے کلام کریں اور ان کے عذر کو قبول کریں وہ دونوں یہ کہتے تھے کہ آپ جانتی ہیں کہ
نَهٰى عَمَّا قَدْ عَلِمْتِ مِنَ الْهِجْرَةِ وَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قطع تعلق سے منع فرمایا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کو یہ جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین
أَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ فَلَمَّا أَكْثَرُوْا عَلٰى عَائِشَةَ مِنَ التَّذْكِرَةِ وَالتَّحْرِيْجِ
رات سے زیادہ چھوڑے رہے جب ان لوگوں نے حضرت عائشہ پر کثرت سے صلہ رحمی کو یاد دلایا اور تنگی کی
طَفِقَتْ تُذَكِّرُهُمَا وَتَبْكِيْ وَتَقُوْلُ إِنِّيْ نَذَرْتُ وَالنَّذْرُ شَدِيْدٌ فَلَمْ يَزَالَا بِهَا
ممانعت کا ذکر کیا تو وہ ان دونوں سے اپنا حال بیان کرنے لگیں اور روتی تھیں اور کہتی تھیں کہ میں نے منت مان
حَتّٰى كَلَّمَتِ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَأَعْتَقَتْ فِيْ نَذْرِهَا ذٰلِكَ أَرْبَعِيْنَ رَقَبَةً وَكَانَتْ
لی ہے اور منت سخت ہے مگر وہ لوگ مصر رہے یہاں تک کہ ام المومنین نے ابن زبیر سے کلام فرمایا اور اپنی منت کے کفارے
تَذْكُرُ نَذْرَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَتَبْكِيْ حَتّٰى تَبُلَّ دُمُوْعُهَا خِمَارَهَا۔ عہ
میں چالیس غلام آزاد کئے اس کے بعد وہ اپنی منت کو ذکر فرماتیں اور روتیں یہاں تک کہ ان کے آنسو
ان کی اوڑھنی کو تر کر دیتے۔

عہ ثانی ادب باب الھجرۃ ص ۸۹۷
اول مناقب ص ۴۹۷

تشریحات ۱۸۵۱

عوف بن طفیل۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ماجدہ حضرت ام رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلے عبد اللہ بن حارث بن سخبرہ کی زوجیت میں تھیں اس سے طفیل پیدا ہوئے تھے۔ عبد اللہ کے انتقال کے بعد حضرت صدیق اکبر نے حضرت ام رومان سے نکاح کر لیا تھا اس طرح یہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اخیافی بھائی ہوئے اس حدیث کے راوی عوف انھیں طفیل کے بیٹے یا پوتے ہیں علی بن مدینی نے کہا۔ میرے نزدیک صواب یہ ہے کہ عوف بن حارث بن طفیل۔ جامع الاصول میں ہے کہ یہ عوف بن مالک بن طفیل ہیں۔

مناقب میں مذکورہ بالا تعلیق کے بعد عروہ بن زبیر ہی سے قدرے تفصیل کے ساتھ یہ حدیث یوں ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نزدیک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابو بکر کے بعد حضرت عبد اللہ بن زبیر سب سے زیادہ پیارے تھے اور عبد اللہ بن زبیر ان کے سب سے زیادہ اطاعت شعار تھے سب سے زیادہ ان کی خدمت میں نذرانہ پیش کرتے تھے حضرت ام المومنین کی عادت کریمہ تھی کہ جو کچھ بھی ان کے پاس آتا سب صدقہ کر دیتیں اس پر حضرت عبد اللہ بن زبیر نے وہ کہا کہ میں ان کو مجبور کر دوں گا کہ ان کا کوئی بھی معاملہ نافذ نہ مانا جائے حجر کے معنی روکنے یا منع کرنے کے ہیں۔ اصطلاح شرع میں اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حاکم اسلام کسی ضرورت مصلحت کی بنا پر کسی پر یہ پابندی لگا دے کہ اس کی خرید و فروخت اور داد و دہش کالعدم ہے نافذ نہ ہوگی، ان دنوں حضرت عبد اللہ بن زبیر خلیفہ تھے انھیں یہ حق حاصل تھا۔ حضرت ام المومنین نے اسے اپنی شان کے منافی سمجھا اسی روایت میں یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر نے دس غلام خدمت اقدس میں بھیجے کہ کفارہ میں آزاد فرما دیں مگر ام المومنین نے اسی پر اکتفا نہ فرمایا مزید غلام آزاد کرتی رہیں یہاں تک کہ چالیس تک آزاد فرمایا۔ عبد الرحمن بن اسود کی ماں کا نام بھی آمنہ تھا جو نوفل بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ کی بیٹی تھیں اس رشتے سے اسود حضرت آمنہ کے بھائی کے لڑکے تھے اور مسور بن مخرمہ عبد مناف کے دوسرے صاحبزادے وہیب کی نسل سے تھے۔ جو عبد مناف بن زہرہ کے بیٹے تھے ام المومنین نے مبہم منت مانی تھی یعنی یہ تفصیل نہیں کی تھی کہ اگر میں عبد اللہ سے کلام کروں تو مجھ پر کیا واجب ہے نماز یا روزہ یا غلام آزاد کرنا۔

نذر مبہم۔ منعقد ہے یا نہیں علماء کا اس میں اختلاف ہے جو لوگ منعقد مانتے ہیں وہ حنث کی صورت میں قسم کا کفارہ واجب کرتے ہیں اور قسم کے کفارہ میں ایک غلام کافی ہے مگر حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا مجتہدہ تھیں انھوں نے اپنے اجتہاد پر عمل فرمایا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ازراہ احتیاط چالیس غلام آزاد فرمایا ہو۔

بَابُ نَزَلَ الْقُرْآنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ ص۴۹۷ قرآن قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے۔

حدیث ۱۸۵۲ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّ حُذَيْفَةَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی کہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ

بْنَ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَدِمَ عَلٰى عُثْمَانَ وَكَانَ يُغَازِي أَهْلَ
تعالیٰ عنہ حضرت عثمان کے پاس آئے اور وہ اہل شام سے ارمینیہ
الشَّامِ فِي فَتْحِ أَرْمِينِيَةَ وَآذَرْبِيجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَفْزَعَ حُذَيْفَةَ
آذربائیجان کی فتح میں اہل عراق کے ساتھ ہوکر جہاد کر رہے تھے لوگوں کے قرآن مجید پڑھنے کے اختلاف
اخْتِلَافُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لِعُثْمَانَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَدْرِكْ
نے حذیفہ کو گھبرا دیا۔ انھوں نے عثمان سے کہا اے امیر المومنین! اس امت کی
هٰذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى
مدد فرمایئے قبل اس کے کہ یہود و نصاریٰ کی طرح کتاب اللہ میں اختلاف کرلیں اس پر
فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلٰى حَفْصَةَ أَنْ أَرْسِلِي إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي
حضرت عثمان نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آدمی بھیجا کہ ہمیں
الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ إِلٰى عُثْمَانَ فَأَمَرَ
صحیفے عطا فرمائیں کہ اسے دوسرے صحیفوں میں لکھ لیں۔ پھر ہم اسے آپ کو واپس
زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ
کردیں گے حضرت حفصہ نے حضرت عثمان کے پاس وہ صحیفے بھیج دیئے اب حضرت
الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ
عثمان نے زید بن ثابت اور عبد اللہ بن زبیر اور سعید بن عاص اور عبد الرحمٰن بن حارث
لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلَاثَةِ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي
بن ہشام کو حکم دیا۔ ان لوگوں نے اسے صحیفوں میں لکھا اور حضرت عثمان نے تینوں قریشی اشخاص سے فرمایا
شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا
جب تم لوگ اور زید بن ثابت کسی جگہ اختلاف کرو تو اسے قریش کی زبان کے مطابق لکھو اس لئے کہ قرآن قریش
حَتّٰى إِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلٰى حَفْصَةَ
کی زبان کے مطابق نازل ہوا ہے ان لوگوں نے ایسا ہی کیا جب صحائف لکھے جاچکے تو حضرت عثمان نے
وَأَرْسَلَ إِلٰى كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوا۔ وَأَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ
اصل مصحف حضرت حفصہ کو واپس کردیا اور ان لوگوں نے جو مصحف لکھے تھے ان میں سے ایک ایک مصحف

الْقُرْآنِ فِي كُلِّ صَحِيفَةٍ أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُحْرَقَ عه

ہر طرف بھیج دیا اور اس کے ماسوا اور مصاحف کے بارے میں حکم دیا کر جلا دیے جائیں۔

۱۸۵۲ تشریحات

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حکم اپنی خلافت کے ایک سال بعد قریب قریب سنہ ۲۴ھ کے اواخر سنہ ۲۵ھ کے اوائل میں دیا تھا اور آرمینیہ تقریباً اسی سال فتح ہوا تھا۔

فافزع حذیفة۔ اس اختلاف کی نوعیت یہ تھی کہ اہل شام اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرارت کے مطابق پڑھتے تھے جسے اہل عراق نے نہیں سنا تھا اور اہل عراق حضرت عبد اللہ بن مسعود کی قرارۃ کے مطابق پڑھتے تھے جسے اہل شام نے نہیں سنا تھا ایک دوسرے کی قرارت کا انکار کرتا یہاں تک کہ تکفیر کی نوبت پہونچ جاتی اسی طرح اہل بصرہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرارت کے مطابق پڑھتے تھے اس اختلاف کی نوعیت تلفظ اعراب یا کچھ الفاظ کے ردوبدل کی تھی۔ جس سے معنی پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا مثلاً قرارۃ متواترہ ہے اتموا الحج والعمرۃ للہ۔ کوئی اس کے مطابق پڑھتا اور کوئی پڑھتا واتموا الحج والعمرۃ للبیت اس پر حضرت حذیفہ کو وہ خیال آیا مزید برآں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دوسرے ذرائع سے اس قسم کے اختلافات اور جھگڑے کی اطلاعات ملیں جب حضرت حذیفہ نے وہ کہا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فوراً اس جانب توجہ دی۔

اذا اختلفتم۔ اس جماعت میں تین قریشی تھے حضرت زید بن ثابت انصاری مدنی بعض الفاظ کے تلفظ میں اہل عرب میں اختلاف ہے مثلاً صراط، ص، سے بھی ہے اور، س، سے بھی ہے اسی طرح مصیطر بھی۔ اسی طرح اعراب میں بھی اختلاف ہے مثلاً اہل حجاز پڑھتے ہیں۔ ماھذا بشرًا اور بنی تمیم پڑھتے ہیں ماھذا بشرٌ اسی طرح بعض الفاظ کے رسم الخط میں اختلاف ہے مثلاً تابوت، ت، مطولہ کے ساتھ ہے اور حضرت زید بن ثابت (ۃ) مدورہ کے ساتھ لکھتے تھے اس قسم کے اختلاف کے بارے میں فرمایا کہ قریش کی لغت اور محاورے کے مطابق لکھا جائے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان حضرات سے کتنے مصاحف لکھوائے اس میں اختلاف ہے کسی نے سات کہا کسی نے پانچ کسی نے چار۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بَابُ نِسْبَةِ الْيَمَنِ إِلَى إِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ص۴۹۷ یمن کی نسبت اسماعیل علیہ السلام کی طرف ہے

توضیح باب اکثر اہل یمن بنی قحطان سے ہیں اکثر اہل انساب کا قول یہ ہے کہ قحطان بنی اسماعیل سے نہیں مگر زبیر بن بکار نے کہا کہ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ ان کا نسب نامہ یہ ہے قحطان بن الہمیسع بن تیمن بن قیذار بن نبت بن اسماعیل علیہ السلام۔ باب سے ظاہر ہو رہا ہے کہ امام بخاری کا بھی اسی طرف رجحان ہے اور یہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد سے۔ کہ انھوں نے حضرت ہاجرہ

عه ثانی فضائل القرآن باب جمع القرآن ص۷۴۶ ـ اول مناقب نزل القرآن بلسان قریش ص۴۹۷، ترمذی تفسیر، نسائی فضائل القرآن

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تھے یمن حضرات انصار کو مخاطب فرما کر فرمایا فتلك امكم یابنی ماء السماء سے خا
اور یہی اس باب کے ضمن میں ذکر کردہ حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انصار کو
سے مخاطب ہو کر فرمایا اِرْمُوْا بَنِيْ اِسْمٰعِيْلَ اے بنی اسماعیل! تیر چلاؤ۔

مِنْهُمْ أَسْلَمُ بْنُ أَفْصَى بْنِ حَارِثَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ مِنْ خُزَاعَةَ۔

یعنی اہل یمن میں سے اسلم بن افصی بن حارثہ بن عمرو بن عامر ہیں جو خزاعہ سے ہیں۔

تشریح اسلم تین ہیں ایک بنی مذحج کی، اور ایک بجیلہ کی شاخ ہے اور ایک بنی خزاعہ کی، اسلم سے یہاں مراد بنی خزاعہ کی شاخ ہے انھیں کو متعین کرنے کے لئے امام بخاری نے اسلم بن افصی کہا افصی ہی کا دوسرا نام خزاعہ ہے خزاعہ بنی اسماعیل سے ہیں یا نہیں اس میں بھی اختلاف ہے امام بخاری کا رجحان یہی ہے کہ یہ اولاد اسماعیل سے ہیں۔

باب ۴۹۷

حدیث ۱۸۵۳ إِنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدُّؤَلِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعٰى لِغَيْرِ أَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ بِاللّٰهِ وَمَنِ ادَّعٰى قَوْمًا لَيْسَ لَهُ فِيْهِ نَسَبٌ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ؏

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص بھی اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے نسب کا دعویٰ کرے اس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا اور جو شخص ایسی قوم میں اپنے نسب کا دعویٰ کرے جس میں اس کا نسب نہیں وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے۔

تشریحات ۱۸۵۳ جان بوجھ کر اپنے نسب کو بدلنا حرام و گناہ ہے یہاں تک کہ اس حدیث میں اس کو کفر بتایا ہے نسب بدلنے کی دو صورتیں ہیں ایک نفی یعنی اپنے باپ سے نسب کا انکار کرنا دوسرے اثبات یعنی جو باپ نہیں اسے اپنا باپ بتانا دونوں حرام ہے جیسا کہ آج کل رواج پڑ گیا ہے بڑی آسانی سے لوگ اپنے آپ کو سید کہنے اور کہلانے لگتے ہیں حالانکہ حقیقت میں وہ سید نہیں غالباً یہ بیماری پہلے بھی رائج تھی اسی پر کسی نے کہا ہے۔

غلہ چوں ارزاں شود
اسال سید می شوم

؏ ثانی الادب باب ماینھی عن السباب واللعن ص ۸۹۳ مسلم ایمان۔

حدیث ۱۸۵۴

حدثنی عبد الواحد بن عبد اللہ النصری قال سمعت
واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ
واثلۃ بن الاسقع یقول قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے جھوٹوں میں سے یہ ہے کہ اپنے باپ کے علاوہ کسی اور
وسلم ان من اعظم الفراء ان یدعی الرجل الی غیر ابیہ
کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرلے یا اپنی آنکھوں کو اس چیز کا دیکھنے والی بتائے جو
او یری عینہ ما لم تر او تقول علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
اس نے نہ دیکھا ہو یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف وہ بات
وسلم ما لم یقل۔
منسوب کرے جو نہیں فرمائی ہے۔

تشریحات ۱۸۵۴

فراء۔ الف مقصورہ وممدودہ دونوں کے ساتھ جھوٹ وبہتان کے معنی میں ہے۔

او یری عینہ۔ یہ باب افعال اراءۃ سے مضارع ہے یعنی اپنی آنکھوں کو وہ دکھائے جو آنکھ نے نہیں دیکھی ہے یعنی جو خواب نہیں دیکھا ہے اسے بیان کرے اس کو اعظم الفرا اس لئے کہا گیا کہ خواب کو اجزاء نبوت میں سے ایک جز کہا گیا ہے اور یہ من جانب اللہ ہوتا ہے تو جھوٹا خواب بیان کرنے والے نے اللہ عزوجل پر بہتان باندھا اور اپنے لئے اجزائے نبوت میں سے ایک جز کا اثبات کیا۔

باب ذکر اسلم وغفار ومزینۃ وجہینۃ واشجع ص۴۹۸

اسلم وغفار ومزینہ وجہینہ اور اشجع کا ذکر۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

حدیث ۱۸۵۵

حدثنا نافع ان عبد اللہ اخبرہ ان رسول اللہ صلی اللہ
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
تعالیٰ علیہ وسلم قال علی المنبر غفار غفر اللہ لہا واسلم سالمہا اللہ وعصیۃ
نے منبر پر فرمایا غفار کو اللہ تعالیٰ بخش دے اور اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور عصیہ
عصت اللہ ورسولہ عہ
نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

عہ ثانی الایمان والنذور باب کیف کان یمین النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص۹۸۱

۱۸۵۶ حدیث

عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے
صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَغِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا۔
ہیں فرمایا اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور غفار کو بخش دے۔

۱۸۵۷ حدیث

سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِیْ بَکْرَةَ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ الْاَقْرَعَ
حضرت ابو بکرہ سے روایت ہے اقرع بن حابس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
بْنَ حَابِسٍ قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا بَایَعَكَ سُرَّاقُ
وسلم سے کہا کہ حاجیوں کا سامان چرانے والوں ہی نے آپ کی بیعت کی ہے۔ اسلم اور غفار
الْحَجِیْجِ مِنْ اَسْلَمَ وَغِفَارٍ وَمُزَیْنَةَ وَاَحْسِبُهٗ وَجُهَیْنَةَ ابْنُ اَبِیْ
ومزینہ اور گمان کرتا ہوں جہینہ بھی۔ اور ابن ابی یعقوب نے شک کیا تو نبی صلی اللہ
یَعْقُوْبَ شَكَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتَ اِنْ کَانَ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بتا اگر اسلم وغفار ومزینہ اور جہینہ بنی تمیم اور بنی عامر اور
اَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَمُزَیْنَةُ وَاَحْسِبُهٗ وَجُهَیْنَةُ خَیْرًا مِنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ وَبَنِیْ
اسد وغطفان سے بہتر ہوں تو یہ لوگ خائب وخاسر ہوئے؟ انھوں نے کہا ہاں
عَامِرٍ وَاَسَدٍ وَغَطَفَانَ خَابُوْا وَخَسِرُوْا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری
بِیَدِهٖ اِنَّهُمْ لَاَخْیَرُ مِنْهُمْ۔
جان ہے بیشک وہ لوگ ان سے ضرور بہتر ہیں۔

۱۸۵۸ حدیث

عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا اسلم اور غفار اور کچھ
اَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَشَیْءٌ مِنْ مُزَیْنَةَ وَجُهَیْنَةَ اَوْ قَالَ شَیْءٌ مِنْ جُهَیْنَةَ
مزینہ وجہینہ کے افراد یا فرمایا کچھ جہینہ ومزینہ کے افراد اللہ کے نزدیک یا فرمایا قیامت کے دن
وَمُزَیْنَةَ خَیْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ اَوْ قَالَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنْ اَسَدٍ وَتَمِیْمٍ وَهَوَازِنَ وَغَطَفَانَ
اسد اور تمیم اور ہوازن اور غطفان سے بہتر ہیں۔

تشریحات ۱۸۵۵ تا ۱۸۵۸ اسلم، غفار، مزینہ، جہینہ، اور اشجع یہ پانچ قبائل زمانۂ جاہلیت میں بھی باعزت اور طاقت ور تھے اس کے باوجود اسلام قبول کرنے میں انھوں نے بہ نسبت دوسرے قبائل کے سبقت کی اس لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی مدح فرمائی۔

غفار۔ اگر اسے حی کا علم مانا جائے تو منصرف ہے اور اگر قبیلے کا علم مانا جائے تو غیر منصرف اس لئے کہ اب اس میں علم کے ساتھ تانیث بھی پائی گئی۔

بَابُ ذِكْرِ قَحْطَانَ ـ ص ۴۸۹　　قحطان کا تذکرہ۔

۱۸۵۹ حدیث

عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ رَجُلٌ

کرتے ہیں کہ فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ بنی قحطان سے ایک شخص

مِنْ قَحْطَانَ يَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ۔ عہ

پیدا ہوگا جو لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا۔

تشریحات ۱۸۵۹ مراد یہ ہے کہ وہ غلبہ حاصل کر کے سب کو اپنی رعایا بنالے گا یعنی بادشاہ ہوگا۔ نعیم بن حماد نے فتن میں ارطاۃ بن منذر سے روایت کیا ہے کہ قحطانی مہدی کے بعد نکلے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنْ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ ص ۴۸۹　　جاہلیت کی پکار سے منع کیا گیا ہے۔

۱۸۶۰ حدیث

أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عَنْهُ يَقُوْلُ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ

کے ہمراہ ایک غزوے میں گئے تھے اور حضور کے ساتھ مہاجرین بکثرت تھے اور مہاجرین

ثَابَ مَعَهُ نَاسٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ حَتّٰى كَثُرُوْا وَكَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ

میں ایک صاحب خوش مزاج تھے انھوں نے ایک انصاری کی سُرین پر مارا

عہ ثانی الفتن باب تغیر الزمان حتیٰ تعبد الاوثان ص ۱۰۵۲ مسلم فتن۔

رَجُلٌ لَعَّابٌ فَكَسَعَ أَنْصَارِيًّا فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ غَضَبًا شَدِيْدًا حَتّٰى

جس پر انصاری بہت زیادہ غضب ناک ہو گئے (اور بات بڑھ گئی) یہاں تک کہ ہر فریق نے اپنے

تَدَاعَوْا وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرُ يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ

گروہ کو پکارنا شروع کیا۔ انصاری نے کہا اے انصار! مدد کو آؤ۔ اور مہاجر نے کہا اے مہاجر مدد کو آؤ۔

فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوَى أَهْلِ

اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا یہ کیا جاہلیت کی پکار ہے پھر فرمایا کیا بات

الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ قَالَ مَا شَأْنُهُمْ فَأُخْبِرَ بِكَسْعَةِ الْمُهَاجِرِيِّ الْأَنْصَارِيَّ

ہے؟ تو مہاجر کے ساتھ انصار کی حرکت بتائی گئی اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهَا فَإِنَّهَا خَبِيْثَةٌ

فرمایا یہ پکار چھوڑو یہ خبیث ہے اور عبد اللہ بن ابی ابن سلول نے کہا۔ مہاجرین نے

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ أَقَدْ تَدَاعَوْا عَلَيْنَا لَئِنْ رَجَعْنَا

ہمارے خلاف لوگوں کو پکارا ہے اگر ہم مدینہ لوٹے تو ہم میں جو عزت والا ہے

إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ أَلَا نَقْتُلُ هٰذَا

ذلت والے کو نکال دے گا اس پر حضرت عمر نے کہا کیا اس خبیث کو ہم قتل نہ کر دیں

الْخَبِيْثَ يَعْنِيْ عَبْدَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی عبد اللہ کو۔ تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں ورنہ لوگ چرچا کریں گے

لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّهُ كَانَ يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ ۔عہ

کہ وہ اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں۔

۱۸۶۰

تشریحات

یہ واقعہ غزوہ بنی المصطلق میں ہوا تھا جو سنہ ۶ھ میں پیش آیا تھا یہ صاحب جنھیں لعاب کہا گیا ہے جہجاہ بن قیس غفاری تھے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملازم تھے۔

دعوھا۔ اس کی ضمیر کا مرجع دعوی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ جاہلیت کی پکار چھوڑ دو یہ خبیث ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجیر جہجاہ بن قیس تھے ان سے اور ایک انصاری غبرہ بن سنان سے جو عبد اللہ بن اُبی کے حلیف تھے حوض پر پانی لینے میں جھگڑا ہو گیا جس پر جہجاہ نے غبرہ کے سرین پر مارا اور بات بڑھ گئی

عہ ثانی تفسیر سورہ منافقون باب سواء علیہم استغفرت لہم ص ۷۲۸، باب قولہ یقولون لئن رجعنا الی المدینۃ ص ۷۲۹

انصاری یا للانصار کا نعرہ لگانے لگے اور جہجاہ یا للمہاجرین کا۔ عبد اللہ بن ابی بن سلول کے بیٹے جن کا نام بھی عبد اللہ تھا مخلصین صحابہ میں سے تھے۔ ان کو جب اپنے باپ کی اس بیہودگی کا علم ہوا تو مدینہ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ کہ میں اپنے باپ کو قتل کر دوں گا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو انھیں منع کر دیا۔

بَابُ قِصَّةِ خُزَاعَةَ ص ~~۴۹۹~~ خزاعہ کا قصہ۔

خزاعہ بنی قحطان میں سے ہیں یا بنی عدنان میں سے دونوں قول ہے جو خزاعہ کو بنی عدنان میں سے مانتے ہیں وہ اسے مضر کی شاخ مانتے ہیں کچھ لوگوں نے دونوں میں یہ تطبیق دی ہے۔ قمعہ بن خندف جب مرا تو اس کی بیوی حاملہ تھی اور وہ حارثہ کے پاس تھی یہیں لحی پیدا ہوا حارثہ نے اسے متبنیٰ بنالیا اس لئے یمن کی طرف منسوب ہوا۔ ورنہ وہ باعتبار نسل کے مضر کی اولاد ہی سے ہے۔

حدیث ۱۸۶۱

عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَمْرُو بْنُ لُحَیِّ بْنِ قَمْعَةَ بْنِ خِنْدِفٍ اَبُوْ خُزَاعَةَ
وسلم نے فرمایا عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف ابو خزاعہ ہے۔

تشریحات ۱۸۶۱ یعنی عمرو بن لحی کی اولاد کو بنی خزاعہ کہتے ہیں۔

حدیث ۱۸۶۲

عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ الْبَحِيْرَةُ الَّتِیْ
سعید بن مسیب نے کہا بحیرہ وہ جانور ہے جس کا دودھ بتوں کے لئے روک دیا جاتا ہے
يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيْتِ وَلَا يَحْلُبُهَا اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ وَالسَّائِبَةُ الَّتِیْ كَانُوْا
جسے کوئی شخص نہیں دوہتا۔ اور سائبہ جسے اپنے معبودوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے
يُسَيِّبُوْنَهَا لِاٰلِهَتِهِمْ فَلَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ قَالَ وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ
اس پر کچھ نہیں لادا جاتا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ
اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ عَمْرَو بْنَ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا وہ اپنی آنتوں کو جہنم میں گھسیٹ
عَامِرٍ الْخُزَاعِیَّ يَجُرُّ قُصْبَهٗ فِی النَّارِ وَكَانَ اَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ عه
رہا تھا یہی وہ پہلا شخص ہے جس نے سائبہ چھوڑا۔

عه ثانی باب ما جعل اللہ من بحیرۃ ص ۶۶۵

تشریحات

۱۸۶۲ یہاں عمرو بن عامر ہے اور کتاب الصلوٰۃ باب اذا انفلتت دابۃ میں عمرو بن لحی ہے ہو سکتا ہے لحی کا نام عامر ہو۔

قِصَّۃُ اِسْلَامِ اَبِیْ ذَرٍّ۔ بَابُ قِصَّۃِ زَمْزَمَ ص ۴۹۹

حضرت ابو ذر کے اسلام لانے اور زمزم کا قصہ۔

حدیث

۱۸۶۳ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ جَمْرَةَ قَالَ قَالَ لَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاِسْلَامِ
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کیا میں تم کو ابو ذر کے مسلمان ہونے کا
اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قُلْنَا بَلٰی قَالَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ كُنْتُ رَجُلًا مِّنْ غِفَارٍ فَبَلَغَنَا اَنَّ
واقعہ نہ بتاؤں۔ ہم نے عرض کیا ضرور بتائیے۔ تو ابن عباس نے کہا۔ ابو ذر نے بتایا کہ میں بنی غفار کا
رَجُلًا قَدْ خَرَجَ بِمَكَّةَ يَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ فَقُلْتُ لِاَخِیْ اِنْطَلِقْ اِلٰی هٰذَا
فرد ہوں۔ ہمیں یہ خبر ملی کہ مکے میں کوئی صاحب نکلے ہیں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ نبی ہیں۔ میں نے
الرَّجُلِ وَكَلِّمْهُ وَأْتِنِیْ بِخَبَرِهٖ فَانْطَلَقَ فَلَقِيَهٗ ثُمَّ رَجَعَ فَقُلْتُ مَا
اپنے بھائی سے کہا ان صاحب کے پاس جاؤ اور ان سے بات کرو اور ان کی خبر لاؤ۔ وہ گیا اور ان صاحب سے
عِنْدَكَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ رَجُلًا يَّاْمُرُ بِالْخَيْرِ وَيَنْهٰی عَنِ الشَّرِّ
ملاقات کرکے لوٹ آیا۔ میں نے پوچھا کیا خبر ہے۔ میرے بھائی نے بتایا۔ بخدا میں نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جو
فَقُلْتُ لَهٗ لَمْ تَشْفِنِیْ مِنَ الْخَبَرِ فَاَخَذْتُ جِرَابًا وَّعَصًا ثُمَّ اَقْبَلْتُ اِلٰی
بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں میں نے اس سے کہا تم نے پوری بات نہیں بتائی تب میں نے ایک تھیلی اور
مَكَّةَ فَجَعَلْتُ لَا اَعْرِفُهٗ وَاَكْرَهُ اَنْ اَسْاَلَ عَنْهُ وَاَشْرَبُ مِنْ مَّاءِ زَمْزَمَ
لاٹھی لی اور مکہ کی طرف چلا اور میں مکے گیا میں حضور کو پہچانتا نہیں تھا اور ان کے بارے میں کسی سے پوچھنے کو پسند نہیں
وَاَكُوْنُ فِی الْمَسْجِدِ قَالَ فَمَرَّ بِیْ عَلِیٌّ فَقَالَ كَاَنَّ الرَّجُلَ غَرِيْبٌ قَالَ قُلْتُ
کرتا تھا اور زمزم کا پانی پیتا تھا اور مسجد میں رہتا تھا ایک دن میرے پاس حضرت علی آئے فرمایا تم مسافر معلوم ہوتے ہو میں نے
نَعَمْ فَقَالَ فَانْطَلِقْ اِلَی الْمَنْزِلِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ لَا يَسْاَلُنِیْ عَنْ
عرض کیا جی ہاں انھوں نے فرمایا گھر چلو ان کے ساتھ چلا نہ وہ مجھ سے کچھ پوچھتے تھے اور نہ میں ان کو کچھ بتاتا تھا
شَیْءٍ وَّلَا اُخْبِرُهٗ فَلَمَّا اَصْبَحْتُ غَدَوْتُ اِلَی الْمَسْجِدِ لِاَسْاَلَ عَنْهُ
صبح کو پھر میں سویرے ہی مسجد آگیا تاکہ میں حضور کے بارے میں پوچھوں لیکن مجھے کوئی نہیں ملا جو حضور

وَلَيْسَ اَحَدٌ يُخْبِرُنِي عَنْهُ بِشَيْءٍ قَالَ فَمَرَّ بِي عَلِيٌّ فَقَالَ اَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ

کے بارے میں مجھے کچھ بتاتا۔ پھر حضرت علی میرے پاس آئے فرمایا شاید تمہیں اب تک اپنا ٹھکانہ نہ ملا۔

يَعْرِفُ مَنْزِلَهُ بَعْدُ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَانْطَلِقْ مَعِيَ قَالَ فَقَالَ مَا

میں نے کہا نہیں فرمایا میرے ساتھ چلو اور پوچھا تمہارا کیا کام ہے اور اس شہر میں کیسے آئے ہو میں نے

اَمْرُكَ وَمَا اَقْدَمَكَ هٰذِهِ الْبَلْدَةَ قَالَ قُلْتُ لَهُ اِنْ كَتَمْتَ عَلَيَّ

ان سے کہا اگر آپ میری بات چھپانے کا وعدہ کریں تو بتاؤں انھوں نے فرمایا کہو میں چھپاؤں گا۔ اب میں

اَخْبَرْتُكَ قَالَ فَاِنِّي اَفْعَلُ قَالَ قُلْتُ لَهُ بَلَغَنَا اَنَّهُ قَدْ خَرَجَ هٰهُنَا رَجُلٌ

نے ان سے کہا ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ یہاں ایک صاحب ظاہر ہوئے ہیں جو اپنے کو نبی گمان کرتے ہیں

يَزْعُمُ اَنَّهُ نَبِيٌّ فَاَرْسَلْتُ اَخِي لِيُكَلِّمَهُ فَرَجَعَ وَلَمْ يَشْفِنِي مِنَ الْخَبَرِ

میں نے اپنے بھائی کو بھیجا تھا کہ ان سے بات کرکے آئے وہ آئے اور لوٹے ان کی بات سے مجھے انشراح

فَاَرَدْتُّ اَنْ اَلْقَاهُ فَقَالَ لَهُ اَمَا اِنَّكَ قَدْ رَشَدْتَ هٰذَا وَجْهِي اِلَيْهِ

نہیں ہوا تو میں نے ارادہ کرلیا کہ ان سے ملاقات کروں یہ سن کر حضرت علی نے فرمایا سنو بیشک تم اپنے

فَاتَّبِعْنِي اُدْخُلْ حَيْثُ اَدْخُلُ فَاِنِّي اِنْ رَاَيْتُ اَحَدًا اَخَافُهُ عَلَيْكَ

مقصد میں کامیاب ہوگئے میں وہیں جارہا ہوں میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ جس گھر میں جاؤں تم بھی

قُمْتُ اِلَى الْحَائِطِ كَاَنِّي اُصْلِحُ نَعْلِي وَامْضِ اَنْتَ فَمَضٰى وَمَضَيْتُ مَعَهُ

چلے آنا۔ اگر میں کسی ایسے شخص کو دیکھوں گا جس سے تم پر کوئی اندیشہ ہوگا میں دیوار کی طرف منہ

حَتّٰى دَخَلَ وَدَخَلْتُ مَعَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ

کرکے کھڑا ہو جاؤں گا گویا کہ میں اپنی چپل ٹھیک کررہا ہوں اور تم آگے بڑھ جانا وہ چلے میں بھی

اَعْرِضْ عَلَيَّ الْاِسْلَامَ فَعَرَضَهُ فَاَسْلَمْتُ مَكَانِي فَقَالَ لِي يَا اَبَا ذَرٍّ اُكْتُمْ

ان کے ساتھ چلا یہاں تک کہ وہ اور ان کے ساتھ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں

هٰذَا الْاَمْرَ وَارْجِعْ اِلٰى بَلَدِكَ فَاِذَا بَلَغَكَ ظُهُوْرُنَا فَاَقْبِلْ فَقُلْتُ

حاضر ہوئے میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا مجھ پر اسلام پیش فرمائیے حضور نے پیش فرمایا اور میں نے

وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَاَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ اَظْهُرِهِمْ فَجَاءَ اِلَى الْمَسْجِدِ

اسی جگہ اسلام قبول کرلیا۔ اس کے بعد مجھ سے فرمایا اے ابوذر اس چیز کو چھپاؤ۔ اور اپنے وطن لوٹ جاؤ جب ہمارے

وَقُرَيْشٌ فِيْهِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ

غائب ہونے کی خبر آپ کو نہ پہنچے تو آنا میں نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں ان قریش کے روبرو اس کا

مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَقَالُوْا قُوْمُوْا إِلٰى هٰذَا الصَّابِي فَقَامُوْا فَضُرِبْتُ

اعلان کروں گا۔ اور اس کے بعد مسجد میں آئے اور قریش مسجد میں تھے انھوں نے کہا اے گروہ قریش میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ کے سوا

لِأَمُوْتَ فَأَدْرَكَنِي الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيَّ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ وَيْلَكُمْ

کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں یہ سن کر قریش نے کہا اس بے دین کی خبر لو

تَقْتُلُوْنَ رَجُلًا مِنْ غِفَارٍ وَمَتْجَرُكُمْ وَمَمَرُّكُمْ عَلٰى غِفَارٍ فَأَقْلَعُوْا عَنِّي

سب کھڑے ہو گئے اور مجھے مار ڈالنے کی نیت سے مارنے لگے اتنے میں عباس میرے پاس آئے مجھ پر جھک کر دیکھا پھر قریش کی طرف متوجہ ہوئے

فَلَمَّا أَنْ أَصْبَحْتُ الْغَدَ رَجَعْتُ فَقُلْتُ مِثْلَ مَا قُلْتُ بِالْأَمْسِ فَقَالُوْا قُوْمُوْا

اور کہا تم غفار کے ایک شخص کو مار ڈال رہے ہو حالانکہ تمہاری تجارت کا راستہ اور گذرگاہ غفار پر ہے یہ سن کر سب مجھ سے الگ ہو گئے۔

إِلٰى هٰذَا الصَّابِي فَصُنِعَ بِي مِثْلُ مَا صُنِعَ بِالْأَمْسِ فَأَدْرَكَنِي الْعَبَّاسُ

لیکن دوسرے دن صبح کو پھر مسجد حرام میں آیا اور جو کل گذشتہ میں نے کہا تھا وہی کہا وہ سنتے ہی ان لوگوں نے کہا۔ کہ اس بددین کی

فَأَكَبَّ عَلَيَّ وَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهٖ بِالْأَمْسِ قَالَ فَكَانَ هٰذَا أَوَّلَ إِسْلَامِ

خبر لو میرے ساتھ وہی کیا گیا جو کل گذشتہ کیا گیا تھا پھر عباس میرے پاس آئے مجھ پر جھکے اور کل والی بات کہی۔ حضرت ابن عباس

أَبِيْ ذَرٍّ ؏

نے کہا حضرت ابوذر کے اسلام لانے کی ابتدا یہ ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

بَابُ جَهْلِ الْعَرَبِ ص۵۰۰

عرب کی جہالت

حدیث ۱۸۶۴ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِذَا سَرَّكَ أَنْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ اگر تجھے پسند ہے کہ عرب کی جہالت کو جانے تو سورہ

تَعْلَمَ جَهْلَ الْعَرَبِ فَاقْرَأْ مَا فَوْقَ الثَّلٰثِيْنَ وَمِائَةٍ فِيْ سُوْرَةِ الْأَنْعَامِ

انعام کی ایک سو تیس کے بعد کی آیتوں کو پڑھو فرمایا وہ لوگ نقصان میں رہے جنھوں نے اپنی اولاد

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (إِلٰى قَوْلِهٖ) قَدْ

کو بیوقوفی اور جہالت کی وجہ سے قتل کیا۔ اور وہ گمراہ ہو گئے۔

ؑع مناقب ۔ باب اسلام ابی ذر ص۵۴۴

ضلّوا وما کانوا مُهتدین۔

اور ہدایت یافتہ نہیں ہوئے۔

بَابُ مَنِ انْتَسَبَ إِلَى أَبَائِهِ فِي الْإِسْلَامِ وَالْجَاهِلِيَّةِ ص۵۰۰

جو اپنے ان آبار کی طرف نسبت کرے جو اسلام یا جاہلیت میں اس کے تھے۔

ت ۵۸۶ وَقَالَ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ،

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔

تشریح ۵۸۶ حضرت عبد المطلب کا وصال زمانۂ اسلام سے پہلے ہو چکا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو ان کی طرف منسوب فرمایا۔

حدیث ۱۸۶۵ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ "وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ" جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِي: يَا بَنِي فِهْرٍ يَا بَنِي عَدِيٍّ بِبُطُونِ قُرَيْشٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا جب آیۂ کریمہ "وانذر عشیرتک الاقربین" نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پکارتے تھے اے بنی فہر، اے بنی عدی قریش کے بطون کو۔ دوسری روایت میں ہے یدعوھم قبائل قبائل قبیلے قبیلے کو پکارتے تھے۔

تشریحات ۱۸۶۵ ایک قول کی بنا پر قریش نضر بن کنانہ کا لقب ہے۔ فہر نضر کے پوتے ہیں۔ اس تقدیر پر بنی فہر قریش کی شاخ ہوئے مگر جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ نضر کی نسل صرف فہر ہی سے چلی ہے اس لئے باعتبار مصدا دونوں ایک ہیں۔ عدی، کعب بن لوئی بن غالب بن فہر کے صاحبزادے ہیں بنی عدی قریش کی ایک شاخ ہیں۔

حدیث ۱۸۶۶ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ إِشْتَرُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ

فرمایا اے بنی عبد مناف! اللہ تعالیٰ سے اپنے کو خرید لو، اے بنی عبد المطلب

اللّٰهِ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِشْتَرُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ يَا أُمَّ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ

اپنے کو اللہ سے خرید لو، اے زبیر بن عوام کی ماں! رسول اللہ کی پھوپھی

عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ إِشْتَرِيَا أَنْفُسَكُمَا مِنَ اللّٰهِ لَا أَمْلِكُ

اے فاطمہ بنت محمد! اپنے کو اللہ سے خرید لو میں اللہ تعالیٰ کے مقابل تم لوگوں کے لئے کسی چیز

لَكُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا سَلَانِيْ مِنْ مَالِيْ مَا شِئْتُمَا۔

کا مالک نہیں میرے مال سے تم دونوں جو چاہو مانگو۔

۱۸۶۶ **تشریحات** اعمال صالحہ کی ترغیب کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا، اس کی پوری بحث کتاب الزکوۃ میں گذر چکی ہے۔

بَابٌ اِبْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ وَمَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ ۵۰۰ کسی کا بھانجا اور آزاد شدہ غلام انھیں میں سے ہے۔

۱۸۶۷ **حدیث** عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ خَاصَّةً فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ أَحَدٌ مِنْ

خاص انصار کو بلایا اور دریافت فرمایا کیا تم میں تمہارے علاوہ بھی کوئی ہے

غَيْرِكُمْ قَالُوْا لَا إِلَّا ابْنُ أُخْتٍ لَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

ان لوگوں نے عرض کیا نہیں، ہاں ہمارا ایک بھانجا ہے فرمایا قوم کا بھانجا

وَسَلَّمَ ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ۔

قوم ہی میں سے ہے۔

۱۸۶۷ **تشریحات** باب میں مولی القوم منہم بھی ہے اس کے مطابق کوئی حدیث ذکر نہیں کی کچھ لوگوں نے کہا اس مضمون کی کوئی حدیث امام بخاری کی شرط پر ان کے پاس نہیں تھی حالانکہ ایسا نہیں۔ فرائض میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مروی ہے کہ فرمایا "مولی القوم من انفسهم" قوم کا آزاد کردہ غلام انھیں میں سے ہے۔

بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَلَّا يُسَبَّ نَسَبُهُ ص۵۰۰

جسے یہ پسند ہو کہ اس کے نسب کو برا نہ کہا جائے۔

حدیث ۱۸۶۸

عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ
ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حسان
اِسْتَأْذَنَ حَسَّانُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ
نے مشرکین کی ہجو کرنے کی اجازت طلب کی فرمایا میرے نسب کا کیا ہوگا۔ حسان نے عرض کیا میں آپ
قَالَ كَيْفَ بِنَسَبِي؟ فَقَالَ حَسَّانُ لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ
کو ان میں سے الگ کر لوں گا جیسا کہ بال گندھے ہوئے آٹے سے الگ کیا جاتا ہے —— عروہ
الْعَجِينِ - وَعَنْ أَبِيهِ قَالَ ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ
نے کہا میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حسان کو برا کہنے لگا فرمایا حسان کو برا مت
لَا تَسُبَّهُ فَإِنَّهُ "كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" علہ
کہو وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے دفاع کیا کرتا تھا۔
قَالَ أَبُو الْهَيْثَمِ نَفَحَتِ الدَّابَّةُ إِذَا رَمَحَتْ بِحَوَافِرِهَا وَنَفَحَهُ بِالسَّيْفِ
ابوالہیثم نے کہا نفح کے معنی ہیں جانور کا اپنے کھروں سے کسی کو مارنا اور دور سے
إِذَا تَنَاوَلَهُ مِنْ بَعِيدٍ -
کسی پر تلوار چلانا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَسْمَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ص۵۰۰

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء کے بیان میں۔

توضیح باب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء ذات دو ہیں۔ احمد اور محمد۔ کتب سابقہ میں احمد ہے اور قرآن میں محمد۔ نیز آسمان میں احمد ہے اور زمین میں محمد۔ محمد باب تفعیل کے اسم مفعول کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں بہت زیادہ تعریف کیا ہوا۔ احمد: مجرد سے اسم تفضیل ہے اس کے معنی ہیں بہت زیادہ تعریف کرنے والا اس کا بھی احتمال ہے کہ معنی مفعول سے اسم تفضیل ہو۔ جیسے اشہر بمعنی زیادہ مشہور۔ اب احمد کے معنی ہوتے زیادہ تعریف کیا ہوا۔ اور اس کا بھی احتمال ہے کہ اس کے معنی ہوں حمد والا۔ صفت مشبہ کا صیغہ۔ اسمائے صفات حضور کے

علہ ثانی۔ مغازی۔ باب الافک ص۵۹۷ الادب: باب ہجاء المشرکین ص۹۰۸۔ مسلم۔ فضائل۔

گئے ہیں اس کا شمار اب تک نہیں ہو سکا۔ دلائل الخیرات شریف میں دو سو بارہ ۲۱۲ ہیں۔ علامہ عینی نے ابن عربی سے نقل فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء ہزار تک ہیں۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ

اور اللہ عز وجل کے اس ارشاد کا بیان محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور

خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ وَقَوْلُهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ أَشِدَّاءُ عَلَى

خاتم النبیین ہیں ۔ اور اللہ کے اس ارشاد کا بیان محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر

الْكُفَّارِ۔ وَقَوْلُهٗ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ أَحْمَدُ۔

بہت سخت ہیں ۔ اور اس ارشاد کا بیان حضرت عیسیٰ نے فرمایا میں اپنے بعد آنے والے رسول کی بشارت دیتا ہوں جن کا نام احمد ہے۔

ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ میں سے محمد، احمد، رسول اللہ، خاتم النبیین ہیں۔ جن میں دو پہلے والے اسماء ذات ہیں اور دو بعد والے اسماء صفات،

حدیث ۱۸۶۹

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پانچ نام

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيْ خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَأَنَا

ہیں ۔ میں محمد اور احمد ہوں میں ماحی مٹانے والا ہوں اللہ تعالیٰ میرے ذریعے کفر کو مٹائے گا

الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى

اور میں حاشر ہوں لوگ میرے قدموں پر یعنی میرے پیچھے قیامت کے روز اکٹھے ہوں گے

قَدَمِيْ وَأَنَا الْعَاقِبُ عله

اور میں عاقب سب کے بعد آنے والا ہوں ۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تشریحات ۱۸۶۹

پانچ اسماء میں حصر نہیں اس لئے کہ مفہوم عدد حجت نہیں یہاں ان پانچ کے ذکر کرنے کی وجہ غالباً یہ ہے کہ یہ اگلی امتوں اور کتابوں میں مشہور تھے یا اس بنا پر ہے کہ یہ پانچوں اسماء ایسے ہیں جو حضور کے ساتھ مختص ہیں کسی اور کے یہ نام نہیں ۔

اقول وهو المستعان: مگر ان کے علاوہ بہت سے اسمائے مبارکہ وہ ہیں جو حضور کے ساتھ خاص ہیں کسی اور کے نہیں مثلاً خاتم النبیین، صاحب المقام المحمود وغیرہ۔ عاقب کے معنی یہ ہیں جس کے بعد کوئی نبی نہیں جیسا کہ

عله ثانی تفسیر سورہ صف باب یاتی من بعدی اسمه احمد ص ۷۲۷ مسلم فضائل، ترمذی استیذان و شمائل۔ نسائی تفسیر۔

وں کی روایت میں ہے۔

حدیث ۱۸۷۰

عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تَعْجَبُونَ كَيْفَ يَصْرِفُ
فرمایا کیا تم لوگ اس پر تعجب نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ قریش کی گالی اور لعنت کو مجھ سے کیسے پھیرتا
اللّٰهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ يَشْتِمُونَ مُذَمَّمًا وَيَلْعَنُونَ مُذَمَّمًا وَأَنَا مُحَمَّدٌ
ہے وہ مذمم کو گالی دیتے ہیں مذمم پر لعنت کرتے ہیں اور میں محمد ہوں۔

بَابُ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ ص۵۰۱

خاتم النبیین کا بیان

حدیث ۱۸۷۱

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ
حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى
نے فرمایا میری اور دوسرے انبیاء کی مثل اس شخص کے مثل ہے جس نے گھر بنایا
دَارًا فَأَكْمَلَهَا وَأَحْسَنَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُونَهَا
اسے مکمل کیا اور بہت اچھا بنایا مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اس گھر میں جاتے ہیں
وَيَتَعَجَّبُونَ وَيَقُولُونَ لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ عہ
اور تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں اگر ایک اینٹ کی جگہ خالی نہ ہوتی۔

حدیث ۱۸۷۲

عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ
نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثل اس شخص کے مثل ہے جس نے ایک گھر بنایا
مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ
اسے بہت حسین اور خوبصورت بنایا مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ
زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَتَعَجَّبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَلَّا
اس مکان کے ارد گرد گھومتے ہیں اور اس پر تعجب کرتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ کیوں

عہ مسلم فضائل۔ ترمذی امثال۔

وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ عه

نہ رکھی گئی فرمایا میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

تشریحات ۱۸۷۱ ۱۸۷۲ یہ دونوں حدیثیں اس پر برہان قاطع ہیں کہ خاتم النبیین کے معنی خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آخری نبی، سب میں پچھلا نبی بتایا ہے اور یہی معنی صحابہ کرام نے بتایا اور اسی پر امت کا قطعی یقینی اجماع ہے اس لئے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی عوام کا خیال ہے اور اس میں کوئی فضیلت نہیں اور یہ مقام مدح میں ذکر کرنے کے قابل نہیں وہ بلاشبہ کافر ہے جیسا کہ قاسم نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس کے صفحہ تین پر لکھا ہے۔

بَابُ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ص۵۰۱

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال مبارک کا ذکر۔

حدیث ۱۸۷۳ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ عه

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات شریف ترسٹھ سال کی عمر میں ہوئی ہے۔

تشریحات ۱۸۷۳ یہی جمہور کا قول ہے اور یہی صحیح اور راجح ہے یہی حضرت ابن عباس حضرت معاویہ سے بھی مروی ہے اور یہی سعید بن مسیب اور امام شعبی اور امام باقر کا قول ہے اور حضرت انس سے بھی روایت یہی ہے حضرت انس سے ایک روایت یہ ہے کہ ساٹھ سال کی عمر میں وصال فرمایا اور حضرت ابن عباس کی ایک روایت یہ ہے کہ پینسٹھ سال کی عمر میں وصال فرمایا اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں مگر صحیح اور راجح یہی ہے کہ ترسٹھ سال کی عمر میں وصال فرمایا یہی من حیث الروایة والدرایة راجح ہے۔

بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ص۵۰۱

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلیہ مبارکہ کا بیان۔

حدیث ۱۸۷۴ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّى اَبُوْ بَكْرٍ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِيْ فَرَاَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَحَمَلَهُ عَلٰى عَاتِقِهِ وَقَالَ بِاَبِيْ

عقبہ بن حارث سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے عصر کی نماز پڑھی پھر باہر نکل کر پیدل چل رہے تھے کہ حسن کو دیکھا کہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں تو انہوں نے ان کو اپنے کندھے پر اٹھالیا اور کہا میرے باپ

عه مسلم فضائل

عه ثانی مغازی باب وفاة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص۶۴۱، مسلم فضائل

شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ عله

قربان ہوں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں علی کے مشابہ نہیں اور علی رضی اللہ عنہ ہنس رہے تھے۔

تشریحات ۱۸۷۴ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت زیادہ مشابہ تھے ان کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات کے بارے میں بھی مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشابہ تھے حضرت جعفر بن ابو طالب، حضرت قثم بن عباس حضرت ابو سفیان بن حارث سائب بن عبید عبد اللہ بن عامر بن کعب بن ربیعہ انھیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکپن میں دیکھا تو فرمایا کہ یہ ہمارے مشابہ ہے اور مسلم بن معتب اور انیس بن ربیعہ بن مالک بیاضی بصری انھیں جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ دیکھتے تو ان سے معانقہ کرتے اور روتے اور فرماتے جو چاہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے تو انھیں دیکھے حضرت معاویہ کو جب یہ خبر پہنچی تو انہوں نے حضرت انس بن ربیعہ کو اپنے یہاں بلوایا جب یہ ان کے یہاں پہنچے تو حضرت معاویہ کھڑے ہو گئے اور ان کو گلے سے لگایا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور انھیں مال اور زمین دی انھوں نے مال تو واپس کر دیا اور زمین قبول کر لی، ان کے علاوہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے صاحبزادے حضرت علی اکبر بھی مشابہ تھے۔ جو کربلا میں شہید ہوئے۔

حدیث ۱۸۷۵

حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ رَضِيَ

ابو جحیفہ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حسن بن علی حضور کے مشابہ تھے

اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ

میں نے ابو جحیفہ سے کہا حضور کا حلیہ بیان کیجیے انھوں نے کہا کہ گورے رنگ

الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ قُلْتُ لِأَبِي جُحَيْفَةَ صِفْهُ لِي قَالَ كَانَ أَبْيَضَ

کے تھے کچھ بال سفید ہو گئے تھے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں تیرہ

قَدْ شَمِطَ وَأَمَرَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلٰثَةَ عَشَرَ قَلُوصًا قَالَ

اونٹنیاں دیے جانے کا حکم دیا مگر قبل اس کے کہ ہم ان اونٹنیوں پر قبضہ

فَقُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ نَقْبِضَهَا ع٢ه

کریں حضور کا وصال ہو گیا۔

تشریحات ۱۸۷۵ ابو جحیفہ ہی کی حدیث میں اس کے بعد ہے کہ آپ کے نچلے ہونٹ کے نیچے ٹھوڑی مبارک میں کچھ بال سفید تھے ابو جحیفہ حجۃ الوداع میں خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے پھر وفات کے وقت مدینہ طیبہ

عله مناقب الحسن ۱۰، الحسین ص ۵۳ ، نسائی مناقب ۔ ع٢ه مسلم فضائل ، ترمذی استیذان ۔ نسائی مناقب ۔

حاضر ہوئے اسی وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو یہ اونٹنیاں دینے کا حکم دیا تھا اتنے میں حضور کا وصال ہو گیا یہ لوگ گئے کہ اونٹنیوں پر قبضہ کریں تو لوگوں نے نہیں دیا جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو یہ اعلان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے کوئی وعدہ کیا ہو تو وہ آئے یہ اعلان سن کر یہ لوگ گئے اور انھیں بتایا تو انھوں نے یہ اونٹنیاں دیں۔

حدیث ۱۸۷۶

حَدَّثَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بُسْرٍ صَاحِبَ
حریز بن عثمان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبد اللہ بن بسر سے پوچھا
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
کیا آپ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے حضور بوڑھے تھے؟ انھوں نے کہا
كَانَ شَيْخًا قَالَ كَانَ فِي عَنْفَقَتِهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ۔
حضور کی ٹھوڑی میں چند بال سفید تھے۔

تشریحات ۱۸۷۶

یہ امام بخاری کی ثلاثیات میں سے تیرہویں حدیث ہے شارحین نے لکھا ہے کہ دس بال سے زیادہ سفید نہیں تھے اس لئے کہ شعرات جمع قلت ہے ایک قول ہے کہ سترہ بال سفید تھے۔

حدیث ۱۸۷۷

عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ
ربیعہ بن ابو عبد الرحمن سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ
يَصِفُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ لَيْسَ
سے سنا اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان فرما رہے تھے انھوں نے کہا حضور
بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ أَزْهَرَ اللَّوْنِ لَيْسَ بِأَبْيَضَ أَمْهَقَ وَلَا آدَمَ لَيْسَ
میانہ قد تھے نہ لمبے تھے نہ ٹھگنے درخشاں رنگ والے نہ بہت سفید نہ گندمی رنگ نہ گنجان
بِجَعْدٍ قَطَطٍ وَلَا سَبْطٍ رَجِلٍ أُنْزِلَ عَلَيْهِ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ فَلَبِثَ بِمَكَّةَ
گھونگھریالے بال والے تھے نہ سیدھے بال والے۔ چالیس سال کی عمر میں حضور پر قرآن نازل کیا
عَشْرَ سِنِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ وَقُبِضَ وَلَيْسَ فِي
گیا اس کے بعد مکہ میں دس سال رہے آپ پر قرآن اترتا رہا اور مدینہ میں دس سال اور حضور کا وصال اس حال
رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعَرَةً بَيْضَاءَ قَالَ رَبِيعَةُ فَرَأَيْتُ شَعَرًا مِنْ

میں ہوا کہ آپ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے ربیعہ نے کہا میں نے حضور کا ایک بال

شَعَرِهٖ فَاِذَا هُوَ اَحْمَرُ فَسَاَلْتُ فَقِيْلَ اِحْمَرَّ مِنَ الطِّيْبِ علہ

دیکھا تو وہ سرخ تھا میں نے پوچھا تو کہا گیا عطر سے سرخ ہو گیا ہے۔

۱۸۷۷ تشریحات

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قد مبارک بہت لمبا نہیں تھا میانہ قد سے کچھ زیادہ تھا جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں ہے هو الی الطول اقرب۔ رنگ مبارک کھلتا ہوا سفید سرخی جھلکتا ہوا جیسا کہ مسلم میں ہے کان ابیض مشربا بیاضہ بحمرۃ حضور گورے تھے جس میں سرخی جھلکتی تھی بعض روایتوں میں یہ آیا ہے کہ اسمر گندم گوں تھے اس سے مراد یہی ہے کہ سرخی جھلکتی ہوئی گورا رنگ۔

وهو ابن اربعین۔ یہی اکثر کا قول ہے کچھ لوگوں نے کہا چالیس سال دس دن کے بعد وحی نازل ہوئی تھی کچھ لوگوں نے کہا چالیس سال دو مہینہ کے بعد یہ اختلاف اس پر مبنی ہے کہ وحی کے نزول کی ابتدا رمضان میں ہوئی تھی یا ربیع الاول میں پھر کس تاریخ میں ہوئی تھی۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل اقوال ہیں بروز دوشنبہ سترہ ۱۷ رمضان، سات رمضان، چوبیس ۲۴ رمضان، اٹھارہ ۱۸ رمضان، دس ۱۰ ربیع الاول، بروز دوشنبہ آٹھ ربیع الاول۔ یکم ربیع الاول، ستائیس ۲۷ رجب، اسی طرح عمر مبارک میں بھی اختلاف ہے۔ مشہور اور اکثر یہی ہے کہ چالیس سال کی عمر میں پہلی وحی نازل ہوئی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ بیالیس سال پینتالیس سال۔ تینتالیس سال۔ شارحین نے ان اقوال میں تطبیق کی کوشش کی کہ وحی کی ابتدا چالیس سال کی عمر میں ہوئی تھی مگر درمیان میں کچھ دنوں تک وحی نہیں آئی جسے فترۃ وحی کا زمانہ کہتے ہیں جن لوگوں نے فترہ وحی کے بعد کا لحاظ کیا انھوں نے چالیس سال کے بعد نزول وحی کی ابتدا بتائی۔

اقول وهو المستعان۔ فترۃ وحی کی مدت کتنی تھی یہ خود مختلف فیہ ہے ہم نے جلد اول ص ۲۰۳ لغایت ص ۲۰۵ میں اس پر مکمل بحث کی ہے میری ناقص رائے یہ ہے کہ فترۃ وحی کا زمانہ چند دن ہے جو ایک ماہ سے کم نہ تھا زیادہ سے زیادہ چالیس دن یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔

بمکۃ عشر سنین۔ اس تقدیر پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر مبارک ساٹھ سال ہوئی جب کہ مسلم میں حضرت انس ہی سے مروی ہے کہ عمر مبارک ترسٹھ سال تھی اور یہی راجح اور مختار ہے اس تقدیر پر مکہ معظمہ میں تیرہ سال نزول وحی کے بعد قیام فرمایا۔

۱۸۷۸ حدیث

عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ

ابو اسحاق سے مروی ہے انھوں نے کہا میں نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

علہ اسی کے بعد متصل ثانی لباس باب الجعد ص ۸۷۵، مسلم فضائل، ترمذی مناقب، نسائی زینت،

يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا
سنا کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے
وَأَحْسَنَهُمْ خُلُقًا لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ ع۱
اچھے اخلاق والے تھے نہ بہت لمبے تھے اور نہ کوتاہ قد۔

حدیث ۱۸۷۹

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا هَلْ خَضَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
قتادہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا إِنَّمَا كَانَ شَيْءٌ فِي صُدْغَيْهِ ع۲
علیہ وسلم نے خضاب استعمال فرمایا ہے۔ حضرت انس نے بتایا نہیں۔ حضور کی کنپٹیوں میں چند بال سفید تھے۔

تشریحات ۱۸۷۸ ۱۸۷۹

ابھی عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی حدیث گذری کہ حضور کے ٹھوڑی کے کچھ بال سفید تھے دونوں حدیثوں کو ملانے سے قدر مشترک یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ کچھ بال ٹھوڑی کے سفید تھے کچھ کنپٹی کے کچھ سر کے جیسا کہ مسلم میں حضرت انس ہی کی حدیث میں ہے کہ سفیدی حضور کی ٹھوڑی اور کنپٹیوں اور سر میں متفرق طور سے تھی اسی لئے خضاب نہیں لگایا لیکن صحیحین ہی میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ زردی سے بالوں کو رنگتے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ کبھی کبھی بیان جواز کے لئے پیلے رنگ کا خضاب استعمال فرماتے تھے۔

حدیث ۱۸۸۰

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے
عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوعًا بَعِيدًا مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ
دونوں شانوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا حضور کے گیسو تھے جو حضور کی کانوں کی لو تک
لَهُ شَعَرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَمْ أَرَ شَيْئًا قَطُّ
پہنچتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ کندھوں تک میں نے حضور کو سرخ دھاریدار
أَحْسَنَ مِنْهُ وَقَالَ يُوسُفُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيهِ إِلٰى مَنْكِبَيْهِ ع۳
حلہ میں دیکھا حضور سے زیادہ حسین میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

ع۱ مسلم فضائل۔ ع۲ ثانی لباس باب مایذکر فی الشیب دو طریقے سے ص۸۷۵

ع۳ کرمانی ثانی باب لباس الثوب الاحمر ص۸۷۰ و باب الجعد ص۸۷۶ مسلم فضائل ابوداؤد لباس۔ ترمذی استیذان ادب نسائی زینت

تشریح ۱۸۸۰ **حلة حمراء** ۔ مراد یہ ہے کہ سرخ دھاریدار یعنی وہ حُلّہ سیاہ تھا جس میں سرخ دھاریاں تھیں ورنہ خالص سرخ رنگ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کے لئے ناپسند فرمایا ہے گیسوئے مبارک کبھی کانوں کی لو تک رہے کبھی کندھوں تک۔

حدیث ۱۸۸۱

عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ هُوَ السَّبِيْعِیُّ قَالَ سُئِلَ الْبَرَاءُ رَضِیَ اللّٰهُ
حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ حضور اقدس
تَعَالٰی عَنْهُ اَكَانَ وَجْهُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ السَّيْفِ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روئے انور تلوار کے مثل تھا فرمایا
قَالَ لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ۔ ع۱
نہیں چاند کے مثل۔

تشریحات ۱۸۸۱ سوال کا مقصد یہ تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے انور تلوار کے مثل لمبا اور بالکل سفید تھا فرمایا نہیں تلوار کے مثل لمبا نہیں تھا چاند کے مثل گول تھا اور جیسے چاند کی روشنی میں کشش ہوتی ہے اسی طرح حضور کے روئے انور میں کشش تھی تابانی اور درخشانی کے باوجود۔

حدیث ۱۸۸۲

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا مَسْرُوْرًا تَبْرُقُ اَسَارِيْرُ وَجْهِهٖ وَ
ان کے پاس تشریف لائے اس حال میں کہ بہت خوش تھے اتنے کہ ان کے چہرے کی شکنیں چمک رہی
قَالَ اَلَمْ تَسْمَعِیْ اِلٰی مَا قَالَ الْمُدْلِجِیُّ لِزَيْدٍ وَّاُسَامَةَ وَرَاٰی اَقْدَامَهُمَا
تھیں فرمایا کیا تم نے نہیں سنا جو مدلجی نے کہا زید اور اسامہ کے بارے میں۔ اس نے ان دونوں
اِنَّ بَعْضَ هٰذِهِ الْاَقْدَامِ مِنْ بَعْضٍ۔ ع۲
کے قدموں کو دیکھا اور کہا بیشک یہ قدم بعض بعض سے ہیں۔

تشریحات ۱۸۸۲ قصہ یہ تھا کہ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رنگ گہرا کالا تھا اور ان کے والد زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رنگ گورا چٹا۔ اس بنا پر بعض لوگوں نے طعن کیا جب مجزز مدلجی قیافہ شناس

ع۱ ترمذی مناقب۔
ع۲ فضائل صحابہ باب مناقب زید بن حارثہ ص ۵۲۹ ثانی الفرائض ص ۱۰۰۰ دو طریقے سے مسلم فضائل

نے یہ کہا کہ یہ قدم بعض بعض سے ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشی ہوئی اگرچہ قیافہ شناس کا قول حجت شرعی نہیں لیکن قبل اسلام اہل عرب کے یہاں اس کا کافی وزن تھا۔ قیافہ شناس کے اس قول سے ان کے خیال باطل کی ان کے اعتقاد کے مطابق تردید ہوتی تھی۔ اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشی ہوئی۔ یہ دونوں حضرت زید اور اسامہ باپ اور بیٹے چادر اوڑھے ہوئے مسجد میں سو رہے تھے ان کے سر ڈھکے ہوئے تھے اور قدم کھلے ہوئے تھے۔ اسی حال میں ان کو مدلجی نے دیکھا تھا۔ حضرت اسامہ کی والدہ حضرت ام ایمن حبشیہ کالے رنگ کی خاتون تھیں ایسا ہوتا ہے کہ ماں باپ میں سے کسی ایک کا رنگ اولاد میں پایا جاتا ہے۔

۱۸۸۳ حدیث

إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ ابْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ

عبد اللہ بن کعب نے کہا کہ کعب بن مالک سے میں نے سنا وہ غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے

حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوْكَ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کا واقعہ بیان کر رہے تھے کہ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو اس وقت حضور کا چہرہ

وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهٗ مِنَ السُّرُوْرِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خوشی سے چمک رہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو حضور کا روئے انور

إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَأَنَّهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ عہ

چمک جاتا اتنا کہ معلوم ہوتا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور یہ مشہور و معروف بات ہے۔

۱۸۸۳ تشریحات

یہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث کا ایک جزء ہے جب ان کی توبہ قبول ہوگئی اور دربار خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اس وقت کا حال بیان کر رہے ہیں۔ یہ حدیث بخاری میں تقریباً دس جگہ ہے مگر یہ حصہ صرف دو جگہ ہے۔ مناقب میں اور مغازی میں۔

کانہ قطعۃ قمر: تشبیہ کے لئے ہے معنی حقیقی مراد نہیں عوام کے نزدیک جو چیز بہت اچھی تھی جس کی اچھائی سب کو مسلم تھی اس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

۱۸۸۴ حدیث

عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِيْ آدَمَ

نے فرمایا کہ میں قرناً فقرناً بنی آدم کے بہترین قرن میں مبعوث فرمایا گیا ہوں یہاں تک کہ میں

عہ ثانی مغازی باب حدیث کعب بن مالک ص ۶۳۶ مسلم توبہ۔ مسند امام احمد بن حنبل ج ۳ ص ۴۵۹

قرناً فقرناً حتی کنت من القرن الذی کنت منہ۔

اس قرن میں ہوا جس میں ہوں۔

تشریحات ۱۸۸۴ قرن اس مدت کو کہتے ہیں جس میں ایک ہم عمر فوت ہو جائیں اسی کو طبقہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی حد کچھ لوگوں نے سو سال رکھی ہے۔ کچھ لوگوں نے ستر اور کچھ لوگوں نے پچاس حدیث میں ہے۔ اعمار امتی مابین ستین الی سبعین میری امت کی عمر ساٹھ سے ستر تک ہیں۔ اس سے اس وجہ اس کی تائید ہوتی ہے۔ کہ قرن ستر سال کا ہوتا ہے۔

اس حدیث سے اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ حضرت آدم و حوا سے لے کر حضرت عبد اللہ و حضرت آمنہ تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء کرام و امہات عظام مومن موحد ناجی تھے ان میں کوئی کفر و شرک کی نجاست سے آلودہ نہیں ہوا۔ استدلال کی تفصیل یہ ہے کہ ایک حدیث میں ہے کہ زمین کسی زمانے میں سات مسلمانوں سے خالی نہیں رہی یعنی ہر زمانے میں کم از کم سات مسلمان ضرور رہے۔ اور قرآن کریم میں فرمایا۔ ولعبد مومن خیر من مشرک۔ بیشک مومن بندہ مشرک سے بہتر ہے۔ اور اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر زمانہ میں اس زمانہ کے بہترین لوگوں میں تشریف فرما رہے۔ اور جب ہر زمانہ میں کچھ مسلمان موجود اور وہ کفار سے بہتر تو ثابت کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انھیں مسلمانوں کی پشت اور رحم میں رہے۔

حدیث ۱۸۸۵ اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَسْدِلُ شَعْرَہٗ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بالوں کو ان کی حالت پر چھوڑے رکھتے اور مشرکین اپنے سروں میں مانگ نکالتے

وَکَانَ الْمُشْرِکُوْنَ یَفْرِقُوْنَ رُؤُسَھُمْ وَکَانَ اَھْلُ الْکِتَابِ یَسْدِلُوْنَ رُؤُسَھُمْ

اور اہل کتاب ان کو ان کی حالت پر چھوڑے رکھتے اور جس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی حکم نہیں دیا جاتا اس میں اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے۔

وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ مُوَافَقَۃَ اَھْلِ الْکِتَابِ فِیْمَا لَمْ یُؤْمَرْ فِیْہِ بِشَیْءٍ ثُمَّ فَرَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَأْسَہٗ

پھر اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگ نکالی۔

عنہ مناقب انصار باب اتیان الیہود النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵۶۲ بر، ابوداؤد ترجل، ترمذی شمائل، نسائی زینت، ابن ماجہ لباس ثانی لباس باب الفرق ص ۸۷۷ مسلم فضائل

۱۸۸۵ تشریحات سدل کے معنی لٹکانے کے ہیں یہاں مراد یہ ہے کہ بالوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دیتے کنگھے سے ادھر ادھر ہٹاتے نہیں فرماتے علماء نے فرمایا مراد یہ ہے کہ چھوڑ دیتے پیشانی پر لٹکتے رہتے یا چھوڑ دیتے پھیل جاتا اہل کتاب کی موافقت کرنے میں راز یہ تھا کہ وہ بہ نسبت مشرکین کے ہم سے قریب تھے ایک دین الہی اور ایک کتاب الہی پر ایمان کا دعوی رکھتے تھے اس کا احتمال تھا کہ جو کرتے ہیں وہ ماموز من اللہ ہو بعد میں مانگ نکالنے کا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ اس کا حکم دیا گیا ہو۔ یا یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو از خود پسند فرمایا ہو کیونکہ اس میں تزئین ہے۔

۱۸۸۶ حدیث عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَکَانَ یَقُوْلُ اِنَّ مِنْ خِیَارِکُمْ اَحْسَنَکُمْ اَخْلَاقًا ؏

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحش گو اور بدکلامی کرنے والے نہیں تھے۔ فرماتے تھے تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق بہتر ہیں۔

۱۸۸۶ تشریحات **فاحشًا** کے معنی ہیں فطری طور پر بدکلامی کرنے والا۔ **متفحش** کے معنی ہیں کوشش و تکلف کر کے بدکلامی کرنے والا مطلب یہ ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کسی طرح بدکلام نہ تھے نہ فطری طور پر نہ کسی طور پر یہ انسان کے اعلیٰ کمالات میں سے ہے۔ غصے میں زبان کو قابو میں رکھنا بہت مشکل ہوتا ہے اور جو قابو میں رکھے وہ بہت باکمال ہے۔

۱۸۸۷ حدیث عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ مَا خُیِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ اَمْرَیْنِ اِلَّا اَخَذَ اَیْسَرَهُمَا مَا لَمْ یَکُنْ اِثْمًا فَاِنْ کَانَ اِثْمًا کَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی دو باتوں کے درمیان اختیار دیا گیا تو اسی کو اختیار فرمایا جو ان دونوں میں زیادہ آسان ہوتی جب تک گناہ نہ ہو اور اگر گناہ ہو تو سب سے زیادہ اس سے دور رہتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی

؏ فضائل الصحابہ باب مناقب عبد اللہ بن مسعود ص۵۳۱ ثانی ادب باب لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا ص۸۹۱ باب حسن الخلق ص۸۹۲ مسلم فضائل، ترمذی بر

صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا عه

ذات کے لئے کبھی انتقام نہیں لیا مگر یہ کہ اللہ کی حرمت کی ہتک کی جائے تو اللہ کے لئے انتقام لیا کرتے تھے۔

تشریحات ۱۸۸۷ مراد یہ ہے کہ دنیا کی باتوں میں سے جن دو باتوں کا اختیار دیا جاتا اس لئے کہ دین کی باتوں میں اختیار کا سوال ہی نہیں اس لئے دینی باتیں یا مامور ہوں گی یا منہی عنہ مامور بہ کا ترک گناہ اور منہی عنہ کا ارتکاب گناہ۔ مطلب یہ ہے کہ دنیوی معاملات میں کسی تنازع کے وقت جب دو باتیں پیش کی جاتیں اور دونوں میں کوئی گناہ نہ ہوتا تو اسے اختیار فرماتے جو آسان ہوتی۔

حدیث ۱۸۸۸ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ عُتْبَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِهَا عه

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پردہ نشین کنواری عورت سے بھی زیادہ حیا فرمانے والے تھے۔

حدیث ۱۸۸۹ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ مِثْلَهٗ وَاِذَا كَرِهَ شَيْئًا عُرِفَ فِیْ وَجْهِهٖ۔

شعبہ نے اسی کے مثل حدیث بیان کی اور یہ زیادہ کیا جب کسی چیز کو ناپسند فرماتے تو ناگواری حضور کے چہرے میں پہچانی جاتی۔

تشریحات ۱۸۸۸ ۱۸۸۹ خدر کے معنی پردہ کے ہیں عرب کی عادت تھی کہ کنواری لڑکیوں کے لئے مکان کے ایک گوشے میں پردہ ڈال کر علیحدہ رہنے کے لئے جگہ بنا دیتے تھے اس کو خدر کہتے ہیں عورتوں میں فطری طور پر حیا زیادہ ہوتی ہے خصوصاً کنواری عورتوں میں خاص کر وہ جو پردہ نشین ہوں۔ اس لئے تقابل میں بطور مبالغہ کے ذکر کیا۔ یہی حدیث محمد بن بشار نے مذکورہ سند کے ساتھ بعینہٖ روایت کیا اور اس میں یہ زیادہ کیا جب کوئی بات حضور کو ناگوار ہوتی اس کا اثر چہرۂ مبارکہ پر ظاہر ہوتا۔ جس کو پہچانا جاتا۔ یہ اعلیٰ خوش اخلاقی کی بنا پر تھا۔

حدیث ۱۸۹۰ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ مَا عَابَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهٗ وَاِلَّا تَرَكَهٗ عه

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے کا عیب نہیں بیان فرمایا اگر حضور کو اشتہا ہوتی تو تناول فرماتے ورنہ چھوڑ دیتے۔

عه ثانی ادب باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیسروا ولا تعسروا ص۹۰۴ الحدود باب اقامۃ الحدود ص۱۰۰۳ المحاربین باب کم التعزیر والادب ص۱۰۱۳ مسلم فضائل، ابوداؤد ادب۔ عه ثانی ادب باب من لم یواجہ الناس ص۹۰۱ باب الحیاء ص۹۰۳ مسلم فضائل ترمذی شمائل ابن ماجہ زہد۔

عه ثانی اطعمہ باب ما عاب النبی طعاما ص۸۱۴ مسلم ابوداؤد اطعمہ ترمذی بر ابن ماجہ اطعمہ۔

تشریحات ۱۸۹۰ یہ بھی اعلیٰ مکارمِ اخلاق سے تھا۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ساتھ کھانے والے بھوکے ہوتے ہیں اور جب کھانے کا عیب بیان کر دیا جاتا ہے تو شرما کر چھوڑ دیتے ہیں اس لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھانے کے عیب کو بیان نہ فرماتے۔

حدیث ۱۸۹۱ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْعَدَّهُ الْعَادُّ لَاَحْصَاهُ عہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرح بات فرماتے تھے کہ اگر کوئی گننے والا گنتا تو گن لیتا۔

تشریح ۱۸۹۱ یعنی ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے کہ اگر سننے والا چاہتا تو اس کے کلمات کو یا اس کے حروف کو گن لیتا۔ اس کے سننے والے یا سمجھنے والے کو سمجھ کر یاد کر لینے میں آسانی ہوتی۔

حدیث ۱۸۹۲ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ اَلَا يُعْجِبُكَ اَبَا فُلَانٍ جَاءَ فَجَلَسَ اِلٰی جَانِبِ حُجْرَتِيْ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْمِعُنِيْ ذٰلِكَ وَكُنْتُ اُسَبِّحُ فَقَامَ قَبْلَ اَنْ اَقْضِيَ سُبْحَتِيْ وَلَوْ اَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيْثَ كَسَرْدِكُمْ۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ کہ کیا تم کو اس پر تعجب نہیں۔ کہ ابو فلاں آئے اور میرے حجرے کے کنارے بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے رہے۔ مجھے سناتے رہے۔ میں نفل ۔ پڑھ رہی تھی۔ میرے نفل کے فارغ ہونے کے پہلے ہی چلے گئے اگر میں ان کو پاتی تو ان سے کہتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح سڑسڑ حدیث نہیں بیان فرماتے تھے۔

تشریحات ۱۸۹۲ یہ صاحب حضرت ابو ہریرہ تھے جیسا کہ اسماعیلی کی روایت میں ہے سَرْد کے معنی جلدی جلدی تیزی سے بولنا ہے جس کو ہماری زبان میں سڑسڑ بولنا کہتے ہیں۔ حضرت ام المؤمنین کا مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بہت تیزی سے کلام نہیں فرماتے۔ ٹھہر ٹھہر کر آہستہ آہستہ کلام فرماتے۔ تاکہ سننے والا اچھی طرح سمجھ بھی لے اور یاد بھی کر لے جب کہ اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات جدا جدا ہوتی کہ

عہ ابوداؤد علم

دل اس کو سمجھ لیتے۔

اَبَا فُلَانٍ: یہ یعجبک کا فاعل ہے اس لئے چاہئے تھا کہ ابو فلان ہوتا مگر یہ اس لغت پر ہے جس میں اسمائے ستہ مکبرہ کا اعراب تینوں حالتوں میں الف کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسا کہ غزوۂ بدر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ ابو جہل سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا اَنْتَ اَبَا جَھْلٍ جیسا کہ اس نسخے میں ہے جسے فتح الباری میں لیا گیا ہے۔[له]

اس سے معاند غیر مقلدین کو اپنی اصلاح کر لینی چاہئے جو حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد پر طعن کرتے ہیں وَاِنْ رَمَاہُ بِاَبَا قُبَیْسٍ۔

بَابٌ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَیْنُہٗ وَلَا یَنَامُ قَلْبُہٗ۔ ص ۵۰۳

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھ سوتی تھی اور دل نہیں سوتا تھا۔

حدیث ۱۸۹۳

عَنْ شَرِیْکِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ رَضِیَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے جس رات رسول اللہ

اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَقُوْلُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

صلی اللہ علیہ وسلم کو رات میں سیر کرانے کے لئے لے جایا گیا۔ تین شخص

مِنْ مَسْجِدِ الْکَعْبَۃِ اَنَّہٗ جَاءَہٗ ثَلٰثَۃُ نَفَرٍ قَبْلَ اَنْ یُوْحٰی اِلَیْہِ وَھُوَ

آئے قبل اس کے کہ حضور کی جانب وحی کی جاتی اور حضور مسجد حرام

نَائِمٌ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ اَوَّلُھُمْ اَیُّھُمْ ھُوَ فَقَالَ اَوْسَطُھُمْ

میں سو رہے تھے ان میں جو سب سے آگے تھے انھوں نے کہا کون

ھُوَ خَیْرُھُمْ وَقَالَ آخِرُھُمْ خُذُوْا خَیْرَھُمْ فَکَانَتْ تِلْکَ اللَّیْلَۃَ

ہیں وہ؟ تو ان کے بیچ والے نے کہا جو ان میں سب سے بہتر ہیں ان کو لو

فَلَمْ یَرَھُمْ حَتّٰی اَتَوْہُ اللَّیْلَۃَ الْاُخْرٰی فِیْمَا یَرٰی قَلْبُہٗ وَتَنَامُ عَیْنُہٗ

پھر اس رات اتنا ہی ہوا اس کے بعد حضور نے ان کو نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ وہ دوسری رات

وَلَا یَنَامُ قَلْبُہٗ وَکَذٰلِکَ الْاَنْبِیَاءُ تَنَامُ اَعْیُنُھُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوْبُھُمْ

خواب میں آئے ان کی آنکھ سوتی ہے اور دل نہیں سوتا ایسے ہی انبیاء

[له] باب قتل ابی جہل تیسری حدیث جلد سابع ص ۲۹۳

فَلَمْ یُکَلِّمُوْہُ حَتّٰی احْتَمَلُوْہُ فَوَضَعُوْہُ عِنْدَ بِئْرِ زَمْزَمَ فَتَوَلَّاہُ مِنْھُمْ

کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کے دل نہیں سوتے انھوں نے کوئی بات نہیں کی پھر انھیں

جِبْرِیْلُ فَشَقَّ جِبْرِیْلُ مَا بَیْنَ نَحْرِہٖ اِلٰی لَبَّتِہٖ حَتّٰی فَرَغَ مِنْ صَدْرِہٖ

اٹھایا۔ اور زمزم کے پاس رکھا۔ ان میں سے کام کا ذمہ حضرت جبریل نے لیا۔ جبریل نے

وَجَوْفِہٖ فَغَسَلَہٗ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ بِیَدِہٖ حَتّٰی اَنْقٰی جَوْفَہٗ ثُمَّ اُتِیَ

ان کے سینے کو گردن تک پھاڑا یہاں تک کہ ان کے سینے اور شکم کو الٹ کر جو اس میں تھا نکالا

بِطَسْتٍ مِنْ ذَھَبٍ فِیْہِ تَوْرٌ مِنْ ذَھَبٍ مَحْشُوًّا اِیْمَانًا وَحِکْمَۃً

پھر اس کو اپنے ہاتھ سے آب زمزم سے دھویا یہاں تک کہ اندر بالکل صاف کر دیا پھر سونے کا

فَحَشَا بِہٖ صَدْرَہٗ وَلَغَادِیْدَہٗ یَعْنِیْ عُرُوْقَ حَلْقِہٖ ثُمَّ اَطْبَقَہٗ ثُمَّ

ایک طشت لایا گیا۔ جس میں سونے کا ایک چھوٹا برتن تھا جو ایمان و حکمت سے بھرا ہوا تھا اسے ان کے سینے اور

عَرَجَ بِہٖ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا۔ الحدیث۔ ۔ ۔ ۔ عہ

حلق کی رگوں میں بھرا پھر اس کو درست کر دیا۔ پھر انھیں آسمان دنیا کی طرف لے گئے۔ پوری حدیث معراج ...

تشریحات ان تین اشخاص میں ایک جبریل تھے اور دوسرے میکائیل، اور تیسرے اسرافیل۔

۱۸۹۳ **قبل ان یوحی الیہ**: تمام شارحین حدیث اس پر متفق ہیں کہ یہ شریک سے وہم ہو گیا اس لئے کہ واقعہ معراج ہجرت سے تین سال یا دو سال یا ایک سال پہلے ہوا تھا۔

ایھم ھو: قریش کی عادت تھی کہ وہ مسجد حرام میں سویا کرتے تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حمزہ اور ابو طالب کے درمیان سوئے ہوئے تھے۔

حتی اتوہ لیلۃ اخری۔ ان دونوں راتوں میں کتنا فصل تھا معلوم نہیں ہو سکا ہو سکتا ہے کہ پہلی بار فرشتوں کی حاضری بعثت سے قبل رہی ہو اور دوسری بار شب معراج اس طرح جو شارحین نے شریک کی طرف وہم کی نسبت کی ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔ اس روایت کا حاصل یہ ہوا کہ پہلی بار کی حاضری وحی سے پہلے ہوئی تھی۔

فیما یری قلبہ۔ جو لوگ معراج کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ خواب میں ہوئی تھی وہ اسی کو دلیل میں لاتے ہیں نیز جو حدیث کے اخیر میں ہے "فَاسْتَیْقَظَ وَھُوَ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ" اور حضور بیدار ہوئے اور مسجد حرام ہی میں تھے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ معراج بیداری میں ہوئی تھی مگر چونکہ متعدد بار ہوئی ہے اور ایک کے علاوہ

عہ ثانی توحید باب قول اللہ وکلم اللہ موسی تکلیما ص۱۱۲۰۔ اول: مناقب: باب کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تنام عینہ ولا ینام قلبہ ص۵۰۴: ثانی: تفسیر سورہ کوثر ص۷۴۲ اشربہ باب شرب اللبن ص۸۳۸ کتاب الحوض باب قول اللہ انا اعطینک الکوثر ص۹۷۴

اوقات میں خواب میں ہوئی ہے۔ اس لئے کوئی اشکال نہیں۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ فرشتے جس وقت حاضر ہوئے تھے اسی وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے۔ بعد میں بیدار ہو گئے اور فَاسْتَيْقَظَ کا مطلب یہ ہے کہ معراج کے وقت جو استغراق تھا اس سے افاقہ ہوا۔

مُحْشُوًّا۔ محشوًّا جار مجرور کے متعلق کی ضمیر سے حال ہے اور کتاب الصلوۃ میں "بذھب مُحشوٍ" ہے۔

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِی الْاِسْلَامِ ص۵۰۴

اسلام میں نبوت کی علامتوں کا بیان

توضیح ۔ معجزات نہیں کہا علامات کہا اس لئے کہ یہ عام ہے معجزے کو بھی اور کرامت کو بھی۔ خرق عادات کی پانچ قسمیں ہیں۔ (۱) ارہاص نبی سے قبل دعوئ نبوت جو خرق عادت اس کے ارادے کے مطابق ظاہر ہو اس کو ارہاص کہتے ہیں۔ (۲) معجزہ نبی سے دعوئ نبوت کے بعد جو خرق عادت مقصود کے مطابق ظاہر ہو وہ معجزہ ہے (۳) کرامت کسی متقی صالح امتی سے جو خرق عادت اس کے ارادے کے مطابق ہو اسے کرامت کہتے ہیں۔ (۴) استدراج، کسی کافر یا فاسق سے جو خرق عادت اس کے مقصود کے مطابق ہو وہ استدراج ہے۔ (۵) اہانت، کسی کافر یا فاسق سے جو خرق عادت اس کے مقصود کے خلاف ہو یہ اہانت ہے۔ جیسے مسیلمہ کذاب کے یہاں ایک کانا آیا کہ اس کی کانی آنکھ کو ٹھیک کر دے اس نے کانی آنکھ پر ہاتھ پھیرا تو اچھی آنکھ بھی بہہ گئی۔ علامات نبوت ارہاص، معجزہ، کرامت سب پر صادق ہے۔ کسی ولی کی کرامت اس کی دلیل ہے۔ کہ وہ جس نبی کے امتی ہیں وہ نبی برحق ہے۔ اس طرح ولی کی کرامت حقیقت میں نبی کا معجزہ ہے۔

حدیث ۱۸۹۴ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاِنَاءٍ وَهُوَ بِالزَّوْرَاءِ فَوَضَعَ يَدَهٗ فِی الْاِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِاَنَسٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَلَاثَ مِائَةٍ اَوْ زُهَاءَ ثَلَاثِ مِائَةٍ عہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم زوراء میں تھے کہ حضور کی خدمت میں ایک برتن لایا گیا حضور نے اپنا دست مبارک برتن میں رکھا تو پانی حضور کی انگلیوں کے درمیان سے ابلنے لگا اور پوری قوم نے وضو کر لیا۔ قتادہ نے کہا میں نے حضرت انس سے پوچھا آپ لوگ کتنے تھے فرمایا تین سو یا تین سو کی مقدار۔

عہ مسلم فضائل

تشریح ۱۸۹۴ زوراء مدینہ کے بازار میں ایک جگہ کا نام ہے، ابو نعیم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس ہی ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے یہ برتن لائے تھے جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔

حدیث ۱۸۹۵

سَمِعْتُ الْحَسَنَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ
حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے
قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ مَخَارِجِهٖ وَمَعَهٗ
بعض سفر میں تشریف لے گئے اور حضور کے ساتھ حضور کے کچھ اصحاب بھی تھے وہ چلے
نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَانْطَلَقُوْا يَسِيْرُوْنَ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلَمْ يَجِدُوْا
جارہے تھے کہ نماز کا وقت آگیا ان لوگوں کے پاس اتنا پانی نہیں تھا جس سے سب لوگ
مَاءً يَتَوَضَّؤُنَ فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِقَدَحٍ مِّنْ مَّاءٍ يَسِيْرٍ
وضو کر سکیں ان میں سے ایک صاحب گئے اور ایک پیالہ لائے جس میں تھوڑا سا پانی تھا
فَاَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ مَدَّ اَصَابِعَهُ
اسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لیا اور وضو فرمایا۔ پھر اپنی چار انگلیوں کو پھیلا
الْاَرْبَعَ عَلَى الْقَدَحِ ثُمَّ قَالَ قُوْمُوْا فَتَوَضَّؤُا فَتَوَضَّاَ الْقَوْمُ حَتّٰى بَلَغُوْا
کر پیالہ میں رکھا پھر فرمایا چلو وضو کرو تو پوری قوم نے وضو کیا یہاں تک کہ سب نے
فِيْمَا يُرِيْدُوْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ وَكَانُوْا سَبْعِيْنَ اَوْ نَحْوَهٗ۔
وضو کر لیا اور یہ ستر یا اس کے قریب قریب تھے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تشریح ۱۸۹۵ ابو نعیم کی روایت میں حضرت انس ہی سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبا تشریف لے گئے تو حضرت انس ہی کسی گھر سے چھوٹے سے پیالہ میں پانی لائے۔

حدیث ۱۸۹۶

عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ
حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن
تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
لوگ پیاسے ہو گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چمڑے کا چھوٹا برتن تھا جس سے

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ یَدَیْہِ رَکْوَۃٌ فَتَوَضَّأَ فَجَھَشَ النَّاسُ نَحْوَہٗ

وضو فرما رہے تھے لوگ اس کی طرف تیزی سے بڑھے حضور نے دریافت فرمایا تمہارا کیا حال ہے لوگوں

فَقَالَ مَا لَکُمْ قَالُوْا لَیْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ وَلَا نَشْرَبُ اِلَّا مَا بَیْنَ

نے عرض کیا کہ ہمارے پاس پانی نہیں ہے کہ وضو کریں اور پئیں مگر وہی جو حضور کے سامنے ہے حضور نے

یَدَیْکَ فَوَضَعَ یَدَہٗ فِی الرَّکْوَۃِ فَجَعَلَ الْمَاءُ یَثُوْرُ بَیْنَ اَصَابِعِہٖ

اپنا ہاتھ برتن میں رکھا تو حضور کے انگلیوں کے درمیان سے پانی چشموں کے مثل ابلنے لگا جسے ہم نے

کَاَمْثَالِ الْعُیُوْنِ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قُلْتُ کَمْ کُنْتُمْ قَالَ لَوْ کُنَّا مِاءَۃَ

پیا اور جس سے ہم نے وضو کیا سالم نے کہا میں نے حضرت جابر سے پوچھا آپ لوگ کتنے تھے فرمایا اگر ہم

اَلْفٍ لَکَفَانَا کُنَّا خَمْسَ عَشْرَۃَ مِاءَۃً عہ

ایک لاکھ ہوتے تو ہمیں کافی ہوتا ہم پندرہ سو تھے۔

تشریح

۱۸۹۶ اس حدیث میں ہے کہ ہم پندرہ سو تھے لیکن اس کے بعد حضرت برار کی حدیث آرہی ہے کہ ہم حدیبیہ میں چودہ سو تھے اور اکثر روایات میں یہی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ تیرہ سو تھے غالباً جس نے تیرہ سو یا چودہ سو کہا اس نے صرف مہاجرین وانصار کو بتایا بقیہ دوسرے جو لوگ ادھر ادھر سے آکر شریک ہوگئے تھے انھیں نظر انداز کردیا اور جس نے پندرہ سو کہا اس نے انھیں بھی شمار کیا۔

حدیث

۱۸۹۷ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کُنَّا

حضرت برار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم یوم حدیبیہ چودہ سو تھے اور حدیبیہ

یَوْمَ الْحُدَیْبِیَۃِ اَرْبَعَ عَشْرَۃَ مِاءَۃً وَّالْحُدَیْبِیَۃُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاھَا

ایک کنواں ہے ہم نے اس کا پانی نکال لیا یہاں تک کہ ہم نے اس میں ایک قطرہ بھی نہیں چھوڑا

حَتّٰی لَمْ نَتْرُکْ فِیْھَا قَطْرَۃً فَجَلَسَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کنوئیں کے کنارے پر بیٹھے اور پانی منگایا کلی کیا اور

عہ ثانی مغازی باب غزوۃ الحدیبیہ ص۵۹۷ تین طریقے سے، تفسیر سورۂ فتح باب اذ یبایعونک ص۷۱۶ ۔ الاشربہ باب شرب البرکۃ ص۸۴۲ ، مسلم مغازی نسائی طہارت۔

وَسَلَّمَ عَلٰی شَفِیْرِ الْبِئْرِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَجَّ فِی الْبِئْرِ فَمَکَثْنَا غَیْرَ
کنوئیں میں ڈال دیا ہم تھوڑی دیر ٹھہرے پھر ہم نے اس کا پانی نکالا یہاں تک کہ ہم
بَعِیْدٍ ثُمَّ اسْتَقَیْنَا حَتّٰی رَوِیْنَا وَرَوِیَتْ اَوْصَدَرَتْ رِکَابُنَا عه
سیراب ہو گئے اور ہماری سواریاں بھی سیراب ہو گئیں ۔

تشریح ۱۸۹۷ مغازی میں اس حدیث کے شروع میں یہ ہے کہ تم لوگ فتح مکہ کو فتح شمار کرتے ہو بیشک مکہ کی فتح فتح ہے اور ہم فتح بیعت رضوان یوم حدیبیہ کو شمار کرتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید نے فرمایا ہے اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ، ہم نے تم کو کھلی ہوئی فتح عطا فرمائی اور واقع میں بھی یہ فتح تھی صلح حدیبیہ سے پہلے لڑائیوں کی وجہ سے مشرکین وکفار مسلمانوں سے دور دور رہتے تھے صلح حدیبیہ کے بعد آپس میں آمد و رفت اور ملاقاتیں ہونے لگیں جس سے انھیں موقع ملا کہ وہ اسلام کے احکام کو سنیں اور سمجھیں اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ صلح حدیبیہ کے قبل انیس سال کی طویل مدت میں جتنے مسلمان ہوئے تھے اتنے بلکہ اس سے زیادہ صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے چند سالوں میں ہوئے یہ واقعہ حضرت جابر کی حدیث میں مذکور واقعے کے علاوہ ہے، علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ حدیث جابر کا واقعہ نماز عصر کے وقت ہوا تھا جب لوگوں کو وضو کرنے کی ضرورت تھی اور کنوئیں والا واقعہ اس کے علاوہ ہے ۔

۱۸۹۸ حدیث

عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ کُنَّا
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم نشانیوں کو برکت جانتے تھے
نَعُدُّ الْاٰیَاتِ بَرَکَةً وَّاَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِیْفًا کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
اور تم لوگ اس کو تخویف جانتے ہو۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور
صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَاءُ فَقَالَ اُطْلُبُوْا فَضْلَةً
پانی ختم ہو گیا فرمایا تھوڑا سا بچا ہوا پانی تلاش کرو تو لوگ ایک برتن لائے اس میں تھوڑا پانی تھا حضور
مِّنْ مَّاءٍ فَجَاءُوْا بِاِنَاءٍ فِیْهِ مَاءٌ قَلِیْلٌ فَاَدْخَلَ یَدَهٗ فِی الْاِنَاءِ ثُمَّ قَالَ
نے اپنے دست مبارک کو برتن میں ڈالا پھر فرمایا آؤ پاک کرنے والے برکت والے پانی پر اور
حَیَّ عَلَی الطَّهُوْرِ الْمُبَارَکِ وَالْبَرَکَةُ مِنَ اللّٰهِ فَلَقَدْ رَاَیْتُ الْمَاءَ
برکت اللہ کی طرف سے ہے بے شک میں نے دیکھا کہ پانی رسول اللہ صلی اللہ

عه المغازی باب غزوۃ الحدیبیہ ص ۵۹۸ دو طریقے سے

يَنبَعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ
تعالیٰ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے ابل رہا ہے کھانا کھایا جاتا اور ہم
كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ۔ عہ
کھانے کی تسبیح سنتے تھے۔

تشریحات ۱۸۹۸ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ وہ تابعین سے مخاطب ہو کر فرما رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو معجزات ظاہر ہوتے اس کو ہم صحابہ کرام برکت جانتے تھے اس سے ہمارے ایمان و یقین میں طمانیت اور قوت پیدا ہوتی تھی اور تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ معجزات کافروں کو ڈرانے کے لئے ظاہر ہوتے تھے معجزات کے دونوں فائدے ہیں کچھ معجزات ایسے ہیں کہ جس میں برکت اور بشارت ہے۔ مثلاً بھوکوں کا پیٹ بھر جانا، پیاسوں کا سیراب ہو جانا اور بعض تخویف و انذار کے لئے ہیں، مثلاً سورج گہن، زمین میں دھنسانا یا ناگہانی طور پر کسی کا ہلاک ہو جانا۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ کون پانی افضل ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک سے جو پانی جاری ہوا وہ سب پانیوں سے افضل ہے۔ حتی کہ زمزم شریف سے بھی۔

تسبیح الطعام۔ اس سے ثابت ہوا کہ جمادات میں بھی ایک گونہ حیات ہے وہ تسبیح پڑھتے ہیں جسے اہل باطن سنتے بھی ہیں یہ تسبیح تسبیح قہری کے علاوہ ہے۔

حدیث ۱۸۹۹ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجور کے
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ إِلَى جِذْعٍ فَلَمَّا اتَّخَذَ الْمِنْبَرَ
تنے پر ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے جب منبر بنایا گیا تو منبر پر تشریف لے گئے وہ کھجور کا تنہ رو دیا حضور
تَحَوَّلَ إِلَيْهِ فَحَنَّ الْجِذْعُ فَأَتَاهُ فَمَسَحَ يَدَهُ عَلَيْهِ
اس کے پاس تشریف لائے اور اس پر اپنا ہاتھ پھیرا۔

تشریح ۱۸۹۹ اس پر مفصل کلام نزہۃ القاری جلد ثالث ص ۲۵۵ پر ہو چکا ہے ناظرین وہیں رجوع کریں۔

عہ ترمذی مناقب

حدیث ۱۹۰۰

عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَلَيَأْتِيَنَّ عَلٰى أَحَدِكُمْ زَمَانٌ لَأَنْ
تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگوں کے نزدیک میرا دیدار بہت زیادہ پیارا ہوگا بہ نسبت اس
يَرَانِي أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ لَهُ مِثْلُ أَهْلِهِ وَمَالِهِ۔
کے کہ اس کے لئے اس کے اہل و مال کے برابر اور ہو۔

تشریح ۱۹۰۰ یہاں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی تین حدیثوں کو امام بخاری نے اکٹھا ذکر کر دیا ہے جن میں سے دو پہلے گذر چکی ہیں ایک حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ اور دوسری حَتّٰى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ تیسری حدیث کہیں مذکور نہیں تھی اس لئے ہم نے اس کو یہاں ذکر کر دیا۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ ان کے دلوں میں میری محبت بہت زیادہ ہوگی جس کی وجہ سے انھیں میرے دیدار کا شوق شدید ہوگا۔ اتنا کہ وہ یہ آرزو رکھیں گے کہ کسی بھی قیمت پہ ہم حضور کا دیدار کر لیں۔ اپنے اہل و عیال مال و دولت کی ان کے نظر میں میرے دیدار کے مقابلے میں کوئی قیمت نہ ہوگی۔

حدیث ۱۹۰۱

عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا خُوْزًا وَكِرْمَانَ مِنَ
کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم خوز اور کرمان سے لڑائی نہ کر لوگے (یعنی
الْأَعَاجِمِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ فُطْسَ الْأُنُوْفِ صِغَارَ الْأَعْيُنِ كَأَنَّ وُجُوْهَهُمْ
خوز اور کرمان کے عجمیوں سے لڑائی نہ کر لوگے) سرخ چہرے والے چپٹی ناک والے چھوٹی آنکھ والے
الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ تَابَعَهُ غَيْرُهُ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ۔
ان کے چہرے تہہ بہ تہہ منڈھی ہوئی ڈھال کی طرح ہوں گے اور ان کا جوتا بال ہوگا۔

تشریحات ۱۹۰۱ خوز اہواز اور تستر کے بلاد کو کہتے ہیں۔ "کرمان" خراسان اور بحر ہند عراق عجم اور سجستان کے بلاد کو کہتے ہیں۔

حدیث ۱۹۰۲

أَخْبَرَنِي قَيْسٌ قَالَ أَتَيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں تین سال حضور کی صحبت میں رہا حضور

صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ سِنِيْنَ لَمْ أَكُنْ
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اس کا سب سے زیادہ شوق تھا کہ میں حضور کی حدیث کو
فِيْ شَيْءٍ أَحْرَصَ عَلٰى أَنْ أَعِيَ الْحَدِيْثَ مِنِّيْ فِيْهِنَّ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ وَ
یاد کروں میں نے ان تین سالوں میں حضور کو یہ فرماتے ہوئے سنا اپنے ہاتھوں
قَالَ هٰكَذَا بِيَدِهٖ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ
سے اشارہ فرمایا قیامت کے پہلے تم لوگ ایسی قوم سے لڑو گے جن کے جوتے بال
وَهُوَ هٰذَا الْبَارِزُ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً وَهُمْ أَهْلُ الْبَارِزِ ۔
کے ہوں گے اور وہ یہ بارز ہے، اور سفیان کبھی کہتے یہ اہل بارز ہیں۔

تشریحات ۱۹۰۲ فیھن ضمیر مجرور متصل کا مرجع سنین ہے۔ یعنی اس تین سال کی مدت میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشادات واحوال زیادہ سے زیادہ سنکر اور دیکھ کر میں یاد کرلوں۔

بارز۔ اس سے مراد یا تو لغوی معنی ہیں۔ یعنی جو لوگ مسلمانوں سے لڑنے کے لئے ابھریں۔ اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد سرزمین فارس ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ کُرد مراد ہیں، کچھ لوگوں نے کہا کہ دیلمی مراد ہیں۔ اور اس کا بھی احتمال ہے کہ سرزمین جیل ہو۔ اس لئے کہ یہ زمین پر ابھرا ہوا علاقہ ہے۔

حدیث ۱۹۰۳
عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
وسلم نے فرمایا عنقریب فتنے ہوں گے اس میں بیٹھنے والا کھڑے رہنے والے سے بہتر
وَسَلَّمَ سَتَكُوْنُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ
ہوگا اور اس میں کھڑا رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا اس میں دوڑنے
مِنَ الْمَاشِيْ، وَالْمَاشِيْ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا
والے سے بہتر ہوگا اور جو ان فتنوں کی طرف جھانکے گا فتنے اس کو اپنی طرف کھینچ
يَسْتَشْرِفْهُ وَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهٖ ع ہ
لیں گے جو شخص کوئی ٹھکانا یا پناہ پائے تو وہاں پناہ لے لے۔

ع ثانی فتن باب قول النبی فتن القاعد الخ ص۱۰۴۱ دو طریقے سے : مسلم

تشریحات ۱۹۰۳ اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ سب سے بہتر وہ شخص ہے جو ان فتنوں سے بالکلیہ کنارہ کش رہے اسی کو قاعد سے تعبیر کیا ہے۔ پھر اس کے بعد ان فتنوں سے جو جتنا ہی کم لگاؤ رکھے گا وہ زیادہ لگاؤ رکھنے والے سے بہتر ہوگا۔ غایت احتیاط یہ ہے کہ ان فتنوں کے معلوم کرنے کی بھی کوشش نہ کی جائے اس میں خطرہ ہے کہ آدمی فتنے میں مبتلا ہو جائے گا۔

(فی طریق اخری) اَلَا اَنَّ اَبَا بَکْرٍ یَزِیْدُ مِنَ الصَّلٰوۃِ صَلٰوۃٌ مَنْ فَاتَتْہُ

ایک دوسری سند کے ساتھ ابن شہاب ہی سے حدیث مذکور کے مثل مروی ہے مگر اس میں یہ زیادہ

فَکَاَنَّمَا وُتِرَ اَہْلَہٗ وَمَالَہٗ

ہے نمازوں میں ایک نماز ایسی ہے جس سے وہ فوت ہوگئی گویا اس کے اہل و مال چھین لئے گئے۔

تشریح مطلب یہ ہے کہ بطریق ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث جو روایت ہے اس میں مذکورہ بالا مضمون کے بعد یہ بھی زائد ہے ”من الصلوۃ صلوۃ الخ“

حدیث ۱۹۰۴ عَنْ زَیْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتَکُوْنُ اُثْرَۃٌ وَّاُمُوْرٌ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب ترجیحی سلوک ہوگا اور ایسی باتیں ہوں گی جو تم کو ناگوار

تُنْکِرُوْنَہَا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَمَا تَاْمُرُنَا ؟ قَالَ تُؤَدُّوْنَ الْحَقَّ الَّذِیْ

ہوں گی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ تو ہمیں کیا حکم دیتے ہیں ؟ فرمایا تم پر جو حق

عَلَیْکُمْ وَتَسْاَلُوْنَ اللّٰہَ الَّذِیْ لَکُمْ۔

ہے اسے ادا کرو اور تمہارا جو حق ہے اللہ سے مانگو۔

تشریح ۱۹۰۴ یعنی تمہارا جو حق ہے تمہیں نہیں ملے گا۔ اور جو لوگ حق دار نہیں انہیں دیا جائے گا اور بھی باتیں ہوں گی جو نامناسب ہوں گی اور یہ سب باتیں حکام کی طرف سے ہوں گی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایت کا مطلب یہ تھا کہ اس کے باوجود تم لوگ جائز باتوں میں حکام کی اطاعت کرنا۔ جہاد کے لئے بلائے تو شریک ہونا۔ عشر و زکوٰۃ انہیں ادا کرنا تاکہ فتنہ اور شورش نہ ہو۔

ع ثانی فتن قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سترون بعدی الخ ص ۱۰۴۵ مسلم۔ مغازی ترمذی فتن

۱۹۰۵ حدیث

عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهْلِكُ النَّاسَ هٰذَا الْحَيُّ
نے فرمایا اس قبیلہ قریش کے کچھ لوگ لوگوں کو ہلاک کریں گے لوگوں نے پوچھا پھر ہمیں
مِنْ قُرَيْشٍ قَالُوْا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ لَوْ أَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوْهُمْ عه
کیا حکم دیتے ہیں فرمایا کاش کہ لوگ ان سے علیحدہ رہتے۔

تشریحات ۱۹۰۵

یعنی قریش کے کچھ افراد فتنے فساد اٹھا کر لڑائیاں کریں گے جس میں لوگ ہلاک ہوں گے ایسے وقت میں لوگوں کے لئے بہتر یہی ہے کہ ان لوگوں سے علیحدہ رہیں۔

۱۹۰۶ حدیث

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْأُمَوِيُّ عَنْ جَدِّهِ قَالَ
سعید بن عمرو نے کہا کہ میں مروان اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ
كُنْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فَسَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ۔ سَمِعْتُ الصَّادِقَ
تھا تو میں نے سنا کہ ابو ہریرہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے صادق و مصدوق صلی اللہ
الْمَصْدُوْقَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هَلَاكُ أُمَّتِيْ عَلٰى يَدَيْ غِلْمَةٍ
تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے لونڈوں کے
مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ۔ غِلْمَةٌ؟ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ إِنْ شِئْتَ أَنْ
ہاتھوں پر ہے۔ اس پر مروان نے کہا لونڈے؟ تو ابو ہریرہ نے فرمایا اگر تو چاہے
أُسَمِّيَهُمْ بَنِيْ فُلَانٍ وَبَنِيْ فُلَانٍ عه
تو میں ان کا نام لے لوں بنی فلاں بنی فلاں ہیں۔

تشریحات ۱۹۰۶

فتن میں یہ ہے کہ مروان نے کہا ان پر اللہ کی لعنت ہو لونڈے؟ نیز وہاں أُغَيْلِمَةٌ ہے جو غلام کی جمع أَغْلِمَةٌ کی تصغیر ہے، غلام نابالغ بچے کو کہتے ہیں نیز غلام اس نوجوان کو بھی کہتے ہیں جس کی مسیں بھیگ رہی ہوں سبزہ آغاز ہو۔ سلاطین بنی امیہ ہوں یا بنی عباس جنھوں نے امت میں فساد پھیلایا خونریزیاں کیں مثلاً یزید، خود یہ مروان۔ اس کا بیٹا عبد الملک سفاک اور ابو العباس

عه مسلم، فتن، عه ثانی، فتن باب قول النبی ہلاک امتی الخ ص ۱۰۴۶

سفاح ان میں سے کوئی بھی نوعمر نہیں تھا لامحالہ شراح کو اس کی توجیہ کرنی پڑی کہ یہاں اس کا لازمی معنی مراد ہے یعنی کم عقل، زود رنج، ضدی۔ ناخداترس، فتن میں یہ بھی زائد ہے۔ عمرو بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں اپنے دادا سعید بن عمرو کے ساتھ شام جاتا تھا، بنی مروان کے پاس جب وہ شام کے مالک ہوئے میں نے ان کو دیکھا کہ نوعمر بچے تھے تو انہوں نے ہم سے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ ان میں سے ہوں تو میں نے کہا آپ خوب جانتے ہیں۔ اس حصے نے متعین کر دیا کہ غلام سے مراد ناتجربہ کار کم عقل والا ہے۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ اس حدیث میں مذکورین سے مراد بنی مروان ہوں اور ان میں سب سے پہلا، یزید ہو جس پر قرینہ وہ حدیث بھی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ فرمایا سترویں دہائی کی ابتدا اور بچوں کی امارت سے پناہ مانگو حضرت معاویہ کا ۶۰ھ میں وصال ہوا اور یزید بادشاہ ہوا۔

حدیث ۱۹۰۷

عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت
صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَقْتَتِلَ
کرتے ہیں کہ فرمایا اس وقت تک قیامت نہیں قائم ہوگی جب تک کہ دو گروہ آپس
فِئَتَانِ فَتَكُوْنُ بَیْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِیْمَةٌ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ لَا تَقُوْمُ
میں لڑ نہ لیں ان کے درمیان بھاری لڑائی ہوگی اور ان دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا
السَّاعَةُ حَتّٰی یُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِیْبًا مِّنْ ثَلَاثِیْنَ
اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ جھوٹے دجال تیس کے قریب نہ پیدا ہو لیں
كُلُّهُمْ یَزْعُمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔
جو یہ سب گمان کریں گے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔

تشریحات ۱۹۰۷ شراح نے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد حضرت علی اور حضرت معاویہ کے درمیان ہونے والی انتہائی خونریز تباہ کن جنگ صفین ہے جہاں ایک سو دس دن مقابلہ ہوتا رہا اور ستر مرتبہ یا نوے مرتبہ خونریز لڑائیاں ہوئیں جس میں ستر ہزار مسلمان مارے گئے اور پچیس بدری صحابہ شہید ہوئے اور مقتولین کی اتنی کثیر تعداد تھی کہ ایک قبر میں پچاس پچاس آدمی دفن کیے جاتے تھے۔

دجال:۔ دجل کا اسم مبالغہ ہے اس کے معنی فریب اور دھوکا دینے کے ہیں ان تیس دجالوں میں سے کچھ گذر چکے ہیں۔ مثلاً مسیلمۃ الکذاب، اسود عنسی، مختار، اس کے علاوہ اور بہت سے جھوٹے مدعیان نبوت پیدا

ہوئے ہیں ماضی قریب میں غلام احمد قادیانی دجّال ہوا ہے اور جو باقی ہیں وہ آئندہ ہوں گے۔

حدیث ۱۹۰۸

عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفْلَةَ قَالَ، قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب میں تم سے رسول اللہ صلی اللہ
اِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَاَنْ اَخِرَّ مِنَ
تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کروں تو مجھے آسمان سے گرنا زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس
السَّمَآءِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَكْذِبَ عَلَيْهِ وَاِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيْمَا بَيْنِيْ وَ
کے کہ میں حضور پر جھوٹ باندھوں اور جب میں تم سے ایسی بات بیان کروں تو وہ میرے
بَيْنَكُمْ فَاِنَّ الْحَرْبَ خُدْعَةٌ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
اور تمہارے درمیان ہے بے شک لڑائی خفیہ تدبیر ہے میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَاْتِیْ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ
سے سنا فرماتے تھے کہ اخیر زمانے میں ایک قوم آئے گی جو نوعمر اور بے وقوف ہوگی تمام مخلوق
الْاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ
کے بہتر کے قول کو کہے گی اسلام سے نکل جائے گی جیسا کہ تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے۔
كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَاَيْنَمَا
ان کا ایمان ان کے ٹینٹوے سے آگے نہ بڑھے گا تم ان کو جہاں بھی پاؤ قتل کرو اس لئے کہ
لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ قَتْلَهُمْ اَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عہ
ان کا قتل کرنا قتل کرنے والے کے لئے قیامت کے دن ثواب ہوگا۔

تشریحات ۱۹۰۸ ”خدعة“ لڑائی میں اس کی اجازت ہے کہ ایسی تدبیر کی جائے کہ دشمن جنگل میں پھنس جائے لیکن جہاں تک ہو سکے توریہ اور تعریض سے کام لیا جائے لیکن اگر موقع ایسا نازک آجائے کہ بغیر صریح غلط بیانی کے کام نہ چل سکے تو اس کی بھی اجازت ہے۔

فی آخر الزمان ۔ شراح نے لکھا ہے کہ اس سے مراد خوارج ہیں۔ لیکن ان حضرات نے آخر الزمان

عہ ثانی: فضائل القرآن باب من رایا بقراءۃ القرآن ص ۷۵۶ استتابہ! باب قتال الخوارج ص ۱۰۲۴
مسلم: زکوٰۃ، ابوداؤد، السنۃ، نسائی، محاربہ،

پر غور نہیں فرمایا خوارج بالکل ابتداء اسلام میں پیدا ہوئے ہیں اس لئے وہ اس حدیث سے مراد نہیں ہو سکتے البتہ نجدی ہو سکتے ہیں جس کی تائید میں متعدد احادیث ہیں جن کو ہم نے تفصیل کے ساتھ اس کتاب میں متعدد جگہ ذکر کیا ہے اور اپنے رسالہ ”فتنوں کی سرزمین کون“ میں یکجا کر دیا ہے۔

حدیث ۱۹۰۹

حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا إِلَى النَّبِيِّ
حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے رسول اللہ سے شکایت کی اور حضور
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ
کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے تو انھوں نے حضور سے عرض کیا آپ
فَقُلْنَا أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا أَلَا تَدْعُو اللّٰهَ لَنَا قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيمَنْ
ہمارے لئے کیوں مدد نہیں مانگتے آپ اللہ سے کیوں دعا نہیں فرماتے۔ فرمایا تم سے پہلے
قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهَا فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوضَعُ
ایک شخص ہوتا جس کے لئے زمین میں گڑھا کھودا جاتا اس کو گڑھے میں کیا جاتا پھر آرا لاکر اس کے
عَلَى رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَتَيْنِ وَمَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِينِهِ وَيُمْشَطُ
سر پر رکھا جاتا اور اسے دو ٹکڑے کر دیا جاتا یہ چیز بھی اس کو دین سے روکتی نہیں تھی۔ اور لوہے کا
بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ لَحْمِهِ مِنْ عَظْمٍ أَوْ عَصَبٍ وَمَا يَصُدُّهُ
کنگھا کرکے گوشت کو ہڈی اور پٹھے سے الگ کیا جاتا اور یہ اسے اللہ کے دین سے نہیں روکتی تھی
ذٰلِكَ عَنْ دِينِهِ وَاللّٰهِ لَيُتِمَّنَّ هٰذَا الْأَمْرُ حَتَّى يَسِيرَ الرَّاكِبُ
بخدا یہ دین تمام ہوگا پورا ہو کر رہے گا یہاں تک کہ سوار صنعاء سے حضرموت
مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ أَوِ الذِّئْبَ عَلَى
تک جائے گا اللہ کے سوا اسے کسی کا خوف نہ ہوگا یا اپنی بکریوں پر بھیڑیے کا۔
غَنَمِهِ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ عہ
لیکن تم لوگ جلدی چاہتے ہو۔

تشریحات ۱۹۰۹

باب ما لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ زائد ہے کہ انھیں مشرکین سے سخت تکلیف پہونچی تھی حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلام تھے ان کا مکے میں کوئی حامی و یاور نہ تھا اس لئے ان

عہ باب ما لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵۴۳ ثانی۔ الاکراہ۔ باب من اختار الضرب والقتل ص ۱۰۲۷ ابوداؤد جہاد، نسائی علم الزینۃ

پر ستم گر ایسے ایسے مظالم ڈھاتے تھے جسے سن کر روح لرز جاتی ہے انھیں دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹا کر سینہ پر بھاری پتھر رکھ کر چڑھ جاتے اور اس وقت تک نہ چھوڑتے جب تک انگارے بجھ نہ جاتے ایک دفعہ ان کے ظالم آقا نے لوہا تپا کر ان کے سر کو داغ دیا ان جان لیوا مصائب سے تنگ آکر انھوں نے درخواست پیش کی تھی۔

صنعاء۔ یمن کا دار السلطنت تھا اور وہاں کا سب سے بڑا شہر۔

حضر موت۔ صنعاء سے چار دن سے زیادہ کی مسافت پر ایک شہر ہے۔ اور اس کا بھی احتمال ہے کہ صنعاء سے مراد شام کا صنعاء ہو جو شام میں دمشق کے باب الفرادیس کے اطراف میں ایک بستی ہے مطلب یہ ہے کہ آج ایک انسان کا ایک شہر سے دوسرے شہر میں جانا خطرہ سے خالی نہیں لیکن وقت آئے گا کہ پورے عرب میں اسلام پھیل جائے گا اور ایسا امن قائم ہوگا کہ کسی سفر میں کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوگا اگرچہ وہ لمبا سفر ہو۔

حدیث ۱۹۱۰

أَنْبَأَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ

نے ثابت بن قیس کو تلاش کرایا تو ایک شخص نے عرض کیا! یا رسول اللہ میں آپ کو ان کا

اللّٰهِ أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ مُنَكِّسًا رَأْسَهُ

حال بتاؤں گا یہ صاحب ثابت بن قیس کے پاس آئے ان کو اپنے گھر میں سر جھکائے ہوئے بیٹھا پایا

فَقَالَ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ شَرٌّ كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى

پوچھا آپ کا کیا حال ہے انھوں نے کہا برا ہے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَتَى

بلند کرتے تھے تو ان کا عمل اکارت ہوگیا اور وہ اہل نار سے ہیں یہ صاحب

الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ مُوسَى بْنُ أَنَسٍ فَرَجَعَ

خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور بتایا کہ انھوں نے ایسا ایسا کہا ہے اب

الْمَرَّةَ الْآخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيمَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ

یہ صاحب دوسری مرتبہ ان کے پاس بشارت عظیم لے کر گئے فرمایا اس کے

اِنَّكَ لَسْتَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَلٰكِنْ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔ عه

پاس جاؤ اور اس سے کہو تم اہل نار سے نہیں بلکہ جنتیوں میں سے ہو۔

۱۹۱۰ تشریحات

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلند آواز بزرگ تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھی اونچی آواز سے بات کیا کرتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۔“ حجرات آیت ②	اے ایمان والو نبی کی آواز پر آواز اونچی نہ کرو اور ان سے بات بلند آواز میں نہ کرو جیسے تم میں بعض بعض سے کرتا ہے کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

توحضرت ثابت بن قیس نے سمجھا کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے اور وہ گھر میں بیٹھ رہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ یہ بے ادبی کی نیت سے اونچی آواز سے بات نہیں کرتے فطری طور پر ان کی آواز ہی اونچی ہے فرمایا کہ یہ قابل تعریف زندگی گذاریں گے اور شہید ہو کر مریں گے۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ ہم ان کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ جنتی ہیں۔ کتاب الجہاد میں گذر چکا کہ جنگ یمامہ میں جب مسلمانوں میں کچھ ابتری پیدا ہو گئی تھی تو انھوں نے اپنے بدن میں خوشبو ملی اور کفن پہنا لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

۱۹۱۱ حدیث

عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ قَرَءَ رَجُلٌ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا ایک صاحب نے سورہ کہف پڑھا اور

الْكَهْفَ وَفِی الدَّارِ دَابَّةٌ فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ فَسَلَّمَ فَاِذَا ضَبَابَةٌ اَوْ

گھر میں ایک چوپایہ تھا جو بدکنے لگا تو اس نے سلامتی کی دعا مانگی پھر اچانک

سَحَابَةٌ غَشِیَتْهُ فَذَكَرَهٗ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِقْرَءْ

دیکھا کہ بادل اس کو گھیرے ہوئے ہے اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو فرمایا

فُلَانُ فَاِنَّهَا السَّكِیْنَةُ نَزَلَتْ لِلْقُرْاٰنِ اَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْاٰنِ۔ عه

اے فلاں پڑھتے رہو یہ سکینہ تھا جو قرآن کے لئے اترا۔

عه ثانی کتاب التفسیر سورۂ حجرات باب لا ترفعوا اصواتکم ص۷۱۸

عه تفسیر سورہ فتح باب هو الذی انزل السکینة ص۷۱۳ فضائل القرآن باب فضل الکہف ص۷۴۹ مسلم صلوٰۃ۔ ترمذی فضائل القرآن۔

۱۹۱۱ تشریحات یہ صاحب حضرت اُسید بن حُضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ "اِقرأ فلان" یعنی تم کو پڑھتے رہنا چاہئے تھا۔ قرارت بند نہیں کرنی چاہئے تھی۔ "سکینہ" اللہ کی طرف سے ایک نشانی ہے۔ جو قبولیت اور نزول رحمت کی دلیل ہے۔ جس کے ساتھ فرشتے ہوتے ہیں جو قرآن سنتے ہیں۔

۱۹۱۲ حدیث

حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُوْلُ
ابو اسحاق نے کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے
جَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ اِلٰى اَبِيْ فِيْ مَنْزِلِهٖ فَاشْتَرٰى مِنْهُ رَحْلًا فَقَالَ لِعَازِبٍ
ابو بکر میرے باپ کے پاس ان کے گھر آئے اور ان سے کجاوہ خریدا اور عازب سے کہا اپنے
اِبْعَثْ اِبْنَكَ يَحْمِلْهُ مَعِيْ قَالَ فَحَمَلْتُهٗ مَعَهٗ وَخَرَجَ اَبِيْ يَنْتَقِدُ
بیٹے کو بھیج دیجئے کہ اسے میرے گھر پہنچا دے میں اسے اٹھا کر ان کے ساتھ چلا اور
ثَمَنَهٗ فَقَالَ لَهٗ اَبِيْ يَا اَبَا بَكْرٍ حَدِّثْنِيْ كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِيْنَ سَرَيْتَ
میرے باپ باہر نکل کر قیمت پرکھنے لگے حضرت ابو بکر سے میرے باپ نے کہا کہ مجھ سے
مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ اَسْرَيْنَا
بیان فرمائیے آپ دونوں حضرات نے کیا کیا تھا جب آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ
لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتّٰى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ وَخَلَا الطَّرِيْقُ لَا
رات میں چلے تھے انھوں نے فرمایا ہاں بیان کروں گا۔ ہم رات بھر چلے اور صبح کو چلتے رہے یہاں تک
يَمُرُّ فِيْهِ اَحَدٌ فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيْلَةٌ لَهَا ظِلٌّ لَمْ تَاْتِ
کہ ٹھیک دوپہر ہو گئی اور راستہ خالی ہو گیا اس میں کوئی نہیں گذر رہا تھا کہ ہمارے سامنے ایک لمبی
عَلَيْهَا الشَّمْسُ فَنَزَلْنَا عِنْدَهٗ وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سایہ دار چٹان آئی جس میں دھوپ نہیں تھی ہم وہاں اتر پڑے میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
مَكَانًا بِيَدِيْ يَنَامُ عَلَيْهِ وَبَسَطْتُّ عَلَيْهِ فَرْوَةً وَقُلْتُ نَمْ يَا رَسُوْلَ
کے لئے زمین برابر کی اور میں نے حضور کے لئے ایک پوستین بچھا دی اور عرض کیا یا رسول اللہ سو جائیے
اللّٰهِ وَاَنَا اَنْفُضُ لَكَ مَا حَوْلَكَ فَنَامَ وَخَرَجْتُ اَنْفُضُ مَا حَوْلَهٗ
اور میں آپ کے ارد گرد نظر رکھوں گا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سو گئے اور میں ادھر

فَاِذَا اَنَا بِرَاعٍ مُقْبِلٍ بِغَنَمِهٖ اِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيْدُ مِنْهَا مِثْلَ الَّذِيْ اَرَدْنَا

اِدھر دیکھتا رہا اتنے میں ایک چرواہے کو دیکھا کہ وہ اسی چٹان کی طرف اپنی بکریوں کے ریوڑ کے ساتھ

فَقُلْتُ لَهٗ لِمَنْ اَنْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ اَوْ

آرہا ہے وہ بھی اس چٹان سے وہی فائدہ حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا جو ہم حاصل کر رہے تھے

مَكَّةَ قُلْتُ اَفِيْ غَنَمِكَ لَبَنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ اَفَتَحْلِبُ قَالَ نَعَمْ فَاَخَذَ

میں نے پوچھا اے لڑکے تو کس کا غلام ہے؟ اس نے مدینہ یا مکہ کے کسی شخص کا نام لیا۔ میں نے پوچھا

شَاةً فَقُلْتُ اُنْفُضِ الضَّرْعَ مِنَ التُّرَابِ وَالشَّعَرِ وَالْقَذٰى قَالَ

کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے اس نے کہا ہاں کیا تو دودھ دوہے گا اس نے کہا ہاں میں نے اس سے

فَرَاَيْتُ الْبَرَاءَ يَضْرِبُ اِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى يَنْفُضُ فَحَلَبَ

کہا تھن کو دھول اور بال اور گندگی سے صاف کرے۔ ابو اسحاق نے کہا کہ میں نے براء کو دیکھا کہ

فِيْ قَعْبٍ كُثْبَةً مِّنْ لَبَنٍ وَمَعِيَ اِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر جھاڑنے کے لئے مار رہے ہیں تو اس نے ایک پیالہ میں دودھ دوہا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَوِيْ مِنْهَا يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّأُ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

میرے پاس ایک چھاگل تھی میں نے اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ساتھ رکھا تھا جس سے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهٗ فَوَافَقْتُهٗ حِيْنَ اسْتَيْقَظَ فَصَبَبْتُ

حضور پانی پیتے اور وضو فرماتے میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور مجھے یہ اچھا نہ

مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ اَسْفَلُهٗ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

معلوم ہوا کہ میں آپ کو جگاؤں لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ میں پہونچا تو حضور بیدار ہو چکے تھے میں نے دودھ

قَالَ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ ثُمَّ قَالَ اَلَمْ يَاْنِ لِلرَّحِيْلِ قُلْتُ بَلٰى

میں پانی ڈالا اتنا کہ وہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا پھر میں عرض کیا یا رسول اللہ پیجئے حضور نے پیا اتنا کہ میں خوش

قَالَ فَارْتَحَلْنَا بَعْدَ مَا مَالَتِ الشَّمْسُ وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ

ہوگیا پھر حضور نے فرمایا کہ کیا ابھی چلنے کا وقت نہیں ہوا۔ ہم سورج ڈھل جانے کے بعد وہاں سے چلے۔

فَقُلْتُ اُتِيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَدَعَا

سراقہ بن مالک ہمارے پیچھے آرہا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کوئی شخص ہمارے پاس آن پہونچا

عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَطَمَتْ بِهٖ فَرَسُهٗ

فرمایا تم غم نہ کرو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی ہلاکت کی دعا کی تو اس

اِلٰى بَطْنِهَا أُرٰى فِي جَلَدٍ مِنَ الْأَرْضِ شَكَّ زُهَيْرٌ فَقَالَ اِنِّي

کا گھوڑا مع اس کے پیٹ تک دھنس گیا میں گمان کرتا ہوں کہ انھوں نے یہ بھی کہا تھا سخت زمین میں

أُرَاكُمَا قَدْ دَعَوْتُمَا عَلَيَّ فَادْعُوَا اللّٰهَ لِي وَاللّٰهُ لَكُمَا اَنْ اَرُدَّ عَنْكُمَا

زہیر کو شک ہو گیا سراقہ نے کہا میرا گمان ہے کہ تم دونوں نے میرے لئے بددعا کی ہے۔ اب میرے چھٹکا

الطَّلَبَ فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَجَا فَجَعَلَ

کی دعا کرو۔ خدا کی قسم تمہیں ڈھونڈھنے والوں کو واپس کر دوں گا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

لَا يَلْقٰى اَحَدًا اِلَّا قَالَ قَدْ كُفِيْتُكُمْ مَا هُنَا فَلَا يَلْقٰى اَحَدًا اِلَّا

اس کے چھٹکارے کی دعا کی تو وہ زمین سے نکل آیا اس کے بعد وہ کسی سے ملتا تو کہتا کہ میں یہاں تلاش کر چکا

رَدَّهٗ قَالَ وَوَفٰى لَنَا۔ ؏

ہوں جس سے بھی اس کی ملاقات ہوتی اس کو لوٹا دیتا اس نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا اس کو اس نے پورا کیا۔

تشریحات

۲ ۱ ۱ ۲

حدیث ہجرت کے مرکزی راوی ابو اسحاق عمرو بن عبد اللہ سبیعی ہیں ان سے زہیر بن معا اور ان کے بھائی خدیج اور اسرائیل نے روایت کیا ہے نیز ان کے پوتے یوسف بن ا نے بھی اور شعبہ نے بھی لیکن ہر روایت میں کچھ تھوڑا بہت تغیر اور کمی بیشی ہے۔ یہاں جو روایت ہے وہ غار نکلنے کے بعد کے واقعات پر مشتمل ہے جس کی ابتدا یہاں سے کی ہے کہ ہم رات بھر چلے اور دوسرے دن دوپہر تک چلتے رہے" الی آخرہ "

ہجرت کا ابتدائی حصہ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے مفصل گذر چکا ہے اس حدیث میں صرف دو اہم واقعے ہیں ایک دودھ کا دوسرا سراقہ کا۔ مزید تفصیل باب الہجرت میں آئیگی۔

اس حدیث سے علمائے سوء نے یہ استدلال کیا ہے کہ حدیث کی تعلیم پر اجرت یعنی جائز ہے اس لئے کہ بعض روایتوں میں ابتداء حدیث میں یہ ہے کہ جب حضرت ابو بکر نے حضرت عازب سے کہا براء سے کہو کہ یہ کجاوہ میرے گھر پہنچا دے۔ اس پر عازب نے کہا نہیں جب تک آپ ہجرت کا واقعہ نہ بیان فرمائیں۔ لیکن ان کا یہ استدلال غلط ہے۔ یہ کجاوہ گھر پہنچانا حدیث سنانے کی اجرت میں نہیں تھا بلکہ اس زمانے کے دستور

؏ اللقطہ باب ص ۳۳۱ باب فضائل المہاجرین ص ۵۱۵ ۔ باب ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵۵۵ ۔ ثانی الاشربۃ ۔ باب شرب اللبن ص ۸۳۹ مسلم الاشربۃ ۔ ہجرت ۔ زہد ۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

ے مطابق تھا کہ سامان تاجروں کے نوکر مشتری کے گھر پہونچادیا کرتے تھے۔ یا بطور تبرع تھا اصل حکم یہی ہے کہ
دینی تعلیم پر اجرت لینا جائز نہیں۔ لیکن اب بضرورت اجازت ہے یہ البتہ طے ہے کہ جو لوگ اجرت پر تعلیم دیتے
ہیں وہ ثواب کے مستحق نہیں۔ اس زمانے کے مدرسین کو خدا کا خوف کرنا چاہئے۔ کہ وہ صرف تنخواہ ہی کے لئے
تعلیم دیتے ہیں خلوص اور للّٰہیت دلوں سے رخصت ہو چکی ہے اسی کا ثمرہ اور نتیجہ ہے کہ علم اٹھتا جارہا ہے اور
اس سے زیادہ تکلیف دہ یہ بات ہے کہ تعلیم وتعلم کو صرف ذریعہ معاش بنالیا گیا ہے۔ علم دین کی نشر واشاعت
یا دین کی خدمت کا صحیح جذبہ قریب قریب ختم ہو چکا ہے۔ کاش مدرسین خلوص وللّٰہیت اور علم دین کی نشر واشاعت
اور دین کی خدمت کے جذبے سے تعلیم دیں تو اس کے فوائد ان کو دنیا میں بھی حاصل ہوں اور آخرت میں بھی۔"

حدیث ۱۹۱۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کَانَ
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ایک نصرانی شخص مسلمان ہوا اس نے بقرہ اور
رَجُلٌ نَصْرَانِیٌّ فَاَسْلَمَ وَقَرَءَ الْبَقَرَۃَ وَاٰلَ عِمْرَانَ فَکَانَ یَکْتُبُ لِلنَّبِیِّ
آل عمران پڑھا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے وہ لکھتا تھا پھر وہ مرتد ہو کر نصرانی ہو گیا اور
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَادَ نَصْرَانِیًّا فَکَانَ یَقُوْلُ مَا یَدْرِیْ
کہا کرتا تھا کہ محمد وہی جانتے ہیں جو میں نے ان کے لئے لکھ دیا ہے۔ پھر وہ مر گیا اس کے آدمیوں
مُحَمَّدٌ اِلَّا مَا کَتَبْتُ لَہٗ فَاَمَاتَہُ اللّٰہُ فَدَفَنُوْہُ فَاَصْبَحَ وَلَقَدْ لَفَظَتْہُ الْاَرْضُ
نے اس کو دفن کیا صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ زمین نے اس کو پھینک دیا ہے اس کے
فَقَالُوْا ھٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِہٖ لَمَّا ھَرَبَ مِنْھُمْ نَبَشُوْا عَنْ
آدمیوں نے کہا کہ یہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کا کام ہے۔ یہ جب ان
صَاحِبِنَا فَاَلْقَوْہُ فَحَفَرُوْا لَہٗ فَاَعْمَقُوْا لَہٗ فِی الْاَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوْا
سے بھاگ آیا تو انھوں نے ہمارے ساتھی کی قبر کو ادھیڑ دیا اور اسے پھینک دیا اب پھر
فَاَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْہُ الْاَرْضُ فَقَالُوْا ھٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِہٖ
اس کے آدمیوں نے اس کے لئے گڈھا کھودا اور جہاں تک ہو سکا خوب گہرا کھودا۔ پھر صبح کو دیکھا تو
نَبَشُوْا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا ھَرَبَ مِنْھُمْ فَاَلْقَوْہُ فَحَفَرُوْا لَہٗ فَاَعْمَقُوْا
زمین نے اس کو پھینک دیا تھا اب پھر لوگوں نے کہا کہ یہ محمد اور ان کے اصحاب کا کام ہے انھوں نے ہمارے ساتھی

علہ فضائل المہاجرین ص۵۱۵

لَهٗ فِی الْاَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوْا فَاَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْاَرْضُ فَعَلِمُوْا اَنَّهٗ

کی قبر کو ادھیڑ دیا اور اسے باہر پھینک دیا کیونکہ یہ ان سے بھاگ آیا تھا۔ پھر اس کے لئے گڑھا کھودا اور جتنا گہرا کھود

لَیْسَ مِنَ النَّاسِ فَاَلْقَوْهُ۔

سکے اتنا گہرا کھودا پھر صبح کو دیکھا کہ زمین نے اسکو پھینک دیا اب انہوں نے جانا یہ انسانوں کی طرف سے نہیں انھوں نے بھی اسکو پھینک دیا۔

تشریحات ۱۹۱۳ ایک روایت میں ہے کہ اللہ نے اس کی گردن توڑ دی۔ یعنی اس کی موت بھی غیر فطری طریقے سے ہوئی تھی۔

حدیث ۱۹۱۴ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مسیلمہ کذاب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ

قَدِمَ مُسَیْلِمَةُ الْکَذَّابُ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

میں آیا اور کہتا تھا اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنا ولی عہد بنا دیں میں تو ان کا اتباع کر لوں گا اور وہ

فَجَعَلَ یَقُوْلُ اِنْ جَعَلَ لِیْ مُحَمَّدٌ اَلْاَمْرَ مِنْ بَعْدِهٖ سَمِعْتُهٗ وَقَدِمَهَا

مدینہ طیبہ اپنی قوم کے بہت سے لوگوں کے ساتھ آیا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے

فِیْ بَشَرٍ کَثِیْرٍ مِنْ قَوْمِهٖ فَاَقْبَلَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

پاس تشریف لے گئے اور حضور کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وَمَعَهٗ ثَابِتُ بْنُ قَیْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَفِیْ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

وسلم کے ہاتھ میں کھجور کی ٹہنی کا ٹکڑا تھا حضور مسیلمہ کے پاس کھڑے ہوئے وہ اپنے ہمراہیوں

وَسَلَّمَ قِطْعَةُ جَرِیْدٍ حَتّٰی وَقَفَ عَلٰی مُسَیْلِمَةَ فِیْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ لَهٗ

میں تھا فرمایا تو اگر مجھ سے اس ٹکڑے کو بھی مانگے گا تو میں تجھے نہیں دوں گا تیرے بارے میں اللہ کا جو

لَوْ سَاَلْتَنِیْ هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا اَعْطَیْتُکَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ اَمْرَ اللّٰهِ فِیْکَ

فیصلہ ہے اس سے وہ خطا نہیں کر سکتا اور اگر تو مجھ سے روگردانی کر کے جائے گا تو اللہ ضرور ضرور تجھے ہلاک

وَلَئِنْ اَدْبَرْتَ لَیَعْقِرَنَّکَ اللّٰهُ وَاِنِّیْ لَاَرَاکَ الَّذِیْ اُرِیْتُ فِیْکَ مَا رَاَیْتُ [علہ]

کرے گا اور مجھے یقین ہے کہ تو ہی وہ ہے جس کے بارے میں مجھے دکھایا گیا ہے جو میں نے دیکھا۔

[علہ] ثانی مغازی باب وفد بنی حنیفہ باب قصۃ اسود العنسی ص ۶۲۸ ۔ الرؤیا باب اذا طار الشئ فی المنام ص ۱۰۴۲ توحید باب قول اللہ انما امرنا لشئ ص ۱۱۱۱ مسلم، ترمذی، نسائی، الرؤیا۔

فَاَخْبَرَنِیْ اَبُوْهُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا

بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُ فِیْ یَدَیَّ سِوَارَیْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَاَهَمَّنِیْ شَاْنُهُمَا

کہ میں نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سونے کی دو کنگن دیکھے جس نے مجھے پریشانی میں ڈال دیا

فَاُوْحِیَ اِلَیَّ فِی الْمَنَامِ اَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَاَوَّلْتُهُمَا کَذَّابَیْنِ

خواب ہی میں میری جانب وحی کی گئی کہ ان پر پھونک مارو میں نے ان دونوں پر پھونکا تو دونوں

یَخْرُجَانِ بَعْدِیْ فَکَانَ اَحَدُهُمَا الْعَنْسِیُّ وَالْاٰخَرُ مُسَیْلَمَةُ صَاحِبُ

اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی ہے کہ یہ دو کذاب ہیں جو میرے بعد نکلیں گے ان میں سے

الْیَمَامَةِ عہ

ایک عنسی ہے دوسرا مسیلمہ یمامہ والا۔

۱۹۱۴

تشریحات

مغازی میں ہے کہ مسیلمہ مدینہ طیبہ آیا تو حارث کی بیٹی کے گھر ٹھہرا جس کا نام کیسہ تھا یہ مسیلمہ کذاب کی زوجیت میں تھی۔ مسیلمہ سنۃ الوفود ۹ھ میں بنی حنیفہ کے وفد کے ساتھ آیا تھا۔ یہ دس سے کچھ اوپر آدمی تھے۔ مسیلمہ کذاب پڑاؤ پر رہ گیا وفد کے بقیہ افراد مسجد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت تک اس نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ مدینہ طیبہ سے واپسی کے بعد یہ سب مرتد ہو گئے اور مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ یہ کچھ طلسم بھی جانتا تھا مثلاً انڈے کو شیشی میں داخل کر دیتا۔

یَخْرُجَانِ مِنْ بَعْدِیْ ۔ اسود عنسی یمن کے مشہور شہر صنعا میں رہتا تھا اسے فیروز دیلمی صحابی نے قتل کیا۔ ایک قول کی بنا پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرض وصال میں یہ مارا گیا۔ اور ایک قول کی بنا پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلافت کے ابتدائی ایام میں۔ مسیلمہ کذاب عہد صدیقی میں جنگ یمامہ میں مارا گیا۔ اسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی نے قتل کیا تھا۔ ان دونوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری ہی میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس لئے یخرجان من بعدی کا مطلب یہ ہے کہ میرے ظہور کے بعد یہ دونوں خروج کریں گے یہ مراد نہیں کہ میرے وصال کے بعد نکلیں گے۔

عہ ثانی مغازی باب وفد بنی حنیفہ ص ۶۲۸
الرؤیا۔ باب النفخ فی الرؤیا ص ۱۰۴۲

حدیث ۱۹۱۵ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ اَبِىْ
حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے میں گمان کرتا ہوں کہ وہ
بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى اُرَاهُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا میں نے خواب دیکھا کہ میں مکہ سے ایسی زمین
رَأَيْتُ فِى الْمَنَامِ اَنِّىْ اُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ اِلٰى اَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ
کی جانب ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجوریں ہیں میرا خیال اس جانب گیا کہ وہ یمامہ یا ہجر ہے مگر
وَهْلِىْ اِلٰى اَنَّهَا الْيَمَامَةُ اَوِ الْهَجَرُ فَاِذَا هِىَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ وَرَأَيْتُ فِىْ
وہ مدینہ یثرب ہے میں نے اپنے خواب میں دیکھا کہ میں نے ایک تلوار ہلائی اس کا اگلا حصہ ٹوٹ
رُؤْيَاىَ اَنِّىْ هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهٗ فَاِذَا هُوَ مَا اُصِيْبَ مِنَ
گیا یہ وہ نقصان ہے جو مومنوں کو احد میں پہنچا پھر میں نے اس کو دوبارہ ہلایا تو جیسی
الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ اُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهٗ اُخْرٰى فَعَادَ اَحْسَنَ مَا كَانَ فَاِذَا
پہلے تھی اس سے عمدہ ہو گئی یہ وہ ہے جو اللہ نے فتح عطا فرمایا اور مسلمانوں
هُوَ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَرَأَيْتُ فِيْهَا بَقَرًا
کا اجتماع۔ اور میں نے خواب ہی میں دیکھا ایک گائے کو جو ذبح کی جا رہی ہے
وَاللّٰهُ خَيْرٌ فَاِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ اُحُدٍ وَاِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهٖ
اور اللہ کا فعل بہتر ہے یہ وہ ہے جو مومنوں کے ساتھ یوم احد میں ہوا اور خیر
مِنَ الْخَيْرِ وَثَوَابُ الصِّدْقِ الَّذِىْ اٰتَانَا اللّٰهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ۔ علہ
وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے یوم بدر کے بعد عطا فرمایا۔

حدیث ۱۹۱۶ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ اَقْبَلَتْ
ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا فاطمہ چلتی ہوئی آئیں ان
فَاطِمَةُ تَمْشِىْ كَاَنَّ مِشْيَتَهَا مَشْىُ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
کی رفتار گویا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفتار ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

علہ ثانی مغازی۔ باب ص۵۶۸ باب من قتل من المسلمین یوم احد ص۵۸۴ تعبیر رویا۔
باب اذا رأی بقرا تنحر ص۱۰۴۳ باب اذا رأی انہ ہز سیفا ص۱۰۴۳ اول ہجرت ص۵۵۱
مسلم، نسائی، ابن ماجہ، الرویا۔

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْحَبًا بِابْنَتِي ثُمَّ اَجْلَسَهَا عَنْ
نے ان سے فرمایا میری بیٹی کو مرحبا ہو پھر ان کو بٹھایا اپنی داہنی طرف یا بائیں طرف پھر
يَمِينِهٖ اَوْ عَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ اَسَرَّ اِلَيْهَا حَدِيْثًا فَبَكَتْ فَقُلْتُ لَهَا لِمَ
ان سے آہستہ کوئی بات کہی جس پر وہ روئیں میں نے ان سے کہا کیوں روتی ہو؟ پھر
تَبْكِيْنَ ثُمَّ اَسَرَّ اِلَيْهَا حَدِيْثًا فَضَحِكَتْ قُلْتُ مَا رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا
ان سے ایک اور بات آہستہ فرمائی جس پر وہ ہنسیں میں نے کہا آج کے دن جیسی خوشی
اَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ فَسَاَلْتُهَا عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُفْشِيَ سِرَّ
غم سے بہت قریب میں نے کبھی نہیں دیکھی میں نے ان سے پوچھا کہ حضور نے کیا فرمایا
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
تو انھوں نے کہا یہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو فاش نہیں کروں گی۔
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُهَا عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ اَسَرَّ اِلَيَّ اَنَّ جِبْرِيْلَ
یہاں تک کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا اب میں نے ان سے پوچھا کہ حضور نے کیا
كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَاِنَّهٗ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ
فرمایا تھا۔ تو حضرت فاطمہ نے بتایا کہ حضور نے مجھ سے راز کی یہ بات بتائی تھی کہ جبریل ہر سال
وَلَا اُرَاهُ اِلَّا حَضَرَ اَجَلِي وَاِنَّكِ اَوَّلُ اَهْلِ بَيْتِي لَحَاقًا بِي فَبَكَيْتُ
میرے ساتھ قرآن کا ایک مرتبہ دور کیا کرتے تھے اور اس سال دو مرتبہ کیا ہے اس سے میں سمجھ
فَقَالَ اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَوْ نِسَاءِ
رہا ہوں کہ میرے وصال کا وقت قریب ہے۔ اور بے شک تم میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملوگی
الْمُؤْمِنِيْنَ فَضَحِكْتُ لِذٰلِكَ عله
اس پر میں روئی تو فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں کہ جنتیوں کی عورتوں یا مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو۔ اس پر میں ہنسی۔

تشریحات

۱۹۱۶ اس روایت میں وہ دوسری بات جس پر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہنسیں

عله اسی کے بعد متصل فضائل صحابہ باب مناقب قرابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص۵۲۷ ثانی مغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص۶۳۸ استیذان باب من ناجی بین یدی الناس ص۹۳۰ ثانی فضائل القرآن باب کان جبرئیل یعرض القرآن ص۷۴۸

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے۔ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم جنتی عورتوں کی سردار ہو۔ اور بطریق عروہ حضرت ام المومنین سے جو روایت ہے اس میں یہ تصریح ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس اطلاع پر خوش ہوئی تھیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ میرے اہل بیت میں تم سب سے پہلے مجھ سے ملوگی علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ راجح مسروق والی روایت ہے۔

حدیث ۱۹۱۷

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ابن عباس کو

كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُدْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ

قریب رکھتے تھے تو ان سے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا بیشک ہمارے بیٹے بھی

عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ إِنَّ لَنَا أَبْنَاءً مِثْلَهُ فَقَالَ إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ

اسی جیسے ہیں حضرت عمر نے فرمایا یہ اس وجہ سے ہے کہ تم جانتے ہو اس کے بعد حضرت

تَعْلَمُ فَسَأَلَ عُمَرُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ

عمر نے ابن عباس سے اس آیت اذا جاء نصر اللہ والفتح کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے

وَالْفَتْحُ فَقَالَ أَجَلُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَهُ إِيَّاهُ

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر اللہ نے حضور کو دیا ہے تو حضرت عمر

قَالَ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ عه

نے کہا اس سے میں بھی وہی جانتا ہوں جو تم جانتے ہو۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تشریحات ۱۹۱۷

دوسری روایتوں میں یہ تفصیل ہے کہ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت عمر مجھے بدر میں شریک ہونے والے مشایخ کے ساتھ مجلس میں شریک کرتے تھے اس پر حضرت عبدالرحمن بن عوف کو کچھ ناگواری ہوئی اور انھوں نے وہ فرمایا۔ کہ ہمارے بیٹے بھی ان کے ہم عمر ہیں ان کو قریب نہیں فرماتے فرمایا تم جانتے ہو کہ ایسا کیوں ہے یعنی تمہیں معلوم ہے کہ وہ سب سے زیادہ سمجھ دار ہیں پھر ایک دن حضرت ابن عباس کو بلایا اور سب کے ساتھ بٹھایا اور پوچھا کہ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ کے بارے میں کیا کہتے ہو تو بعضوں نے کہا کہ ہمیں اللہ کی حمد کرنے اور استغفار کا حکم دیا گیا ہے اس جواب

عه ثانی مغازی باب ص۶۱۵ باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص۶۳۷ ص۶۳۸ تفسیر سورۃ اذا جاء باب قولہ ورأیت الناس یدخلون ص۷۴۳ باب قولہ فسبح بحمد ربک ص۷۴۳

حاصل یہ ہے کہ اللہ نے ہمیں فتح کی نعمت عطا فرمائی ہے ہمیں اس پر اس کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اور کچھ صاحبان تو کچھ نہیں بولے۔ پھر حضرت ابن عباس سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ اس میں حضور کو اپنے وصال کے نزدیک ہونے کی خبر دی گئی ہے کہ اب آپ کا وقت وصال قریب آچکا ہے۔ جس کام کے لئے بھیجا گیا تھا وہ پورا ہو چکا ہے۔ اب اللہ کی طرف رجوع کیجیے۔ اس پر حضرت عمر نے فرمایا کہ میں بھی یہی جانتا ہوں۔

حدیث ۱۹۱۸

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ
حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہارے
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكُمْ مِنْ اَنْمَاطٍ قُلْتُ وَاَنّٰى
پاس قالین ہیں میں نے کہا ہمارے پاس کہاں سے قالین ہوں گے فرمایا سنو! بہت جلد
يَكُوْنُ لَنَا الْاَنْمَاطُ قَالَ اَمَا اِنَّهٗ سَتَكُوْنُ لَكُمُ الْاَنْمَاطُ فَاَنَا اَقُوْلُ لَهَا
تمہارے پاس قالین ہوں گے پس میں اس سے یعنی اپنی بیوی سے کہتا ہوں اپنا قالین
يَعْنِيْ امْرَاَتَهٗ اَخِّرِيْ عَنِّيْ اَنْمَاطَكِ فَتَقُوْلُ اَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ صَلَّى
میرے پاس سے ہٹاؤ تو وہ کہتی ہے کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا ہے کہ
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ لَكُمُ الْاَنْمَاطُ فَاَدَعُهَا عله
تمہارے پاس قالین ہوں گے۔ تو میں اسے چھوڑ دیتا ہوں۔

تشریحات ۱۹۱۸ **نمط**۔ ایسا بچھونا جس میں باریک روئیں ہوں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جب شادی کی تھی تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ فرمایا تھا۔

حدیث ۱۹۱۹

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سعد بن معاذ عمرہ کی نیت سے
عَنْهُ قَالَ انْطَلَقَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ مُعْتَمِرًا قَالَ فَنَزَلَ عَلٰى اُمَيَّةَ بْنِ
مدینے کی نیت سے چلے مکہ پہونچ کر امیہ بن خلف ابو صفوان کے یہاں اترے۔ امیہ جب
خَلَفٍ اَبِيْ صَفْوَانَ وَكَانَ اُمَيَّةُ اِذَا انْطَلَقَ اِلَى الشَّامِ فَمَرَّ اُمَيَّةُ
شام جاتے ہوئے مدینہ سے گذرتا تو سعد کے یہاں ٹھہرتا امیہ نے سعد سے کہا انتظار کرو

عله ثانی۔ نکاح۔ باب الانماط ص ۷۷۵۔ ترمذی۔ استیذان۔ مسلم لباس۔ نسائی نکاح۔ ابو داؤد لباس

بِالْمَدِيْنَةِ نَزَلَ عَلٰى سَعْدٍ فَقَالَ اُمَيَّةُ لِسَعْدٍ اِنْتَظِرْ حَتّٰى اِذَا انْتَصَفَ
تاکہ دوپہر ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں تو میں چلوں گا اور طواف کروں گا سعد
النَّهَارُ وَغَفَلَ النَّاسُ اِنْطَلَقْتُ فَطُفْتُ فَبَيْنَا سَعْدٌ يَطُوْفُ اِذَا
طواف کر ہی رہے تھے کہ ابو جہل آگیا اور پوچھا یہ کون ہے جو طواف کر رہا ہے۔
اَبُوْجَهْلٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا الَّذِيْ يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَقَالَ سَعْدٌ اَنَا
سعد نے کہا کہ میں سعد ہوں تو ابو جہل نے کہا تو بلا خطر کعبے کا طواف کر رہا ہے اور تم
سَعْدٌ فَقَالَ اَبُوْجَهْلٍ تَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ اٰمِنًا وَّقَدْ اٰوَيْتُمْ مُحَمَّدًا
نے محمد اور ان کے اصحاب کو پناہ دے رکھی ہے۔ سعد نے فرمایا ہاں اور دونوں لڑ
وَاَصْحَابَهٗ فَقَالَ نَعَمْ فَتَلَاحَيَا بَيْنَهُمَا فَقَالَ اُمَيَّةُ لِسَعْدٍ لَا تَرْفَعْ
پڑے امیہ نے سعد سے کہا کہ اپنی آواز ابو الحکم پر بلند مت کر بیشک وہ اس وادی
صَوْتَكَ عَلٰى اَبِي الْحَكَمِ فَاِنَّهٗ سَيِّدُ اَهْلِ الْوَادِيْ ثُمَّ قَالَ سَعْدٌ
والوں کا سردار ہے پھر سعد نے کہا خدا کی قسم اگر تو نے مجھے بیت اللہ کا طواف کرنے
وَاللّٰهِ لَئِنْ مَنَعْتَنِيْ اَنْ اَطُوْفَ بِالْبَيْتِ لَاَقْطَعَنَّ مَتْجَرَكَ بِالشَّامِ
سے روک دیا تو میں تیری تجارت گاہ شام کا راستہ کاٹ دوں گا امیہ سعد سے یہی کہتا
قَالَ فَجَعَلَ اُمَيَّةُ يَقُوْلُ لِسَعْدٍ لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ فَجَعَلَ يُمْسِكُهٗ
رہا اپنی آواز اونچی مت کر اور انھیں روکتا رہا اس پر سعد کو غصہ آگیا اور کہا کہ ہمیں چھوڑ دے
فَغَضِبَ سَعْدٌ فَقَالَ دَعْنَا عَنْكَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ
میں نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ تجھے قتل فرمائیں گے امیہ نے کہا
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزْعُمُ اَنَّهٗ قَاتِلُكَ قَالَ اِيَّايَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَاللّٰهِ
سعد نے کہا ہاں امیہ نے کہا کہ بخدا محمد جب کوئی بات بیان کرتے ہیں تو جھوٹی نہیں ہوتی اور
مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ اِذَا حَدَّثَ فَرَجَعَ اِلَى امْرَاَتِهٖ فَقَالَ اَمَا تَعْلَمِيْنَ
وہ اپنی بیوی کے پاس لوٹ کر آیا اور اس سے کہا کہ کیا تو نہیں جانتی کہ میرے یثربی بھائی
مَا قَالَ لِيْ اَخِي الْيَثْرِبِيُّ قَالَتْ وَمَا قَالَ قَالَ زَعَمَ اَنَّهٗ سَمِعَ
نے کیا کہا اس نے پوچھا کیا کہا ہے امیہ نے کہا اس کا گمان ہے کہ اس نے محمد کو یہ کہتے ہوئے

محمدًا ایزعم انه قاتلی قالت فواللّٰه ما یکذب محمد قال فلما
ساہے کہ وہ مجھے قتل کرنے والے ہیں۔ اس کی بیوی نے کہا بخدا محمد کی بات جھوٹی نہیں ہوتی جب قریش
خرجوا الی بدر وجاء الصریخ قالت له امراته اما ذکرت ما
بدر کی طرف نکلے اور پکار ہوئی تو امیہ کی بیوی نے اس سے کہا کیا تجھے یاد نہیں جو تجھ سے
قال لک اخوک الیثربی قال فاراد ان لا یخرج فقال له ابوجهل
تیرے یثربی بھائی نے کہا تھا اس پر امیہ نے ارادہ کر لیا تھا کہ وہ نہیں نکلے گا۔ مگر ابوجہل
انک من اشراف الوادی فسر بنا یوما او یومین فسار معهم فقتله
نے اس سے کہا تو اس وادی کے رؤسا میں سے ہے۔ ہمارے ساتھ ایک دو دن چل
اللّٰه عله
اس پر وہ ان کے ساتھ چلا اور اللہ نے اسے مار ڈالا۔

1919 تشریحات سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ انصار کے قبیلۂ خزرج کے سردار تھے۔ عقبۂ اولیٰ اور ثانیہ کے درمیان حضرت مصعب بن عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ بدر و احد۔ اور خندق کے مشاہد میں شریک رہے۔ غزوۂ خندق کے موقع پر ہاتھ کی شہ رگ میں ایک تیر آکر لگا اور بالآخر یہی شہادت کا سبب بنا۔ یہ مشرکین کے رؤسا میں تھا اور اسلام کا جانی دشمن۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے اسی کے غلام تھے۔ اسی سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خریدا تھا غزوۂ بدر میں حضرت بلال کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا۔

قبل اسلام حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس کے درمیان دوستی تھی۔ اسی بنا پر وہ جب شام تجارت کے لئے جاتا تو اس کے یہاں ٹھہرتا، اور یہ جب مکہ معظمہ جاتے تو اس کے یہاں ٹھہرا کرتے تھے۔ ابتداءً مدینہ طیبہ کے مسلمانوں اور مکہ شریف کے مشرکین کے درمیان آمد و رفت تھی اور صحابۂ کرام عمرہ کرنے کے لئے مکہ معظمہ جایا کرتے تھے۔

1920 حدیث
عن سالم بن عبد اللّٰه عن عبد اللّٰه رضی اللّٰه تعالٰی
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

عله ثانی مغازی باب ذکر النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم من یقتل ببدر، ص ۵۶۳

عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ النَّاسَ مُجْتَمِعِيْنَ

علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے لوگوں کو دیکھا ایک میدان میں اکٹھا ہیں۔ ابوبکر کھڑے ہوئے

فِيْ صَعِيْدٍ فَقَامَ اَبُوْبَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ بَعْضِ نَزْعِهٖ

انھوں نے ایک یا دو ڈول نکالا اور ان کے نکالنے میں کچھ کمزوری ہے، اللہ انھیں

ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ اَخَذَهَا عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ بِيَدِهٖ غَرْبًا

بخش دے۔ پھر اسے عمر نے لیا تو ان کے ہاتھ میں وہ بڑا ڈول بن گیا، میں نے

فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا فِي النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَّهٗ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ

لوگوں میں ایسا کوئی طاقت ور نہیں دیکھا۔ جو ان کی طرح پرس کو کھینچے یہاں تک کہ

بِعَطَنٍ وَقَالَ هَمَّامٌ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

لوگوں کو سیراب کر دیا، اور ہمام نے کہا۔ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ نبی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَعَ اَبُوْبَكْرٍ ذَنُوْبَيْنِ عله

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، کہ ابوبکر نے دو ڈول کھینچا۔

۱۹۲۰ تشریحات

ذنوب۔ وہ ڈول جو پانی سے بھرا ہو۔ غربٌ۔ وہ بڑا ڈول جس کو اونٹ کھینچتا ہو۔ اس حدیث میں اختصار ہے۔ باب۔ لوکنت متخذا خلیلاً میں شروع میں یہ ہے کہ میں نے یہ دیکھا کہ میں ایک کنوئیں پر ہوں۔ اور چرخے سے ڈول کھینچ رہا ہوں کہ ابوبکر آئے۔ عبقری۔ وہ شخص جو اپنے کام کا ماہر ہو۔ قوم کا سردار۔ ہر شئی میں عبقری وہ ہے جو اس کے حد کمال تک پہنچا ہوا ہو۔ فریٌ۔ ایسا کام کرنا۔ جو مصلحت کے مطابق ہو جس پر لوگ تعجب کرتے ہوں۔

وفی بعض نزعه ضعفٌ: حدیث کے سیاق سے یہ ظاہر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت سے مسلمانوں کو کیا فوائد حاصل ہوئے، کنوئیں سے پانی کھینچ کر لوگوں کو پلانے کی تعبیر یہی ظاہر ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خلافت کے ایام میں اکثر مدت تک مرتدین اور مسیلمہ کذاب کے قلع قمع کرنے میں مشغول رہے، دوسرے ممالک کی فتوحات بہت کم حاصل ہوئیں، مرتدین اور مسیلمہ کذاب کے قلع قمع سے فارغ ہونے کے بعد ایران اور شام کے طرف افواج بھیجیں۔ ابھی ان دونوں علاقوں میں سے کسی میں

عله فضائل صحابہ، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لوکنت متخذا خلیلاً ص ۵۱۹۔ باب مناقب عمر ص ۵۲۲ ثانی تعبیر باب نزع الماء من البئر و باب نزع الذنوب والذنوبین ص ۱۰۳۹۔ مسلم۔ فضائل ترمذی۔ نسائی۔ الرؤیا۔

کوئی معتد بہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی کہ وصال ہو گیا، جس کی وجہ سے ان کے زمانہ میں مال غنیمت اور فتوحات برائے نام ہی حاصل ہوئیں۔ اور عوام کو ان کی خلافت سے وہ کشائش اور فراخی حاصل نہ ہوئی جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں حاصل ہوئی۔ اس کو ضعف سے تعبیر فرمایا، اور یہ کوئی عیب کی بات نہیں۔ بلکہ بنظر دقیق دیکھا جائے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ کی ساری فتوحات بلکہ بعد تک کی حضرت ابوبکر صدیق کی مرہون منت ہے۔ حضرت صدیق اکبر کا محیر العقول اور عظیم کارنامہ مرتدین کی سرکوبی اور اصلاح اور مسیلمہ کذاب کی بیخ کنی ہے۔ اگر خدا نخواستہ ان دونوں فتنوں پر قابو حاصل نہ ہوتا تو نہ ایران فتح ہو سکتا تھا۔ نہ شام، مسلمان عرب ہی میں الجھ کر رہ جاتے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی خداداد فراست تدبیر اور استقامت سے ان دونوں اندرونی فتنوں کو اس طرح سر کیا کہ ان کی رگ بھی باقی نہ رہی۔ اور پورا عرب ایک کلمہ پر متفق ہو گیا۔ عرب میں اندرونی طور پر کوئی خلفشار نہ رہا۔ اور اس طرف سے بالکلیہ اطمینان ہو گیا۔ حضرت ابوبکر کا یہ وہ کارنامہ ہے، کہ اس سے متاثر ہو کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا۔ ولقد قام ابوبکر یوم الردۃ فقام نبی من الانبیاء۔ ابوبکر نے یوم ردت نبی کی جانشینی کا حق ادا کر دیا۔

حاصل یہ نکلا کہ کنوئیں سے پانی کھینچ کر لوگوں کو پلانا یہ اشارہ ہے۔ دنیوی کشائش اور فراخی کی جا یہ بات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں برائے نام تھی۔ اس لئے اس کو ضعف سے تعبیر فرمایا۔ یعنی جتنی فراخی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں حاصل ہوئی وہ ان کی خلافت میں نہ حاصل ہو سکی۔

واللہ یغفر لہ۔ یہ کلمہ ترحم ہے اس کا حقیقی معنیٰ مراد نہیں کہ اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ حضرت صدیق اکبر سے کوئی غلطی سرزد ہوئی جس کی بنا پر ان کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

قال ہمام۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث میں ذنوبا او ذنوبین شک کے ساتھ اور حضرت ابوہریرہ کی روایت میں بلا شک ذنوبین ہے۔ افادہ یہ فرمایا کہ صحیح روایت ذنوبین ہے۔

١٩٢١ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ قَالَ اُنْبِئْتُ اَنَّ جِبْرَئِيْلَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ اُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ قَامَ

حدیث ابو عثمان نے کہا مجھے خبر دی گئی کہ بے شک جبریل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور حضور کے پاس ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُمِّ سَلَمَةَ مَنْ هٰذَا اَوْ كَمَا

تعالیٰ عنہا تھیں جبرئیل حضور سے بات کرتے رہے، پھر کھڑے ہوئے اور چلے گئے، نبی

قَالَتْ هٰذَا دِحْيَةُ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ اَيْمُ اللّٰهِ مَا حَسِبْتُهُ اِلَّا اِيَّاهُ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ سے پوچھا یہ کون تھے یا اس کے مثل اور کچھ فرمایا۔ حضرت ام سلمہ

حَتّٰى سَمِعْتُ خُطْبَةَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَبَرِ جِبْرَائِيْلَ

نے کہا یہ دحیہ تھے۔ حضرت ام سلمہ نے فرمایا، بخدا میں نے گمان کیا تھا، کہ دحیہ ہی ہیں یہاں تک کہ

اَوْ كَمَا قَالَ قَالَ فَقُلْتُ لِاَبِيْ عُثْمَانَ مِمَّنْ سَمِعْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سنا کہ جبرئیل کی خبر کو بیان فرمارہے تھے۔ یا اس کے مثل اور کچھ فرمایا۔ راوی

اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عه

حدیث سلمان نے کہا میں نے ابوعثمان سے پوچھا تم نے کس سے سنا ہے یہ۔ تو انھوں نے کہا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔

تشریحات ۱۹۲۱

اس حدیث کے راوی ابوعثمان اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہو چکے تھے۔ مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجہ کم عمری متحمل حدیث نہیں کر سکے تھے نیز رویت بھی ثابت نہیں، ان کا شمار اکابر تابعین میں ہے، اس لئے ابتدا کے لحاظ سے یہ حدیث مرسل ہے، کیونکہ انھوں نے ان صحابی کو یہاں ذکر نہیں کیا جن سے انھوں نے یہ حدیث سنی ہے، لیکن جب اخیر میں پوچھنے پر بتا دیا کہ میں نے یہ حدیث حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے سنی ہے، تو اب متصل ہو گئی۔

اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں اکثر تشریف لایا کرتے تھے۔ اکثر یہی ہوتا تھا اگرچہ کبھی کبھی اعرابی کی شکل میں بھی حاضر ہوا کرتے تھے، جیسا کہ حدیث جبرئیل میں ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُؤَالُ الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُرِيَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ ص۵۱۳	مشرکین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ انھیں کوئی نشانی دکھائیں، تو حضور نے ان کو چاند کے دو ٹکڑے ہونا دکھایا۔

حدیث ۱۹۲۲

عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ

عہ ثانی فضائل القرآن باب کیف نزل الوحی ص۷۴۴، مسلم فضائل ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

عَنْهُ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِقَّتَيْنِ

علیہ وسلم کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہوا تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْهَدُوْا عہ

نے فرمایا کہ گواہ ہو جاؤ۔

تشریحات ۱۹۲۲ باب انشقاق القمر میں یہ ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ چاند دو ٹکڑے ہوا اور ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں تھے۔ کہ فرمایا گواہ ہو جاؤ۔ اور اس کا ایک ٹکڑا پہاڑ کی طرف چلا گیا۔ اور ابو الضحیٰ سے بطریق مسروق حضرت عبداللہ ابن مسعود ہی سے مروی ہے۔ کہ چاند مکے میں دو ٹکڑے ہوا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ چاند کا ایک ٹکڑا اپنی جگہ رہا اور ایک ٹکڑا پہاڑ کی طرف چلا گیا، اور اس پہاڑ سے مراد حرا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ چاند دوپارہ ہوا تو لوگوں نے حرا کو دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ پہاڑ کی طرف جانے کا مطلب یہ ہے کہ پہاڑ سے کچھ آگے نکل گیا، اور منیٰ اور مکہ میں تطبیق یہ ہے کہ یہ واقعہ منیٰ ہی میں ہوا تھا، اور منیٰ مکہ ہی میں ہے۔

مسلم میں یہ ہے کہ انھیں چاند کے دو ٹکڑے ہونے کو دو مرتبہ دکھایا اور یہی مصنف عبدالرزاق میں بھی ہے۔ لیکن بخاری و مسلم دونوں کی روایتیں اس پر متفق ہیں کہ فرقتین فرمایا تھا۔ اور ایک روایت میں فلقتین ہے۔ اس لئے دونوں روایتوں میں تطبیق کے لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مرتین سے مراد فرقتین ہے۔ اس لئے علماء حدیث میں سے کسی نے بھی اس واقعہ کے دوبارہ ہونے کا قول نہیں کیا ہے۔

حدیث ۱۹۲۳ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ان سے حدیث بیان کی کہ مکہ والوں

حَدَّثَهُمْ اَنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ انھیں کوئی نشانی دکھائیں۔ تو انھیں

اَنْ يُرِيَهُمْ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ عہ۲

چاند کے دو ٹکڑے ہونے کو دکھایا۔

عہ مناقب الانصار باب انشقاق القمر ثانی تفسیر سورہ قمر ص ۷۲۱ دو طریقے سے مسلم توبہ

عہ مناقب انصار باب انشقاق القمر ص ۵۳۶ ثانی تفسیر سورۂ قمر ص ۷۲۲ مسلم

حدیث ۱۹۲۴

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ
ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ فِیْ زَمَانِ
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہوا۔
النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عـه

تشریحات ۱۹۲۳ ۱۹۲۴

انشقاق القمر کی حدیث امام بخاری نے تین صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے روایت کی ہے ایک حضرت عبد اللہ بن مسعود۔ دوسرے حضرت انس بن مالک تیسرے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ان میں سے اخیر کے دو صاحبان اس وقت موجود نہیں تھے۔ حضرت انس مدینہ طیبہ میں تھے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے کہ یہ واقعہ ہجرت سے پانچ سال پہلے ہوا ہے حضرت عبد اللہ بن عباس سنہ ۱۰ بعثت میں پیدا ہوئے تو بظاہر ان دونوں حضرات سے روایت مروی ہوئی پھر بھی اس میں کوئی حرج نہیں اس پر محدثین کا اتفاق ہے کہ صحابی کی مرسل حدیث متصل کے حکم میں ہے، اس لئے کہ صحابی نے [illegible] تو اسے کسی صحابی سے سن کر روایت کیا ہے۔ یا خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنکر۔

رہ گیا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو وہ اس وقت موجود تھے جیسا کہ مناقب اور تفسیر کی روایت میں تصریح ہے۔ بیہقی ابو نعیم نے دلائل میں انھیں سے روایت کی ہے کہ میں نے چاند کے ایک ٹکڑے کو اس پہاڑ پر دیکھا ہے جو منیٰ میں تھا اور ہم مکہ میں تھے۔ اس روایت سے مناقب کی ان دونوں روایتوں میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ یہ واقعہ مکہ معظمہ میں ہوا تھا، اور چاند کا ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر تھا جو منیٰ میں تھا۔ مکہ معظمہ سے حرا اور منیٰ دونوں پورب جانب ہیں۔ اس لئے یہ روایت اس سے بھی معارض نہیں کہ حرا کو دونوں ٹکڑوں کے بیچ دیکھا۔

ان صحابۂ کرام کے علاوہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ معجزہ مروی ہے۔ نیز حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔ جیسا کہ ترمذی نے روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند دو پارہ ہوا۔ یہاں تک کہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ اس پہاڑ پر اور اس پہاڑ پر۔ تو مشرکین نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جادو کر دیا ہے۔ ان کے بعض نے بعض سے کہا اگر انہوں نے جادو کر دیا ہے تو استطاعت رکھتے ہیں کہ سب لوگوں پر جادو کر دیں۔

عـه مناقب انصار باب انشقاق القمر ص ۵۴۶ ثانی تفسیر سورۂ قمر ص ۷۲۱ ۔ عـه اکمال

علاوہ ازیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے وہ فرماتے ہیں چاند دو ٹکڑے ہوا اور ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ نیز حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اس کے مثل مروی ہے یہ کل سات صحابہ کرام ہوئے۔

شبہ اور اس کا جواب

اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر چاند کا دو ٹکڑے ہونا صحیح ہوتا۔ تو ایسی عجیب و غریب بات لوگوں سے چھپی نہیں رہتی اور یہ بطریق تواتر منقول ہوتا نیز اہل نجوم اور تاریخ والے اسے جانتے اور اپنی کتابوں میں ذکر کرتے۔

جواب

جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ رات میں ہوا۔ اس وقت لوگ گھروں میں ہوتے ہیں۔ اور سوئے رہتے ہیں، پھر یہ واقعہ ایک آن کے لئے ہوا تھا۔ اسے وہی شخص دیکھ سکتا تھا جو اس وقت چاند پر نظر رکھتا ہو عام طور پر لوگ رات کو جاگتے بھی ہیں تو اپنے اپنے کاموں میں مشغول رہتے ہیں، کون ہے جو آسمان کے طرف ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا۔ چاند میں گہن لگتا ہے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اگر وہ معمولی اور تھوڑی دیر رہتا ہے تو اس کو چند ہی لوگ دیکھ پاتے ہیں، علامہ عینی نے نقل فرمایا ہے کہ مکہ والوں نے کہا کہ یہ ابن ابو کبشہ کا جادو ہے۔ سفر کرنے والوں سے پوچھو اگر انھوں نے دیکھا ہو تو سچ ہے ورنہ جادو ہے۔

جو لوگ سفر میں گئے تھے جب واپس آئے تو انھوں نے بتایا کہ ہم نے چاند دو ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ نیز ایک خاص بات یہ بھی ہے، کہ یہ واقعہ مکہ معظمہ میں ہوا اسے صرف وہی لوگ دیکھ سکتے تھے۔ جو مکہ معظمہ کے آس پاس ان حدود میں تھے جو مکہ میں چاند کو دیکھ سکیں۔ رہ گئے دور دراز کے لوگ اختلاف مطالع کی بنا پر مکہ پر چمکنے والے چاند کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ وہ بھلا کس طرح دیکھ سکتے ہیں۔

قاضی بیضاوی نے فلاسفہ کی تقلید جامد میں آیت کریمہ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔ کی تفسیر میں کہا۔ سَيَنْشَقُّ عِنْدَ مَجِیْئِ الْقِيٰمَةِ۔ یعنی قیامت آنے پر شق ہوگا۔ اسے علماء نے کئی طرح سے رد کیا ہے، اوّلاً انشق ماضی کا صیغہ ہے، اور نصوص کے ظاہر سے عدول بلا دلیل جائز نہیں۔ ثانیاً اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ اس کی دلیل ہے، کہ یہ اعجاز قیامت قائم ہونے سے پہلے ہوگا۔ ثالثاً آگے فرمایا گیا۔ وَاِنْ يَّرَوْا آيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۔ اگر یہ لوگ کوئی آیت دیکھتے ہیں تو اس سے روگردانی کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ ہمیشہ رہنے والا جادو ہے۔ ظاہر ہے کہ قیامت کے دن کفار اس قسم کی بات نہیں کہیں گے۔ اس دن تو ان پر حق واضح ہو جائے گا۔ رابعاً اسے نشانی فرمایا گیا۔ اور نشانی کی ضرورت اسی دنیا میں ہے۔ قیامت کے روز کوئی نشانی طلب کرنے والا نہیں رہے گا۔

حدیث ۱۹۲۵

حدثنا قيس قال سمعت المغيرة بن شعبة رضي الله
حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
تعالیٰ عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال لا يزال
کرتے ہیں کہ فرمایا ہماری امت کے کچھ لوگ ہمیشہ غالب رہیں گے یہاں تک کہ اللہ
ناس من امتي ظاهرين حتى يأتيهم امر الله وهم ظاهرون عله
کا حکم ان کے پاس آئے اور وہ غالب ہی رہیں گے۔

حدیث ۱۹۲۶

حدثني عمير بن هانئ انه سمع معاوية يقول سمعت
عمیر بن ہانی نے حدیث بیان کی انھوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو
النبي صلى الله عليه وسلم يقول لا يزال من امتي امة قائمة
کہتے ہوئے سنا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے میری امت سے
بامر الله لا يضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتى يأتي
ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے دین پر قائم رہے گا، ان کو وہ لوگ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے جو
امر الله وهم على ذلك قال عمير بن هانئ فقال مالك ابن
ان سے الگ رہیں گے یا ان کے مخالف ہوں گے یہاں تک کہ اللہ کا حکم آئے گا اور وہ اسی پر
يخامر قال معاذ وهم بالشام فقال معاوية هذا مالك يزعم
رہیں گے۔ مالک ابن یخامر نے کہا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور وہ شام میں ہوں گے۔ اس پر
انه سمع معاذا يقول وهم بالشام عله
معاویہ نے کہا۔ یہ مالک ہیں جو گمان کرتے ہیں کہ انھوں نے معاذ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ لوگ شام میں ہوں گے۔

تشریحات ۱۹۲۵ ۱۹۲۶

"ظاہرین" اس کے معنی ہیں غالب رہنے والے۔ امر اللہ سے مراد وہ ہوا ہے جو قیامت کے قریب آوے گی اور ہر مومن مرد اور عورت کی روح نکالے گی یہ گروہ کون ہے؟ امام بخاری نے فرمایا کہ یہ اہل علم ہیں اور یہی راجح ہے۔ علم سے مراد علم دین اور قرآن و حدیث

عله ثانی الاعتصام باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاتزال طائفۃ من امتی ص ۱۰۸۹ توحید باب قول اللہ تعالیٰ انما امرنا لشیئ ص ۱۱۱۱ مسلم، جہاد۔ عه ثانی الاعتصام باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاتزال من امتی ص ۱۰۸۹ توحید باب قول اللہ تعالیٰ انما امرنا لشیئ ص ۱۱۱۱ مسلم، جہاد

کا علم ہے۔ اور غالب ہونے سے مراد دلیل اور حجت سے غلبہ ہے، یعنی قریب قیامت تک روئے زمین پر کچھ لوگ ایسے ضرور ہوں گے جو دلیل اور حجت میں پوری دنیا کے اسلام کے مخالفین پر غالب رہیں گے مخالفین خواہ مدعیان اسلام ہوں یا عیانًا اسلام کی مخالفت کرتے ہوں۔ اس کا بھی احتمال ہے کہ علم سے مراد معنی عام ہو، یعنی علم ظاہر اور علم باطن۔ اللہ کی زمین اولیائے کرام سے کبھی خالی نہ ہوگی۔

وهم بالشام۔ یہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا ارشاد ہے۔ غالبًا ان کی مراد ابدال سے ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے، کہ ابدال شام میں ہوں گے۔ اس تصویر پر انھوں نے خاص اولیائے کرام کو مراد لیا ہے، لیکن صحیح تعمیم ہے، بعض شارحین نے اس میں اور تعمیم کی کہ اس سے مراد مجاہدین وغیرہ بھی ہو سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ص ۵۱۵

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے فضائل

وَمَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ رَآهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَهُوَ مِنْ أَصْحَابِهِ۔

مسلمانوں میں سے جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی یا دیکھا وہ حضور کے اصحاب میں سے ہے۔

توضیح صحبت کا لفظ اپنے اطلاق کے اعتبار سے تھوڑی دیر کی صحبت کو بھی شامل ہے۔ اسی طرح رؤیت بھی۔ نیز یہ عام ہے کہ قریب سے دیکھا ہو، یا دور سے حقیقتاً دیکھنا ہو یا حکماً۔ جیسے نابینا کا حاضر دربار ہونا شرط یہ ہے۔ کہ ایمان کی حالت میں دیکھا اور ایمان ہی پر مرا ہو۔ اگرچہ بیچ میں ردت طاری ہوگئی ہو۔ جیسے عبد اللہ بن سرح اور اشعث بن قیس ان لوگوں نے ایمان قبول کیا، پھر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ پھر مرتد ہو گئے پھر اللہ نے توفیق دی مسلمان ہوئے۔

عبد اللہ بن سرح عہد رسالت ہی میں مرتد ہوئے، اور فتح مکہ کے موقع پر ایمان سے مشرف ہوئے۔ اور اشعث بن قیس بعد رسالت مرتد ہوئے، پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر ایمان قبول کیا، کچھ لوگوں نے صحابی ہونے کے لئے ایک مدت تک خدمت اقدس میں حاضر رہنے کی شرط کی ہے۔ عام محدثین کا یہی رجحان ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَفَضْلِهِمْ مِنْهُمْ أَبُوْ بَكْرٍ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ أَبِيْ قُحَافَةَ التَّيْمِيُّ وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ أُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ أُولٰئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ۔

سورہ حشر آیت ۸

مہاجرین کے مناقب اور ان کی فضیلت کا بیان۔ ان میں ابو بکر عبد اللہ بن ابو قحافہ تیمی ہیں۔ اور اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان۔ ان محتاج مہاجرین کے لیے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے۔ اللہ کا فضل اور اس کی رضا طلب کرنے کے لئے۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ہیں۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهِ

اور اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافرو کی شرارت سے انھیں باہر تشریف لیجانا ہوا صرف دوجا

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ سورۂ توبہ آیت نمبر ۴۰ سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کر بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

توضیح باب مہاجرین ان مسلمانوں کو کہتے ہیں جو قبل فتح مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئے۔ اور ایک تعریف یہ ہے کہ انصار اور فتح مکہ کے موقع پر یا اس کے بعد جو لوگ مسلمان ہوئے ان کو چھوڑ کر تمام مسلمان مہاجرین خواہ وہ کہیں کے باشندے ہوں، اس سے ظاہر ہو گیا کہ صحابۂ کرام کی تین قسمیں ہیں۔ مہاجر، انصار، فتح مکہ کے موقع پر یا اس کے بعد مسلمان ہونے والے۔ انصار اس خزرج اور ان کے خلفاء کو کہتے ہیں۔

منہم ابوبکر: حضرت امام بخاری یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر کا نام نامی عبد اللہ تھا۔ توضیح میں ہے کہ جاہلیت میں ان کا نام عبد الکعبۃ تھا اسلام میں عبد اللہ رکھا گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کا نام عتیق تھا کہا گیا ہے عتیق نام نہیں بلکہ ان کا خطاب ہے جیسے کہ صدیق۔ اور یہ خطاب من جانب اللہ ہے شب معراج حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کون میری تصدیق کرے گا انہوں نے عرض کیا کہ آپ کی تصدیق ابوبکر کریں گے اور وہ صدیق ہیں۔ ایک قول پر آپ مطلقاً سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں۔ آپ کے والدین بھی مشرف باسلام ہوئے۔ اور آپ کی اولاد بھی۔ آپ کی تین پشت صحابی ہے۔ اس کو آپ کی خصوصیات میں شمار کیا گیا ہے۔

۵۸۷ قَالَتْ عَائِشَةُ وَ اَبُوْ سَعِيْدٍ وَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ۔

ت ام المؤمنین حضرت عائشہ اور حضرت ابو سعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ابو بکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں تھے۔

تشریحات ۵۸۷ ام المؤمنین کا ارشاد باب ہجرت میں آرہا ہے۔ اور حضرت ابو سعید کا قول ابن حبان نے نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم امیر الحج بنا کر بھیج رہے تھے تو فرمایا اَنْتَ اَخِيْ وَصَاحِبِيْ فِي الْغَارِ۔ تم میرے بھائی میرے غار کے ساتھی ہو۔ اور حضرت ابن عباس کے قول کو امام احمد اور امام حاکم نے ہجرت کی حدیث میں نقل کیا ہے جس میں یہ ہے کہ ابوبکر چلے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں داخل ہوئے اس کے بعد امام بخاری نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طویل حدیث ہجرت ذکر کی ہے جو ابھی گذری ہے یہاں اس کا

ابتدائی حصہ یہ ہے کہ حضرت ابو بکر نے عازب سے تیرہ درم میں کجاوہ خریدا تو ابو بکر نے عازب سے کہا کہ براء سے کہدیں کہ اسے میرے گھر تک پہنچادیں تو عازب نے کہا نہیں جب تک آپ ہم سے وہ حدیث نہ بیان فرمائیں کہ جب آپ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے نکلے تھے اور مشرکین تلاش کر رہے تھے تو آپ لوگوں نے کیا کیا تھا۔

حدیث ۱۹۲۷

عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا فِي الْغَارِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ
کہا اور ہم غار میں تھے کہ اگر مشرکین میں سے کوئی اپنے قدموں کے نیچے نظر کرے تو ہمیں دیکھ لے گا
لَأَبْصَرَنَا فَقَالَ مَا ظَنُّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا عـه
فرمایا تیرا کیا گمان ہے ابو بکر ان دو کے ساتھ جن کا تیسرا اللہ ہے۔

تشریحات ۱۹۲۷

مشرکین نشان قدم دیکھتے ہوئے غار ثور کے منہ پر پہونچ گئے۔ اس کے بعد انھیں نشان قدم کہیں نہیں ملا غار کے دہانے پر کھڑے تھے حضرت صدیق اکبر نے دیکھ لیا اس وقت یہ عرض کیا تھا اس وقت اللہ کی نصرت یہ ظاہر ہوئی کہ انھوں نے غار کے اندر جھانک کر نہیں دیکھا۔ ظاہری سبب اس کا ارباب سیر نے یہ لکھا ہے کہ غار کے منہ پر ببول کا ایک درخت تھا جس پر مکڑی نے جالے تن دیئے تھے اور ایک کبوتر کا گھوسلہ تھا جب مشرکین وہاں پہنچے تو کبوتری گھوسلے سے نکل کر اڑ گئی تو انھوں نے کہا کہ اگر غار میں جاتے تو مکڑی کے جالے سلامت نہ رہتے اور نہ یہ گھوسلہ رہتا مشہور ہے کہ جو مسجد حرام میں کبوتر رہتے ہیں وہ اسی کبوتر کی نسل سے ہیں۔

بَابُ فَضْلِ أَبِي بَكْرٍ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ص ٥١٦
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر کا سب سے افضل ہونا۔

حدیث ۱۹۲۸

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں
نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُخَيِّرُ
لوگوں کے درمیان ایک دوسرے پر فضیلت دیتے تھے ہم سب سے افضل ابو بکر کو مانتے تھے پھر

عـه مناقب الانصار باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵۵۸ ثانی تفسیر باب قولہ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار ص ۶۷۲ مسلم فضائل ترمذی تفسیر

أَبَا بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ع۱

عمر بن خطاب پھر عثمان بن عفان کو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

تشریحات ۱۹۲۸ طبرانی میں ہے کہ ہم یہ کہتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات ظاہری کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ اس امت کے سب سے افضل ابوبکر، عمر اور عثمان ہیں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے تھے اور انکار نہیں فرماتے تھے۔ مناقب عثمان میں اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ابوبکر کے زمانے میں خود ابوبکر کے برابر کسی کو نہیں جانتے تھے۔ پھر عمر کو پھر عثمان کو پھر اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیتے تھے ان کے مابین کسی کو دوسرے سے افضل نہیں کہتے تھے۔

اس پر اہلسنت کا اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بلکہ انبیائے کرام کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اور اہلسنت کا مذہب صحیح اور راجح یہ ہے کہ حضرت عثمان حضرت علی سے بھی افضل ہیں اگرچہ اس میں اختلاف ہے بہت سے اسلاف کا مذہب یہ ہے کہ حضرت علی حضرت عثمان سے افضل ہیں۔ غالباً اسی اختلاف کے پیش نظر حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب پوچھا گیا کہ اہل سنت کی علامت کیا ہے تو فرمایا تفضیل الشیخین وحب الختنین والمسح علی الخفین۔ شیخین کو سب سے افضل ماننا دونوں داماد سے محبت کرنا اور موزوں پر مسح کرنا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا قَالَهُ أَبُو سَعِيدٍ۔ ص۵۱۶

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا بیان اگر میں کسی کو خلیل بناتا اسے ابو سعید سے روایت کی ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

حدیث ۱۹۲۹ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي خَلِيلًا لَا

ہیں کہ فرمایا اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن

تَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلٰكِنْ أَخِي وَصَاحِبِي۔ ع۲

وہ میرے بھائی اور میرے دوست ہیں۔

ع۱ مناقب عثمان بن عفان ص۵۲۳ ع۲ بخاری ثانی الرقاق باب التواضع ص۹۶۳

۱۹۲۹ اس کے بعد بطریق ایوب جو روایت ہے اس میں یہ ہے لکن اخوۃ الاسلام افضل۔ لیکن اسلام کی بھائی چارگی افضل ہے۔

تشریحات

خلیل: خلیل خلۃ سے مشتق ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ جو سب سے رشتہ ناطہ توڑ کر صرف اللہ کے ساتھ تعلق قائم رکھے اور صرف اسی کے ساتھ محبت رکھے ایسی جس میں کوئی غرض یا خلل نہ ہو اور ایک قول یہ ہے کہ خلیل کے معنی یہ ہیں جو کسی کے ساتھ مختص ہو کر رہ جائے۔ ابو بکر بن فورک نے کہا خلۃ کے معنی یہ ہیں کہ کسی کے ساتھ ایسی خالص محبت ہو کہ وہ اسی کا ہو کر رہ جائے اور آپس میں وہ راز و نیاز ہوں جس سے دوسرے محروم ہوں۔

اکثر علماء کا مختار یہ ہے کہ محبت خلۃ سے ارفع ہے اس لئے کہ حبیب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ جو خلیل علیہ السلام کے درجہ سے بلند ہے۔ محبت کے اصل معنی یہ ہیں کہ اس کی طرف جھکنا جو محب چاہے۔ لیکن میل مخلوق کا خاصہ ہے اللہ عزوجل کی ذات میں اس کا لازمی معنی مراد ہے یعنی سعادت پر قادر کرنا اور لایعنی بات سے محفوظ رکھنا اور ہر خیر کی توفیق دینا اور قرب کے اسباب کو مہیا کرنا اور اپنی رحمت کا اس پر فیضان کرنا اور اس کا اعلیٰ درجہ قلب سے حجاب کو اٹھا دینا ہے یہاں تک کہ وہ اس حدیث کا مظہر بن جائے کہ فرمایا۔

جب[1] میں کسی بندے کو محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔

اس کو کما حقہٗ وہی سمجھ سکتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ خالص ہو جائے۔ اور غیر اللہ سے انقطاع کلی حاصل ہو جائے اور صفائے قلب بہ تمامہا حاصل ہو جائے۔ اس سلسلے میں علماء نے بہت لمبی چوڑی بحثیں کی ہیں جس کا اجمالی بیان یہ ہے خلیل وہ ہے جس کا وصول بواسطہ ہو جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے فرمایا گیا وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اور ایسے ہی ہم ابراہیم کو آسمانوں اور ساری زمین کی بادشاہی دکھاتے ہیں انعام (۷۵) اور حبیب وہ ہے جو صرف محب کی عنایت سے وصال سے شادکام ہو۔ فرمایا فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى۔ تو وہ جلوہ دو کمانوں کی مقدار بلکہ اس سے بھی کم فاصلے پر محبوب کے قریب ہوا۔ خلیل وہ ہے جنھوں نے یہ عرض کیا اَلَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ۔ وہ ذات ہے جس سے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میری لغزش سے درگذر فرمائے گا۔ شعراء (۸۲) اور حبیب وہ ہے جس کے بارے میں یہ فرمایا گیا۔ لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ تاکہ اللہ آپ کی وجہ سے آپ کے متعلقین کے اگلے پچھلے گناہوں کو بخش دے۔ فتح (۲) خلیل وہ ہے جس

---

[1] بخاری ثانی، الرقاق باب التواضع ص۹۶۳

نے یہ عرض کیا وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ۔ جس دن لوگوں کو اٹھائے مجھے رسوا مت کرنا۔ شعراء (۸۷) اور حبیب سے یوں فرمایا گیا۔ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ۔ اس دن اللہ نبی کو رسوا نہیں کرے گا۔ تحریم (۸) خلیل وہ ہے جنھوں نے یوں عرض کیا۔ وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ اور میری سچی ناموری رکھ۔ شعراء (۸۴) اور حبیب سے یوں فرمایا گیا وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ اور ہم نے تیرے لئے تیرا ذکر بلند فرمایا (بغیر کسی سوال کے) خلیل وہ ہیں جنھوں نے عرض کیا۔ وَاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ۔ اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں سے بچا۔ ابراہیم (۳۵) حبیب وہ ہیں جن سے فرمایا گیا۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ۔ اے اہل بیت نبوت اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمائے۔ (۳۳ احزاب)

اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ۔ حدیث کے اس حصے پر یہ اعتراض ہے کہ خلت سے اخوۃ الاسلام کو افضل کہنا صحیح نہیں، اسی لئے داؤدی نے کہا یہ حصہ محفوظ نہیں لیکن اس کی توضیح یہ ہے کہ صدیق اکبر کے حق میں میرا ان سے جو اخوت اسلام کا تعلق ہے افضل ہے مطلقاً اخوت کو خلت سے افضل بتانا مقصود نہیں ہے۔

حدیث ۱۹۳۰

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ مُلَیْكَةَ قَالَ كَتَبَ اَهْلُ الْكُوْفَةِ
عبد اللہ بن ابو ملیکہ سے روایت ہے کہ اہل کوفہ نے عبد اللہ بن زبیر کو دادا کے
اِلَی ابْنِ الزُّبَیْرِ فِی الْجَدِّ فَقَالَ اَمَّا الَّذِیْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی
بارے میں لکھا (کہ میراث میں اس کا کتنا حصہ ہے) تو انھوں نے کہا سنو جن کے بارے میں رسول اللہ
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُهٗ[عله]
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اس امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو انھیں بناتا یعنی ابو بکر
اَنْزَلَهٗ اَبًا یَعْنِیْ اَبَا بَكْرٍ۔
انھوں نے دادا کو باپ کی جگہ رکھا۔

تشریحات ۱۹۳۰ یہ لکھنے والے عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود تھے ان کا مطلب یہ تھا کہ اگر باپ نہ ہو تو دادا کو میراث سے حصہ ملے گا یا نہیں اگر ملے گا تو کتنا ملے گا تو حضرت عبد اللہ بن زبیر نے فرمایا اس صورت میں دادا باپ کی جگہ ہے باپ کی طرح وہ چھٹا حصہ پائے گا جب کہ اولاد ہو ورنہ عصبہ ہے۔ یہ حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا ہے۔

باب ص ۵۱۶

عله بخاری ثانی۔ الرقاق باب التواضع ص ۹۶۳

WWW.NAFSEISLAM.COM

حدیث ۱۹۳۱

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَتَتْ اِمْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ قَالَتْ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ كَأَنَّهَا تَقُوْلُ الْمَوْتَ قَالَ إِنْ لَّمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِيْ أَبَا بَكْرٍ عله

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو حضور نے اسے حکم دیا کہ پھر آنا اس نے عرض کیا فرمائیے اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں گویا وہ کہہ رہی تھی کہ آپ کا وصال ہو جائے تو فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو ابو بکر کے پاس آنا۔

تشریحات ۱۹۳۱

اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ میرے بعد خلیفہ بلا فصل ابو بکر ہوں گے اس مضمون کی اور بھی حدیثیں ہیں۔ اسماعیلی نے اپنی معجم میں سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور پوچھا آپ کا وقت موعود آ جائے تو کون فیصلہ کرے گا۔ فرمایا ابو بکر پھر پوچھا ان کے بعد کون فیصلہ کرے گا۔ فرمایا عمر اسی طرح طبرانی نے عصمہ بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے بعد ہم اپنے مال کے صدقے کسے دیں گے فرمایا ابو بکر کو اس حدیث میں کچھ ضعف ہے۔ مگر جب دوسری صحیح حدیث سے یہ مضمون ثابت ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

حدیث ۱۹۳۲

عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمَّارًا يَقُوْلُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مَعَهُ إِلَّا خَمْسَةُ أَعْبُدٍ وَامْرَأَتَانِ وَأَبُوْبَكْرٍ عه

ہمام نے کہا کہ میں نے حضرت عمار سے سنا کہتے تھے ایک وقت میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ حضور کے ساتھ صرف پانچ غلام اور دو عورتیں اور ابو بکر تھے۔

تشریحات ۱۹۳۲

وہ پانچ غلام یہ تھے حضرت بلال، زید بن حارثہ، عامر بن فہیرہ، ابو فکیہہ اور حضرت عمار کے والد یاسر، دو عورتیں یہ تھیں۔ ام المومنین حضرت خدیجہ اور حضرت عمار کی

عله ثانی کتاب الاحکام باب الاستخلاف ص۱۰۷۲ الاعتصام باب الاحکام ص۱۰۹۳ مسلم فضائل ترمذی مناقب۔

عه مناقب انصار باب اسلام ابی بکر ص۵۴۳۔

والدہ حضرت سُمَیّہ۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آزاد مردوں میں سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔

حدیث ۱۹۳۲

عَنْ عَائِذِ اللّٰہِ اَبِیْ اِدْرِیْسَ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

بیٹھا تھا کہ سامنے سے ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اپنے تہبند کا کنارہ پکڑے ہوئے یہاں تک کہ ان

اِذْ اَقْبَلَ اَبُوْ بَکْرٍ اٰخِذًا بِطَرَفِ ثَوْبِہٖ حَتّٰی اَبْدٰی عَنْ رُکْبَتَیْہِ فَقَالَ

کا گھٹنہ کھل گیا تھا۔ یہ دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے دوست نے کسی سے جھگڑا

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا صَاحِبُکُمْ فَقَدْ غَامَرَ فَسَلَّمَ

کریا ہے حضرت ابو بکر نے سلام کیا اور عرض کیا کہ میرے اور ابن خطاب کے درمیان کچھ ہوگیا

فَقَالَ اِنِّیْ کَانَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ ابْنِ الْخَطَّابِ شَیْءٌ فَاَسْرَعْتُ اِلَیْہِ

تھا میں نے ان سے صفائی کرنے میں جلدی کی پھر میں شرمندہ ہوا میں نے ان سے سوال کیا

ثُمَّ نَدِمْتُ فَسَاَلْتُہٗ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ فَاَبٰی عَلَیَّ ذٰلِکَ فَاَقْبَلْتُ اِلَیْکَ

مجھے معاف کردیں انھوں نے انکار کردیا اب میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ حضور نے

فَقَالَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکَ یَا اَبَا بَکْرٍ ثَلَاثًا ثُمَّ اِنَّ عُمَرَ نَدِمَ فَاَتٰی مَنْزِلَ

تین مرتبہ فرمایا اللہ تجھے معاف کردے اے ابو بکر اس کے بعد عمر شرمندہ ہوئے اور حضرت ابو بکر

اَبِیْ بَکْرٍ فَسَاَلَ اَثَمَّ اَبُوْ بَکْرٍ قَالُوْا فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

کے گھر آئے۔ پوچھا کہ ابو بکر یہاں ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ نہیں۔ پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

فَجَعَلَ وَجْہُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَمَعَّرُ حَتّٰی اَشْفَقَ اَبُوْ بَکْرٍ

کی خدمت میں حاضر ہوئے انھیں دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے انور بدلنے لگا یہاں تک

فَجَثَا عَلٰی رُکْبَتَیْہِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاللّٰہِ اَنَا کُنْتُ اَظْلَمَ مَرَّتَیْنِ

ابو بکر ڈر گئے اور اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہوگئے پھر دو مرتبہ عرض کیا یا رسول اللہ بخدا میں نے ان

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ اِلَیْکُمْ فَقُلْتُمْ

پر ظلم کیا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا تم نے کہا آپ جھوٹے ہیں

كَذَبْتَ وَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ صَدَقَ وَوَاسَانِيْ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَهَلْ اَنْتُمْ

اور ابو بکر نے کہا سچ فرمایا اور اپنے جان و مال میں مجھے شریک کیا اور دو مرتبہ فرمایا کیا تم

تَارِكُوْا لِيْ صَاحِبِيْ مَرَّتَيْنِ فَمَا اُوْذِيَ بَعْدَهَا [عہ]

میرے دوست کو چھوڑ دو گے اس کے بعد حضرت ابو بکر کو ایذا نہیں دی گئی۔

۱۹۳۳ تشریحات

تفسیر[لہ] میں یہ ہے کہ حضرت ابو الدرداء کہتے ہیں کہ ابو بکر عمر کے درمیان کچھ تکرار ہو گئی تو ابو بکر نے عمر کو غصہ دلا دیا وہاں لفظ محاورہ کا ہے جس کے معنی بات کرنے کے ہیں مراجعت کے ہیں یعنی بات کرنے میں تکرار، نیز یہ بھی ہے کہ حضرت عمر نے دروازہ بند کر لیا اور حضرت عبد اللہ بن مبارک کی روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر حضرت عمر کے پیچھے پیچھے بقیع تک گئے مگر وہ اپنے گھر میں داخل ہو کر دوسرے دروازے سے باہر نکل گئے۔ جہاں دو برتن ہوتے ہیں ٹکر ہو جاتی ہے باپ بیٹے بھائی بھائی میاں بیوی احباب کے درمیان اختلاف ہو جاتا ہے کبھی غصے کی شدت سے بے قابو ہو کر ایک دوسرے کو نامناسب الفاظ کہہ دیتے ہیں مگر مسلمان کی شان یہ ہے کہ کینہ و بغض نہ رکھے اور جس قدر جلد ممکن ہو صفائی کرے، حدیث[لہ] میں ہے کہ مسلمان کو یہ جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے تعلقات منقطع کیے رہے اور فرمایا جنت اس کی طرف ہے جو سلام کی ابتدا کرے نیز فرمایا کہ اگر ایک معافی مانگ لے تو گناہ اس پر ہوتا ہے جو روگردانی کرے اسی جذبے کے تحت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد میں نادم ہوئے اس حدیث سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں حضرت صدیق اکبر کی کتنی عظمت و محبت تھی نیز اشارۃً ثابت ہوا کہ حضرت صدیق اکبر تمام صحابہ سے افضل ہیں نیز ثابت ہوا کہ جو افضل ہو اس سے اگر کسی کو دل شکنی ہو وہ صفائی کی کوشش کرے ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا۔ اعراف (۲۰۱)

جن کے دل میں ڈر ہے جب ان کو شیطان کی طرف سے ٹھیس لگتی ہے تو ہوشیار ہو جاتے ہیں۔

۱۹۳۴ حدیث

عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

[عہ] مناقب انصار باب اسلام ابی بکر ص ۵۴۴

[لہ] بخاری ثانی - ادب، باب الہجرۃ ص ۸۹۷

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ عَلٰى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَاَتَيْتُهُ
نے ان کو جیش ذات السلاسل پر امیر بنا کر بھیجا میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے پوچھا
فَقُلْتُ اَيُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ فَقُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ
سب سے زیادہ آپ کو کون پیارا ہے فرمایا عائشہ تو میں نے عرض کیا مردوں میں سے۔ فرمایا
قَالَ اَبُوْهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَعَدَّ رِجَالًا
ان کے باپ۔ میں نے پوچھا پھر کون پھر فرمایا عمر بن خطاب اس کے بعد چند آدمیوں کو اور گنایا عـه

تشریحات ۱۹۳۴ مغازی کی روایت میں اخیر میں یہ زائد ہے کہ پھر میں چپ ہوگیا اس ڈر سے کہ مجھے سب سے آخر میں نہ کر دیں۔

غزوہ ذات السلاسل۔ غزوہ ذات السلاسل ۷ھ یا ۸ھ میں ہوا تھا اس سریے کے امیر حضرت عمرو بن عاص بنائے گئے تھے اس لشکر میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر بھی تھے اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مصلحت رکھی ہوگی غالباً حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو یہ خیال گذرا کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں حضرت ابو بکر حضرت عمر سے بھی زیادہ پیارا ہوں اس لئے انھوں نے حضور سے وہ سوال کیا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی خاص مصلحت کی بنا پر یہ جائز ہے کہ کسی مفضول کو افضل پر امیر بنایا جائے۔ اور افضل پر لازم ہے کہ اسے تسلیم کرے۔

حدیث ۱۹۳۵ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَمَا اَنَا
وسلم سے سنا کہ فرمایا میں سو رہا تھا کہ اپنے آپ کو ایک کنوئیں پر دیکھا جس پر ڈول ہے
نَائِمٌ رَاَيْتُنِيْ عَلٰى قَلِيْبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ
تو میں نے اس سے اللہ نے جتنا چاہا نکالا۔ پھر اس کو ابن ابی قحافہ نے لیا۔ اس نے ایک
ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ
یا دو ڈول نکالا اور ان کے نکالنے میں کچھ ضعف ہے اور اللہ اس کے ضعف کو معاف

عـه ثانی مغازی باب غزوۃ ذات السلاسل ص ۶۲۵ ـ مسلم فضائل۔ ترمذی۔ نسائی۔ مناقب

نَزْعِهٖ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ضَعْفَهٗ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا
فرما دے پھر وہ ڈول چرس ہو گیا پھر اسے ابن خطاب نے لیا
فَاَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِّنَ النَّاسِ يَنْزِعُ
تو میں نے کسی ماہر کو نہیں دیکھا کہ عمر کی طرح نکالے یہاں تک
نَزْعَ عُمَرَ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ عہ
کہ لوگوں کو سیراب کر دیا۔

حدیث ۱۹۳۶ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نے فرمایا جو اپنے کپڑے کو تکبر سے زمین پر گھسیٹے گا قیامت کے دن
مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ
اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ اس پر ابو بکر نے
اِنَّ اَحَدَ شِقَّيْ ثَوْبِيْ يَسْتَرْخِيْ اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ فَقَالَ
عرض کیا میرے کپڑے کا ایک کنارہ لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں اس کا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذٰلِكَ خُيَلَاءَ
خیال رکھوں کہ ایسا نہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایسا براہ تکبر
قَالَ مُوْسٰى قُلْتُ لِسَالِمٍ اَذَكَرَ عَبْدُ اللّٰهِ مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ قَالَ لَمْ
نہیں کرتے موسیٰ نے کہا میں نے سالم سے پوچھا کیا عبد اللہ نے مَنْ جَرَّ اِزَارَہٗ کہا تھا تو انھوں نے
اَسْمَعْهُ ذَكَرَ اِلَّا ثَوْبَهٗ عہ
نے کہا میں نے یہی سنا ہے کہ انھوں نے ثوبہٗ ہی ذکر کیا۔

عہ ثانی تعبیر باب نزع الذنوب ص ۱۰۳۹ ص ۱۰۴۰ باب الاستراحۃ فی المنام ص ۱۰۴۰ توحید باب فی المشیئۃ والارادۃ ص ۱۱۱۳ مسلم فضائل۔

عہ ثانی لباس باب قول اللہ تعالیٰ قل من حرم زینۃ اللہ ص ۸۶۰ باب من جر ازارہٗ ص ۸۶۰ باب من جر ثوبہ من الخیلاء ص ۸۶۱ ادب باب من اثنی علی اخیہ ص ۸۹۵ ابوداؤد لباس ترمذی زینت۔

تشریحات

۱۹۳۵، ۱۹۳۶ بہ نیت تکبر تہبند پائجامے یا کرتے یا جبے کو ٹخنے کے نیچے تک رکھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر بہ نیت تکبر نہ ہو بطور عادت و شوق ہو تو مکروہ تنزیہی لیکن اگر وہ کوشش کرتا ہو کہ کپڑا ٹخنوں کے نیچے تک نہ لٹکے لیکن وہ سرک کر لٹک جاتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ آج کل مقررین و پیرزادگان کی عادت ہو گئی ہے کہ وہ پائجامے اور تہبند ٹخنوں کے نیچے تک لٹکائے رکھتے ہیں۔ اور بہت سے لوگ آج کل علماء جبے بھی زمین تک گھسٹا رکھتے ہیں ٹوکنے پر کہہ دیتے ہیں ہم براہ تکبر ایسا نہیں کرتے۔ یہ زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی خلاف اولیٰ ہے اس پر دار و گیر مناسب نہیں مگر ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ عوام اس کو سخت معیوب مانتے ہیں۔ حتی کہ ان کی اکثریت یہ خیال کئے ہوئے ہے کہ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز جائز نہیں ان مدعیان رہنمائی کو خبر نہیں کہ حدیث میں فرمایا گیا کہ اِتَّقُوْا مَوَاضِعَ التُّهَمِ۔ تہمت کی جگہوں سے بچو اور فرمایا گیا اِيَّاكُمْ وَمَا يُعْتَذَرُ مِنْهُ ایسے کاموں سے بچو جس کا عذر بیان کرنا پڑے۔

قال موسٰی۔ اس سوال کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ روایت کیا ہے یا مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ سالم نے بتایا کہ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ روایت کیا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ وعید صرف ازار کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ ہر کپڑے کو عام ہے خواہ وہ کرتا ہو جبہ ہو یا پائجامہ ہو۔

حدیث ۱۹۳۷

أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى
ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
کی رفیقۂ حیات سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔
وَسَلَّمَ مَاتَ (الٰى ان قال) وَاجْتَمَعَتِ الْاَنْصَارُ اِلٰى سَعْدِ بْنِ
اور انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہ کے پاس اکٹھا ہوئے اور انھوں
عُبَادَةَ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ فَقَالُوْا مِنَّا اَمِيْرٌ وَمِنْكُمْ اَمِيْرٌ
نے کہا ہم میں سے ایک امیر ہوگا اور تم میں سے ایک امیر ہوگا۔
فَذَهَبَ اِلَيْهِمْ اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ
سن کر ان کے پاس ابو بکر عمر بن خطاب اور ابو عبیدہ بن جراح گئے۔ عمر نے

الْجَرَّاحِ فَذَهَبَ عُمَرُ يَتَكَلَّمُ فَأَسْكَتَهُ أَبُوبَكْرٍ وَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ
چاہا کہ بات کریں تو ابوبکر نے انھیں چپ کرا دیا۔ عمر کہتے تھے بخدا یہ ارادہ میرا
وَاللّٰهِ مَا أَرَدْتُ بِذَالِكَ إِلَّا أَنِّي قَدْ هَيَّأْتُ كَلَامًا قَدْ أَعْجَبَنِي
اس بنا پر تھا کہ میں نے ایک مضمون ذہن میں تیار کر لیا تھا جو مجھے بہت اچھا
خَشِيتُ أَنْ لَا يَبْلُغَهُ أَبُوبَكْرٍ ثُمَّ تَكَلَّمَ أَبُوبَكْرٍ فَتَكَلَّمَ أَبْلَغَ النَّاسِ
لگا تھا مجھے اندیشہ تھا کہ اس کو ابوبکر نہیں کہہ پائیں گے اس کے بعد ابوبکر
فَقَالَ فِي كَلَامِهِ نَحْنُ الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ فَقَالَ حُبَابُ بْنُ
نے بات کی تو سب لوگوں سے زیادہ بلیغ بات کی انھوں نے اثنائے گفتگو میں کہا ہم امیر
الْمُنْذِرِ لَا وَاللّٰهِ لَا نَفْعَلُ مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ
ہوں گے اور تم لوگ وزیر تو حباب بن منذر نے کہا بخدا ہم ایسا نہیں کریں گے ہم میں
لَا وَلٰكِنَّا الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ دَارًا
سے ایک امیر ہوگا اور تم میں سے ایک امیر ہوگا اس پر ابوبکر نے کہا ہم ایسا نہیں کریں گے
وَأَعْرَبُهُمْ أَحْسَابًا فَبَايِعُوا عُمَرَ أَوْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ
ہم امیر ہوں گے اور تم وزیر قریش تمام عرب سے افضل ہیں گھر کے اعتبار سے اور خالص ہیں حسب
فَقَالَ عُمَرُ بَلْ نُبَايِعُكَ أَنْتَ فَأَنْتَ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلَىٰ
کے اعتبار سے اس لئے تم لوگ عمر یا ابو عبیدہ بن جراح کی بیعت کرو تو عمر نے کہا
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهِ فَبَايَعَهُ
ہم آپ کی بیعت کریں گے آپ ہمارے سردار ہیں ہم سے بہتر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وَبَايَعَهُ النَّاسُ فَقَالَ قَائِلٌ قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فَقَالَ عُمَرُ
کو ہم سب سے زیادہ پیارے ہیں اس کے بعد عمر نے ان کا ہاتھ پکڑا اور ان کی بیعت کر لی پھر سب لوگوں
قَتَلَهُ اللّٰهُ
نے ان کی بیعت کر لی کسی کہنے والے نے کہا تم نے سعد بن عبادہ کو مار ڈالا عمر نے کہا انھیں اللہ نے مار ڈالا۔

تشریحات کتاب الجنائز میں اس حدیث کا ابتدائی حصہ تھوڑے رد و بدل کے ساتھ گذر چکا ہے
۱۹۴۰

مضمون دونوں کا ایک ہے یہاں ہم نے سقیفہ بنی ساعدہ کا حصہ لیا ہے جو پہلے کہیں نہیں گذرا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام پر جو غم و اندوہ حیرانی و پریشانی طاری تھی حضرت صدیق اکبر کے خطبے سے اس میں قدرے سکون پیدا ہو گیا تھا حضرت ابوبکر حضرت عمر وغیرہ بیٹھے تھے غالباً تجہیز و تکفین کے سلسلے میں بات چیت ہو رہی ہوگی کہ ایک صاحب نے باہر سے پکارا اے ابن خطاب ادھر آئیے حضرت عمر نے کہا جاؤ ہم مصروف ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے میں تو انھوں نے کہا کہ ایک خطرناک بات پیدا ہو گئی ہے انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں اکٹھا ہو گئے ہیں آپ لوگ ان کے پاس جاؤ قبل اس کے کہ وہ کوئی ایسی بات پیدا کر دیں جس سے آپس میں اختلاف پیدا ہو جائے۔ انھوں نے حضرت ابوبکر سے کہا چلئے اب ہم انصار کی طرف چلیں تو ہمیں دو نیک بخت صاحبان ملے اور دونوں نے کہا آپ لوگ وہاں نہ جائیں تو کوئی حرج نہیں آپ لوگ اپنے معاملے کا فیصلہ کر لیں۔ میں نے کہا کہ ہم وہاں (یعنی حضرت عمر نے کہا کہ ہم وہاں جائیں گے) وہاں جا کر دیکھا کہ ان کے درمیان ایک صاحب کمبل اوڑھے ہوئے بیٹھے ہیں حضرت عمر نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں لوگوں نے بتایا کہ سعد بن عبادہ ہیں انھوں نے پوچھا کیا بات ہے کمبل اوڑھے ہوئے ہیں لوگوں نے بتایا بیمار ہیں۔

بات یہ ہوئی کہ انصار کرام کے دونوں قبیلے اس بات پر متفق ہو گئے تھے کہ حضرت سعد بن عبادہ کو امیر بنا دیا جائے جب حضرت ابوبکر وغیرہ وہاں پہونچے تو انھیں دیکھ کر اور ان کے دلائل سن کر قبیلہ اوس نے اپنی رائے بدل دی اور یہ حضرت ابوبکر کے حق میں ہو گئے پھر بہت لمبی چوڑی بحث ہوئی حضرت صدیق اکبر نے وہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی سنایا الائمۃ من قریش جس سے تقریباً سبھی سمجھ دار لوگ مطمئن ہو گئے لیکن پھر بھی کچھ آپس میں نوک جھونک ہوتی رہی اسی اثنا میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگ عمر یا ابوعبیدہ بن جراح کی بیعت کر لو جس پر حضرت عمر نے کہا کہ نہیں آپ ہاتھ لائیے ہم آپ کی بیعت کریں گے حضرت ابوبکر نے ہاتھ پھیلایا سب سے پہلے حضرت عمر نے بیعت کی پھر مہاجرین نے پھر جتنے وہاں انصار کرام موجود تھے سب نے، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے بیعت نہیں کی اور وہ شام چلے گئے اور وہیں ان کا وصال ہو گیا پھر دوسرے دن مسجد نبوی میں بیعت عامہ ہوئی اور تمام انصار و مہاجرین نے بیعت کی حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سقیفہ بن ساعدہ تشریف نہیں لے گئے تھے یہ بیت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں: بنی ہاشم کو لے کر آپس میں مشورہ کر رہے تھے دوسرے دن بیعت عامہ کے وقت حضرت زبیر کو بھی بلوایا انھوں نے بھی بیعت کر لی اور بروایت صحیحہ حضرت علی کو بھی بلوایا انھوں نے بھی بیعت کر لی۔

شبہات وجوابات

اس سلسلے میں روافض کی طرف سے بہت سے وسوسے پھیلائے جاتے ہیں اس میں سے ایک یہ ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شریک نہیں کیا گیا۔ جواب۔ یہ ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں جو مجمع اکٹھا ہوا تھا اسے حضرت ابوبکر یا حضرت عمر نے اکٹھا نہیں کیا تھا انصار کرام خود جمع ہو گئے تھے ان دونوں حضرات کو کسی نے بلایا نہیں تھا ان حضرات کو جب یہ اطلاع ملی تو از خود تشریف لے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ کو کس نے منع کیا تھا وہ بھی تشریف لے جاتے۔

دوسرا وسوسہ یہ پھیلایا جاتا ہے کہ حجۃ الوداع سے واپسی میں غدیر خم پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر نص جلی کر دی تھی اس کے بعد کسی کو بھی اس کے خلاف کرنے کی اجازت نہیں تھی۔

جواب یہ ہے کہ یہ سراسر جعل اور فریب ہے غدیر خم پر خلافت کی بات ہی نہیں آئی تھی قصہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تھا۔ وہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شریعت کے احکام کے مطابق دار وگیر فرمائی اب تک وہ لوگ کسی باقاعدہ حاکم کے ماتحت نہیں رہے تھے۔ جس کی وجہ سے انھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کشیدگی پیدا ہو گئی تھی غدیر خم وہ جگہ ہے جہاں تک مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ اور یمن دونوں جگہوں کے حجاج کا راستہ ایک ہی تھا یہاں سے یمن کا راستہ مدینہ طیبہ سے الگ ہو رہا تھا اہل یمن کی اصلاح کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا من کنت مولاہ فعلی مولاہ ،، میں جس کا مولیٰ ہوں علی بھی اس کے مولیٰ ہیں۔ مولیٰ کے معنی صرف مالک کے نہیں ہوتے بلکہ محب، محبوب، ناصر حامی کے بھی ہوتے ہیں یہاں مولیٰ بمعنی مالک درست نہیں اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انبیائے کرام کے بھی اس معنی کر مولیٰ ہیں اور اس پر فریقین کا اتفاق ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرات انبیائے کرام کے آقا نہیں۔ ہاں محب، محبوب، ناصر سب کے ہیں اس لئے یہاں حدیث میں یہی دوسرے معنی متعین ہیں۔ اگر اس حدیث میں مولیٰ بمعنی مالک یا آقا ہوتا اور یہ ارشاد خلافت پر نص ہوتی تو حضرت علی پر فرض تھا کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں تشریف لے جاتے اور سب کو حضور کا یہ ارشاد سناتے اگر وہاں تشریف نہ لے جا سکے تھے تو دوسرے دن جب مسجد نبوی میں بیعت عامہ کے لئے سب لوگ اکٹھا ہو رہے تھے وہاں حضرت علی کو از خود تشریف لا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پیش کرنا فرض تھا یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ انھیں اس کی اطلاع نہیں تھی اس لئے کہ ان کا دولت خانہ مسجد نبوی سے بالکل متصل تھا۔ بروایت صحیحہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بلانے سے وہ آئے مگر پھر بھی اس ارشاد کو نہیں پیش کیا بلکہ غیر حاضری کا سبب صرف یہ بیان فرمایا کہ ہمیں اس سے

تکلیف ہوئی کہ مشورے میں ہمیں شریک نہیں کیا گیا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس ارشاد کا جو مطلب روافض بیان کرتے ہیں اور اس سے خلافت بر نص جلی کہتے ہیں غلط ہے نیز اسی سے یہ ثابت ہوا کہ اس کے علاوہ بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے بارے میں ان سے یا کسی سے کوئی وصیت نہیں فرمائی تھی ورنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش نہیں رہتے اس موقع پر بربنائے صدق روافض ان کا خاموش رہنا کتمان حق ہے جو بہت بڑا جرم ہے۔ تیسرا وسوسہ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ مبارکہ رکھا رہا صحابۂ کرام کو کفن دفن کی فکر نہیں تھی۔ خلافت کی فکر میں لگے رہے یہاں تک کہ چوبیس گھنٹے سے زائد جنازہ مبارکہ رکھا رہا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہی اعتراض حضرت علی پر بھی پڑتا ہے بلکہ اور سخت پڑتا ہے اس لئے کہ کسی میت کے کفن دفن کی ذمہ داری سب سے پہلے گھر والوں پر عائد ہوتی ہے پھر حضرت علی نے کیوں تاخیر کی۔ بات یہ ہے کہ کسی بھی قوم کو بغیر سلطان یا امیر کے ایک منٹ چھوڑنا بین الاقوامی طور پر آج بھی خلاف قانون ہے اس وقت جو صورت حال تھی اگر خدانخواستہ کسی صحیح شخصیت کا خلافت کے لئے انتخاب نہ ہوتا پھر کیا ہوتا یہ کسی سے مخفی نہیں ایک ایسی وسیع سلطنت جس کا رقبہ پورے عرب کو محیط تھا وہ بھی ایسے لوگوں پر مشتمل تھا جو اب تک کسی اجتماعی حکومت کے ماتحت رہنے کے عادی نہیں تھے اگر انہیں یونہی چھوڑ دیا جاتا یا خدانخواستہ صحیح انتخاب نہ ہوتا تو یہ سلطنت باقی بھی رہتی یہ غور طلب بات ہے؟ اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سب سے اہم اقدم کام یہی تھا کہ جانشین کو منتخب کر لیا جاتا اسی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی لگے ہوئے تھے اور دوسرے صحابۂ کرام بھی۔ پہلا دن سقیفہ بنی ساعدہ کے قصے میں ختم ہو گیا دوسرے دن بیعت عامہ ہوئی پھر یہ مسئلہ درپیش ہوا کہ کہاں دفن کیا جائے یہ طے ہونے کے بعد غسل دیا گیا پھر فردا فردا اس طرح نماز جنازہ ہوئی کہ جنازہ مبارکہ حجرہ مقدسہ میں رکھا رہا اس میں جتنی گنجائش تھی اتنے آدمی وہاں جاکر فردا فردا بغیر کسی امام کے نماز جنازہ پڑھتے اس میں تاخیر ہو گئی۔

اس سلسلے میں مولانا روم کی مثنوی شریف کا ایک شعر پیش کیا جاتا ہے ؎

چوں صحابہ حب دنیا داشتند
مصطفیٰ را بے کفن بہ گذاشتند

چونکہ صحابۂ کرام دنیا کی محبت رکھتے تھے اس لئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے کفن کے چھوڑ دیا یہ شعر حضرت مولانا روم کا ہرگز نہیں کسی رافضی کا الحاق ہے جیسے کہ ایک اور شعر مثنوی کی طرف منسوب ہے ؎

کور کورانہ مرو در کربلا
تا نیفتی چوں حسین اندر بلا

اندھا دھند کربلا میں مت جاؤ تا کہ حسین کی طرح بلا میں نہ پڑ جاؤ یہ شعر بھی حضرت مولانا روم کا

نہیں کسی ناصبی کا ہے الحاق ہے۔

بل قتله الله ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی امید لگائے ہوئے تھے کہ میں خلیفہ بنایا جاؤں گا لیکن انتخاب ہو گیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ منجانب اللہ ہوا۔

حدیث ۱۹۳۸

أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ
ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا نبی صلی اللہ تعالیٰ
شَخَصَ بَصَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّفِيقِ
علیہ وسلم کی نظر مبارک اوپر اٹھ گئی پھر تین بار فرمایا رفیق اعلیٰ میں اور پوری حدیث
الْأَعْلٰى ثَلَاثًا وَقَصَّ الْحَدِيثَ قَالَتْ فَمَا كَانَتْ مِنْ خُطْبَتِهِمَا مِنْ
بیان کیا ام المؤمنین نے فرمایا ان دونوں نے جو بھی خطبہ دیا اس سے اللہ نے نفع پہونچایا
خُطْبَةٍ إِلَّا نَفَعَ اللّٰهُ بِهَا لَقَدْ خَوَّفَ عُمَرُ النَّاسَ وَإِنَّ فِيهِمْ
عمر نے لوگوں کو ڈرایا اور ان میں نفاق تھا اللہ نے انھیں رد فرمایا اس خطبے کی وجہ
لَنِفَاقًا فَرَدَّهُمُ اللّٰهُ بِذٰلِكَ ثُمَّ لَقَدْ بَصَّرَ أَبُو بَكْرٍ النَّاسَ الْهُدٰى
سے اس کے بعد ابو بکر نے لوگوں کو ہدایت دکھائی اور انھیں وہ حق پہچنوایا جو ان پر تھا
وَعَرَّفَهُمُ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْهِمْ وَخَرَجُوا بِهِ يَتْلُونَ وَمَا مُحَمَّدٌ
لوگ ان کے خطبے کو لے کر نکلے اور یہ تلاوت کرتے ہوئے کہ محمد اللہ کے رسول ہی ہیں
إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (إلى) الشَّاكِرِينَ۔
ان سے پہلے بہت سے رسول دنیا سے تشریف لے گئے۔ الشاکرین تک۔

تشریحات

۱۹۳۸

مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مخلص مسلمانوں میں ایک ہیجان اور مایوسی پیدا ہو گئی تھی اور منافقین کے حوصلے بڑھ گئے تھے حضرت عمر نے جو فرمایا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے گا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو اس کی گردن اڑا دوں گا اس سے منافقین ڈر گئے اور ان کی شورش بڑھنے نہ پائی اور مخلصین و مومنین میں جو مایوسی اور بددلی تھی وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبے سے دور ہو گئی کہ انہوں نے یہ فرمایا کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتا تھا سن لے وہ دنیا سے تشریف لے گئے۔ اور جو

اللہ کی عبادت کرتا تھا سن لے بے شک اللہ حی قیوم ہے اور آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی "وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ"، اس سے لوگوں کے دماغ پر پڑے ہوئے پردے اٹھ گئے اور حقیقت حال ان کی سمجھ میں آگئی۔ اس وقت یہ آیت کریمہ صحابۂ کرام کے ذہن میں نہ آئی مگر جب حضرت صدیق اکبر نے تلاوت کی تو سب کو یاد آگئی ایسا محسوس ہوا کہ جیسے ابھی نازل ہوئی ہے اور مدینہ کی گلیاں اس کی تلاوت سے گونج گئیں۔

حدیث ۱۹۳۹

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ اَیُّ النَّاسِ خَيْرٌ
محمد بن حنفیہ نے کہا میں نے اپنے والد (حضرت علی) سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ
بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ قُلْتُ
علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہیں انھوں نے فرمایا ابوبکر میں نے پوچھا
ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ وَخَشِيْتُ اَنْ يَّقُوْلَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ اَنْتَ
پھر کون فرمایا عمر۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ اب کہیں گے عثمان تو میں نے پوچھا پھر آپ۔ فرمایا
قَالَ مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ عہ
میں نہیں ہوں مگر مسلمانوں میں سے ایک مرد۔

تشریحات ۱۹۳۹

گذر چکا کہ اہلسنت میں سے کچھ لوگ حضرت علی کو حضرت عثمان سے افضل کہتے ہیں اور حضرت امام مالک توقف فرماتے ہیں مگر اہلسنت کی اکثریت کا مذہب یہ ہے کہ افضلیت خلافت کی ترتیب پر ہے اور یہی صحیح اور مختار ہے، حضرت محمد بن حنفیہ کے قول سے بھی یہ ظاہر ہے کہ اس عہد میں اذعان عام یہی تھا کہ حضرت عمر کے بعد حضرت عثمان کا درجہ ہے پھر حضرت علی کا ورنہ پھر اس اندیشے کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔

حدیث ۱۹۴۰

سَمِعْتُ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِیِّ
حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ
رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ کو برا نہ کہو اگر تم میں کوئی احد کے
اَصْحَابِیْ وَلَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَّا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ
برابر سونا راہ خدا میں خرچ کرے تو بھی ان کے مد یا نصف مد کو نہیں

عہ ابو داؤد

وَلَا نَصِيْفَهُ۔

پہونچے گا۔

تشریحات ۱۹۴۰ **مطابقت۔** یہاں باب ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل کا ان کا اس حدیث میں خاص ذکر نہیں مگر اصحابی کے عموم میں وہ بھی داخل ہیں۔

مد۔ مد دو حجازی رطل ہوتا ہے اور ایک رطل چھتیس ۳۶ روپے بھر موجودہ اعشاریہ اوزان کے ۴۱۹ گرام ۹۰۴ ملی گرام ہوا۔

مد۔ غلے کا پیمانہ ہے اس سے بظاہر متبادر یہ ہے کہ اگر غیر صحابی احد کے برابر سونا خرچ کرے پھر بھی وہ صحابہ کرام کے ایک مد یا نصف مد غلہ خیرات کرنے کے برابر نہیں پہونچ سکتا اور اس کا بھی احتمال ہے کہ اس میں تعمیم ہو۔

حدیث ۱۹۴۱

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَنِي أَبُوْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ أَنَّهُ
سعید بن مسیب سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ
تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَقُلْتُ لَأَلْزَمَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عنہ نے خبر دی کہ انھوں نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر نکلے (ابو موسیٰ نے کہا) میں نے اپنے جی میں کہا میں
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَكُوْنَنَّ مَعَهُ يَوْمِي هٰذَا قَالَ فَجَاءَ الْمَسْجِدَ فَسَأَلَ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ آج رہوں گا یہ سوچ کر وہ مسجد میں آئے۔ اور حضور
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا خَرَجَ وَوَجَّهَ هٰهُنَا
کے بارے میں پوچھا لوگوں نے بتایا کہ مسجد کے باہر تشریف لے گئے ہیں اور ادھر کا رخ فرمایا۔ (وہ
فَخَرَجْتُ عَلٰى إِثْرِهِ أَسْأَلُ عَنْهُ حَتّٰى دَخَلَ بِئْرَ أَرِيْسٍ فَجَلَسْتُ
کہتے ہیں) کہ میں حضور کو پوچھتا ہوا حضور کے نشان قدم پر چلا بیر اریس پر پہونچا میں دروازے
عِنْدَ الْبَابِ وَبَابُهَا مِنْ جَرِيْدٍ حَتّٰى قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
کے پاس بیٹھ گیا اس کا دروازہ کھجوروں کی شاخوں کا تھا میں اتنی دیر دروازے کے پاس بیٹھا
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهُ فَتَوَضَّأَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلٰى
رہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قضاء حاجت کر چکے پھر وضو فرمایا اب میں حضور کی خدمت میں

بِئْرَ أَرِيسَ وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ

حاضر ہوا حضور بیر اریس کے منڈیر پر بیچ میں بیٹھے ہوئے تھے اور اپنی پنڈلیاں کھولے

فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ فَقُلْتُ لَأَكُونَنَّ

ہوئے تھے اور پاؤں کنوئیں میں لٹکائے ہوئے تھے میں حضور کو سلام کر کے لوٹا اور دروازہ

بَوَّابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَدَفَعَ

پر بیٹھ گیا اور اپنے جی میں کہا کہ آج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دربان رہوں گا اس

الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَقُلْتُ عَلٰى رِسْلِكَ ثُمَّ

کے بعد ابو بکر آئے اور دروازہ کو دھکا دیا میں نے پوچھا کون صاحب؟ انھوں نے کہا ابو بکر میں

ذَهَبْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا

نے کہا ٹھہریئے میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ ابو بکر اجازت

أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَأَقْبَلْتُ

طلب کر رہے ہیں؟ فرمایا انھیں اجازت دے دو اور انھیں جنت کی بشارت دے دو اب میں

حَتّٰى قُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ ادْخُلْ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آیا اور میں نے ابو بکر سے کہا اندر آجایئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کو جنت کی

يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَجَلَسَ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ اللّٰهِ

بشارت دے رہے ہیں ابو بکر اندر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی داہنی طرف

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ فِي الْقُفِّ وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ كَمَا

حضور کے ساتھ منڈیر پر بیٹھ گئے اور جیسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا تھا اپنے پاؤں کو کنوئیں

صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ رَجَعْتُ

میں لٹکایا اور اپنی پنڈلیوں کو کھول لیا پھر میں لوٹا اور دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے اپنے بھائی کو گھر وضو

فَجَلَسْتُ وَقَدْ تَرَكْتُ أَخِي يَتَوَضَّأُ وَيَلْحَقُنِي فَقُلْتُ إِنْ يُرِدِ اللّٰهُ

کرتے ہوئے چھوڑا تھا وہ میرے ساتھ ملنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ میں نے کہا اگر اللہ تعالیٰ فلاں کے ساتھ

بِفُلَانٍ يُرِيدُ أَخَاهُ خَيْرًا يَأْتِ بِهِ فَإِذَا إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ

بھلائی کا ارادہ فرمائے گا یعنی ان کے بھائی کے ساتھ تو اسے یہاں لائے گا پھر ایک صاحب دروازہ ہلانے

فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ عَلٰى رِسْلِكَ

گئے میں نے پوچھا کون صاحب؟ انھوں نے کہا عمر بن خطاب میں نے کہا ٹھہریئے پھر میں رسول اللہ

ثُمَّ جِئْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور کو سلام کیا اور عرض کیا عمر بن خطاب اجازت طلب

فَقُلْتُ هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ

کرتے ہیں؟ فرمایا انھیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی دے دو۔ میں آیا اور میں نے

بِالْجَنَّةِ فَجِئْتُ وَقُلْتُ اُدْخُلْ وَبَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

کہا اندر آجایئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کو جنت کی بشارت دے رہے ہیں وہ

وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اندر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ منڈیر پر بائیں طرف بیٹھ گئے اور

فِى الْقُفِّ عَنْ يَّسَارِهٖ وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِى الْبِئْرِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ

اپنے پاؤں کو کنوئیں میں لٹکا لیا پھر میں واپس آیا اور دروازے پر بیٹھ گیا اور اپنے جی میں کہا

فَقُلْتُ اِنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَّاْتِ بِهٖ فَجَاءَ الْاِنْسَانُ يُحَرِّكُ

اگر اللہ فلاں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے گا تو اسے یہاں لائے گا اتنے میں ایک صاحب

الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقُلْتُ عَلٰى

اور آئے اور دروازہ ہلانے لگے میں نے پوچھا کون صاحب؟ انھوں نے کہا عثمان بن عفان

رِسْلِكَ وَجِئْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ

میں نے کہا ٹھہریئے اور میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بتایا فرمایا اسے

فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ فَجِئْتُهٗ

اجازت دے دو اور انھیں جنت کی بشارت دے دو اور انھیں اس مصیبت کی خبر دیدو جو انھیں

فَقُلْتُ لَهٗ اُدْخُلْ وَبَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پہونچے گی میں واپس آیا اور میں نے کہا کہ اندر آجایئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُكَ فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِئَ فَجَلَسَ

آپ کو جنت کی بشارت دی ہے اور ایک مصیبت کی جو آپ کو پہونچے گی وہ اندر آئے

وَجَاهَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ قَالَ شَرِيكٌ قَالَ سَعِيدُ بْنُ
منڈیر بھر چکی تھی تو حضور کے سامنے دوسری جانب بیٹھ گئے ـــــ سعید بن مسیب نے
الْمُسَيَّبِ فَأَوَّلْتُهَا قُبُورَهُمْ عہ
کہا۔ میں نے اس کی تاویل ان کی قبروں سے کی

تشریحات ۱۹۴۱ **بئرِاریس** ۔ قبا کے قریب ایک باغ ہے جس میں یہ کنواں تھا یہی وہ کنواں ہے جس میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی گر گئی تھی۔

قُفّ ۔ قف کے اصل معنی ابھری ہوئی سوکھی زمین کے ہیں یہاں مراد کنویں کی منڈیر ہے۔۔۔ کتاب الادب کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں تھے اور حضور کے دست مبارک میں ایک لکڑی تھی جسے پانی اور کیچڑ کے درمیان ہلا رہے تھے۔

مجلس وجاھهٗ ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب حاضر ہوئے تو منڈیر ایک طرف بھر چکی تھی بیچ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور داہنی طرف حضرت ابوبکر صدیق اور بائیں طرف حضرت عمر فاروق اس لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مقابل کی سمت حضور کے سامنے بیٹھ گئے۔

فاوّلتها قبورهم ۔ حضرت سعید بن المسیب نے اپنی فراست ایمانی سے یہ تعبیر بیان کی اس میں بھی ایک گونہ تاویل ہے اس لئے کہ حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر کی قبریں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں جانب نہیں بلکہ دونوں حضرات کی قبریں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف ہیں یہاں مراد قرب ہے یعنی ان دونوں حضرات کی قبریں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے قریب ہوں گی البتہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک جنت البقیع میں ہے اور اس اعتبار سے مقابل کہی جا سکتی ہے کہ ان حضرات کے پائنتی کے مقابل جانب شرق ہے۔

۱۹۴۲ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ان سے حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

عہ فضائل صحابہ باب مناقب عمر ص۵۲۲ باب مناقب عثمان ص۵۲۲ ثانی الادب من نکس العود بین الماء والطین ص۹۱۸ فتن باب الفتنۃ التی تموج کموج البحر ص۱۰۱۵ الآحاد باب قول اللہ لا تدخلوا بیوت النبی ص۱۰۷ مسلم فضائل۔

عَنْهُ حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ اُحُدًا وَّ
احد پر چڑھے اور ابو بکر و عمر و عثمان بھی تو وہ کانپنے لگا فرمایا
اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ وَقَالَ اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا
اے احد اپنی جگہ رہ بے شک تجھ پر ایک نبی اور ایک صدیق
عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ عہ
اور دو شہید ہیں۔

تشریحات ۱۹۴۲ مسند ابو یعلی میں ایک دوسری سند کے ساتھ حضرت سعید بن مسیب ہی سے اسی مضمون کی ایک حدیث ہے اس میں بجائے احد کے حرا ہے۔ یہ اصل میں متعدد قصہ ہے۔ مسند امام احمد میں بطریق بریدہ اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہ کی حدیث میں حرا ہے۔

حدیث ۱۹۴۳ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں ایک قوم میں کھڑا تھا ان
قَالَ اِنِّيْ لَوَاقِفٌ فِيْ قَوْمٍ فَدَعَوُا اللّٰهَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَدْ وُضِعَ
لوگوں نے عمر بن خطاب کے لئے اللہ سے دعا کی اور وہ میت کی چارپائی پر رکھے
عَلٰى سَرِيْرِهٖ اِذَا رَجُلٌ مِّنْ خَلْفِيْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهٗ عَلٰى مَنْكِبِيْ
ہوئے تھے کہ ایک صاحب میرے پیچھے تشریف لائے اور اپنی کہنی میرے شانے پر رکھی اور
يَقُوْلُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ اِنْ كُنْتُ لَاَرْجُوْ اَنْ يَّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ
فرمانے لگے اللہ آپ پر رحم کرے میں امید کرتا ہوں کہ اللہ آپ کو اپنے دونوں دوستوں کے
لِاَنِّيْ كَثِيْرًا مَّا كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ
ساتھ کرے گا اس لئے کہ میں نے بارہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے میں تھا
كُنْتُ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَانْطَلَقْتُ وَاَبُوْ بَكْرٍ
اور ابو بکر و عمر اور میں نے کیا اور ابو بکر و عمر نے اور میں چلا اور ابو بکر و عمر میں امید کرتا ہوں
وَّعُمَرُ اِنْ كُنْتُ لَاَرْجُوْ اَنْ يَّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَهُمَا فَالْتَفَتُّ فَاِذَا
کہ آپ کو اللہ تعالیٰ ان دونوں کے ساتھ رکھے گا میں نے مڑ کے دیکھا

عہ باب مناقب عمر ص ۵۲۲ باب مناقب عثمان ص ۵۲۳ ابو داؤد السنۃ ۔ ترمذی نسائی مناقب

عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ عه

تو وہ علی ابن ابی طالب تھے۔

تشریحات ۱۹۴ یہ حدیث رافضیوں کے اس ادعار باطل کا صریح رد ہے جو وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر منافق تھے انھوں نے خلافت غصب کر لی۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کی بیعت ازراہ تقیہ کی تھی اس وقت نہ حضرت علی پہ کوئی دباؤ تھا اور نہ کوئی جبر کہ وہ ان دونوں کے فضائل و مناقب کا برملا اعتراف کرتے اور اسے اعلانیہ بیان فرماتے۔ مناقب عمر میں اتنا اور زیادہ ہے کہ حضرت علی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے پیچھے کسی ایسے شخص کو نہیں چھوڑا جو مجھے آپ سے زیادہ محبوب ہو اور خدا کی بارگاہ میں آپ جیسا عمل لے کر جائے اخیر میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر یہ فرماتے ہوئے سنا۔ میں گیا اور ابو بکر و عمر میں اندر گیا اور ابو بکر و عمر اور میں نکلا اور ابو بکر و عمر۔

حدیث ۱۹۴۴ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو

عروہ بن زبیر نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو سے پوچھا کہ مشرکین نے

عَنْ اَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے برا سلوک جو کیا وہ کیا تھا۔ تو انہوں نے بتایا میں نے

قَالَ رَأَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ اَبِيْ مُعَيْطٍ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عقبہ بن ابی معیط کو دیکھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضور نماز پڑھ رہے

وَهُوَ يُصَلِّيْ فَوَضَعَ رِدَاءَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ فَخَنَقَهٗ بِهٖ خَنْقًا شَدِيْدًا

تھے اس نے اپنی چادر حضور کے گردن میں لپیٹی اور بہت سختی کے ساتھ گلا گھونٹا اتنے میں

فَجَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى دَفَعَهٗ عَنْهُ فَقَالَ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ

ابو بکر آگئے اور اسے دھکا دے کر حضور سے الگ کیا اور فرمایا کیا تم لوگ ایسے شخص کو مار ڈالنا

رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَّبِّكُمْ عه

چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی ہوئی نشانیاں

عه مناقب عمر ص۵۲۰

عه مناقب ما لقی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واصحابہ ص۵۴۴ ثانی تفسیر سورہ المومن ص۷۱۱

تشریحات ۱۹۴۴

عقبہ بن ابی معیط یہ مشرکین کے رؤسا میں تھا جنگ بدر میں گرفتار ہوا واقعہ بدر کے ایک دن بعد قتل کیا گیا یہ حضرت صدیق اکبر کے دفتر فضائل کے زریں ابواب میں سے ہے کہ ایسے وقت جب کہ پورا شہر دشمنوں سے بھرا ہوا تھا انھوں نے ہمت کرکے اس شیطان کو اس کا مونڈھا پکڑ کر دھکا دے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ کیا یہ ان کا اتنا بڑا جہاد ہے جو سارے جہادوں سے بڑھ چڑھ کر ہے۔

اسی قصہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مسند بزار میں مروی ہے کہ حضرت علی نے خطبہ دیا اور پوچھا سب سے زیادہ بہادر کون ہے لوگوں نے عرض کیا آپ ہیں فرمایا میں نے ہمیشہ جو بھی میرے مقابلے میں آیا اس کو میں نے مزہ چکھا دیا۔ سب سے بہادر ابو بکر ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ قریش انھیں پکڑے ہوئے ہیں کوئی ادھر کھینچ رہا ہے کوئی ادھر کھینچ رہا ہے اور کہتے جا رہے ہیں تو نے چند معبودوں کو ایک بنا دیا۔ بخدا ہم سے کوئی سوائے ابو بکر کے قریب نہیں ہوا اس کو مارتے اور اس کو ڈھکیلتے اور فرماتے تمہارے لئے خرابی ہے تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے یہ کہہ کر حضرت علی روئے پھر پوچھا میں تم لوگوں کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آل فرعون کا مومن افضل ہے یا ابو بکر سب لوگ خاموش رہے تو حضرت علی نے فرمایا بخدا ابو بکر کی ایک ساعت اس سے بہتر ہے وہ اپنے ایمان کو چھپا رہا تھا اور یہ اعلان کر رہے تھے۔

مَنَاقِبُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَبِیْ حَفْصٍ الْقُرَشِیِّ الْعَدَوِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ ص۲۵۰

حضرت عمر بن خطاب ابو حفص قرشی عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ کعب بن لوئی بن غالب پر پہونچ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے ان کی والدہ کا نام حنتمہ یا خیثمہ ہے ان کی کنیت ابو حفص ہے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کی سب سے بڑی اولاد ہیں انھیں کے نام پر یہ کنیت ہے یہ کنیت خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی۔

حدیث ۱۹۴۵

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ
حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَأَیْتُنِیْ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا اَنَا
میں نے اپنے آپ کو خواب میں دیکھا کہ جنت میں داخل ہوا ہوں اچانک ابو طلحہ کی بیوی
بِالرُّمَیْصَاءِ اِمْرَأَةِ اَبِیْ طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشَفَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا
رمیصا کو دیکھا اور میں نے کچھ آہٹ سنی تو میں نے پوچھا کون ہیں یہ تو کہا یہ

فَقَالَ هٰذَا بِلَالٌ وَرَأَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهٖ جَارِيَةٌ فَقُلْتُ لِمَنْ

بلال ہیں اور میں نے ایک محل دیکھا جس کے صحن میں ایک نوعمر عورت تھی میں نے

هٰذَا فَقَالَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَرَدْتُ أَنْ

پوچھا یہ کس کا ہے تو کہا یہ عمر بن خطاب کا ہے تو میں نے ارادہ کیا کہ اس کے اندر جاؤں

أَدْخُلَهٗ فَأَنْظُرَ إِلَيْهِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ عُمَرُ بِأَبِي وَأُمِّي

اور اسے دیکھوں پھر میں نے تمہاری غیرت کو یاد کیا اس پر عمر نے کہا میرے ماں باپ

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعَلَيْكَ أَغَارُ عہ

آپ پر قربان یا رسول اللہ! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا۔

الرمیصاء۔ یہ رمصاء کی تصغیر ہے جو ارمص کی تانیث ہے جس کی آنکھ میں کیچڑ ہو ان کا نام سہلہ یا رمیلہ تھا یہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ اور رسول اللہ کی رضاعی خالہ ہیں۔

قال:۔ یہ کہنے والے یا تو جبرئیل ہیں یا اور کوئی فرشتہ یا خود حضرت بلال ہیں دوسری جگہ قال میں دو پہلے والے احتمال ہیں۔ اور ایک روایت فقالت ہے یعنی اس لڑکی نے کہا۔

حدیث ۱۹۴۶ إِنَّ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ حَدَّثَهٗ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَأَلَنِيْ ابْنُ

اسلم کہتے ہیں کہ مجھ سے ابن عمر نے عمر کے کچھ حالات پوچھے

عُمَرَ عَنْ بَعْضِ شَأْنِهٖ يَعْنِيْ عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا

تو میں نے انھیں بتایا۔ تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

قَطُّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حِيْنَ قُبِضَ كَانَ

وصال کے بعد میں نے کبھی کسی کو عمر بن خطاب سے زیادہ نیک اور سخی نہیں

أَجَدَّ وَأَجْوَدَ حَتّٰى انْتَهٰى مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔

دیکھا یہ خوبیاں ان میں عمر بھر رہیں۔

حدیث ۱۹۴۷ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے

عہ ثانی نکاح باب الغیرۃ ص۷۸۶ تعبیر باب القصر فی المنام ص۱۰۴۲ مسلم فضائل۔ نسائی مناقب

سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّاعَةِ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں پوچھا اور کہا کہ کب قیامت ہے حضور نے

قَالَ وَمَاذَا أَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ لَا شَيْءَ إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ

فرمایا تو نے اس کے لئے کیا مہیا کر رکھا ہے اس نے کہا کچھ نہیں لیکن میں اللہ اور اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فَقَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ أَنَسٌ مَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ فَرَحَنَا

سے محبت کرتا ہوں تو حضور نے فرمایا تو اس کے ساتھ رہے گا جس سے تو نے محبت کی ہے۔ تو حضرت انس

بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ

نے فرمایا ہم کسی چیز سے اتنا خوش نہیں ہوئے جتنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے خوش ہوئے

أَنَسٌ فَمَا أَنَا أُحِبُّ النَّبِيَّ (صلی اللہ علیہ وسلم) وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَأَرْجُوْ

کر تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تو نے محبت کی حضرت انس نے کہا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر سے محبت

أَنْ أَكُوْنَ مَعَهُمْ بِحُبِّيْ إِيَّاهُمْ وَإِنْ لَمْ أَعْمَلْ بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ [عله]

کرتا ہوں اور میں امید کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ محبت کرنے کی وجہ سے ان کے ساتھ رہوں گا۔ اگرچہ میں نے ان کے جیسے عمل نہیں کئے

تشریحات

یہ سوال کرنے والے صاحب ذوالخویصرہ یمانی تھے جنھوں نے مسجد نبوی میں پیشاب کر دیا تھا۔ کتاب الادب میں یہ حدیث آرہی ہے کہ یہ سائل اعرابی تھے۔ دار قطنی میں حضرت مسعود کی حدیث میں ہے کہ یہ سائل وہ اعرابی تھے جنھوں نے مسجد میں پیشاب کر دیا تھا۔ ویسے ابن بشکوال نے گمان کیا کہ یہ ابو موسیٰ اشعری یا حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے لیکن منافات نہیں ہو سکتا ہے واقعہ متعدد ہو۔ مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں کتاب الطہارت میں مسجد میں پیشاب کرنے والے اعرابی کا نام ذوالخویصرہ تمیمی چھپ گیا ہے یہ ناسخین کے قلم کی لغزش ہے صحیح یمانی ہے۔

حدیث ۱۹۴۸ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَأْلَمُ

مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جب حضرت عمر کو زخمی کیا گیا تو وہ

فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكَأَنَّهُ يُجَزِّعُهُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَئِنْ

تکلیف محسوس کرنے لگے تو ان سے ابن عباس نے کہا گویا وہ انھیں تسلی دے رہے

[عله] مسلم ادب۔ ثانی ادب باب ما جاء فی قول الرجل ویلک ص ۹۱۱ باب علامۃ الحب فی اللہ ص ۹۱۱ کتاب الاحکام باب القضاء والفتیا فی الطریق ص ۱۰۵۹۔

كَانَ ذَاكَ لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تھے اے امیر المؤمنین ! یہ بات تو ہو گئی بے شک آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقْتَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ أَبَا

رہے اور آپ نے ان کا اچھا ساتھ دیا (یعنی حضور کا) پھر آپ ان سے جدا ہوئے

فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقْتَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ صَحَبَتَهُمْ

اور وہ آپ سے راضی رہے پھر آپ ابو بکر کے ساتھ رہے اور اچھی طرح ان کا

فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُونَ

ساتھ دیا پھر آپ ان سے جدا ہوئے اور وہ آپ سے راضی رہے پھر آپ مسلمانوں

قَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ

کے ساتھ رہے اور اچھی طرح ان کا ساتھ دیا اور اگر آپ ان سے جدا ہوں گے تو اس

وَسَلَّمَ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ اللّٰهِ مَنَّ بِهِ عَلَيَّ وَأَمَّا مَا

حال میں جدا ہوں گے کہ وہ لوگ آپ سے راضی ہیں حضرت عمر نے فرمایا تم نے جو رسول اللہ

ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ أَبِي بَكْرٍ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ اللّٰهِ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور ان کی خوشنودی کا ذکر کیا یہ اللہ کی طرف سے احسان

جَلَّ ذِكْرُهُ مَنَّ بِهِ عَلَيَّ وَأَمَّا مَا تَرَى بِي مِنْ جَزَعِي فَهُوَ مِنْ

تھا جو اللہ نے میرے اوپر کیا اور تم نے جو ابو بکر کے ساتھ رہنے اور ان کی خوشنودی کا ذکر کیا یہ اللہ کا

أَجْلِكَ وَمِنْ أَجْلِ أَصْحَابِكَ وَاللّٰهِ لَوْ أَنَّ لِي طِلَاعَ الْأَرْضِ

احسان تھا جو اس نے مجھ پر کیا اور وہ جو تم نے میری گھبراہٹ کا ذکر کیا وہ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی وجہ سے

ذَهَبًا لَافْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ قَبْلَ أَنْ أَرَاهُ ۔

ہے بخدا اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو اسے دیکر اللہ کے عذاب سے اپنے آپ کو بچا لیتا قبل اس کے کہ عذاب کو دیکھوں

تشریحات ۱۹۴۸ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی تفصیل نزہۃ القاری جلد رابع ص ۱۵۲ ص ۱۵۳ پر مذکور ہے۔

مِنْ اَجْلِكَ ۔ اس سے خاص کر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد نہیں بلکہ عامۃ المسلمین مراد ہیں چونکہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھا کہ میرے بعد مسلسل فتنے اٹھیں گے جس سے

ملت اسلامیہ کو شدید نقصان پہونچے گا اسی کے تصور سے گھبرا رہے تھے۔ اور یہ جو فرمایا کہ اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہو تو اسے دے کر اللہ کے عذاب سے اپنے آپ کو بچا لیتا تو بطور تواضع اور اللہ عزوجل کی شان بے نیازی اور جلال کے تصور کا نتیجہ تھا۔

حدیث ۱۹۴۹ حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ، عله

عبد اللہ بن ہشام نے کہا ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور حضور عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔

تشریحات ۱۹۴۹ کتاب الایمان والنذور میں یہ حدیث پوری یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم لوگ تھے حضور عمر بن خطاب کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ حضور سے حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ! آپ مجھے میری جان کے سوا ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یہاں تک کہ میں تجھے تیری جان سے زیادہ محبوب ہوں تو حضرت عمر نے عرض کیا اب بخدا حضور مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب (اے عمر) تیرا ایمان کامل ہو گیا۔

اس پر پوری بحث نزہۃ القاری جلد اول ص ۲۶۲ میں تفصیل کے ساتھ گذر چکی ہے ناظرین وہیں رجوع کریں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

مَنَاقِبُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَبِي عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ص ۵۲۲

حضرت عثمان بن عفان ابو عمرو قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب نامہ عبد مناف پہ جا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب نامہ سے مل جاتا ہے آپ کی کنیت ابو عمرو ہے اور ذو النورین، غنی، جامع القرآن القاب ہیں۔ قبل اسلام یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصوصی احباب میں سے تھے انہیں کی تحریک پر مشرف باسلام ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں حضرت سیدہ رقیہ اور حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کی زوجیت میں آئیں اس لئے آپ کا خطاب ذو النورین ہے۔

عله ثانی الاستیذان باب المصافحہ ص ۹۲۶ کتاب الایمان والنذور باب کیف کانت یمین النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۹۸۱

اہلیہ محترمہ کے ساتھ پہلے حبشہ کی جانب ہجرت کی پھر مدینہ طیبہ کی طرف۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے بھی ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد پہلی محرم الحرام سنہ ۲۴ھ کو اصحاب شوریٰ کے انتخاب سے مسند آرائے خلافت ہوئے بارہ سال کے بعد ذوالحجہ سنہ ۳۶ھ ایام تشریق میں یا اٹھارہ ذوالحجہ کو شہید کئے گئے۔

حدیث ۱۹۵۰

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی بِنَحْوِهٖ وَزَادَ فِیْهِ عَاصِمٌ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ قَاعِدًا فِیْ مَکَانٍ فِیْهِ مَاءٌ قَدِ انْکَشَفَ عَنْ رُکْبَتَیْهِ اَوْ رُکْبَتِهٖ فَلَمَّا دَخَلَ عُثْمَانُ غَطَّاهَا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث طویل میں عاصم نے یہ زیادہ کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی جگہ بیٹھے تھے جہاں پانی تھا اور اپنے گھٹنوں یا ایک گھٹنے کو کھولے ہوئے تھے جب عثمان آئے تو اسے چھپا لیا۔

تشریحات ۱۹۵۰

یہ حدیث تعلیقاً نزہۃ القاری جلد ثانی ص ۳۴۶ پر ذکر کی جا چکی ہے ناظرین وہیں رجوع کر لیں۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ گھٹنا اور ران عورت نہیں وہ حضرات اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں لیکن یہاں یہ بھی احتمال ہے کہ گھٹنا کھلے رہنے سے مراد یہ ہے کہ اس پر کرتا نہیں تھا صرف تہبند تھا جب حضرت عثمان غنی آئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کرتا پھیلا کر گھٹنے پر ڈال لیا۔ اس لئے کہ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ گھٹنا عورت نہیں پھر بھی دوسروں کے سامنے گھٹنا کھول کر بیٹھنا وقار کے خلاف ہے۔ اور یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے بعید تر ہے۔ اس حدیث میں عاصم کی اس زیادتی کو کچھ لوگوں نے وہم قرار دیا ہے۔

حدیث یہ ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے گھر میں لیٹے ہوئے تھے اپنی رانوں یا پنڈلیوں کو کھولے ہوئے تھے کہ ابو بکر نے اذن طلب کیا انھیں اجازت دی اور وہ اندر آ گئے حضور اسی حال پر رہے انھوں نے بات کی پھر حضرت عمر نے اجازت طلب کی انھیں اجازت دی اور حضور ویسے ہی رہے انھوں نے بات کی پھر عثمان نے اجازت طلب کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور اپنے کپڑوں کو درست فرما لیا حضرت ام المومنین نے وجہ دریافت کی تو فرمایا ایسے شخص سے میں کیوں نہ حیا کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں [1]۔

---

[1] مسلم ثانی فضائل عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص ۲۷۷

علامہ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ عاصم کی زیادتی کو وہم کہنے کی کوئی وجہ نہیں یہ دونوں دو واقعے ہیں دونوں کے مخرج علیحدہ علیحدہ ہیں اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہے۔

حدیث ۱۹۵۱

اَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَسْوَدَ بْنِ عَبْدِ
عبید اللہ بن عدی بن خیار نے خبر دی کہ مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمٰن بن اسود بن عبد
يَغُوْثَ قَالَا مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تُكَلِّمَ عُثْمَانَ لِاَخِيْهِ الْوَلِيْدِ فَقَدْ اَكْثَرَ
یغوث نے کہا کہ عثمان سے ان کے بھائی ولید کے بارے میں بات کرنے سے کیا چیز تجھے روک رہی
النَّاسُ فِيْهِ فَقَصَدْتُّ لِعُثْمَانَ حِيْنَ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ قُلْتُ
ہے اس کے بارے میں لوگ بہت کچھ کہہ رہے ہیں عبید اللہ نے کہا کہ عثمان جب نماز کے لئے نکلے
اِنَّ لِيْ اِلَيْكَ حَاجَةً وَّهِيَ نَصِيْحَةٌ لَّكَ قَالَ يَا اَيُّهَا الْمَرْءُ قَالَ
تو میں ان کے پاس گیا میں نے ان سے کہا مجھے آپ سے کچھ بات کرنا ہے اور یہ آپ کی خیر خواہی
اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اُرَاهُ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَانْصَرَفْتُ فَرَجَعْتُ
کے لئے ہے حضرت عثمان نے کہا اے شخص میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں یہ سن کر میں
اِلَيْهِمْ اِذْ جَاءَ رَسُوْلُ عُثْمَانَ فَاَتَيْتُهُ فَقَالَ مَا نَصِيْحَتُكَ فَقُلْتُ
لوٹ آیا اور ان لوگوں کے پاس آگیا کہ حضرت عثمان کا قاصد آیا تو میں حضرت عثمان کے پاس
اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ
گیا انھوں نے پوچھا کہ تیری کیا نصیحت ہے میں نے کہا بے شک اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتَ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ
حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان پر کتاب نازل کی اور آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَاجَرْتَ الْهِجْرَتَيْنِ وَصَحِبْتَ
اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو قبول کیا آپ نے دونوں ہجرتیں کیں اور آپ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاَيْتَ هَدْيَهُ وَقَدْ اَكْثَرَ
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور ان کی سیرت کو دیکھا لوگ ولید کے بارے میں
النَّاسُ فِيْ شَاْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ اَدْرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
بہت چہ میگوئیاں کر رہے ہیں انھوں نے کہا تو نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے میں نے

وَسَلَّمَ قُلْتُ لَا وَلٰكِنْ خَلَصَ إِلَيَّ مِنْ عِلْمِهٖ مَا يَخْلُصُ إِلَى الْعَذْرَاءِ

کہا نہیں۔ لیکن حضور کا تھوڑا تھوڑا سا علم مجھ تک پہونچا ہے جتنا دوشیزہ کو پردہ میں پہونچتا

فِيْ سِتْرِهَا قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ہے حضرت عثمان نے فرمایا اما بعد بے شک اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو

وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ فَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَآمَنْتُ

حق کے ساتھ بھیجا اور میں ان لوگوں میں سے ہوا جنھوں نے اللہ اور اس کے

بِمَا بُعِثَ بِهٖ وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ كَمَا قُلْتَ وَصَحِبْتُ رَسُوْلَ

رسول کے پیغام کو قبول کیا اور حضور جس کے ساتھ مبعوث ہوئے اس پر ایمان لایا اور

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهٗ فَوَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ

میں نے دونوں ہجرتیں کیں جیسا کہ تو نے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی۔ اور ان کی

حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ أَبَا بَكْرٍ مِثْلَهٗ ثُمَّ عُمَرَ مِثْلَهٗ

بیعت کی۔ واللہ میں نے نہ تو ان کی نافرمانی کی اور نہ خیانت کی یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے انھیں اٹھالیا

ثُمَّ اسْتُخْلِفْتُ أَفَلَيْسَ لِيْ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِيْ لَهُمْ قُلْتُ بَلٰى

پھر ابوبکر کے ساتھ یہی معاملہ رہا پھر عمر کے ساتھ یہی معاملہ رہا پھر میں خلیفہ بنایا گیا تو کیا مجھے وہ حق حاصل

قَالَ فَمَا هٰذِهِ الْأَحَادِيْثُ الَّتِيْ تَبْلُغُنِيْ عَنْكُمْ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ

نہیں جو انھیں حاصل تھا۔ (عبیدہ نے کہا) ہاں ہے تو فرمایا پھر یہ باتیں کیسی ہیں جو تمہاری جانب سے

شَأْنِ الْوَلِيْدِ فَسَنَأْخُذُ فِيْهِ بِالْحَقِّ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ دَعَا عَلِيًّا

مجھ تک پہنچ رہی ہیں رہ گیا جو تو نے ولید کا معاملہ ذکر کیا تو ہم انشاءاللہ حق کے ساتھ مواخذہ کریں گے

فَأَمَرَهٗ أَنْ يَجْلِدَهٗ فَجَلَدَهٗ ثَمَانِيْنَ عہ

پھر حضرت علی کو بلایا اور حکم دیا کہ ولید کو کوڑے ماریں تو انھوں نے اسّی کوڑے مارے۔

تشریحات ۱۹۵۱ **ان تکلم عثمان۔** مناقب انصار میں یہ ہے کہ مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمن بن اسود نے عبیداللہ بن عدی بن خیار سے کہا کہ آپ کو کیا چیز مانع ہے کہ آپ اپنے ماموں عثمان سے ان کے بھائی ولید بن عقبہ کے بارے میں بات کریں۔

عہ مناقب الانصار باب ہجرۃ الحبشۃ ص ۵۴۶ باب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ ص ۵۵۹

عبید اللہ بن عدی حضرت عثمان بن عفان کے بھانجے تھے۔ اور ولید بن عقبہ حضرت عثمان کا اخیافی بھائی تھا یہ اسی عقبہ بن ابی معیط کا لڑکا تھا جس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز پڑھنے کی حالت میں گلا گھونٹنے کی کوشش کی تھی حضرت عثمان نے ولید بن عقبہ کو کوفے کا گورنر بنا دیا تھا۔ یہ شرابی تھا اس نے شراب پی کر نشہ کی حالت میں صبح کی نماز چار رکعت پڑھائی۔ پھر لوگوں کی طرف منھ کر کے پوچھا اور زیادہ پڑھاؤں۔ اس کی خبر حضرت عثمان کو پہونچی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ولید کو کوفہ کی ولایت سے فوراً معزول کر دیا اور اس کی شراب نوشی کے بارے میں تحقیقات کر ہی رہے تھے کہ عبید اللہ نے ان سے وہ عرض کیا۔ پھر جب گواہوں سے ثابت ہو گیا کہ واقعی اس نے شراب پی تھی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر اس پر حد جاری کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے اس کو مارے۔

حدیث ۱۹۵۲

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ
عثمان بن موہب نے کہا کہ مصر کا ایک شخص آیا اور حج کیا اس نے کچھ لوگوں کو
أَهْلِ مِصْرَ وَحَجَّ الْبَيْتَ فَرَأَى قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْ
بیٹھے ہوئے دیکھا پوچھا یہ کون لوگ بیٹھے ہوئے ہیں لوگوں نے بتایا کہ یہ لوگ
فَقَالُوْا هٰؤُلَاءِ قُرَيْشٌ قَالَ فَمَنِ الشَّيْخُ فِيْهِمْ قَالُوْا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ
قریش ہیں اس نے پوچھا ان کے درمیان یہ شیخ کون ہے لوگوں نے بتایا کہ عبد اللہ بن عمر
عُمَرَ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ إِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِيْ هَلْ تَعْلَمُ
اس نے کہا اے ابن عمر آپ سے کچھ پوچھ رہا ہوں مجھے بتائیے کیا آپ جانتے ہیں
أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ تَعْلَمُ أَنَّهٗ تَغَيَّبَ عَنْ
کہ عثمان احد کے دن بھاگے تھے ابن عمر نے فرمایا ہاں اس نے کہا آپ
بَدْرٍ وَلَمْ يَشْهَدْ قَالَ نَعَمْ قَالَ تَعْلَمُ أَنَّهٗ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ
جانتے ہیں کہ وہ بدر سے غائب تھے اور وہاں حاضر نہ تھے ابن عمر نے فرمایا
الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ قَالَ ابْنُ
ہاں اب اس نے کہا آپ جانتے ہیں کہ بیعت رضوان سے وہ غائب رہے اور
عُمَرَ تَعَالَ أُبَيِّنْ لَكَ أَمَّا فِرَارُهٗ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ
اس میں حاضر نہ تھے ابن عمر نے فرمایا ہاں اب اس نے کہا اللہ اکبر ابن عمر نے فرمایا یہاں

عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَ لَهُ وَاَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ

ازیں تجھ سے اس کے وجوہ بیان کرتا ہوں احد کے دن ان کا بھاگنا تو میں گواہی دیتا

بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً

ہوں کہ اللہ نے انھیں معاف کر دیا اور انھیں بخش دیا لیکن بدر میں حاضر نہ ہونا تو اس

فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ

وجہ سے تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ان کی زوجیت میں تھیں اور بیمار

مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ وَاَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ

تھیں ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے لئے شرکاء بدر کا ثواب ہے

كَانَ اَحَدٌ اَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ فَبَعَثَ

اور انھیں مال غنیمت سے حصہ بھی دیا اور بیعت رضوان میں حاضر نہ ہونے کی

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ

وجہ ہے کہ اگر مکہ میں ان سے زیادہ کوئی شخص عزت والا ہوتا تو ان کی جگہ بھیجتے

بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ اِلَى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

رسول اللہ نے عثمان کو بھیجا اور بیعت رضوان ان کے مکہ جانے کے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهٖ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى

بعد ہوئی تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیعت کے وقت اپنے داہنے

يَدِهٖ فَقَالَ هٰذِهٖ لِعُثْمَانَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ اِذْهَبْ بِهَا

ہاتھ کو لیا اور فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اسے دوسرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا یہ عثمان

اَلْاٰنَ مَعَكَ۔

کی بیعت ہے اب جا اور ان کو اپنے ساتھ لے جا۔

تشریحات ۱۹۵۲

مصر کے کچھ لوگ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مخالف تھے وہ لوگ ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر بے جا باتیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر کے انھیں لوگوں میں بدنام کرنے کی کوشش کرتے تھے ان میں سے یہ تین باتیں تھیں۔ میدان جنگ سے بھاگنا گناہ کبیرہ ہے اس لئے اس نے پہلا اعتراض یہ کیا کہ احد کے دن میدان چھوڑ کر بھاگے تھے۔

لیکن اسے معلوم نہ تھا کہ جو صورت حال پیدا ہوئی تھی اس کی وجہ سے چودہ حضرات کے علاوہ سب منتشر ہو گئے تھے اور یہ سب کچھ اضطراری طور پر ہوا تھا اور حالت اضطراری میں جو کچھ سرزد ہو وہ قابل مواخذہ نہیں اس کے باوجود ان لوگوں کے بارے میں قرآن کریم میں ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا کَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ۔ سورۂ آل عمران آیت ۱۵۵

بے شک وہ لوگ جو تم میں سے میدان سے ہٹ گئے جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں انھیں شیطان نے ہی لغزش دی ان کے بعض اعمال کے باعث اور بے شک اللہ نے انھیں معاف فرمایا بیشک اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔

اس آیت میں یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعَان سے مراد یوم احد ہے جب اللہ عزوجل نے ان کی بے اختیاری اضطراری لغزش معاف کر دیا ہے تو اس پر اعتراض کرنا غلط ہے۔

اسی طرح بدر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضور کی صاحبزادی حضرت رقیہ کی تیمار داری کے لئے گھر رہ جانا قابل اعتراض نہیں بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بعد صاحبزادی کو گھر چھوڑ کر جنگ میں شریک ہوتے تو یہ قابل اعتراض بات تھی بایں ہمہ وہ اصحاب بدر میں معدود ہیں اس لئے ان کو مال غنیمت سے حصہ بھی ملا۔

بیعت رضوان میں شریک نہ ہونے پر اعتراض صرف ایک شرارت تھی انھیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ اس غرض سے بھیجا تھا کہ وہ صلح کی بات چیت کریں اور اپنے ذاتی اثر و رسوخ سے اہل مکہ کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ عمرہ کرنے سے نہ روکیں۔

یہ مکہ معظمہ گئے واپسی میں کچھ تاخیر ہوئی کسی نے اڑا دیا کہ وہ شہید کر دیئے گئے اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی تھی اور حضرت عثمان کو یہ شرف بخشا کہ اپنے دست مبارک کو ان کا ہاتھ فرمایا اور ان کی طرف سے خود بیعت فرمائی انصاف اور ایمان کی نظر میں یہ بیعت بدرجہا بہتر اور افضل تھی جو بیعت کرنے والوں نے از خود کی۔

بَابُ قِصَّةِ الْبَیْعَةِ وَالْاِتِّفَاقِ عَلٰی عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَفِیْهِ مَقْتَلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ص ۵۲۳

حضرت عثمان بن عفان پر اتفاق اور بیعت کا قصہ۔ اس میں عمر بن خطاب کی شہادت کا بھی ذکر ہے۔

۱۹۵۳ حدیث عَنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُوْنٍ قَالَ رَأَیْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے زخمی ہونے سے

قَبْلَ اَنْ يُّصَابَ بِاَيَّامٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَقَفَ عَلٰى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ

چند دن پہلے عمر بن خطاب کو مدینہ میں دیکھا۔ کہ وہ حذیفہ بن یمان اور عثمان بن حنیف

وَعُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ كَيْفَ فَعَلْتُمَا اَتَخَافَانِ اَنْ تَكُوْنَا قَدْ

کے پاس کھڑے ہیں۔ اور ان سے کہہ رہے ہیں۔ (عراق کی زمین کا بندوبست) تم لوگوں

حَمَّلْتُمَا الْاَرْضَ مَا لَا تُطِيْقُ قَالَ حَمَّلْنَاهَا اَمْرًا هِيَ لَهٗ مُطِيْقَةٌ

نے کیسے کیا۔ کیا تم دونوں کو اس کا اندیشہ ہے کہ زمین پر طاقت سے زیادہ تم نے

مَا فِيْهَا كَبِيْرُ فَضْلٍ قَالَ اُنْظُرَا اَنْ تَكُوْنَا حَمَّلْتُمَا الْاَرْضَ مَا لَا

محصول لگا دیا ہے۔ ان دونوں نے کہا۔ ہم نے زمین کی طاقت بھر ہی محصول لگایا ہے

تُطِيْقُ قَالَ قَالَا لَا فَقَالَ عُمَرُ لَئِنْ سَلَّمَنِيَ اللّٰهُ لَاَدَعَنَّ اَرَامِلَ

اور ہم نے زیادہ نہیں بڑھایا ہے۔ فرمایا غور کر لو۔ کہیں طاقت سے زیادہ تو نہیں

اَهْلِ الْعِرَاقِ لَا يَحْتَجْنَ اِلٰى رَجُلٍ بَعْدِيْ اَبَدًا قَالَ فَمَا اَتَتْ

لاد دیا ہے۔ ان دونوں نے کہا نہیں۔ پھر عمر نے فرمایا اگر اللہ نے مجھ کو سلامت رکھا تو

عَلَيْهِ اِلَّا رَابِعَةٌ حَتّٰى اُصِيْبَ قَالَ اِنِّيْ لَقَائِمٌ مَا بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ

عراق کی بیوگان کو اتنا فارغ البال کر دوں گا کہ میرے بعد کسی کی محتاج نہ رہیں گی۔ عمرو بن

اِلَّا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ غَدَاةَ اُصِيْبَ وَكَانَ اِذَا مَرَّ بَيْنَ

میمون نے کہا کہ اس کے بعد چار دن بھی نہیں گذرا تھا کہ زخمی کر دیئے گئے جس صبح کو زخمی کئے گئے

الصَّفَّيْنِ قَالَ اسْتَوُوْا حَتّٰى اِذَا لَمْ يَرَ فِيْهِنَّ خَلَلًا تَقَدَّمَ

میں یوں کھڑا تھا کہ میرے اور حضرت عمر کے درمیان سوائے حضرت عبد اللہ بن عباس کے کوئی اور نہیں

فَكَبَّرَ وَرُبَّمَا قَرَاَ بِسُوْرَةِ يُوْسُفَ اَوِ النَّحْلِ اَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ

تھا۔ ان کی عادت تھی کہ جب دو صفوں کے درمیان گذرتے تو کہتے صفیں درست کر لو۔ جب دیکھ لیتے کہ

فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى حَتّٰى يَجْتَمِعَ النَّاسُ فَمَا هُوَ اِلَّا اَنْ كَبَّرَ

صفوں میں کوئی خلل نہیں تو آگے بڑھتے اور تکبیر کہتے۔ اور اکثر پہلی رکعت میں سورۂ یوسف یا نحل یا

فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ قَتَلَنِيْ اَوْ اَكَلَنِيَ الْكَلْبُ حِيْنَ طَعَنَهٗ فَطَارَ

اس کے مثل پڑھتے۔ تاکہ لوگ اکٹھے ہو جائیں۔ اسی دن اتنا ہی ہوا کہ انھوں نے تکبیر کہی کہ میں نے ان کو

العلج بسكين ذات طرفين لا يمر على احد يمينا ولا شمالا الا
کہتے ہوئے سنا۔ مجھے مار ڈالا یا مجھے کتے نے کھا لیا۔ کافر دو دھاری چھری لے کر تیزی سے بھاگا۔ جس کے
طعنه حتى طعن ثلاثة عشر رجلا مات منهم سبعة فلما
پاس دائیں بائیں پہنچا زخمی کر دیتا۔ یہاں تک کہ تیرہ آدمیوں کو زخمی کر دیا۔ جن میں سے سات مر گئے
رأى ذلك رجل من المسلمين طرح عليه برنسا فلما ظن العلج
مسلمانوں میں سے جب ایک شخص نے یہ دیکھا۔ تو اس پر اپنا کمبل پھینکا۔ کافر نے جب گمان کر لیا کہ وہ
انه ماخوذ نحر نفسه وتناول عمر يد عبد الرحمن بن
پکڑ لیا جائے گا تو اپنے آپ کو ذبح کر لیا۔ حضرت عمر نے حضرت عبد الرحمن بن عوف کا ہاتھ پکڑا اور
عوف فقدمه فمن يلي عمر فقد رأى الذي ارى واما
انھیں آگے کر دیا۔ جو حضرت عمر کے قریب تھا اس نے وہ دیکھا جو میں نے دیکھا۔ لیکن مسجد کے کنارے
نواحي المسجد فانهم لا يدرون غير انهم قد فقدوا صوت
والے کو کچھ معلوم نہیں ہوا سوائے اس کے کہ انھوں نے حضرت عمر کی آواز نہیں سنی تو سبحان اللہ
عمر وهم يقولون سبحان الله سبحان الله فصلى بهم عبد
سبحان اللہ کہنے لگے۔ عبد الرحمن بن عوف نے انھیں مختصر نماز پڑھائی جب لوگ نماز سے فارغ
الرحمن بن عوف صلوة خفيفة فلما انصرفوا قال يا ابن عباس
ہو گئے۔ تو حضرت عمر نے کہا۔ ابن عباس دیکھو مجھے کس نے قتل کیا۔ وہ تھوڑی دیر ادھر ادھر
انظر من قتلني فجال ساعة ثم جاء فقال غلام المغيرة قال
گھومے پھر آئے اور بتایا مغیرہ کے غلام نے۔ پوچھا کاریگر نے۔ ابن عباس نے کہا۔ ہاں فرمایا
الصنع قال نعم قال قاتله الله لقد امرت به معروفا الحمد
اللہ اسے مار ڈالے میں نے اسے اچھا ہی حکم دیا تھا۔ اس اللہ کا شکر ہے جس نے میری موت
لله الذي لم يجعل ميتتي بيد رجل يدعي الاسلام قد كنت
ایسے شخص کے ہاتھ پر نہیں رکھی جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو۔ تم اور تمہارے باپ پسند کرتے
انت وابوك تحب ان تكثر العلوج بالمدينة وكان العباس
کر مدینے میں مجوسی بکثرت رہیں اور عباس کے پاس سب سے زیادہ غلام تھے۔ ابن عبا

أَكْثَرُهُمْ رَقِيقًا فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَعَلْتُ أَيْ إِنْ شِئْتَ قَتَلْنَا

نے کہا اگر آپ چاہیں تو میں کر دوں۔ یعنی آپ چاہیں تو ہم ان کو قتل کر دیں۔ حضرت عمر نے کہا

فَقَالَ كَذَبْتَ بَعْدَ مَا تَكَلَّمُوا بِلِسَانِكُمْ وَصَلَّوْا قِبْلَتَكُمْ وَحَجُّوا

اس کے بعد کہ انھوں نے ہمارا کلمہ پڑھ لیا ہمارے قبلے کی طرف منھ کر کے نماز پڑھ لی ہماری

حَجَّكُمْ فَاحْتُمِلَ إِلَى بَيْتِهِ فَانْطَلَقْنَا مَعَهُ وَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ

طرح حج کر لیا۔ یہ غلط بات ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر اٹھا کر اپنے گھر لائے گئے۔ میں بھی ان کے

تُصِبْهُمْ مُصِيبَةٌ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ فَقَائِلٌ يَقُولُ لَا بَأْسَ وَقَائِلٌ

ساتھ چلا اور لوگوں کا حال یہ تھا کہ گویا ان کو اس سے پہلے کوئی مصیبت ہی نہیں پہنچی ہے۔

يَقُولُ أَخَافُ عَلَيْهِ فَأُتِيَ بِنَبِيذٍ فَشَرِبَهُ فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ ثُمَّ

کوئی کہتا ہے کوئی حرج نہیں۔ ٹھیک ہو جائیں گے۔ کوئی کہتا ہے کہ مجھے اندیشہ ہے انھیں

أُتِيَ بِلَبَنٍ فَشَرِبَ فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ فَعَرَفُوا أَنَّهُ مَيِّتٌ فَدَخَلْنَا

نبیذ پلائی گئی جو پیٹ کے زخم سے باہر نکل آئی پھر دودھ پلایا گیا وہ بھی نکل گیا۔ اب لوگوں

عَلَيْهِ وَجَاءَ النَّاسُ فَجَعَلُوا يُثْنُونَ عَلَيْهِ وَجَاءَ رَجُلٌ شَابٌّ

کو یقین ہو گیا۔ کہ وہ بچیں گے نہیں۔ اب ہم لوگ اندر گئے لوگ آتے اور ان کی تعریف کرتے

فَقَالَ أَبْشِرْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِبُشْرَى اللهِ لَكَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ

ایک جوان شخص آیا۔ اور کہا اے امیر المومنین۔ آپ کو اللہ کی طرف سے بشارت ہو آپ کو نبی صلی اللہ

اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدَمٍ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ

تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت اور اسلام میں سبقت نصیب ہوئی جو آپ جانتے ہیں پھر آپ والی بنائے

ثُمَّ وُلِّيتَ فَعَدَلْتَ ثُمَّ شَهَادَةٌ قَالَ وَدِدْتُ أَنَّ ذٰلِكَ كَفَافٌ

گئے تو آپ نے انصاف کیا پھر شہادت نصیب ہوئی۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں

لَا عَلَيَّ وَلَا لِيَ فَلَمَّا أَدْبَرَ إِذَا إِزَارُهُ يَمَسُّ الْأَرْضَ قَالَ رُدُّوا عَلَيَّ

کہ یہ سب برابر سرابر ہو جائے۔ جب وہ جوان مڑے تو حضرت عمر نے دیکھا کہ اس کا تہبند

الْغُلَامَ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي ارْفَعْ ثَوْبَكَ فَإِنَّهُ أَنْقَى لِثَوْبِكَ وَأَتْقَى لِرَبِّكَ

زمین کو چھو رہا ہے۔ فرمایا۔ اس بچے کو واپس بلاؤ جب وہ آگیا تو فرمایا۔

لِرَبِّكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اُنْظُرْ مَا عَلَيَّ مِنَ الدَّيْنِ فَحَسَبُوْهُ
اے بھتیجے! اپنے کپڑے کو اٹھالے یہ تیرے کپڑے کو زیادہ صاف رکھے گا۔ اور تمہارے
فَوَجَدُوْهُ سِتَّةً وَّثَمَانِيْنَ اَلْفًا اَوْ نَحْوَهٗ قَالَ اِنْ وَفٰى لَهٗ مَالُ
پروردگار کے نزدیک زیادہ پرہیزگاری کی بات ہے۔ پھر اپنے صاحبزادے سے فرمایا۔
اٰلِ عُمَرَ فَاَدِّهٖ مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَاِلَّا فَسَلْ فِيْ بَنِيْ عَدِيِّ بْنِ
اے عبداللہ بن عمر! مجھ پر کتنا قرض ہے اسے دیکھو۔ لوگوں نے حساب لگایا
كَعْبٍ فَاِنْ لَّمْ تَفِ اَمْوَالُهُمْ فَسَلْ فِيْ قُرَيْشٍ وَلَا تَعْدُهُمْ اِلٰى
تو اسی ہزار یا اس کے قریب قریب پایا۔ فرمایا۔ اگر آل عمر کے مال سے پورا ہو جائے تو
غَيْرِهِمْ فَاَدِّ عَنِّيْ هٰذَا الْمَالَ اِنْطَلِقْ اِلٰى عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ
ان کے مالوں سے ادا کردے ورنہ بنی عدی بن کعب سے کہہ۔ اور ان کے مالوں
فَقُلْ يَقْرَاُ عَلَيْكِ عُمَرُ السَّلَامَ وَلَا تَقُلْ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاِنِّيْ
سے بھی اگر پورا نہ ہو تو قریش سے کہو ان کے علاوہ کسی اور سے مت کہنا۔ میرا یہ
لَسْتُ الْيَوْمَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَمِيْرًا وَقُلْ يَسْتَاْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
قرض ادا کردینا۔ عائشہ ام المومنین کی خدمت میں جاؤ ان سے عرض کرو۔ عمر آپ کو
اَنْ يُّدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَسَلَّمَ فَاسْتَاْذَنَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهَا
سلام عرض کرتا ہے۔ امیرالمومنین مت کہنا اس لئے کہ آج میں امیرالمومنین نہیں۔ اور ان سے عرض کرنا۔
فَوَجَدَهَا قَاعِدَةً تَبْكِيْ فَقَالَ يَقْرَاُ عَلَيْكِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
اپنے ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی عمر اجازت طلب کرتا ہے۔ عبداللہ گئے۔ ام المومنین کو سلام
السَّلَامَ وَيَسْتَاْذِنُ اَنْ يُّدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَقَالَتْ كُنْتُ
عرض کیا پھر اجازت طلب کی۔ پھر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ بیٹھی رو رہی تھیں۔ عبداللہ نے
اُرِيْدُهٗ لِنَفْسِيْ وَلَاُوْثِرَنَّ بِهِ الْيَوْمَ عَلٰى نَفْسِيْ فَلَمَّا اَقْبَلَ
عرض کیا۔ عمر بن خطاب آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ
قِيْلَ هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ جَاءَ قَالَ اِرْفَعُوْنِيْ فَاَسْنَدَهٗ
دفن ہونے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ ام المومنین نے فرمایا۔ میں خود یہاں دفن ہونا چاہتی تھی۔

رَجُلٌ إِلَيْهِ فَقَالَ مَا لَدَيْكَ قَالَ الَّذِيْ تُحِبُّ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ
لیکن آج انھیں اپنے اوپر ترجیح دے رہی ہوں۔ جب وہ وہاں سے واپس آکر سامنے
قَدْ أَذِنَتْ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا كَانَ شَيْءٌ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ
آگئے تو کہا گیا۔ کہ عبد اللہ بن عمر واپس آگئے۔ فرمایا مجھے اٹھاکر بیٹھاؤ۔ تو ایک شخص نے
فَإِذَا أَنَا قُبِضْتُ فَاحْمِلُوْنِيْ ثُمَّ سَلِّمْ فَقُلْ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ
انھیں سہارا دے کر بٹھایا۔ پوچھا کیا خبر ہے۔ عرض کیا۔ وہی جو آپ پسند کرتے تھے یا
الْخَطَّابِ فَإِنْ أَذِنَتْ لِيْ فَأَدْخِلُوْنِيْ وَإِنْ رَدَّتْنِيْ فَرُدُّوْنِيْ إِلٰى
امیر المومنین۔ ام المومنین نے اجازت دے دیا۔ فرمایا اللہ کا شکر ہے۔ میرے نزدیک اس سے
مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَجَاءَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ حَفْصَةُ وَالنِّسَاءُ تَسِيْرُ
زیادہ اہم کوئی چیز نہیں تھی۔ پھر جب میری روح قبض کر لی جائے۔ تو مجھے اٹھاکر وہاں
مَعَهَا فَلَمَّا رَأَيْنَاهَا قُمْنَا فَوَلَجَتْ عَلَيْهِ فَبَكَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً
لے جانا۔ پھر تم سلام کہنا۔ پھر عرض کرنا۔ عمر بن خطاب اجازت طلب کر رہا ہے اگر ام المومنین پھر اجازت
وَاسْتَأْذَنَ الرِّجَالُ فَوَلَجَتْ دَاخِلًا لَهُمْ فَسَمِعْنَا بُكَاءَهَا
دیدیں تو مجھے ان کے حجرے میں داخل کرنا اور اگر درخواست مسترد فرمادیں تو مجھے مسلمانوں
مِنَ الدَّاخِلِ فَقَالُوْا أَوْصِ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اسْتَخْلِفْ قَالَ
کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ اور ام المومنین حضرت حفصہ آئیں اور ان کے ساتھ بہت سی عورتیں
مَا أَجِدُ أَحَقَّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ أَوِ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ
ہم نے جب ان کو دیکھا تو وہاں سے اٹھ آئے ام المومنین اندر گئیں اور تھوڑی دیر وہاں روئیں
تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ
اب مردوں نے اجازت طلب کیا تو ام المومنین اندر چلی گئیں تاکہ آنے والوں کے لئے جگہ ہو جائے۔
فَسَمّٰى عَلِيًّا وَعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ
ہم نے اندر سے ان کے رونے کی آواز سنی۔ اب حاضرین نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین وصیت فرمادیجئے
عَوْفٍ وَقَالَ يَشْهَدُكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَلَيْسَ لَهُ مِنَ الْأَمْرِ
کسی کو خلیفہ بنا دیجئے فرمایا۔ اس چیز کا حقدار ان لوگوں سے زیادہ میں کسی کو نہیں پاتا جن سے راضی

شَيْئٌ كَهَيْئَةِ التَّعْزِيَةِ لَهُ فَإِنْ أَصَابَتِ الْإِمْرَةُ سَعْدًا فَهُوَ
رہے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے۔ علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمٰن
ذَاكَ وَإِلَّا فَلْيَسْتَعِنْ بِهِ أَيُّكُمْ مَا أُمِّرَ فَإِنِّي لَمْ أَعْزِلْهُ
بن عوف کا نام لیا۔ اور فرمایا کہ تمہارے مشورے میں عبداللہ بن عمر شریک رہے گا۔ مگر خلافت کا حق اس کو نہیں
مِنْ عَجْزٍ وَلَا خِيَانَةٍ وَقَالَ أُوْصِي الْخَلِيفَةَ مِنْ بَعْدِي
جیسے ان کی تسلی کے لئے فرما رہے ہوں۔ اب اگر حکومت سعد کو ملے تو وہ اس کے اہل ہیں ورنہ تم میں سے
بِالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَيَحْفَظَ
جو بھی امیر بنایا جائے وہ ان سے مدد لے۔ اس لئے کہ ان کو میں نے عاجز ہونے یا خیانت کی وجہ سے
لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ وَأُوْصِيهِ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا الَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ
معزول نہیں کیا۔ اور اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں
وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ أَنْ يُقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَأَنْ
کہ ان کے حق کو پہچانے اور ان کی عزت کا پاس کرے اور میں اسے انصار کے ساتھ بھلائی کی
يُعْفَى عَنْ مُسِيئِهِمْ وَأُوْصِيهِ بِأَهْلِ الْأَمْصَارِ خَيْرًا فَإِنَّهُمْ
وصیت کرتا ہوں۔ کہ جنھوں نے مہاجرین سے پہلے اس شہر میں ایمان اور گھر بنالیا تھا کہ ان
رِدْءُ الْإِسْلَامِ وَجُبَاةُ الْمَالِ وَغَيْظُ الْعَدُوِّ وَأَنْ لَا يُؤْخَذَ
کے احسان کرنے والوں کو قبول کیا جائے اور لغزش کرنے والوں کو معاف کر دیا جائے۔ اور میں
مِنْهُمْ إِلَّا فَضْلُهُمْ عَنْ رِضَاهُمْ وَأُوْصِيهِ بِالْأَعْرَابِ
تمام شہر کے باشندوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں اس لئے کہ وہ لوگ اسلام کے
خَيْرًا فَإِنَّهُمْ أَصْلُ الْعَرَبِ وَمَادَّةُ الْإِسْلَامِ أَنْ يُؤْخَذَ
مددگار اور مال حاصل کرنے والے ہیں اور دشمن کی جلن ہیں اور یہ کہ ان سے نہ لیا جائے مگر ان کا
مِنْ حَوَاشِي أَمْوَالِهِمْ وَيُرَدَّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ وَأُوْصِيهِ
فاضل مال وہ بھی ان کی رضامندی سے اور اسے دیہاتیوں کے بارے میں اچھے سلوک کی وصیت کرتا ہوں
بِذِمَّةِ اللّٰهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اس لئے کہ وہ عرب کی اصل اور اسلام کے مادہ ہیں۔ اور ان کے معمولی مال لئے جائیں اور ان کے محتاجوں پر

أَنْ يُوفِيَ لَهُمْ لِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُقَاتِلَ مِنْ وَرَائِهِمْ وَلَا يُكَلِّفُوا

لوٹایا جائے۔ اور اسے وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کے ذمہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

إِلَّا طَاقَتَهُمْ فَلَمَّا قُبِضَ خَرَجْنَا بِهِ فَانْطَلَقْنَا نَمْشِي فَسَلَّمَ عَبْدُ

ذمے کے بارے میں کہ ان کے ساتھ جو عہد ہوا اس کو پورا کیا جائے۔ اور ان کی حفاظت میں لڑا جائے۔ اور

اللهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَتْ أَدْخِلُوهُ

طاقت سے زیادہ ان کو تکلیف نہ دی جائے۔ جب حضرت عمر کا وصال ہو گیا تو ہم انھیں لے کر

فَأُدْخِلَ فَوُضِعَ هُنَالِكَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ دَفْنِهِ

پیدل چلتے ہوئے نکلے۔ عبد اللہ بن عمر نے ام المومنین کو سلام کیا۔ عرض کیا۔ عمر بن خطاب اجازت طلب

اجْتَمَعَ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اجْعَلُوا أَمْرَكُمْ

کر رہا ہے۔ ام المومنین نے فرمایا۔ انھیں اندر لاؤ اب انھیں اندر لے گئے۔ اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ

إِلٰى ثَلَاثَةٍ مِنْكُمْ قَالَ الزُّبَيْرُ قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلٰى عَلِيٍّ فَقَالَ

رکھے گئے۔ جب ان کے دفن سے فراغت ہو گئی تو مذکورہ بالا افراد اکٹھا ہوئے تو عبد الرحمن نے ان لوگوں

طَلْحَةُ قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلٰى عُثْمَانَ وَقَالَ سَعْدٌ قَدْ جَعَلْتُ

سے کہا۔ تم لوگ اپنا حق اپنے میں سے تین کو دے دو۔ اس پر زبیر نے کہا میں نے اپنا حق علی کو دیا

أَمْرِي إِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ أَيُّكُمَا

اور طلحہ نے کہا۔ میں نے اپنا حق عثمان کو دیا۔ اور سعد نے کہا میں نے اپنا حق عبد الرحمن بن عوف کو

تَبَرَّأَ مِنْ هٰذَا الْأَمْرِ فَنَجْعَلُهُ إِلَيْهِ وَاللهُ عَلَيْهِ وَالْإِسْلَامُ

دیا۔ اب عبد الرحمن نے علی اور عثمان سے کہا۔ تم دونوں میں جو شخص کنارہ کش ہو گا ہم اسی کو سپرد

لَيَنْظُرَنَّ أَفْضَلَهُمْ فِي نَفْسِهِ فَأُسْكِتَ الشَّيْخَانِ فَقَالَ عَبْدُ

کر دیں گے۔ اور اللہ اور اسلام وہ اپنے جی میں ضرور غور کرے کہ کون افضل ہے۔ دونوں بزرگ

الرَّحْمٰنِ أَفَتَجْعَلُونَهُ إِلَيَّ وَاللهُ عَلَيَّ أَنْ لَا آلُوَ عَنْ أَفْضَلِكُمْ

خاموش رہے۔ اس پر عبد الرحمن نے کہا۔ کیا آپ لوگ اسے میرے سپرد کرتے ہیں۔ بخدا میں یہی کوشش

قَالَ نَعَمْ فَأَخَذَ بِيَدِ أَحَدِهِمَا فَقَالَ لَكَ قَرَابَةٌ مِنْ رَسُولِ

کروں گا کہ آپ لوگوں میں جو افضل ہو اسی کو میں دوں۔ ان دونوں حضرات نے فرمایا۔ ہاں۔ اس

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْقِدَمُ فِی الْاِسْلَامِ مَا قَدْ

کے بعد انھوں نے ان میں سے ایک کا ہاتھ پکڑا۔ اور کہا آپ کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو رشتہ داری

عَلِمْتَ فَاللّٰہُ عَلَیْکَ لَئِنْ اَمَّرْتُکَ لَتَعْدِلَنَّ وَلَئِنْ اَمَّرْتُ

ہے اور اسلام میں سبقت ہے وہ آپ جانتے ہیں۔ اللہ آپ کا سب حال جانتا ہے۔ اگر میں آپ کو امیر بناؤں

عُثْمَانَ لَتَسْمَعَنَّ وَلَتُطِیْعَنَّ ثُمَّ خَلَا بِالْآخَرِ فَقَالَ لَہٗ مِثْلَ

تو آپ ضرور انصاف کریں گے۔ اور اگر میں عثمان کو امیر بناؤں تو آپ یقیناً ان کی بات سنیں گے۔ اور

ذٰلِکَ فَلَمَّا اَخَذَ الْمِیْثَاقَ قَالَ اِرْفَعْ یَدَکَ یَا عُثْمَانُ فَبَایَعَہٗ

مانیں گے۔ اس کے بعد خلوت میں جاکر دوسرے سے وہی بات کہی۔ جب پختہ عہد لے لیا۔ تو کہا اپنا ہاتھ بڑھاؤ

فَبَایَعَ لَہٗ عَلِیٌّ وَّوَلَجَ اَھْلُ الدَّارِ فَبَایَعُوْہُ۔

اے عثمان اور ان کی بیعت کی پھر حضرت علی نے ان کی بیعت کی اور اہل مدینہ اندر داخل ہوئے اور سب نے ان کی بیعت کی۔

۱۹۵۳ تشریحات

اس وقت جو صورت حال تھی اس کے پیش نظر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے از خود کسی کو ولی عہد بنانا پسند نہیں فرمایا۔ اور ایک مجلس شوریٰ بنادی جس میں بھی عشرہ مبشرہ کے افراد تھے۔ سبھی انتہائی ذہین فطین، اسلام اور مسلمانوں کے مخلص سابقین اولین میں سے تھے۔ جن پر اس وقت بھی اور آج بھی پوری امت کا اعتماد تھا۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک طرف عوام سے مل کر ان کا رجحان معلوم کرتے رہے۔ اور دوسری طرف خود بھی غور خوض کرتے رہے۔ انھوں نے ان دونوں باتوں سے یہی اندازہ لگایا کہ حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا جانا ہی ضروری ہے۔ اس لئے انھوں نے بڑی خوبصورتی سے پہلے اپنے حق سے خود دست برداری کر لی پھر حضرت زبیر حضرت سعد بن وقاص سے بھی دست برداری کا اقرار کرالیا۔ اور انتخاب کا حق سب اپنے لئے لیا کہ جسے وہ منتخب کردیں اسے سب تسلیم کرلیں۔ اس طرح انھوں نے بڑی خوبصورتی اور دانشمندی سے اس اہم معاملہ کو طے کیا۔

بَابُ مناقب علی بن ابی طالب ابی الحسن القرشی الھاشمی ص۵۲۵ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت علی بن ابی طالب ابو الحسن قرشی ہاشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب۔

حدیث ۱۹۵۴ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَیْدَۃَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی ابْنِ عُمَرَ

سعد بن عبیدہ نے کہا کہ ایک شخص ابن عمر کے پاس آیا۔ اور حضرت عثمان کے

فَسَأَلَهُ عَنْ عُثْمَانَ فَذَكَرَ عَنْ مَحَاسِنِ عَمَلِهِ قَالَ لَعَلَّ ذَاكَ
بارے میں ان سے پوچھا۔ حضرت ابن عمر نے ان کے اچھے اعمال کا تذکرہ فرمایا
يَسُوؤُكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَرْغَمَ اللّٰهُ بِأَنْفِكَ ثُمَّ سَأَلَهُ
کہا یہ شاید تجھے برا لگے اس نے کہا ہاں اللہ تیری ناک خاک آلود کرے پھر اس نے علی
عَنْ عَلِيٍّ فَذَكَرَ عَنْ مَحَاسِنِ عَمَلِهِ قَالَ هُوَ ذَاكَ بَيْتُهُ
کے بارے میں پوچھا۔ تو حضرت ابن عمر نے علی کے اچھے اعمال کا تذکرہ کیا
أَوْسَطُ بُيُوتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّ
اور یہ بھی کہا۔ کہ یہ وہ ہیں کہ ان کا گھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھروں
ذَاكَ يَسُوؤُكَ قَالَ أَجَلْ قَالَ فَأَرْغَمَ اللّٰهُ بِأَنْفِكَ انْطَلِقْ
کے درمیان ہے پھر حضرت ابن عمر نے کہا۔ شاید یہ تجھے برا لگے۔ اس نے کہا ہاں۔ ابن عمر
فَاجْهَدْ عَلَيَّ جَهْدَكَ۔
نے کہا اللہ تیری ناک خاک آلود کرے اور جو کچھ تجھ سے ہو سکے میرے خلاف کر۔

حدیث ۱۹۵۵

سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ
حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ
وسلم نے حضرت علی سے فرمایا۔ کیا تو راضی نہیں کہ میرے نزدیک اس مرتبہ پر رہے جو
هَارُونَ مِنْ مُوسَى۔ عہ
ہارون کا موسیٰ کے نزدیک تھا۔

تشریحات ۱۹۵۵ مغازی میں ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبوک تشریف لے جانے لگے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ طیبہ میں اپنا نائب بنایا۔ اس پر حضرت علی نے عرض کیا۔ کہ آپ مجھے عورتوں میں چھوڑے جا رہے ہیں تو حضور نے وہ فرمایا۔ امام حاکم نے اکلیل میں روایت فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا۔ تم میرے اہل میں میرے جانشین رہو مجرموں کو سزا دو۔ زکوٰۃ وغیرہ وصول کرو۔ نصیحت کرو۔ پھر اپنی ازواج کو بلایا۔

عہ ثانی مغازی غزوہ تبوک ص۶۳۳ مسلم فضائل نسائی مناقب۔ ابن ماجہ سنۃ

اور فرمایا۔ علی کی بات سننا اور ماننا۔

مغازی میں اخیر میں یہ بھی ہے۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ردروافض۔ روافض اس حدیث سے دلیل لاتے ہیں۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی رو سے حضرت علی کو اپنے بعد ولی عہد بنا دیا تھا۔ لیکن ان کا یہ استدلال دو طرح سے فاسد ہے۔ ایک حضرت ہارون و موسیٰ کی تمثیل سے حضرت موسیٰ جب کوہ طور پر توراۃ لینے جانے لگے تو حضرت ہارون کو عارضی طور پر اپنی واپسی تک کے لئے اپنا جانشین بنایا تھا جو ان کی واپسی کے بعد ختم ہو گیا۔ اس تمثیل نے ظاہر کر دیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو عارضی طور پر تبوک سے واپسی تک کے لئے اپنا نائب بنایا تھا دوسرے یہ کہ یہ نیابت بھی محدود تھی صرف انتظامی معاملات تک امامت جو سب سے اہم تھی وہ حضرت علی کو تفویض نہیں فرمائی بلکہ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو امام بنایا تھا اگر یہ ولی عہدی کی طرف اشارہ ہوتا تو حضرت علی کو امام بھی بناتے جب کہ وہ عبداللہ بن ام مکتوم سے اعلم تھے اقرأ تھے۔ جزوی نیابت ولی عہد کے ادعائے باطل کو قلع قمع کر دیتی ہے۔

۱۹۵۶ حدیث عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قَالَ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم لوگ فیصلہ کرو جیسا کہ تم لوگ

اقْضُوا كَمَا كُنْتُمْ تَقْضُونَ فَإِنِّي أَكْرَهُ الِاخْتِلَافَ حَتَّىٰ يَكُونَ

فیصلہ کرتے تھے اس لئے کہ میں اختلاف کو ناپسند کرتا ہوں یہاں تک کہ لوگ ایک جماعت ہو جائیں

النَّاسُ جَمَاعَةً أَوْ أَمُوتَ كَمَا مَاتَ أَصْحَابِي وَكَانَ ابْنُ

یا میں وفات پا جاؤں جیسے کہ میرے اصحاب وفات پا گئے ابن سیرین یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ عام

سِيرِينَ يَرَىٰ أَنَّ عَامَّةَ مَا يُرْوَىٰ عَنْ عَلِيٍّ الْكَذِبُ۔

طور پر جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا جا رہا ہے جھوٹ ہے۔

۱۹۵۶ تشریحات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام ولد کے بارے میں باتفاق صحابہ بشمول حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ ام ولد کو بیچنا جائز نہیں لیکن جب حضرت علی عراق آئے تو اس سے رجوع فرما لیا اور فرمایا کہ انھیں بیچنا درست ہے اس پر عبیدہ نے ان سے عرض کیا کہ آپ کی اور حضرت عمر کی متفقہ رائے آپ کی تنہا رائے سے زیادہ پسند ہے اس میں اتفاق ہے اور آپ کی تنہا رائے میں اختلاف۔ اس پر حضرت علی نے یہ فرمایا میں اختلاف کو ناپسند کرتا ہوں

تم لوگ پہلے جو فیصلہ کرتے تھے وہی کیا کرو۔

وكان ابن سيرين۔ مطلب یہ ہے کہ روافض حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خلاف جو باتیں روایت کرتے ہیں وہ سب جھوٹ ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ ان دونوں حضرات کے مخالف نہیں تھے ان کے محب اور مؤید تھے یہاں تک اپنی رائے پر ان حضرات کی رائے کو مقدم رکھتے تھے۔

بَابُ مَنَاقِبِ جَعْفَرِ بْنِ اَبِي طَالِبِ الْهَاشِمِي۔

حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمی رضی اللہ عنہ کے مناقب۔

یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حقیقی بھائی اور ان سے دس سال بڑے تھے سابقین اولین میں سے ہیں پہلے حبشہ ہجرت کی وہیں خیبر کے وقت تک رہے انھیں کی تبلیغ سے نجاشی مسلمان ہوئے بہت بہادر اور سخی تھے سنہ ۸ھ میں ان کو غزوۂ موتہ میں بھیجا تھا پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا مگر یہ بھی فرمایا اگر یہ شہید ہو جائیں تو جعفر جھنڈا لیں وہیں شہید ہو گئے ان کے دونوں ہاتھ کٹ گئے تھے جن کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے دو بازو عطا فرمائے جس سے جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے رہتے ہیں اسی لئے ان کا لقب ذوالجناحین ہے۔ اور جعفر طیار بھی ہے۔

حدیث ۱۹۵۰

عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيْ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ کہتے تھے ابو ہریرہ نے

عَنْهُ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اَكْثَرَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاِنِّيْ كُنْتُ

بہت روایت کر دیا اور میں اپنے پیٹ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِشِبَعِ بَطْنِيْ حِيْنَ لَا

رہتا تھا جب میں —— روٹی نہیں کھاتا تھا اور نہ عمدہ لباس پہنتا تھا اور نہ فلاں اور فلانہ

اٰكُلُ الْخَمِيْرَ وَلَا اَلْبَسُ الْحَبِيْرَ وَلَا يَخْدِمُنِيْ فُلَانٌ وَفُلَانَةُ

میری خدمت کرتے تھے اور میں بھوک کی شدت سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتا

وَكُنْتُ اُلْصِقُ بَطْنِيْ بِالْحَصْبَاءِ مِنَ الْجُوْعِ وَاِنِّيْ كُنْتُ

تھا اور میں کسی شخص سے آیت پوچھتا اور وہ مجھے یاد ہوتی تاکہ وہ

لَأَسْتَقْرِئُ الرَّجُلَ الْآيَةَ وَهِيَ مَعِي كَيْ يَنْقَلِبَ بِي فَيُطْعِمَنِي

مجھے لے جائے اور کھلائے اور مسکین کے ساتھ سب سے زیادہ بھلائی

وَكَانَ أَخْيَرَ النَّاسِ لِلْمُسْلِمِيْنَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَكَانَ

کرنے والے جعفر بن ابی طالب تھے وہ ہمیں لے جایا کرتے اور کھلاتے جو بھی

يَنْقَلِبُ بِنَا فَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِي بَيْتِهِ حَتَّى إِنْ كَانَ لَيُخْرِجُ

ان کے گھر میں ہوتا حتی کہ ہمارے لئے وہ کپی نکال دیتے جس میں کچھ نہیں ہوتا

إِلَيْنَا الْعُكَّةَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ فَيَشُقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِيهَا ع۱

اور وہ اسے پھاڑ دیتے اور اس پر جو کچھ لپٹا ہوتا اسے ہم چاٹتے۔

حدیث ۱۹۵۸ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جعفر کے بیٹے عبد اللہ کو سلام کرتے تو کہتے

قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ يُقَالُ

تم پر سلام ہو اے ابن ذو الجناحین — ابو عبد اللہ (امام بخاری) نے کہا کہا جاتا ہے کن فی جناحی

كُنْ فِي جَنَاحِي كُنْ فِي نَاحِيَتِي كُلُّ جَانِبَيْنِ جَنَاحَانِ ع۲

ہمارے طرف میں ہو جا۔ ہر دو جانب دو بازو ہیں۔

تشریحات ۱۹۵۸ طبرانی میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن جعفر سے فرمایا کہ تمہیں خوشخبری ہو تمہارے باپ فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہیں نیز امام ترمذی اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات جعفر فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ میرے قریب سے گذرے اور ان کے دونوں بازو خون سے رنگین تھے۔

قال ابو عبد اللہ۔ حضرت امام بخاری یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ جناح کا معنی طرف کے ہیں۔

بَابُ مَنَاقِبِ قَرَابَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ص۵۲۶

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رشتہ داری کے فضائل۔

ع۱ ثانی۔ اطعمہ باب الحلواء والعسل ص۸۱۷

ع۲ ثانی۔ مغازی۔ باب غزوۃ موتہ من ارض الشام ص۶۱۱ نسائی۔ مناقب

توضیح باب قرابت سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جد اقرب یعنی عبد المطلب کی نسل سے ہیں جنھوں نے ایمان کے ساتھ حضور کی صحبت کی ہو یا حضور کو دیکھا ہو اور ایمان پر ان کا انتقال ہوا ہو یہ بنیادی طور پر دس صنفیں ہیں اول حضرت علی کی اولاد یہ چار افراد ہیں۔ حضرت حسن حضرت حسین حضرت محسن حضرت ام کلثوم یہ سب حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی نسل سے ہیں۔ دوسرے حضرت جعفر اور ان کی اولاد یہ تین ہیں عبد اللہ عون۔ محمد۔ تیسرے حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے مسلم بن عقیل۔ چوتھے حضرت حمزہ بن عبد المطلب اور ان کی اولاد۔ یعلی۔ عمارہ یا امامہ۔ پانچویں حضرت عباس بن مطلب اور ان کے دسوں صاحبزادے معقل، عبد اللہ، قثم، عبید اللہ، حارث، معبد، عبد الرحمن، کثیر، عون، اور تمام۔

چھٹے معقب بن ابی لہب اور عباس بن عتبہ بن ابی لہب۔ ساتویں عبد اللہ بن زبیر بن عبد المطلب اور ان کی بہن ضباعہ۔ آٹھویں ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب اور ان کے صاحبزادے جعفر۔ اور نویں نوفل بن حارث بن عبد المطلب اور ان کے بیٹے مغیرہ اور حارث۔ دسویں امیمہ، بردہ، عاتکہ اور صفیہ حضرت عبد المطلب کی صاحبزادیاں۔

حدیث ۱۹۵۹ عَنْ وَاقِدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ ارْقُبُوا مُحَمَّدًا فِي أَهْلِ بَيْتِهِ علہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے اہل بیت کے بارے میں لحاظ رکھو۔

تشریحات ۱۹۵۹ مراد یہ ہے کہ ان کے حقوق اور مراتب کا لحاظ کرو صحیح یہ ہے کہ اہل بیت میں ازواج مطہرات بھی داخل ہیں اور حدیث عبا کی وجہ سے حضرت علی حضرت فاطمہ حضرت حسن و حضرت حسین بھی داخل ہیں۔

حدیث ۱۹۶۰ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي فَمَنْ أَغْضَبَهَا

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے انھیں ناراض کیا

علہ فضائل صحابہ۔ باب مناقب الحسن والحسین صنہ ۵۳

اَبْغَضَنِیْ عہ

اس نے مجھے ناراض کیا۔

بَابُ مَنَاقِبِ زُبَیْرِ بْنِ عَوَّامٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ص۵۲۷

زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب۔

یہ بنی اسد کے چشم و چراغ تھے ان کا نسب نامہ شجرۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے قصی بن کلاب پر جا کر مل جاتا ہے ان کی والدہ ماجدہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبد المطلب ہیں یہ بھی سابقین اولین میں سے ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے احباب خصوصی میں تھے۔ انھیں کی ترغیب سے اس وقت مشرف باسلام ہوئے جب ابھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم میں تشریف نہیں لائے تھے۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ دس سال یا آٹھ سال کی عمر میں مشرف باسلام ہوئے۔ جمادی الاولیٰ ۳۶ھ میں جمل سے واپس ہو رہے تھے وادی سبع میں عمرو بن جرموز نے انھیں شہید کیا۔ ان کا مزار پاک وہیں ہے۔

۵۸۸ **وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ حَوَارِيُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**

حضرت ابن عباس نے فرمایا وہ یعنی زبیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری ہیں۔ حواریوں

وَسُمِّيَ الْحَوَارِيُّوْنَ لِبَيَاضِ ثِيَابِهِمْ۔

کو اس لئے حواری کہا گیا کہ ان کے کپڑے سفید تھے۔

تشریح

۵۸۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد کتاب التفسیر کی طویل حدیث میں مذکور ہے حواری کے معنی مددگار، مخلص دوست۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب کا خطاب حواری ہے۔ ان کو حواری کس بنا پر کہا گیا اس بارے میں مختلف توجیہات مذکور ہیں۔

یہ لوگ دھوبی تھے، کپڑے دھوتے تھے۔ حواری کے معنی کپڑا دھونے والے کپڑا سفید کرنے والے کے ہیں۔ ضحاک نے کہا اپنے دل کی صفائی کی وجہ سے ان کو حواری کہا گیا۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک نے کہا کہ عبادت کی وجہ سے ان کے چہروں پر ایک نور اور چمک تھی، اس لئے ان کو حواری کہا گیا یہ حوار کی طرف منسوب ہے۔ حوار کے اصل معنی سفیدی کے ہیں۔

عہ باب مناقب فاطمہ ص۵۳۲

حدیث ١٩٦١

أَخْبَرَنِیْ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ أَصَابَ عُثْمَانَ بْنَ
مروان بن حکم نے کہا سنۃ الرعاف میں عثمان بن عفان کو شدید نکسیر کا عارضہ ہوگیا یہاں تک
عَفَّانَ رُعَافٌ شَدِیْدٌ سَنَةَ الرُّعَافِ حَتّٰی حَبَسَهٗ عَنِ الْحَجِّ
کہ ان کو حج سے روک دیا اور انھوں نے وصیت کردی۔ ایک شخص قریش کا ان کے پاس آیا اور اس نے کہا
وَأَوْصٰی فَدَخَلَ عَلَیْهِ رَجُلٌ مِّنْ قُرَیْشٍ فَقَالَ اسْتَخْلِفْ فَقَالَ
کسی کو اپنا جانشین بنا دیجئے حضرت عثمان نے دریافت فرمایا کیا لوگوں نے یہ کہا ہے اس نے کہا ہاں پوچھا
وَقَالُوْهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ فَسَكَتَ فَدَخَلَ عَلَیْهِ رَجُلٌ آخَرُ
کس نے تو وہ چپ رہا اس کے بعد ایک دوسرا شخص آیا میں گمان کرتا ہوں کہ وہ حارث تھا اس نے بھی کہا
أَحْسِبُهُ الْحَارِثَ فَقَالَ اسْتَخْلِفْ فَقَالَ عُثْمَانُ وَقَالُوْا فَقَالَ
کسی کو جانشین بنا دیجئے۔ تو حضرت عثمان نے پوچھا کیا لوگوں نے کہا ہے اس نے بتایا ہاں دریافت فرمایا
نَعَمْ قَالَ وَمَنْ هُوَ قَالَ فَسَكَتَ قَالَ فَلَعَلَّهُمْ قَالُوا الزُّبَیْرَ
کون ہے اس پر وہ چپ رہا حضرت عثمان نے فرمایا شاید ان لوگوں نے زبیر کے لئے کہا ہے اس نے
قَالَ نَعَمْ قَالَ أَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ إِنَّهٗ لَخَیْرُهُمْ مَا
کہا ہاں فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جہاں تک میں جانتا ہوں وہ ان سب
عَلِمْتُ وَإِنْ كَانَ لَأَحَبَّهُمْ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ع۱
سے بہتر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پیارے ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تشریحات ١٩٦١ سنہ ۳۱ھ میں مدینہ طیبہ میں نکسیر کی وبا عام پھیلی ہوئی تھی اسی سال یہ مکالمہ ہوا۔ من ھو۔ سے مراد یہ ہے کہ کس کو خلیفہ بنائے جانے کے بارے میں کہا گیا ہے۔ حارث سے مراد حارث بن الحکم بن عاص ہے۔

حدیث ١٩٦٢

أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِیْهِ
حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا یوم احزاب میں اور عمر بن ابو سلمہ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ كُنْتُ یَوْمَ الْأَحْزَابِ جُعِلْتُ
عورتوں میں کر دیئے گئے تھے میں نے نظر اٹھائی تو زبیر کو دیکھا کہ اپنے گھوڑے پر

ع۱ اسی کے بعد اسی کے متصل۔ نسائی مناقب۔

أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فِي النِّسَاءِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِالزُّبَيْرِ
سوار دو یا تین مرتبہ بنی قریظہ کی طرف آئے اور گئے جب میں لوٹا تو میں نے
عَلَى فَرَسِهِ يَخْتَلِفُ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَلَمَّا
پوچھا اے ابا میں نے آپ کو آتے جاتے دیکھا ہے فرمایا کیا تو نے مجھے دیکھا تھا
رَجَعْتُ قُلْتُ يَا أَبَتِ رَأَيْتُكَ تَخْتَلِفُ قَالَ أَوَهَلْ رَأَيْتَنِي
اے بیٹے میں نے کہا ہاں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے
يَا بُنَيَّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جو بنی قریظہ میں جائے اور ان کی خبر لائے تو میں گیا تھا پھر جب لوٹ کر آیا تو
قَالَ مَنْ يَأْتِ بَنِي قُرَيْظَةَ فَيَأْتِينِي بِخَبَرِهِمْ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے اپنے والدین کو جمع
رَجَعْتُ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ
فرمایا اور ارشاد فرمایا تم پر میرے ماں
فَقَالَ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي عہ
باپ فدا۔

تشریحات ۱۹۶۲

یوم احزاب جسے غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں یہ بہت ہی اہم اور خطرناک معرکہ تھا قریش اپنی پوری قوت کے ساتھ بنی غطفان کو لے کر مدینہ طیبہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ بقایا یہود بنی قریظہ سے بھی ساز باز کر لیا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کو ایک قلعے میں اکٹھا کر دیا تھا۔ چونکہ بنی قریظہ سے ہر وقت خطرہ تھا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کو بھیجا تاکہ صحیح حالات معلوم ہو جائیں یہ کام بہت ہی خطرناک تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کے لئے جب پکارا تو سوائے حضرت زبیر کے کوئی نہیں بولا تین بار حضور نے آواز دی ہر بار حضرت زبیر نے بیشک کہا اس پر حضور نے فرمایا تھا کہ ہر نبی کے کچھ حواری ہیں میرے حواری زبیر ہیں۔

حدیث ۱۹۶۳ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ
حضرت عروہ سے روایت ہے کہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم یرموک

عہ مسلم فضائل

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لِلزُّبَیْرِ یَوْمَ الْیَرْمُوْکِ اَلَا تَشُدُّ
زبیر نے کہا آپ کیوں نہیں کوئی سخت حملہ کرتے تو ہم بھی آپ کے ساتھ ویسا ہی
فَنَشُدُّ مَعَکَ فَحَمَلَ عَلَیْہِمْ فَضَرَبُوْہُ ضَرْبَتَیْنِ عَلٰی عَاتِقِہٖ
حملہ کریں تو انھوں نے حملہ فرمایا دشمنوں نے انھیں دو زخم لگائے ان کے
بَیْنَہُمَا ضَرْبَۃٌ ضُرِبَہَا یَوْمَ بَدْرٍ قَالَ عُرْوَۃُ فَکُنْتُ اُدْخِلُ
شانے پر جن دونوں کے درمیان ایک وہ زخم تھا جو یوم بدر ان کو لگا تھا عروہ
اَصَابِعِیْ فِیْ تِلْکَ الضَّرَبَاتِ اَلْعَبُ وَاَنَا صَغِیْرٌ عه
نے کہا میں اپنے بچپنے میں ان زخموں میں اپنی انگلیاں ڈال کر کھیلتا تھا۔

۱۹۶۳

تشریحات

جنگ یرموک یہ عظیم فیصلہ کن جنگ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں دمشق کی فتح کے بعد ۵ رجب ۱۵ھ کو مسلمانوں اور رومیوں کے مابین ہوئی تھی۔ مسلمانوں کے لشکر کے سالار اعظم امین الامت سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور رومیوں کے لشکر کا سپہ سالار باہان ارمنی تھا رومیوں کا لشکر سات لاکھ تھا اور مسلمانوں کا لشکر چھتیس۳۶ یا پینتالیس۴۵ ہزار پانچ بار بہت گھمسان کے رن پڑے اخیر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور رومیوں میں سے ایک لاکھ پانچ ہزار مارے گئے اور چالیس ہزار گرفتار ہوئے اور مسلمانوں میں سے چار ہزار شہید ہوئے مسلمانوں کی مسلسل فتوحات سے گھبرا کر ہرقل نے اپنی پوری قوت اکٹھا کر کے یرموک میں بھیجی تھی۔ یرموک کی شکست کے بعد پھر کبھی رومیوں کو حوصلہ نہیں ہوا کہ کہیں جم کر مقابلہ کرتے۔

تکمیل

مغازی میں یہ تفصیل ہے کہ صحابۂ کرام نے زبیر بن عوام سے یوم یرموک کہا کہ آپ اپنی شان کے لائق کوئی حملہ نہیں کرتے آپ حملہ کریں تو ہم بھی آپ کے ساتھ حملہ کریں حضرت زبیر نے فرمایا اگر میں اپنی شان کے لائق ان پر حملہ کر دوں گا تو تم لوگ میرا ساتھ چھوڑ دوگے لوگوں نے کہا ہم ایسا نہیں کریں گے حضرت زبیر نے رومیوں پر حملہ فرمایا اور ان کی صفوں کو پھاڑتے ہوئے لشکر کے پار ہو گئے اور ان کے ساتھ کوئی نہیں تھا پھر پلٹے تو رومیوں نے ان کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور ان کے شانے پر دو گہرے زخم لگائے ایسا کہ اچھا ہونے کے بعد گڈھے پڑ گئے تھے جن میں انگلیاں ڈال کر حضرت عروہ بچپن میں کھیلا

عه ثانی مغازی۔ باب قتل ابی جہل ص۵۶۶ دو طریقہ سے

کرتے تھے۔

ذِکْرُ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۵۲۷ حضرت طلحہ بن عبید اللہ کا تذکرہ۔

توضیح باب حضرت طلحہ بھی سابقین اولین میں اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں ان کا نسب شجرہ نبوی سے مُرّہ بن کعب پر جاکر مل جاتا ہے۔ ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ یہ یوم جمل ۳۶ھ میں شہید ہوئے۔ کسی طرف سے ناگہانی ایک تیر آکر لگا اور شہید ہو گئے۔ مشہور ہے کہ یہ تیر مروان نے چلایا تھا۔

یہ بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خاص احباب میں سے تھے اور ان کی ترغیب سے مشرف باسلام ہوئے۔ اور یہ ان آٹھ بزرگوں میں ہیں۔ جو سب سے پہلے مشرف باسلام ہوئے۔

حدیث ۱۹۶۴ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ قَالَ لَمْ یَبْقَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
ابو عثمان نے کہا کہ جن دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کی
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ تِلْکَ الْاَیَّامِ الَّتِیْ قَاتَلَ فِیْھِنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ
تھی ان کے بعض دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طلحہ اور سعد کے سوا
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَیْرُ طَلْحَۃَ وَسَعْدٍ عَنْ حَدِیْثِھِمَا۔ عہ
کوئی نہیں تھا جیساکہ ان دونوں حضرات نے خود بیان فرمایا۔

تشریحات ۱۹۶۴ یہ احد کا قصہ ہے۔ غالباً کسی خاص موقع پر تھوڑی دیر کے لئے ایسا ہوا ہوگا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوائے ان دونوں حضرات کے اور کوئی نہیں رہا ہوگا ورنہ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ چودہ حضرات حصار کئے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد موجود تھے جن میں ان دونوں کے علاوہ حضرت ابوبکر اور حضرت علی بھی تھے۔

حدیث ۱۹۶۵ عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ رَاَیْتُ یَدَ طَلْحَۃَ الَّتِیْ
قیس بن حازم نے کہا کہ میں نے طلحہ کا وہ ہاتھ دیکھا ہے جس سے نبی صلی اللہ
وَقٰی بِھَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ شَلَّتْ۔ ۲عہ
علیہ وسلم کی حفاظت کی تھی وہ شل ہو گیا تھا۔

عہ مغازی۔ باب اذ ھمت طائفتان منکم ان تفشلا ص۵۸۱ ؛ ۲عہ مغازی۔ باب اذ ھمت طائفتان منکم ان تفشلا ص۵۸۱

۱۹۶۵

تشریحات

غزوۂ احد کے موقع پر جب مشرکین نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ہجوم کر کے یہ چاہا کہ شہید کر دیں تو حضرت طلحہ نے اپنے ہاتھ کو سپر بنا دیا جس میں ان کی کلمہ کی انگلی کٹ گئی اور ہاتھ شل ہو گیا۔ اس دن انھیں ۸۰ سے زائد زخم لگے تھے ہمارے واعظین کو صرف یہ یاد ہے کہ کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ۷۲ زخم پہونچے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانوں کی یہ جاں نثاری کسی کو یاد نہیں اللہ تعالیٰ واعظین کو ہدایت دے۔

مَنَاقِبُ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ الزُّھْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ص ۵۲۷ — حضرت سعد بن ابی وقاص زہری رضی اللہ عنہ کے مناقب۔

تشریح

ان کا نسب شجرۂ نبوی سے کلاب بن مرہ پر جا کر مل جاتا ہے یہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خاندان بنی زہرہ کے چشم و چراغ تھے۔

ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دیکھ کر فرمایا یہ ہمارے ماموں ہیں کوئی ایسا ماموں تو لائے یہ بھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور فاتح ایران۔ کوفے کو انھوں نے بسایا تھا۔ خدا کی راہ میں سب سے پہلا تیر انھوں نے چلایا ایمان قبول کرنے والوں میں ان کا ساتواں نمبر ہے۔ ۵۵ھ میں اپنے محل میں وصال فرمایا جو مدینہ طیبہ سے دس میل کے فاصلہ پر وادی عقیق میں تھا وہاں سے جنازہ مبارکہ لوگ کندھوں پر اٹھا کر مدینہ طیبہ لائے اور بقیع میں دفن کیا۔ مروان نے نماز جنازہ پڑھائی۔ وصال کے وقت عمر مبارک ۸۳ یا ۷۳ سال کی تھی عشرہ مبشرہ میں سب سے اخیر میں انھیں کا وصال ہوا۔

وَبَنُوْ زُھْرَۃَ اَخْوَالُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ سَعْدُ بْنُ مَالِکٍ۔ — اور بنو زہرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ہیں۔ اور یہ سعد بن مالک ہیں۔

امام بخاری یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ حضرت سعد کے والد ابو وقاص کا نام مالک تھا۔ ان کے دادا وہیب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے چچا تھے۔

۱۹۶۶

حدیث

سَمِعْتُ یَحْیٰی قَالَ سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا یَقُوْلُ جَمَعَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَوَیْہِ یَوْمَ اُحُدٍ علہ

سعید بن مسیب نے کہا کہ میں نے سعد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے یوم احد فرمایا۔ تم پر میرے ماں اور باپ فدا۔

علہ ثانی مغازی۔ اذ ہمت طائفتان منکم ان تفشلا ص ۵۸۰ ص ۵۸۱ تین طریقوں سے۔ مسلم فضائل۔ ترمذی الاستیذان مناقب نسائی سنن۔

تشریحات ۱۹۶۶ غزوۂ احد کے موقع پر جب لڑائی کا رخ صحابۂ کرام کے خلاف ہوگیا اور ان میں انتشار عام پیدا ہوگیا تو دشمنوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لڑائی کا سارا زور جھونک دیا۔ اس وقت حضرت سعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھے حضور نے انھیں ترکش دیا اور فرمایا اِرْمِ یَا سَعْدُ فِدَاكَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ۔ اے سعد تیر چلائے جاؤ تم پر میرے ماں باپ قربان۔

حدیث ۱۹۶۷ سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ
سعید بن مسیب کہتے تھے۔ کہ سعد بن ابو وقاص سے میں نے سنا وہ کہا کرتے
اَبِیْ وَقَّاصٍ یَقُوْلُ مَا اَسْلَمَ اَحَدٌ اِلَّا فِی الْیَوْمِ الَّذِیْ اَسْلَمْتُ
تھے کہ جو بھی مسلمان ہوا اسی دن ہوا جس دن میں مسلمان ہوا۔ اس سے پہلے کوئی بھی
فِیْهِ وَلَقَدْ مَکَثْتُ سَبْعَةَ اَیَّامٍ وَاِنِّیْ لَثُلُثُ الْاِسْلَامِ۔
مسلمان نہ ہوا سات دن تک میں مسلمانوں کا تہائی تھا۔

تشریحات ۱۹۶۷ صحیح یہ ہے کہ حضرت سعد نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ترغیب پر ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا۔ اب وہ جو یہ فرما رہے ہیں یہ اپنے علم و اطلاع کی بنا پر فرما رہے ہیں ان کے علم میں یہی بات تھی کہ آج سے پہلے کوئی مسلمان نہیں ہوا ہے اسی طرح ان کا یہ فرمانا کہ میں اسلام کا تہائی تھا یعنی میرے علاوہ صرف دو صاحبان مسلمان ہوئے تھے تیسرا میں تھا سات دن تک یہی حال رہا۔ یہ بھی اپنے علم کی بنا پر فرما رہے ہیں ابتدائی دور تھا اور خفیہ خفیہ اسلام کی تبلیغ ہو رہی تھی جو لوگ اسلام قبول کرتے اپنے آپ کو برملا ظاہر نہیں کرتے اس لئے انھیں صحیح حالات معلوم نہیں ہوئے۔ بر بنائے تحقیق اسلام قبول کرنے والوں میں ان کا چھٹا یا ساتواں نمبر ہے۔ تہائی اسلام ہونے کی توجیہ یہ ہے کہ ان کو یہ معلوم تھا کہ اب تک صرف حضرت خدیجہ اور حضرت ابو بکر مسلمان ہوئے ہیں۔

حدیث ۱۹۶۸ عَنْ قَیْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا یَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَوَّلُ الْعَرَبِ
قیس نے کہا میں نے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے
رَمٰی بِسَهْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَکُنَّا نَغْزُوْا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ
سنا کہ میں پہلا عرب ہوں جس نے راہ خدا میں پہلا تیر چلایا۔ ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ حَتّٰی اِنَّ اَحَدَنَا

ے ہمراہ رہ کر جہاد کرتے اور ہماری غذا درخت کے پتوں کے سوا اور کچھ نہ

لَیَضَعُ کَمَا یَضَعُ الْبَعِیْرُ اَوِ الشَّاۃُ مَا لَهٗ خِلْطٌ ثُمَّ اَصْبَحَتْ بَنُوْا

ہوتی۔ یہاں تک کہ ہم اونٹ یا بکری کی طرح پائخانہ کرتے جس میں کوئی آمیزش

اَسَدٍ یُعَزِّرُنِیْ عَلَی الْاِسْلَامِ لَقَدْ خِبْتُ اِذًا وَّضَلَّ عَمَلِیْ وَکَانُوْا

نہیں ہوتی۔ پھر بھی بنو اسد میرے اسلام پر نکتہ چینی کرتے ہیں اگر ایسا ہے

وَشَوْا بِهٖ اِلٰی عُمَرَ قَالُوْا لَا یُحْسِنُ یُصَلِّیْ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ

تو میں نامراد رہا۔ اور میرا عمل ضائع ہوگیا بنو اسد نے حضرت عمر کے یہاں

ثُلُثُ الْاِسْلَامِ یَقُوْلُ اَنَا ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ

یہ شکایت کی تھی کہ وہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھتے۔ ابو عبداللہ (امام بخاری) نے کہا۔

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عه

ثلث اسلام کا مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تین کے تیسرے تھے۔

تشریحات

۱۹۶۱ ہجرت کے پہلے سال یہ اطلاع ملی کہ ابو سفیان قریش کے تجارتی قافلے کے ساتھ گذر رہے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب کی سرکردگی میں ساٹھ یا ستر مہاجرین کو رابغ کی طرف بھیجا جس کو سریہ سیف البحر بھی کہتے ہیں۔ وہاں ابو سفیان سے مڈبھیڑ ہوئی اس لشکر میں حضرت سعد بھی تھے۔ اسی موقع پر انہوں نے سب سے پہلا تیر راہ خدا میں چلایا تھا اور یہی پہلی جنگ ہے جو مسلمانوں اور قریش کے درمیان ہوئی۔

یُعَزِّرُنِیْ علی الاسلام۔ حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ کوفہ کے گورنر تھے بنو اسد کے کچھ افراد نے ان کی شکایت کی کہ یہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھتے۔ جہاد کے لئے نہیں جاتے اور انصاف کے ساتھ تقسیم نہیں کرتے اس موقع پر سعد نے یہ فرمایا تھا۔ اور شکایت کرنے والوں کے لئے یہ بددعا کی کہ اے اللہ اس کی عمر اور اس کی محتاجی کو دراز فرما اور اس کو

عه ثانی اطعمه باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابه یاکلون ص ۸۱۴ الرقاق کیف کان عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۹۵۶ مسلم آخر کتاب۔ ترمذی الزهد نسائی مناقب۔ رقائق ابن ماجه سنة۔

فتنہ میں گرفتار فرما۔ یہ دعا قبول ہوئی یہ شخص بہت بوڑھا کھوسٹ ہوگیا۔ اس کی بھنویں لٹک کر
بھیک مانگ کر گذارا کرتا اور راہ چلتی بچیوں کو چھیڑتا ان کی چٹکیاں لیتا۔ جب لوگ اس کو سرزنش
کرتے تو کہتا مجھے سعد کی دعا لگ گئی ہے۔ ابو عبد اللہ امام بخاری نے فرمایا کہ انا ثلث الاسلام
سے ان کی مراد یہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تیسرا تھا۔

بَابُ مَنَاقِبِ زَیْدِ بْنِ حَارِثَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب ص ۵۲۸

حدیث ۱۹۶۵ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ
ایک لشکر بھیجا اور اس کا امیر اسامہ بن زید کو بنایا کچھ لوگوں نے ان کے امیر
وَسَلَّمَ بَعْثًا وَاَمَّرَ عَلَیْہِمْ اُسَامَۃَ بْنَ زَیْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ
بنائے جانے پر طعن کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم
فِیْ اِمَارَتِہٖ۔ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ تَطْعَنُوْا فِیْ
لوگ ان کے امیر بنائے جانے پر طعن کرتے ہو تو اس کے پہلے ان کے والد
اِمَارَتِہٖ فَقَدْ کُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِیْ اِمَارَۃِ اَبِیْہِ مِنْ قَبْلُ وَاَیْمُ
کے امیر بنائے جانے پر طعن کر چکے ہو۔ اور بخدا وہ امیر بنائے جانے
اللّٰہِ اِنْ کَانَ لَخَلِیْقًا لِلْاِمَارَۃِ وَاِنْ کَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ
کے لائق تھے اور بے شک وہ مجھے سب سے زیادہ پیارے تھے اور بے شک
اِلَیَّ وَاِنَّ ھٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ بَعْدَہٗ۔ علہ
ان کے بعد یہ مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے۔

علہ ثانی مغازی باب غزوۃ زید بن حارثہ ص ۶۱۰ ثانی مغازی باب بعث النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسامۃ بن زید ص ۶۴۱ ثانی کتاب الایمان والنذور باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۹۸۰ کتاب الاحکام باب من لم یکترث الطعن ص ۱۰۶۶۔

تشریحات ۱۹۶۹ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے حالات نزہۃ القاری جلد رابع ص ۲۷-۲۹ پر مذکور ہیں حضرت اسامہ ان کے صاحبزادے تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وصال میں رومیوں سے قتال کے لئے ایک لشکر ترتیب دیا جس میں اکابر صحابہ حضرت ابو بکر حضرت عمر وغیرہ کو شرکت کا حکم دیا اور اس کا امیر حضرت اسامہ کو بنایا چونکہ یہ نوعمر تھے اشیاخ پر ان کا امیر بنانا لوگوں کے لئے باعث تعجب تھا حضرت عیاش بن ربیعہ نے اس پر کچھ عرض کیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو غزوہ موتہ میں امیر بنایا تھا اس وقت کچھ لوگوں نے طعن کیا تھا۔

بَابُ ذِكْرِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ص ۵۲۹

اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر

حدیث ۱۹۷۰

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ نَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا
عبد اللہ بن دینار نے کہا کہ ابن عمر ایک دن مسجد میں تھے ایک شخص
وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ إِلَى رَجُلٍ يَسْحَبُ ثِيَابَهُ فِي نَاحِيَةٍ مِّنَ
کو دیکھا کہ مسجد کے ایک گوشے میں اپنے کپڑے کو گھسیٹ رہا ہے فرمایا دیکھو
الْمَسْجِدِ فَقَالَ انْظُرْ مَنْ هٰذَا لَيْتَ هٰذَا عِنْدِيْ فَقَالَ
کون ہے یہ کاش یہ میرے پاس ہوتا تو ان میں سے ایک شخص نے کہا اے
لَهُ إِنْسَانٌ أَمَا تَعْرِفُ هٰذَا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا مُحَمَّدُ
آپ نہیں پہچانتے اے ابو عبد الرحمن یہ محمد بن اسامہ ہیں انھوں نے کہا
بْنُ أُسَامَةَ قَالَ فَطَأْطَأَ ابْنُ عُمَرَ رَأْسَهُ وَنَقَرَ بِيَدَيْهِ
یہ سن کر ابن عمر نے اپنے سر کو جھکا لیا اور اپنے ہاتھوں کو زمین میں
فِي الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ لَوْ رَآهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
ٹھوکا پھر کہا اگر انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو ان سے
وَسَلَّمَ لَأَحَبَّهُ۔
محبت کرتے ۔

تشریحات ۱۹۷۰ یہ محمد بن اسامہ اپنے والد ماجد کی طرح کالے رنگ کے تھے زمین پر

کپڑا گھسیٹنا ممنوع ہے وہ بھی مسجد میں حضرت عبداللہ بن عمر کا مقصد یہ تھا کہ اگر یہ شخص میرے
قریب ہوتا تو میں اس کو نصیحت کرتا۔

حدیث ۱۹۷۱ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ
حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ حضور اقدس
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ فَيَقُوْلُ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو اور حسن کو پکڑتے اور دعا کرتے اے اللہ تو ان دونوں
اَللّٰهُمَّ أَحِبَّهُمَا فَإِنِّيْ أُحِبُّهُمَا عه
سے محبت فرما اس لئے کہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔

حدیث ۱۹۷۲ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ مَوْلٰى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ
اسامہ بن زید کے آزاد کردہ غلام نے خبر دی کہ ایمن
الْحَجَّاجَ بْنَ أَيْمَنَ بْنِ أُمِّ أَيْمَنَ وَكَانَ أَيْمَنُ أَخَا أُسَامَةَ
اسامہ کے اخیافی بھائی تھے اور وہ انصار کے ایک فرد تھے ان کے
لِأُمِّهٖ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَرَآهُ ابْنُ عُمَرَ لَمْ يُتِمَّ
بیٹے حجاج بن ایمن بن ام ایمن کو ابن عمر نے دیکھا کہ انھوں نے اپنا رکوع
رُكُوْعَهٗ وَلَا سُجُوْدَهٗ فَقَالَ أَعِدْ۔ (وبطريق آخر زاد)
و سجدہ پورا نہیں کیا تو فرمایا نماز لوٹاؤ۔ (دوسرے طریقے میں ہے) جب وہ جانے کے لئے
فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ مَنْ هٰذَا قُلْتُ الْحَجَّاجُ بْنُ أَيْمَنَ
مڑے تو مجھ سے ابن عمر نے پوچھا یہ کون ہے میں نے کہا حجاج بن ایمن بن ام ایمن۔
بْنِ أُمِّ أَيْمَنَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَوْ رَآى هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ
تو ابن عمر نے فرمایا انھیں اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھتے تو ضرور
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَحَبَّهٗ فَذَكَرَ حُبَّهٗ وَمَا وَلَدَتْهُ
ان سے محبت کرتے پھر ان کی محبت اور ام ایمن کی اولاد کی محبت کا ذکر کیا۔

عه اول باب مناقب الحسن والحسین ص ۵۳ ثانی ادب باب وضع الشیٔ علی الفخذ ص ۸۸۸ نسائی مناقب۔

أُمُّ أَيْمَنَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَزَادَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي عَنْ سُلَيْمَانَ وَكَانَتْ حَاضِنَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

کیا اور ام ایمن نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دایہ تھیں۔

۱۹۷۲

تشریحات

ام ایمن ان کا نام برکۃ تھا مگر ان کے نام پر ان کی کنیت غالب رہی یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کنیز تھیں جنھیں انھوں نے آزاد کر دیا تھا۔ آزاد ہونے کے بعد انھوں نے یہ مقدس گھر نہیں چھوڑا۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت آمنہ کی کنیز تھیں انھوں نے حبشہ بھی ہجرت کی اور مدینہ طیبہ بھی۔ ابتدائی دور ہی میں مسلمان ہو گئیں انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پرورش بھی کی تھی اس لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو کہا کرتے تھے کہ یہ میری ماں کے بعد میری ماں ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے گھر ان کی ملاقات کے لئے جایا کرتے تھے نیز حضرت ابوبکر حضرت عمر بھی یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کچھ دن زندہ رہیں انھوں نے زمانۂ جاہلیت میں عبید بن عمرو بن ہلال سے شادی کی تھی جو اصل میں مدینہ طیبہ کا باشندہ تھا مگر مکے آکر بود و باش اختیار کر لی تھی شادی کے کچھ دنوں بعد حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کے ساتھ مدینہ طیبہ چلی گئیں۔ یہیں ایمن پیدا ہوئے پھر عبید مر گیا تو حضرت ام ایمن مکہ معظمہ لوٹ آئیں۔ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایما پر نکاح کر لیا[1] ۳ھ یا ۵ھ بعد بعثت حضرت اسامہ پیدا ہوئے[2] اس طرح حضرت اسامہ ایمن کے اخیافی بھائی ہوتے۔ ایمن کو بجائے باپ کے ان کی والدہ ام ایمن کی طرف اس وجہ سے نسبت کیا جاتا ہے کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دایہ ہونے کی وجہ سے زیادہ مشہور بھی ہیں اور عبید سے شرف میں بہت زیادہ ہیں انھیں ایمن کے لڑکے حجاج تھے جن کا تذکرہ اس حدیث میں ہے۔

اس حدیث کے ابتدائی راوی نعیم مجمر ہیں جن کا نام حماد بن معاویہ ہے امام بخاری کے شیوخ میں سے ہیں انھوں نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر بہت سے بہتان باندھے ہیں۔ جس کے عتاب میں مدتوں جیل خانوں میں رہے اسی حالت میں مرے ان کو بغیر غسل و کفن و نماز جنازہ ایک گڈھے میں ڈال دیا گیا۔

---

[1] اصابہ ۱/۹۲ [2] ابن سعد جز ۴ قسم ۱ ص ۴۳

بَابُ مَنَاقِبِ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ بْنِ الْجَرَّاحِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ص ۵۳۰

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالے عنہ کے مناقب ۔

تعارف حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی عامر ہے ۔ کنیت ابو عبیدہ لقب امین الامت، جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیا ہوا ہے ۔ باپ کا نام عبداللہ ہے ۔ مگر دادا کی طرف نسبت کرکے ابن الجراح کہا جاتا ہے ۔ ان کا نسب پانچویں پشت پر نسب نبوی سے فہر پر مل جاتا ہے ۔ ان کی والدہ بھی فہری خاتون ہیں ۔ جو مشرف با سلام ہوئیں ۔

قبول اسلام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلقین پر اسلام قبول فرمایا ۔ وہ بھی بالکل ابتدا میں کہ ابھی دار ارقم کی مجلس رشد و ہدایت قائم بھی نہ ہوئی تھی ۔ قبول اسلام کے جرم میں طرح طرح ستائے گئے ۔ جس کی وجہ سے دو بار حبشہ ہجرت کی ۔ پھر مدینہ طیبہ آگئے ۔ ان کے اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عقد مواخات قائم فرمایا ۔

تمام مشاہد میں ہم رکاب سعادت رہے ۔ اور جان بازی کا حق ادا کر دیا ۔ غزوۂ بدر میں ان کا باپ عبداللہ زد پہ آگیا ۔ تو اسے ختم کر دیا ۔ غزوۂ احد میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر اقدس میں خود کی کڑیاں چبھ گئی تھیں جس سے بہت زیادہ تکلیف تھی ۔ حضرت ابو عبیدہ نے اپنے دانت سے پکڑ کر ان کڑیوں کو کھینچا ۔ ان کڑیوں کے ساتھ دو اگلے دانت بھی اکھڑ گئے ۔ جو ان کے لئے سرمایہ افتخار بن گیا ۔

مختلف سرایا میں بھی حصہ لیا ۔ سریہ سیف البحر آپ ہی کی سرکردگی میں روانہ ہوا تھا ۔ علاوہ جنگی مہمات کے مختلف عہدے پر بھی فائز رہے ۔ سنہ ۹ھ میں جب اہل نجران نے ایک معلم اور قاضی کی درخواست کی تو انھیں مامور فرمایا ۔ ایک دفعہ بحرین جزیے کی رقم وصول کرنے کے لئے روانہ فرمایا ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب سقیفہ بنی ساعدہ میں خلیفہ کے انتخاب کی میٹنگ ہوئی تو شیخین کریمین کے ساتھ یہ بھی وہاں موجود تھے ۔ اور انصار کرام کی افہام و تفہیم میں بہت اہم رول ادا فرمایا ۔ ایک موقعہ پر ان سے کہا ۔ اے انصار کرام تم نے سب سے پہلے اسلام کی مدد کی اب امت میں سب سے پہلے انتشار پیدا کرنے والے نہ بنو ۔

ان کی جلالت شان کا اندازہ اس سے ہوتا ہے ۔ کہ اس موقعہ پر خود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر کے ساتھ ان کا نام پیش فرمایا ۔ مگر ان دونوں بزرگوں نے بیک زبان اپنے استعفا سے انکار کر دیا ۔ اور حضرت صدیق اکبر سے فرمایا کہ آپ اپنا ہاتھ بڑھایئے تاکہ ہم بیعت کریں ۔ حضرت صدیق اکبر نے اپنا ہاتھ بڑھایا ۔ پہلے حضرت عمر نے پھر حضرت ابو عبیدہ نے بیعت کی ۔ پھر تمام مہاجرین

وانصار نے بیعت عامہ کی۔ اس طرح خلیفۃ المسلمین کا انتخاب بحسن وخوبی انجام پاگیا۔

سپہ سالاری

جب حضرت صدیق اکبر مانعین زکوۃ مرتدین جھوٹے مدعیان نبوت کے فتنوں کے قلع قمع سے فارغ ہوگئے اور پورے عرب میں اندرونی طور پر مکمل امن و امان ہوگیا۔ تو سنہ ۱۳ھ میں شام کو مسخر کرنے کے لئے مختلف حصوں پر فوجیں بھیجیں۔ حضرت ابو عبیدہ کو حمص کی جانب حضرت یزید بن ابو سفیان کو دمشق کی جانب، حضرت عمرو بن عاص کو فلسطین کی جانب حضرت شرجبیل بن حسنہ کو اردن کی جانب روانہ فرمایا۔ سب کو ہدایت کر دی کہ اگر کبھی سب فوجیں اکٹھی ہوں تو سپہ سالار اعظم ابو عبیدہ ہوں گے۔

یہ لوگ جب شام کی حدود میں داخل ہوئے تو رومیوں کی ٹڈی دل فوجوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اس لئے سب فوجوں کو اکٹھا کر لیا۔ اور دربار خلافت میں مزید کمک کے لئے درخواست بھیجی۔ حضرت صدیق اکبر نے سیف اللہ حضرت خالد بن ولید کو لکھا کہ وہ شام ابو عبیدہ سے جاکر مل جائیں۔ یہ فارس کی جنگ پر مامور تھے۔ حکم نامہ ملتے ہی سیف اللہ راستے میں پڑنے والی بستیوں کو فتح کرتے ہوئے ان سے مل گئے۔ اس متحدہ فوج نے، بصرہ۔ فحل، اجنادین کے معرکے سر کرنے کے بعد دمشق کا محاصرہ کر لیا۔

فتح دمشق

اسی اثناء میں حضرت صدیق اکبر کا وصال ہوگیا۔ حضرت فاروق اعظم کی سوانح حیات کا پہلا زریں باب یہ ہے کہ ان کے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی دمشق فتح ہوگیا۔

رومی لشکر بھاگ کر مقام فحل پر اکٹھا ہوگیا۔ مجاہدین نے بڑھ کر ان کا صفایا کر دیا۔ پھر یہ سیل رواں آگے بڑھا۔ اور بڑھتا چلا گیا۔ شام کا دار السلطنت حمص فتح کیا۔ پھر لاذقیہ کو زیر نگیں کیا۔

جنگ یرموک

ان مسلسل شکستوں سے ہرقل بوکھلا گیا۔ اس نے تمام عمائد سلطنت کی ایک میٹنگ کی۔ باہمی مشورے کے بعد چھ لاکھ کا لشکر جرار مجاہدین کو شام سے نکالنے کے لئے روانہ کر دیا۔ اس کی اطلاع جب امین الامت کو ہوئی تو تمام اصحاب رائے کے مشورے سے یہ طے ہوا کہ اس وقت دانشمندی کا تقاضہ یہ ہے کہ پیچھے ہٹ کر کسی ایسی جگہ مورچہ قائم کیا جائے جہاں پشت پر سرزمین عرب ہو۔ تاکہ امدادی افواج کے پہنچنے میں دشواری نہ ہو۔ اس کے لئے یرموک کا میدان تجویز ہوا۔ اس کی اطلاع جب حضرت فاروق اعظم کو ہوئی تو انھیں سخت تکلیف ہوئی کہ مفتوحہ علاقہ پھر دشمن کو سپرد کر دیا۔ پیچھے ہٹ کر اپنا رعب کم کر دیا۔ خفا بھی ہوئے۔ مگر جب معلوم ہوا کہ یہ متفقہ فیصلہ تھا تو اطمینان ہوگیا۔ فرمایا۔ اسی میں بہتری ہوگی۔

میدان یرموک میں پہلے قاصدوں کی آمد و رفت ہوئی بالآخر قیامت خیز جنگ شروع ہوئی۔

رومیوں کو مسلسل شکستوں پر غصہ تھا۔ اس کے انتقام میں جان پر کھیل کھیل کر حملے کر رہے تھے، اور ادھر اعلاء کلمۃ الحق کا جذبہ لے کر رضائے الٰہی کے طلبگار دنیا و ما فیہا سے بے خبر ہو کر دشمنوں سے بھڑے ہوئے تھے۔ تین دن تک ایسا گھمسان کا رن پڑا کہ اس سے قبل چشم فلک نے اتنی زبردست خوں ریزی دیکھی نہ تھی۔ کئی بار ایسا ہوا کہ دشمن کا دباؤ اتنا بڑھا کہ مجاہدین کے کچھ حصے کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ سب کچھ ہوا مگر بوڑھا سپہ سالار پہاڑ کی طرح قلب لشکر میں جما رہا۔ اور حسب ضرورت ہدایات جاری کرتا رہا۔

تین دن کی مسلسل جنگ کے بعد بالآخر رومیوں کو شکست فاش ہوئی۔ باہان ارمنی مارا گیا اور رومیوں کی لاشوں سے میدان ہی نہیں یرموک نامی نالہ بھی پٹ گیا۔ ستر ہزار رومی مارے گئے۔ یرموک اسلام کی سب سے اہم سب سے عظیم جنگ۔ یہ جنگ ایام اللہ میں سے ایک عظیم یوم ہے۔ اسی جنگ کا نتیجہ ہے کہ ہرقل اپنی ایشیا ئے کوچک کی پوری حکومت کھو بیٹھا۔ اس عظیم جنگ میں حواری رسول اللہ حضرت زبیر بن عوام، سیف اللہ حضرت خالد بن ولید، ابوجہل کے بیٹے عکرمہ حضرت شرجیل بن حسنہ حضرت ضرار بن ازور وغیرہ نے شجاعت، بہادری اور جنگی مہارت کا وہ ثبوت دیا کہ آج تک دنیا عاجز ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

بیت المقدس یرموک کی یادگار زمانہ فتح کے بعد اب مجاہدین کے لئے میدان صاف تھا۔ حضرت ابو عبیدہ بلا کسی خاص مزاحمت کے انطاکیہ تک فتح کر لیا اور پھر پلٹ کر بیت المقدس کے محاصرے میں شریک ہو گئے۔ بیت المقدس کے عیسائیوں نے جب یقین کر لیا کہ اب ہم بچ نہیں سکتے تو یہ شرط پیش کی۔ ہم صلح کے لئے تیار ہیں۔ شرط یہ ہے کہ امیر المؤمنین خود آکر صلح کی دفعات طے کریں اور لکھیں۔ حضرت ابو عبیدہ نے دربار خلافت میں درخواست پیش کی۔ حضرت فاروق ایک غلام کو لے کر شام تشریف لائے۔

جب مقام جابیہ پر پہنچے تو حضرت ابو عبیدہ نے اکابر لشکر کے ساتھ آگے بڑھ کر استقبال کیا۔ بیت المقدس کے نمائندے بھی یہیں آگئے۔ صلح نامہ لکھا گیا۔ جس کی رو سے عیسائیوں نے بیت المقدس مجاہدین کے حوالے کر دیا اور بیت المقدس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

آخری معرکہ رومیوں نے جب دیکھا کہ شام جیسا زرخیز ملک ہمارے قبضے سے نکل گیا۔ تو پھر انھیں جوش آیا۔ اور اپنی منتشر قوت اکٹھی کر کے جزیرۂ آرمینیہ والوں کی مدد سے پھر میدان میں آئے۔ اس کی اطلاع جب حضرت ابو عبیدہ کو ہوئی تو دربار خلافت میں امداد کی درخواست پیش کی۔ اور صورت حال کی اطلاع دی۔ اور شام میں جہاں جہاں مجاہدین تھے سب کو اکٹھا کیا۔ حضرت فاروق اعظم نے عراق سے بہت بڑی جمعیت بھیجی۔ حمص کے قریب

پھر ایک بار قیامت خیز معرکہ ہوا۔ فرزندان توحید نے یہاں بھی رومیوں کو شکست فاش دی اور اب کی بار ان کا پورا کس بل نکال دیا۔ اس کے بعد رومیوں کو کبھی بھی ہمت نہ ہوئی کہ مقابلے پر آئے۔

تمام شام کو مسخر کر کے اسلامی افواج مقام ”عمواس“ میں اکٹھا ہوئیں۔ اتفاق کی بات کہ یہاں طاعون پھیل گیا۔ اس کی اطلاع جب حضرت فاروق اعظم کو ہوئی تو خود تشریف لے گئے۔ چونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جہاں طاعون ہو وہاں نہ جاؤ، اس لئے مقام سَرغ پر پہنچ کر رک گئے۔ یہیں حضرت ابو عبیدہ حاضر ہوئے۔ تفصیل حالات سن کر تمام مہاجرین و انصار سے مشورہ طلب کیا۔ سب نے مختلف رائیں دیں۔ اس کے بعد مہاجرین فتح کے معمر تجربہ کاروں کو بلایا۔ اور ان سے رائے طلب کی۔ ان لوگوں نے مشورہ دیا کہ فوجیں یہاں سے ہٹالی جائیں۔ اس پر حضرت فاروق اعظم نے حکم دیا کہ میں صبح کو واپس ہوں گا فوجیں میرے ساتھ واپس چلیں۔ حضرت ابو عبیدہ کو یہ حکم ناگوار ہوا عرض کیا۔ افرارا من قدر اللہ اللہ کی تقدیر سے بھاگنے کے لئے۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ۔ تقدیر الٰہی سے تقدیر الٰہی کی طرف جا رہا ہوں۔ کاش تمہارے علاوہ اور کوئی یہ بات کہتا۔

حضرت عمر واپس مدینہ چلے آئے اور حضرت ابو عبیدہ فوجیں لئے وہیں رہ گئے۔ مدینہ پہنچ کر حضرت ابو عبیدہ کو لکھا۔ تم چند دن کے لئے میرے پاس آجاؤ تم سے کچھ کام ہے۔ حضرت ابو عبیدہ سمجھ گئے اور مدینہ نہیں آئے۔ بالآخر حضرت عمر نے ان کے نام حکم نامہ لکھا کہ وہ جگہ نشیبی اور مرطوب ہے۔ فوج وہاں سے ہٹا کر کسی بلند صحت بخش جگہ پر لے جاؤ۔ حضرت عمر کے حکم سے مجبور ہو کر حضرت ابو موسیٰ اشعری کے مشورہ پر حضرت ابو عبیدہ پوری فوج لے کر جابیہ اٹھ آئے۔

یہاں پہنچنے کے بعد ان کو طاعون ہو گیا۔ جب امید زیست نہ رہی تو حضرت معاذ بن جبل کو اپنی جگہ مقرر فرمایا۔ جب نماز کا وقت آیا۔ تو حضرت معاذ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا، ادھر نماز ختم ہوئی اور ادھر امین امت کی زندگی کے ایام بھی اختتام کو پہنچ گئے۔ ۵۸ سال کی عمر پائی۔ ۱۸ھ میں واصل بحق ہوئے۔ تین سال خدمت نبوی کا شرف حاصل ہوا اور سات سال شیخین کریمین کے دور خلافت میں جہاد میں گذارے۔ اور اسی حالت میں معبود برحق سے جاملے۔

۱۹۷۳ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ ثَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی
حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ
عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر امت کے لئے ایک امین ہے

لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا وَإِنَّ أَمِينَنَا أَيَّتُهَا الْأُمَّةُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ[1]

اور بیشک ہمارا امین اے میری امت ابو عبیدہ بن جراح ہے۔

حدیث ۱۹۷۴ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قَالَ جَاءَ

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ کہ نجران کے حاکم عاقب اور

الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ صَاحِبَا نَجْرَانَ إِلَىٰ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى

سید رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں مباہلہ کرنے کے ارادے

اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدَانِ أَنْ يُلَاعِنَاهُ قَالَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا

سے حاضر ہوئے۔ حاضری کے بعد ایک نے اپنے ساتھی سے کہا۔ مباہلہ مت کر

لِصَاحِبِهِ لَا تَفْعَلْ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَاعَنَّا لَا نُفْلِحُ نَحْنُ

بخدا یہ اگر نبی ہوئے اور ہم نے ان سے مباہلہ کر لیا۔ تو نہ ہم فلاح پائیں گے

وَلَا عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا قَالَا إِنَّا نُعْطِيكَ مَا سَأَلْتَنَا وَابْعَثْ مَعَنَا

اور نہ ہمارے بعد والے فلاح پائیں گے۔ ان دونوں نے خدمت اقدس

رَجُلًا أَمِينًا وَلَا تَبْعَثْ مَعَنَا إِلَّا أَمِينًا فَقَالَ لَأَبْعَثَنَّ مَعَكُمْ

میں عرض کیا۔ آپ نے ہم پر جو خراج لگایا ہے ہم آپ کو دیں گے اور ہمارے

رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا أَصْحَابُ

ساتھ کسی امین کو کر دیجئے۔ امین ہی کو بھیجئے گا۔ فرمایا میں ایسے شخص کو بھیجونگا

رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قُمْ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ

جو امین برحق امین ہے۔ اس پر تمام حاضرین صحابہ نے گردنیں اٹھالیں۔

بْنَ الْجَرَّاحِ فَلَمَّا قَامَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ

حضور نے ارشاد فرمایا اے ابو عبیدہ کھڑے ہو جاؤ۔ جب وہ کھڑے ہو گئے تو رسول اللہ

وَسَلَّمَ هٰذَا أَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ[2]

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ اس امت کے امین ہیں۔

---

[1] ثانی مغازی باب قصۃ اھل نجران ص ۶۲۹ خبر الآحاد ص ۱۰۷۶ مسلم فضائل نسائی مناقب۔

[2] ثانی مغازی۔ باب قصۃ اھل نجران ص ۶۲۹ اول مناقب ابی عبیدۃ بن الجراح ص ۵۳۰ ثانی الآحاد باب اول ص ۱۰۷۶ مسلم فضائل۔ ترمذی نسائی مناقب۔ ابن ماجہ سنت۔

تشریحات

۱۹۶۲ نجران یمن کے قریب مکہ معظمہ سے سات منزل جانب جنوب ایک خطے کا نام ہے۔ جس میں تہتر بستیاں تھیں جو اتنے رقبے پر پھیلی ہوئی تھیں جسے تیز سوار ایک دن میں طے کر پاتا۔

عاقب۔ کا نام ایہم تھا یا شرجبیل۔ سید کا نام عبدالمسیح تھا۔ یہ لوگ نصرانی تھے۔ یہ سنۃ الوفود سنہ ۹ھ میں حاضر ہوئے تھے۔ یہ کل کتنے فرد تھے اس میں بہت اختلاف ہے۔ ابن اسحاق نے بیس افراد کی بھی روایت کی ہے۔ اور چوبیس کی بھی۔ ابن سعد نے کہا۔ چودہ تھے۔

انھیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی تو انھوں نے انکار کیا۔ اس پر فرمایا آؤ مباہلہ کر لیں۔ صبح کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت علی حضرت سیدہ فاطمہ زہرا کے ساتھ حسنین کریمین کا ہاتھ پکڑ کر مباہلہ کے لئے نکلے۔ ان سے فرمایا۔ جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا۔ اہل نجران کے سب سے بڑے پادری نے کہا۔ میں ایسی جماعت دیکھ رہا ہوں کہ اگر پہاڑ کو ہٹانے کی دعا کریں تو وہ بھی اپنی جگہ سے ہٹ جائے گا۔ ان سے مباہلہ نہ کرنا۔ ہلاک ہو جاؤ گے اور روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ بچے گا۔ اپنے پادری سے یہ سن کر اہل نجران نے کہا کہ ہم مباہلہ نہیں کریں گے۔ ان میں سے سید اور عاقب بعد میں مسلمان ہو گئے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ لوگ اگر مباہلہ کرتے تو بندر سور بنا دیئے جاتے۔ پورا نجران تباہ ہو جاتا۔ پورے جنگل میں آگ لگ جاتی۔ روئے زمین کے تمام نصاریٰ مر جاتے۔

ماسألتنا۔ ان سے سالانہ دو ہزار حلے پر صلح ہوئی۔ ایک ہزار حلے گرمی میں ایک ہزار جاڑے میں۔

اگرچہ تمام صحابۂ کرام امین تھے۔ مگر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ وصف سب سے نمایاں تھا۔ اس لئے انھیں امین هٰذه الامة فرمایا۔

ترمذی[1] کی حدیث کے اول میں ہے ـــ میری امت میں میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکر ہیں۔ اور اللہ کے معاملے میں سب سے سخت عمر ہیں۔ اور سب سے زیادہ سچی حیا کرنے والے عثمان ہیں۔ اور سب سے بڑے قاری اُبَی ہیں۔ اور سب سے زیادہ فرائض کے ماہر زید ہیں۔ اور حلال وحرام کے سب سے زیادہ جاننے والے معاذ ہیں ـــ سنو ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابو عبیدہ ہیں۔

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں تم میں ایک امین برحق کو بھیجوں گا۔ تو تمام حاضرین کو اشتیاق ہوا کہ کاش وہ میں ہوتا۔ حتیٰ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

---

[1] ثانی مناقب معاذ بن جبل ص ۲۲۰ مسند امام احمد جلد ثالث ص ۱۸۴ ص ۱۸۱

میں نے کبھی امارۃ کی خواہش نہیں کی سوائے اس دن کے۔

مَنَاقِبُ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا۔ ص ۵۳۰

حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مناقب۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سب سے بڑے اور پہلے شہزادے ہیں۔ بر بنائے روایت مختار یہ سنہ ۳ھ نصف رمضان میں پیدا ہوئے۔ ان کی کنیت ابو محمد اور ریحانہ رسول اللہ، سبط اکبر القاب ہیں۔ ان کے فضائل ومناقب سے کتب احادیث مالامال ہیں۔ اور پوری امت میں مشہور ومعلوم ہیں۔

حضرت اسد اللہ کی شہادت کے بعد تمام اہل حل وعقد نے ان کو بالاتفاق خلیفہ منتخب کیا۔ چالیس ہزار افراد نے ان کے ہاتھ پر موت کی بیعت کی۔ مگر عین موقعہ پر امت کو خونریزی سے بچانے کے لئے بخوشی بلا کسی جبر واکراہ وکمزوری وضعف کے ۱۵ جمادی الاولیٰ سنہ ۴۱ھ میں خلافت حضرت امیر معاویہ کو سپرد فرمادی۔ اور مدینہ طیبہ واپس آگئے۔ سنہ ۴۴ھ یا سنہ ۴۹ھ یا سنہ ۵۰ھ یا سنہ ۵۸ھ میں زہر خورانی کے نتیجے میں شہید ہوگئے۔ نماز جنازہ سعید بن عاص حاکم مدینہ نے پڑھائی۔ اور جنت البقیع میں اپنی والدہ ماجدہ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ۵ شعبان سنہ ۴ھ کو پیدا ہوئے۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ اور ریحانہ رسول، سبط رسول اللہ، سید شباب اہل الجنۃ، القاب ہیں۔ ان کے بھی فضائل ومناقب کثیر ہیں اور مسلمانوں میں مشہور ومعروف، اکثر فضائل میں یہ اپنے برادر عالی وقار کے شریک ہیں۔ اسی لئے امام بخاری نے ان دونوں حضرات کے مناقب ایک ساتھ ذکر فرمایا۔

جب یزید نے تخت حکومت پر بیٹھنے کے بعد ان سے بیعت کا مطالبہ کیا۔ تو مدینے سے مکہ معظمہ چلے آئے۔ کوفیوں کو جب یہ حال معلوم ہوا تو انھوں نے ڈیڑھ سو خطوط لکھے کہ آپ کوفے تشریف لائیں ہم سب آپ کے ساتھ ہیں۔ اجلہ صحابۂ کرام ومخلص احباب کے منع کرنے کے باوجود کوفہ کے لئے روانہ ہوگئے۔ عبید اللہ بن زیاد نے عمرو بن سعد کی سرکردگی میں چار ہزار کی فوج بھیج کر مع رفقاء وأعوان کے شہید کرادیا۔ یہ حادثۂ فاجعہ یوم جمعہ بوقت نماز جمعہ دس محرم سنہ ۶۱ھ کو ہوا۔

ان سنگ دلوں نے سارے شہداء کے سروں کو کاٹ کر نیزوں پر اٹھالیا اور کوفہ ابن زیاد کے پاس لائے۔ پھر دمشق یزید کے پاس لے گئے۔ شہداء کی لاشوں کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند کر ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔ اور بے گور وکفن کھلے میدان میں چھوڑ کر چلے آئے۔ تین دن کے بعد قریب کے گاؤں والوں نے دفن کیا۔

حدیث ۱۹۷۵ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ عبید اللہ بن زیاد

قَالَ اُتِیَ عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ زِیَادٍ بِرَاْسِ الْحُسَیْنِ فَجُعِلَ فِیْ

کے پاس حسین کا سر لایا گیا۔ ایک طشت میں رکھا گیا۔ عبید اللہ ان کی

طَسْتٍ فَجَعَلَ یَنْکُتُ وَقَالَ فِیْ حُسْنِہٖ شَیْئًا فَقَالَ اَنَسٌ کَانَ

آنکھ اور ناک میں چھڑی کونچنے لگا۔ اور ان کے حسن کے بارے میں

اَشْبَہَہُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ

کچھ کہا۔ اس پر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مَخْضُوْبًا بِالْوَسْمَۃِ۔

کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہ تھے اور وسمے کا خضاب لگاتے تھے۔

تشریحات ۱۹۷۵

عبید اللہ بن زیاد۔ یہ ستم گر مشہور زمانہ بدنام درندۂ زیاد بن ابیہ کا بیٹا تھا۔ اس کی ماں کا نام مرجانہ تھا۔ جو مجوسیہ لونڈی تھی۔ جو اصفہان کی قیدیوں میں تھی۔ ابن زیاد ۳۲ھ یا ۳۹ھ میں پیدا ہوا۔ گذر چکا کہ زیاد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ان کی جانب سے فارس کا گورنر تھا۔ اور حضرت علی کا زبردست حامی۔ حتی کہ جب حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل شام سے صلح فرما لی تھی تو بھی حضرت معاویہ کی بیعت پر راضی نہ تھا۔ انتہائی ذہین۔ مدبر سیاست کا ماہر تھا۔ حضرت معاویہ کے لئے دردسر تھا زیاد میں ایک بڑا عیب یہ تھا کہ یہ ولد الزنا تھا اسی لئے اسے زیاد بن ابیہ کہا جاتا تھا۔ مشہور تھا کہ حضرت معاویہ کے والد حضرت ابو سفیان نے قبل اسلام اس کی ماں سُمَیَّہ سے زنا کیا تھا۔ انھیں کے نطفے سے زیاد تھا۔ اسی لئے اسے زیاد بن ابیہ کہا جاتا تھا۔ اس عار کی بنا پر زیاد کو جو داغ جگر میں تھا۔ اس کی کسک وہ ضرور محسوس کرتا رہا ہوگا۔

حضرت معاویہ نے اپنی ترکش کا آخری تیر نکالا۔ زیاد کے پاس پیغام بھیجا۔ کہ اگر تم میری اطاعت کر لو تو قانونی طور پر تم کو میں بھائی بنا لوں گا تیر نشانے پر لگا اور زیاد نے سپر ڈال دیا۔ نہ یہ کہ صرف سپر ہی ڈال دیا بلکہ اس اعزاز کے بعد وہ حضرت معاویہ کا خون گرم حامی بن گیا۔ اور حضرت علی اور ان کی اولاد کا دشمن۔ اس حادثے پر ایک یمنی دل جلے نے کیا خوب کہا ہے۔

الا بلغ معاویة بن صخر مغلغلة من الرجل الیمانی
سنو! معاویہ بن صخر تک ایک یمنی شخص کی زوردار بات پہنچا دو
انتغضب ان یقال ابوك عف وترضی ان یقال ابوك زانی

اگر کہا جائے کہ تیرا باپ پاکدامن ہے تو تو خفا ہوتا ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ تیرا باپ زانی تھا تو تو خوش ہوتا ہے۔ سنہ ۵۳ھ میں جب زیاد مر گیا۔ تو حضرت معاویہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عراق کا والی بنا دیا۔ ڈیڑھ سال تک اس منصب پر رہے۔ پھر ان کو معزول کر کے، عبداللہ بن عمرو بن غیلان بن سلمہ کو بنایا۔ چھ ماہ کے بعد انھیں بھی علیحدہ کر کے عبیداللہ بن زیاد کو بصرہ کا والی مقرر کیا۔ جب یزید تخت پر بیٹھا اور اسے یہ اطلاع ملی کہ حضرت مسلم بن عقیل کوفے آکر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت لے رہے ہیں۔ اور کوفے والوں کا رجحان عام ان کی طرف ہے۔ اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس وقت کوفے کے والی تھے۔ خاموش ہیں بلکہ اندر اندر لوگوں کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی ترغیب دے رہے ہیں۔ تو یزید پلید نے انھیں معزول کر کے سنہ ۶۰ھ میں عبیداللہ بن زیاد کو کوفے کا بھی والی بنا دیا۔ یہ بصرے سے کوفے آیا۔ اور اپنی فطری عیاری اور بے مثال تہور سے کام لے کر کوفے کا رخ پلٹ دیا۔ حضرت مسلم کے ساتھ جو جمعیت تھی اسے منتشر کر دیا۔ انھیں اور ان کے مخلص حامیوں کو شہید کر دیا اور کربلا میں لشکر بھیج کر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو شہید کرا دیا — یہ اپنے محل میں تھا کہ اسے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہادت کی خبر ملی۔ اس وقت اس کے چہرے پر ایک آگ کا شعلہ اٹھا جسے آستین سے چھپا لیا۔ اس وقت محل میں صرف اس کا حاجب تھا۔ ابن زیاد نے اسے منع کر دیا کہ کسی کو بتانا مت۔ اس کی ماں مرجانہ کو اس حادثے کی اطلاع ملی تو اس نے ابن زیاد سے کہا۔ اے خبیث تو نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہزادی کے نور نظر کو شہید کر دیا ہے۔ جنت میں داخل نہ ہو گا[1]

جب ۱۴ ربیع الاول سنہ ۶۴ھ کو یزید اپنے کیفر کردار کو پہنچ گیا تو یزید نے اپنی حیات ہی میں اپنے بیٹے معاویہ بن یزید کو ولی عہد بنا دیا تھا۔ اس لئے اس کے مرنے کے بعد یہ تخت نشین ہوا۔ یہ بہت نیک شخص تھا۔ اور مریض بھی۔ اپنے ایام حکومت میں کبھی باہر نہیں نکلا۔ سارے امور ضحاک بن قیس انجام دیتا تھا۔ یہ زیادہ سے زیادہ چار مہینے جیا۔ اس نے کسی کو ولی عہد نہیں بنایا۔ اس لئے بہت سے حوصلہ مند حکومت کی تمنا کرنے لگے۔ حجاز پر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پہلے ہی سے یک گونہ قابض تھے۔ اور ان کا پورا قبضہ ہو گیا۔ دمشق میں مروان نے دعوی حکومت کر کے اپنی بیعت لے لی۔ بصرے اور کوفے والوں نے ابن زیاد کے ہاتھ پر اس وقت تک کے لئے بیعت کر لی جب تک کوئی امیر المومنین منتخب نہ ہو۔ پھر خوارج نے نافع بن ازرق کی سرکردگی میں ابن زیاد کو عراق سے مار بھگایا۔ ابن زیاد شام مروان کے پاس چلا گیا۔ اس بدطینت اور حصین بن نمیر نے مروان کو اس پر آمادہ کیا۔

---

[1] ابن کثیر جلد ثامن ص ۲۸۶

کہ وہ خلیفہ ہو جائے۔ مروان پہلے پہل اس کے لئے آمادہ نہ ہوتا تھا، مگر جب ان دونوں نے اسے ڈرایا کہ اگر ابن زبیر بنی امیہ پر قابو پا جائیں گے تو ایک کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔ وہ تیار ہو گیا۔ مروان کی سب سے پہلے انھیں دونوں نے بیعت کی۔

ادھر کوفے میں حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقام حسین کی تحریک چلا دی۔ مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کے دماغ میں نبی بننے کا کیڑا کلبلا رہا تھا۔ وہ بھی کوفہ پہنچا اور حضرت محمد بن حنفیہ کو مہدی مشہور کر کے خفیہ خفیہ ان کی بیعت لینے لگا۔ جس کی وجہ سے کوفے میں دو گروہ ہو گئے۔ ایک حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا۔ جنھوں نے اپنا نام توابین رکھا تھا جن کا مقصد انتقام حسین تھا۔ دوسرا گروہ مختار کے ساتھ تھا۔

اس کی اطلاع جب مروان کو ملی تو بہت بڑے لشکر کے ساتھ ابن زیاد حصین بن نمیر شرحبیل بن ذوالکلاع حمیری کی سرکردگی میں کوفے کی طرف بھیجا۔ ادھر حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کوفے سے نکل کر شام کا رخ کر چکے تھے لیکن جوں جوں آگے بڑھتے ان کے رفقاء چھٹتے جاتے بہت تھوڑے لوگ ان کے ساتھ رہ گئے تھے۔ دونوں لشکروں کا عین الوردہ پر مقابلہ ہوا۔ بہت گھمسان کا رن پڑا۔ تین دن تک خون ریز جنگ ہوتی رہی۔ بالآخر حضرت سلیمان بن صرد شہید ہو گئے۔ اور توابین کو بھیانک شکست ہوئی۔

حضرت سلیمان کی شہادت کے بعد مختار کے لئے میدان صاف ہو گیا۔ اس نے اپنی چالاکیوں اور عیاریوں سے پورے کوفے کو رام کر لیا۔ ادھر ابن زیاد عین الوردہ سے آگے بڑھ کر کوفے کی طرف چلا، مگر راستے میں رکاوٹیں کھڑی ہوئیں۔ رک گیا۔ پھر ۲۲ ذوالحجہ کو ابن زیاد آگے بڑھا ادھر سے ابراہیم بن اشتر کی قیادت میں مختار نے ایک فوج بھیجی۔ دونوں کا مقابلہ موصل کے قریب نہر خازر کے کنارے ہوا۔ ابراہیم بن اشتر کی جمعیت مختصر تھی مگر اس کی دانائی تجربہ کاری، تدبر اور شجاعت کی بدولت شامیوں کو شکست فاش ہوئی۔ حصین بن نمیر، ابن زیاد، شرحبیل وغیرہ تمام بڑے سردار مارے گئے۔ ابراہیم نے ابن زیاد کا سر کاٹ کر مختار کے پاس کوفے بھیجا۔ اور اسی قصر امارت میں زمین پر رکھا گیا۔ جہاں حضرت امام حسین کا سر ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا تھا۔ یہ واقعہ ۶۷ھ دس محرم کو ہوا۔

ترمذی[1] میں ہے کہ جب ابن زیاد وغیرہ کے سر آئے تو انھیں مسجد کے صحن میں رکھا گیا۔ اتنے میں لوگوں نے کہنا شروع کیا۔ آیا آیا ایک سانپ آیا۔ سروں کے درمیان سے گذر کر ابن زیاد کی ناک میں داخل ہوا۔ اور کچھ دیر بعد نکل کر غائب ہو گیا۔ پھر آیا اور ناک کے راستے داخل ہو گیا۔ دو یا تین بار ایسا ہی ہوا۔

---

[1] ثانی مناقب الحسن والحسین ص ۲۱۹

حدیث ۱۹۷۶

عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ اَشْبَهَ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ عنه

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کوئی بھی حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نہیں تھا۔

تشریحات ۱۹۷۶

بخاری ہی میں ابھی حدیث گذری کہ خود حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ یہ سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے ـــــ مگر یہ بات حضرت انس نے حضرت امام حسن مجتبیٰ کی شہادت کے بعد فرمایا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دونوں شاہزادے بہ نسبت دوسرے افراد کے اپنے جد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ اور ان دونوں میں حضرت امام حسن مجتبیٰ بہ نسبت امام حسین کے زیادہ مشابہ تھے۔ جب ان کا وصال ہوگیا تو حضرت امام حسین مطلقاً سب سے زیادہ مشابہ تھے۔[1] نیز امام ترمذی نے اور ابن حبان نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا کہ حسن سر سے سینہ تک رسول اللہ کے مشابہ ہیں اور حسین اس کے نیچے پاؤں تک اسی طرح اسماعیلی نے بطریق عبدالاعلی اسی حدیث کو ان الفاظ میں روایت کیا کہ حضرت امام حسن کا چہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ مشابہ تھا۔

فائدہ ان دونوں صاحبزادگان کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے ـــــ جعفر بن ابی طالب۔ اور ان کے صاحبزادے عبداللہ بن جعفر قثم بن عباس۔ ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب۔ مسلم بن عقیل بن ابی طالب۔ سائب بن یزید مطلبی (حضرت امام شافعی کے جد اعلیٰ) عبداللہ بن عامر بن کریز حبشی اور کابس بن ربیعہ بن عدی۔ مسلم بن معتب بن ابی لہب۔ عبداللہ بن حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب علی بن علی بن النجاد بن رفاعہ۔ ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی۔ یحییٰ بن قاسم بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی۔ عبداللہ بن ابی طلحہ خولانی۔ ان کے علاوہ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوں گے علاوہ ازیں حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اپنے والد مکرم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھیں ـــ ان میں گیارہ افراد بنی ہاشم سے ہیں۔ کل اٹھارہ افراد ہوئے[3]

---

[1] ترمذی مناقب۔ مسند امام احمد جلد اول ص ۹۹ جلد رابع ص ۲۶ ـ [2] ترمذی ثانی مناقب باب مناقب الحسن والحسین ص ۲۱۹ ـ [3] فتح الباری جلد سابع ص ۹۷ [4] فتح الباری جلد سابع ص ۹۷-۹۸

۱۹۷۷ **حدیث** سَمِعْتُ بْنَ اَبِیْ نُعْمٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَسَاَلَهٗ
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک شخص نے پوچھا کہ محرم
رَجُلٌ عَنِ الْمُحْرِمِ قَالَ شُعْبَةُ اَحْسِبُهٗ يَقْتُلُ الذُّبَابَ فَقَالَ
اگر مکھی مار ڈالے تو کیا حکم ہے تو فرمایا کہ عراق والے مکھی مارنے کے بارے میں
اَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْئَلُوْنَ عَنْ قَتْلِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ بِنْتِ
پوچھتے ہیں حالانکہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صاحبزادی کے بیٹے کو قتل کیا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ
هُمَا رَيْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْيَا عه
دونوں میرے دنیا کے پھول ہیں۔

۱۹۷۷ **تشریحات** شہزادگان کو پھول کہنا اس بنا پر ہے کہ جس طرح پھول کی طرف سب کی رغبت ہوتی ہے اسے سبھی محبوب رکھتے ہیں اسے سونگھتے ہیں اور چومتے ہیں۔ اسی طرح یہ شہزادے بھی مجھے محبوب ہیں۔ میں انھیں سونگھتا بھی ہوں بوسہ بھی دیتا ہوں۔ ترمذی[لہ] میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حسن اور حسین کو بلاتے انھیں سونگھتے اور چمٹا لیتے ــــــ طبرانی نے اوسط میں ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حسنین کریمین حضور کے سامنے کھیل رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ان دونوں سے محبت کرتے ہیں فرمایا کیسے نہ محبت کروں حالانکہ یہ دونوں دنیا کے میرے پھول ہیں جنھیں میں سونگھتا ہوں۔

بَابُ مَنَاقِبِ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ مَوْلٰى اَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ ص ۵۳۰

بلال بن رباح ابو بکر کے آزاد کردہ غلام کے فضائل رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات جلد پنجم میں ذکر کئے جا چکے ہیں یہ حبشی نژاد ضرور ہیں مگر ان کی پیدائش مکہ معظمہ میں ہوئی تھی۔

عہ ثانی ادب باب رحمۃ الولد ص ۸۸۶ مسند امام احمد جلد دوم ص ۸۵

لہ ثانی مناقب الحسن والحسین ص ۲۱۸۔

حدیث ۱۹۷۸ اَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ اَبُوْبَكْرٍ سَيِّدُنَا وَاَعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِىْ بِلَالًا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے ابو بکر ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کو آزاد کیا یعنی بلال کو۔

حدیث ۱۹۷۹ عَنْ قَيْسٍ اَنَّ بِلَالًا قَالَ لِاَبِىْ بَكْرٍ اِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِىْ لِنَفْسِكَ فَاَمْسِكْنِىْ وَاِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِىْ لِلّٰهِ فَدَعْنِىْ وَعَمَلَ اللّٰهِ۔

قیس سے مروی ہے کہ بلال نے حضرت ابو بکر سے کہا اگر آپ نے مجھے اپنے لئے خریدا ہے تو مجھے روک رکھئے اور اگر آپ نے اللہ کے لئے مجھے خریدا ہے تو مجھے چھوڑ دیجئے میں اللہ کا کام کروں۔

تشریحات ۱۹۷۹ طبقات[له] ابن سعد میں اور مسند امام احمد میں اس کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت بلال نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ مومن کا سب سے افضل عمل جہاد ہے اس لئے میں بھی راہ خدا میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں اس پر حضرت صدیق اکبر نے حضرت بلال سے فرمایا کہ میں تم کو اللہ اور اپنے حق کا واسطہ دیتا ہوں (مجھے چھوڑ کر نہ جاؤ) حضرت بلال نے مان لیا جب حضرت صدیق اکبر کا وصال ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پھر اجازت طلب کی انھوں نے ان کے اصرار سے مجبور ہو کر بادل ناخواستہ اجازت دے دی وہ شام تشریف لے گئے اور مجاہدین کی فوج میں شامل ہو گئے وہیں طاعون عمواس میں وفات پائی اور شام ہی میں کہیں مدفون ہیں۔

بَابُ مَنَاقِبِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مناقب۔

ص ۵۳۱

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حالات جلد اول میں ذکر کئے جا چکے ہیں اور اسی جلد کتاب العلم میں اس باب کے تحت مذکور حدیث کی تشریح درج ہے۔

(قال البخاری) وَالْحِكْمَةُ الْاِصَابَةُ فِىْ غَيْرِ النُّبُوَّةِ۔ حکمت کے معنی امور نبوت کے علاوہ میں صائب الرای ہونا ہے۔

تشریحات باب کے ضمن میں یہ حدیث مذکور تھی — کہ حضرت ابن عباس نے کہا مجھے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا اے اللہ اس کو

له فتح الباری جلد سابع ص ۹۹

WWW.NAFSEISLAM.COM

حکمت سکھا۔ امام بخاری نے بتایا کہ حکمت کے معنی یہ ہیں کہ بغیر وحی کے صائب الرای ہونا بعض روایتوں میں یہ وارد ہے کہ اے اللہ اس کو دین میں سمجھ عطا فرما اور اس کو تاویل سکھا، بعض روایتوں میں صراحۃً تاویل قرآن بھی وارد ہے۔ حکمت سے کیا مراد ہے اس کی ایک شرح حضرت امام بخاری نے فرمائی ہے جو ابھی گذری اور یہ سب سے جامع ہے کچھ لوگوں نے کہا حکمت سے مراد قرآن کے معانی سمجھنا ہے، کچھ لوگوں نے کہا اس سے مراد خداداد سمجھ ہے، کچھ لوگوں نے کہا اس سے مراد وہ بات ہے جس کو عقل تسلیم کرے، کچھ لوگوں نے کہا ایک نور ہے جو الہام اور وسواس میں فرق کرتا ہے، کچھ لوگوں نے کہا اس سے مراد حاضر جوابی ہے۔ حضرت ابن عباس تمام صحابہ سے زیادہ قرآن کی تفسیر کے عالم تھے ان کا خطاب ترجمان القرآن ہے۔ جس زمانے میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محصور تھے تو حضرت ابن عباس کو امیر الحج بنا کر بھیجا تھا انھوں نے ان ایام میں سورۂ نور یا سورۂ بقرہ کی تفسیر بیان کرنی شروع کی تو ایک شخص نے کہا کہ اگر اسے دیلم سن لیں تو سب مسلمان ہو جائیں۔

بَابُ مَنَاقِبِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ۔ ص۵۳۱ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل۔

حضرت خالد بن ولید کے فضائل چوتھی جلد میں مذکور ہو چکے ہیں، ابن حبان اور حاکم نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خالد کو ایذا نہ دو اس لئے کہ یہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں جسے اللہ نے کفار پر چلائی ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ سَالِمٍ مَوْلیٰ اَبِیْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُمَا ص۵۳۱ ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم کے فضائل رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عتبہ بن ربیعہ کے صاحبزادے تھے جو بدر میں مارا گیا تھا جس سے ان کو بہت تکلیف ہوئی انھوں نے فرمایا مجھے امید تھی کہ یہ اسلام قبول کر لے گا اس لئے کہ وہ عقلمند تھا، حضرت حذیفہ اکابر صحابہ میں سے ہیں بدر اور تمام مشاہد میں شریک ہوئے جنگ یمامہ کے معرکہ میں شہید ہوئے۔

حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سابقین اولین میں سے ہیں۔ ہجرت کر کے جب مہاجرین قبا پہنچے تو ان کے یہی امام تھے یہ ان منتخب روزگار صحابہ میں سے ہیں جو معانی قرآن کے عارف تھے کہا گیا ہے کہ ان کے باپ کا نام معقل تھا۔ یہ ایک انصاری خاتون کے آزاد کردہ غلام تھے جن سے

۱؎ فتح الباری جلد سابع ص۱۰۱

حضرت حذیفہ نے شادی کرلی تھی حضرت سالم کو حضرت ابو حذیفہ نے متبنی بنالیا تھا۔ اس لئے ان کی طرف منسوب کئے جانے لگے۔

حدیث ۱۹۸۰

عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ ذُكِرَ عَبْدُ اللّٰهِ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
مسروق نے کہا کہ عبد اللہ بن عمرو کے پاس عبد اللہ بن (مسعود) کا تذکرہ
عَمْرٍو فَقَالَ ذَاكَ رَجُلٌ لَا أَزَالُ أُحِبُّهٗ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ
ہوا تو انھوں نے کہا میں اس وقت سے ان سے محبت کرنے لگا ہوں جب سے رسول اللہ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اسْتَقْرِؤُا الْقُرْآنَ مِنْ
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ قرآن چار شخصوں سے پڑھو۔ عبد اللہ بن مسعود
أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَبَدَأَ بِهٖ وَسَالِمٍ مَوْلَى
سے حضور نے پہلے انھیں کا نام لیا اور ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم سے اور
أَبِيْ حُذَيْفَةَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ وَلَا أَدْرِيْ
ابی بن کعب اور معاذ بن جبل سے۔ مسروق نے کہا مجھے یاد نہیں کہ پہلے ابی بن کعب
بَدَأَ بِأُبَيٍّ أَوْ بِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عــه
کا نام لیا تھا یا معاذ بن جبل کا۔

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ص۵۳۱

حضرت عبد اللہ بن مسعود کے فضائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حدیث ۱۹۸۱

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ سَأَلْنَا حُذَيْفَةَ
عبد الرحمن بن یزید نے کہا میں نے حذیفہ سے پوچھا ایسے شخص کے
عَنْ رَجُلٍ قَرِيْبِ السَّمْتِ وَالْهَدْيِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
بارے میں جو صورت اور سیرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہوتا
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى نَأْخُذَ عَنْهُ قَالَ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَقْرَبَ
کہ ہم اس سے کچھ حاصل کریں تو انھوں نے فرمایا میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو

عــه مناقب عبد اللہ بن مسعود ص۵۳۱ ۔ کتاب مناقب الانصار باب مناقب معاذ بن جبل ص۵۳۶ باب مناقب ابی بن کعب ص۵۳۶ ۔ ثانی کتاب فضائل القرآن باب القراء من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص۷۴۹

سَمْتًا وَهَدْيًا وَدَلًّا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ عه

ابن ام عبد یعنی عبد اللہ بن مسعود سے زیادہ صورت اور سیرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہو۔

حدیث ۱۹۸۲ ثَنِي الْاَسْوَدُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مُوْسَى الْاَشْعَرِيَّ

اسود بن یزید نے کہا کہ میں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے سنا

رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ قَدِمْتُ اَنَا وَاَخِيْ مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَثْنَا

کہ میں اور میرے بھائی یمن سے (مدینہ) میں آئے زمانہ دراز تک ہم یہی جانتے

حِيْنًا مَا نُرَى اِلَّا اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ بَيْتِ

رہے کہ عبد اللہ بن مسعود اہل بیت میں سے ہیں کیونکہ ہم ان کو اور ان

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا نُرَى مِنْ دُخُوْلِهٖ وَدُخُوْلِ

کی والدہ کو نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے گھر میں بکثرت

اُمِّهٖ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

آتے جاتے دیکھتے۔

بَابُ ذِكْرِ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ط۵۳ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ۔

حدیث ۱۹۸۳ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ اَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ الْعِشَاءِ

ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ معاویہ نے عشاء کے بعد ایک رکعت وتر پڑھی وہاں ابن عباس

بِرَكْعَةٍ وَعِنْدَهٗ مَوْلًى لِابْنِ عَبَّاسٍ فَاَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ

کے ایک غلام (". کریب) موجود تھے وہ حضرت ابن عباس کے پاس آئے (اور اس کو بیان کیا) تو حضرت ابن

دَعْهُ فَاِنَّهٗ قَدْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

عباس نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو کیونکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے۔

تشریحات ۱۹۸۳ اس کے متصل ہی یہی حدیث ان الفاظ میں مروی ہے ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں آپ کی امیر المومنین معاویہ کے بارے میں کیا رائے ہے وہ ایک ہی رکعت وتر پڑھتے ہیں تو ابن عباس نے فرمایا کہ انھوں نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا اس لئے کہ وہ فقیہ ہیں۔

عه ثانی ادب باب الهدی الصالح ص۹۰۱ ثانی مغازی باب قدوم الاشعریین ص۶۲۹

وتر کی نماز ایک رکعت ہے یا تین اس کی مفصل بحث تیسری جلد میں ہو چکی ہے۔ حضرت ابن عباس کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت معاویہ صحابی اور مجتہد ہیں انھوں نے اپنے اجتہاد سے یہی سمجھا کہ وتر کی ایک ہی رکعت ہے اس لئے ان پر کوئی مواخذہ نہیں انھوں نے جو کچھ کیا وہ کسی دلیل کی بنا پر کیا ہے جو ان کے پاس ہو گی مجتہد پر کسی کی تقلید واجب نہیں۔ بلکہ اسے کسی کی تقلید کرنا حرام ہے اسے اپنے اجتہاد ہی پر عمل کرنا واجب ہے اس لئے ان پر ایک رکعت وتر پڑھنے پر طعن درست نہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فروعی مسائل میں اگر دلیل کی بنا پر اختلاف رائے ہو جائے تو ایک دوسرے پر طعن جائز نہیں بلکہ یہ اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ وہ مستحق ثواب ہے۔ جس کی تائید خود حدیث سے ہوتی ہے کہ خطا کے باوجود ثواب کا مستحق ہے۔

حدیث ۱۹۸۴

سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ اَبَانٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ اِنَّكُمْ

حمران بن ابان سے میں نے سنا کہ معاویہ نے کہا کہ تم لوگ ایک نماز پڑھتے ہو ہم لوگ

لَتُصَلُّوْنَ صَلٰوةً لَقَدْ صَحِبْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہم نے حضور کو یہ دو رکعتیں پڑھتے ہوئے نہیں

رَاَيْنَاهُ يُصَلِّيْهِمَا وَلَقَدْ نَهٰى عَنْهُمَا يَعْنِى الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ

دیکھا۔ اور حضور نے ان دونوں سے منع فرمایا ہے۔ یعنی عصر کے بعد کی دو رکعتوں سے۔

تشریحات ۱۹۸۴

عصر کے بعد نفل نماز مکروہ ہے اس پر اتفاق ہے جس پر پورا کلام کتاب الصلوٰۃ میں گذر چکا ہے ——— ان تینوں حدیثوں سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو فضیلتیں ثابت ہوئیں ایک تو یہ کہ وہ صحابی تھے اور یہ اعلیٰ درجہ کی فضیلت ہے دوسرے یہ کہ وہ فقیہ تھے یہ بھی اعلیٰ درجہ کی فضیلت ہے۔ غالباً حضرت معاویہ کے فضائل میں جو احادیث مرفوعہ آئی ہیں وہ امام بخاری کی شرط پر اس لائق نہ ہوں گی کہ وہ انھیں اس اپنی اصح کتب بعد کتاب اللہ میں درج کرتے۔ ورنہ حقیقت میں حضرت معاویہ کے فضائل میں متعدد مرفوع صحیح حدیثیں وارد ہیں۔

باب مَنَاقِبِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا ص ۵۳۲

حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل

اس باب میں حضرت امام بخاری نے دو حدیثیں ذکر کی ہیں یہ دونوں حدیثیں گذر چکی ہیں۔

باب فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا ص ۵۳۲

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت کا بیان۔

حدیث ۱۹۸۵

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ
رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر
يَقُوْلُ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ عله
ایسے ہی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر۔

حدیث ۱۹۸۶

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ عَائِشَةَ اِشْتَكَتْ فَجَاءَ ابْنُ
قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار ہوئیں تو ابن
عَبَّاسٍ فَقَالَ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ تَقْدَمِيْنَ عَلٰى فَرَطِ صِدْقٍ عَلٰى رَسُوْلِ
عباس خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے ام المومنین! آپ سچے پیش رو کے پاس
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ۔
جا رہی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر کے پاس۔

تشریحات ۱۹۸۶ کتاب التفسیر میں یہ حدیث مفصل یوں ہے کہ حضرت ابن عباس نے ام المومنین کی وفات سے قبل جب کہ وہ سخت علیل تھیں حاضری کی اجازت طلب کی تو ام المومنین نے فرمایا مجھے یہ ڈر ہے کہ وہ میری تعریف کریں گے عرض کیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے صاحبزادے سر برآوردہ لوگوں میں ہیں (اجازت مرحمت فرمادیں) فرمایا انھیں اجازت دے دو۔ حاضر ہو کر انھوں نے عرض کیا آپ اپنے آپ کو کیسا پاتی ہیں فرمایا بہتر اگر میں نے تقویٰ اختیار کیا ہو۔ ابن عباس نے عرض کیا انشاء اللہ آپ خیر ہی کے ساتھ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ ہیں آپ کے علاوہ کسی اور کنواری عورت سے حضور نے نکاح نہیں فرمایا اور آپ کا عذر آسمان سے اترا۔ ان کے جانے کے بعد ابن زبیر آئے تو ام المومنین نے فرمایا ابن عباس آئے تھے انھوں نے میری تعریف کی اور میری خواہش ہے کہ میں نسیاً منسیاً ہوتی۔

حدیث ۱۹۸

سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَّارًا وَالْحَسَنَ
ابو وائل نے کہا جب حضرت علی نے حضرت عمار اور حضرت حسن کو کوفہ

عله ثانی الاطعمہ باب الثرید ۸۱۵ باب ذکر الطعام ص ۸۱۶

إِلَى الْكُوفَةِ لِيَسْتَنْفِرَهُمْ خَطَبَ عَمَّارٌ فَقَالَ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّهَا

بھیجا تاکہ کوفہ والوں کو ان کی حمایت میں نکلنے پر آمادہ کریں اس وقت حضرت عمار نے

زَوْجَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ابْتَلَاكُمْ لِتَتَّبِعُوهُ

خطبہ دیا۔ میں یقین سے جانتا ہوں کہ وہ دنیا اور آخرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں

أَوْ إِيَّاهَا عہ

لیکن اللہ نے تمہیں آزمایا ہے کہ تم لوگ حضرت علی کی اتباع کرتے ہو یا ام المومنین کی۔

تشریحات ۱۹۸۷

یہ حدیث کتاب الفتن میں ابومریم عبداللہ بن زیاد اسدی کی روایت سے مفصل یوں ہے (جنگ جمل کے موقع پر جب طلحہ اور زبیر اور عائشہ بصرہ کی جانب چلے تو حضرت علی نے عمار بن یاسر اور حسن بن علی کو کوفہ بھیجا یہ لوگ کوفہ ہمارے پاس آئے اور منبر پر چڑھے۔ حسن بن علی منبر کے اوپر سب سے اونچے درجے پہ تھے۔ عمار ان سے نیچے تھے ہم سب وہاں اکٹھا ہوئے میں نے عمار کو یہ کہتے ہوئے سنا عائشہ بصرہ کی جانب گئی ہیں۔ بخدا بیشک وہ تمہارے نبی کی دنیا اور آخرت میں زوجہ ہیں لیکن اللہ نے تم لوگوں کو آزمایا ہے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ تم لوگ حضرت علی کی اطاعت کرتے ہو یا ام المومنین کی۔ یقیناً بڑا سخت اور نازک مرحلہ تھا ایک طرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم اور داماد تھے۔ جن کے اسلام کی نشر و اشاعت اور بقا و تحفظ میں بڑے اہم کارنامے تھے جنھیں اہل حل وعقد نے خلیفہ منتخب کر لیا تھا دوسری طرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین رفیقۂ حیات تھیں جن کی عظمت و جلالت ہر مسلمان کے دل میں جاگزیں تھی جنھیں ہر مسلمان حتی کہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ام المومنین کہتے تھے —— اس نازک مرحلہ پر کسی ایک کے خلاف تلوار اٹھاتے ہوئے سب کے دل لرز رہے تھے لیکن بہر حال حق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا اور حضرت ام المومنین کو لوگوں نے بدگمان کر دیا تھا اس لئے جنھوں نے حضرت علی کا ساتھ دیا انھوں نے وقت پر اہم فرض کو ادا کیا گذر چکا کہ جنگ سے قبل سنجیدہ افراد نے حضرت علی اور حضرت ام المومنین کے درمیان پڑ کر حضرت ام المومنین کی تمام غلط فہمیاں دور کر دی تھیں طے ہو گیا تھا کہ اب لڑائی نہ ہوگی دونوں فریق واپس چلے جائیں گے مگر سبائی شر پسندوں نے جب دیکھا کہ بنا بنایا کھیل بگڑ رہا ہے اور اب نہ ہم گھر کے ہوں گے نہ گھاٹ کے تو انھوں نے رات کے پچھلے پہر اندھیرے میں شور مچایا —— ایک طرف یہ کہ حضرت علی نے حملہ کر دیا دوسری طرف یہ کہ ام المومنین نے حملہ کر دیا۔ اس طرح یہ آپسی پہلی وہ خونریز جنگ ہو گئی جس نے مسلمانوں

عہ ثانی تفسیر سورہ نور باب ولولا اذ سمعتموہ قلتم الآیہ ص۶۹۸ عہ۲ ثانی فتن باب ص

کی بنیادیں ہلا دیں اور ایسی ہلا دیں کہ آج تک جم نہ سکیں وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ۔

حدیث ۱۹۸۸ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
لَمَّا كَانَ فِيْ مَرَضِهٖ جَعَلَ يَدُوْرُ فِيْ نِسَائِهٖ وَيَقُوْلُ اَيْنَ اَنَا غَدًا
وسلم بیمار ہوئے تو اپنی ازواج کی باری پر ان کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے اور پوچھتے
اَيْنَ اَنَا غَدًا حِرْصًا عَلٰى بَيْتِ عَائِشَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا كَانَ
تھے میں کل کہاں رہوں گا میں کل کہاں رہوں گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری کے شوق میں حضرت
يَوْمِيْ سَكَنَ ۔
عائشہ نے کہا جب میری باری کا دن آیا تو حضور کو سکون حاصل ہوگیا۔

بَابُ مَنَاقِبِ الْاَنْصَارِ ص۵۳۳ انصار کے فضائل

حدیث ۱۹۸۹ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ اَرَاَيْتَ اِسْمَ
غیلان بن جریر نے کہا کہ میں نے حضرت انس سے پوچھا بتائیے آپ لوگوں
الْاَنْصَارِ كُنْتُمْ تُسَمَّوْنَ بِهٖ اَمْ سَمَّاكُمُ اللّٰهُ قَالَ بَلْ سَمَّانَا اللّٰهُ كُنَّا
نے اپنا نام انصار خود رکھا یا اللہ نے رکھا ہے تو انھوں نے کہا بلکہ اللہ نے رکھا ہے۔
نَدْخُلُ عَلٰى اَنَسٍ فَيُحَدِّثُنَا بِمَنَاقِبِ الْاَنْصَارِ وَمَشَاهِدِهِمْ
ہم انس کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے وہ انصار کے فضائل اور ان کے جنگی
وَيُقْبِلُ عَلَيَّ اَوْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَزْدِ فَيَقُوْلُ فَعَلَ قَوْمُكَ يَوْمَ
کارنامے ہم سے بیان کرتے اور میری طرف یا ازد کے کسی شخص کی طرف منھ کرکے فرماتے
كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا عه
تیری قوم نے فلاں دن یہ کیا اور یہ کیا یہ کیا اور یہ کیا۔

تشریحات ۱۹۸۹ انصار ناصر کی جمع ہے جیسے صاحب کی جمع اصحاب یا نصیر کی جمع ہے جیسے شریف کی اشراف۔ اسی سے انصاری ہے خلاف قیاس۔ اوس وخزرج کی اولاد

عه باب ایام الجاهلیة ص۵۴۲

اوران کے حلفاء اوران کے موالی پر انصار کا اطلاق ہوتا ہے۔

وفعلَ قومكَ ۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت انس ہمارے قوم کے ان کارناموں کو بیان کر رہے جو اسلام کی حمایت میں انجام دیئے تھے۔

حدیث ۱۹۹۰

عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا
ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اللہ نے جنگ بعاث
قَالَتْ كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
کو اپنے رسول کی کامیابی کا پیش خیمہ بنادیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ
وَسَلَّمَ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ افْتَرَقَ
تشریف لائے تو ان کی جماعت متفرق ہو چکی تھی ان کے سردار مار ڈالے گئے تھے
مَلَأُهُمْ وَقُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجُرِحُوْا فَقَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ
اور وہ مجروح ہو چکے تھے اللہ نے اسے اپنے رسول کی کامیابی کے لئے انصار
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دُخُوْلِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ عه
کے اسلام میں داخل ہونے کا پیش خیمہ بنا دیا۔

تشریحات ۱۹۹۰

بعاث ۔ یہ ایک جگہ یا قلعہ کا نام ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ کھیت تھا جو مدینہ طیبہ سے دو میل کے فاصلے پر بنی قریظہ کی بستی کے پاس ہے۔ یہاں ہجرت سے پانچ سال قبل اوس وخزرج کے درمیان ایک بہت ہی تباہ کن جنگ ہوئی تھی جس میں دونوں قبیلوں کے بڑے بڑے سردار اور جنگ ... جو افراد مار ڈالے گئے تھے اوس کے سردار حضیر تھے جن کو حضیر الکتائب بھی کہا جاتا ہے یہ بھی جنگ میں مار ڈالے گئے اور خزرج کا سردار عمرو بن نعمان بیاضی تھا یہ بھی مار ڈالا گیا۔ ابتداءً خزرج کا پلہ بھاری تھا مگر حضیر کی تدبیر اور شجاعت اور بار بار جوش دلانے کی بدولت اخیر میں اوس غالب رہے ــ اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ دونوں قبائل میں یہ بات طے تھی کہ اگر کوئی اصیل حریف کو قتل کردے۔ تو اصیل کو قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا۔ اوس کے ایک شخص نے خزرج کے ایک حریف کو قتل کردیا خزرج نے اس کا قصاص لینا چاہا۔ اوس نے انکار کر دیا جس پر لڑائی چھڑ گئی جس میں دونوں قبیلوں کے بڑے بڑے سردار مار ڈالے گئے اور دونوں قبیلے کا زور ختم ہو گیا جو سبب بنا انصار کرام کے اسلام لانے کا جس کی قدرے تفصیل

عه مناقب الانصار باب القسامه فی الجاهلیه ص ۵۴۲ باب مقدم النبی واصحابه فی المدینه ص ۵۵۹

جلد اول میں بیعت عقبہ کے بیان میں ہو چکی ہے ۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ مِنَ الْأَنْصَارِ ص ۵۳۳

حضور کا ارشاد، اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار سے ہوتا ۔

حدیث ۱۹۹۱ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ

حضرت ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں یا یہ کہا فرمایا

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى

ابو القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اگر انصار کسی نالے یا گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کے

اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ الْأَنْصَارَ سَلَكُوا وَادِيًا أَوْ شِعْبًا

نالے میں چلوں گا اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا اس پر حضرت

لَسَلَكْتُ فِي وَادِي الْأَنْصَارِ وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ

ابو ہریرہ نے فرمایا حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ غلط نہیں فرمایا

الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا ظَلَمَ بِأَبِي وَأُمِّي آوَوْهُ وَنَصَرُوهُ

ان پر میرے ماں باپ قربان ۔ انصار کرام نے حضور کو پناہ دی اور حضور کی مدد کی یا

أَوْ كَلِمَةً أُخْرَىٰ عہ

ابو ہریرہ نے کوئی اور لفظ کہا تھا ۔

بَابُ حُبِّ الْأَنْصَارِ ص ۵۳۴

انصار کی محبت کا بیان ۔

حدیث ۱۹۹۲ أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ

عدی بن ثابت نے کہا کہ میں نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا انھوں نے

تَعَالَىٰ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ

کہا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ۔ یا یہ کہا ۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا

فرمایا انصار سے صرف مومن ہی محبت کرے گا اور انصار سے سوائے منافق کے کوئی بغض

عہ کتاب التمنی باب ما یجوز من اللو وقولہ تعالیٰ ص ۱۰۷۶ دو طریقہ سے
مسلم کتاب الایمان ، مسند امام احمد ج ۴ ص ۸۳ ۔

مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ

نہیں رکھے گا۔ جو انصار سے محبت رکھے اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے گا اور جو انصار سے

أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ۔

بغض رکھے اللہ تعالیٰ اسے ناپسند فرمائے گا۔

تشریحات ۱۹۹۲

مراد یہ ہے کہ انصار کرام سے انصاری ہونے کی بنا پر محبت رکھنا مومن ہونے کی علامت ہے اور انصار سے انصاری ہونے کی بنا پر بغض رکھنا منافق ہونے کی نشانی ہے اس لئے کہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ انصار کرام سے اسلام کی حمایت و نصرت کی بنا پر بغض رکھ رہا ہے جو حقیقت میں اسلام سے بغض کی دلیل ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ أَنْتُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ ص ۵۳۴

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار کرام سے اس ارشاد کا بیان۔ تم مجھے سب سے زیادہ پیارے ہو۔

حدیث ۱۹۹۳ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ عورتوں

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّسَاءَ وَالصِّبْيَانَ مُقْبِلِيْنَ قَالَ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ

اور بچوں کو آتے ہوئے دیکھا۔ راوی نے کہا میرا گمان ہے کہ انھوں نے کہا

مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُمْثِلًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ

شادی میں شریک ہو کر تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے کھڑے ہو گئے اور فرمایا

أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ قَالَهَا ثَلٰثَ مِرَارٍ عـه

تم لوگ مجھے سب سے زیادہ پیارے ہو اسے تین مرتبہ فرمایا۔

حدیث ۱۹۹۴ أَخْبَرَنِيْ هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ایک انصاری خاتون رسول

رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ جَاءَتْ اِمْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلٰى رَسُوْلِ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ان کے ساتھ ان کا بچہ تھا۔ رسول اللہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا فَكَلَّمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ بات چیت کی اور فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں

عـه ثانی نکاح باب ذهاب النساء والصبیان الی العرس ص ۷۷۹

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّکُمْ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ مَرَّتَیْنِ

میری جان ہے تم لوگ مجھے سب سے زیادہ پیارے ہو دو مرتبہ فرمایا۔

بَابُ اتباعِ الْاَنْصَارِ ص ۵۳۴ انصار کے متبعین کا بیان

حدیث ۱۹۹۵ سَمِعْتُ اَبَا حَمْزَۃَ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لِکُلِّ نَبِیٍّ اَتْبَاعٌ وَاِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاکَ فَادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَ اَتْبَاعَنَا مِنْکَ فَدَعَا بِہٖ فَنَمَّیْتُ ذٰلِکَ اِلَی ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ قَدْ زَعَمَ ذٰلِکَ زَیْدٌ۔

(ایک انصاری بزرگ) ابو حمزہ سے میں نے سنا وہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انصار نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہر نبی کے متبعین ہیں اور ہم نے حضور کی اتباع کی اللہ سے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے آپ کے متبعین پیدا فرما دے تو حضور نے یہ دعا فرمائی میں نے اسے ابن ابی لیلیٰ کے سامنے بیان کیا تو انھوں نے کہا زید نے یہ بات کہی ہے۔

تشریحات ۱۹۹۵ انصار کرام کی درخواست کا مقصد یہ تھا کہ جیسے ہم نے حضور کی اتباع کی اسی طرح ہمارے بعد ایسے لوگوں کو پیدا فرما جو ہماری اتباع کریں یعنی ہماری طرح حضور کی اتباع کریں جس پر اس کے بعد والی روایت کا یہ جملہ نص ہے۔ کہ انصار نے یہ عرض کیا تھا کہ — فَادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَ اِتْبَاعَنَا مِنَّا — ان کی درخواست پر حضور نے یہ دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَتْبَاعَھُمْ مِنْھُمْ۔

زعم۔ قال کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اس روایت میں یہی معنی متعین ہے — زید نام کے کئی صحابی تھے تعیین کرنے کے لئے دوسری روایت میں شعبہ کا یہ قول نقل فرمایا کہ یہ زید بن ارقم ہی ہیں —

بَابُ فَضْلِ دُوْرِ الْاَنْصَارِ ص ۵۳۴ انصار کرام کے گھروں کی فضیلت کا باب

حدیث ۱۹۹۶ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

حضرت ابو اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

عہ ثانی النکاح باب ما یجوز ان یخلو الرجل للمرأۃ ص ۷۷۸ ثانی کتاب الایمان والنذور باب کیف کان یمین النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۹۸۳

قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ

فرمایا انصار کے گھروں میں سب سے بہتر بنو النجار ہیں پھر بنی عبدالاشہل

ثُمَّ بَنُوْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ

ہیں ۔ پھر بنو حارث بن خزرج ہیں پھر بنو ساعدہ ہیں اور انصار

وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَالَ

کے ہر گھر میں بہتری ہے ۔ اس پر حضرت سعد بن عبادہ نے کہا کہ میں دیکھ

سَعْدٌ مَا اَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا

رہا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر دوسروں کو فضیلت دی ۔ اس پر کہا گیا کہ

فَقِيْلَ قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ عـه

تم کو بہت سے لوگوں پر فضیلت دی ۔

۱۹۹۶

تشریحات

ان قبائل میں سے بنو النجار اور بنو ساعدہ خزرج کی شاخیں ہیں اور بنو عبدالاشہل اور بنو حارث بن خزرج اوس کی شاخیں ہیں بنو النجار میں حضرت عبدالمطلب کا نانیہال تھا ان کے والد حضرت ہاشم شام تجارت کے لئے جاتے ہوئے کچھ دن مدینہ طیبہ ٹھہرے تھے اور بنو النجار کی ایک خاتون سلمٰی نامی سے شادی کر لی تھی ۔ انھیں کے بطن سے حضرت عبدالمطلب ہیں ۔

بعض روایتوں میں بنو عبدالاشہل کا سب سے پہلے ذکر ہے مگر راجح اور مختار یہی ہے کہ سب سے مقدم بنو النجار ہیں ان کی یہ دو اہم خصوصیتیں ہیں ۔ ایک تو یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جد کریم کی نانیہال ہے ۔ دوسرے یہ کہ مدینہ طیبہ تشریف لانے کے بعد بنو النجار ہی میں قیام فرمایا تھا ۔ حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بنو نجار ہی کے چشم و چراغ تھے ۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر رشک ہوا کہ ان کے قبیلے سے تین قبائل کو مقدم رکھا اس کے بعد والی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابو اسید نے حضرت سعد سے یہ کہا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک دوسرے پر برتری بیان فرمائی ہے ۔ اور ہمیں سب سے اخیر میں کر دیا ہے یہ سن کر حضرت سعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! حضور نے انصار کے گھروں کی ایک دوسرے پر فضیلت و برتری

عـه ثانی کتاب الادب باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم خیر دور الانصار ص ۸۹۴

بیان فرمائی ہے۔ اور ہمیں سب سے آخر میں کر دیا تو حضور نے فرمایا کیا تم کو یہ کافی نہیں کہ بہترین لوگوں میں تم بھی ہو۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ اِصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ ص۵۳۴ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار سے یہ ارشاد صبر کرو یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر ملو۔

حدیث ۱۹۹۷ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا تَسْتَعْمِلُنِيْ كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا قَالَ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ أُثْرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ عہ

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور مجھے کیوں نہیں عامل بناتے جیسا کہ فلاں کو بنایا ہے۔ فرمایا تم لوگ میرے بعد ترجیحی سلوک دیکھو گے اس وقت صبر کرنا یہاں تک مجھ سے حوض پر ملو۔

تشریحات ۱۹۹۷ انصار کرام کی غالب اکثریت کاشتکار تھی حکومت چلانے کے لئے جس درجہ کی فہم و ذکا درکار تھی وہ مہاجرین کرام میں زیادہ تھی اس لئے ملکی مناصب پر زیادہ تر خود عہد رسالت میں مہاجرین ہی فائز کئے گئے اور خلفائے راشدین کے عہد مبارک میں بھی یہ ہوا اس پر انصار کرام کا دل شکستہ ہونا ایک فطری بات تھی اس لئے ان کی تسلی تشفی کے لئے وہ ارشاد فرمایا۔

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ ص۵۳۵ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا انصار اور مہاجرین کو درست رکھ۔

حدیث ۱۹۹۸ عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ جَاءَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَنَنْقُلُ التُّرَابَ

حضرت سہل (بن سعد ساعدی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم خندق کھود رہے تھے اور لے

عہ ثانی کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سترون بعدی امورا تنکرونہا ص۱۰۴۶

عَلٰٓی اَکْتَابِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اَللّٰھُمَّ لَا
شانوں پر مٹی ڈھو رہے تھے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ نے فرمایا۔ اے اللہ
عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ فَاغْفِرِ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارَ عہ
عیش صرف آخرت کا عیش ہے۔ مہاجرین اور انصار کو بخش دے۔

۱۹۹۸

تشریحات

اس دعا میں چار کلمات مروی ہیں۔ فاصلح، فاکرم، وارحم، واغفر، اور ان سب میں کوئی منافات نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ بار بار تکرار فرمایا ہو کبھی یہ فرمایا ہو کبھی وہ۔ اسی طرح کلمات کی ترتیب میں بھی اختلاف ہے۔ عام روایت میں الانصار مقدم ہے اور بجائے مہاجرین کے مہاجرہ ہے۔ لیکن اس روایت میں بجائے المہاجرہ کے مہاجرین ہے اور یہ انصار پر مقدم ہے۔

بَابٌ وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ ص ۵۳۵

اس بات کا بیان (کہ انصار کرام) اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انھیں فاقہ ہو۔

۱۹۹۹ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا اَتَی
حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ اِلٰی نِسَائِہٖ فَقُلْنَ مَا مَعَنَا اِلَّا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (وہ بھوکے تھے) حضور نے اپنی ازواج کے
الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّضُمُّ اَوْ
پاس آدمی بھیجا ازواج مطہرات نے عرض کیا ہمارے پاس پانی کے سوا اور کچھ نہیں تو رسول اللہ
یُضِیْفُ ھٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَنَا فَانْطَلَقَ بِہٖ اِلٰی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی کون مہمانی کرے گا تو ایک انصاری نے عرض
امْرَاَتِہٖ فَقَالَ اَکْرِمِیْ ضَیْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
کیا میں یہ اس شخص کو اپنی بیوی کے پاس لے کر آئے اور کہا کہ رسول اللہ
فَقَالَتْ مَا عِنْدَنَا اِلَّا قُوْتُ صِبْیَانِ فَقَالَ ھَیِّئِیْ طَعَامَکِ وَاَصْبِحِیْ
صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کی اچھی طرح خاطر داری کر ان کی بیوی نے

عہ ثانی کتاب الرقاق باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا عیش الا عیش الآخرہ ص ۹۴۹
ثانی کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق وھی الاحزاب ص ۵۸۸

سِرَاجَكِ وَنَوِّمِي صِبْيَانَكِ إِذَا أَرَادُوْا عَشَاءً۔ فَهَيَّأَتْ طَعَامَهَا

کہا ہمارے پاس صرف بچوں کے کھانے بھر ہے۔ انھوں نے کہا کھانا تیار کر اور چراغ جلا اور

وَأَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصْلِحُ

جب کھانے کا وقت ہو تو بچوں کو سلا دے اس خاتون نے کھانا تیار کیا چراغ جلایا اور بچوں کو سلا دیا

سِرَاجَهَا فَأَطْفَأَتْهُ فَجَعَلَا يُرِيَانِهِ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ

پھر کھڑی ہوئیں ایسا ظاہر کیا کہ چراغ ٹھیک کر رہی ہیں اور اسے بجھا دیا۔ (دونوں مہمان کے ساتھ

فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِكَ

کھانے پر بیٹھ گئے۔ مہمان کو یہ دکھاتے رہے کہ وہ دونوں کھا رہے ہیں (حالانکہ کچھ نہیں کھایا)

اللهُ اللَّيْلَةَ أَوْ عَجِبَ مِنْ فَعَالِكُمَا فَأَنْزَلَ اللهُ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلَىٰ

بھوکے رہ کر رات گذاری صبح کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو

أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهِ

حضور نے فرمایا۔ رات کو اللہ تعالیٰ تمہارے فعل سے خوش ہو گیا اور اللہ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اور یہ لوگ اپنے اوپر

فَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ عه

دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ انہیں فاقہ ہو۔ اور جو لوگ نفس کے بخل سے محفوظ رہے۔ وہی کامیاب ہیں۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ ص۵۳۶

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا بیان۔ انصار کے نیکوکاروں کو قبول کرو اور لغزش کرنے والوں سے درگذر کرو۔

حدیث ۲۰۰۰ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ حضرت ابو بکر اور

رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ يَقُوْلُ مَرَّ أَبُوْ بَكْرٍ وَالْعَبَّاسُ بِمَجْلِسٍ

عباس انصار کی ایک مجلس پر گذرے۔ دیکھا کہ وہ لوگ رو رہے ہیں تو پوچھا کیوں

مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُوْنَ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكُمْ قَالُوْا

رو رہے ہو! ان لوگوں نے کہا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عه ثانی کتاب التفسیر باب ویؤثرون علیٰ انفسہم ص۷۲۵

ذَکَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَّا فَدَخَلَ عَلٰی
کا ہمارے ساتھ اٹھنا بیٹھنا یاد آگیا ہے تو وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ بِذٰلِکَ قَالَ فَخَرَجَ
وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور کو بتایا۔ یہ سن کر نبی صلی
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَصَبَ عَلٰی رَاْسِہٖ
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور حضور اپنے سر پر چادر کے کنارے
حَاشِیَۃَ بُرْدٍ قَالَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ یَصْعَدْہُ بَعْدَ ذٰلِکَ الْیَوْمِ
کی پٹی باندھے ہوئے تھے۔ حضور منبر پر چڑھے، اس کے بعد پھر کبھی نہیں چڑھے
فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اُوْصِیْکُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّھُمْ
پھر اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا، میں تم لوگوں کو انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں اس
کَرِشِیْ وَعَیْبَتِیْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِیْ عَلَیْھِمْ وَبَقِیَ الَّذِیْ لَھُمْ
لئے کہ یہ لوگ میرے لئے بمنزلہ معدہ اور زنبیل کے ہیں ان پر جو واجب تھا وہ انھوں نے ادا
فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِھِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِیْئِھِمْ عہ
کرلیا اور جس ثواب کے وہ مستحق ہیں وہ باقی ہے تو ان کے نیکو کاروں کو قبول کرو اور لغزش کرنے والوں سے درگزر کرو

تشریحات

[٢] انصار کرام سے ان دو بزرگوں میں سے کسی نے پوچھا تھا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کس نے خبر دی تھی اس کی تعیین نہیں ہو سکی، یہ واقعہ مرض وصال میں ہوا تھا جیسا کہ خود اس روایت سے ظاہر ہے کہ فرمایا کہ اس کے بعد پھر حضور منبر پر نہیں چڑھے "کتاب الصلوٰۃ" میں ہم تفصیل سے یہ بتا آئے ہیں کہ مرض وصال میں کتنی بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تھے، انصار کرام کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا معدہ اور زنبیل فرمایا اس سے مراد قوت اور رازدار ہونا ہے، معدے میں غذا جمع ہوتی ہے جسے ہضم کرکے معدہ پورے جسم کو غذا پہونچاتا ہے جس سے جسم کی نشو و نما ہوتی ہے اور قوت پہنچتی ہے، زنبیل میں انسان اپنے پسندیدہ اموال رکھتا ہے جو اس کے زندگی کے اسباب میں سے ہیں معدہ باطنی قوت کا مخزن ہے اور زنبیل ظاہری قوت کا، اب مطلب یہ ہوا کہ انصار کرام میری باطنی اور ظاہری دونوں قوت کے مخزن ہیں۔ یہ بطور تواضع باعتبار ظاہر کے فرمایا ورنہ حقیقت

عہ اس کے متصل ہی۔ نسائی، مناقب،

ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سارے عالم سے مستغنی ہیں۔ انصار کرام نے لیلۃ العقبیٰ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امداد و اعانت کا وعدہ کیا تھا، اسے انھوں نے کما حقہ پورا کیا اسی کو فرمایا ” قد قضوا ما عَلَيْهِمْ “ اس کا ثواب باقی ہے اس کو ” وبقی الذی لهم “ سے واضح فرمایا۔

بَاب مَنْقِبَةُ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ وَعَبَّادِ بْنِ بِشْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ ص ۵۳۱

اسید بن حضیر اور عباد بن بشر کی فضیلت۔

حدیث ۲۰۰۱

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ خَرَجَا مِنْ
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اندھیری رات میں دو
عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَإِذَا
صاحبان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت سے باہر آئے تو ایک روشنی ان دونوں کے
نُورٌ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا حَتَّىٰ تَفَرَّقَ فَتَفَرَّقَ النُّورُ مَعَهُمَا۔
آگے تھی جب دونوں الگ ہو گئے تو روشنی بھی دونوں کے ساتھ ہو گئی۔

تشریحات ۲۰۰۱ اس حدیث میں ان دونوں صاحبان کا نام مذکور نہیں، مگر امام بخاری نے تعلیقاً بطریق معمر حضرت انس ہی سے ایک روایت یہ کی ہے کہ اسید بن حضیر اور ایک صاحب انصار میں سے اور بطریق حماد یہ روایت کیا ہے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، اسی بنا پر امام بخاری نے باب میں ان دونوں کا نام ذکر فرمایا۔ پہلی تعلیق کو امام عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں اس تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ اسید بن حضیر اور انصار میں سے ایک صاحب اندھیری رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بات کرتے رہے یہاں تک کہ رات کا ایک حصہ گذر گیا پھر وہاں سے نکلے، دونوں کے ہاتھ میں عصا تھا، ایک کا عصا روشن ہو گیا اتنا کہ اس کی روشنی میں دونوں نے راستہ طے کیا، جب دونوں کا راستہ الگ الگ ہوا تو دوسرے کا عصا بھی روشن ہو گیا، دونوں اپنے عصا کی روشنی میں اپنے گھر پہونچے۔

اور دوسری تعلیق کو امام احمد[1] نے مسند میں اور امام حاکم نے مستدرک میں اس لفظ سے روایت کیا ہے۔ کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر ایک سخت اندھیری رات میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے۔

---

[1] مسند امام احمد جلد ۳ ص ۱۳۸۔

بَابُ مَنَاقِبِ اُبَیِّ ابْنِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ ص۵۳۷

حضرت ابی ابن کعب کے مناقب کا بیان۔

حدیث ۲۰۰۲

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاُبَیٍّ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَیْكَ لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا، قَالَ وَسَمَّانِیْ قَالَ نَعَمْ فَبَكٰی ؎۱

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اُبی سے فرمایا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں لم یکن الذین کفروا پڑھ کر سناؤں انھوں نے عرض کیا اور اللہ نے میرا نام لیا ہے۔ فرمایا ہاں! اس پر وہ خوشی میں رو پڑے۔

تشریحات ۲۰۰۲

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ حکم اس لئے دیا گیا تھا کہ حضرت ابی ابن کعب اسے بغور سنیں اس کے تلفظ کی ادائیگی محفوظ رکھیں وقف وصل کو ذہن نشین کر لیں اور تاکہ قرآن مجید کا دوسرے کو سنانا مشروع ہو جائے اگرچہ سامع قاری سے رتبے میں کم ہو، اس لئے نہیں تھا کہ معاذ اللہ حضور ان سے کچھ حاصل کریں۔

بَابُ مَنَاقِبِ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ ص۵۳۷

زید ابن ثابت کے فضائل۔

حدیث ۲۰۰۳

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْاَنْصَارِ- اُبَیٌّ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَاَبُوْ زَیْدٍ وَزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ قُلْتُ لِاَنَسٍ مَنْ اَبُوْ زَیْدٍ قَالَ اَحَدُ عُمُوْمَتِیْ ؎۲

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں چار حضرات نے قرآن جمع کیا تھا سب کے سب انصار کے تھے اُبی اور معاذ بن جبل اور ابو زید اور زید بن ثابت (قتادہ نے کہا) میں نے حضرت انس سے پوچھا کون ابو زید؟ فرمایا میرے چچا۔

؎۱ ثانی تفسیر سورۂ لم یکن ص۷۴۲ تین طریقے سے مسلم، صلوٰۃ، فضائل، ترمذی، مناقب، نسائی، مناقب، تفسیر۔

؎۲ ثانی فضائل قرآن باب القراء من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص۷۴۸ دو طریقے سے مسلم فضائل، ترمذی، نسائی، مناقب

تشریحات ۲۰۰۳

اس حدیث میں جمع قرآن سے مراد ترتیب کے ساتھ یاد کر لینا ہے، کسی ایک مصحف میں لکھنا مراد نہیں، یہ کام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جنگ یمامہ کے بعد انجام پذیر ہوا تھا۔ حضرت ابو زید کے نام کے بارے میں مختلف روایتیں آئی ہیں۔ ابن مدینی نے کہا کہ ان کا نام اوس تھا، یحییٰ بن معین نے کہا کہ ثابت بن زید بن مالک اشہلی، ایک قول یہ ہے سعد بن عبید بن نعمان تھا مغازی میں ہے، بدری صحابی تھے اور لاولد تھے، قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوئے اور وہیں ۱۵ھ میں شہید ہوئے۔

بَابُ مَنَاقِبِ اَبِیْ طَلْحَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ[۵۳۷]

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے فضائل۔

حدیث ۲۰۰۴

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَمَّا کَانَ یَوْمُ اُحُدٍ اِنْہَزَمَ
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جنگ اُحد میں جب لوگ نبی
النَّاسُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْطَلْحَۃَ بَیْنَ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھوڑ کر منتشر ہو گئے تو ابو طلحہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
یَدَیِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُجَوِّبٌ عَلَیْہِ بِحَجَفَۃٍ
سامنے موجود تھے ڈھال سے حضور پر آڑ کئے ہوئے تھے اور ابو طلحہ بہت عمدہ تیر انداز
لَہٗ وَکَانَ اَبُوْطَلْحَۃَ رَجُلًا رَامِیًا شَدِیْدَ الْقِدِّ یَکْسِرُ یَوْمَئِذٍ
تھے اس دن دو یا تین کمانیں ان سے ٹوٹی تھیں جب کوئی ترکش لے کر گذرتا تو حضور فرماتے
قَوْسَیْنِ اَوْ ثَلَاثَۃً وَکَانَ الرَّجُلُ یَمُرُّ مَعَہُ الْجَعْبَۃُ مِنَ النَّبْلِ
ابو طلحہ کے لئے تیر چھوڑ جاؤ۔ گردن اٹھا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فَیَقُوْلُ اُنْشُرْہَا لِاَبِیْ طَلْحَۃَ فَاَشْرَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
دشمنوں کو دیکھتے تو ابو طلحہ کہتے آپ پر میرے ماں باپ قربان
یَنْظُرُ اِلَی الْقَوْمِ فَیَقُوْلُ اَبُوْطَلْحَۃَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ لَا
گردن نہ اٹھائیں کہیں دشمن کا کوئی تیر نہ آپ کو لگ جائے میرا سینہ
تُشْرِفْ یُصِیْبُکَ سَہْمٌ مِّنْ سِہَامِ الْقَوْمِ نَحْرِیْ دُوْنَ نَحْرِکَ
حضور کے سینے کے لئے آڑ ہے۔

تشریحات ۲۰۰۴

جنگ احد میں ایک ایسا نازک مرحلہ بھی آن پڑا تھا کہ مسلمانوں میں ابتری پھیل گئی تھی اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس صرف چودہ جانباز موجود تھے جن میں ایک حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ جس کا تذکرہ اس حدیث میں کیا گیا ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ — عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل

ص ۵۳۸

حدیث ۲۰۰۵

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ مَاسَمِعْتُ
حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے سوائے عبد اللہ بن سلام
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِاَحَدٍ یَمْشِیْ عَلَی الْاَرْضِ اَنَّهُ
کے کسی زمین پر چلنے والے کے بارے میں حضور کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ وہ اہل جنت سے
مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ وَفِیْهِ نَزَلَتْ هٰذِهِ
ہے اور انھیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ بنی اسرائیل میں سے ایک
الْاٰیَةُ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ الْاٰیَةَ قَالَ لَا اَدْرِیْ
گواہ نے گواہی دی۔ راوی نے کہا مجھے یہ نہیں معلوم کہ آیت کا لفظ
قَالَ مَالِكٌ الْاٰیَةَ اَوْفِی الْحَدِیْثِ عله
امام مالک نے اپنی طرف سے کہا ہے یا حدیث میں ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تشریحات ۲۰۰۵

اس حدیث پر یہ اشکال ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بہت سے حضرات کو جنت کی بشارت دی خصوصًا عشرہ مبشرہ کو جن میں خود حضرت سعد بھی داخل ہیں۔ علامہ ابن حجر نے اس کی یہ توجیہ فرمائی کہ حضرت سعد کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ آج کے بعد جتنے لوگ زمین پر چل رہے ہیں یعنی زندہ ہیں ان میں سے کسی کے بارے میں یہ نہیں فرمایا مگر پھر بھی یہ اشکال باقی ہے کہ حضرت سعد خود موجود تھے۔ اور حضرت سعید بن زید بھی باحیات تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حدیث ۲۰۰۶

عَنْ قَیْسِ بْنِ عُبَادٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ كُنْتُ
حضرت قیس بن عباد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں مدینہ کی مسجد میں

عله مسلم، نسائی - فضائل

جَالِسًا فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلَى وَجْهِهِ أَثَرُ الْخُشُوعِ

بیٹھا ہوا تھا کہ ایک صاحب آئے جن کے چہرہ پر خشوع کا نشان تھا لوگوں نے کہا یہ شخص

فَقَالُوا هٰذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ تَجَوَّزَ فِيهِمَا

اہل جنت سے ہے۔ انھوں نے دو رکعت مختصر پڑھی پھر نکلے میں ان کے پیچھے چلا اور

ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّكَ حِينَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوا هٰذَا

میں نے کہا آپ جب مسجد کے اندر آئے تو لوگوں نے کہا یہ شخص اہل جنت سے ہے۔

رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ وَاللّٰهِ مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ مَا لَا

انھوں نے کہا بخدا کسی کو مناسب نہیں کہ ایسی بات کہے جو وہ نہیں جانتا اور میں تجھ سے

يَعْلَمُ وَسَأُحَدِّثُكَ لِمَا ذَاكَ رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى

بیان کرتا ہوں کہ ایسا کیوں لوگوں نے تجھ سے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ وَرَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ ذَكَرَ

میں ایک خواب دیکھا تھا جس کو حضور سے بیان بھی کیا تھا میں نے دیکھا گویا میں ایک

مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا وَوَسْطَهَا عَمُودٌ مِنْ حَدِيدٍ أَسْفَلُهُ

باغ میں ہوں جو بہت وسیع اور ہرا بھرا ہے اور اس کے بیچ میں ایک لوہے کا ستون ہے

فِي الْأَرْضِ وَأَعْلَاهُ فِي السَّمَاءِ فِي أَعْلَاهُ عُرْوَةٌ فَقِيلَ لِي ارْقَهْ

جس کا نچلا حصہ زمین میں ہے اور اوپر کا حصہ آسمان میں ہے جس کی بلندی میں ایک دستہ

قُلْتُ لَا أَسْتَطِيعُ فَأَتَانِي مِنْصَفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِي مِنْ خَلْفِي فَرَقِيتُ

ہے مجھ سے کہا گیا کہ اس پر چڑھو۔ میں نے کہا میں نہیں چڑھ سکتا۔ تو ایک خادم آیا

حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَاهَا فَأَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقِيلَ لِي اسْتَمْسِكْ

اس نے پیچھے سے میرا کپڑا اٹھایا تو میں اس پر چڑھا یہاں تک کہ اس کے اوپر پہونچ گیا اور

فَاسْتَيْقَظْتُ وَإِنَّهَا لَفِي يَدَيَّ فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

دستے کو پکڑ لیا مجھ سے کہا گیا مضبوطی سے پکڑ اب میں جاگا اور وہ دستہ میرے ہاتھ میں تھا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْإِسْلَامُ وَذٰلِكَ الْعَمُودُ عَمُودُ

میں نے یہ خواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو یہ تعبیر بیان فرمائی۔ یہ باغ اسلام ہے

الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقَى فَأَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتّٰى
اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ دستہ عروۃ الوثقیٰ ہے تو موت کے وقت
تَمُوتَ وَذٰلِكَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ عه
تک اسلام پر قائم رہے گا۔ اور وہ شخص عبد اللہ بن سلام تھے۔ (وفی روایۃ)
وَقَالَ وَصِيفٌ مَكَانَ مَنْصَفٌ۔
اور ایک روایت میں منصف کی جگہ وصیف ہے۔

تشریحات ۲۰۰۶ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب یہ فرمایا ہے کہ تم مرتے دم تک اسلام پر قائم رہوگے تو اس کی وجہ سے ان کا جنتی ہونا لازم ہے اسی بنا پر لوگ انھیں جنتی کہا کرتے تھے اور حضرت عبد اللہ بن سلام نے جو کچھ فرمایا وہ ان کی تواضع اور انکساری تھی۔

یہی روایت بطریق خلیفہ بن خیاط ہے۔ اس میں منصف کی جگہ وصیف آیا ہے اس کے معنی بھی چھوٹے خادم کے ہیں مرد ہو یا عورت۔

حدیث ۲۰۰۷ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ
ابو بردہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں مدینہ آیا اور عبد اللہ
فَلَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ فَقَالَ أَلَا تَجِيءُ فَأُطْعِمُكَ سَوِيقًا
بن سلام سے ملاقات کی۔ تو عبد اللہ بن سلام نے کہا تم میرے پاس کیوں نہیں آتے کہ
وَتَمْرًا وَتَدْخُلُ فِي بَيْتٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّكَ بِأَرْضٍ الرِّبَا بِهَا
میں تم کو ستو اور چھوہارہ کھلاؤں اور تم کو اس گھر میں لے جاؤں (جس میں رسول اللہ صلی اللہ
فَاشٍ إِذَا كَانَ لَكَ عَلَى رَجُلٍ حَقٌّ فَأَهْدَى إِلَيْكَ حِمْلَ تِبْنٍ
علیہ وسلم تشریف لے گئے ہیں) پھر کہا تم ایسی زمین میں ہو جہاں سود پھیلا ہوا ہے جب تیرا کسی
أَوْ حِمْلَ شَعِيرٍ أَوْ حِمْلَ قَتٍّ فَلَا تَأْخُذْهُ فَإِنَّهُ رِبًا —— وَلَمْ
شخص پر کوئی حق ہو اور وہ تجھے تحفہ میں ایک بوجھ بھس یا ایک بوجھ جو یا ایک بوجھ چارہ

عہ ثانی کتاب التعبیر باب الخضر فی المنام والروضۃ الخضراء ۶ ص ۱۰۳۸
باب التعلیق بالعروۃ ص ۱۰۳۸ مسلم فضائل۔

يَذْكُرِ النَّضْرُ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَوَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ اَلْبَيْتَ عه

دے تو اسے نہ لینا اس لئے کہ یہ سود ہے۔

تشریحات ۲۰۰۷ یہ حدیث کتاب الاعتصام میں ان الفاظ میں مروی ہے کہ مجھے عبداللہ بن سلام نے کہا کہ میرے گھر چلو میں تم کو اس پیالے میں پلاؤں گا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا ہے اور تم اس جگہ نماز پڑھو گے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہے۔ ان کے کہنے پر میں ان کے ساتھ گیا اور انھوں نے مجھ کو ستو پلایا اور چھوہارا کھلایا اور میں نے ان کے گھر کی مسجد میں نماز پڑھی (جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی)

بَابُ تَزْوِيْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيْجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَفَضْلِهَا ص۵۳۸

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے نکاح کرنے کا باب اور ان کی فضیلت کا بیان۔

حدیث ۲۰۰۸

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ
ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ
عَلٰى اِمْرَأَةٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ
پر مجھے اتنی غیرت نہیں آئی جتنی خدیجہ پر آئی میرے ساتھ شادی کرنے سے پہلے وہ وفات
هَلَكَتْ قَبْلَ اَنْ يَّتَزَوَّجَنِيْ لِمَا كُنْتُ اَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا وَاَمَرَهُ
پا چکی تھیں۔ غیرت کی وجہ یہ تھی کہ حضور سے میں سنتی تھی کہ ان کا بکثرت تذکرہ فرماتے
اللّٰهُ اَنْ يُّبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِّنْ قَصَبٍ وَّاِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ
اور اللہ نے انھیں حکم دیا کہ انھیں جنت میں موتی کے گھر کی بشارت دیدیں۔ اور حضور بکری
فَيُهْدِيْ فِيْ خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ عه
ذبح فرماتے اور ان کی سہیلیوں کو تحفہ دیتے اتنا کہ انھیں کافی ہو جاتا۔

تشریحات ۲۰۰۸ اس حدیث کی سند میں یہ ہے حدثنا اللیث قال کتب اِلَیَّ ہشام عن ابیہ عن عائشۃ لیث نے کہا کہ میرے پاس ہشام نے اپنے باپ سے اور وہ حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہوئے یہ حدیث لکھی اس کا مطلب یہ ہے کہ امام لیث نے

عه ثانی اعتصام باب ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص۱۹۰-۱۹۱

عه ثانی الادب۔ باب حسن العہد من الایمان ص۸۸۸ - توحید باب قول اللہ تعالیٰ لا تنفع الشفاعة ص۱۱۱۵ مسلم - فضائل

حضرت ہشام سے یہ حدیث براہ راست سنی نہیں ہے پھر بھی روایت کر رہے ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت امام لیث کا مذہب یہ تھا کہ شیخ کی لکھی ہوئی حدیث جو کسی ثقہ کے ذریعہ پہونچی ہو۔ اور براہ راست شیخ سے سنی ہوئی حدیث ایک درجہ کی ہیں اور غالباً امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہے اسی لئے امام بخاری نے اس کو اپنی اس کتاب میں درج کیا۔

اقول وهو المستعان۔ اس سے یہ لازم نہیں کہ دونوں ایک درجہ کی ہیں البتہ یہ ضرور لازم ہے کہ حدیث مکتوب بھی مقبول ہے اور یہ کافی ہے۔ ویسے اسماعیلی نے دوسرے طریقے سے ان الفاظ میں روایت کی ہے۔ عن اللیث حدثنی هشام بن عروة۔

غیرت۔ ایک فطری جذبہ ہے جس پر انسان کو قابو نہیں ہوتا۔ اگر اس حد تک ہو کہ مقابل کو نقصان نہ پہونچائے یا اس کی تحقیر و تذلیل نہ کرے اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس کے بعد والی روایت میں ہے کہ ام المومنین نے کبھی کبھی جوش غیرت میں یہ بھی عرض کر دیا حضور خدیجہ کا ایسا ذکر کرتے ہیں گویا دنیا میں سوا خدیجہ کے کوئی عورت ہی نہیں تھی۔ اس پر حضور فرماتے بے شک وہ ایسی تھی ایسی تھی اور مجھے اس سے اولاد بھی ہوئی۔

حدیث ۲۰۰۹

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ اسْتَاذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ
ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ خدیجہ کی بہن ہالہ بنت خویلد
خُوَيْلِدٍ أُخْتُ خَدِيْجَةَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَفَ
نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اذن طلب کیا حضور نے خدیجہ کے اذن کو یاد کر لیا
اِسْتِيْذَانَ خَدِيْجَةَ فَارْتَاعَ لِذٰلِكَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ هَالَةُ
جس سے حضور کانپ گئے پھر فرمایا یا اللہ ہالہ ہیں حضرت عائشہ کہتی ہیں مجھے غیرت آئی
قَالَتْ فَغِرْتُ فَقُلْتُ مَا تَذْكُرُ مِنْ عَجُوْزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ
میں نے عرض کیا قریش کی بوڑھیوں میں سے ایک سرخ جبڑے والی ایک بوڑھی کا کیا تذکرہ کرتے
حَمْرَاءِ الشِّدْقَيْنِ هَلَكَتْ فِي الدَّهْرِ قَدْ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ خَيْرًا مِنْهَا
ہیں۔ جسے وفات پائے ہوئے زمانہ گذرا اور حضور کو اللہ نے اس سے بہتر عطا فرمایا۔

تشریحات ۲۰۰۹ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دندان مبارک گر گئے تھے منہ کھولتیں تو جبڑوں اور زبان کی سرخی نظر آتی اس کو حضرت عائشہ نے حمراء الشدقین سے تعریض کی ہے۔

بَابُ ذِكْرُ هِنْدِ بِنْتِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا ص ۵۳۹

ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کا تذکرہ۔

حدیث ۲۰۱۰

حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہندہ بنت عتبہ آئی اور کہا یا

جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ

رسول اللہ! روئے زمین پر کسی خیمہ والے کا ذلیل ہونا آپ کے خیمہ والوں

الْأَرْضِ مِنْ أَهْلِ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَذِلُّوْا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ

سے زیادہ مجھے پسند نہیں تھا پھر آج یہ حال ہو گیا کہ روئے زمین پر کسی خیمہ والے کا

ثُمَّ مَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ

عزت پانا آپ کے خیمہ والوں سے زیادہ مجھے پسند نہیں۔ ارشاد فرمایا اور میرا بھی یہی

يَعِزُّوْا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ قَالَ وَأَيْضًا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ

حال ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ ہندہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابوسفیان

قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيْكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ

بخیل شخص ہے کیا مجھ پر کوئی حرج ہے (بغیر ان کی اجازت کے) ان کا مال اپنے بچوں کو کھلاؤں

أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِيْ لَهٗ عِيَالَنَا قَالَ لَا أُرَاهُ إِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ عله

فرمایا بھلائی کے ساتھ کھلانے کو جائز جانتا ہوں۔

WWW.NAFSEISLAMI.COM

تشریحات ۲۰۱۰

ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مفصل حالات کتاب الجہاد میں گذر چکے ہیں قبل اسلام یہ اگرچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اعداء میں تھیں مگر اسلام کے بعد مخلصہ مومنہ ہوئیں قبل اسلام انھوں نے جو کچھ کیا تھا وہ سب عفو ہو گیا۔ حدیث میں ہے الاسلام یهدم ما قبله، یہ دنیا کی عقلمند ترین عورتوں میں سے ایک ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں واصل بحق ہوئیں۔

بَابُ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ ص ۵۳۹

زید بن عمرو بن نفیل کا قصہ۔

عله ثانی نفقات باب اذا لم ینفق الرجل فللمرأة ان تاخذ ص ۸۰۸ الایمان والنذور باب کیف کان یمین النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۹۸۲

حدیث ۲۰۱۱ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقِیَ زَیْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ بِاَسْفَلِ بَلْدَحٍ

وسلم نے زید بن عمرو بن نفیل سے ملاقات کی بلدح کے نیچے قبل اس کے کہ نبی صلی اللہ علیہ

قَبْلَ اَنْ یُّنْزَلَ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْیُ فَقُدِّمَتْ

وسلم پر وحی نازل ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دستر خوان لایا گیا حضور نے

اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُفْرَةٌ فَاَبٰى اَنْ یَّاْكُلَ مِنْهَا ثُمَّ

اس میں سے کھانے سے انکار کیا تو زید نے کہا بتوں پر ذبح کیا ہوا جانور میں نہیں کھاتا

قَالَ زَیْدٌ اِنِّیْ لَسْتُ اٰكُلُ مِمَّا تَذْبَحُوْنَ عَلٰى اَنْصَابِكُمْ وَلَا اٰكُلُ

اور نہ وہ کھاتا ہوں جو اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام پر ذبح کیا جائے۔ اور بیشک زید

اِلَّا مَا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَاَنَّ زَیْدَ بْنَ عَمْرٍو كَانَ یَعِیْبُ

بن عمرو بن نفیل قریش پر نکتہ چینی کرتے تھے ان کے ذبیحوں پر اور کہتے تھے کہ بکری

عَلٰى قُرَیْشٍ ذَبَائِحَهُمْ وَیَقُوْلُ الشَّاةُ خَلَقَهَا اللّٰهُ وَاَنْزَلَ لَهَا

کو اللہ نے پیدا فرمایا اس کے لئے آسمان سے پانی اتارا اس کے لئے زمین سے چارہ اگایا

مِنَ السَّمَاءِ الْمَاءَ وَاَنْبَتَ لَهَا مِنَ الْاَرْضِ ثُمَّ تَذْبَحُوْنَهَا عَلٰى

پھر تم اسے غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہو قریش کے اس فعل سے انکار کرتے

غَیْرِ اسْمِ اللّٰهِ اِنْكَارًا لِّذٰلِكَ وَاِعْظَامًا لَّهٗ[عله]

ہوئے اور اسے بڑا گناہ سمجھتے ہوئے۔

حدیث ۲۰۱۲ قَالَ مُوْسٰى حَدَّثَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُهٗ

حضرت عبد اللہ بن عمر ہی سے مروی ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل شام

اِلَّا یُحَدِّثُ بِهٖ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ زَیْدَ

گئے دین کی تلاش میں تاکہ اس کی پیروی کریں وہاں ایک یہودی مولوی سے ملے

[عله] ثانی کتاب الذبائح باب ما ذُبح علی النصب ص۸۲۷ نسائی مناقب

بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ يَسْأَلُ عَنِ الدِّيْنِ وَ

اس سے یہودیوں کے دین کے بارے میں پوچھا اور کہا میں چاہتا ہوں کہ تمہارا دین

يَتْبَعُهُ فَلَقِيَ عَالِمًا مِنَ الْيَهُوْدِ فَسَأَلَهُ عَنْ دِيْنِهِمْ فَقَالَ

اختیار کر لوں اس لئے اپنے دین کے بارے میں بتاؤ اس مولوی نے کہا اگر تم ہمارے دین

إِنِّيْ لَعَلِّيْ أَنْ أَدِيْنَ دِيْنَكُمْ فَأَخْبِرْنِيْ فَقَالَ لَا تَكُوْنُ عَلٰى

پر ہو اور اگر تم اللہ کے غضب سے تجھے حصہ ملے گا۔ زید نے کہا میں اللہ کے غضب سے بچنے ہی

دِيْنِنَا حَتّٰى تَأْخُذَ بِنَصِيْبِكَ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ قَالَ زَيْدٌ مَا أَفِرُّ

کے لئے یہ سوال کر رہا ہوں اور اپنی استطاعت بھر اللہ کے غضب سے کوئی حصہ نہیں لوں گا

إِلَّا مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَلَا أَحْمِلُ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ شَيْئًا أَبَدًا وَأَنَا

تم کسی اور کو بتا سکتے ہو اس نے کہا میں نہیں جانتا ہوں سوائے اس کے کہ تو دین حنیف

أَسْتَطِيْعُهُ فَهَلْ تَدُلُّنِيْ عَلٰى غَيْرِهٖ قَالَ مَا أَعْلَمُهٗ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ

پر رہے۔ زید نے کہا دین حنیف کیا ہے اس نے کہا ابراہیم کا دین جو نہ یہودی تھے نہ

حَنِيْفًا قَالَ زَيْدٌ وَمَا الْحَنِيْفُ قَالَ دِيْنُ إِبْرَاهِيْمَ لَمْ يَكُنْ يَهُوْدِيًّا

نصرانی اور نہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرتے تھے۔ زید وہاں سے نکلے اور نصاریٰ کے

وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَا يَعْبُدُ إِلَّا اللّٰهَ فَخَرَجَ زَيْدٌ فَلَقِيَ عَالِمًا مِنَ

ایک مولوی سے ملے اور اس سے بھی وہی بات کہی اس نے کہا اگر تو ہمارے دین پر ہوگا تو

النَّصَارٰى فَذَكَرَ مِثْلَهٗ فَقَالَ لَنْ تَكُوْنَ عَلٰى دِيْنِنَا حَتّٰى تَأْخُذَ

اللہ کی لعنت سے اپنا حصہ پائے گا۔ زید نے کہا میں اللہ کی لعنت ہی سے بچنا چاہتا ہوں اور

بِنَصِيْبِكَ مِنْ لَعْنَةِ اللّٰهِ قَالَ مَا أَفِرُّ إِلَّا مِنْ لَعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا

جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا اللہ کی لعنت اور اس کے غضب کا مستحق نہ ہوں گا اس کے علاوہ

أَحْمِلُ مِنْ لَعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا مِنْ غَضَبِهٖ شَيْئًا أَبَدًا وَأَنَا أَسْتَطِيْعُ

کسی اور کا پتہ بتا سکتا ہے تو اس نے کہا میں نہیں جانتا ہوں سوائے اس کے کہ تو حنیف ہو جائے

فَهَلْ تَدُلُّنِيْ عَلٰى غَيْرِهٖ قَالَ مَا أَعْلَمُهٗ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ حَنِيْفًا

زید نے کہا حنیف کیا ہے اس مولوی نے کہا ابراہیم کا دین جو نہ یہودی تھے

قَالَ وَمَا الْحَنِيفُ قَالَ دِينُ إِبْرَاهِيمَ لَمْ يَكُنْ يَهُودِيًّا وَلَا
اور نہ نصرانی اور سوائے اللہ کے کسی کی پوجا نہیں کرتے تھے۔ جب
نَصْرَانِيًّا وَلَا يَعْبُدُ إِلَّا اللّٰهَ۔ فَلَمَّا رَأَى زَيْدٌ قَوْلَهُمْ فِي
زید نے ابراہیم کے بارے میں ان کے قول کو جان لیا تو وہاں سے
إِبْرَاهِيمَ خَرَجَ فَلَمَّا بَرَزَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَالَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَشْهَدُ
آئے جب باہر نکلے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا کہا اے اللہ میں تجھے گواہ
أَنِّي عَلَى دِينِ إِبْرَاهِيمَ۔
بناتا ہوں کہ میں دین ابراہیم پر ہوں۔

۵۸۹ ت وَقَالَ اللَّيْثُ كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ
اسماء بنت ابو بکر نے کہا میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو کعبے
بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَتْ رَأَيْتُ زَيْدَ بْنَ
اپنی پیٹھ کی ٹیک لگائے دیکھا یہ فرماتے تھے اے قریش کے گروہ۔ بخدا تم میں
عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ قَائِمًا مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ يَقُولُ يَا
میرے علاوہ کوئی بھی دین ابراہیم پر نہیں اور زندہ درگور کی جانے والی بچیوں کو
مَعْشَرَ قُرَيْشٍ وَاللّٰهِ مَا مِنْكُمْ عَلَى دِينِ إِبْرَاهِيمَ غَيْرِي وَ
بچاتے تھے۔ جب کوئی بچی کو مار ڈالنا چاہے تو اس سے کہتے تھے۔ اس کو مت مارو
كَانَ يُحْيِي الْمَوْءُودَةَ يَقُولُ لِلرَّجُلِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَقْتُلَ ابْنَتَهُ
میں اس کا بار برداشت کروں گا پھر اسے لیتے تھے۔ جب بڑی ہو جاتی تو اس کے باپ سے
لَا تَقْتُلْهَا أَنَا أَكْفِيكَهَا مُؤْنَتَهَا فَيَأْخُذُهَا فَإِذَا تَرَعْرَعَتْ قَالَ
کہتے تھے اگر تو چاہے تو تجھے دیدوں اور اگر تو چاہے تو اس کا بار اٹھا لوں۔
لِأَبِيهَا إِنْ شِئْتَ دَفَعْتُهَا إِلَيْكَ وَإِنْ شِئْتَ كَفَيْتُكَ مُؤْنَتَهَا عہ

تشریحات ۵۸۹ زید بن عمرو بن نفیل حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا کے صاحبزادے

عہ نسائی مناقب

حضرت سعد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ یہ شرک، کفر اور زمانہ جاہلیت کی خرافات سے بیزار تھے اور قریش پر ہمیشہ نکتہ چینی کیا کرتے تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ قیامت کے دن ایک مستقل امت ہوں گے، فرمایا میں نے زید بن نفیل کو جنت میں دیکھا کہ وہ دامن گھسیٹ رہے ہیں ابن سعد نے عامر بن ربیعہ سے روایت کی کہ زید بن عمرو نے مجھ سے کہا میں نے اپنی قوم کی مخالفت کی، میں نے ابراہیم و اسمٰعیل کے مذہب کی پیروی کی اور اس کی جس کی وہ عبادت کرتے تھے وہ دونوں اس قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے اور میں بنی اسمٰعیل میں سے ایک نبی کا انتظار کر رہا ہوں میرا گمان یہ ہے کہ میں ان کا زمانہ نہیں پاؤں گا۔ میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور میں ان کی تصدیق کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ نبی ہیں اگر تیری زندگی دراز ہو تو ان سے میرا اسلام کہنا عامر نے کہا کہ جب میں مسلمان ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا حضور نے ان کے سلام کا جواب دیا اور ان کے لئے دعائے رحمت فرمائی اور فرمایا میں نے ان کو جنت میں دیکھا ہے کہ وہ دامن گھسیٹ رہے ہیں اس کے علاوہ اور بھی حدیثیں ان کے بارے میں وارد ہیں جو ان کے جنتی ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

بَابُ بنیان الکعبة ص۵۴۰ کعبہ کی تعمیر کا بیان۔

کعبہ کی تعمیر کے مختلف مراحل کا ذکر پوری تفصیل سے پہلے ہو چکا ہے یہاں امام بخاری کا مقصود قریش کی تعمیر بیان کرنا ہے اس کی بھی تفصیل گذر چکی ہے۔

٢٠١٣ حدیث

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي يَزِيْدَ قَالَا
عمرو بن دینار اور عبید اللہ بن یزید نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ
لَمْ يَكُنْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْلَ الْبَيْتِ
وسلم کے زمانہ میں بیت اللہ کے اردگرد دیوار نہیں تھی لوگ بیت اللہ کے گرد
حَائِطٌ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ حَوْلَ الْبَيْتِ حَتّٰى كَانَ عُمَرُ فَبَنٰى حَوْلَهُ
نماز پڑھتے یہاں تک کہ جب حضرت عمر کا زمانہ ہوا تو انہوں نے اس کے اطراف میں دیوار
حَائِطًا قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ جَدْرُهُ قَصِيْرٌ فَبَنَاهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ۔
بنائی عبید اللہ نے کہا کہ یہ دیوار چھوٹی تھی پھر ابن زبیر نے اس کو (بلند اور لمبی) بنایا۔

بَابُ أَيَّامِ الْجَاهِلِيَّةِ ص۵۴۰ ایام جاہلیت کا تذکرہ۔

ایام جاہلیت سے مراد زمانہ فترت ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد سے لے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک کا زمانہ اور اس کا اطلاق مولد نبی اور بعثت کے درمیانی ایام پر ہوتا ہے۔ بلکہ کبھی کبھی فتح مکہ تک کو بھی شامل ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا مجھے میرے باپ نے جاہلیت میں کہا کہ مجھے لبالب پیالہ پلا۔ باب کا مقصد یہ ہے کہ ان ایام میں دو باتیں رائج تھیں خواہ وہ فی نفسہ صحیح ہوں یا غلط ان کا بیان جیسا کہ ایام جاہلیت میں روزہ رائج تھا لیکن اکثر اس کا اطلاق غیر مشروع رسوم اور آداب پر ہوتا ہے۔

حدیث ۲۰۱۴ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جاہلیت میں

قَالَ جَاءَ سَيْلٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَسَا مَا بَيْنَ الْجَبَلَيْنِ قَالَ

ایک سیلاب آیا جس میں دونوں پہاڑوں کے درمیان جو کچھ تھا اس کو غرق کر دیا۔

سُفْيَانُ وَيَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ لَهٗ شَاْنٌ۔

سفیان نے کہا اور عمرو کہتے تھے اس واقعہ کی بڑی شان ہے۔

تشریحات ۲۰۱۴ عمرو بن دینار کے فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ یہ ایک طویل قصہ ہے۔ بات یہ تھی کہ کعبہ مقدسہ نشیبی جگہ میں تعمیر ہوا تھا۔ جہاں سے سیلاب کے زمانہ میں پانی بہا کرتا تھا جس سے کچھ نقصان ہو جایا کرتا تھا اس سیلاب کی وجہ سے کعبہ کی دیواریں شق ہو گئی تھیں اس لئے قریش نے چاہا کہ اس کی عمارت بہت پختہ اور مضبوط بنا دی جائے۔ اس کے لئے سارے قبائل نے دل کھول کر چندہ دیا۔ حضرت سعید بن مسیب کے دادا حسن نے کہا کہ اس میں صرف حلال وطیب مال صرف کیا جائے اسی تجویز کے مطابق پرانی عمارت ڈھا کر نئی عمارت بنائی گئی اس کی پوری تفصیل گذر چکی۔

حدیث ۲۰۱۵ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ دَخَلَ اَبُوْ بَكْرٍ عَلٰى اِمْرَأَةٍ

قیس بن ابو حازم نے کہا کہ حضرت ابو بکر احمس کی ایک عورت کے پاس

مِنْ اَحْمَسَ يُقَالُ لَهَا زَيْنَبُ فَرَاٰهَا لَا تَكَلَّمُ فَقَالَ مَالَهَا

گئے جس کا نام زینب تھا اسے دیکھا کہ بول نہیں رہی ہے پوچھا وہ کیوں نہیں

لَا تَكَلَّمُ قَالُوْا حَجَّتْ مُصْمِتَةً فَقَالَ لَهَا تَكَلَّمِيْ فَإِنَّ هٰذَا لَا يَحِلُّ هٰذَا

بول رہی ہے لوگوں نے بتایا اس نے حج کیا ہے اس شرط پر کہ چپ رہے گی حضرت ابوبکر

مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ فَتَكَلَّمَتْ فَقَالَتْ مَنْ أَنْتَ قَالَ امْرُؤٌ مِّنَ

نے اس عورت سے کہا کہ بات کر یہ حلال نہیں یہ جاہلیت کے کاموں سے ہے۔ اب وہ بولنے لگی اور

الْمُهَاجِرِيْنَ قَالَتْ أَيُّ الْمُهَاجِرِيْنَ قَالَ مِنْ قُرَيْشٍ قَالَتْ مِنْ أَيِّ

پوچھا آپ کون ہیں فرمایا مہاجرین میں سے ایک شخص ہوں اس نے پوچھا کون مہاجرین

قُرَيْشٍ أَنْتَ قَالَ إِنَّكِ لَسَؤُوْلٌ أَنَا أَبُوْ بَكْرٍ قَالَتْ مَا بَقَاؤُنَا عَلٰى هٰذَا

فرمایا قریش سے اس نے پوچھا قریش کی کس شاخ سے آپ ہیں فرمایا تو بہت سوال کرنیوالی ہے میں ابوبکر ہوں

الْأَمْرِ الصَّالِحِ الَّذِيْ جَاءَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْدَ الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ بَقَاؤُكُمْ

اس نے کہا اس نیک کام پر جو جاہلیت کے بعد اللہ لایا کب تک ہم باقی رہیں گے فرمایا جب تک

عَلَيْهِ مَا اسْتَقَامَتْ بِكُمْ أَئِمَّتُكُمْ قَالَتْ وَمَا الْأَئِمَّةُ قَالَ أَمَا كَانَ

تمہارے حاکم درست رہیں گے اس نے پوچھا یہ ائمہ کون ہیں فرمایا کیا تیرے قوم کے رئیس اور

لِقَوْمِكِ رُؤُوْسٌ وَأَشْرَافٌ يَأْمُرُوْنَهُمْ فَيُطِيْعُوْنَهُمْ قَالَتْ بَلٰى

سربرآوردہ نہیں ہوتے تھے جو حکم دیتے اور لوگ ان کی اطاعت کرتے اس نے کہا کہ ہاں تھے

WWW.NAFSEISLAM.COM

فَهُمْ أُولٰئِكَ عَلَى النَّاسِ۔

فرمایا یہی لوگ مراد ہیں۔

حدیث
۲۰۱۶

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَحْلِفْ إِلَّا بِاللّٰهِ فَكَانَتْ

ہیں کہ فرمایا جو قسم کھائے تو وہ صرف اللہ ہی کی قسم کھائے قریش اپنے باپ دادا کی

قُرَیْشٌ تَحْلِفُ بِاٰبَائِهَا فَقَالَ لَاتَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ [1]

قسم کھاتے تھے پس فرمایا اپنے باپ دادا کی قسم نہ کھاؤ۔

حدیث
۲۰۱۷

اِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهٗ اَنَّ الْقَاسِمَ يَمْشِيْ بَيْنَ

قاسم بن محمد جنازہ کے آگے چلتے تھے اور جنازہ کے لیے کھڑے نہیں ہوتے تھے حضرت

يَدَيِ الْجَنَازَةِ وَلَا يَقُوْمُ لَهَا وَيُخْبِرُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ اَهْلُ

عائشہ سے روایت کرتے تھے کہ انھوں نے فرمایا اہل جاہلیت جنازہ کے لیے کھڑے ہوتے تھے۔ جب جنازہ

الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْمُوْنَ لَهَا يَقُوْلُوْنَ اِذَا رَاَوْهَا كُنْتِ فِيْ اَهْلِكِ مَا اَنْتِ مَرَّتَيْنِ۔

دیکھتے تو کہتے تھے۔ تو اپنے لوگوں میں ہے جیسے پہلے تھا۔ دو مرتبہ کہتے۔

حدیث
۲۰۱۸

حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عِكْرِمَةَ وَكَاْسًا دِهَاقًا قَالَ مَلْأًى

عکرمہ نے کاسا دھاقا کی تفسیر فرمائی۔ بھرا ہوا پیالہ پے در پے۔ اور کہا

مُتَتَابِعَةً قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اسْقِنَا

کہ ابن عباس نے فرمایا کہ میں اپنے باپ کو سنا کہ زمانہ جاہلیت میں کہتے تھے

كَاْسًا دِهَاقًا۔

ہم کو لبالب پیالا پے در پے پلا۔

حدیث
۲۰۱۹

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

تشریحات
۲۰۱۷

اس کی بحث گذر چکی کہ ہمارے یہاں افضل یہی ہے کہ جنازہ کے پیچھے چلے اور امام شافعی کے یہاں آگے چلنا افضل ہے رہ گیا جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا یہ بھی مختلف فیہ ہے۔

---

[1] مسلم ایمان والنذور۔ نسائی ایمان۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ اَلَا كُلُّ

نے فرمایا سب سے سچی بات جو شاعر نے کہی ہے وہ لبید کی بات ہے۔ سنو! اللہ کے علاوہ ہر چیز

شَيْءٍ مَا خَلَا اللهَ بَاطِلٌ وَكَادَ اُمَيَّةُ ابْنُ اَبِي الصَّلْتِ[1]۔

باطل ہے۔ امیہ بن ابو الصلت قریب تھا کہ مسلمان ہو جاتا۔

حدیث ۲۰۲۰

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ حضرت ابو بکر کا ایک

عَنْهَا قَالَتْ كَانَ لِاَبِي بَكْرٍ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ

غلام تھا جو ان کے لئے کما کر لاتا ابو بکر اس کی کمائی سے کھایا کرتے ایک دن وہ کچھ لایا اس میں سے

تشریحات ۲۰۱۹

لبید بن ربیعہ زمانہ جاہلیت کے مشہور ترین شاعروں میں سے تھے فصاحت و بلاغت کے علاوہ سخی و عاقل بھی تھے ان کی کنیت ابو عقیل ہے مخضرمی ہیں جنھوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانہ پایا۔ سنۃ الوفود میں خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ قبول اسلام کے بعد پھر شعر نہیں کہا کوفے میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں وفات پائی۔ ایک سو چالیس یا ایک سو ستاون سال کی عمر پائی۔

امیہ بن ابی الصلت کا نام عبداللہ بن ابی ربیعہ تھا اس نے جاہلیت میں نبوت کا بھی دعویٰ کیا تھا۔ شروع شروع ٹھیک تھا پھر بہک گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت کی جب خبر سنی تو اپنے بچوں کو لیکر یمن بھاگ گیا پھر طائف آکر رہنے لگا۔ ہجرت کے دوسرے سال مر گیا۔ ایمان سے محروم رہا۔ اس نے چونکہ اگلی کتابیں پڑھی تھیں اسلئے اپنے اشعار میں کچھ اچھی باتیں بھی ذکر کردی ہیں۔ اسی کو حضور نے فرمایا کہ قریب تھا کہ وہ مسلمان ہو جاتا۔

ہندوستانی مطبوعہ نسخے میں یہاں اَنْ يُّسْلِمَ نہیں مگر اور نسخوں میں ہے۔ بخاری کتاب الادب کی روایت میں ان یسلم موجود ہے۔ مسلم میں شرید بن سوید سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

---

[1] ثانی کتاب الادب باب مایجوز من الشعر ص ۹۰۸ کتاب الرقاق باب الجنۃ اقرب الی احدکم من شراک نعلہ ص ۹٦۰۔

يَأْكُلُ مِنْ خَرَاجِهِ فَجَاءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ فَأَكَلَ مِنْهُ أَبُوبَكْرٍ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ

کچھ ابوبکر نے کھایا ان سے غلام نے کہا آپ جانتے ہیں یہ کیا ہے حضرت ابوبکر نے پوچھا کیا ہے اس

تَدْرِي مَا هٰذَا فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ وَمَا هُوَ قَالَ كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِإِنْسَانٍ فِي

نے بتایا کہ میں نے جاہلیت میں ایک انسان کے لیے کہانت کی تھی حالانکہ میں کہانت جانتا نہیں تھا مگر

الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا أُحْسِنُ الْكَهَانَةَ إِلَّا أَنِّي خَدَعْتُهُ فَلَقِيَنِي فَأَتَانِي بِذٰلِكَ

میں نے اس کو دھوکا دیا۔ وہ مجھے ملا تو اس نے مجھے اس کا عوض دیا۔ یہی وہ ہے جسے آپ نے کھایا ہے

فَهٰذَا الَّذِي أَكَلْتَ مِنْهُ فَأَدْخَلَ أَبُوبَكْرٍ يَدَهُ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِي بَطْنِهِ۔

ابوبکر نے اپنے ہاتھ کو حلق میں داخل کیا اور پیٹ میں جو کچھ تھا سب قے کر دیا۔

وفد کے ساتھ حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا کہ امیہ بن ابی الصلت کا کوئی شعر سناؤ میں نے سنایا فرمایا اور سناؤ میں نے سو شعر سنایا تو فرمایا اپنے شعر میں قریب تھا کہ مسلمان ہو جاتا۔ مطلب یہ ہے کہ اپنے اشعار میں اس نے اسلام کی باتیں ذکر کی ہیں۔"

WWW.NAFSEISLAM.COM

بَابُ الْقَسَامَةِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ص ۵۴۲ جاہلیت میں قسامت کا کیا طریقہ تھا۔

حدیث ۲۰۲۱

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ اَوَّلَ قَسَامَةٍ كَانَتْ
حضرت ابن عباس نے کہا کہ زمانہ جاہلیت میں پہلی قسامت ہم بنی ہاشم
فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَفِيْنَا بَنِيْ هَاشِمٍ كَانَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ هَاشِمٍ اسْتَاجَرَهٗ
میں ہوئی۔ بنی ہاشم کے ایک شخص کو قریش کی ایک دوسری شاخ کے ایک شخص
رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ مِنْ فَخِذٍ اُخْرٰى فَانْطَلَقَ مَعَهٗ فِيْ اِبِلِهٖ فَمَرَّ رَجُلٌ
نے مزدوری پر کام کرنے کے لئے رکھا۔ بنی ہاشم کا یہ شخص اس کے ساتھ اونٹوں میں گیا۔

قسامت یا تو اسم مصدر ہے قسم کے معنیٰ میں یا مصدر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اقسم۔ یقسم۔ قسامۃ۔ کبھی قسامت کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جو قتل کے سلسلے میں قسم کھاتے ہیں۔ شریعت میں قسامت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی محلہ میں اگر کوئی مقتول پایا جائے اور قاتل کا پتہ نہ ہو تو محلے والوں سے قسم لی جاتی ہے کہ بخدا نہ ہم نے اسے قتل کیا ہے۔ اور نہ اس کے قاتل کو جانتے ہیں۔ اس میں ائمہ کرام کے مابین کثیر اختلاف ہے قسامت میں قصاص نہیں خواہ عمداً قتل کا دعویٰ ہو یا خطاءً البتہ دیت ہے۔ قسامت کا زمانہ جاہلیت میں رواج تھا اسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے باقی رکھا۔ اس کے جزئیات کی تفصیل کتب فقہ سے معلوم کی جائے۔

تشریحات ۲۰۲۱

فَخِذ۔ قبیلے کی شاخ کو کہتے ہیں۔ زبیر بن بکار نے کہا کہ جس شخص کو اجرت پر لیا گیا تھا۔ اس کا نام عمرو بن علقمہ بن مطلب بن عبد مناف تھا۔ اور ابن کلبی نے کہا کہ اس کا نام عامر تھا۔ اور جس نے اجرت پر لیا تھا۔ اس کا نام خداش بن عبد اللہ بن ابو القیس عامری تھا۔

ابوطالب نے جب قاتل سے یہ کہا کہ "تجھے تین باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے۔ چاہے تو مقتول کی دیت سو اونٹ تو ادا کر دے۔ اور اگر یہ منظور نہیں تو تیرے قبیلے کے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ تو نے اسے قتل نہیں کیا ہے۔ اور اگر یہ منظور نہیں کرے گا تو ہم قصاص میں تجھ کو قتل کریں گے۔ اس پر نہ اس نے کوئی اعتراض کیا اور نہ اس کی قوم نے"۔ قسم کھانے پر پوری قوم تیار ہوگئی سوائے ایک کے۔ اس سے سمجھ

WWW.NAFSEISLAM.COM

بِهِ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ قَدِ انْقَطَعَتْ عُرْوَةُ جُوَالِقِهِ فَقَالَ أَغِثْنِي

بنی ہاشم کے ایک شخص کا اس پر گزر ہوا جس کی بوریوں کی بندش ٹوٹ گئی تھی

بِعِقَالٍ أَشُدُّ بِهِ عُرْوَةَ جُوَالِقِي لَا تَنْفِرُ الْإِبِلُ فَأَعْطَاهُ عِقَالًا فَشَدَّ بِهِ

اس شخص نے کہا۔ ایک رسی دیکر میری مدد کرو جس سے میں اپنی بوریوں کی بندش

عُرْوَةَ جُوَالِقِهِ فَلَمَّا نَزَلُوا عُقِلَتِ الْإِبِلُ إِلَّا بَعِيرًا وَاحِدًا فَقَالَ

باندھ لوں کہ اونٹ نہ بھاگ سکے۔ اس مزدور نے اس کو ایک رسی دی جس سے

الَّذِي اسْتَأْجَرَهُ مَا شَأْنُ هٰذَا الْبَعِيرِ لَمْ يُعْقَلْ مِنْ بَيْنِ الْإِبِلِ

اس نے اپنی بوریوں کی بندش درست کرلی۔ جب یہ لوگ ایک جگہ اترے تو سوائے

قَالَ لَيْسَ لَهُ عِقَالٌ قَالَ فَأَيْنَ عِقَالُهُ قَالَ فَحَذَفَهُ بِعَصًا كَانَ

ایک اونٹ کے تمام اونٹ باندھ دیئے گئے۔ مزدوری پر لینے والے شخص نے

فِيهَا أَجَلُهُ فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ أَتَشْهَدُ الْمَوْسِمَ

مزدور سے کہا۔ کیا بات ہے اونٹوں کے درمیان اس اونٹ کو نہیں باندھا گیا۔ تو مزدور

میں آتا ہے کہ ان لوگوں کے نزدیک سو اونٹ کا دیت ہونا اور قسامت معلوم و معروف تھی۔ اگر یہ دونوں باتیں نئی ہوتیں تو ضرور وہ اعتراض کرتے بحث کرتے تکرار کرتے۔

دیت کے سلسلے میں ایک روایت کے بموجب یہ ہے کہ سب سے پہلے حضرت عبد المطلب نے دیت کے لئے سو اونٹ مقرر فرمایا تھا۔ تمام کتب سیر میں مذکور ہے کہ جب اپنے خواب کے بموجب حضرت عبد المطلب نے چاہ زمزم شریف کو کھودنا شروع کیا۔ تو قریش اس بنا پر مزاحم ہوئے کہ وہاں ان کے دو بت اساف اور نائلہ نصب تھے۔ لیکن کسی طرح حضرت عبد المطلب نے چاہ زمزم شریف کھودا۔ اسی وقت منت مانی تھی کہ اگر اللہ نے مجھے دس بیٹے دیئے اور وہ سب جوان ہوئے تو ایک بیٹے کو اللہ کے نام قربان کردوں گا۔ اللہ عزوجل نے حضرت عبد المطلب کو دس بیٹے عطا فرمائے۔ دسویں حضرت عبد اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد ماجد تھے۔ حضرت عبد المطلب نے

قَالَ مَا اَشْهَدُ وَرُبَّمَا شَهِدْتُهُ قَالَ هَلْ اَنْتَ مُبَلِّغٌ عَنِّیْ رِسَالَةً مَرَّةً

نے کہا۔ اس کے لئے رسی نہیں۔ مستاجر نے کہا۔ اس کی رسی کہاں ہے۔ اور اسے لاٹھی سے مارا۔

مِّنَ الدَّهْرِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكُنْتَ اِذَا اَنْتَ شَهِدْتَ الْمَوْسِمَ فَنَادِ يَا اٰلَ

اس میں اسکی موت ہوگئی۔ مرنے سے پہلے یمن کا ایک شخص اس کے پاس پہنچا۔ مزدور نے

قُرَيْشٍ فَاِذَا اَجَابُوْكَ فَنَادِ يَا اٰلَ بَنِىْ هَاشِمٍ فَاِنْ اَجَابُوْكَ فَسَلْ عَنْ

یمنی سے کہا۔ کیا تو حج کے زمانے میں حاضر ہوتا ہے۔ یمنی نے کہا۔ پابندی سے حاضر نہیں

اَبِىْ طَالِبٍ فَاَخْبِرْهُ اَنَّ فُلَانًا قَتَلَنِىْ فِىْ عِقَالٍ وَمَاتَ الْمُسْتَاجِرُ فَلَمَّا

ہوتا۔ کبھی کبھار حاضر ہو جاتا ہوں۔ مزدور نے کہا۔ کیا تو میرا ایک پیغام کبھی بھی

قَدِمَ الَّذِىْ اسْتَاجَرَهٗ اَتَاهُ اَبُوْ طَالِبٍ فَقَالَ مَا فَعَلَ صَاحِبُنَا قَالَ

پہونچا سکتا ہے۔ یمنی نے کہا۔ ضرور۔ مزدور نے کہا۔ جب موسم میں تو حاضر ہو تو پکار

مَرِضَ فَاَحْسَنْتُ الْقِيَامَ عَلَيْهِ فَوَلِيْتُ دَفْنَهٗ قَالَ قَدْ كَانَ اَهْلَ ذَاكَ

اے آل قریش! جب وہ تیرے پاس آجائیں۔ تو پکار۔ اے آل بنی ہاشم! جب

مِنْكَ فَمَكَثَ حِيْنًا ثُمَّ اِنَّ الرَّجُلَ الَّذِىْ اَوْصٰى اِلَيْهِ اَنْ يُّبَلِّغَ عَنْهُ وَافَى

یہ لوگ آجائیں۔ تو ابو طالب کو پوچھ اور انہیں خبر دے کہ فلاں نے مجھے ایک رسی کے

الْمَوْسِمَ فَقَالَ يَا اٰلَ قُرَيْشٍ قَالُوْا هٰذِهٖ قُرَيْشٌ قَالَ يَا اٰلَ بَنِىْ هَاشِمٍ

سبب قتل کیا ہے۔ یہ کہہ کر مزدور مر گیا۔ جب مستاجر مکہ آیا تو اس کے پاس ابو طالب آئے

اپنے بیٹوں کے سامنے اپنی یہ منت بیان کی۔ دسوں نے سر اطاعت خم کر دیا۔ کہ آپ ہم میں سے جس کو چاہیں اللہ کے نام پر قربان کر دیں۔ حضرت عبد المطلب نے قرعہ ڈالا۔ اتفاق کی بات کہ قرعہ حضرت عبد اللہ کے نام نکلا۔ حضرت عبد المطلب نے حضرت عبد اللہ کا ہاتھ پکڑا اور کعبے کے قریب قربان گاہ پر لے چلے۔ جب قریش کو یہ حال معلوم ہوا تو انھوں نے حضرت عبد المطلب کو سختی سے روکا۔ خصوصاً حضرت عبد اللہ کے

قَالُوْا هٰذِهٖ بَنُوْهَاشِمٍ قَالَ اَيْنَ اَبُوْطَالِبٍ قَالُوْا هٰذَا اَبُوْطَالِبٍ قَالَ

اس سے پوچھا۔ ہمارا آدمی کیا ہوا۔ مستاجر نے کہا۔ بیمار ہوا۔ میں نے اس کا دوا علاج

اَمَرَنِیْ فُلَانٌ اَنْ اُبْلِغَكَ رِسَالَةً اَنَّ فُلَانًا قَتَلَهٗ فِیْ عِقَالٍ فَاَتَاهُ

اچھی طرح کیا۔ لیکن وہ مرگیا۔ میں نے اس کو دفن کر دیا۔ ابو طالب نے کہا۔ تیرے ایسے ہی

اَبُوْطَالِبٍ فَقَالَ اِخْتَرْ مِنَّا اِحْدٰی ثَلٰثٍ اِنْ شِئْتَ اَنْ تُؤَدِّیَ مِائَةً

سلوک کا وہ اہل تھا۔ ایک زمانہ گزر گیا۔ پھر وہ یمنی شخص جسے پیغام پہونچانے کیلئے مرنے

مِنَ الْاِبِلِ فَاِنَّكَ قَتَلْتَ صَاحِبَنَا وَاِنْ شِئْتَ حَلَفَ خَمْسُوْنَ مِنْ

والے نے وصیت کی تھی وہ حج کے زمانے میں مکے آیا۔ اور پکارا۔ اے آل قریش! لوگوں نے کہا۔ یہ

قَوْمِكَ اِنَّكَ لَمْ تَقْتُلْهُ فَاِنْ اَبَيْتَ قَتَلْنَاكَ بِهٖ فَاَتٰی قَوْمَهٗ فَقَالُوْا

قریش ہیں۔ اس نے کہا اے آل بنی ہاشم! لوگوں نے کہا۔ یہ بنی ہاشم ہیں۔ اس نے کہا۔ ابو طالب

نَحْلِفُ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ مِّنْ بَنِیْ هَاشِمٍ كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِّنْهُمْ

کہاں ہے۔ لوگوں نے کہا۔ یہ ابو طالب ہیں۔ یمنی نے ابو طالب سے کہا کہ فلاں شخص نے مجھے

ماموؤں نے جو بنی مخزوم سے تھے۔ کچھ بحث و تکرار کے بعد طے یہ پایا کہ فلاں کاہنہ عورت کے پاس چلو وہ جو فیصلہ کر دے اس پر عمل کیا جائے۔ چنانچہ حضرت عبد المطلب قریش کے کچھ افراد کے ساتھ اس کاہنہ کے پاس گئے۔ اس کو سارا ماجرا سنایا۔ اس نے کہا۔ آج جاؤ، کل آنا۔ میں اپنے مؤکل سے پوچھ لوں وہ کیا کہتا ہے۔ یہ لوگ جب دوسرے دن گئے تو اس کاہنہ نے پوچھا کہ تمہارے یہاں ایک آدمی کی دیت (خوں بہا) کتنے اونٹ ہیں۔ ان لوگوں نے بتایا کہ دس۔ کاہنہ نے کہا کہ جاؤ عبد اللہ اور دس اونٹ پر قرعہ ڈالو۔ اگر اونٹوں کے نام قرعہ نکلے تو بجائے عبد اللہ کے دس اونٹ کی قربانی کر دینا اور اگر عبد اللہ کے نام نکلے تو دس اونٹ اور بڑھا کر بیس اونٹ اور عبد اللہ پر قرعہ ڈالنا۔ اب بھی اگر عبد اللہ ہی کے نام قرعہ نکلے تو پھر دس اونٹ بڑھا کر تیس اونٹ اور عبد اللہ پر قرعہ ڈالنا۔ اسی طرح دس دس اونٹ بڑھاتے جانا یہاں تک کہ عبد اللہ کے بجائے اونٹوں کے نام قرعہ نکلے۔ کاہنہ کا یہ فیصلہ سن کر سب لوگ خوش ہو کر واپس آئے۔

قَدْ وَلَدَتْ لَهُ فَقَالَتْ يَا اَبَا طَالِبٍ اُحِبُّ اَنْ تُجِيْزَ ابْنِيْ هٰذَا بِرَجُلٍ
حکم دیا تھا کہ آپ کو یہ پیغام پہنچا دوں۔ کہ فلاں نے اسے ایک رسی کے سبب قتل کیا ہے
مِنَ الْخَمْسِيْنَ وَلَا تُصْبِرْ يَمِيْنَهُ حَيْثُ تُصْبَرُ الْاَيْمَانُ فَفَعَلَ فَاَتَاهُ
یہ سن کر ابو طالب مستاجر کے پاس آئے۔ اور کہا ہماری طرف سے تمہیں تین باتوں میں سے
رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ يَا اَبَا طَالِبٍ اَرَدْتَ خَمْسِيْنَ رَجُلًا اَنْ يَحْلِفُوْا
ایک کا اختیار ہے۔ اگر تو چاہے تو سو اونٹ دیت میں دے کیونکہ تو نے ہمارے آدمی کو
مَكَانَ مِائَةٍ مِنَ الْاِبِلِ يُصِيْبُ كُلَّ رَجُلٍ بَعِيْرَانِ هٰذَانِ بَعِيْرَانِ.
قتل کیا ہے۔ اور اگر تو چاہے تو تیری قوم کے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ تو نے اسکو قتل نہیں کیا۔

اور اونٹوں اور عبد اللہ میں قرعہ اندازی ہوئی یہاں تک کہ جب سو اونٹ ہو گئے تو بجائے حضرت عبد اللہ کے اونٹوں کے نام قرعہ نکلا۔ ایک بار کے قرعہ میں حضرت عبد المطلب کو اطمینان نہ ہوا۔ انھوں نے بار بار قرعہ اندازی کی اب ہر بار اونٹوں ہی کے نام قرعہ نکلا۔ اس سے حضرت عبد المطلب کو اطمینان ہو گیا اب انھوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور ان سو اونٹوں کی قربانی کی جس سے تمام عوام و خواص حتی کہ وحوش وطیور سیراب ہوئے۔ اسی وقت سے دیت کی مقدار سو اونٹ ہو گئی۔ اسلام نے بھی اسی کو باقی رکھا۔ لیکن ایک قول یہ ہے کہ نضر بن کنانہ بن خزیمہ نے اپنے سوتیلے بھائی کو قتل کر دیا تھا۔ تو انھوں نے سو اونٹ دیت میں دیئے تھے۔ لیکن پہلی روایت تمام کتب سیر میں اس تفصیل کے ساتھ مذکور ہے کہ واقعہ سے پہلے عرب میں دیت دس اونٹ تھی۔ حضرت عبد اللہ کے اس واقعہ کے بعد سے سو اونٹ ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

رہ گئی قسامت تو اس کا کوئی حال معلوم نہیں کہ حدیث میں جو واقعہ مذکور ہے اس کے پہلے بھی کبھی قسامت پر فیصلہ ہوا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ اہل عرب نے باہمی سمجھوتے کے مطابق پہلے سے یہ قانون بنا لیا ہو کہ اگر قتل کے لئے کوئی گواہ نہ ہو اور قاتل انکار کرے یا گواہ ہو مگر صرف ایک جیسا کہ اس واقعہ میں ہے۔ تو اس کے قبیلے کے پچاس آدمیوں سے قسم لی جائے گی۔ اسی وجہ سے قاتل کے قبیلے والوں نے اس پر بحث و تکرار نہیں کی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قسامت پر پہلے بھی عمل ہو

فَاقْبَلْهُمَا عَنِّيْ وَلَا تُصْبَرْ يَمِيْنِيْ حَيْثُ تُصْبَرُ الْاَيْمَانُ فَقَبِلَهُمَا
اور اگر یہ دو باتیں منظور نہیں کرتا تو اس کے عوض ہم تجھے قتل کریں۔ اب وہ ستاجر اپنی قوم
وَجَاءَ ثَمَانِيَةٌ وَّاَرْبَعُوْنَ فَحَلَفُوْا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ
کے پاس آیا اور انھیں بتایا۔ انھوں نے کہا۔ ہم قسم کھائیں گے۔ البتہ بنی ہاشم کی ایک عورت آئی جو
بِيَدِهٖ مَاحَالَ الْحَوْلُ وَمِنَ الثَّمَانِيَةِ وَّاَرْبَعِيْنَ عَيْنٌ تَطْرِفُ۔

اس قبیلے کے ایک شخص کی زوجیت میں تھی اس شخص سے اسکی اولاد بھی تھی۔ اس عورت نے کہا اے
ابو طالب! میں چاہتی ہوں کہ میرے اس بیٹے کو قسم سے بری کر دیں اور قسم کیلئے وہاں کھڑا کریں
جہاں قسم کے لئے کھڑا کیا جاتا ہے۔ ابو طالب نے منظور کر لیا اس کے بعد اس قبیلے کا ایک شخص آیا
اور اس نے کہا۔ اے ابو طالب! آپ چاہتے ہیں کہ پچاس آدمی سو اونٹ کے عوض قسم کھائیں۔ اسطرح
ہر شخص کے مقابلے میں دو اونٹ ہے۔ یہ دو اونٹ میری طرف سے قبول کر لیجیے۔ اور مجھے قسم کیلئے وہاں
نہ کھڑا کیجیے جہاں قسم کے لئے کھڑا کیا جاتا ہے۔ ابو طالب نے اسے بھی منظور کر لیا۔ اور اڑتالیس آدمی
آئے اور انھوں نے قسم کھائی۔ ابن عباس نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔
سال بھی پورا نہیں ہوا۔ اڑتالیس میں سے ایک آنکھ بھی حرکت کرنے والی نہ رہی۔

اور لوگوں کو معلوم رہا ہو مگر حضرت عبداللہ بن عباس کو معلوم نہ رہا ہو۔ زبیر بن بکار نے بیان کیا کہ دونوں فریق ولید بن مغیرہ کے پاس فیصلے کیلئے آئے تو اس نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ قاتل کے قبیلے کے پچاس آدمی قسم کھائیں۔ اب حضرت ابن عباس کا یہ فرمانا کہ یہ پہلی قسامت تھی درست ہے۔

ولاتصبر یمینہ۔ یہاں صبر کے معنی یہ ہیں کہ کسی کو قسم کھانے پر مجبور کر لیا جائے۔ اہل مکہ رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان قسم کھایا کرتے تھے۔ ان کا یہ اعتقاد تھا کہ یہاں جو جھوٹی قسم کھائیگا وہ ضرور عذاب میں مبتلا ہوگا۔ اور اس پر مختلف تجربے بھی شاہد تھے۔ فاکہی نے ایک روایت ذکر کی ہے کہ کچھ لوگوں نے بیت اللہ کے پاس قسامت کے سلسلے میں جھوٹی قسم کھائی تھی۔ قسم کھانے کے بعد باہر نکلے۔ اور ایک چٹان کے نیچے ٹھہرے۔ وہ چٹان ان پر ڈھ پڑی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ یہ حال زمانہ جاہلیت تک رہا۔ یہ اس لئے تھا کہ وہ لوگ ظلم سے باز رہیں کیونکہ آخرت کی جزا و سزا پر ان کا اعتقاد نہ تھا جب اسلام آگیا تو سزا قیامت کے لئے مؤخر کر دی گئی۔

ت
۵۹۰

اِنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا صفا اور مروہ کے درمیان

لَيْسَ السَّعْيُ بِبَطْنِ الْوَادِيْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سُنَّةً اِنَّمَا كَانَ اَهْلُ

وادی کے نشیب میں دوڑنا سنت نہیں اہل جاہلیت یہاں دوڑتے تھے اور کہتے تھے ہم نشیبی

الْجَاهِلِيَّةِ يَسْعَوْنَهَا وَيَقُوْلُوْنَ لَا نُجِيْزُ الْبَطْحَاءَ اِلَّا شَدًّا

زمین کو دوڑ کر ہی پار کریں گے۔

حدیث
۲۰۲۲

سَمِعْتُ اَبَا السَّفَرِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ

ابو السفر کہتے تھے کہ میں نے ابن عباس کو فرماتے ہوئے سنا اے لوگو

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوْا مِنِّيْ مَا اَقُوْلُ لَكُمْ وَاَسْمِعُوْنِيْ مَا تَقُوْلُوْنَ

میں تم سے جو کہتا ہوں سنو اور تم جو کہنا چاہتے ہو مجھے سناؤ۔ یوں ہی نہ چلے جاؤ۔

وَلَا تَذْهَبُوْا فَتَقُوْلُوْا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَلْيَطُفْ

پھر کہو کہ ابن عباس نے یہ کہا جو شخص بیت اللہ کا طواف کرے وہ حجر کے پیچھے کرے

تشریحات
۵۹۰

یہ حضرت ابن عباس کی ذاتی رائے تھی ورنہ صفا اور مروہ کے درمیان نشیبی علاقہ میں تیز دوڑنا امام مالک امام شافعی امام احمد کے یہاں فرض ہے۔ اور ہمارے یہاں واجب ہے۔ اب وہ نشیب نہ رہا لیکن جہاں سے نشیب شروع ہوتا تھا اور جہاں ختم ہوتا تھا دونوں جگہ مسجد حرام کی دیواروں میں ہری میل بطور نشان لگادی گئی ہے اس تعلیق کو ابونعیم نے مستخرج میں سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے۔

تشریحات
۲۰۲۲

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس حطیم کو حطیم کہنا ناپسند فرماتے تھے اور اس کو حجر کہنے کو پسند فرماتے تھے اس لئے کہ یہ زمانہ جاہلیت کا نام تھا۔ حطیم کے معنی پھینکنے کے ہیں۔ جب وہ قسم کھاتے تو کوڑا کمان جوتا اس میں پھینکا کرتے تھے یہ قسم منعقد ہونے کی علامت ہوتی تھی۔ یہ بھی حضرت ابن عباس کی اپنی پسند تھی۔ ورنہ حطیم کو حطیم کہنا پوری امت میں زمانہ رسالت سے معمول ہے۔

مِنْ وَرَاءِ الْحِجْرِ وَلَا تَقُوْلُوا الْحَطِيْمَ فَإِنَّ الرَّجُلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

اور اسے حطیم نہ کہو اس لئے کہ جب جاہلیت میں کوئی قسم کھاتا تو اپنا کوڑا یا

كَانَ يَحْلِفُ فَيُلْقِيْ سَوْطَهُ أَوْ نَعْلَهُ أَوْ قَوْسَهُ۔

جوتا یا کمان حطیم میں پھینک دیتا۔

حدیث ۲۰۲۳

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ

عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جاہلیت میں ایک بندر کو دیکھا

رَأَيْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قِرْدَةً اجْتَمَعَ عَلَيْهَا قِرَدَةٌ قَدْ زَنَتْ فَرَجَمُوْهَا

جس کے ارد گرد بہت سے بندر جمع تھے۔ اس بندر نے زنا کیا تھا سب بندروں نے اس کو

فَرَجَمْتُهَا مَعَهُمْ۔

سنگسار کیا میں نے بھی ان کے ساتھ اس پر پتھر برسایا۔

حدیث ۲۰۲۴

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ خِلَالٌ مِنْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، جاہلیت کی عادتوں میں

خِلَالِ الْجَاهِلِيَّةِ الطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَالنِّيَاحَةُ وَنَسِيَ الثَّالِثَةَ

سے نسب میں طعن کرنا ہے اور نوحہ کرنا ہے۔ عبید اللہ تیسرا بھول گئے

تشریحات ۲۰۲۳

اس حدیث پر یہ اشکال ہے کہ حیوانات غیر مکلف ہیں۔ اس لئے بندروں کی طرف زنا کی نسبت اور ان پر حد قائم کرنا ایک عجیب سی بات ہے۔ علامہ ابن عبدالبر نے یہ جواب دیا کہ ہو سکتا ہے یہ قوم جن سے رہے ہوں اور جن مکلف ہیں۔

اقول وهو المستعان :۔ بندروں کا طریقہ یہ ہے کہ ایک نر اور مادہ ساتھ ساتھ رہتے ہیں، نہ نر دوسرے مادہ کی طرف بڑھتا ہے اور نہ اس مادہ پر دوسرے نر جھپٹتے ہیں۔ بلکہ اگر کسی نر کی مخصوص مادہ پر کوئی دوسرا نر جھپٹے تو بندر اسے اپنی جماعت سے خارج کر دیتے ہیں۔ اس حدیث میں زنا سے حقیقی معنیٰ مراد نہیں۔ ہو سکتا ہے کسی

قَالَ سُفْیَانُ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّہَا الاسْتِسْقَاءُ بِالْاَنْوَاءِ۔

سفیان نے کہا اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ تیسری چیز نچھتروں سے پانی طلب کرنا ہے۔

نرنے کسی کی مخصوص مادہ پر تعدی کی ہو اور اس سے جوڑ کر سب بندروں نے اس نر کو سزا دی ہو اور یہ سزا سنگساری کی شکل میں ہو۔

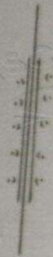

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

بَابُ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا بیان ص ۵۴۳

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ

بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ

بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ إِلْيَاسَ

بْنِ مُضَرَ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدِّ بْنِ عَدْنَانَ

حدیث ۲۰۳۵

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا رسول اللہ صلے اللہ

أُنْزِلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِيْنَ

علیہ وسلم پر چالیس سال کی عمر میں قرآن اتارا گیا پھر تیرہ سال مکہ میں رہے

تشریحات ۲۰۳۵

امام بخاری نے شجرۂ نبویہ کو صرف عدنان تک بیان فرمایا اسلئے کہ یہ متفق علیہ ہے۔ اس کے بعد حضرت اسماعیل تک اور اسکے بعد حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تک میں شدید اختلافات ہیں، عدنان سے حضرت اسمٰعیل تک کتنی پیڑھیاں ہیں اس میں چار قول ہیں۔ سات، نو، پندرہ، چالیس، راجح چالیس ہی ہے جیساکہ اشرف السیر میں ہم نے ثابت کیا ہے۔ حضرت اسمٰعیل سے لیکر حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تک کتنی پیڑھیاں ہیں اور ان کے کیا اسماء ہیں اس میں بھی شدید اختلافات ہیں، بعض ماہر انساب نے بتایا کہ بیس پیڑھیاں ہیں۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً ثُمَّ اُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ

پھر، ہجرت کا حکم دیا گیا پھر مدینہ ہجرت فرمائی تو وہاں دس سال قیام فرمایا

اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَمَكَثَ بِهَا عَشْرَ سِنِيْنَ ثُمَّ تُوُفِّيَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؎

پھر وصال فرمایا۔

بَاب مَا لَقِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ بِمَكَّةَ

نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم اور صحابہ نے مکہ میں مشرکین سے کیا کیا اذیتیں اٹھائیں

حدیث ۲۰۲۶

قَالَ اَمَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبْزٰى قَالَ سَلِ ابْنَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے ان دونوں آیتوں

عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ مَا اَمْرُهُمَا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ

کے بارے میں سوال کیا گیا کہ ان کا کیا مطلب ہے (سورہ انعام میں ہے) اسے نہ قتل کرو جس کا

آبار کرام کے اسمار مبارکہ جاننا بڑی سعادتمندی ہے، لیکن جو حقیقت میں آبار کرام میں نہ ہوں انھیں آبار کرام میں شمار کرنا بہت بڑی بدبختی، اسلئے احتیاط اسی میں ہے کہ عدنان تک شجرۂ نبویہ بیان کیا جائے اور آگے خاموشی اختیار کی جائے۔

تشریحات ۲۰۲۵ اس روایت کا حاصل یہ ہے کہ عمر مبارک ترسٹھ سال ہوئی اس بارے میں راویوں کے درمیان اختلافات بھی ہیں جن کو ہم نے چھٹی جلد میں تفصیل کے ساتھ ذکر کر دیا ہے۔

تشریحات ۲۰۲۶ سورۂ فرقان میں فرمایا گیا تھا۔ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا۔

؎ باب ہجرۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص۵۵۲ (دوطریقے سے) ثانی مغازی باب وفاۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص۶۳۱ فضائل قرآن باب کیف نزل الوحی ص۷۴۴

حَرَّمَ اللّٰهُ۔ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَسَئَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ
قتل کرنا اللہ نے حرام فرمایا اور وہ جو سورہ نساء میں ہے جو کسی مومن کو قصداً قتل
لَمَّا اُنْزِلَتِ الَّتِیْ فِی الْفُرْقَانِ قَالَ مُشْرِکُوْ اَهْلِ مَکَّةَ فَقَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ
کرے گا تو اس کا بدلہ جہنم ہے تو ابن عباس نے فرمایا جب وہ آیت نازل ہوئی جو
الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ وَدَعَوْنَا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَقَدْ اَتَیْنَا الْفَوَاحِشَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ
فرقان میں ہے تو مکہ کے مشرکین نے کہا ہم نے اسے قتل کیا ہے جسکو قتل کرنا اللہ نے
اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ الْاٰیَةَ فَهٰذِهٖ لِاُولٰٓئِکَ وَاَمَّا الَّتِیْ فِی النِّسَآءِ الرَّجُلُ اِذَا
حرام فرمایا اور ہم نے اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کو پکارا بھی ہے اور ہم نے بے حیائیوں کا ارتکاب
عَرَفَ الْاِسْلَامَ وَشَرَائِعَهٗ ثُمَّ قَتَلَ فَجَزَاءُهٗ جَهَنَّمُ فَذَکَرْتُهٗ
بھی کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے "سورہ فرقان کی یہ آیت نازل فرمائی" مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا یہ ان

اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا۔ سورۂ فرقان نمبر ۶۸۔

یہ آیت کریمہ جب نازل ہوئی تو مکہ کے مشرکین نے یہ کہا" ہم نے ناحق قتل بھی کیا ہے، ہم اللہ کے علاوہ دوسرے معبودوں کو پوجتے بھی ہیں، ہم نے بے حیائیوں کا ارتکاب بھی کیا ہے جن کے بارے میں قرآن میں ہے کہ وہ سزا پائے گا۔ پھر ہمارے مسلمان ہونے سے کیا فائدہ ؟ تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے آیت نمبر ۷۰۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ قتل ناحق کے بعد بھی توبہ مقبول ہے اور سورہ نساء میں یہ فرمایا گیا۔ وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِیْهَا اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے۔ سورۂ نساء آیۃ نمبر ۹۳ —— اس کا مفاد یہ ہے کہ ناحق قتل کرنے والے کو ضرور سزا ملے گی توبہ سے سزا معاف نہ ہوگی —— حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے

لِمُجَاهِدٍ فَقَالَ اِلَّا مَنْ نَدِمَ ١

وگوں کیلئے ہے اور وہ جو نساء میں ہے یہ اس شخص کیلئے ہے جو مسلمان ہوا اسلام اور اسکے احکام کو پہچانا پھر کسی مومن کو قتل کیا تو اسکی جزا جہنم ہے ، عبدالرحمن بن ابزی نے کہا میں نے اسے مجاہد سے ذکر کیا تو فرمایا مگر وہ جو نادم ہوا ۔

بَابُ ذِكْرِ الْجِنِّ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ	ترجمہ	جن کا ذکر اور اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا ۔

حدیث
۲۰۲۷

قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ قَالَ سَأَلْتُ مَسْرُوْقًا مَنْ اٰذَنَ النَّبِيَّ

معن نے کہا کہ میں نے اپنے باپ عبدالرحمن سے سنا انھوں نے مسروق سے

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوا الْقُرْاٰنَ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ

پوچھا جس رات جنوں نے قرآن سنا تھا کس نے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جنوں کی آمد

اس کا جواب یہ دیا کہ سورہ فرقان کی آیت مشرکین کفار کے بارے میں ہے ، انھوں نے حالت کفر میں جو قتل وغیرہ کیا ہو اسلام لانے کے بعد اس کا گناہ معاف ہے ، حدیث میں ہے ۔ الاسلام یھدم ما قبلہ ۔ اور سورہ نساء کی آیت مومن کے بارے میں ہے جو جان بوجھ کر قصداً قتل ناحق کرے ، اس کیلئے توبہ نہیں ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہی مذہب تھا کہ قتل ناحق کرنے والے کیلئے توبہ نہیں ، لیکن جمہور کا مذہب یہ ہے اور حضرت ابن عباس سے بھی یہ قول مروی ہے کہ اس کیلئے بھی توبہ ہے ، اس لئے کہ مطلقاً فرمایا گیا ۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۔ جو برائی کرے یا اپنے جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے توبہ کرے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا ۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائے گا کہ حق العبد جب تک صاحب حق معاف نہ کرے گا معاف نہ ہوگا ۔

---

١ ثانی تفسیر سورہ نساء باب من یقتل مؤمنا متعمدا ص ۶۹۰ سورہ فرقان باب والذین لا یدعون مع اللہ الٰھا اٰخر ص ۷۰۱ و ص ۷۰۲ باب یضاعف لہ العذاب وباب الا من تاب و اٰمن ، مسلم اٰخر کتاب ، ابوداؤد فتن ، نسائی محاربہ ،

اَبُوْكَ يَعْنِىْ عَبْدَ اللّٰهِ اَنَّهٗ اٰذَنَتْ بِهِمْ شَجَرَةٌ ـ

بتائی تھی تو مسروق نے کہا مجھ سے تیرے باپ یعنی عبداللہ نے حدیث بیان کی کہ انہیں ایک درخت نے بتایا تھا۔

حدیث ۲۰۳۸

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ يَحْمِلُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے

مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِدَاوَةً لِوَضُوْئِهٖ وَحَاجَتِهٖ فَبَيْنَمَا

ساتھ رہتے اور حضور کے وضو اور حاجت کے لئے برتن ساتھ رکھتے۔ ایک دفعہ وہ

هُوَ يَتْبَعُهٗ بِهَا فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقَالَ اَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ اَبْغِنِىْ اَحْجَارًا

حضور کے پیچھے جارہے تھے. برتن لے کر تو حضور نے پوچھا کون ہے یہ۔ عرض کیا ابوہریرہ

اَسْتَنْفِضْ بِهَا وَلَا تَاْتِنِىْ بِعَظْمٍ وَّلَا بِرَوْثَةٍ فَاَتَيْتُهٗ بِاَحْجَارٍ

فرمایا میرے لئے چند پتھر تلاش کر جس سے طہارت حاصل کروں ہڈی اور گوبر نہ لانا۔ میں نے

اَحْمِلُهَا فِىْ طَرَفِ ثَوْبِىْ حَتّٰى وَضَعْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ ثُمَّ انْصَرَفْتُ حَتّٰى

اپنے کپڑے کے کنارے میں (یعنی دامن میں) چند پتھر حاضر کیا۔ اور حضور کے پہلو میں رکھدیا

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس پر مہربان ہوگا صاحب حق کو کسی نہ کسی طرح راضی کر کے معاف کرادے گا. غالبًا غفور کے ساتھ رحیم کا ذکر اسی کی طرف اشارہ ہے۔

تشریحات ۲۰۲۷ ہم نے جلد اول میں جنوں کی حاضری اور قرآن مجید سننے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی پوری تفصیل ذکر کردی ہے۔ اور یہ کہ جنوں سے ملاقات بار بار ہوئی ہے اس سے اس قسم کی روایتوں کے درمیان سارا تعارض ختم ہوجاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

تشریحات ۲۰۲۸ جلد ثانی میں ہم نے پوری تفصیل سے بیان کیا ہے کہ جس ہڈی کو یہ لوگ لیتے تو اس پر گوشت ملتا اور جس گوبر کو لیتے وہ دانہ بن جاتا یا پھل، اس لئے اب اس شبہ کی گنجائش نہیں کہ گوبر ناپاک ہے اس کا کھانا جائز نہیں اور جن بھی مکلف ہیں۔ قلب ماہیت سے ناپاک چیز پاک ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ شراب سے سرکہ۔ اب اس تقریر کی بھی حاجت نہیں

إِذَا فَرَغَ مَشَيْتُ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْعَظْمِ وَالرَّوْثَةِ قَالَ هُمَا مِنْ

پھر پلٹ آیا۔ حضور جب فارغ ہو گئے، میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور میں نے پوچھا ہڈی اور گوبر میں

طَعَامِ الْجِنِّ وَإِنَّهُ أَتَانِي وَفْدُ جِنِّ نَصِيبِينَ وَنِعْمَ الْجِنُّ فَسَأَلُونِي

کیا بات ہے۔ فرمایا یہ دونوں جنوں کی خوراک ہیں۔ میری خدمت میں نصیبین کے جنوں کا وفد آیا اور وہ اچھے

الزَّادَ فَدَعَوْتُ اللّٰهَ لَهُمْ أَنْ لَا يَمُرُّوا بِعَظْمٍ وَلَا بِرَوْثَةٍ إِلَّا

جن تھے۔ ان لوگوں نے مجھ سے زاد راہ کا سوال کیا۔ میں نے اللہ سے ان کے لئے دعا کی یہ لوگ

وَجَدُوا عَلَيْهَا طَعَامًا۔

جس ہڈی اور گوبر پہ گزریں تو اس پر کھانا پائیں۔

اِسْلَامُ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ صف ۵۴۵

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام

حدیث ۲۰۲۹

عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو

حضرت قیس نے کہا کہ میں نے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے کوفہ کی

بْنِ نُفَيْلٍ فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ يَقُولُ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنَّ

مسجد میں سنا وہ کہہ رہے تھے۔ بخدا میں نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ

عُمَرَ لَمُوثِقِي عَلَى الْإِسْلَامِ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عُمَرُ وَلَوْ أَنَّ أُحُدًا

عمر نے مجھے اسلام لانے پر باندھے ہوئے تھے قبل اس کے کہ عمر مسلمان ہوں اور تم نے

جو جناب مولوی محمود الحسن صاحب نے تقریر ترمذی میں کی ہے۔ کہ ہو سکتا ہے کہ جنوں کیلئے گوبر ناپاک نہ ہو اور حلال ہو۔

تشریحات ۲۰۲۹ حضرت سعید بن زید سابقین اولین اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہنوئی بھی تھے اور ان کے چچا زاد بھائی زید بن عمرو بن نفیل کے صاحبزادے

اِرْفَضَّ لِلَّذِیْ صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ [1]

جو کچھ عثمان کے ساتھ کیا ہے اس پر اگر احد ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا تو اسے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کا حق تھا۔

بَابُ اِسْلَامِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ صفحہ ۵۴۵

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلمان ہونا۔

حدیث ۲۰۳۰ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم ہمیشہ غالب رہے جب سے

مَا زِلْنَا اَعِزَّۃً مُنْذُ اَسْلَمَ عُمَرُ۔

حضرت عمر مسلمان ہوئے۔

حدیث ۲۰۳۱ فَاَخْبَرَنِیْ جَدِّیْ زَیْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنْ

حضرت عبد اللہ بن عمر نے کہا عمر خوفزدہ گھر میں تھے۔ کہ عاص بن وائل سہمی

اَبِیْہِ قَالَ بَیْنَمَا ھُوَ فِی الدَّارِ خَائِفًا اِذْ جَاءَہُ الْعَاصُ بْنُ وَائِلِ السَّھْمِیُّ

ابو عمرو حضرت عمر کے پاس آیا اس پر یمنی حلہ تھا اور ایسا کرتا جس کے کناروں پر

اَبُوْ عَمْرٍو وَعَلَیْہِ حُلَّۃُ حِبَرَۃٍ وَّقَمِیْصٌ مَکْفُوْفٌ بِحَرِیْرٍ وَّھُوَ مِنْ

حریر چڑھا ہوا تھا یہ بنی سہم سے تھا۔ بنی سہم جاہلیت میں ہمارے حلیف تھے۔

بَنِیْ سَھْمٍ وَّھُمْ حُلَفَاءُنَا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ فَقَالَ لَہٗ مَا بَالُكَ قَالَ

اس نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے حضرت عمر نے کہا تمہاری قوم کا گمان ہے کہ اگر

زَعَمَ قَوْمُكَ اَنَّھُمْ سَیَقْتُلُوْنِیْ اِنْ اَسْلَمْتُ قَالَ لَا سَبِیْلَ

میں مسلمان ہوا تو مجھے قتل کر دیں گے عاص نے کہا اس کا کوئی راستہ نہیں حضرت عمر نے کہا

---

[1] باب اسلام عمر صفحہ ۵۴۶ ثانی کتاب الاکراہ باب من اختار الضرب والقتل والهوان على الكفر صفحہ ۱۰۲۶-۱۰۲۸

اِلَيْكَ بَعْدَ اَنْ قَالَهَا اٰمِنْتُ فَخَرَجَ الْعَاصُ فَلَقِيَ النَّاسَ قَدْ

اس کے بعد میرا خوف دور ہو گیا۔ اس کے بعد عاص باہر نکلا تو اتنے آدمیوں سے اس نے ملاقات کی کر

سَالَ بِهِمُ الْوَادِيْ فَقَالَ اَيْنَ تُرِيْدُوْنَ قَالُوْا نُرِيْدُ هٰذَا ابْنَ

میدان بھرا ہوا تھا اس نے پوچھا تم لوگ کہاں کا ارادہ رکھتے ہو انھوں نے کہا ابن خطاب نے دین بدل دیا ہے

الْخَطَّابِ الَّذِيْ صَبَا قَالَ لَا سَبِيْلَ اِلَيْهِ فَكَرَّ النَّاسُ۔

ہم اس کا ارادہ رکھتے ہیں عاص نے کہا اسکی طرف کوئی راستہ نہیں یہ سن کر لوگ پلٹ گئے۔

حدیث

۲۰۳۲

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا

مَا سَمِعْتُ عُمَرَ لِشَيْءٍ قَطُّ يَقُوْلُ اِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَذَا اِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ

میں نے حضرت عمر کو جب کبھی یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ ایسا ہے تو وہ ویسا ہوتا۔

بَيْنَمَا عُمَرُ جَالِسٌ اِذْ مَرَّ بِهٖ رَجُلٌ جَمِيْلٌ فَقَالَ لَقَدْ اَخْطَاَ ظَنِّيْ

جیسا کہ وہ گمان کرتے۔ ایک دفعہ حضرت عمر بیٹھے تھے کہ ایک صاحب خوبصورت قریب سے گزرے

اَوْ اِنَّ هٰذَا عَلٰى دِيْنِهٖ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَوْ لَقَدْ كَانَ كَاهِنَهُمْ عَلَيَّ الرَّجُلَ

تو فرمایا میرا گمان غلطی کر رہا ہے یا تو یہ شخص اپنے جاہلیت والے دین پر ہے یا کاہن تھا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

اس دُہرے رشتے کی بنا پر حضرت عمر کو غصہ تھا۔

تشریحات

یہ صاحب جن سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگو ہوئی تھی سواد بن قارب دوسی ہیں ابو حاتم نے کہا یہ صحابی تھے۔ زمانہ جاہلیت میں یہ کاہن بھی تھے اور شاعر بھی پھر مسلمان ہو گئے ایک دفعہ حضرت عمر نے ان کو بلایا اور کہا اپنی کہانت کو تو نے کیا کیا، اس پر ان کو غصہ آگیا اور کہا ہم اور تم جاہلیت میں تھے اور ہمارا کفر کہانت سے بدتر تھا آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ مجھے ایسی بات پر عار دلاتے ہیں جس سے میں نے توبہ کر لیا ہے۔ اور اللہ سے امید کرتا ہوں کہ اسے معاف فرما دیگا۔

ابلاس کے معنی متحیر ہونا ہے۔ قلاص۔ یہ قلوص کی جمع ہے۔ جس کے معنی جوان اونٹنی کے ہیں۔

نُدْعِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ اسْتُقْبِلَ بِهِ رَجُلٌ

اس شخص کو بلا دو وہ بلائے گئے حضرت عمر نے اس شخص سے وہ بات کہی اس پر اس نے کہا آج جیسا

مُسْلِمٌ قَالَ فَإِنِّي أَعْزِمُ عَلَيْكَ إِلَّا مَا أَخْبَرْتَنِي قَالَ كُنْتُ كَاهِنَهُمْ

میں نے معاملہ کبھی نہیں دیکھا کہ ایک مسلمان سے ایسی بات کہی حضرت عمر نے کہا میں تجھے قسم دیتا ہوں

فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ فَمَا أَعْجَبُ مَا جَاءَتْكَ بِهِ جِنِّيَّتُكَ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا يَوْمًا

کہ بتا اصل قصہ کیا ہے انھوں نے کہا میں جاہلیت میں کاہن تھا حضرت عمر نے پوچھا تیری موکلہ

فِي السُّوقِ إِذْ جَاءَتْنِي أَعْرِفُ فِيهَا الْفَزَعَ فَقَالَتْ أَلَمْ تَرَ الْجِنَّ

جنیہ نے سب سے زیادہ تعجب انگیز بات کیا بتائی ہے اس نے کہا میں ایک دن بازار میں تھا کہ وہ

وَإِبْلَاسَهَا وَيَأْسَهَا مِنْ بَعْدِ إِنْكَاسِهَا وَلُحُوقَهَا بِالْقِلَاصِ وَأَحْلَاسِهَا

میرے پاس گھبرائی ہوئی آئی اور اس نے کہا کیا تم نے جن کو نہیں دیکھا اور ان کے دہشت زدہ اور

قَالَ عُمَرُ صَدَقَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ عِنْدَ آلِهَتِهِمْ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ بِعِجْلٍ

مایوس ہونے کو اوندھے کیے جانے اور اونٹوں اور ان کے ٹاٹوں کے ساتھ ملا دیے جانے کے بعد حضرت عمر نے

فَذَبَحَهُ فَصَرَخَ بِهِ صَارِخٌ لَمْ أَسْمَعْ صَارِخًا قَطُّ أَشَدَّ صَوْتًا مِنْهُ

کہا سچ کہا۔ میں ایک دن ان کے معبودوں کے پاس سو رہا تھا کہ ایک شخص ایک بچھڑا لایا اور اسے ذبح

يَقُولُ يَا جَلِيحْ أَمْرٌ نَجِيحْ رَجُلٌ فَصِيحْ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ فَوَثَبَ

کیا ایک چیخنے والے نے چیخا اتنی زور سے کہ میں نے کبھی کسی چیخنے والے کو اس سے زیادہ زور سے چیخے

الْقَوْمُ قُلْتُ لَا أَبْرَحُ حَتّٰى أَعْلَمَ مَا وَرَاءَ هٰذَا ثُمَّ نَادٰى يَا جَلِيحْ أَمْرٌ

نہیں سنا اے دشمن کامیابی کی بات ہے ایک فصیح شخص کہہ رہا ہے۔ سوائے تیرے کوئی معبود نہیں

نَجِيحْ رَجُلٌ فَصِيحْ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقُمْتُ فَمَا نَشِبْنَا أَنْ قِيلَ

یہ سن کر قوم اچھل پڑی۔ میں نے کہا میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا جب تک یہ نہ جان لوں کہ اس کے پیچھے

ھٰذا نبیٌّ -

کیا ہے، اب میں اٹھ کر کھڑا ہوا - تھوڑی دیر بھی نہیں گزری تھی کہ کھلا کہ یہ نبی ہیں -

احلاس - حِلس کی جمع ہے - جس کے معنی ٹاٹ کے ہیں - یا وہ موٹا کپڑا جو زین کے نیچے ڈالا جاتا ہے - مراد یہ ہے کہ جن آسمانوں پر جانے سے روک دیے گئے - جاتے ہیں تو منھ کے بل گرا دیے جاتے ہیں - گھبرا کر منھ کے بل اوندھے گرتے ہیں - انھیں یہ بھی ہوش نہیں رہتا کہ ہم کہاں گرے - جہاں اونٹنیاں بندھی رہتی ہیں وہاں گر پڑتے ہیں — ھٰذا ما ظہر لی والعلم عند ربی -

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

بَابُ قِصَّۃِ اَبِی طَالِب ص۵۴۸

ابوطالب کا قصہ

حدیث ۲۰۳۳

حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

عباس بن عبد المطلب نے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے اپنے چچا کو

قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَغْنَیْتَ عَنْ عَمِّکَ

کیا فائدہ پہونچایا وہ آپ کی حمایت کرتے تھے اور وہ لوگوں پر آپ کے لئے غصہ کرتے تھے

فَاِنَّہٗ کَانَ یَحُوْطُکَ وَیَغْضَبُ لَکَ قَالَ ھُوَ فِیْ ضَحْضَاحٍ مِّنْ نَّارٍ

فرمایا وہ ٹخنے کے برابر آگ میں ہیں اگر میں نہ ہوتا تو جہنم کے نچلے

وَلَوْلَا اَنَا لَکَانَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔

طبقے میں ہوتے۔

حدیث ۲۰۳

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ

النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَذُکِرَ عِنْدَہٗ عَمُّہٗ فَقَالَ لَعَلَّہٗ

تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا اور حضور کے پاس ان کے چچا کا تذکرہ ہوا تو فرمایا قیامت کے دن انکو میری

تشریحات ۲۰۳

کافروں کے لئے شفاعت نہیں ابوطالب کافر مرے پھر ان کو حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے کیسے فائدہ پہونچا۔ جواب، یہ ہے کہ یہ خصائص میں سے ہے، ابوطالب نے کفر پر ہوتے ہوئے ہر طرح حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت کی اس کا فائدہ ان کو پہونچا۔ ایک اشکال یہ ہے کہ ابوطالب کا وہ کون سا جرم ہے جس کی بنا پر وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے کے مستحق تھے، شراح نے اس کی کوئی تفصیل نہیں لکھی ہے۔ میرا گمان یہ ہے

تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُجْعَلُ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِّنَ النَّارِ تَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِيْ عَنْهُ دِمَاغُهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَغْلِيْ مِنْهُ اُمُّ دِمَاغِهِ۔

شفاعت نفع دے گی۔ وہ جہنم کے چھچھلے حصے میں کیے جائیں گے آگ ان کے ٹخنوں تک رہے گی جس سے ان کا دماغ ابلے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اس سے ان کا بھیجا ابلے گا۔

کہ چونکہ وہ یقینی طور پر جانتے تھے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں پھر بھی ایمان قبول نہیں کیا۔ انھوں نے خود قصیدۂ لامیہ میں عرض کیا ہے ؎

ودعوتني وعلمت انك صادق ولقد صدقت وكنت قبل امينا

آپ نے مجھے ایمان کی دعوت دی اور میں جانتا ہوں کہ آپ سچے ہیں اور بلاشبہ آپ نے سچ کہا اور آپ پہلے ہی سے امین ہیں۔ سب کچھ جانتے ہوئے ایمان قبول نہ کرنا ایک طرح کا تمرد ہے۔ اسی بنا پر وہ درک اسفل کے مستحق تھے۔ جانتے ہوئے انکار یقیناً بے جا جسارت ہے۔

بَابُ، حَدِيْثِ الْإِسْرَاءِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى ص۵۴۸

اسرار کی حدیث اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو لے گئی رات کے تھوڑے سے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔

تشریحات

امام بخاری نے "اسراء" کے لئے علیحدہ باب باندھا اور "معراج" کا علیحدہ۔ اس سے ابن دحیہ نے یہ سمجھا کہ امام بخاری کا رجحان یہ ہے کہ "اسرار اور معراج" دو ہیں علامہ ابن حجر نے فرمایا۔ کہ امام بخاری۔ اسرار اور معراج کو ایک ہی مانتے ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ کتاب الصلوٰۃ میں انھوں نے یہ باب قائم کیا ہے۔ کیف فرضت الصلوٰۃ لیلۃ الاسراء۔ شب اسرار کیسے نماز فرض کی گئی۔ اور یہ متفق علیہ ہے کہ نماز شب معراج ہی میں فرض ہوئی ہے۔

معراج کے سلسلے میں کئی اختلافات ہیں۔

(۱) اسرار اور معراج ایک ہی واقعہ کے دو نام ہیں یا دونوں الگ الگ دو واقعے ہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کے واقعات کو "اسرار" کہتے ہیں کیونکہ قرآن مجید میں اس کی اخیر حد مسجد اقصیٰ بیان فرمائی گئی ہے۔ ارشاد ہے

سُبحانَ الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً
من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ ۔

پاک ہے وہ ذات جو اپنے (خاص) بندے کو
رات کے تھوڑے سے حصے میں مسجد حرام سے
مسجد اقصیٰ تک لے گئی ۔

اور اسے اسریٰ سے بیان فرمایا ۔

مسجد اقصیٰ کے بعد کے واقعات کو "معراج" کہتے ہیں ۔ اسلئے کہ اسے حدیث میں عُرِجَ اِلَی السماء سے تعبیر کیا گیا ۔ نیز بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ پھر مسجد اقصیٰ سے آسمان تک ایک سیڑھی لگائی گئی —— لیکن جمہور فقہاء ، محدثین متکلمین کا قول یہی ہے کہ "اسراء" اور "معراج" ایک ہی ہے —— بیت ام ہانی یا حطیم سے مسجد اقصیٰ اور پھر وہاں سے جہاں تک اللہ عزوجل نے چاہا تشریف لیجانے ہی کو "اسراء" بھی کہتے ہیں اور معراج بھی —— پورے واقعے کو "اسراء" نام رکھنے کی وجہ تو ظاہر ہے اور چونکہ اس کا اکثر حصہ عالم علوی سے متعلق ہے ۔ جب کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم بالا میں تشریف لے گئے ۔ اسلئے اسے معراج بھی کہتے ہیں ۔ احادیث کے کلمات پر نظر کرتے ہوئے یہی صحیح ہے ۔

کتاب الصلوٰۃ میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں اور یہاں حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں سرے سے بیت المقدس جانے کا ذکر ہی نہیں ۔ صرف آسمانوں پر تشریف لے جانے کا تذکرہ ہے ۔ مگر پھر بھی وہ فرماتے ہیں — حَدَّثَہٗ عَنْ لَیْلَۃِ اُسْرِیَ بِہٖ ۔

(۲) معراج بیداری کی حالت میں ہوئی یا خواب میں ۔ روحانی تھی کہ جسمانی ۔

صحیح یہ ہے کہ معراج جسمانی تھی اور بیداری میں ہوئی ۔ اصل یہ ہے کہ نصوص اپنے ظاہری معنی پر محمول ہوں گے ۔ جب تک ظاہر سے عدول پر دلیل نہ ہو اور سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اگر معراج منامی اور روحانی ہوتی تو قریش اس سے انکار نہ کرتے ۔ کیونکہ اس میں کوئی استبعاد نہیں کہ کوئی شخص یہ خواب دیکھ لے کہ میں بیت المقدس گیا ۔ استبعاد اسی وقت پیدا ہوگا کہ جب کوئی یہ کہے کہ میں بیداری میں اپنے جسم کے ساتھ بیت المقدس گیا اور پھر رات ہی میں واپس آیا ۔

پھر یہ کہ معراج حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عظیم معجزات میں سے ہے ۔ اور معجزہ اسی وقت ہوگا کہ یہ خرق عادت ہو ۔ اس کا وقوع عادۃً محال ہو ۔ اس قسم کا خواب دیکھ لینا خرق عادت نہیں ۔ خرق عادت یہ ہے کہ جاگتے ہوئے جسم کے ساتھ یہ سیر کی گئی ہو ۔

(۳) معراج ایک بار ہوئی کہ متعدد بار ۔ اہل اسلام کے عرف میں معراج بول کر جو مراد لیتے ہیں

وہ صرف ایک بار ہوئی۔ اس کے علاوہ مزید متعدد بار خواب میں معراج ہوئی۔ زرقانی علی المواہب میں ہے کہ بعض عارفین نے فرمایا کہ چونتیس بار معراج ہوئی۔ ایک بار بیداری میں جسم اور روح کے ساتھ اور تینتیس بار خواب میں صرف روح کے ساتھ[1] اور یہی اس باب میں وارد مختلف روایات میں تطبیق کی وجہ ہے۔ مثلاً قبل بعثت ہوئی کہ بعد بعثت، قبل ہجرت ہوئی کہ بعد ہجرت اور یہی محمل ہے۔ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس ارشاد کا کہ شب معراج حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسد اطہر میں نے غائب نہیں پایا[2]

(۴) معراج کب ہوئی اس بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ (۱) قبل بعثت ہوئی جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث میں ہے جو بطریق شریک بن عبداللہ مروی ہے[3] اس میں تصریح ہے۔ قبل ان یوحی الیہ۔ وحی سے قبل۔

اقول وھو المستعان۔ اس حدیث پر ایک اشکال تو یہ ہے کہ اس میں نماز پنجگانہ کے فرض کیے جانے کا بھی تذکرہ ہے۔ حالانکہ اس پر اتفاق ہے کہ نماز پنجگانہ بعد بعثت فرض ہوئی ہے۔ اسی وجہ سے امام خطابی ابن حزم عبدالحق قاضی عیاض نے فرمایا کہ اس روایت میں شریک بن عبداللہ سے بہت سے وہم ہوگئے۔ لیکن علامہ ابن حجر نے اس کی توجیہ یہ فرمائی کہ اس حدیث کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ تین حضرات آئے۔ ان کے اول نے کہا۔ کون ہیں وہ۔ تو ان کے درمیانی نے کہا۔ وہ ان میں سب سے بہتر ہیں۔ اب اخیر والے نے کہا۔ ان میں سب سے بہتر کو لے لو۔ اس رات اتنا ہی ہوا۔ اس کے بعد حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو نہیں دیکھا۔ اتنے واقعے کو کہا گیا کہ یہ بعثت سے قبل ہوا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

اس کے بعد دوسری رات میں آئے۔ اس وقت کوئی بات نہیں کی۔ اور حضور کو اٹھالیا۔ اور بیر زمزم کے پاس رکھا۔ ان دونوں راتوں میں کتنا وقفہ تھا یہ مذکور نہیں۔ یہ وقفہ ایک رات کا بھی ہو سکتا ہے اور برس دس برس کا بھی۔ لفظ ان سب کا محتمل ہے۔ یا اس پر محمول ہوگا۔ کہ دوبارہ آمد بعد بعثت تھی۔

---

[1] زرقانی علی المواہب سادس بحوالہ شفا ص ۸ شرح شفا للملا علی قاری اول ص ۲۰۳

[2] زرقانی علی المواہب سادس بحوالہ شفا ص ۲ شرح شفا للملا علی قاری اول ص ۲۰۳

[3] ثانی توحید باب قول اللہ وکلم اللہ موسیٰ تکلیما ص ۱۱۲۰

اب اشکال ختم ہوگیا۔ اوراس حدیث سے یہ استدلال کہ قبل بعثت معراج ہوئی۔ ساقط ہوگیا۔

مگر بعض عارفین نے فرمایا کہ اس کا بھی احتمال ہے کہ حقیقی معراج سے قبل خواب میں پورا سماں دکھا دیا گیا ہو کہ ان احوال سے یک گونہ انسیت ہوجائے۔ اور شب معراج چشم سر سے دیکھنے میں معاون ہو جیسے قبل وحی رویائے صادقہ اور صالحہ دکھائے گئے تھے۔ اب اس میں بھی کوئی اشکال نہیں رہ جاتا کہ اس میں نماز پنجگانہ کی فرضیت بھی مذکور ہے۔ کیونکہ قبل بعثت کے خواب وحی نہیں۔ اس لئے خواب میں نماز پنجگانہ کی فرضیت دیکھنے سے لازم نہیں آتا کہ وہ ذمے میں لازم ہوں۔ خصوصًا ایسی صورت میں کہ اس حدیث کے کچھ اجزاء سے ثابت ہوتا ہے کہ دوسری رات کچھ احوال بھی خواب میں دیکھے تھے۔ جیسا کہ شروع میں ہے۔

فیما یری قلبہ وتنام عینہ ان آنے والوں کو اس حال میں دیکھا کہ حضور کا دل جاگ رہا تھا اور آنکھ سو رہی تھی۔

اور اخیر میں فرمایا:

فاستیقظ وھو فی المسجد حضور جاگے اس حال میں کہ مسجد ہی میں تھے۔

اس حدیث کا اول و آخر کا ظاہر اس کی دلیل ہے۔ کہ سارا واقعہ عالم خواب کا ہے۔ اب علامہ خطابی نے اس حدیث میں جو دس وہم بتائے تھے۔ سب ختم ہوگئے۔

ثم اقول وھو المستعان۔ اس کا بھی احتمال ہے کہ قبل بعثت جو رویائے صالحہ دکھائے گئے تھے۔ ان میں یہ بھی داخل ہو۔ اور۔ فما رای رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح۔ اور جو خواب بھی ملاحظہ فرماتے وہ سپیدہ سحر کی طرح ظاہر ہوتا۔ سے مراد یہ نہیں کہ جس رات میں خواب دیکھتے اس کے دوسرے ہی دن وہ ظاہر ہوتا۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ کبھی نہ کبھی ظاہر ہوتا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب دیکھا۔ کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع صحابہ کرام مسجد حرام میں داخل ہوئے ہیں۔ مگر حدیبیہ میں روک دیئے گئے۔ صلح کر لینے کے بعد صلح کی شرائط کے بموجب واپس ہوگئے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ حضور نے فرمایا تھا کہ ہم مسجد حرام میں داخل ہوں گے۔ اور ہوا یہ کہ ہمیں واپس ہونا پڑ رہا ہے۔ فرمایا۔ میں نے یہ کب کہا تھا کہ اسی سال داخل ہوں گے۔ وقت آئے گا کہ ایک دن ہم ضرور داخل ہوں گے اور ایک سال بعد عمرۃ القضاء کے موقع پر یہ وقت آبھی گیا۔

علامہ ابن حجر نے فرمایا۔ معراج کے بعد بعثت ہونے کی سب سے قوی دلیل حضرت شریک کی روایت کا

یہ لفظ ہے۔ وقد بعث۔ وہ بھیجے جا چکے۔ یہ اس کی دلیل ہے کہ واقعہ معراج بعثت کے بعد ہوا ہے۔ لیکن یہ اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے کہ بعثت کے شرعی معنی مراد لئے جائیں۔ لیکن اگر اس کے لغوی معنی مراد لئے جائیں یعنی بھیجنا تو علامہ ابن حجر کا استدلال صحیح نہ ہو سکے گا۔ بلکہ علامہ نووی نے شرح مسلم[1] میں اور علامہ قسطلانی نے جو متن لیا ہے۔ اس میں۔ وقد بعث الیہ۔ ہے۔ جو لغوی معنی مراد لینے کی تعیین کر رہا ہے۔ جس کی شرح یہ فرمائی[2]۔ للاسراء وصعود السموات۔ کیا ان کے پاس کسی کو اسراء کے لئے اور آسمانوں کے اوپر لانے کے لئے بھیجا گیا ہے؟

حاصل کلام یہ نکلا کہ شریک بن عبداللہ کی روایت کو اگر قبل بعثت پر محمول کر کے اسے ان رویائے صادقہ کے قبیل سے مانا جائے۔ جو قبل بعثت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دکھائے جاتے تھے تو اس حدیث پر کوئی اشکال سرے سے وارد ہی نہ ہوگا۔ ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

(۲) بعد بعثت قبل ہجرت ہوئی۔ یہی صحیح ہے۔

(۳) ہجرت کے کتنے پہلے ہوئی۔ ایک سال پہلے۔ اسے ابن سعد وغیرہ نے کہا اور علامہ نووی نے اسی پر جزم فرمایا۔ بلکہ ابن حزم نے اس پر اجماع کا دعویٰ کیا۔ اگرچہ ابن حزم کا یہ دعویٰ صحیح نہیں۔ کیونکہ اس میں کثیر اختلافات ہیں۔

(۴) علامہ ابن جوزی نے کہا کہ ہجرت کے آٹھ مہینے پہلے ہوئی۔

(۵) چھ مہینے پہلے ہوئی۔ اسے ابو الربیع بن سالم نے حکایت کی۔

(۶) گیارہ مہینے پہلے۔ اس پر ابراہیم حربی نے جزم کیا۔ اور ابن منیر نے علامہ ابن عبد البر کی سیرت کی شرح میں اسے ترجیح دی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

(۷) ہجرت سے پندرہ مہینے پہلے۔ اسے امام سدی نے کہا۔

(۸) ہجرت سے بارہ مہینے قبل۔ اسے ابن عبد البر نے نقل کیا۔

(۹) ہجرت سے تیرہ مہینے پہلے۔ اسے ابن فارس نے نقل کیا۔ اس پر امام واقدی نے جزم فرمایا۔

(۱۰) ہجرت سے اٹھارہ مہینے پہلے۔ اس کو ابن سعد نے ابن ابی سبرہ سے نقل کیا۔

(۱۱) ہجرت سے تین سال پہلے۔ اسے ابن اثیر نے نقل کیا۔

---

[1] جلد اول۔ ص ۹۱ [2] ارشاد الساری عاشر التوحید باب قولہ وکلم اللہ موسیٰ تکلیما ص ۴۳۸ [3] ایضاً۔
المواہب اللدنیہ مع الزرقانی سادس ص ۵۵

(۱۲) ہجرت سے پانچ سال پہلے، یہ امام زہری کا قول ہے ۔ جسے امام قاضی عیاض نے نقل کیا۔ علامہ قرطبی اور علامہ نووی نے اسی کا اتباع کیا ۔

(۴) کس مہینے میں ہوئی ۔ ربیع الاول میں ۔ ربیع الآخر میں ۔ رجب میں ۔ شوال میں ۔ رمضان میں

(۵) اسراء اور معراج ۔ ایک ہی ہیں یا دو ۔ دو ہیں تو دونوں ایک ہی رات میں ایک ساتھ مسلسل بیداری کے عالم میں جسم اور روح کے ساتھ ہوئے ۔ یا علیحدہ علیحدہ اور ان میں ایک بیداری میں اور دوسرا خواب میں ۔ اس بارے میں بھی سلف میں اختلاف رہا ۔

(۱) جمہور فقہاء محدثین متکلمین کا مختار یہی ہے کہ اسراء اور معراج ایک ہی رات میں اور یہ ایک رات میں مسلسل بہ ترتیب واقع ہوئے ۔ اور یہ سب بیداری میں جسم اور روح کے ساتھ ہوئے ۔

(۲) بعض نے کہا کہ اسراء ایک رات میں ہوا اور معراج دوسری رات میں ۔

(۳) کچھ حضرات نے کہا کہ اسراء دو بار ہوئی اور معراج بھی دو بار ہوئی ۔ ایک مرتبہ خواب میں بطور تمہید دوبارہ بیداری میں ۔

(۴) اسراء بیداری میں اور معراج خواب میں ہوئی ۔

جن لوگوں نے یہ کہا کہ اسراء ایک رات میں ہوا ۔ اور معراج دوسری رات میں ۔ انھوں نے یہ تفصیل کی ہے کہ اسراء میں بیت المقدس تک جا کر واپس مکہ معظمہ آ گئے ۔ اس کی صبح کو قریش کے ساتھ وہ واقعہ پیش آیا ۔ اور معراج میں پہلے بیت المقدس تشریف لے گئے ۔ پھر وہاں سے ملأ اعلیٰ پر جلوہ فرمایا ۔

(۱۳) تاریخ ستره[1] یا ستائیس ربیع الاول ۔ یا ستائیس ربیع الآخر یا ستائیس رجب یا ستائیس رمضان تھی ۔ علامہ زرقانی[2] نے فرمایا ۔ کہ مختار یہی ہے کہ ستائیس رجب تھی اور اسی پر عمل ہے ۔

(۱۴) دن دوشنبے کا تھا ۔ حضرت جابر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوشنبے کو پیدا ہوئے ۔ دوشنبے کو مبعوث ہوئے ۔ دوشنبے کو معراج ہوئی، دوشنبے کو ہی کو وصال فرمایا[3] ایک قول یہ ہے کہ جمعے کا دن تھا ۔

حاصل کلام ان سب اقوال میں راجح و مختار یہ ہے ۔ معراج ستائیس رجب دوشنبے کی شب میں ہوئی اور بیداری میں جسم اور روح کے ساتھ ہوئی ۔ اور مسجد حرام سے بیت المقدس تک پھر وہاں سے

---

[1] زرقانی علی المواہب سادس ص۹ [2] ایضاً ص۹

[3] ارشاد الساری ص۲۳ بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ ۔

جہاں تک اللہ عزوجل نے چاہا۔ سب ایک ہی رات میں واقع ہوا۔ اور بعد بعثت قبل ہجرت ہوئی۔

البتہ اس کے علاوہ متعدد بار اور بقول بعض عرفاء مزید چونتیس بار معراج منامی ہوئی۔ جو مکہ معظمہ میں بھی ہوئی اور مدینہ طیبہ میں بھی۔ قبل بعثت بھی اور بعد بعثت بھی۔

سُبْحَانَ الَّذِی۔ سبحان فعل محذوف سبحتہ کا مفعول مطلق ہے فعل کو حذف کر کے مفعول کو اس کی جگہ ذکر کیا۔ سبحان، ان مفعول مطلق میں سے ہے جن کے عامل کا حذف واجب ہے۔ سبحان، کے بارے میں تین قول ہیں، اول یہ کہ یہ اسم مصدر ہے۔ اس لئے کہ تسبیح بمعنی تنزیہ، مجرد سے نہیں آتا۔ صرف باب تفعیل سے آتا ہے۔ قاضی نے شرح سلم کے منہیہ میں کہا۔ قال سیبویہ سبحت اللہ تسبیحا و سبحانا فالمصدر التسبیح وسبحان اسم یقوم مقام المصدر۔ اور امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں فرمایا۔ سبحان اسم التسبیح یقال سبحت اللہ تسبیحا و سبحانا فالتسبیح ھو المصدر وسبحان اسم للتسبیح کقولھم کفرت الیمین تکفیرا وکفرانا۔ اور باب تفعیل کا مصدر اگر صحیح ہے تو تفعیل یا فعال کے وزن پر آتا ہے۔ فُعلان کے وزن پر نہیں آتا۔ اور یہاں سبحان بھی تنزیہ ہی ہے۔ اسلئے کہنا پڑے گا کہ یہ یا تو اسم مصدر ہے یا علم مصدر۔ علم مصدر ہونا راجح نہیں کہ امیہ ورقہ بن نوفل نے کہا ہے۔

سبحانہ ثم سبحانا نعوذ بہ وقبلنا سبح الجودی والجمد

اس نے۔ سبحانا، کو تنوین کے ساتھ استعمال کیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ منصرف ہے۔ اور اگر علم مصدر ہوتا تو الف نون زائدتان اور علمیت کی بنا پر غیر منصرف ہوتا۔

دوم علم مصدر ہے۔ جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے۔

قد قلت لما جاءنی فخرہ سبحان من علقمۃ الفاخر

اس نے سبحان کو بغیر تنوین کے استعمال کیا ہے۔ یہ اس کی دلیل ہے کہ یہ غیر منصرف ہے۔ یہ تو درست ہے۔ کہ غیر منصرف کو ضرورتِ شعری کی بنا پر منصرف تنوین کے ساتھ لایا جائے۔ مگر اس کی اجازت نہیں کہ منصرف کو غیر منصرف بغیر تنوین کے استعمال کیا جائے۔ اگرچہ ضرورت ہو۔ اس لئے یہ کہا جائے گا کہ ورقہ بن نوفل کے شعر میں ضرورتِ شعری کی وجہ سے تنوین کے ساتھ آیا ہے۔ فیہ ما فیہ۔ زمخشری نے کشاف میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ اسی طرح علامہ نسفی نے بھی اپنی تفسیر میں۔ قاموس میں ہے۔ سبحان اللہ تنزیہا للہ عن الصاحبۃ والولد۔ معرفۃ۔ ونصب علی المصدر۔ اس کو معرفہ کہنا اس کی دلیل ہے کہ یہ علم مصدر ہے۔ صراح میں ہے۔ معناہ التنزیہ للہ نصب علی المصدر۔ تنزیہ کو معرف باللام لانا اس کی دلیل ہے کہ وہ بھی اسے علم مان رہے ہیں اور نصب علی المصدر ہے۔ مراد یہ ہے کہ یہ مفعول مطلق ہے۔

قاضی بیضاوی نے کہا ہے کہ یہ کبھی علم مصدر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس وقت مضاف نہ ہوگا۔ یہ ان اقوال کی تشریح میں درست نہیں کیونکہ انھوں نے سبحان کو اسم جلالت کی طرف مضاف ہونے کی حالت میں علم مصدر مانا ہے۔ سوم۔ مصدر ہے۔ اور ثلاثی مجرد سے آتا ہے۔ فتح یفتح سے۔ جیسا کہ قاموس میں ہے۔ وسبح کمنع سبحانا وسبح تسبیحا قال سبحان اللہ —— اور شرح بباب میں ہے۔ معنی سبحان اللہ اسبح تسبیحا ای انزھہ تنزیہا وھو فی الاصل مصدر کغفر غفرانا قال الشاعر —— قبح الالٰہ وجوہ تغلب کلما   سبح الحجیج وکبروا اھلالا

اسے اسم مصدر یا علم مصدر کہنے کی وجہ یہی تھی کہ ثلاثی مجرد سے تنزیہ کے معنی میں وارد نہیں۔ نیز یہ کہ مجرد کا مصدر سبحان کے وزن پر مسموع نہیں۔ اب جبکہ قاموس اور شرح لباب میں تصریح ہے۔ ثلاثی مجرد سے بھی تنزیہ کے معنی میں ہے۔ اور ثلاثی مجرد سے بھی فعلان کے وزن پر مصدر آیا ہے تو اس سے انکار کی کوئی وجہ نہیں کہ یہ مصدر ہے۔

صیغہ تسبیح عرف عام میں کسی غیر متوقع یا دشوار یا محال چیز کے ہونے پر تعجب و حیرت ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل تعجب اور حیرت سے منزہ ہے کیونکہ یہ نہ جاننے اور عجز کی بنا پر ہوتا ہے۔ اس لئے یہاں تسبیح کا حقیقی لغوی معنی تنزیہ مراد ہے۔ اور یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ عزوجل اس سے منزہ ہے کہ شب معراج واقع ہونے والے عظیم خرق عادت امور کے واقع کرنے کی بنا پر اس پر اعتراض کیا جائے کیونکہ وہ ہر عیب ہر نقص عجز سے منزہ ہے۔ اور ہر شی پر قادر ہے۔ ہماری عقلیں جن چیزوں کو مستبعد بلکہ محال جانیں ان کا واقع کرنا بھی اس کیلئے کوئی بڑی بات نہیں۔ اذا اراد امرا الآیۃ۔

الذی اسم موصول ابہام کے لئے ہے جو عظمت شان کے اظہار کیلئے ہے کہ اس کی ذات وہ سر الاسرار ہے جس کے حریم قدس تک انسانی عقول کی رسائی نہیں۔ نہ صرف یہ کہ اس کی ذات ہی تک رسائی نہیں بلکہ اس کے افعال کے اسباب و علل تک بھی کسی کی باریابی نہیں۔ الا من یختص برحمتہ من یشاء۔

اسریٰ اس کا مادہ سُریٰ ہے۔ اس کے معنی رات میں چلنے کے ہیں۔ اس کا مصدر سُرْیَۃ اور سِرَایَۃ اور سَرَیَانٌ بھی آتا ہے۔ اَسْریٰ باب افعال سے بھی لازم ہے۔ اسی لئے با لاکر بعبدہ میں متعدی فرمایا۔ مطلب یہ ہوا کہ اپنے بندے کو رات کے تھوڑے سے حصے میں لے گئی۔ یہاں لیلاً کے ذکر کی وجہ سے تجرید اسریٰ لے جانے کے معنی میں ہے لیلاً کے ذکر کرنے سے دو فائدے ہیں۔ اول یہ کہ اسریٰ کبھی مجازاً دن میں چلنے کو بھی کہتے ہیں۔ اس کے ازالے کے لئے لیلاً فرمایا۔ دوسرا یہ کہ عرب والے جب سُریٰ فلانٌ لیلاً بغیر تاء کے بولتے تو ان کی مراد یہ ہوتی کہ رات کے کچھ حصے میں چلا۔ جب پوری رات سیر کرنے کو

بتانا ہوتا ہے تو کہتے ہیں سری فلان لیلۃ ۔ تار کے ساتھ ۔ اسی میں یہ ارشاد بھی ہے ۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا ۔ فَاَسْرِ بِعِبَادِی لیلا ۔ افادہ یہ کرتا ہے کہ یہ مبارک سیر پوری رات نہ تھی ۔ رات کے کچھ حصے میں تھی ۔ لیلا ۔ کی تنوین برائے تقلیل نے اس معنی کو اور واضح کردیا ۔

الی المسجد الاقصیٰ اس سے مراد بیت المقدس ہے ۔ اقصیٰ اسم تفضیل مذکر ہے ۔ اس کا مادہ قَصُوٌّ ہے ۔ جس کے معنی دور ہونے کے ہیں ۔ اقصیٰ کے معنی زیادہ دور ۔ یہ مکہ معظمہ سے چالیس دن کی دوری پر ہے ۔ اس لئے اس کو مسجد اقصیٰ کہتے ہیں ۔ اس کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کعبے کی تعمیر کے چالیس سال بعد ڈالی تھی ۔

بارکنا حولہ مسجد اقصیٰ انبیاء سابقین کا مولد مسکن اور مدفن اور ان کا قبلہ ہے ۔ اس لئے اس کے ارد گرد بے شمار برکات دینیہ ہیں اور وہ خطہ بڑا زرخیز ہے ۔ اس کے آس پاس باغات کھیتیاں نہریں بکثرت ہیں ۔ جن میں ہر قسم کے میوے غلے پھل پھول وافر مقدار میں پیدا ہوتے ہیں ۔

مِن آیاتنا اس سے صرف ان نشانیوں کو مراد لینا جو مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ تک دکھائی گئیں تخصیص بلا مخصص ہے ۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ یہ ان آیات کو بھی عام ہو جو مسجد اقصیٰ کے بعد سدرۃ المنتہیٰ تک دکھائی گئیں ——— اس آیت کریمہ میں صرف مسجد اقصیٰ تک کا تذکرہ اس بنا پر ہے کہ یہ معلوم تھا کہ کفار قریش اس کا انکار کریں گے اور تصدیق کی صورت یہ ہوگی کہ وہ مسجد اقصیٰ کی تفصیلی ہیئت دریافت کریں گے ۔ اور صحیح بتانے کی صورت میں اس کی زبانیں بند ہوجائیں گی ۔ اور سعادتمند قلوب کو اطمینان ہوجائے گا ۔

احکام مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک معراج کا ثبوت قطعی یقینی ہے ۔ اس کا منکر کافر ہے ۔ اور مسجد حرام سے لیکر سدرۃ المنتہیٰ تک کا ثبوت احادیث کثیرہ سے ہے اس کا منکر گمراہ ہے ۔ معراج کی حدیث قریب قریب تیس صحابہ سے مروی ہے ۔ خود بخاری میں میرے تتبع کے مطابق سات صحابہ کی روایت مطول مختصر درج ہے ۔ حضرت جابر ، حضرت انس ، حضرت ابوہریرہ ، حضرت ابوذر ، حضرت ابن عباس ، حضرت ابو حیہ انصاری ، حضرت صعصعہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۔

تشریحات ۲۰۳۷ معراج کی صبح کو حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب سے ابو جہل کا گزر ہوا ۔ اس نے پوچھا ۔ کیا کوئی اور بات ہوئی ؟ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رات مجھے بیت المقدس لیجایا گیا ۔ اس نے کہا اور تم صبح کو ہمارے سامنے آموجود ہوئے ۔ فرمایا ۔ ہاں ۔

حدیث
۲۰۳۵

حَدَّثَنِیْ اَبُوْ سَلَمَۃَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ
حضرت جابر بن عبد اللہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے تھے
عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَمَّا کَذَّبَنِیْ
کہ جب قریش نے مجھے (معراج کے بارے میں) جھٹلایا۔ تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے
قُرَیْشٌ قُمْتُ فِی الْحِجْرِ فَجَلَّی اللّٰہُ لِیْ بَیْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُہُمْ
میرے لئے بیت المقدس کو روشن کر دیا۔ میں قریش کو اس کی نشانیاں بتانے لگا۔ اور میں
عَنْ اٰیَاتِہٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْہِ۔
بیت المقدس دیکھ رہا تھا۔

اس نے کہا میں اپنی قوم کو بلاتا ہوں۔ کیا ان کے سامنے بھی یہ سب بیان کر دو گے۔ فرمایا۔ ضرور بیان کر دوں گا ابو جہل نے پکارا۔ اے بنی کعب بن لوی! یہ سنتے ہی سب لوگ سمٹ کر ان دونوں کے پاس جمع ہو گئے۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب کے سامنے پورا واقعہ سنایا۔ سنانے کے اثنا کچھ مسخرے سیٹی بجاتے رہے کچھ جو کروں کی طرح سروں پر ہاتھ رکھ رکھ دیتے۔ ان میں کچھ ایسے افراد بھی تھے جو بیت المقدس جا چکے تھے۔ انھوں نے کہا۔ کیا تم مسجد اقصیٰ کا نقشہ ہمیں بتا سکتے ہو۔ اس پر مسجد اقصیٰ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیش نظر کر دی گئی۔ انھوں نے مسجد اقصیٰ کے بارے میں جو کچھ پوچھا۔ سب بتا دیا سننے کے بعد ان لوگوں نے تصدیق کی۔ کہ آپ نے صحیح بتایا ہے۔[1]

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت کیا۔ اسراء کی صبح کو بہت سے لوگ فتنے میں پڑ گئے۔ کچھ لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ان سے تذکرہ کیا تو انھوں نے فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ سچے ہیں۔ اس پر حیرت زدہ ہو کر لوگوں نے کہا۔ آپ اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ ایک رات میں شام گئے اور رات میں مکہ واپس ہو گئے۔ صدیق اکبر نے فرمایا۔ ہاں میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ یہ کیا ہے میں تو اس سے زیادہ مستبعدات کی تصدیق کرتا ہوں کہ ان کے پاس آسمان کی خبر آتی ہے

---

[1] فتح الباری سابع ص۱۹۹ بحوالہ مسند امام احمد و بزار بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

بَابُ الْمِعْرَاج

معراج کا بیان

حدیث ۲۰۳۶

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ

حضرت انس بن مالک حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ اُسْرِيَ بِهٖ بَيْنَمَا اَنَا فِي الْحَطِيْمِ

کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج کا قصہ یوں بیان کیا کہ میں حطیم میں

وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا اِذْ اَتَانِيْ اٰتٍ فَقَدَّ قَالَ وَسَمِعْتُهٗ

اور کبھی کہتے میں حجر میں لیٹا ہوا تھا کہ ایک آنے والے آئے اور انھوں نے یہاں سے یہاں تک

يَقُوْلُ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هٰذِهٖ اِلٰى هٰذِهٖ فَقُلْتُ لِلْجَارُوْدِ وَهُوَ اِلٰى جَنْبِيْ مَا يَعْنِيْ بِهٖ

کے درمیان پھاڑا جارود میرے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے ان سے میں نے پوچھا ۔ کیا مطلب ؟

اسی بنا پر ان کا نام صدیق پڑا ۔

فَجَلَّى لِيْ مسلم[1] میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں ہے ۔ کہ وہ لوگ مجھ سے ایسی باتیں پوچھنے لگے جنھیں میں نے ذہن نشین نہیں کیا تھا ۔ مثلاً اس کے کتنے دروازے ہیں ۔ اس پر مجھے اتنی سخت الجھن ہوئی کہ کبھی نہ ہوئی تھی ۔ اللہ عزوجل نے بیت المقدس میرے پیش نظر کر دیا ۔ جس کی وجہ سے وہ لوگ جو بھی پوچھتے بتاتا جاتا ۔

اس میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک کے سارے حجابات اٹھا دیئے گئے تھے ۔ مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث جو ابھی گزری ہے اس میں ہے کہ مسجد اقصیٰ

---

[1] اول باب الاسرا ص ۹۶ ۔

قَالَ مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهِ اِلٰى شِعْرَتِهِ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مِنْ قَصِّهِ اِلٰى

تو انھوں نے کہا۔ سینے کے اوپری حصے سے لے کر پیڑو تک۔ تو انھوں نے میرا

شِعْرَتِهِ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِيْ ثُمَّ اُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْءَةٍ

دل نکالا۔ پھر میرے پاس ایک سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا پھر

اِيْمَانًا فَغُسِلَ قَلْبِيْ ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ اُعِيْدَ ثُمَّ اُتِيْتُ بِدَابَّةٍ دُوْنَ

میرا دل دھویا گیا۔ پھر دل کو ایمان سے بھر اگیا اس کے بعد اپنی جگہ رکھدیا گیا۔

الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ اَبْيَضَ فَقَالَ لَهُ الْجَارُوْدُ هُوَ الْبُرَاقُ

پھر سواری کیلئے میرے پاس ایک جانور لایا گیا۔ جو خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا

يَا اَبَا حَمْزَةَ قَالَ اَنَسٌ نَعَمْ يَضَعُ خَطْوَهُ عِنْدَ اَقْصٰى طَرْفِهِ فَحُمِلْتُ

تھا سفید رنگ۔ جارود نے حضرت انس سے پوچھا۔ کیا یہ براق تھا اے ابوحمزہ۔ تو حضرت

عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ بِيْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ فَقِيْلَ

انس نے فرمایا۔ ہاں۔ وہ اپنا قدم منتہائے نظر پر رکھتا۔ مجھے اس پر سوار کرایا گیا

مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ

اس کے بعد جبریل مجھ کو لے کر چلے یہاں تک کہ پہلے آسمان تک پہنچے۔ اور دروازہ

وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ

کھولنے کے لئے کہا، پوچھا گیا کون ہیں؟ انھوں نے کہا میں جبریل ہوں۔ پوچھا گیا

فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا فِيْهَا اٰدَمُ فَقَالَ هٰذَا اَبُوْكَ اٰدَمُ

اور آپ کے ساتھ کون ہیں۔ انھوں نے بتایا محمد (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں

دار عقیل کے پاس رکھی گئی۔ وہ لوگ پوچھتے جاتے ہیں دیکھ دیکھ کر بتاتا جاتا۔ مسند ابو یعلیٰ میں ہے کہ یہ پوچھنے والا مطعم بن عدی تھا۔

فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ

پوچھا گیا کیا ان کو بلایا گیا ہے ؟ جبریل نے کہا۔ ہاں کہا گیا۔ مرحبا خوش آمدید۔ پھر

الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ

دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ اس میں آدم علیہ السلام

مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ

ہیں تو جبریل نے کہا یہ آپ کے والد آدم ہیں انھیں سلام کیجیے تو میں نے انھیں سلام

وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ

کیا اور انھوں نے سلام کا جواب دیا پھر انھوں نے فرمایا نیک فرزند اور صالح نبی کو مرحبا ہو۔

جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى وَهُمَا ابْنَا الْخَالَةِ

پھر اوپر چلے یہاں تک کہ دوسرے آسمان تک پہنچے اور اس کا دروازہ کھولنے کیلئے کہا تو پوچھا گیا

قَالَ هٰذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا

کون ہیں انھوں نے کہا میں جبریل ہوں پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہیں انھوں نے کہا محمد (صلی اللہ

مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ اِلَى السَّمَاءِ

تعالی علیہ وسلم) ہیں پوچھا گیا کیا انھیں بلایا گیا ہے تو جبریل نے کہا ہاں۔ تو کہا گیا انھیں مرحبا اور

الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ

خوش آمدید ہو۔ اب دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو خالہ زاد بھائی یحییٰ اور عیسیٰ

مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ

مجھے ملے۔ جبریل نے کہا۔ یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں ان دونوں کو سلام کیجیے میں نے ان دونوں کو سلام کیا

مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ بِهٖ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا يُوْسُفُ

اور ان دونوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر ان دونوں نے کہا نیک بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر مجھے

قَالَ هٰذَا يُوْسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ

تیسرے آسمان تک لے گئے۔ جبریل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا کون؟ انھوں نے کہا میں

مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِیْ حَتّٰی

جبریل ہوں، پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہیں۔ انھوں نے کہا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پوچھا گیا

اَتَی السَّمَآءَ الرَّابِعَۃَ فَاسْتَفْتَحَ قِیْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ

انھیں بلایا گیا ہے؟ جبریل نے کہا ہاں تو کہا گیا انھیں مرحبا اور خوش آمدید ہو۔ اب دروازہ

جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ اَوَقَدْ اُرْسِلَ

کھولدیا گیا۔ جب تیسرے آسمان پر پہنچا تو یوسف علیہ السلام ملے۔ جبریل نے کہا یہ یوسف ہیں انھیں

اِلَیْهِ قَالَ نَعَمْ قِیْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْئُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا

سلام کیجیے۔ تو میں نے سلام کیا اور انھوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا نیک بھائی اور نبی صالح

خَلَصْتُ اِلٰی اِدْرِیْسَ قَالَ هٰذَا اِدْرِیْسُ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ فَسَلَّمْتُ

کو مرحبا ہو۔ پھر مجھے اوپر لے چلے یہاں تک کہ چوتھے آسمان تک پہنچے۔ جبریل نے دروازہ

عَلَیْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ ثُمَّ

کھولنے کیلئے کہا۔ تو پوچھا گیا کون؟ انھوں نے کہا میں جبریل ہوں۔ پوچھا گیا آپ کے ساتھ

صَعِدَ بِیْ حَتّٰی اَتَی السَّمَآءَ الْخَامِسَۃَ فَاسْتَفْتَحَ قِیْلَ مَنْ

کون ہیں۔ انھوں نے بتایا محمد (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں پوچھا گیا کیا انکو بلایا گیا ہے؟ جبریل نے

هٰذَا قَالَ جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَقَدْ

کہا ہاں۔ تو کہا گیا انھیں مرحبا اور خوش آمدید ہو۔ اور دروازہ کھولدیا گیا۔ پس جب میں ادریس

اُرْسِلَ اِلَیْهِ قَالَ نَعَمْ قِیْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْئُ جَآءَ

علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ تو جبریل نے کہا یہ ادریس ہیں انھیں سلام کیجیے۔ میں نے انھیں سلام کیا

فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا هَارُوْنُ قَالَ هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ

اور انھوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا۔ برادر صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر مجھے اور اوپر

فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ

لے چلے یہاں تک کہ پانچویں آسمان تک پہنچے۔ انھوں نے دروازہ کھولنے کیلئے کہا۔ تو پوچھا گیا کون؟

الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ

انھوں نے کہا میں جبریل ہوں۔ پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہیں انھوں نے بتایا کہ محمد (صلی اللہ

قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ

تعالی علیہ وسلم) ہیں۔ پوچھا گیا کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ تو انھوں نے کہا ہاں۔ اب کہا گیا انھیں مرحبا اور

قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ

خوش آمدید ہو جب میں پانچویں آسمان پر پہنچا تو ہارون علیہ السلام ملے جبریل نے کہا یہ ہارون ہیں

الْمَجِيْءُ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا مُوْسٰى قَالَ هٰذَا مُوْسٰى فَسَلِّمْ

انھیں سلام کیجیے۔ میں نے انھیں سلام کیا اور انھوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر انھوں نے کہا برادر

عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ

صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو پھر مجھے اور اوپر لے گئے یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہنچے۔ جبریل نے

الصَّالِحِ فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَكٰى قِيْلَ لَهٗ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ اَبْكِيْ

دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا کون؟ انھوں نے کہا میں جبریل ہوں پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ

لِاَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِيْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِهٖ

کون ہیں؟ تو انھوں نے بتایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ پوچھا گیا انھیں بلایا گیا ہے تو جبریل نے

أَكْثَرُ مَنْ يَدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِيْ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ

کہا ہاں۔ تو کہا انھیں مرحبا اور خوش آمدید ہو۔ جب میں چھٹے آسمان پر پہنچا تو موسیٰ علیہ السلام ملے تو

فَاسْتَفْتَحَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ

جبریل نے کہا یہ موسیٰ ہیں انھیں سلام کیجئے۔ میں نے انھیں سلام کیا اور انھوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر انھوں

مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا

نے کہا۔ برادر صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو جب میں ان سے آگے بڑھ گیا تو وہ روئے۔ ان سے پوچھا گیا کیوں رو رہے

بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِبْرَاهِيْمُ قَالَ هٰذَا

ہیں۔ تو انھوں نے بتایا۔ میں اس لئے رو رہا ہوں کہ ایک صاحبزادے میرے بعد مبعوث ہوئے جن کی امت سے

أَبُوْكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ قَالَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ قَالَ مَرْحَبًا

جنت میں میری امت سے زیادہ افراد داخل ہونگے۔ پھر مجھے ساتویں آسمان تک لے گئے۔ جبریل نے دروازہ کھولنے کو

بِالْإِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعَتْ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى

کہا پوچھا گیا کون؟ انھوں نے کہا میں جبریل ہوں۔ پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہیں۔ انھوں نے کہا محمد (صلی اللہ

فَإِذَا نَبْقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ

تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں۔ پوچھا گیا۔ کیا انھیں بلانے کیلئے بھیجا گیا تھا۔ انھوں نے کہا۔ ہاں۔ اس نے کہا۔ انھیں مرحبا ہو

قَالَ هٰذِهٖ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ

خوش آمدید ہو۔ جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا تو ابراہیم علیہ السلام ملے انھوں نے کہا یہ آپ کے والد ہیں انھیں

وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ فَقُلْتُ مَا هٰذَانِ يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ أَمَّا

سلام کیجئے۔ تو میں نے انھیں سلام کیا انھوں نے سلام کا جواب دیا۔ انھوں نے کہا فرزند صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو

اَلْبَاطِنَانِ فَنَهَرَانِ فِى الْجَنَّةِ وَاَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ
پھر مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا۔ اس کے پھل ہجر کے مٹکوں کے برابر تھے اور اسکے پتے
وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ ثُمَّ اُتِيْتُ بِاِنَاءٍ
ہاتھی کے کان کے برابر۔ جبرئیل نے کہا۔ یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ پھر میں نے چار نہریں دیکھیں۔ دو باطن
مِنْ خَمْرٍ وَاِنَاءٍ مِّنْ لَبَنٍ وَاِنَاءٍ مِّنْ عَسَلٍ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ
دو ظاہر۔ میں نے پوچھا۔ یہ کیا ہیں اے جبرئیل۔ انھوں نے کہا۔ باطنی دو نہریں جنت میں جاری ہیں
فَقَالَ هِيَ الْفِطْرَةُ اَنْتَ عَلَيْهَا وَاُمَّتُكَ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ
اور ظاہری نہریں نیل و فرات ہیں۔ پھر میرے سامنے بیت المعمور کیا گیا۔ پھر میرے سامنے شراب
الصَّلٰوٰتُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰى
کا ایک برتن ایک دودھ کا برتن اور ایک شہد کا برتن پیش کیا گیا۔ میں نے دودھ لے لیا۔ جبرئیل نے کہا۔
مُوْسٰى فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قَالَ اُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ
یہ فطرت ہے جس پر آپ اور آپ کی امت ہے۔ پھر۔ مجھ پر روزانہ پچاس وقت کی نمازیں فرض
يَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ
کی گئیں۔ اسکے بعد میں واپس ہوا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کے قریب پہنچا۔ انھوں نے
وَاِنِّىْ وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ
پوچھا آپ کو کاہے کا حکم دیا گیا ہے۔ کہا۔ روزانہ پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ انھوں نے
اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِكَ
کہا۔ آپ کی امت روزانہ پچاس وقتوں کی نماز کی استطاعت نہیں رکھتی۔ اور میں بخدا
آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں۔ اور اس سلسلے میں بنی اسرائیل پر بہت سختی

فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّیْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ

کر چکا ہوں۔ اس لئے آپ اپنے رب کی جانب واپس تشریف لے جائیے۔ اور ان سے

فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّیْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ

اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال کیجئے۔ میں واپس حاضر ہوا۔ تو مجھ سے دس معاف فرما دی

مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَاُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوٰاتٍ کُلَّ یَوْمٍ فَرَجَعْتُ

پھر میں موسیٰ کے پاس لوٹ کر آیا تو انھوں نے وہی کہا۔ پھر میں واپس اللہ عزوجل کی بارگاہ

فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَاُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوٰاتٍ کُلَّ یَوْمٍ

میں حاضر ہوا تو دس معاف کر دی۔ پھر میں لوٹ کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ تو انھوں نے

فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِ

وہی کہا۔ پھر میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں لوٹ کر گیا تو اس نے دس کم فرما دی پھر میں موسیٰ علیہ السلام

صَلَوٰاتٍ کُلَّ یَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِیْعُ خَمْسَ صَلَوٰاتٍ

کے پاس لوٹ کر آیا تو انھوں نے وہی کہا۔ پھر میں بارگاہ خداوندی میں واپس ہوا تو مجھے روزانہ

کُلَّ یَوْمٍ وَاِنِّیْ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ

دس نمازوں کا حکم دیا گیا۔ پھر میں لوٹ کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انھوں نے وہی کہا

اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِیْفَ لِاُمَّتِكَ

پھر میں بارگاہ خداوندی میں لوٹ کر گیا تو مجھے روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ پھر

قَالَ سَاَلْتُ رَبِّیْ حَتّٰی اسْتَحْیَیْتُ وَلٰكِنِّیْ اَرْضٰی وَاُسَلِّمُ

میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا تو انھوں نے کہا کہ آپ کو کس بات کا حکم دیا گیا۔

میں نے کہا روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ انھوں نے کہا۔ آپ کی امت روزانہ پانچ

قَالَ فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادٰی مُنَادٍ اَمْضَیْتُ فَرِیْضَتِیْ وَ

نمازوں کی استطاعت نہیں رکھتی اور میں نے آپ سے پہلے لوگوں کو آزمالیا ہے اس سلسلے میں

وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِیْ عہ

بنی اسرائیل پر مجھے بہت سختی کرنی پڑی اسلئے اپنے رب کی بارگاہ میں لوٹیے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال کیجیے۔ انھوں نے کہا میں نے اپنے رب سے سوال کیا اتنا کہ مجھے حیا آتی ہے میں اس پر راضی ہوں اور اسے تسلیم کرتا ہوں۔ حضور نے فرمایا جب میں آگے بڑھا تو ایک ندا دینے والے نے ندا دی۔ میں نے اپنا فرض نافذ کردیا اور اپنے بندوں پر تخفیف کردی۔

حدیث ۲۰۳۷

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے اللہ عزوجل کے اس ارشاد۔

فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِیْۤ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً

ہم نے آپ کو جو جلوہ دکھایا اسے لوگوں کے لئے آزمائش کردی — کی تفسیر

تشریحات ۲۰۳۶

واقعہ معراج کے سلسلے میں جو روایات مختلف آئی ہیں ان کے بعض میں اختصار ہے اور بعض میں تفصیل ہے اور ساری تفصیلات کسی ایک روایت میں مذکور نہیں۔ ان سب روایتوں کا ذکر کرنا اور پھر ان میں تطبیق بید اگرنا بہت طویل ابحاث کا خواہاں ہے۔ اور مجھے اختصار منظور ہے اسلئے ان سے صرف نظر کرتے ہوئے میں آگے بڑھ رہا ہوں۔

تشریحات ۲۰۳۷

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کا یہ قول اس کی دلیل ہے کہ معراج بیداری میں جسم کے ساتھ ہوئی تھی۔ رویا جس طرح رویت قلبی کے معنی میں مستعمل ہے اسی طرح رویت بصری کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ یعنی اس کے معنی

عہ بدء الخلق باب ذکر الملئکۃ ص۴۵۵ الانبیاء باب قولہ ذکر رحمۃ ربک عبدہ زکریا ص۴۸۸

لِلنَّاسِ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ اُرِيَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

یہ مروی ہے کہ اس سے آنکھ سے دیکھنا مراد ہے جسے اس رات دکھایا گیا تھا جب

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً اُسْرِيَ بِهٖ اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ

حضور بیت المقدس تک تشریف لے گئے تھے۔ کہا۔ قرآن میں شجرہ

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِى الْقُرْاٰنِ هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ عہ

ملعونہ سے مراد تھوہڑ کا درخت ہے۔

بَابُ وُفُوْدِ الْاَنْصَارِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

انصار کا مکہ معظمہ میں نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

بِمَكَّةَ وَبَيْعَةِ الْعَقَبَةِ صنہ ۵۵۰

ہونا۔ اور بیعۃ عقبہ کا بیان۔

جاننے کے بھی ہیں اور آنکھ سے دیکھنے کے بھی۔ اور خواب کے معنی میں بھی آتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس ارشاد میں ھی رؤیا عین یہ آنکھ سے دیکھنا تھا۔ اس کی دلیل ہے کہ آیت مبارکہ میں رؤیا سے مراد خواب نہیں بلکہ جاگتے ہوئے چشم سر سے دیکھنا مراد ہے۔

تشریح ہجرت سے قبل انصار کرام کی نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جمرۃ العقبہ کے قریب گھاٹی میں جہاں مسجد بنی ہوئی ہے تین بار ملاقاتیں ہوئی تھیں۔ جس کی تفصیل جلد اول میں گزر چکی ہے۔

عہ کتاب التفسیر باب قولہ وما جعلنا الرؤیا اللتی اریناک صنہ ۶۸۶ کتاب القدر باب قولہ وما جعلنا الرؤیا اللتی اریناک الافتنۃ للناس صنہ ۹۷۸ ترمذی تفسیر، نسائی تفسیر۔

حدیث ۲۰۳۸

قَالَ جَابِرٌ اَنَا وَاَبِیْ وَخَالِیْ مِنْ اَصْحَابِ الْعَقَبَۃِ

حضرت جابر نے فرمایا میں اور میرے باپ اور میرے ماموں اصحاب عقبہ میں سے ہیں۔

حدیث ۲۰۳۹

عَنِ الصُّنَابِحِیِّ عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّہٗ قَالَ اِنِّیْ مِنَ النُّقَبَاۗءِ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَایَعْنَاہُ عَلٰی اَنْ لَّا نُشْرِکَ بِاللّٰہِ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ میں ان نقیبوں میں سے ہوں جنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کی اور فرمایا ہم نے جنت کے عوض حضور سے بیعت کی اس بات پر کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک

تشریحات ۲۰۳۸

اور نسخوں میں خالی کے بجائے خالایَ تثنیہ ہے یعنی میرے دونوں ماموں بھی شریک تھے۔ ان سے مراد ثعلبہ اور عمرو ہیں یہ دونوں عقبۂ ثانیہ کے موقع پر حاضر تھے۔ بخاری ہی میں سفیان بن عیینہ کا قول یہ نقل کیا ہے کہ ان میں سے ایک براء ابن معرور تھے یہ حضرت جابر کے ماموں نہیں تھے لیکن علامہ کرمانی اور علامہ عسقلانی نے فرمایا کہ یہ حضرت جابر کی والدہ کے رشتے داروں میں سے ہیں اسلئے مجازًا ان کو ماموں کہنا درست ہے۔ حضرت براء بن معرور انصار کے پہلے وہ خوش نصیب انسان ہیں جو مشرف باسلام ہوئے اور پہلے وہ شخص ہیں جنھوں نے عقبۂ ثانیہ کے موقع پر بیعت کی اور انصار کے پہلے وہ فرد ہیں جنھوں نے کعبہ کی طرف منھ کر کے نماز پڑھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ تشریف لانے سے ایک ماہ قبل وفات پا گئے تھے۔

تشریحات ۲۰۳۹

اس حدیث کے ہم معنی مفصل حدیث جلد اول کتاب العلم میں گزر چکی ہے وہیں اس پر مفصل کلام بھی مذکور ہے۔ بعض نسخوں میں ولا نقضی کے بجائے لا نقضی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم کسی کے بارے میں قطعی حکم نہیں لگائیں گے کہ

شَيْئًا وَّلَا نَزْنِيْ وَلَا نَسْرِقُ وَلَا نَقْتُلُ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا

نہ کریں گے اور نہ زنا کریں گے اور نہ چوری کریں گے اور نہ اسے قتل کریں گے اللہ نے جس کی حرمت رکھی ہے مگر

بِالْحَقِّ وَلَا نَنْتَهِبُ وَلَا نَعْصِيْ بِالْجَنَّةِ اِنْ فَعَلْنَا ذٰلِكَ فَاِنْ

حق کے ساتھ اور نہ لوٹیں گے نہ نافرمانی کریں گے اسکی جزا جنت ہے اگر ہم نے یہ کیا تو۔ اور اگر ہم سے ان

غَشِيْنَا مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَاءُ ذٰلِكَ اِلَى اللّٰهِ ع۱

میں سے کسی چیز کا ارتکاب کیا تو اس کا فیصلہ اللہ پر ہے

بَابُ تَزْوِيْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ وَقُدُوْمُهَا الْمَدِيْنَةَ وَبِنَاءِهِ بِهَا ص۵۵۱

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ سے نکاح کرنا اور حضور کا مدینہ تشریف لانا اور حضرت عائشہ سے زفاف کرنا

حدیث ۲۰۴۰

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ تَزَوَّجَنِي

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ فَقَدِمْنَا

نے شادی کی اور میں چھ سال کی تھی اس کے بعد ہم مدینہ

الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْنَا فِيْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَوُعِكْتُ فَتَمَرَّقَ

آئے۔ اور بنی حارث بن خزرج میں اترے۔ مجھے بخار آگیا جس سے میرا بال جھڑ گیا

وہ جنتی ہے اس تقدیر پر بالجنۃ متعلق ہے نقضی کے اور لا نعصی والے نسخے کی بنا پر بالجنۃ متعلق ہے بایعناہ کے۔ مطلب یہ ہوا کہ ہم نے بیعت کی کہ یہ سب کام ہم نہیں کرینگے تاکہ اسکے عوض ہم کو جنت ملے

ع۱ ثانی دیات باب قول اللہ ومن احیاہا ص ۱۰۱۵ مسلم حدود

WWW.NAFSEISLAM.COM

شَعْرِیْ فَوْفٰی جُمَیْمَۃً فَاَتَتْنِیْ اُمِّیْ اُمُّ رُوْمَانَ وَاِنِّیْ لَفِیْ اُرْجُوْحَۃٍ وَمَعِیْ

البتہ کانوں کے اوپر کے بال بڑھ گئے تھے۔ میری ماں ام رومان میرے پاس آئیں اور میں

صَوَاحِبُ لِیْ فَصَرَخَتْ بِیْ فَاَتَیْتُھَا مَا اَدْرِیْ مَا تُرِیْدُ بِیْ فَاَخَذَتْ

جھولے میں تھی اور میرے ساتھ میری سہیلیاں تھیں میری ماں نے مجھے پکارا میں انکے پاس آئی میں

بِیَدِیْ حَتّٰی اَوْقَفَتْنِیْ عَلٰی بَابِ الدَّارِ وَاِنِّیْ لَاُنْھِجُ حَتّٰی سَکَنَ

نہیں جانتی تھی کہ وہ کیا چاہتی ہیں انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور لیکر چلیں یہاں تک کہ گھر کے دروازے پر کھڑا کیا

بَعْضُ نَفَسِیْ ثُمَّ اَخَذَتْ شَیْئًا مِّنْ مَّاءٍ فَمَسَحَتْ بِهٖ وَجْھِیْ

اور میں بہت تیز تیز سانس لے رہی تھی پھر کچھ میرا سانس درست ہوا میری ماں نے پانی لیکر میرے چہرے اور سر کو

وَرَاْسِیْ ثُمَّ اَدْخَلَتْنِی الدَّارَ فَاِذَا نِسْوَۃٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فِی الْبَیْتِ

دھویا پھر مجھے گھر کے اندر کر دیا۔ جہاں انصار کی کچھ عورتیں تھیں انھوں نے کہا خیر و برکت پہ آو

فَقُلْنَ عَلَی الْخَیْرِ وَالْبَرَکَۃِ وَعَلٰی خَیْرِ طَائِرٍ فَاَسْلَمَتْنِیْ اِلَیْھِنَّ

اور اچھے نصیبہ پر آو میری ماں نے مجھے ان عورتوں کے حوالہ کر دیا ان عورتوں نے

فَاَصْلَحْنَ مِنْ شَاْنِیْ فَلَمْ یَرُعْنِیْ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

میرا بناؤ سنگار کیا۔ مجھے کسی چیز نے نہیں گھبرایا سوائے اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ضُحًی فَاَسْلَمْنَنِیْ اِلَیْهِ وَاَنَا یَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِیْنَ عہ

علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور یہ چاشت کا وقت تھا ان عورتوں نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا اسوقت میں نو سال کی تھی

عہ نسائی کتاب النکاح باب نکاح الرجل ولدہ الصغار ص۷۷۱ باب الدعاء للنساء اللاتی یھدین ص۷۷۵ باب البناء بالنھار باب من بنی بامرأۃ وھی بنت تسع سنین ص۷۷۵ ابن ماجہ نکاح

حدیث ۲۰۴۱

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی
ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی
اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَھَا اُرِیْتُکِ فِی الْمَنَامِ مَرَّتَیْنِ اَرٰی اَنَّکِ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا مجھے خواب میں تجھے دو بار دکھلایا گیا میں نے تم کو
فِیْ سَرَقَۃٍ مِنْ حَرِیْرٍ وَیَقُوْلُ ھٰذِہٖ اِمْرَأَتُکَ فَاکْشِفُ عَنْھَا
دیکھا ریشمی کپڑے کے ٹکڑے میں اور کہنے والا کہتا ہے کہ یہ آپکی زوجہ ہیں اب میں اسے کھولتا
فَاِذَا ھِیَ اَنْتِ فَاَقُوْلُ اِنْ یَّکُ ھٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ یُمْضِہٖ
ہوں تو وہ تم ہو میں کہتا ہوں اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو تو ہو کر رہے گا۔

حدیث ۲۰۴۲

عَنْ ھِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ تُوُفِّیَتْ خَدِیْجَۃُ
حضرت عروہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ آنے سے تین سال
قَبْلَ مَخْرَجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ بِثَلٰثِ سِنِیْنَ فَلَبِثَ سَنَتَیْنِ
قبل خدیجہ کی وفات ہوگئی دو سال یا دو سال کے قریب حضور یونہی رہے اور عائشہ
اَوْ قَرِیْبًا مِنْ ذَالِکَ وَنَکَحَ عَائِشَۃَ وَھِیَ بِنْتُ سِتِّ سِنِیْنَ ثُمَّ بَنٰی بِھَا وَھِیَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِیْنَ
سے نکاح کیا جبکہ وہ چھ سال کی تھیں پھر ان کے ساتھ زفاف کیا جب کہ وہ نو سال کی ہوگئیں

WWW.NAFSEISLAM.COM

تشریحات ۲۰۴۲

صحیح یہ ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات سنہ ۱۰ نبوی کے رمضان میں ہوئی ہے اور ہجرت کے ایک سال قبل حضرت عائشہ سے نکاح ہوا اور واقعۂ بدر کے بعد شوال ۲ھ میں زفاف ہوا۔ نیز یہ کہ حضرت عائشہ سے نکاح کے قبل حضرت سودہ سے نکاح فرمایا تھا۔

ع ثانی نکاح باب النظر الی المرأۃ قبل التزویج صفحہ ۷۶۸ ثانی نکاح باب نکاح الابکار صفحہ ۷۶۰
کتاب التعبیر باب کشف المرأۃ فی المنام صفحہ ۱۰۳۸ باب الحریر فی المنام صفحہ ۱۰۳۸

بَابُ هِجْرَةِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ ص ۵۵۵

بنی صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی مدینے کی جانب ہجرت

حدیث ۲۰۴۳

قَالَ هِشَامٌ فَاَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی
عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہوئے خبر دی
عَنْهَا اَنَّ سَعْدًا قَالَ اللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ لَيْسَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَیَّ
کہ سعد بن معاذ نے کہا اے اللہ تو جانتا ہے کہ مجھے تیری راہ میں ان لوگوں سے جہاد کرنے سے
اَنْ اُجَاهِدَهُمْ فِيْكَ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوْا رَسُوْلَكَ وَاَخْرَجُوْهُ اَللّٰهُمَّ
زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں جنھوں نے تیرے رسول کو جھٹلایا اور انھیں گھر سے نکالا اے اللہ
فَاِنِّیْ اَظُنُّ اَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ
میں گمان کرتا ہوں کہ تو نے ہمارے اور ان کے درمیان سے لڑائی اٹھا دی

حدیث ۲۰۴۴

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَاَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ
ابن شہاب نے کہا۔ کہ مجھے سراقہ بن مالک بن جعشم کے بھتیجے
مَالِكٍ الْمُدْلِجِیُّ وَهُوَ ابْنُ اَخِیْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ
عبد الرحمٰن بن مالک مدلجی نے خبر دی کہ ان کے والد نے بتایا

تشریحات ۲۰۴۳

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اس وقت عرض کیا تھا جب انھیں اپنی زندگی سے مایوسی ہوگئی تھی۔ گزر چکا کہ غزوۂ خندق کے موقع پر انکی شہ رگ میں ایک تیر لگا تھا علاج کی ہر چند کوشش ہوئی مگر زخم مندمل نہ ہوسکا۔ بالآخر اسی میں وہ واصل بحق ہوگئے۔ یہاں قوم سے مراد قریش ہیں۔ جیسا کہ بطریق ابان بن یزید کی روایت میں تصریح ہے جو اس حدیث کے متصل مذکور ہے۔ نیز مغازی میں اس کے بعد حضرت سعد کا یہ جملہ مذکور ہے وَاِنْ كَانَ بَقِیَ مِنْ حَرْبِ قُرَيْشٍ شَیْءٌ فَاَبْقِنِیْ لَهُمْ حَتّٰی اُجَاهِدَهُمْ فِيْكَ وَاِنْ كُنْتَ وَضَعْتَ الْحَرْبَ اگر قریش کی لڑائی سے کچھ باقی ہے تو مجھے بھی ان کیلئے باقی رکھ یہاں تک کہ میں ان سے تیری راہ میں جہاد کروں

أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُرَاقَةَ بْنَ جُعْشُمٍ يَقُولُ جَاءَنَا رُسُلُ
کہ انھوں نے سراقہ بن جشم سے سنا کہ ہمارے پاس کفار قریش کے قاصد
كُفَّارِ قُرَيْشٍ يَجْعَلُوْنَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
آئے کہ انھوں نے اس شخص کو جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر کو قتل
وَأَبِيْ بَكْرٍ دِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا لِمَنْ قَتَلَهُ أَوْ أَسَرَهُ فَبَيْنَمَا
کردے یا گرفتار کرے، پوری دیت دیں گے ۔ (سو اونٹ) ۔ اپنی قوم بنی مدلج
أَنَا جَالِسٌ فِيْ مَجْلِسٍ مِّنْ مَجَالِسِ قَوْمِيْ بَنِيْ مُدْلِجٍ أَقْبَلَ
کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا ۔ کہ ان میں سے ایک شخص آیا ۔ جو ہمارے
رَجُلٌ مِّنْهُمْ حَتّٰى قَامَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوْسٌ فَقَالَ يَا سُرَاقَةُ
پاس کھڑا ہوگیا ۔ اور ہم بیٹھے ہی رہے ۔ اس نے کہا ۔ اے سراقہ ! میں نے
إِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ آنِفًا أَسْوِدَةً بِالسَّاحِلِ أُرَاهَا مُحَمَّدًا وَّ
ابھی ساحل پر کچھ لوگوں کو دیکھا ہے میں گمان کرتا ہوں کہ وہ محمد اور ان کے ساتھی
أَصْحَابَهُ قَالَ سُرَاقَةُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ هُمْ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُمْ
ہیں ۔ سراقہ نے کہا ۔ میں تو سمجھ گیا کہ یہ وہی لوگ ہیں ۔ لیکن اس سے میں نے کہا ۔
لَيْسُوْا بِهِمْ وَلٰكِنَّكَ رَأَيْتَ فُلَانًا وَّفُلَانًا انْطَلَقُوْا بِأَعْيُنِنَا ثُمَّ
یہ وہ لوگ نہیں ۔ لیکن تو نے فلاں اور فلاں کو دیکھا ہوگا ۔ جو ہمارے سامنے گئے ہیں ۔ پھر
لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ سَاعَةً ثُمَّ قُمْتُ فَدَخَلْتُ فَأَمَرْتُ
میں وہاں تھوڑی دیر رکا رہا پھر کھڑا ہوگیا ۔ اور گھر کے اندر گیا ۔ میں نے اپنی لونڈی کو

جَارِيَتِي اَنْ تَخْرُجَ بِفَرَسِي وَهِيَ مِنْ وَرَاءِ اَكَمَةٍ فَتَحْبِسَهَا عَلَيَّ

حکم دیا کہ میرا گھوڑا لے کر چل اور یہ ٹیلے کے پیچھے ہے اسے روکے رہنا۔ اور میں نے

وَاَخَذْتُ رُمْحِي فَخَرَجْتُ بِهِ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ فَخَطَطْتُ بِزُجِّهِ

اپنا نیزہ لیا۔ اور گھر کی پچھیت سے نکلا۔ زمین پر اس کی انی سے خط کھینچتا جاتا۔ اس

الْاَرْضَ وَخَفَضْتُ عَالِيَهُ حَتّٰى اَتَيْتُ فَرَسِي فَرَكِبْتُهَا فَرَفَعْتُهَا

کے اوپری حصہ کو نیچے کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ اپنے گھوڑے کے پاس آیا اور اس پر سوار ہوا

تُقَرِّبُ بِي حَتّٰى دَنَوْتُ مِنْهُمْ فَعَثَرَتْ بِي فَرَسِي فَخَرَرْتُ عَنْهَا

اور اسے سرپٹ دوڑایا۔ یہاں تک کہ میں ان کے نزدیک پہونچ گیا۔ تو میرا گھوڑا پھسل گیا اور میں گر پڑا

فَقُمْتُ فَاَهْوَيْتُ يَدِي اِلٰى كِنَانَتِي فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهَا الْاَزْلَامَ

اٹھ کر اپنے ترکش سے تیر نکالا کہ فال نکالوں۔ میں نے یہ فال نکالنی چاہی کہ ان لوگوں کو نقصان پہونچا

فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا اَضُرُّهُمْ اَمْ لَا فَخَرَجَ الَّذِي اَكْرَهُ فَرَكِبْتُ فَرَسِي وَ

سکوں گا کہ نہیں۔ تو فال وہ نکلی جو مجھے ناپسند تھی۔ مگر میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور فال کی نافرمانی

عَصَيْتُ الْاَزْلَامَ تُقَرِّبُ بِي حَتّٰى اِذَا سَمِعْتُ قِرَاءَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

کی۔ گھوڑے کو سرپٹ دوڑانے لگا۔ یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تلاوت

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ وَاَبُوْبَكْرٍ يُكْثِرُ الْاِلْتِفَاتَ

کی آواز سنی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی طرف دیکھ نہیں رہے تھے اور ابوبکر بکثرت ادھر ادھر دیکھتے

سَاخَتْ يَدَا فَرَسِي فِي الْاَرْضِ حَتّٰى بَلَغَتَا الرُّكْبَتَيْنِ فَخَرَرْتُ

تھے۔ کہ میرے گھوڑے کے اگلے دونوں پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے۔ میں گھوڑے سے گر پڑا۔

عَنْهَا ثُمَّ زَجَرْتُهَا فَنَهَضَتْ فَلَمْ تَكَدْ تُخْرِجُ يَدَيْهَا فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَائِمَةً

میں نے اسے ڈانٹا۔ وہ کھڑے ہونے کی کوشش کرنے لگا۔ بمشکل اپنے پاؤں کو نکالا جب وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔

إِذَا الْأَثَرُ يَدَيْهَا غُبَارٌ سَاطِعٌ فِي السَّمَاءِ مِثْلَ الدُّخَانِ فَاسْتَقْسَمْتُ

تو اس کے پاؤں سے آسمان میں بلند ہوتا ہوا ایک غبار اٹھا دھوئیں کے مثل۔ پھر میں نے پانسے کی

بِالْأَزْلَامِ فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ فَنَادَيْتُهُمْ بِالْأَمَانِ فَوَقَفُوا فَرَكِبْتُ

تیروں سے فال نکالی۔ اب پھر فال وہی نکلی جو مجھے ناپسند تھی۔ میں نے پکار کر ان سے امان مانگی۔ اب وہ

فَرَسِي حَتَّى جِئْتُهُمْ وَوَقَعَ فِي نَفْسِي حِينَ لَقِيتُ مَا لَقِيتُ مِنَ

لوگ کھڑے ہو گئے۔ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور ان کے پاس حاضر ہوا اس واقعے سے میرے جی میں

الْحَبْسِ عَنْهُمْ أَنْ سَيَظْهَرُ أَمْرُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ

یہ بات آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت جلد غالب آئیں گے۔ میں نے خدمت اقدس میں

وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَعَلُوا فِيكَ الدِّيَةَ وَأَخْبَرْتُهُمْ

عرض کیا کہ آپ کی قوم نے آپ کے معاملے میں دیت مقرر کر دی ہے۔ اور میں نے ان لوگوں کو لوگوں

أَخْبَارَ مَا يُرِيدُ النَّاسُ بِهِمْ وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الزَّادَ وَالْمَتَاعَ

کے ارادوں کی خبریں دیں۔ اور انکی خدمت میں زاد راہ اور سامان پیش کیا۔ انھوں نے نہیں قبول کیا

فَلَمْ يَرْزَآنِي وَلَمْ يَسْأَلَانِي إِلَّا أَنْ قَالَ أَخْفِ عَنَّا فَسَأَلْتُهُ أَنْ

اور نہ مجھ سے کچھ سوال کیا۔ سوائے اس کے کہ فرمایا۔ ہمارے معاملے کو چھپائے رکھنا۔ میں نے حضور سے

يَكْتُبَ لِي كِتَابَ أَمْنٍ فَأَمَرَ عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ فَكَتَبَ لِي فِي رُقْعَةٍ

عرض کیا۔ کہ میرے لئے امان کی سند لکھ دیں۔ حضور نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا۔ تو انھوں نے چمڑے کے ٹکڑے پر

مِنْ أَدِيمٍ ثُمَّ مَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ——

لکھ دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگے تشریف لے گئے ——

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ

ابن شہاب نے کہا۔ کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقِیَ الزُّبَیْرَ فِیْ رَکْبٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ

کی زبیر سے ملاقات ہوئی — شام سے لوٹنے والے مسلمانوں کے ایک کاروان تجارت میں۔

کَانُوْا تُجَّارًا قَافِلِیْنَ مِنَ الشَّامِ فَکَسَا الزُّبَیْرُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

تو زبیر نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابو بکر کو سفید کپڑے پہنائے۔ مدینہ کے مسلمانوں

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَکْرٍ ثِیَابَ بَیَاضٍ وَسَمِعَ الْمُسْلِمُوْنَ بِالْمَدِیْنَۃِ

نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ سے نکل چکے ہیں۔ تو یہ لوگ روزانہ صبح کو حرہ

بِمَخْرَجِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّکَّۃَ فَکَانُوْا

تک جاکر انتظار کرتے یہاں تک کہ دوپہر کی گرمی انھیں لوٹاتی

یَغْدُوْنَ کُلَّ غَدَاۃٍ اِلَی الْحَرَّۃِ فَیَنْتَظِرُوْنَہٗ حَتّٰی یَرُدَّھُمْ حَرُّ الظَّھِیْرَۃِ

طویل انتظار کے بعد ایک دن یہ لوگ لوٹ کر اپنے گھروں

فَانْقَلَبُوْا یَوْمًا بَعْدَ مَا اَطَالُوْا انْتِظَارَھُمْ فَلَمَّا اَوَوْا اِلٰی بُیُوْتِھِمْ اَوْفٰی

میں آچکے تھے کہ ایک یہودی کسی ٹیلہ پر چڑھا۔ کسی اپنی ضرورت

رَجُلٌ مِّنْ یَّھُوْدَ عَلٰی اُطُمٍ مِّنْ اٰطَامِھِمْ لِاَمْرٍ یَّنْظُرُ اِلَیْہِ فَبَصُرَ بِرَسُوْلِ

سے۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِہٖ مُبَیَّضِیْنَ یَزُوْلُ بِھِمُ السَّرَابُ

اور حضور کے ہمراہیوں کو سفید کپڑا پہنے ہوئے آتے دیکھا۔ تو یہودی بے اختیار اپنی بلند آواز

فَلَمْ یَمْلِکِ الْیَھُوْدِیُّ اَنْ قَالَ بِاَعْلٰی صَوْتِہٖ یَا مَعَاشِرَ الْعَرَبِ

سے پکار اٹھا۔ اے اہل عرب! یہ تمہارے پیشوا آگئے

ھٰذَا جَدُّکُمُ الَّذِیْ تَنْتَظِرُوْنَ فَثَارَ الْمُسْلِمُوْنَ اِلَی السِّلَاحِ فَتَلَقَّوْا

جن کا تم انتظار کرتے تھے یہ سنتے ہی مسلمان ہتھیاروں کی طرف لپکے

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِظَہْرِ الْحَرَّۃِ نَعَدَلَ بِہِمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حرہ کے ابتدائی حصہ میں آکر ملے ۔ رسول اللہ صلی اللہ

حَتّٰی نَزَلَ بِہِمْ فِیْ بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَ ذَالِکَ یَوْمُ الْاِثْنَیْنِ مِنْ

تعالیٰ علیہ وسلم داہنی طرف مڑ گئے ۔ اور بنی عمرو بن عوف میں اترے ۔ اور یہ ربیع الاول کے مہینے میں دوشنبہ

شَہْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ فَقَامَ اَبُوْبَکْرٍ لِلنَّاسِ وَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

کو ہوا ۔ ابو بکر لوگوں سے ملاقات کے لئے کھڑے رہے ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَامِتًا فَطَفِقَ مَنْ جَاءَ مِنَ الْاَنْصَارِ مِمَّنْ لَمْ یَرَ رَسُوْلَ اللّٰہِ

خاموش بیٹھے رہے ۔ انصار میں سے جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا نہیں تھا ۔

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحَیِّیْ اَبَابَکْرٍ حَتّٰی اَصَابَتِ الشَّمْسُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

وہ ابو بکر کے پاس آتے ۔ یہاں تک کہ دھوپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پڑنے لگی ۔ تو ابو بکر نے

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ اَبُوْبَکْرٍ حَتّٰی ظَلَّلَ عَلَیْہِ بِرِدَائِہٖ فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُوْلَ

اپنی چادر سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سایہ کر دیا ۔ اس وقت لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَالِکَ فَلَبِثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی

تعالیٰ علیہ وسلم کو پہچانا ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنی عمرو بن عوف

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشْرَۃَ لَیْلَۃً وَ

میں دس دن سے کچھ زیادہ قیام فرمایا اور اس مسجد کی بنیاد رکھی

اُسِّسَ الْمَسْجِدَ الَّذِیْ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی وَصَلّٰی فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

جس کی بنیاد تقوے پر ہے ۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَکِبَ رَاحِلَتَہٗ فَسَارَ یَمْشِیْ مَعَہُ النَّاسُ حَتّٰی

پڑھا ۔ اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہوئے اور مدینہ کی طرف چلے ۔ لوگ حضور کے ساتھ پیدل

بَرَكَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ

ساتھ بولے۔ یہاں تک کہ اونٹنی مدینے میں مسجد نبوی کے پاس بیٹھ گئی۔ اس وقت

وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْهِ يَوْمَئِذٍ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَكَانَ مِرْبَدًا لِلتَّمْرِ

اس جگہ کچھ مسلمان نماز پڑھا کرتے تھے۔ یہ زمین دو یتیم بچے سہیل اور

لِسُهَيْلٍ وَسَهْلٍ غُلَامَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِيْ حَجْرِ اَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ

سہل کے چھوہاروں کے سکھانے کی جگہ تھی۔ یہ دونوں بچے

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَرَكَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ هٰذَا اِنْ شَاءَ

اسعد بن زرارہ کی پرورش میں تھے۔ جب وہاں حضور کی اونٹنی بیٹھ گئی تو رسول اللہ

اللّٰهُ الْمَنْزِلُ ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغُلَامَيْنِ فَسَاوَمَهُمَا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ ان شاء اللہ ہمارے قیام کی جگہ ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

بِالْمِرْبَدِ لِيَتَّخِذَهٗ مَسْجِدًا فَقَالَا بَلْ نَهَبُهٗ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَبٰى رَسُوْلُ

نے ان دونوں بچوں کو بلایا۔ اور ان سے اس زمین کو مسجد بنانے کے لئے خریدنے کی

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقْبَلَهٗ مِنْهُمَا هِبَةً حَتّٰى ابْتَاعَهٗ مِنْهُمَا ثُمَّ

بات چیت کی۔ تو ان دونوں نے کہا۔ ہم قیمت نہیں لیں گے بلکہ ہم آپ کو یا رسول اللہ نذر کرتے

بَنَاهُ مَسْجِدًا وَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ اللَّبِنَ

ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بطور ہبہ لینے سے انکار فرمایا۔ اس کو ان دونوں سے

فِيْ بُنْيَانِهٖ وَيَقُوْلُ وَهُوَ يَنْقُلُ اللَّبِنَ هٰذَا الْحِمَالُ لَا حِمَالَ خَيْبَرَ ۞

خریدا۔ پھر وہاں مسجد بنائی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ اینٹ

ڈھو کر لاتے اور اس کی بنیاد میں رکھتے۔ اینٹ ڈھوتے وقت یہ فرماتے۔ یہ بوجھ خیبر کا بوجھ نہیں۔

هٰذَا اَبَرُّ رَبَّنَا وَاَطْهَرُ ۔ وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْاَجْرَ اَجْرُ

یہ ہمارے رب کی بارگاہ میں زیادہ نیک کام اور پاک ہے ۔ اور کہتے ۔ اے اللہ بیشک اجر آخرت کا اجر

الْاٰخِرَةِ ؛ فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ فَتَمَثَّلَ بِشِعْرِ رَجُلٍ مِّنَ

ہے ۔ انصار اور مہاجرین پر رحم فرما ۔ حضور نے مسلمانوں میں سے کسی کا شعر پڑھا ۔

الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يُسَمَّ لِيْ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلَمْ يَبْلُغْنَا فِي الْاَحَادِيْثِ اَنَّ رَسُوْلَ

جس کا نام مجھ سے نہیں بیان کیا گیا ۔ ابن شہاب نے کہا ۔ احادیث میں ہم تک نہیں پہونچا کہ رسول اللہ صلی اللہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَثَّلَ بِبَيْتِ شِعْرٍ تَامٍّ غَيْرِ هٰذِهِ الْاَبْيَاتِ ۔

تعالی علیہ وسلم نے ان اشعار کے علاوہ کبھی کوئی پورا شعر پڑھا ہو ۔

تشریحات ۲۰۴۴

سراقہ بن مالک بن جعشم : ۔ حضرت سراقہ کے باپ کا نام مالک ہے یا جعشم ۔ دونوں اقوال ہیں ۔ مشہور یہی ہے کہ یہ مالک کے بیٹے ہیں ۔ لیکن یہاں بخاری میں عبد الرحمن بن مالک کے بارے میں جو یہ فرمایا ۔ وھو ابن اخی سراقۃ بن مالک ۔ یہ اس پر دلیل ہے کہ سراقہ جعشم کے لڑکے ہیں ۔ جیساکہ ابوذر کے علاوہ بقیہ روایتوں میں مالک کے حذف کے ساتھ ۔ وھو ابن اخی سراقۃ بن جعشم ۔ اور عبد الرحمن سراقہ بن جعشم کے بھتیجے تھے ۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ سراقہ اور مالک بھائی تھے ۔ اور جعشم کے لڑکے ۔ علامہ عینی نے اسی کو معتمد فرمایا ۔ اگرچہ مشہور یہی ہے کہ مالک کے لڑکے ہیں ۔ غزوہ طائف کے بعد جب حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جعرانہ میں مقیم تھے مشرف باسلام ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد خلافت تک باحیات رہے ۔ سنہ ۲۴ھ میں واصل بحق ہوئے ۔

فرفعتھا گھوڑوں کی رفتار کی ایک قسم مرفوع ہے اور دوسری قسم موضوع ۔ اور تیسری قسم عدو ۔ موضوع معتاد چال کو کہتے ہیں ۔ اور مرفوع اس سے کچھ تیز کو ۔ اور عدو پوری قوت سے دوڑنے کو ۔ مراد یہ ہے کہ گھوڑے کو تیز دوڑایا ۔

تقریب لی معتاد چال اور دوڑنے کے درمیان کی رفتار کو تقریب کہتے ہیں ۔ اس طرح کہ گھوڑا اپنے اگلے دونوں پاؤں ایک ساتھ اٹھائے اور ایک ساتھ رکھے ۔ جسے اردو میں سرپٹ کہتے ہیں ۔ غالبا تقریب اور مرفوع ایک ہی قسم کی چال کا نام ہے ۔

لہ زرقانی جلد اول ص۳۴۶

حدیث ۲۰۴۵

عَنْ اَبِی اِسْحٰق قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ لَمَّا اَقْبَلَ

حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ کی طرف چلے تو حضور کا

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ تَبِعَہٗ سُرَاقَۃُ بْنُ مَالِکِ بْنِ جُعْشُمٍ فَدَعَا

سراقہ بن مالک بن جعشم نے پیچھا کیا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے خلاف دعا کی تو اس کا

عَلَیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاخَتْ بِہٖ فَرَسُہٗ قَالَ ادْعُ اللّٰہَ لِیْ وَلَا اَضُرُّکَ فَدَعَا لَہٗ۔

گھوڑا اسکو لیکر زمین میں دھنس گیا تو اس نے کہا میری خلاصی کیلئے اللہ سے دعا کیجئے اور میں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا تو حضور نے اس کی خلاصی کی دعا کی

ساخت ید افرسی بخاری میں یہ ہے کہ گھوڑے کے اگلے پاؤں گھٹنے تک زمین میں دھنس گئے۔ لیکن بزار اور اسمٰعیلی کی روایت میں ہے کہ گھوڑا پیٹ تک دھنس گیا تھا۔ اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ سراقہ منہ کے بل گر گئے تھے۔ یہ واقعہ قدید سے نکلنے کے بعد سہ شنبہ کو ہوا تھا[1]

مدارج[2] میں ہے کہ میں ان لوگوں کے اتنے قریب ہو گیا کہ ایک دو نیزے سے زیادہ کا فاصلہ نہیں تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری طرف نگاہ کی اور یہ دعا کی۔ اللھم اکفناشرہ بما شئت۔ اے اللہ جیسے چاہے اس کے شر سے ہمیں بچا کر گھوڑے کے چاروں پاؤں زانو تک زمین میں دھنس گئے۔

اسی موقع پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سراقہ سے فرمایا تھا کہ تیرا کیا حال ہوگا جب تو کسریٰ کے کنگن پہنے گا۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں کسریٰ کے کنگن اور تاج کمربند مال غنیمت میں حاضر ہوئے۔ تو سراقہ کو بلایا۔ اور انھیں پہنایا۔ اور حکم دیا کہ ہاتھوں کو اٹھا کر یہ کہو۔ الحمد للہ الذی سلبھما کسریٰ بن ھرمز والبسھما سراقۃ الاعرابی۔ اس اللہ کے لئے حمد ہے جس نے ان دونوں کو کسریٰ بن ہرمز سے چھینا اور سراقہ دیہاتی کو پہنایا[3]

سیظہر امر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے ثابت ہوا کہ حضرت سراقہ کے دل میں اسی وقت ایمان کی کرن پہونچ چکی تھی۔ علاوہ ازیں ایک دفعہ انھوں نے ابو جہل کو مخاطب کر کے کہا تھا۔[4]

اباحکم واللہ لوکنت شاھدا ٭ لامر جوادی اذ تسوخ قوائمہ
اے ابو حکم اگر تم اس وقت موجود ہوتے جب میرے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے تھے
علمت ولم تشکک بان محمدا ٭ رسول ببرھان فمن ذا یقاومہ
تو جان لیتے اور شک نہ کرتے کہ محمد رسول ہیں برہان کے ساتھ۔ ان کی مزاحمت کون کر سکتا ہے

---

[1] زرقانی جلد اول ص ۳۴۸ [2] مدارج النبوۃ جلد ثانی ص ۶۲ [3] اصابہ جلد ثانی ص ۱۹ [4] ایضاً

حدیث ۲۰۴۶

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ عبد اللہ بن زبیر کے
عَنْهَا أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ فَأَتَيْتُ
ساتھ حاملہ تھیں انھوں نے کہا میں مکہ سے نکلی اس حالت میں کہ میرے دن پورے تھے میں
الْمَدِينَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَاءٍ فَوَلَدْتُهُ بِقُبَاءٍ ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
مدینہ آئی اور قبا میں اتری اور وہیں عبد اللہ پیدا ہوئے پھر میں انکو لے کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرِهِ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيهِ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ
کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے انکو حضور کی گود میں رکھا پھر حضور نے ایک چھوہارا منگایا اسے چبایا پھر
دَخَلَ جَوْفَهُ رِيقُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ ثُمَّ دَعَا
انکے منھ میں اسے ڈالا پہلی چیز جو انکے منھ میں داخل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لعاب تھا پھر
لَهُ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ (في رواية) عَنْ
ایک چھوہارا چبا کر انکے تالو پر لگایا پھر انکے لئے دعائے خیر و برکت کی۔ مدینے میں اسلام کے زمانے میں یہ پہلا بچہ
أَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا أَنَّهَا هَاجَرَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلٰى
پیدا ہوا تھا (دوسری روایت میں ہے) کہ حضرت اسماء نے حمل کی حالت میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی۔

تشریحات ۲۰۴۶

ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں سب سے پہلے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے اس پر مسلمان بہت خوش ہوئے۔ یہود نے یہ پروپیگنڈہ کر رکھا تھا کہ ہم نے جادو کر دیا ہے مہاجرین کی کوئی اولاد نہ ہوگی انکی ولادت سے ان کا پروپیگنڈہ باطل ہو گیا۔ حبشہ کے مہاجرین میں سب سے پہلے حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پیدا ہوئے تھے اور ہجرت کے بعد انصار کرام میں سب سے پہلے محمد بن مخلد یا نعمان بن بشیر پیدا ہوئے۔

عہ ثانی عقیقہ باب تسمیۃ مولود ص ۸۲۱-۲۲ مسلم استیذان

حدیث ۲۰۴۷

حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ اَقْبَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت انس بن مالک نے کہا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینے کی

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ مُرْدِفٌ اَبَا بَكْرٍ وَاَبُوْ بَكْرٍ شَيْخٌ

طرف چلے۔ اور وہ ابوبکر کو اپنے پیچھے بٹھائے ہوئے تھے۔ اور ابوبکر سفید ریش بزرگ تھے۔

يُعْرَفُ وَنَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَابٌّ لَا يُعْرَفُ قَالَ

جو پہچانے جاتے تھے۔ اور اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جوان تھے جنھیں لوگ پہچانتے نہ تھے۔ ابوبکر

فَيَلْقَى الرَّجُلُ اَبَا بَكْرٍ فَيَقُوْلُ يَا اَبَا بَكْرٍ مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بَيْنَ

سے کوئی ملتا تو پوچھتا اے ابوبکر! یہ آپ کے آگے کون شخص ہیں۔ وہ فرماتے۔ یہ میرے رہنما ہیں۔ سننے والا

يَدَيْكَ فَيَقُوْلُ هٰذَا الرَّجُلُ يَهْدِيْنِي الطَّرِيْقَ قَالَ فَيَحْسَبُ

گمان کرتا کہ ان کی مراد راستہ بتانیوالا ہے اور وہ مراد لیتے۔ بھلائی کا راستہ۔ ابوبکر نے

الْحَاسِبُ اَنَّهٗ اِنَّمَا يَعْنِيْ بِالطَّرِيْقِ وَاِنَّمَا يَعْنِيْ سَبِيْلَ الْخَيْرِ فَالْتَفَتَ

مڑ کر دیکھا۔ ایک سوار ان کے قریب پہونچ گیا ہے تو انھوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ!

اَبُوْ بَكْرٍ فَاِذَا هُوَ بِفَارِسٍ قَدْ لَحِقَهُمْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا فَارِسٌ قَدْ

یہ سوار ہم تک آگیا ہے۔ تو اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مڑ کر دیکھا۔

لَحِقَ بِنَا فَالْتَفَتَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اصْرَعْهُ

اور یہ دعا کی۔ اے اللہ اسے پچھاڑ دے۔ کہ گھوڑے نے اس کو گرادیا۔

فَصَرَعَهُ الْفَرَسُ ثُمَّ قَامَتْ تُحَمْحِمُ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مُرْنِيْ بِمَ شِئْتَ

پھر گھوڑا اٹھ کر ہنہنانے لگا۔ اس شخص نے کہا۔ اے اللہ کے نبی آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں۔

قَالَ فَقِفْ مَكَانَكَ لَا تَتْرُكَنَّ اَحَدًا يَلْحَقُ بِنَا قَالَ فَكَانَ اَوَّلَ النَّهَارِ

فرمایا۔ تم یہیں ٹھہرے رہو۔ اور کسی کو ہم تک پہونچنے نہ دو۔ یہ دن کے پہلے حصے میں

جَاهِدًا عَلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ اٰخِرَ

اللہ کے نبی سے لڑنے والا تھا۔ اور آخر دن میں اللہ کے نبی کا حامی بن گیا۔ مدینہ پہونچ کر

النَّهَارِ مَسْلَحَةً لَهٗ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرہ کے کنارے ٹھہرے۔ پھر انصار کے پاس خبر بھیجی

جَانِبَ الْحَرَّةِ ثُمَّ بَعَثَ اِلَى الْاَنْصَارِ فَجَاءُوْا اِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

وہ حاضر ہوئے۔ انھوں نے سلام کیا اور عرض کیا۔ آپ لوگ تشریف لے چلیں

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمُوْا عَلَيْهِمَا وَقَالُوْا ارْكَبَا اٰمِنَيْنِ مُطَاعَيْنِ فَرَكِبَ

آپ لوگوں کے لئے امن ہے اور آپ لوگ مطاع ہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ

نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَحَفُّوْا دُوْنَهُمَا بِالسِّلَاحِ

علیہ وسلم اور ابو بکر سوار ہو کر چلے۔ اور انصار کرام ہتھیار لگائے ہوئے گھیرے میں لئے

فَقِيْلَ فِي الْمَدِيْنَةِ جَاءَ نَبِيُّ اللّٰهِ جَاءَ نَبِيُّ اللّٰهِ اَشْرَفُوْا يَنْظُرُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ

ہوئے تھے۔ مدینے میں شور مچ گیا۔ کہ اللہ کے نبی آئے۔ اللہ کے نبی آئے۔ سر اٹھا کر لوگ دیکھنے لگے

جَاءَ نَبِيُّ اللّٰهِ جَاءَ نَبِيُّ اللّٰهِ فَاَقْبَلَ يَسِيْرُ حَتّٰى نَزَلَ جَانِبَ دَارِ اَبِيْ

اور کہنے لگے کہ اللہ کے نبی آئے۔ اللہ کے نبی آئے۔ حضور چلتے رہے۔ یہاں تک کہ ابو ایوب کے گھر کے

اَيُّوْبَ فَاِنَّهٗ لَيُحَدِّثُ اَهْلَهٗ اِذْ سَمِعَ بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ وَ

ایک کنارے اترے۔ حضور ان کے گھر والوں سے بات کر ہی رہے تھے کہ حضور کی آمد کی خبر عبد اللہ بن سلام

هُوَ فِيْ نَخْلٍ لِاَهْلِهٖ يَخْتَرِفُ لَهُمْ فَعَجِلَ اَنْ يَضَعَ الَّذِيْ يَخْتَرِفُ لَهُمْ

نے سنی۔ اس وقت وہ اپنی کھجور کی باغ میں کھجوریں توڑ رہے تھے تو جلدی سے کچھ توڑی ہوئی

فِيْهَا فَجَاءَ وَهِيَ مَعَهٗ فَسَمِعَ مِنْ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ

کھجوریں باغ میں چھوڑ دیں۔ اور کچھ اپنے ساتھ لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور اللہ کے

إِلٰى أَهْلِهٖ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ بُيُوْتِ أَهْلِنَا

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ باتیں سنیں۔ پھر اپنے گھر لوٹ گئے ـــ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

أَقْرَبُ فَقَالَ أَبُوْ أَيُّوْبَ أَنَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هٰذِهٖ دَارِيْ وَهٰذَا بَابِيْ

نے پوچھا۔ ہمارے رشتہ داروں میں سے کس کا گھر سب سے زیادہ قریب ہے۔ تو ابو ایوب نے عرض کیا۔

قَالَ فَانْطَلِقْ فَهَيِّئْ لَنَا مَقِيْلًا قَالَ قُوْمَا عَلٰى بَرَكَةِ اللّٰهِ فَلَمَّا جَاءَ

میں ہوں اے اللہ کے نبی! یہ میرا گھر ہے اور یہ دروازہ ہے۔ فرمایا چلو۔ ہمارے لئے قیلولہ کی جگہ بناؤ

نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ

فرمایا۔ کھڑے ہو جاؤ اللہ کی برکت پر۔ جب اللہ کے نبی تشریف لے آئے۔ تو عبد اللہ بن سلام

أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَأَنَّكَ جِئْتَ بِحَقٍّ وَقَدْ عَلِمَتْ يَهُوْدُ

حاضر ہوئے۔ اور کہا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں۔ اور بلاشبہ آپ حق

أَنِّيْ سَيِّدُهُمْ وَابْنُ سَيِّدِهِمْ وَأَعْلَمُهُمْ وَابْنُ أَعْلَمِهِمْ فَادْعُهُمْ فَاسْأَلْهُمْ

لائے ہیں۔ اور یہود جانتے ہیں کہ میں انکا سردار ہوں اور ان کے سردار کا بیٹا ہوں۔ میں ان میں سب سے

عَنِّيْ قَبْلَ أَنْ يَعْلَمُوْا أَنِّيْ قَدْ أَسْلَمْتُ فَإِنَّهُمْ إِنْ يَعْلَمُوْا أَنِّيْ قَدْ أَسْلَمْتُ

زیادہ علم والا ہوں۔ اور ان میں سب سے زیادہ علم والے کا بیٹا ہوں۔ حضور انھیں بلوائیں۔ اور میرے مسلمان ہونے کا

قَالُوْا فِيَّ مَا لَيْسَ فِيَّ فَأَرْسَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلُوْا

حال معلوم ہونے سے پہلے میرے بارے میں ان سے پوچھیں۔ اگر وہ یہ جان جائیں کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں تو وہ

فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا

میرے بارے میں ایسی باتیں کہیں گے جو مجھ میں نہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہود کو بلوایا۔ وہ آئے اور حضور

مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ وَيْلَكُمْ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ أَنِّيْ

کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے گروہ یہود۔ تمھارے لئے خرابی ہو اس اللہ سے

رَسُوْلُ اللّٰہِ حَقًّا وَاَنِّیْ جِئْتُکُمْ بِحَقٍّ فَاَسْلِمُوْا قَالُوْا مَا نَعْلَمُہٗ قَالُوْا

ڈرو جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تم لوگ بلا شبہہ یقینی طور پر جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول برحق ہوں اور میں

لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَہَا ثَلٰثَ مِرَارٍ قَالَ فَاَیُّ رَجُلٍ فِیْکُمْ

تمہارے پاس حق لایا ہوں۔ تم لوگ اسلام قبول کرو۔ یہود نے کہا۔ ہم اسے نہیں جانتے۔ انھوں نے نبی صلی اللہ

عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوْا ذَاکَ سَیِّدُنَا وَابْنُ سَیِّدِنَا وَاَعْلَمُنَا وَابْنُ

تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ جواب دیا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے یہ بات تین بار کہی۔ فرمایا۔ عبداللہ بن سلام

اَعْلَمِنَا قَالَ اَفَرَاَیْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ قَالُوْا حَاشَی لِلّٰہِ مَا کَانَ لِیُسْلِمَ قَالَ اَفَرَاَیْتُمْ

تم میں کس پایے کے شخص ہیں۔ یہود نے کہا۔ وہ ہمارے سردار ہیں اور سردار کے بیٹے ہیں۔ ہمارے سب سے بڑے

اِنْ اَسْلَمَ قَالُوْا حَاشَی لِلّٰہِ مَا کَانَ لِیُسْلِمَ قَالَ اَفَرَاَیْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ قَالُوْا

عالم ہیں اور ہمارے سب سے بڑے عالم کے بیٹے ہیں۔ پوچھا۔ بتاؤ اگر وہ اسلام قبول کریں؟ انھوں نے کہا حاشاللہ کہ

حَاشَی لِلّٰہِ مَا کَانَ لِیُسْلِمَ قَالَ یَا ابْنَ سَلَامٍ اُخْرُجْ عَلَیْہِمْ فَخَرَجَ فَقَالَ

وہ اسلام قبول کریں۔ فرمایا۔ اگر وہ اسلام قبول کریں؟ یہود نے کہا حاشاللہ کہ وہ اسلام قبول کریں۔ فرمایا بتاؤ کہ

یَا مَعْشَرَ الْیَہُوْدِ اتَّقُوا اللّٰہَ فَوَاللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ اِنَّکُمْ لَتَعْلَمُوْنَ

اگر وہ اسلام قبول کریں۔ یہود نے کہا۔ حاشاللہ کہ وہ اسلام قبول کریں۔ اب فرمایا۔ اے ابن سلام ان کے پاس آؤ۔ وہ اندر سے

تشریحات ۲۰۴۷ یہ حدیث واقعہ ہجرت کی طویل حدیث کا ایک حصہ ہے جو مفصل گزر چکی ہے حضرت عبداللہ بن سلام کے واقعے کی تفصیل بھی گزر چکی ہے۔

تشریحات ۲۰۴۸ مہاجرین اولین سے مراد وہ مہاجرین ہیں۔ جنھوں نے دونوں قبلے کی طرف نماز پڑھی ہے یعنی تحویل قبلہ سے قبل مدینہ آ گئے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ان سے مراد وہ حضرات ہیں جو بدر میں شریک ہوئے۔

فی اربعۃ اکثر نسخوں میں فی اربعۃ ہے لیکن نسفی کی روایت میں فی نہیں ہے۔ اور یہی واضح ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہر فصل میں ایک ایک ہزار مقرر تھا۔ فصلیں چار ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ چار ہزار چار قسطوں میں مقرر تھا۔

انّہ رسول اللہ وانّہ جاء بحقّ فقالوا کذبت فاخرجھم رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم۔

ان کے پاس آئے اور کہا اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو۔ اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ تم لوگ یقینا بلاشبہہ جانتے ہو کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ اور یہ حق لائے ہیں۔ اس پر یہود نے کہا تم جھوٹے ہو۔ یہود کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نکلوا دیا۔

حدیث ۲۰۴۸

عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما عن عمر بن الخطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان فرض للمھاجرین الاوّلین اربعۃ آلاف فی اربعۃ وفرض لابن عمر ثلاثۃ آلاف وخمسمائۃ فقیل لہ ھو من المھاجرین فلم نقصتہ من اربعۃ آلاف فقال انّما ھاجر بہ ابواہ یقول لیس ھو کمن ھاجر بنفسہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے مہاجرین اولین کا وظیفہ چار چار ہزار مقرر فرمایا۔ اور ابن عمر کا ساڑھے تین ہزار۔ تو ان سے عرض کیا گیا کہ ابن عمر مہاجرین میں سے ہیں۔ آپ نے ان کا وظیفہ چار ہزار سے کم کیوں مقرر کیا۔ فرمایا۔ اس نے اپنے ماں باپ کے ساتھ ہجرت کی ہے۔ کہتے تھے۔ یہ اس کے مثل نہیں جس نے خود ہجرت کی ہو۔

حدیث ۲۰۴۹

حدّثنی ابو بردۃ ابن ابی موسی الاشعری قال قال لی عبد اللہ بن عمر ھل تدری ما قال ابی لابیک قال قلت لا قال

ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری نے کہا مجھ سے عبد اللہ بن عمر نے کہا کیا تمھیں معلوم ہے کہ میرے والد نے تمہارے والد سے کیا کہا؟ میں نے کہا نہیں

اقول وھو المستعان:- نی کے ہوتے ہوئے بھی کوئی خلل نہیں۔ معنی واضح ہے کہ چار ہزار فصلوں میں مقرر تھا

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عمر کا وظیفہ اسلئے گھٹایا کہ ہجرت کے وقت ان کی عمر مبارک گیارہ سال تھی۔ گویا وہ ہجرت میں اپنے والدین کے تابع تھے۔ لیکن اس کے باوجود حضرات حسنین کریمین کا وظیفہ چار چار ہزار تھا۔

فَاِنَّ اَبِیْ قَالَ لِاَبِیْكَ یَا اَبَا مُوْسٰی هَلْ یَسُرُّكَ اِسْلَامُنَا مَعَ رَسُوْلِ
انھوں نے کہا کہ میرے والد نے تمہارے والد سے یہ کہا اے ابو موسیٰ۔ کیا آپ کو یہ بات خوش رکھتی
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهِجْرَتُنَا مَعَهٗ وَجِهَادُنَا مَعَهٗ وَعَمَلُنَا كُلُّهٗ
ہے کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ اسلام لائے اور ہم نے حضور کے ساتھ ہجرت کی اور ہم نے حضور کیساتھ جہاد کیا اور ہم
مَعَهٗ بَرَدَ لَنَا وَاِنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهٗ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَاْسًا بِرَاْسٍ فَقَالَ
نے حضور کے ساتھ جو کچھ بھی کیا وہ باقی رہے اور جو عمل ہم نے حضور کے بعد کئے اس میں برابر سرابر ہو کر ہم نجات پا جائیں
اَبِیْ لَا وَاللّٰہِ قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّیْنَا
تو میرے والد نے کہا نہیں بخدا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کیا اور نمازیں پڑھیں اور
وَصُمْنَا وَعَمِلْنَا خَیْرًا كَثِیْرًا وَاَسْلَمَ عَلٰی اَیْدِیْنَا بَشَرٌ كَثِیْرٌ وَاِنَّا لَنَرْجُوْ ذَالِكَ
روزے رکھے اور بہت سے اچھے کام کئے اور ہمارے ہاتھ پر بہت سے لوگ مسلمان ہوتے اور ہم ان سب کی جزا کی امید
فَقَالَ اَبِیْ لٰكِنِّیْ اَنَا وَالَّذِیْ نَفْسُ عُمَرَ بِیَدِهٖ لَوَدِدْتُ وَاَنَّ ذَالِكَ بَرَدَ لَنَا وَاَنَّ
رکھتے ہیں تو میرے والد نے فرمایا لیکن میں اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں عمر کی جان ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ
كُلَّ شَیْءٍ عَمِلْنَا بَعْدُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَاْسًا بِرَاْسٍ فَقُلْتُ اِنَّ اَبَاكَ وَاللّٰہِ خَیْرٌ مِنْ اَبِیْ۔
ہمارے لئے باقی رہے اور جو عمل ہم نے حضور کے بعد کیا اس سے برابر سرابر نجات پا جائیں تو میں نے کہا تمہارے والد بخدا بہتر ہیں میرے والد سے

تشریحات ۲۰۴۹

اس روایت میں پہلی بار جو "فقال ابی" آیا ہے یہ خطا ہے صحیح یہ ہے "فقال ابوك" اس لئے کہ اسکے بعد والا مقولہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اور "فقال ابی" کے قائل ابن عمر ہیں اسلئے صحیح ابوك ہونا چاہئے۔ یہ حدیث "ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است" کی مصداق ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ان اعمال خیر پر بھی ثواب کی امید تھی جو انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کئے تھے۔ ان پر رجاء کا غلبہ تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خوف کا غلبہ تھا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اگر کسی سے خطا واقع ہوتی تو انھیں متنبہ کر دیا جاتا تھا۔ اسلئے عہد رسالت میں صحابۂ کرام نے جو کچھ کیا اس کا مقبول ہونا عند اللہ یقینی ہے اور بعد میں اپنے اجتہاد سے جو کچھ کیا اس میں خطا کا احتمال باقی ہے اگرچہ اجتہادی امور میں خطا پر بھی ثواب کا وعدہ ہے مگر کھٹکے رہتے ہیں سو ان کے سوا مشکل ہے ـــــ

حدیث ۲۰۵۰

عَنْ أَبِي عُثْمَانَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا

ابو عثمان سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

إِذَا قِيلَ لَهُ هَاجَرَ قَبْلَ أَبِيهِ يَغْضَبُ قَالَ فَقَدِمْتُ أَنَا وَعُمَرُ عَلَى رَسُولِ

سنا جب ان سے کہا جاتا ہے کہ انھوں نے اپنے والد سے پہلے ہجرت کی ہے تو خفا ہوتے انھوں نے کہا میں اور عمر

اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْنَاهُ قَائِلًا فَرَجَعْنَا إِلَى الْمَنْزِلِ فَأَرْسَلَنِي

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے حضور کو قیلولہ کرتے ہوئے پایا پھر ہم اپنے ٹھکانے

عُمَرُ وَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ هَلِ اسْتَيْقَظَ فَأَتَيْتُهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَبَايَعْتُهُ

پر لوٹ آئے کچھ دیر کے بعد عمر نے مجھکو بھیجا اور کہا جاؤ دیکھو کیا حضور جاگ گئے تو میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا

ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّهُ قَدِ اسْتَيْقَظَ فَانْطَلَقْنَا إِلَيْهِ نُهَرْوِلُ هَرْوَلَةً حَتَّى

اور میں نے حضور سے بیعت کرلی پھر میں عمر کے پاس گیا اور انھیں بتایا کہ حضور جاگ گئے ہیں، اب ہم دونوں حضور

دَخَلَ عَلَيْهِ فَبَايَعَهُ ثُمَّ بَايَعْتُهُ ـ

کی جانب دوڑتے ہوئے چلے خدمت میں حاضر ہوئے تو عمر نے حضور سے بیعت کی پھر میں نے بیعت کی ۔

غلبۂ خوف کی بنا پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ فرمایا ۔ اللہ عزوجل کی شان جلال وجبروت کے تصور کے وقت خاصان خدا غلبۂ خوف کی حالت میں بطور عجز ونیاز جو کچھ عرض کرتے ہیں وہ اس کی دلیل نہیں کہ واقعی انھوں نے غلطیاں کی ہیں، جنھیں دلیل بنا کر ان پر طعن کیا جائے وکم لہ من نظیر ۔

تشریحات ۲۰۵۰

صحیح یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے والد کے ساتھ ہجرت کی تھی اسلئے جب کوئی یہ کہتا کہ انھوں نے اپنے والد سے پہلے ہجرت کی ہے تو خفا ہوتے، لوگوں کی غلط فہمی کی بنیاد یہ تھی کہ حضرت ابن عمر نے اپنے والد سے قبل ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ اسی سے کچھ لوگوں کو شبہہ ہوا کہ ہجرت سے پہلے کی ہے' یہ بیعت کون سی تھی، اس بارے میں شارحین کا اختلاف ہے، کچھ لوگوں نے کہا کہ اس سے مراد بیعت رضوان ہے۔ مغازی میں تفصیل کے ساتھ ہے کہ حضرت ابن عمر نے بیعت رضوان اپنے والد سے پہلے کی تھی، پھر والد کے بعد بھی کی تھی۔ بیعت رضوان پہلے کرنے کی وجہ سے ہجرت پہلے کرنے کا شبہہ نہیں ہو سکتا اسلئے کہ وہ ہجرت کے چھ سال کے بعد ہوئی۔ غالبا یہ کوئی خاص بیعت تھی جو مدینہ طیبہ پہونچ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لی تھی

حدیث ۲۰۵۱

قَالَ البَرَاءُ فَدَخَلْتُ مَعَ اَبِی بَکْرٍ عَلٰی اَهْلِهٖ فَاِذَا عَائِشَةُ ابْنَتُهٗ

حضرت براء نے کہا ۔ میں ابو بکر کے ساتھ انکے اہل کے پاس گیا تو انکی صاحبزادی عائشہ کو دیکھا کہ لیٹی

مُضْطَجِعَةٌ قَدْ اَصَابَتْهَا حُمّٰی فَرَاَیْتُ اَبَاهَا فَقَبَّلَ خَدَّهَا وَقَالَ کَیْفَ اَنْتِ یَا بُنَیَّةُ

ہوئی ہیں انھیں بخار ہو گیا ہے میں نے انکے والد کو دیکھا کہ انکے رخسار پر بوسہ دیا اور پوچھا کیسی ہے تو اے بٹیا!

حدیث ۲۰۵۲

عَنْ اَنَسٍ خَادِمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خادم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ

قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَیْسَ فِی

علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے اور حضور کے اصحاب میں سوائے ابو بکر کے کوئی ایسا نہیں تھا جن کے کچھ بال سفید ہوں

اَصْحَابِهٖ اَشْمَطُ غَیْرُ اَبِی بَکْرٍ فَغَلَّفَهَا بِالْحِنَّاءِ وَالْکَتَمِ

انھوں نے انکو حنا اور وسمہ سے رنگا۔

حدیث ۲۰۵۳

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً مِّنْ کَلْبٍ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر نے بنی کلب کی ایک عورت

اور یہ قتال پر نہیں تھی، اسلئے کہ ہجرت کے وقت حضرت ابن عمر کی عمر اتنی کم تھی کہ وہ قتال کے لائق نہیں تھے۔ اسلئے کہ ہجرت کے تین سال کے بعد غزوۂ احد کے موقعہ پر ان کو قتال کیلئے پیش کیا گیا تو حضور نے انھیں اجازت نہیں دی، اس کی تفصیل گزر چکی۔

تشریحات ۲۰۵۲

اس کے بعد والی روایت میں ہے کہ صحابہ میں ابو بکر سے زیادہ عمر والا کوئی نہیں تھا انھوں نے حنا اور وسمہ کا بالوں پر خضاب لگایا یہاں تک کہ انکا رنگ تیز سرخ ہو گیا، وسمہ کا خضاب لگانا حرام ہے۔ اس کے بارے میں متعدد حدیثیں وارد ہیں، غالبا خالص وسمہ کا خضاب حرام ہے جس سے بال سیاہ ہو جاتے ہیں لیکن اگر مہندی یا کتم میں وسمہ کی تھوڑی مقدار ہو کر غلبہ مہندی کے رنگ کو رہے تو ممنوع نہیں۔ کتم۔ کرمانی نے کہا کہ یہ وسمہ ہے۔ توضیح میں ہے کہ ایک پہاڑی درخت ہے جسے حنا میں ملا کر خضاب لگایا جاتا ہے جس سے بالوں کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے۔ ایک قول یہیکہ یہ مہندی ہی کی ایک قسم ہے جس کا رنگ زرد ہے۔ اس قول پر سرے سے اشکال ہی نہیں، اسلئے کہ حرام وہ خضاب ہے جس سے بال کالے ہو جائیں۔

يُقَالُ لَهَا أُمُّ بَكْرٍ فَلَمَّا هَاجَرَ أَبُوبَكْرٍ طَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا ابْنُ عَمِّهَا هٰذَا

ے شادی کی جس کو ام بکر کہا جاتا تھا: جب ابوبکر نے ہجرت کی تو اسے طلاق دے دیا پھر اس سے اس کے

الشَّاعِرُ الَّذِي قَالَ هٰذِهِ الْقَصِيدَةَ رَثٰى كُفَّارَ قُرَيْشٍ

چچا کے لڑکے نے شادی کرلی، اس شاعر نے جس نے کفار قریش کے مرثیہ میں یہ قصیدہ کہا ہے

وَمَا ذَا بِالْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ	اور بدر کے کنویں پر کتنے پڑے ہیں
مِنَ الشِّيزٰى تُزَيَّنُ بِالسَّنَامِ	عمدہ پیالے جو اونٹ کی کوہان سے مزین ہیں
وَمَا ذَا بِالْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ	بدر کے کنویں میں کتنی پڑی ہیں
مِنَ الْقَيْنَاتِ وَالشَّرْبِ الْكِرَامِ	گانے والیاں اور باعزت پینے والے
تُحَيِّي بِالسَّلَامَةِ أُمُّ بَكْرٍ	ام بکر سلامتی کا پیغام دیتی ہے
وَهَلْ لِي بَعْدَ قَوْمِي مِنْ سَلَامٍ	اور میری قوم کے مارے جانے کے بعد کیا میرے لئے سلامتی ہے؟
يُحَدِّثُنَا الرَّسُولُ بِأَنْ سَنَحْيَا	رسول ہم سے بیان کرتے ہیں کہ ہم زندہ کئے جائیں گے
وَكَيْفَ حَيَاةُ أَصْدَاءٍ وَهَامٍ	اور کھوپڑیوں کو زندگی کیسے ملے گی؟

بَابُ مَقْدَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ الْمَدِينَةَ ۵۵۸

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کا مدینہ میں آنا

حدیث ۲۰۵۴ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ سب سے پہلے ہمارے پاس مصعب

أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَكَانُوا يُقْرِئُونَ

بن عمیر اور ابن مکتوم آئے اور یہ لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے پھر بلال اور سعد اور عمار بن یاسر آئے

النَّاسَ فَقَدِمَ بِلَالٌ وَسَعْدٌ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ ثُمَّ قَدِمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

پھر عمر بن خطاب بیس صحابہ کے ساتھ آئے پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے

فِیْ عِشْرِیْنَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَدِمَ النَّبِیُّ

ہیں ے اہل مدینہ کو کسی چیز پر اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا رسول اللہ صلی اللہ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَیْتُ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ فَرِحُوْا بِشَیْءٍ فَرَحَھُمْ

تعالٰی علیہ وسلم کی تشریف آوری پر خوش ہوئے یہاں تک کہ

بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی جَعَلَ الْاِمَاءُ یَقُوْلُوْنَ قَدِمَ

باندیاں کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آئے

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَا قَدِمَ حَتّٰی قَرَأْتُ سَبِّحِ اسْمَ

حضور کے تشریف لانے سے پہلے ہی میں نے سبح اسم ربک الاعلیٰ مفصل

رَبِّکَ الْاَعْلٰی فِیْ سُوَرٍ مِّنَ الْمُفَصَّلِ

کی صورتوں میں سے یاد کر لیا تھا

حدیث
۵۵ -- ۲۰۰

اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اَخْبَرَہٗ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خبر دی کہ عبد الرحمٰن بن عوف اپنے

بْنَ عَوْفٍ رَجَعَ اِلٰی اَھْلِہٖ وَھُوَ بِمِنًی فِیْ اٰخِرِ حَجَّۃٍ حَجَّھَا عُمَرُ

اہل کے پاس واپس آئے اور وہ منیٰ میں تھے۔ حضرت عمر کے آخری حج میں تو مجھے وہاں موجود پایا

فَوَجَدَنِیْ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّ الْمَوْسِمَ

عبد الرحمٰن نے حضرت عمر سے کہا اے امیر المومنین حج کے موقع پر ہر قسم کے لوگ اکٹھا

تشریحات
۲۰۶

سب سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہونچنے والے ابو سلمہ بن عبد الاسد ہیں لیکن یہ ازخود مشرکین کے خوف سے بھاگ کر مدینہ پہونچے تھے اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصار کرام کی درخواست پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے سب سے پہلے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تھے ــــ

قرآن کریم کے آخیر ساتویں جز کو مفصل کہا جاتا ہے جس کی ابتدا سورۂ حجرات سے ہے، حجرات سے سورۂ بروج تک طوال مفصل" اور اسکے بعد سورۂ بینہ تک اوساط مفصل اور اسکے بعد سے آخیر تک قصار مفصل ۔

يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ وَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ تُمْهِلَ حَتّٰى تَقْدَمَ الْمَدِيْنَةَ وَ
ہوتے ہیں میں مناسب جانتا ہوں کہ آپ ٹھہر جائیں یہاں تک کہ مدینہ طیبہ پہونچیں اسلئے کہ وہ دار الہجرت

اِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ وَتَخْلُصَ لِاَهْلِ الْفِقْهِ وَاَشْرَافِ النَّاسِ
والسنۃ ہے اور وہاں سمجھدار شریف لوگ اور عقل والے اکٹھا ہونگے ۔ تو حضرت عمر نے کہا میں مدینہ پہونچکر سب سے پہلے خطبہ دوں گا ۔

وَذَوِيْ رَأْيِهِمْ فَقَالَ عُمَرُ لَاَقُوْمَنَّ فِيْ اَوَّلِ مَقَامٍ اَقُوْمُهُ بِالْمَدِيْنَةِ عه

حدیث ۲۰۵۶

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ
عمر بن عبد العزیز نے نمر کے بھانجے سائب سے پوچھا

عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ يَسْأَلُ السَّائِبَ ابْنَ اُخْتِ النَّمِرِ مَا سَمِعْتَ فِيْ
کہ مکہ میں ٹھہرنے کے بارے میں تم نے کیا سنا ہے انھوں نے

سُكْنٰى مَكَّةَ قَالَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
کہا میں نے علاء بن حضرمی سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لِلْمُهَاجِرِيْنَ بَعْدَ الصَّدَرِ عه
نے فرمایا طواف صدر کے بعد مہاجرین کیلئے تین دن تک ٹھہرنے کی اجازت ہے ۔

تشریحات ۲۰۵۵

محاربین میں اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اخیر حج کیا تو اس موقعہ پر کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ جب عمر کی وفات ہو جائیگی تو میں فلاں کی بیعت کروں گا یعنی خلیفہ بناؤں گا ، ابو بکر کی بیعت بھی اچانک ہوئی تھی اور وہ کامیاب ہوئی اس پر حضرت عمر کو جلال آگیا اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ شام کو میں لوگوں میں خطبہ دوں گا اور ان لوگوں کو ڈراؤ نگا جو مسلمانوں سے مسلمانوں کا حق غصب کرنا چاہتے ہیں ، اس پر حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے وہ مشورہ دیا جس کی پوری تفصیل کتاب المحاربین میں آئے گی ۔

عه جلد ثانی محاربین ۔ باب رجم الحبلی من الزناء ص۱۰۰۹ اعتصام باب ما ذکر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص۱۰۸۹

عه مسند امام احمد ج اول ص۵۵ ۔ عه مسلم ، ابو داؤد ، ترمذی ، نسائی : حج ، ابن ماجہ : صلوٰۃ ۔

باب ۵۶۰

حدیث ۲۰۵۷ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ مَا عَدُّوا مِنْ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مِنْ وَفَاتِهِ مَا عَدُّوا إِلَّا مِنْ مَقْدَمِ الْمَدِيْنَةِ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا لوگوں نے تاریخ کا شمار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت یا وصال سے نہیں کیا بلکہ لوگوں نے مدینہ آنے کے وقت سے شمار کیا۔

تشریحات ۲۰۵۶ جن حضرات نے قبل فتح مکہ ہجرت کرلی تھی انھیں مکہ میں ٹھہرنا جائز نہیں تھا۔ صرف حج اور عمرہ کے لئے اجازت تھی۔ وہ بھی قید کے ساتھ منیٰ سے واپسی کے بعد صرف تین دن ٹھہریں گے۔ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں تھی۔ یہی جمہور کا مذہب ہے۔ بعض حضرات نے کہا کہ فتح مکہ کے بعد مہاجرین کو بھی مکہ میں رہنے کی اجازت نہیں تھی۔ فتح مکہ تک کسی مہاجر کو یہ اجازت نہیں تھی کہ مدینہ طیبہ کے علاوہ کہیں اور سکونت اختیار کرے ہر مسلمان پر واجب تھا کہ ہجرت کرکے مدینہ طیبہ سکونت پذیر رہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت اور اپنے جان، مال و دین کی حفاظت کے لئے۔ فتح مکہ کے بعد یہ وجوب ختم ہوگیا۔

تشریحات ۲۰۵۷ علامہ ابن جوزی نے امام شعبی سے روایت کیا کہ جب بنی آدم کی کثرت ہوئی اور وہ دنیا میں پھیل گئے تو حضرت آدم کے دنیا میں تشریف لانے کے وقت سے تاریخ شمار کی جاتی تھی، پھر طوفان نوح سے، پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے آگ میں ڈالے جانے کے وقت سے، پھر یوسف علیہ السلام کے زمانے سے، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مصر سے خروج کے وقت سے، پھر داؤد علیہ السلام کے زمانے سے، پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے سے، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے، عرب والے مشہور لڑائیوں سے وقت کی تعیین کرتے تھے مثلاً جنگ بسوس کے سال یا اس سے دو سال پہلے یا تین سال بعد، یہی حال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت کے چار ابتدائی سالوں میں رہا، جب فتوحات کثیر ہوئیں اور بکثرت دستاویز لکھے جانے لگے تو طرح طرح کی گڑبڑی پیدا ہوئی مثلاً حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک خط پیش ہوا جس میں شعبان لکھا ہوا تھا حضرت عمر نے پوچھا یہ کون شعبان ہے اس سال کا یا گزشتہ یا آنے والا، حضرت فاروق اعظم نے صحابہ کرام کو اکٹھا کیا اور اس بارے میں ان سے مشورہ کیا، حضرت سعد بن ابی وقاص نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یوم وفات سے سال کی گنتی شروع کی جائے۔ حضرت طلحہ نے کہا کہ حضور کی بعثت سے شروع کی جائے، کچھ لوگوں نے کہا کہ حضور کے یوم پیدائش سے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بَابُ اِتْیَانِ الْیَھُوْدِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ ص ۵۶۱

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں یہود کا آنا جب حضور مدینہ تشریف لائے

ہَادُوْا : صَارُوْا یَھُوْدًا وَاَمَّا قَوْلُہٗ ھُدْنَا : تُبْنَا : ھَائِدٌ : تَائِبٌ ۔

ہادو کے معنی ہے یہودی ہو گئے اور ھُدنا کے معنی یہ ہے کہ ہم تیری طرف رجوع ہوئے ۔ ھائد کے معنی رجوع ہونے والا' توبہ کرنے والا ۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے ۔ وَمِنَ الَّذِیْنَ ھَادُوْا ۔ سورہ نساء آیت ۴۶ اس آیت میں ھَادُوْا کے معنی ہیں ۔ یہودی ہو گئے ۔ سورہ اعراف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا نقل فرمائی ۔ وَاکْتُبْ لَنَا فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ اِنَّا ھُدْنَا اِلَیْکَ (۱۰۶) اور ہمارے لئے اس دنیا میں بھلائی لکھ اور آخرت میں بھی ہم تیری طرف رجوع ہوئے ۔ افادہ فرمایا کہ اس آیت میں ھُدْنَا کے معنی تائب توبہ کرنے والے کے ہیں ۔ یہ ھاد یھود سے امر ہے ۔ جس کے معنی رجع یرجع کے ہیں ۔ اسی سے ھائد آتا ہے تائب کے معنی میں ۔

حدیث ۲۰۵۸

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اٰمَنَ بِیْ عَشَرَۃٌ مِّنَ الْیَھُوْدِ لَاٰمَنَ بِیَ الْیَھُوْدُ ۔ عہ

کرتے ہیں کہ فرمایا ۔ اگر مجھ پر دس یہود ایمان لاتے تو سب یہود ایمان لاتے ۔

نے فرمایا کہ ہجرت سے شروع کی جائے ۔ اسی نے حق و باطل کے درمیان فرق کیا ہے ۔ پھر کس مہینہ سے پہلا سال شروع کیا جائے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ رجب سے ۔ حضرت علی نے کہا رمضان سے حضرت علی نے فرمایا کہ محرم سے اسلئے کہ یہ سال کا پہلا مہینہ ہے اسی پر سب کی رائے متفق ہوئی ۔ جس سال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تھی اس سال کے محرم سے پہلا سنہ ہجری شروع ہوا اسی پر عمل درآمد ہے کچھ لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ آئندہ سال کے محرم سے شروع ہوا مگر یہ مرجوح ہے ۔

عہ مسلم توبہ

حدیث ۲۰۵۹

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ ھُمْ اَھْلُ الْکِتٰبِ جَزَّؤُوْہُ اَجْزَاءً فَاٰمَنُوْا بِبَعْضِہٖ وَکَفَرُوْا بِبَعْضِہٖ ۔ ع

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا۔ کہ یہ اہل کتاب ہیں جنھوں نے کتاب اللہ (قرآن) کے کئی حصے کر ڈالے۔ اس کے بعض پر ایمان لائے اور بعض کے ساتھ کفر کیا۔

تشریحات ۲۰۵۸

اس حدیث پر یہ اشکال ہے کہ دس ہی نہیں بلکہ سیکڑوں یہود خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ہی میں مشرف باسلام ہوئے۔ پھر یہ فرمانا کیسے درست ہے۔ شارحین نے اس کے دو جوابات دیئے ہیں۔ کہ مراد یہ ہے کہ میرے مدینے آمد سے پہلے یا مدینہ تشریف لاتے ہی دس یہود مسلمان ہو گئے ہوتے تو سب یہود مسلمان ہو جاتے۔ دوسرا جواب یہ دیا ہے۔ کہ اس سے مراد وہ دس رؤسا یہود ہیں۔ جن کا ذکر سورہ مائدہ میں ہے۔ اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ کل یہود انھیں دس کے تابع تھے۔ اگر وہ دسوں مشرف باسلام ہو جاتے تو ان کے متبعین بھی ہو جاتے۔ کعب احبار کی روایت میں ہے کہ اگر بارہ مسلمان ہو جاتے تو سب مسلمان ہو جاتے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن سلام۔ بنو نضیر سے ابو یاسر بن اخطب۔ اور اس کا بھائی حی بن اخطب، کعب بن اشرف۔ رافع بن ابی الحقیق، اور بنی قینقاع میں سے عبد اللہ بن صنیف اور فنحاص، رفاعہ بن زید، بنی قریظہ میں سے زبیر بن باطیا۔ کعب بن اسد، اور شمویل بن زید۔

اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو ابو نعیم نے دلائل میں ذکر کی ہے۔ کہ فرمایا۔ اگر مجھ پر زبیر بن باطیا اور اس جیسے یہود کے رؤسا اسلام لاتے تو سب مسلمان ہو جاتے مگر مشیت ایزدی کہ ان میں سے صرف حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام کی توفیق ہوئی۔

تشریحات ۲۰۵۹

سورہ حجر میں فرمایا گیا تھا۔ الذین جعلوا القرآن عضین۔ جنھوں نے قرآن کو تکے بوٹی کر لیا۔ اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباس نے یہ فرمایا کہ اس سے مراد اہل کتاب ہیں جنھوں نے قرآن کے جن مضامین کو اپنے نفس کے موافق پایا ان کو مانا اور جنھیں اسکے خلاف پایا اس سے کفر کیا۔ عضین عضۃ کی جمع مذکر سالم۔ حالت نصب میں ہونے کی وجہ سے یاء کے ساتھ اعراب ہے۔ عضۃ کے معنی ٹکڑے کے ہیں

ع ثانی تفسیر سورہ حجر باب قولہ الذین جعلوا القرآن عضین ص ۶۸۳ دو طریقے سے

لیکن فتح الباری اور عینی دونوں میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ کہ زمانہ فترت میں ایک نبی حنظلہ بن صفوان اصحاب الرس کی جانب مبعوث ہوئے تھے۔ یہ اولاد اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے تھے۔ نیز ان دونوں نے بحوالہ طبرانی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ کہ خالد بن سنان کی صاحبزادی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں حضور نے ان کے لئے اپنا کپڑا بچھایا۔ اور فرمایا۔ کہ یہ ایک نبی کی بیٹی ہیں جنھیں انکی قوم نے ضائع کردیا۔ حضرت عطائہ سے بروایت ابن عباس یہ بھی مروی ہے۔ کہ یہ بہت بوڑھی تھیں۔ اور یہ ۸ھ میں فتح مکہ کے وقت حاضر ہوئی تھیں۔ عمدۃ القاری میں ہے۔ کہ سہیلی نے ذکر کیا۔ کہ زمانہ فترت میں ایک نبی مبعوث ہوئے تھے جن کا نام شعیب بن مہزم تھا۔ اور یہ معد بن عدنان کے زمانے میں اہل عرب کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ لیکن ان روایتوں کے معارض بخاری اور مسلم کی یہ روایت ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنَا اَولی النَّاسِ بعیسیٰ بنِ مریمَ لیسَ بَینی وَبَینہ نَبِیٌّ[1] میں عیسیٰ بن مریم کے سب سے زیادہ قریب ہوں۔ میرے انکے درمیان کوئی نبی نہیں۔ تاویل میں یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ یہاں نبی سے مراد رسول ہیں۔ اور یہ لوگ رسول نہیں تھے۔ صرف نبی تھے۔ جو کسی رسول کی شریعت کی جانب دعوت دیتے تھے۔ اس حدیث میں نبی سے مراد رسول ہے۔ اس پر سورہ مائدہ کی یہ آیت دلیل ہے۔ فرمایا گیا۔ یا اھل الکتب قد جاءکم رسولنا یبین لکم علیٰ فترۃ من الرسل (۱۹) اے کتاب والو! تمہارے پاس ہمارے یہ رسول اس وقت تشریف لائے جبکہ مدتوں رسولوں کا آنا بند رہا۔ اور تم پر ہمارے احکام ظاہر فرماتے ہیں۔

اس حدیث میں یہ ہے کہ زمانہ فترت چھ سو سال ہے۔ اس مدت کے بارے میں اور بھی اقوال ہیں۔ امام عبدالرزاق نے قتادہ سے روایت کیا۔ کہ پانچ سو چھاچھٹھ سال ہے۔ اور کلبی سے روایت ہے۔ کہ پانچ سو چالیس سال۔ اور ایک قول یہ ہیکہ چار سو سال۔ خازن میں ہے کہ پانچ سو چھہتر سال۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مطابقت پہلی حدیث کو باب سے یوں مطابقت ہے۔ کہ حضرت سلمان فارسی تلاش حق میں ایک آقا سے دوسرے آقا کی طرف منتقل ہوتے رہے۔ تب کہیں جاکر گوہر مقصود ہاتھ آیا۔ دوسری حدیث میں یہ مناسبت ہے۔ کہ وہ فرمانا یہ چاہتے ہیں کہ میں اصل باشندہ ایران کا ہوں۔ حق کی تلاش میں وطن سے بے وطن ہوا۔ تب کہیں جاکر اسلام نصیب ہوا۔ تیسری حدیث کو باب سے کوئی مناسبت نہیں۔

---

[1] بخاری اول الانبیاء۔ باب قول اللہ عزوجل واذکر فی الکتب مریم اذا انتبذت من اھلھا۔ ص ۴۸۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتابُ المغازی ص ۵۶۳

مغازی، مَغزیٰ کی جمع ہے یہ اصل میں مصدر بھی ہے کہتے ہیں غزیٰ یغزو غزواً و مغزیٰ و مغزاۃ۔ اور یہ اسم ظرف بھی ہے ——— یہاں مصدر ہونا متعین ہے اس کے اصل معنی ہیں دشمن پر حملہ کرنا، چڑھائی کرنا، یہاں مراد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غزوات ہیں ——— غزوات کی تعداد کتنی ہے اس میں اختلافات ہیں۔ کسی نے کہا انیس ۱۹، کسی نے کہا سولہ ۱۶، جن میں سے آٹھ میں لڑائی ہوئی وہ یہ ہیں۔ بدر۔ احد۔ احزاب۔ مُریسیع۔ خدید۔ خیبر۔ مکہ۔ حنین ——— سرایا کی تعداد سینتیس ۳۷ ہے۔ یہ ابن اسحٰق کا قول ہے۔ ابنِ سعد نے کہا کہ سینتالیس ۴۷ پہلا سریہ حمزہ بن عبد المطلب، یا سریہ عبیدہ بن حارث ہے، اور آخری سریہ اسامہ بن زید ہے۔ جسے مرض وصال میں روانہ فرمایا تھا۔ اور انھیں حکم دیا تھا کہ بلقار اور داروم تک جانا جو ارض فلسطین میں ہے۔ اصحاب سیر نے اس لشکر کو جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ نفس نفیس شریک ہوئے غزوہ کہا اور جس میں خود شریک نہ ہوئے کسی صحابی کو امیر لشکر بنا کر بھیجا اسے سریہ اور بعث کہا۔

بَابُ غَزْوَةِ الْعُشَيْرَةِ اَوِ الْعُسَيْرَةِ ص ۵۶۳

غزوہ عُشیرہ یا عُسیرہ کا بیان۔

۵۹۱ قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ اَوَّلُ مَا غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَبْوَاءَ ثُمَّ بُوَاطَ ثُمَّ الْعُشَيْرَةَ۔

ت ابن اسحاق نے کہا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب سے پہلا غزوہ ابواء پر کیا پھر بواط پر۔ پھر عُشیرہ پر۔

تشریحات ۵۹۱

امام محمد بن اسحاق ائمۂ تابعین سے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی ہے، مدنی الاصل تھے پھر بغداد آبسے۔ وہیں ۱۵۰ھ میں وفات فرمایا۔ اور مقبرۂ خیزران میں دفن ہوئے جو آج مشہد ابو حنیفہ کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ امام بخاری نے صحیح میں ان کے قول سے استشہاد فرمایا ہے اور اپنی کتاب قرارت خلف الامام میں ان کی روایت بھی لی ہے اور امام مسلم نے متابعات میں ان سے روایت کی ہے چاروں ائمہ کے نزدیک وہ قابل احتجاج ہیں ——— آج کل دیوبندی ان پر طرح طرح کی جرحیں کرتے

ہیں اور ان کو ساقط الاعتبار کرنے کی کوشش کرتے ہیں صرف اس ضد پر کہ ابوداؤد کی وہ حدیث جسمیں یہ مذکور ہے کہ خطبہ کی اذان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم کے زمانہ میں مسجد کے دروازے پر ہوتی تھی انھیں سے مروی ہے۔ دیوبندیوں کی ان ہرزہ سرائیوں کا رد بلیغ حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے وقایۃ اہل السنہ عن اہل العناد والفتنہ میں کما حقہ فرما دیا ہے۔ جس کا بقدر ضرورت اختصار عزیز سعید جناب مولانا عبد الحق صاحب سلمہ استاذ الجامعۃ الاشرفیہ بانی دار العلوم قادریہ رضا میموریل گونڈہ نے اپنی کتاب (اذان خطبہ کہاں ہو) میں ذکر کر دیا ہے۔

غزوۂ ابواء :- امام محمد بن اسحاق اور امام واقدی دونوں اس پر متفق ہیں کہ سب سے پہلا غزوہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وہ غزوۂ ابواء ہے جس کو غزوۂ وُدّان بھی کہا جاتا ہے۔ جہاں ہجرت کے بعد بارہویں مہینہ کے شروع ماہ صفر میں نکلے تھے اور مدینہ پر سعد بن عبادہ کو حاکم بنایا تھا اطلاع ملی تھی کہ قریش کا قافلہ جا رہا ہے اسی کے ارادے سے نکلے تھے نیز مقصد یہ تھا کہ وہاں کنانہ کی ایک شاخ بنی ضمرہ بن بکر بن عبد مناف رہتی تھی ان سے خیر سگالی کا معاہدہ کر لیں۔ قریش کا قافلہ تو نہیں ملا مگر بنی ضمرہ سے معاہدہ فرما کر واپس آ گئے۔

ابواء۔ مکہ مدینہ کے مابین ایک بستی ہے جو بہ نسبت مکہ کے مدینہ سے زیادہ قریب ہے۔ فرع کے ملحقات میں سے ہے —— وَدّان ابواء سے آٹھ میل کے فاصلے پر ایک بستی کا نام ہے۔

غزوۂ بُواط ذی خشب کے اطراف میں جہینہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے جو مدینہ طیبہ سے تین برید یا اس سے کچھ زیادہ فاصلے پر ہے اس غزوہ میں حضور سنہ ۲ھ کے ربیع الاول میں تشریف لے گئے تھے دو سو مجاہدین ہمراہ تھے علمبردار حضرت سعد بن ابی وقاص تھے۔ یہ اطلاع ملی تھی کہ امیہ بن خلف سو افراد اور پانچ سو اونٹ کے ساتھ گذر رہا ہے۔ لیکن ملاقات نہ ہو سکی وہاں حضور ربیع الآخر کے پورے مہینہ اور کچھ جمادی الاولیٰ میں قیام فرمایا۔

غزوۂ عُشیرہ :- اس میں دونوں قول ہیں بڑی شین کے ساتھ بھی چھوٹی سین کے ساتھ بھی۔ اطلاع ملی کہ قریش کا ایک قافلہ شام جا رہا ہے۔ عشیرہ تک گئے وہاں پورے جمادی الاولیٰ اور جمادی الآخرہ کے کچھ دن میں قیام فرمایا۔ بنی مدلج اور ان کے حلفاء سے معاہدہ امن و اتحاد کر کے مدینہ طیبہ واپس آ گئے۔ عشیرہ ینبوع کے علاقہ میں ایک جگہ کا نام ہے اس غزوہ میں علمبردار حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

۲۰۶۳ حدیث عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ كُنْتُ اِلٰى جَنْبِ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ فَقِيْلَ
ابو اسحاق نے کہا میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں تھا ان سے پوچھا گیا
لَهٗ كَمْ غَزَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ قَالَ تِسْعَ عَشْرَةَ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے غزوے کئے ہیں۔ تو انھوں نے کہا انیس ۱۹ ان سے پوچھا گیا حضور کے ساتھ آپ

قِيْلَ كَمْ غَزَوْتَ اَنْتَ مَعَهٗ قَالَ سَبْعَ عَشَرَةَ قُلْتُ فَاَيُّهُمْ كَانَتْ اَوَّلُ

کتنے غزوں میں شریک رہے تو انھوں نے کہا سترہ ہیں۔ میں نے پوچھا ان میں سب سے پہلا کون تھا تو انھوں

قَالَ الْعُشَيْرُ اَوِ الْعُسَيْرَةُ فَذَكَرْتُ لِقَتَادَةَ فَقَالَ الْعُشَيْرَةُ [1]

نے کہا عشیرہ یا عسیرۃ پھر میں نے قتادہ سے ذکر کیا تو انھوں نے عشیرہ بتایا۔

غزوات کی تعداد: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کی تعداد کتنی ہے۔ اس میں مختلف اقوال ہیں کسی نے سو ۱۰۰ کہا کسی نے انیس ۱۹ کسی نے تیئیس ۲۳ کسی نے ستائیس ۲۷ ——— اور سریے سینتالیس ۴۷ غزوہ عشیرہ پہلا غزوہ نہیں اس کے قبل دو یا تین غزوے ہو چکے ہیں ——— حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ میں جس پہلے غزوے میں شریک ہوا وہ عشیر یا عسیرہ ہے۔

غزوات کی تعداد کے بارے میں اور بھی اقوال ہیں بعض حضرات نے سرایا اور غزوات ملا کر سو سے زیادہ تعداد بتائی ہے۔ تعداد کے اختلافات کی بنیاد اس پر بھی قائم ہے کہ بعض غزوات بعض کے متصل بلکہ اس کے تابع ہیں جیسے غزوۂ بنی قریظہ، غزوۂ خندق کے۔ اور غزوۂ وادی القریٰ، غزوۂ خیبر کے، اور غزوۂ طائف اوطاس کے۔ جن حضرات نے ان سب کو دو شمار کیا ان کے نزدیک تعداد بڑھ گئی اور جن لوگوں نے ایک شمار کیا ان کے نزدیک تعداد گھٹ گئی۔ ان غزوات میں کچھ ایسے بھی ہیں کہ جن میں مقصود لڑائی نہیں تھی بلکہ مدینہ طیبہ کے ارد گرد کے باشندوں کے ساتھ عہد و پیمان تھا۔ اس کا شدید خطرہ تھا کہ دینی عصبیت کی بنا پر یہ سارے قبائل بھڑک اٹھتے یا انھیں قریش بھڑکا دیتے۔ تو بڑی دشواریاں پیش آتیں اس لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابتدا میں بہت سے سفر اسی مقصد کے لئے کئے تھے۔ جنھیں بھی غزوات سے تعبیر کر دیا گیا۔

غزوات کی بنیاد: جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔ تو قریش کو بہت برا لگا۔ انھوں نے خود چھیڑ خوانی کی ابتدا کی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ پہنچنے کے چند ہی دنوں کے بعد کرز بن جابر فہری نے مدینہ کی چراگاہ پر ڈاکہ ڈالا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کا تعاقب فرماتے ہوئے صفوان تک پہنچے جو بدر کے نواحی میں ہے۔ کرز بچ کر نکل گیا۔ اسی کو بدر اولیٰ کہا جاتا ہے۔ پھر قریش نے انصار کو لکھا۔ تم نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کو پناہ دی ہے انھیں مدینہ سے نکال دو۔

جس کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قریش کی تادیب کے لئے ضروری سمجھا کہ قریش کے قافلوں کو گھیرا جائے تاکہ قریش کو معلوم ہو جائے کہ ہم سے چھیڑ خوانی انھیں سستی نہیں پڑے گی۔ اسی سلسلے میں کئی ابتدائی غزوات اور سریے ہوئے ہیں۔

---

[1] باب حجۃ الوداع ص ۶۳۲ باب کم غزا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۶۴۲ مسلم مغازی، مناسک ترمذی جہاد۔

بَابُ قِصَّةِ غَزْوَةِ بَدْرٍ ص ۵۶۳ واقعۂ بدر

حدیث ۲۰۶۴ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ

عبد اللہ بن کعب نے کہا میں نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا فرماتے

رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

تھے سوائے تبوک کے کسی غزوے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حاضری سے

اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا اِلَّا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ

محروم نہیں رہا ہاں بدر میں بھی شریک نہیں ہو سکا مگر بدر میں شریک نہ ہونے والوں میں

غَيْرَ اَنِّيْ تَخَلَّفْتُ فِيْ غَزْوَةِ بَدْرٍ وَلَمْ يُعَاتَبْ اَحَدٌ تَخَلَّفَ

سے کسی پر عتاب نہیں ہوا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قریش کے قافلے

عَنْهَا اِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ

کے ارادہ سے نکلے تھے یہاں تک کہ اللہ نے حضور اور حضور کے دشمنوں کے

عِيْرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلٰى غَيْرِ مِيْعَادٍ۔

درمیان بغیر وعدے کے جمع فرمادیا۔

تشریحات ۲۰۶۴

بدر۔ مدینہ طیبہ سے اسّی میل کے فاصلے پر ایک کنویں کا نام ہے جسے بدر بن مخلد بن نذر بن کنانہ نے کھدوایا تھا۔ جنگ بدر اسی کنویں کے پاس، ۱۷ رمضان ۲ھ میں ہوئی تھی اس کا سبب یہ ہوا کہ ابھی گذرا کہ قریش نے اہل مدینہ کو دھمکی بھی دی تھی اور مدینے پر انھوں نے حملے بھی شروع کر دیئے تھے جس سے خطرہ محسوس ہوا، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام قریش کے قافلوں کی تاک میں رہتے تھے مقصد صرف یہ تھا کہ انھیں عقل آجائے اور ریشہ دوانی اور مدینہ طیبہ پر حملے سے باز رہیں کیونکہ قریش کی زندگی کا مدار تجارت تھی ان کی سب سے بڑی تجارت گاہ شام تھی جس کا راستہ مدینہ کے قریب سے تھا، قریش کو تنبیہ کرنی تھی کہ اگر تم اپنی حرکت سے باز نہیں آؤ گے تو تمہارے تجارتی قافلے سلامت نہیں رہیں گے۔

سریۂ عبد اللہ بن جحش: اسی سلسلے کی کڑی یہ بھی تھی، ۲ھ کے رجب میں یہ اطلاع ملی کہ قریش کا ایک قافلہ شام سے واپس آرہا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ سواروں کے ساتھ بھیجا۔ نخلہ میں دونوں سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ حضرت عبد اللہ بن جحش نے قافلے پر حملہ کر دیا۔ قافلے کے کچھ افراد مارے گئے اور کچھ قید ہوئے اور سارے اموال مال غنیمت بنے۔

مقتولین میں عبد اللہ بن حضرمی بھی تھا جو عامر بن حضرمی راہب کا بھائی تھا۔ یہ واقعہ ۲ھ رجب کو ہوا تھا۔ اس کی اطلاع جب مکہ معظمہ پہونچی تو قریش آگ بگولہ ہو گئے۔ عامر بن حضرمی راہب نے اپنے بھائی کے قتل کی دہائی دی اور ابوجہل وغیرہ کو قصاص پر آمادہ کیا اتفاق کی بات کہ حضرت ابوسفیان جو اس وقت کافر تھے ایک بہت بڑے قافلے کے ساتھ شام تجارت کے لئے گئے ہوئے تھے اس کاروانِ تجارت میں مکے کے جس مرد یا عورت کی کچھ حیثیت تھی سب نے اپنا مال لگا دیا تھا۔ اب یہاں غور طلب ایک بات یہ ہے کہ آخر قریش کو ایسی کیا ضرورت آن پڑی تھی کہ اپنا سارا سرمایا لگا دیا تھا۔ اس کا امکان قوی ہے کہ قریش نے یہ طے کیا ہو کہ اس کے نفع سے جنگی ساز و سامان کر کے مدینہ طیبہ پر حملہ کریں گے ایسی صورت میں اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس قافلے کا قصد فرمایا تو کوئی قابل اعتراض نہیں۔ بلکہ دوراندیشی کا مقتضیٰ یہی تھا۔

رمضان میں اطلاع ملی کہ ابوسفیان اس قافلے کے ساتھ واپس ہو رہے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین سو کچھ افراد کے ساتھ اس قافلے کی تاک میں نکلے، ابوسفیان کو پہلے ہی سے خطرہ تھا انھوں نے جاسوس لگا دیئے تھے ان کو جب اس کی اطلاع ملی تو انھوں نے مکہ معظمہ اطلاع بھیجی۔ جمجاہ بن عمرو غفاری کو مکہ معظمہ بھیجا اس نے جاکر مکہ والوں کو قافلہ بچانے پر ابھارا، ادھر عامر بن حضرمی نے آگ لگا رکھی تھی جس کے نتیجہ میں ابوجہل کی سرکردگی میں ایک ہزار منتخب افراد مسلح ہو کر پورے ساز و سامان کے ساتھ چلے۔

ادھر حضرت ابوسفیان عام راستہ چھوڑ کر ساحل سمندر کی طرف مڑ کر بچ نکلے، انھوں ابوجہل وغیرہ کے پاس اطلاع بھیجی کہ میں بحفاظت مکہ معظمہ پہونچ گیا تم لوگ واپس آجاؤ لیکن ابوجہل نہیں مانا بالآخر جنگ ہوئی اور قریش کو ذلت آمیز شکست ہوئی، ان کے ستر سربرآوردہ افراد مارے گئے اور ستر گرفتار ہوئے۔

یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ جنگ بدر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لڑائی کی نیت سے نہیں نکلے تھے مقصود صرف قافلہ تھا اسی لئے افراد بھی بہت تھوڑے تھے اور اسلحے بھی بہت کم تعداد میں۔ شبلی صاحب نے سیرالنبی میں اس پر بہت زور باندھا ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قافلے کی نیت سے نہیں نکلے تھے بلکہ ابوجہل کے لشکر کی آمد سن کر اس سے جنگ کے ارادے سے نکلے تھے مگر یہ صرف ان کا قیاس ہے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ان کے رد کے لئے کافی ہے۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی إِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ إِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ إِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ

جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری سن لی اور فرمایا) میں صف بستہ ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔ یہ اللہ نے صرف تمہاری خوشی کے لئے کیا اور تاکہ تمہارے دل کو چین حاصل ہو جائے۔ اور مدد صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔ جب اس نے تم کو اونگھ سے گھیر دیا جو

وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْسَ
مَاءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ
الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ
بِهِ الْاَقْدَامَ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ
اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِيْ
فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا
فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ
يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ
الْعِقَابِ ۝

اس کی طرف سے چین تھی اور آسمان سے تم پر پانی برسایا تاکہ تمہیں پاک وصاف کر دے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرمادے اور تمہارے دلوں کو ڈھارس بندھائے اور اس سے تمہارے قدم جمادے جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت رکھو۔ میں جلد ہی کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈال دوں گا۔ تم کافروں کی گردنوں کے اوپر مارو اور ان کی ایک ایک پور پر ضرب لگاؤ۔ یہ اسلئے کہ انھوں نے اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کی۔ اور جو اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کرے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (سورۂ انفال (۹) تا (۱۲)

حدیث ۲۰۶۵ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ بْنِ
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے۔ میں نے مقداد بن اسود سے ایک
الْاَسْوَدِ مَشْهَدًا لَاَنْ اَكُوْنَ صَاحِبَهٗ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا عُدِلَ بِهٖ
ایسی بات سنی کہ اگر وہ بات میرے منھ سے نکلتی تو مجھے اس کے مقابلے میں ہر چیز سے زیادہ
اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَدْعُوْ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ
پیاری ہوتی۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں وہ حاضر ہوئے اور حضور لوگوں کو مشرکین
فَقَالَ لَا نَقُوْلُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰى "اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا"
سے لڑنے کے لئے دعوت دے رہے تھے تو مقداد نے عرض کیا ہم وہ نہیں کہیں گے جو
وَلٰكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ
قوم موسیٰ نے کہا تھا آپ اور آپ کے رب جائیں اور لڑیں ہم آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے
فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْرَقَ وَجْهُهٗ وَسَرَّهٗ[عہ]
لڑیں گے تو میں نے دیکھا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہ چہرۂ انور خوشی سے چمکنے لگا۔

تشریحات ۲۰۶۵ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب یہ اطلاع ملی کہ ابو سفیان بچ کر نکل گئے اور ابوجہل لشکر

[عہ] کتاب التفسیر باب فاذهب انت وربك فقاتلا ص ۶۶۳ نسائی تفسیر

نے کر آرہا ہے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ طلب فرمایا۔ حضرت ابوبکر و حضرت عمر وغیرہ مہاجرین نے جانثاری کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا اسی موقع پر حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ عرض کیا تھا مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روئے سخن انصار کرام کی طرف تھا اس لئے کہ انصار کرام نے عہد یہ کیا تھا کہ اگر کوئی مدینے پر حملہ کرے گا تو ہم حضور کا ساتھ دیں گے لیکن مدینہ سے نکل کر کسی پر حملہ کرنے کے لئے کوئی معاہدہ نہ تھا، انصار کرام سمجھ گئے اس پر ایک انصاری نے کہا اے انصار! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارا عندیہ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو انھوں نے عرض کیا ہم وہ نہیں کہتے جو موسیٰ علیہ السلام سے ان کی قوم نے کہا تھا کہ آپ اور آپ کے رب جائیں لڑیں ہم یہاں بیٹھے رہیں گے، اگر آپ برک الغماد تک جائیں گے تو ہم حضور کے ساتھ ساتھ رہیں گے۔

باب

ص ۵۶۴

۲۰۶۶ اَنَّہٗ سَمِعَ مِقْسَمًا مَوْلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْحَارِثِ یُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَہٗ یَقُوْلُ لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَنْ بَدْرٍ وَالْخَارِجُوْنَ اِلٰی بَدْرٍ عہ

حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آیہ کریمہ لا یستوی القاعدون من المؤمنین کی تفسیر میں فرمایا بدر میں شریک نہ ہونے والے اور شریک ہونے والے برابر نہیں۔

تشریحات اس پر اہلسنت کا اجماع ہے کہ بدر کے شرکا بقیہ تمام صحابہ کرام اور پوری امت سے افضل ہیں۔

بَابُ عِدَّۃِ اَصْحَابِ بَدْرٍ ص ۵۶۴ اصحاب بدر کی تعداد

۲۰۶۷ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ اُسْتُصْغِرْتُ اَنَا وَابْنُ عُمَرَ یَوْمَ بَدْرٍ وَکَانَ الْمُھَاجِرُوْنَ یَوْمَ بَدْرٍ نَیِّفًا عَلٰی سِتِّیْنَ وَالْاَنْصَارُ نَیِّفٌ وَّاَرْبَعُوْنَ وَمِائَتَانِ

حدیث حضرت برار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں اور ابن عمر یوم بدر کم عمر ہونے کی وجہ سے نہیں لئے گئے اور مہاجرین یوم بدر ساٹھ سے کچھ اوپر تھے اور انصار دو سو چالیس سے کچھ اوپر۔

عہ کتاب التفسیر باب لا یستوی القاعدون من المومنین ص ۶۶۱ ترمذی تفسیر

۲۰۶۸ حَدَّثَنَا اَبُو اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

حدیث

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے بدر میں شریک صحابۂ کرام

يَقُوْلُ حَدَّثَنِیْ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ

نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ اصحاب بدر ان اصحاب طالوت کے برابر

بَدْرًا اَنَّهُمْ كَانُوْا عِدَّةَ اَصْحَابِ طَالُوْتَ الَّذِيْنَ جَاوَزُوْا مَعَهُ النَّهْرَ

تھے جنھوں نے اس کے ساتھ دریا پار کیا تھا تین سو دس سے کچھ زیادہ

بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلَاثَ مِائَةٍ، قَالَ الْبَرَاءُ لَا وَاللّٰهِ مَا جَاوَزَ مَعَهُ

براء نے کہا۔ طالوت کے ساتھ دریا صرف مومن ہی نے

النَّهْرَ اِلَّا مُؤْمِنٌ عہ

پار کیا تھا۔

تشریحات ۲۰۶۸

نیف۔ دہائیوں کے درمیانی عدد کو نیف کہا جاتا ہے۔ بضع۔ تین سے لے کر نو تک کو کہا جاتا ہے اصحاب بدر کی تعداد تین سو تیرہ ہے، لڑائی میں صرف تین سو چھ شریک تھے سات افراد میں کچھ وہ تھے جنھیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جاسوسی کے لئے مقرر فرمایا تھا اور کچھ حضرات وہ تھے جنھیں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ رہنے کا حکم دیا تھا جیسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی اہلیہ حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سخت علیل تھیں ان کی تیمارداری کے لئے حضرت عثمان کو مدینہ طیبہ رہنے کا حکم دیا۔ اسی طرح حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور حضرت سعید بن زید کو قافلہ کی خبر لانے کے لئے بھیجا تھا حضرت ابولبابہ، حضرت عاصم بن عدی، اور حارث بن حاطب کو مدینہ طیبہ رہنے کا حکم صادر فرمایا تھا اسی طرح اور افراد تھے ان کی مجموعی تعداد آٹھ تھی، بعض روایتوں میں آیا ہے کہ اصحاب بدر کی تعداد تین سو انیس تھی، یہ اختلاف اس پر ہے کہ کچھ کم عمر صحابۂ کرام جنگ بدر میں شریک تھے کچھ لوگوں نے ان کو شمار نہیں کیا اس بنا پر کہ وہ قتال کے لائق نہیں تھے اور نہ انھوں نے قتال کیا جیسے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کیا آپ بدر میں شریک تھے انھوں نے فرمایا میں بدر سے کیسے غائب رہتا، ان کی مراد یہ ہے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا، اسی طرح حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں بدر کے موقعہ پر صحابۂ کرام کو پانی پلاتا تھا۔ اصحاب بدر کی تعداد درج ذیل آئی ہے۔ تین سو تیرہ۔ یہی مشہور ہے۔ تین سو چودہ، تین سو پندرہ، تین سو سترہ، تین سو انیس۔ قتال میں تین سو پانچ یا چھ افراد شریک ہوئے۔ یہ اختلاف اس پر محمول ہے کہ جنھوں نے

عہ اسی کے بعد مزید اور دو طریقے سے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شمار کیا انھوں نے تین سو چھ کہا اور جنھوں نے صرف صحابۂ کرام کو شمار کیا انھوں نے تین سو پانچ کہا۔ آٹھ افراد تھے جو جنگ میں شریک نہیں ہوئے جنھیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ رہنے کا حکم دیا یا قافلہ کی خبر لانے کے لئے بھیجا تھا، ان لوگوں کا شمار اصحاب بدر میں ہے، انھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مال غنیمت سے حصہ بھی دیا تھا۔

بَابُ قَتْلِ اَبِي جَهْلٍ ص ۵۶۵

ابوجہل کے قتل کا بیان

۲۰۶۹ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ أَتَى أَبَا جَهْلٍ وَبِهِ رَمَقٌ يَوْمَ بَدْرٍ

حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے دن وہ ابوجہل کے پاس آئے

فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ هَلْ أَعْمَدُ مِنْ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوهُ۔

اور اس کی کچھ سانس باقی تھی تو ابوجہل نے کہا یہ کیا تعجب کی بات ہے کہ ایک شخص کو تم نے قتل کیا۔

تشریحات ۲۰۶۹ گذر چکا کہ ابوجہل کو عفراء کے بیٹوں نے زخمی کر کے گرا دیا تھا۔ اخیر وقت میں حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس کے سر کو کاٹا اور خدمت اقدس میں لا کر پیش کیا اس وقت ابوجہل نے یہ کہا تھا کہ اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ تم نے اپنی قوم کے ایک شخص کو قتل کیا۔ اور نہ اس میں کوئی فخر کی بات۔

۲۰۷۰ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

حدیث حضرت انس نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا

اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَنْظُرُ مَا صَنَعَ أَبُو جَهْلٍ فَانْطَلَقَ ابْنُ

کوئی دیکھ آوے ابوجہل کا کیا حال ہوا تو ابن مسعود گئے تو اسے اس حال میں پایا کہ عفراء کے

مَسْعُودٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتَّى بَرَدَ قَالَ أَأَنْتَ أَبُو جَهْلٍ

بیٹوں نے اسے مار کر ٹھنڈا کر دیا تھا پوچھا تو ابوجہل ہے پھر انھوں

قَالَ فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ قَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوهُ أَوْ رَجُلٌ قَتَلَهُ

نے اس کی داڑھی پکڑی تو ابوجہل نے کہا کہ کیا بڑی بات ہے کہ ایک شخص کو تم نے قتل

قَوْمُهُ (وفي رواية) هَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ أَوْ قَالَ قَتَلْتُمُوهُ۔

کیا یا ایک شخص کو اس کی قوم نے قتل کیا۔

تشریحات ۲۰۷۰ ایک روایت یہ بھی ہے کہ ابوجہل نے یہ کہا وَلَوْ غَيْرُ أَكَّارٍ قَتَلَنِي (کاش کہ کاشتکار کے علاوہ

کسی اور نے قتل کیا ہوتا ——— یہاں انت ابوجہل ہیں دوسرے نسخے میں انت اباجہل ہے بلکہ ص ۵۶۳ پر جو روایت ہے اس میں صرف ایک نسخہ انت اباجہل ہے یہ اس بنا پر ہے کہ بعض لغات میں اسمائے مکبرہ کا اعراب تینوں حالتوں میں الف کے ساتھ ہوتا ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ قتل مثقل میں قصاص ہے کہ نہیں تو فرمایا نہیں ولو ضربہ بابا قبیس اگرچہ وہ کوہ ابوقبیس سے مار ڈالا گیا۔ اس پر آج کل کے غیر مقلدین اپنی جہالت اور اسلاف دشمنی کے نتیجے میں اعتراض کرتے ہیں بلکہ ایک جاہل نے یہاں تک لکھ دیا کہ انھیں عربی زبان بھی نہیں آتی تھی۔ ان جاہل بدباطنوں کو بخاری کی یہ روایت دکھا دینی چاہیے قَالَ اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ اَنْتَ اَبُوْجَهْلٍ یعنی حضرت انس کی اس حدیث میں عام راویوں نے انت اباجہل روایت کیا ہے۔ لیکن احمد بن یونس نے انت ابوجہل واؤ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۲۰۷۱ عَنْ صَالِحِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ فِيْ بَدْرٍ

حدیث صالح بن ابراہیم عن ابیہ عن جدہ بدر کے بارے میں روایت کرتے ہیں

يَعْنِيْ حَدِيْثَ ابْنَيْ عَفْرَاءَ

یعنی عفراء کے دونوں بیٹوں کی حدیث۔

۲۰۷۲ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ

حدیث قیس بن عباد سے روایت ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں

تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّجْثُوْ بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمٰنِ

نے کہا کہ قیامت کے دن فیصلہ کے لئے رحمٰن کے حضور سب سے پہلے میں گھٹنے کے بل کھڑا ہوں گا اور قیس بن

لِلْخُصُوْمَةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَقَالَ قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ وَفِيْهِمْ اُنْزِلَتْ

عباد نے کہا کہ انھیں کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے یہ دو مقابل ہیں جنھوں نے اپنے رب کے بارے

هٰذَانِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ قَالَ هُمُ الَّذِيْنَ تَبَارَزُوْا

میں لڑائی کی کہا یہ وہ لوگ ہیں جو بدر کے دن ایک دوسرے کے مقابل ہوئے۔ حمزہ اور علی اور عبیدہ یا ابو عبیدہ بن

يَوْمَ بَدْرٍ حَمْزَةُ وَعَلِيٌّ وَعُبَيْدَةُ اَوْ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْحَارِثِ وَ

حارث اور شیبہ بن ربیعہ اور عتبہ اور ولید بن عتبہ۔

شَيْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةُ وَالْوَلِيْدُ بْنُ عُتْبَةَ عه

عه اس کے بعد تین طریقے سے کتاب التفسیر ھذان خصمان اختصموا فی ربھم ص ۶۹۳ دو طریقے سے نسائی تفسیر

تشریحات ۲۰۷۲

جنگ بدر میں قریش کی طرف سے سب سے پہلے مقابلے کے لئے شیبہ بن ربیعہ اور عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ نکلے ان کے مقابلے کے لئے انصار کرام میں سے تین صاحب گئے تو شیبہ نے کہا ہم کاشتکاروں سے لڑنے نہیں آئے ہیں اے محمد ہمارے برابر کے لوگوں کو ہم سے لڑنے کے لئے بھیج۔ اس پر حضرت حمزہ حضرت علی حضرت عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب نکلے۔ شیبہ کو حضرت حمزہ نے اور عتبہ کو حضرت علی نے قتل کر ڈالا ولید نے حضرت عبیدہ کی ٹانگ پر تلوار ماری جس سے ان کی ٹانگ کٹ گئی پھر حضرت علی اور حمزہ نے بڑھکر ولید کو قتل کر ڈالا۔

چونکہ بدر اسلام میں حق و باطل کا پہلا معرکہ تھا اور اس معرکہ میں یہ چھ افراد سب سے پہلے مقابلے میں آئے اس پر حضرت علی نے وہ فرمایا۔ کہ میں مجاہدین اسلام میں سب سے پہلے اللہ عزوجل کے حضور حاضر ہوکر اپنا معاملہ پیش کروں گا ـــــــــــ اور حضرت ابن عباد نے یہ جو کہا کہ آیۂ کریمہ ھٰذٰن خصمان اختصموا فی ربھم ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے یہ خود حضرت علی نے فرمایا ہے کہ یہ آیۂ کریمہ ہم لوگوں کے بارے میں اتری ہے نیز حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جیسا کہ بعد کی روایتوں میں ہے۔

۲۰۷۳ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ سَئَلَ رَجُلٌ اَلْبَرَاءَ وَاَنَا اَسْمَعُ اَشَهِدَ عَلِیٌّ بَدْرًا قَالَ بَارَزَ وَظَاهَرَ حَقًّا۔

حدیث ابو اسحاق سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت براء سے پوچھا اور میں سن رہا تھا کیا حضرت علی بدر میں شریک ہوئے تو انھوں نے فرمایا کہ کھل کر شریک ہوئے اور حق کو خوب ظاہر فرمایا۔

۲۰۷۴ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ ذَكَرَ لَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ بِاَرْبَعَةٍ وَّعِشْرِيْنَ رَجُلًا مِّنْ صَنَادِيْدِ قُرَيْشٍ فَقُذِفُوْا فِیْ طَوِیٍّ مِّنْ اَطْوَاءِ بَدْرٍ خَبِيْثٍ مُّخْبِثٍ وَكَانَ اِذَا ظَهَرَ عَلٰى قَوْمٍ اَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلٰثَ لَيَالٍ فَلَمَّا كَانَ لِبَدْرٍ اَلْيَوْمَ الثَّالِثَ اَمَرَ بِرَاحِلَتِهٖ فَشُدَّ عَلَيْهِ رَحْلُهَا

حدیث ہم سے انس بن مالک نے کہا کہ ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن بدر کے سرداروں میں سے چوبیس کے بارے میں حکم دیا۔ کہ وہ بدر کے کنوؤں میں سے ایک کنویں میں ڈال دیئے جائیں۔ جو گندا گھناؤنا تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم پر غالب ہوتے تو وہاں تین دن قیام فرماتے۔ جب بدر کے بعد تیسرا دن ہوا تو سواری پر کجاوہ کسے جانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد پیدل چلے اور حضور کے پیچھے صحابۂ کرام چلے اور صحابہ نے کہا ہم یہی سمجھ

ثُمَّ مَشٰی وَاتَّبَعَهٗ اَصْحَابُهٗ وَقَالُوْا مَا نُرٰی يَنْطَلِقُ اِلَّا لِبَعْضِ
رہے تھے کہ اپنی کسی ضرورت سے جا رہے ہیں یہاں تک کہ اس کنویں کی منڈیر پر
حَاجَتِهٖ حَتّٰی قَامَ عَلٰی شَفَةِ الرَّكِيِّ فَجَعَلَ يُنَادِيْهِمْ بِاَسْمَائِهِمْ
کھڑے ہوئے اور ان کفار کا اور ان کے باپ کا نام لے لے کر پکارنا شروع کیا
وَاَسْمَاءِ آبَائِهِمْ يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَيَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ اَيَسُرُّكُمْ
اے فلاں بن فلاں اور اے فلاں بن فلاں کیا اب تم کو یہ پسند ہے کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول
اَنَّكُمْ اَطَعْتُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا
کی اطاعت کی ہوتی ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ کیا تھا بلاشبہ ہم نے اسے حق پایا۔
فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
کیا تم نے بھی اسے حق پایا جو تم سے تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا۔ اس پر عمر نے عرض
مَا تُكَلِّمُ مِنْ اَجْسَادٍ لَّا اَرْوَاحَ لَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
کیا یا رسول اللہ! آپ ایسے جسموں سے کلام فرما رہے ہیں جس میں روح نہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ ——
نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے۔ جو میں فرما رہا ہوں اسے تم لوگ ان سے
قَالَ قَتَادَةُ اَحْيَاهُمُ اللّٰهُ حَتّٰی اَسْمَعَهُمْ قَوْلَهٗ تَوْبِيْخًا وَتَصْغِيْرًا
زیادہ نہیں سنتے —— قتادہ نے کہا اللہ نے ان کو زندہ فرمایا۔ یہاں تک کہ حضور کا قول انہیں سنایا۔ تو
وَنِقْمَةً وَحَسْرَةً وَنَدَمًا۔
بیخ کے لئے ذلیل کرنے کے لئے اور سزا کے لئے ندامت کے لئے حسرت کے لئے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۰۷۵ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا
حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیۂ کریمہ (الذین بدلوا نعمة الله كفرا) جن لوگوں نے
"اَلَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا" قَالَ هُمْ وَاللّٰهِ كُفَّارُ قُرَيْشٍ
اللہ کی نعمت کے بدلے کفر اختیار کیا) کی تفسیر میں کہا وہ بخدا کفار قریش ہیں۔ عمرو نے اپنی روایت میں کہا۔ قریش
قَالَ عَمْرٌو هُمْ قُرَيْشٌ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَةُ اللّٰهِ
ہیں اور محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اللہ کی نعمت ہیں۔ اور انھوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر پہونچا دیا۔

وَاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ قَالَ النَّارُ يَوْمَ بَدْرٍ ۱؎

بوار سے مراد جہنم ہے۔ یعنی بدر کے دن انھوں نے اپنی قوم کو جہنم میں پہونچایا۔

۲۰۷۵ تشریحات سورۂ ابراہیم میں فرمایا گیا الم تر الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا واحلوا قومہم دار البوار جہنم ۔ کیا تم نے انھیں نہ دیکھا جنھوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر لا اتارا وہ جو دوزخ ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ اس سے مراد کفار قریش ہیں اور نعمۃ اللہ سے مراد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں مطلب یہ ہے کہ قریش نے اللہ کی نعمت یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھوڑ کر کفر اختیار کیا جس کے نتیجے میں بدر کے دن اپنی قوم کو تباہی کے گھر جہنم میں پہونچایا۔

باب

ص ۵۶۷

۵۹۲ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ذَكَرُوْا مُرَارَةَ

ت اور کعب بن مالک نے کہا لوگوں نے مرارہ بن ربیع

بْنَ الرَّبِيْعِ الْعَمْرِيَّ وَهِلَالَ بْنَ اُمَيَّةَ الْوَاقِفِيَّ رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ

عمری اور ہلال بن امیہ واقفی کو ذکر کیا یہ دونوں نیک شخص تھے جو

قَدْ شَهِدَا بَدْرًا ۱؎۔

بدر میں شریک ہو چکے

۵۹۲ تشریحات کچھ لوگوں نے مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ کے بارے میں یہ کہا ہے کہ یہ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے ان کے رد کے لئے امام بخاری نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا یہ قول ذکر کیا۔ یہ حدیث طویل کا ایک ٹکڑا ہے جو غزوۂ تبوک میں مفصل آرہی ہے۔

۲۰۷۶ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ذُكِرَ لَهٗ

حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جمعہ کے دن ذکر کیا گیا کہ سعید

اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ وَكَانَ بَدْرِيًّا مَرِضَ

بن زید بن عمرو بن نفیل جو بدری تھے بیمار ہیں تو دن چڑھنے کے بعد سوار

۱؎ ثانی تفسیر باب الم تر الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ ص ۶۹۲ نسائی تفسیر

فِیْ یَوْمِ جُمُعَةٍ فَرَکِبَ اِلَیْهِ بَعْدَ اَنْ تَعَالَی النَّهَارُ وَاقْتَرَبَتِ الْجُمُعَةُ وَ

ہوکر وہاں گئے جمعہ کے قریب اور جمعہ چھوڑ دیا۔

تَرَکَ الْجُمُعَةَ۔

تشریحات ۲۰۷۶

غالبًا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یہ اطلاع ملی ہوگی کہ حضرت سعید کی حالت بہت نازک ہے۔ اس لئے انھوں نے جمعہ چھوڑا اور انھیں دیکھنے کے لئے گئے ان کے ساتھ دوہرا دشتہ تھا یہ حضرت عمر کے چچازاد بھائی بھی تھے اور بہنوئی بھی۔

۵۹۳ ت حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ اَبَاهُ کَتَبَ

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے حدیث بیان کی کہ ان کے والد نے عمر

اِلٰی عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَرْقَمِ الزُّهْرِیِّ یَاْمُرُهٗ اَنْ یَدْخُلَ

بن عبد اللہ بن ارقم زہری کو لکھا کہ سبیعہ بنت حارث اسلمیہ کے پاس جائیں

عَلٰی سُبَیْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْاَسْلَمِیَّةِ فَیَسْاَلُهَا عَنْ حَدِیْثِهَا وَ

اور ان سے ان کی حدیث پوچھیں اور یہ پوچھیں کہ جب انھوں نے رسول اللہ

عَمَّا قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ اسْتَفْتَتْهُ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فتویٰ پوچھا تھا تو حضور نے کیا جواب دیا تھا۔ تو

فَکَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَرْقَمِ اِلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ

عمر بن عبد اللہ بن ارقم نے عبد اللہ بن عتبہ کو لکھا کہ سبیعہ بنت حارث

یُخْبِرُهٗ اَنَّ سُبَیْعَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا کَانَتْ تَحْتَ

نے خبر دیا کہ وہ سعد بن خولہ کی زوجیت میں تھیں اور یہ بنی عامر بن لوی کے

سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِیْ عَامِرِ بْنِ لُؤَیٍّ وَکَانَ مِمَّنْ

قبیلے سے تھے اور بدر کے شرکا میں سے تھے کہ حجۃ الوداع میں ان کے شوہر کی

شَهِدَ بَدْرًا فَتُوُفِّیَ عَنْهَا فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهِیَ حَامِلٌ فَلَمْ

وفات ہوگئی اس وقت وہ حاملہ تھیں شوہر کی وفات کے تھوڑی ہی

تَنشَبْ أَنْ وَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهِ فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا

دیر کے بعد ان کے بچہ پیدا ہو گیا جب وہ نفاس سے پاک ہو گئیں تو بناؤ

تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ رَجُلٌ

سنگار کرنے لگیں منگنی کرنے والوں کے لئے اس حال میں ان کے پاس ابو سنابل بن

مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ فَقَالَ لَهَا مَا لِي أَرَاكِ تَجَمَّلْتِ لِلْخُطَّابِ

بعکک بنی عبدالدار کے ایک صاحب گئے اور ان سے کہا تو منگنی کرنے والوں کے لئے بناؤ سنگار

تَرْجِينَ النِّكَاحَ وَإِنَّكِ وَاللهِ مَا أَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتَّى تَمُرَّ عَلَيْكِ أَرْبَعَةُ

کر رہی ہے نکاح کرنا چاہتی ہے اور بخدا تو اس وقت تک نکاح نہیں کر سکتی جب تک تجھ پر

أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ قَالَتْ سُبَيْعَةُ فَلَمَّا قَالَ لِي ذٰلِكَ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي

چار مہینے دس دن نہ گزر لیں۔ سبیعہ نے کہا جب انھوں نے مجھ سے یہ کہا تو میں نے شام کے

حِينَ أَمْسَيْتُ وَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهُ

وقت پورے کپڑے پہنے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئی

عَنْ ذٰلِكَ فَأَفْتَانِي بِأَنِّي قَدْ حَلَلْتُ حِينَ وَضَعْتُ حَمْلِي وَأَمَرَنِي

اور میں نے حضور سے اس کے بارے میں پوچھا تو حضور نے حکم دیا کہ جس وقت تو نے وضع حمل کیا

بِالتَّزَوُّجِ إِنْ بَدَا لِي عه

اسی وقت تو حلال ہو گئی اور مجھے نکاح کی اجازت دے دی اگر میرا جی چاہے۔

۵۹۴ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ مَوْلَى بَنِي عَامِرِ ت

بنی عامر بن لوی کے آزاد کردہ غلام محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان نے مجھے خبر دی کہ محمد

بْنِ لُؤَيٍّ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ وَكَانَ أَبُوهُ شَهِدَ بَدْرًا أَخْبَرَهُ

بن ایاس بن بکیر نے انھیں یہ خبر دی۔ اور ان کے والد بدر میں حاضر تھے۔

بَابُ شُهُودِ الْمَلٰئِكَةِ بَدْرًا ص ۵۶۹

فرشتوں کا بدر میں حاضر ہونا۔

۲۰۷۷ حدیث عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِيهِ

رفاعہ بن رافع زرقی سے روایت ہے اور یہ اہل بدر سے تھے کہ جبرئیل

عه طلاق باب اولات الاحمال اجلهن ص ۸۰۲

وَكَانَ أَبُوهُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ قَالَ جَاءَ جِبْرِئِيلُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور پوچھا آپ لوگ اہل بدر کو اپنے
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَعُدُّونَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيكُمْ قَالَ مِنْ أَفْضَلِ
میں کس درجہ میں شمار کرتے ہو فرمایا تمام مسلمانوں سے افضل لوگوں میں، یا اسی
الْمُسْلِمِيْنَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلٰئِكَةِ
کے مثل کوئی کلمہ کہا جبرئیل نے کہا اور ایسے ہی ان فرشتوں کو جو بدر میں شریک ہوئے۔

۲۰۷۷

تشریحات

کَانَ ابوہ کی ضمیر مجرور متصل کا مرجع معاذ ہیں، مطلب یہ ہوا کہ معاذ کے والد رفاعہ بن رافع اہل بدر سے ہیں، اس حدیث کے راوی بھی یہی ہیں' یہ بدر اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے اور جنگ جمل اور صفین میں حضرت علی کے ساتھ تھے، حضرت معاویہ کی ابتدا امارت میں واصل بحق ہوئے۔ ان کے والد رافع بدر میں شریک نہیں ہوئے مگر یہ بیعت عقبہ میں شریک تھے اور بارہ نقیبوں میں سے ایک یہ بھی تھے۔

۲۰۷۸ عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ وَكَانَ رِفَاعَةُ مِنْ أَهْلِ

حدیث

معاذ بن رفاعہ رافع سے روایت ہے۔ اور رفاعہ اہل بدر سے تھے اور رافع
بَدْرٍ وَكَانَ رَافِعٌ مِنْ أَهْلِ الْعَقَبَةِ وَكَانَ يَقُولُ لِابْنِهِ مَا يَسُرُّنِيْ
اہل عقبہ سے وہ اپنے لڑکے سے کہتے تھے کہ عقبہ میں شریک ہونا بہ نسبت بدر کی
أَنِّيْ شَهِدْتُ بَدْرًا بِالْعَقَبَةِ قَالَ سَأَلَ جِبْرِئِيلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
شرکت سے مجھے زیادہ پسند ہے تو انھوں نے کہا کہ جبرئیل نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا۔
وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا۔

۲۰۷۸

تشریحات

بہت سے صحابۂ کرام عقبہ کی شرکت کو بدر کی شرکت سے افضل سمجھتے تھے انھیں میں حضرت رافع بھی تھے اس لئے کہ بیعت عقبہ ہی اس کی بنیاد بنی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے جو اسلام کی ساری ترقیوں کی بنیاد ہے لیکن صحیح اور ارجح یہ ہے کہ بدر کی شرکت عقبہ کی شرکت سے بھی افضل ہے۔

۲۰۷۹ حدیث عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوم بدر فرمایا یہ جبرئیل اپنے گھوڑے کی لگام
اٰخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهٖ عَلَيْهِ أَدَاةُ الْحَرْبِ عه
پکڑے ہوئے ہیں ان کے اوپر ہتھیار ہے۔

۲۰۷۹ تشریحات بدر میں ملائکہ کا حاضر ہونا اور قتال کرنا یقینی طور پر ثابت ہے ملائکہ میں سے حضرت جبرئیل حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل کی شرکت ثابت ہے، حضرت میکائیل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے داہنی طرف تھے وہیں ابو بکر بھی تھے اور اسرافیل بائیں طرف جہاں حضرت علی تھے، امام احمد ابو یعلیٰ اور حاکم نے حضرت علی سے روایت کیا کہ مجھ سے اور ابو بکر سے یوم بدر کہا گیا تم میں سے ایک کے ساتھ جبرئیل ہیں اور دوسرے کے ساتھ میکائیل اور اسرافیل علیہم الصلوٰۃ والتسلیم۔

باب غزوۂ احد میں یہی حدیث ابراہیم بن موسیٰ سے اسی سند کے ساتھ مذکور ہے وہاں یوم بدر کے بجائے یوم احد ہے یہ کسی راوی کا وہم ہے۔ صحیح یوم بدر ہے۔

باب ص۵۷۰

۲۰۸۰ حدیث عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ مَاتَ اَبُو
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابو زید نے انتقال کیا اور انھوں نے
زَيْدٍ وَلَمْ يَتْرُكْ عَقِبًا وَكَانَ بَدْرِيًّا۔
کوئی اولاد نہیں چھوڑی اور یہ بدری تھے۔

۲۰۸۰ تشریحات حضرت ابو زید کا نام قیس بن سکن ہے حضرت انس کے چچا انصاری صحابی ہیں یہ ان بزرگوں میں ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن جمع فرمایا جیسا کہ گذرا۔

۲۰۸۱ حدیث عَنِ ابْنِ خَبَّابٍ اَنَّ اَبَا سَعِيْدِ بْنَ مَالِكٍ الْخُدْرِيَّ
ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر سے آئے تو ان کے سامنے

ع - مغازی، باب غزوۂ احد ص۵۷۸

رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَقَدَّمَ اِلَيْهِ اَهْلُهُ لَحْمًا

ان کے اہل نے قربانی کا گوشت رکھا تو انھوں نے فرمایا میں نہیں کھاؤں گا

مِنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيْ فَقَالَ مَا اَنَا بِاٰكِلِهٖ حَتّٰى اَسْئَلَ فَانْطَلَقَ اِلٰى

یہاں تک کہ پوچھ لوں۔ وہ اپنے علاتی بھائی قتادہ بن نعمان کے

اَخِيْهِ لِاُمِّهٖ وَكَانَ بَدْرِيًّا قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ فَسَئَلَهٗ فَقَالَ اِنَّهٗ

پاس آئے اور وہ بدری تھے ان سے پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ تمہارے

حَدَثَ بَعْدَكَ اَمْرٌ نَقْضٌ لِمَا كَانُوْا يُنْهَوْنَ عَنْهُ مِنْ اَكْلِ

بعد ایسی صورت پیدا ہو گئی جس نے اس حکم کو ختم کر دیا جس کی بنا پر تین دن

لُحُوْمِ الْاَضْحٰى بَعْدَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ [عه]

کے بعد قربانی کا گوشت کھانا منع تھا۔

۲۰۸۱

تشریحات

حضرت قتادہ بن نعمان تمام مشاہد میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر رہے۔ یوم احد ان کی آنکھ میں ایک تیر آکر لگا جس سے ان کے ایک آنکھ کا ڈھیلا نکل کر چہرہ پر لٹک گیا۔ لوگوں نے اسے کاٹ ڈالنا چاہا وہ اپنے آنکھ کے ڈھیلے کو ہاتھ میں لے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے پوچھا اے قتادہ یہ کیا ہے تو انھوں نے عرض کیا وہی ہے جو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں فرمایا اگر تم چاہو تو صبر کرو اور اگر چاہو تو اس کو اپنی جگہ ٹھیک کر دوں اور اللہ سے دعا کروں تو انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بیشک جنت جزار جزیل اور عطار جمیل ہے لیکن میں ایسا شخص ہوں کہ عورتوں سے محبت کرتا ہوں اور میرے عقد میں ایک عورت ہے جس سے میں محبت کر رہا ہوں مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے اس حال میں دیکھے تو کہیں مجھ سے نفرت نہ کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ڈھیلے کو گڈھے میں رکھ کر اپنی ہتھیلی سے دبا دیا وہ بالکل ٹھیک ہو گئی اور یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ اس کو جمال عطا فرما یہ ان کی آنکھ دوسری آنکھ سے جمیل تر و حسین تر ہو گئی اور کبھی پھر بیمار نہ ہوئی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنت کی بھی دعا کی [له]۔

ابتدا میں جب عسرت اور تنگدستی تھی تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے کی اجازت نہ تھی لیکن جب فراخی اور خوشحالی آگئی تو اجازت مرحمت فرما دی گئی۔ یہی جمہور کا مذہب ہے۔

[عه] کتاب الاضاحی باب ما یوکل من لحوم الاضاحی ص ۸۳۵

[له] عمدۃ القاری جلد سابع عشر ص ۱۰۷-۱۰۶

۲۰۸۲ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ
حضرت عروہ نے کہا کہ زبیر نے کہا۔
حدیث عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ الزُّبَيْرُ
بدر کے دن میرے سامنے عبیدہ بن
لَقِيتُ يَوْمَ بَدْرٍ عُبَيْدَةَ بْنَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ وَهُوَ مُدَجَّجٌ
سعید بن عاص آیا اور وہ پورے ہتھیاروں سے لیس تھا صرف اس کی دونوں
لَا يُرَى مِنْهُ إِلَّا عَيْنَاهُ وَهُوَ يُكْنَى أَبُو ذَاتِ الْكَرِشِ فَقَالَ أَنَا أَبُو
آنکھیں نظر آتی تھیں اس کی کنیت ابو ذات الکرش تھی تو اس نے کہا میں ابو ذات الکرش
ذَاتِ الْكَرِشِ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ بِالْعَنَزَةِ فَطَعَنْتُهُ فِي عَيْنِهِ فَمَاتَ
ہوں میں نے اس پر برچھی سے حملہ کیا اور اس کی آنکھ میں مارا اس کے صدمے سے وہ
قَالَ هِشَامٌ فَأُخْبِرْتُ أَنَّ الزُّبَيْرَ قَالَ لَقَدْ وَضَعْتُ رِجْلِي عَلَيْهِ
مرگیا۔ ہشام نے کہا مجھے خبر دی گئی کہ زبیر نے کہا میں نے اپنا پاؤں اس پر رکھا پھر دونوں
ثُمَّ تَمَطَّأْتُ فَكَانَ الْجُهْدُ أَنْ نَزَعْتُهَا وَقَدِ انْثَنَى طَرَفَاهَا قَالَ
ہاتھوں سے کھینچا پوری طاقت صرف کر کے میں نے اسے نکالا اس کے دونوں کنارے مڑ گئے
عُرْوَةُ فَسَأَلَهُ إِيَّاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُ
تھے۔ عروہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ برچھی ان سے مانگ لی تو انھوں نے خدمت
فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا ثُمَّ طَلَبَهَا
اقدس میں پیش کردی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا تو زبیر نے وہ برچھی لے لی پھر
أَبُو بَكْرٍ فَأَعْطَاهُ فَلَمَّا قُبِضَ أَبُو بَكْرٍ سَأَلَهَا إِيَّاهُ عُمَرُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا
ابوبکر نے اسے مانگا تو انھیں دیدی پھر جب ان کا وصال ہوگیا تو عمر نے اسے مانگا تو انھیں دے دیا
فَلَمَّا قُبِضَ عُمَرُ أَخَذَهَا ثُمَّ طَلَبَهَا عُثْمَانُ مِنْهُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا
پھر جب ان کا وصال ہو گیا تو لے لیا پھر حضرت عثمان نے مانگا تو انھیں دے دیا جب حضرت عثمان
فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ وَقَعَتْ عِنْدَ آلِ عَلِيٍّ فَطَلَبَهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ
شہید ہوگئے تو حضرت علی کی آل کے پاس رہی جن سے عبد اللہ بن زبیر نے مانگ لیا۔ تو ان کی
الزُّبَيْرِ فَكَانَتْ عِنْدَهُ حَتَّى قُتِلَ۔
شہادت کے وقت تک انھیں کے پاس رہی۔

۲۰۸۳ **حدیث** أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى

ام المومنین حضرت عائشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقۂ حیات سے روایت ہے

اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ

کہ ابو حذیفہ ان لوگوں میں سے تھے جو بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَنَّى سَالِمًا وَأَنْكَحَهُ بِنْتَ أَخِيهِ

شریک تھے انھوں نے سالم کو متبنّیٰ بنالیا تھا اور اپنی بھتیجی ولید بن عتبہ کی بیٹی ہند

هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَمَا

سے ان کا نکاح کر دیا تھا۔ سالم ایک انصاری خاتون کے آزاد کردہ غلام تھے جیسا کہ

تَبَنَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَكَانَ مَنْ تَبَنَّى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو متبنّیٰ بنالیا تھا اور جاہلیت میں جب کوئی شخص کسی کو تبنی

رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِيرَاثِهِ

بناتا تو لوگ اسی کی طرف نسبت کرکے اس کو پکارتے۔ اور وہ اس کی میراث پاتا

حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى اُدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ فَجَاءَتْ سَهْلَةُ النَّبِيَّ

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اتاری ان (متبنّیٰ کو ان کے باپوں کی طرف نسبت کرکے پکارو)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ عہ

اس کے بعد سہلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور پوری حدیث بیان کی۔

تشریحات ۲۰۸۳

سالم بن معقل ایک انصاری خاتون ثبیتہ کے آزاد کردہ غلام تھے جنھیں حضرت حذیفہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متبنی بنالیا تھا۔ متبنی کی حیثیت زمانۂ جاہلیت میں حقیقی بیٹے کے بمنزلہ تھی وہ حقیقی بیٹے کی طرح گھر میں رہتا۔ جب آیۂ کریمہ نازل ہوئی ادعوھم لآبائھم تو حضرت حذیفہ کی بیوی سہلہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ اس آیۂ کریمہ کے نزول کے بعد بھی سالم حسب سابق میرے پاس آتے جاتے ہیں جسے ابو حذیفہ ناگوار سمجھتے ہیں تو حضور نے ارشاد فرمایا اسے دودھ پلادے تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ داڑھی والے ہیں فرمایا تم اسے دودھ پلادو۔ تمہارے اس کے درمیان حرمت ثابت ہو جائے گی۔ پھر ابو حذیفہ کو سالم کا تمہارے پاس آنا جانا ناگوار نہ ہوگا۔ تو انھوں نے ایسا ہی کیا۔

عہ کتاب النکاح الاکفاء فی الدین ص ۷۶۲

فذکر الحدیث سے امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی مراد ہے دو یا ڈھائی سال سے زائد عمر والے کے دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خصوصی اختیارات سے کام لے کر جوان ہو کر دودھ پی لینے سے حرمت رضاعت کے ثابت ہونے کا حکم ارشاد فرمایا۔ منفیاری

حدیث ۲۰۸۴ عَنِ الرُّبَیِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَدَاۃَ بُنِیَ عَلَیَّ فَجَلَسَ عَلٰی فِرَاشِیْ کَمَجْلِسِکَ مِنِّیْ وَجُوَیْرِیَاتٌ یَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ یَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِھِنَّ یَوْمَ بَدْرٍ حَتّٰی قَالَتْ جَارِیَۃٌ —— وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْلِیْ ھٰکَذَا وَقُوْلِیْ مَا کُنْتِ تَقُوْلِیْنَ عہ

ربیع بنت معوذ نے کہا جس رات میرا زفاف ہوا اس کی صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ اور میرے فرش پر ایسے ہی بیٹھے جیسے تم بیٹھے ہو۔ اور کچھ چھوٹی بچیاں دف بجا رہی تھیں اور اپنے ان آبا کا احوال جو بدر کے دن شہید ہوئے تھے گا رہی تھیں کہ ایک لڑکی نے یہ گایا اور ہم میں ایک نبی ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ یہ نہ گاؤ اور پہلے جو تم گا رہی تھیں وہی گاؤ۔

تشریحات ۲۰۸۴ یہاں من آبائھن ہے اور کتاب النکاح میں من آبائی ہے، دونوں میں منافات نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ لڑکیاں وہ ہوں کہ ان کے آبار بدر میں شہید ہوئے ہوں ان کا بھی تذکرہ کیا ہو۔

ربیع بنت معوذ کے آبار میں سے جو شہید ہوئے ہیں ان کا بھی ذکر کیا ہو۔ یا یہ لڑکیاں ان کی ہم قبیلہ تھیں۔ اوپر دونوں کا نسب مل جاتا ہو۔ بدر میں کوئی ایسا بزرگ شہید ہوا ہو۔ جو دونوں کے آبار میں شامل ہو۔ بدر میں ربیع کے والد معوذ اور ان کے چچا عوف یا عوذ شہید ہوئے تھے اور خزرج سے ان کے قریبی رشتہ دار حارثہ بن سراقہ —— وہابی اس حدیث سے یہ دلیل لاتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل نہیں تھا۔ تبلیغی نصاب میں یہ حدیث ذکر کر کے یہ پچر لگا دیا ہے کہ کیونکہ میں علم غیب نہیں جانتا۔ یہ ان کا جزان ہے

عہ کتاب النکاح باب ضرب الدف فی النکاح والولیمۃ ص۷۷۳ ابوداؤد ادب ترمذی نکاح۔ ابن ماجہ

اگر ممانعت اسی بنا پر ہوتی تو حضور صاف صاف فرما دیتے کہ یہ مت کہو کیونکہ میں علم غیب نہیں جانتا۔

غور طلب یہ بات ہے وہابیوں کے عقیدے کے مطابق کسی مخلوق کے لئے اگرچہ وہ نبی ہو علم غیب کا اعتقاد شرک ہے۔ شرکیہ بات سن کر یہ بعید ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس پر صراحت کے ساتھ تنبیہ نہ فرمائیں۔ یہ منع کرنا صرف اس بنا پر تھا یہ لڑکیاں جاں نثاروں کا ذکر کر رہی تھیں۔ جسے زیادہ پسند فرمایا۔ بہ نسبت اپنے ذکر کے۔

۲۰۸۵ حدیث حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ أَنْفَذَهُ لَنَا ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ سَمِعَهُ
ابن معقل نے کہا حضرت علی نے سہل بن حنیف کے جنازہ پر چار تکبیریں پڑھی
مِنَ ابْنِ مَعْقِلٍ أَنَّ عَلِيًّا كَبَّرَ عَلَى سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ فَقَالَ إِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا
اور فرمایا یہ بدر میں شریک تھے۔

۲۰۱۵ تشریحات اس حدیث کی سند میں یہ ہے انفذہ لنا ابن الاصبہانی۔ مطلب یہ ہے کہ ابن الاصبہانی یہ حدیث لکھ کر سفیان بن عیینہ کے پاس بھیجی تھی ابن عیینہ نے یہ حدیث ابن الاصبہانی سے براہ راست نہیں سنی تھی گذر چکا کہ جمہور کے نزدیک کتاب مثل سماع ہے ابن الاصبہانی کا نام عبد الرحمن بن عبد اللہ تھا۔

۲۰۸۶ حدیث أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب حفصہ بنت
يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ
عمر خنیس بن حذافہ سہمی سے بیوہ ہو گئیں اور یہ رسول اللہ کے ان صحابہ میں
مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ
سے تھے جو بدر میں شریک ہوئے تھے اور مدینہ طیبہ میں وفات پائی تھی
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا تُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ قَالَ عُمَرُ
عمر نے کہا میں نے عثمان بن عفان سے ملاقات کی اور میں نے ان پر
فَلَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ
حفصہ کو پیش کیا میں نے کہا اگر تم چاہو تو حفصہ سے تمہارا نکاح کر دوں

اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ قَالَ سَاَنْظُرُ فِي اَمْرِي فَلَبِثْتُ لَيَالِي

انھوں نے کہا۔ میں اپنے معاملہ میں غور کروں گا میں کئی دن رکا رہا پھر انھوں نے کہا

فَقَالَ قَدْ بَدَا لِي اَنْ لَّا اَتَزَوَّجَ يَوْمِي هٰذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِيْتُ اَبَابَكْرٍ

میری رائے یہی ہے کہ میں اس وقت شادی نہیں کروں گا اس کے بعد عمر نے ابو بکر سے

فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ اَبُوْبَكْرٍ فَلَمْ

ملاقات کی اور ان سے کہا اگر تم چاہو تو حفصہ بنت عمر کا تم سے نکاح کر دوں ابو بکر خاموش رہے اور

يَرْجِعْ اِلَيَّ شَيْئًا فَكُنْتُ عَلَيْهِ اَوْجَدَ مِنِّي عَلٰى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَيَالِي

انھیں کچھ جواب نہیں دیا۔ مجھے ان کے اوپر عثمان سے بھی زیادہ غصہ آیا میں کچھ دن رکا رہا پھر

ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْكَحْتُهَا اِيَّاهُ فَلَقِيَنِي

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کے لئے پیغام دیا تو میں نے حفصہ کا نکاح حضور سے کر دیا اس کے

اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَّ عَلَيَّ حِيْنَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ

بعد ابو بکر مجھ سے ملے اور کہا شاید تم مجھ سے خفا ہو گئے ہو جب تم نے حفصہ کو مجھ پر پیش کیا تھا اور

اَرْجِعْ اِلَيْكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي اَنْ اَرْجِعَ اِلَيْكَ فِيْمَا

میں نے تم کو کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ میں نے کہا ہاں۔ تو انھوں نے کہا تمہاری پیش کش کے بارے

عَرَضْتَ اِلَّا اَنِّي قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں کوئی جواب دینے سے مجھے اس بات نے روکا تھا کہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ اَكُنْ لِاُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے حفصہ کا ذکر کیا ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو فاش نہیں کر سکتا تھا۔ اگر حضور ان

وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا عه

سے شادی نہ کرتے تو میں قبول کر لیتا۔

۲۰۸۶ تشریحات

خنیس بن حذافہ سہمی یہ مہاجرین اولین میں سے ہیں حبشہ کی جانب بھی ہجرت کی پھر مدینہ طیبہ کی طرف تمام اصحاب سیر نے لکھا ہے کہ بدر میں بھی شریک ہوئے اور احد میں بھی۔ جنگ احد میں

عه النکاح باب عرض الانسان ابنته۔ او اختهٗ علی اهل الخیر ص۷۶۷ باب من قال لا نکاح الا بولی ص۷۷۱ باب تفسیر ترک الخطبة ص۷۷۳ نسائی نکاح

ان کو ایک کاری زخم لگا جس کے صدمہ سے مدینہ طیبہ میں وفات پا گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہجرت کے پچیس یا تیس ماہ کے بعد نکاح فرمایا تھا اور احد کا واقعہ ہجرت کے اکتیس ماہ کے بعد رونما ہوا اس لئے یہ کہنا صحیح نہیں معلوم ہوتا کہ حضرت خنیس اس زخم سے واصل بحق ہوئے جو احد میں انھیں لگا تھا بلکہ یہ زخم ان کو بدر میں لگا تھا اور احد سے قبل ہی یہ وفات پا چکے تھے ۔

۲۰۸۷ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
حدیث عبدالرحمن بن یزید علقمہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو مسعود بدری نے
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَهُمَا فِي
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں جو رات میں پڑھے
لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَلَقِيْتُ أَبَا مَسْعُوْدٍ وَهُوَ يَطُوْفُ
وہ دونوں اسے کافی ہیں ـــ عبدالرحمن نے کہا اس کے بعد میں ابو مسعود سے ملا وہ بیت اللہ کا
بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِيْهِ عہ
طواف کر رہے تھے اور میں نے ان سے پوچھا تو انھوں نے یہ حدیث مجھ سے بیان کی ۔

تشریحات ۲۰۸۷ کفتاہ۔ یعنی جسے قیام اللیل کا موقع نہ ملے اس کے لئے یہ دونوں آیتیں کافی ہیں۔ یا مراد یہ ہے کہ اس کے پڑھنے کی برکت سے اس رات ناگوار باتوں سے حفاظت رہے گی۔

۲۰۸۸ أَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ وَكَانَ
حدیث مجھے محمود بن ربیع نے خبر دی بیشک عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ
مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ انصار کے ان
بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صحابۂ کرام میں سے تھے جو بدر میں شریک ہوئے تھے ۔

عہ کتاب فضائل القرآن فضل البقرہ ص ۷۴۹ باب من لم یر باسا ان یقول۔ سورۃ البقرۃ والسورۃ کذا ص ۷۵۳ باب فی کم یقرأ القرآن وقول اللہ تعالیٰ فاقرؤا ما تیسر منہ ص ۷۵۵ مسلم ابو داؤد صلوٰۃ، ترمذی، نسائی فضائل القرآن ابن ماجہ صلوٰۃ

۲۰۸۹ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ وَكَانَ مِنْ أَكْبَرِ
حدیث عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے مجھے خبر دی اور یہ بنی عدی کے سب سے
بَنِي عَدِيٍّ وَكَانَ أَبُوهُ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
معمر بزرگ تھے اور ان کے والد بدر میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ شریک
أَنَّ عُمَرَ اسْتَعْمَلَ قُدَامَةَ بْنَ مَظْعُونٍ عَلَى الْبَحْرَيْنِ وَكَانَ شَهِدَ
تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے قدامہ بن مظعون کو بحرین کا عامل بنایا اور یہ بدر
بَدْرًا وَهُوَ خَالُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَحَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔
میں شریک تھے اور یہ عبداللہ بن عمر اور حفصہ رضی اللہ عنہم کے ماموں تھے۔

۲۰۹۰ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ اللَّيْثِيَّ قَالَ رَأَيْتُ
حدیث حضرت عبداللہ بن شداد بن ہاد لیثی نے کہا میں نے رفاعہ بن
رِفَاعَةَ بْنَ رَافِعٍ الْأَنْصَارِيَّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا۔
رافع انصاری کو دیکھا ہے اور یہ بدر میں شریک تھے۔

۲۰۹۱ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِقْدَادَ
حدیث عبید اللہ بن عدی بن خیار نے خبر دی کہ مقداد بن عمرو کندی نے انھیں
بْنَ عَمْرٍو الْكِنْدِيَّ وَكَانَ حَلِيفًا لِبَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ
خبر دی اور یہ بنی زہرہ کے حلیف تھے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ
ساتھ بدر میں شریک تھے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ
عرض کیا بتائیے اگر کسی کافر سے میری مڈبھیڑ ہو جائے اور آپس میں
فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ إِحْدَى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّي بِشَجَرَةٍ
لڑیں اور وہ میرے ایک ہاتھ کو تلوار سے کاٹ دے پھر مجھ سے بچنے
فَقَالَ أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ أَأَقْتُلُهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا فَقَالَ رَسُولُ
کے لئے درخت کی پناہ لے لے پھر کہے کہ میں اللہ کے لئے مسلمان ہوگیا یا رسول اللہ!

اللہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاتَقْتُلْہُ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَّہٗ

اس کے اس کہنے کے بعد اسے مار ڈالوں! تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسے

قَطَعَ اِحْدٰی یَدَیَّ ثُمَّ قَالَ ذٰلِکَ بَعْدَ مَا قَطَعَھَا فَقَالَ رَسُوْلُ

قتل مت کر تو مقداد نے کہا یارسول اللہ! اس نے میرے ایک ہاتھ کو کاٹ دیا ہے، ہاتھ کاٹنے کے

اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاتَقْتُلْہُ فَاِنْ قَتَلْتَہٗ فَاِنَّہٗ بِمَنْزِلَتِکَ

بعد وہ کہا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اسے قتل مت کر اگر تو اسے قتل کرے گا تو وہ تیری جگہ

قَبْلَ اَنْ تَقْتُلَہٗ وَاِنَّکَ بِمَنْزِلَتِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّقُوْلَ کَلِمَتَہُ الَّتِیْ قَالَ عہ

ہو جائے گا تیرے قتل کرنے سے پہلے اور تو اس کی جگہ ہو جائے گا قبل اس کے کہ اس نے وہ کلمہ کہا۔

تشریحات ۲۰۹۱ مقداد بن عمرو کندی یہ مشہور ہیں مقداد بن اسود کے ساتھ خود امام بخاری نے کتاب الطہارت میں مقداد بن اسود کہا ہے۔ ویسے ان کے والد کا نام عمرو ہے۔ عمرو نے بنی کندہ سے عقد حلف کر لیا تھا اس لئے کندی کہلاتے ہیں۔ اسود نے ان کو پالا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ ان کو متبنیٰ بنا لیا تھا اس لئے مقداد بن اسود کے ساتھ مشہور ہوئے حضرت مقداد بن اسود اجلہ صحابۂ کرام میں سے ہیں مصر کی فتح میں شریک ہوئے اور وہیں مقام جرف میں ۳۳ھ میں وفات پائی ان کا جنازہ مدینہ طیبہ لایا گیا جنت البقیع میں دفن ہوئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

فان قتلتہٗ مطلب یہ ہے کہ اس نے تیرا ہاتھ اسلام قبول کرنے سے پہلے کاٹا تھا اس نے جب اسلام قبول کر لیا تو پہلے کے سارے جرم اس کے ختم ہو گئے۔ الاسلام یھدم ما قبلہٗ۔ اسلام اپنے پہلے کے سارے گناہ مٹا دیتا ہے۔ اب تو اسے قتل کرے گا تو ایک مسلمان کو قتل کرے گا۔

حدیث ۲۰۹۲ حَدَّثَنِیْ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ لَمَّا تُوُفِّیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ

حضرت ابن عباس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہوئے حدیث

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لِاَبِیْ بَکْرٍ اِنْطَلِقْ بِنَا اِلٰی اِخْوَانِنَا مِنَ الْاَنْصَارِ

بیان کی کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو میں نے ابو بکر سے کہا ہمارے ساتھ ہمارے

فَلَقِیْنَا مِنْھُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ شَھِدَا بَدْرًا فَحَدَّثْتُ عُرْوَۃَ بْنَ

انصاری بھائیوں کے پاس چلئے تو ان سے دو نیک مرد ملے جو بدر میں شریک ہوئے تھے میں نے عروہ بن

عہ کتاب الدیات باب قول اللہ تعالیٰ ومن قتل مومنا متعمداً ص ۱۰۱۴ مسلم ایمان، ابوداؤد جہاد، نسائی سیر

الزُّبَیْرِ وَقَالَ هُمَا عُوَیْمُ بْنُ سَاعِدَةَ وَمَعْنُ بْنُ عَدِیٍّ۔

زبیرے بیان کیا تو انھوں نے کہا یہ عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی تھے۔

حدیث ۲۰۹۳ عَنْ قَیْسٍ کَانَ عَطَاءُ الْبَدْرِیِّیْنَ خَمْسَةَ آلَافٍ خَمْسَةَ آلَافٍ وَقَالَ عُمَرُ لَأُفَضِّلَنَّهُمْ عَلٰی مَنْ بَعْدَهُمْ۔

قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ بدریوں کا وظیفہ پانچ ہزار پانچ ہزار تھا۔ اور حضرت عمر نے کہا میں اہل بدر کو ان کے بعد والوں پر فضیلت دوں گا۔

حدیث ۲۰۹۴ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ وَذٰلِكَ أَوَّلُ مَا وَقَرَ الْإِیْمَانُ فِیْ قَلْبِیْ

جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے مغرب میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۂ طور پڑھتے ہوئے سنا یہ پہلا موقع تھا کہ ایمان نے میرے دل میں جگہ بنائی۔

تشریحات ۲۰۹۴ یہ بدر کے قیدیوں کی رہائی کے لئے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تھے اس وقت کافر تھے مگر ان کا دل اسی وقت اسلام کی طرف مائل ہو گیا تھا فتح مکہ کے موقع پر مشرف باسلام ہوئے۔

ت ۵۹۵ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الْأُوْلٰی یَعْنِیْ مَقْتَلَ عُثْمَانَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ أَصْحَابِ بَدْرٍ أَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّانِیَةُ یَعْنِی الْحَرَّةَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ أَصْحَابِ الْحُدَیْبِیَةِ أَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتِ الثَّالِثَةُ فَلَمْ تَرْتَفِعْ وَلِلنَّاسِ طَبَاخٌ۔

سعید بن مسیب نے کہا کہ پہلا فتنہ یعنی حضرت عثمان کی شہادت واقع ہوئی اور اس نے اصحاب بدر میں سے کسی کو باقی نہیں رکھا۔ پھر دوسرا فتنہ یعنی حرہ کا واقعہ ہوا تو اس نے اصحاب حدیبیہ میں سے کسی کو باقی نہیں رکھا۔ پھر تیسرا فتنہ واقع ہوا اور وہ نہیں اٹھا اور لوگوں میں بے عقل اور لاغیرے رہ گئے۔

تشریحات ۵۹۵ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ۳۵ھ میں ہوئی اس وقت اس کے بعد بھی اصحاب بدر میں سے بہت سے حضرات موجود تھے جیسے حضرت علی حضرت طلحہ حضرت

زبیر حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت سعید بن مسیب کا یہ فرمانا باعتبار اغلب واکثر کے ہے۔

واقعۂ حرّہ :- ۶۲ھ یا ۶۳ھ میں ہوا۔ اس کے بعد بھی اصحاب حدیبیہ میں سے کچھ افراد حیات تھے یہ بھی باعتبار اغلب واکثر کے ہے تیسرے فتنہ سے مراد کیا ہے اس میں شارحین کا اختلاف ہے داؤدی نے کہا کہ ازارقہ کا فتنہ ہے ابن تین نے کہا کہ اس سے مراد ابو حمزہ خارجی کا خروج ہے جو مروان الحمار کی حکومت میں ۱۳۰ھ میں پیش آیا تھا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت ہے جو مشہور مروانی سفاک عبد الملک بن مروان کے زمانہ میں ۷۳ھ میں پیش آیا کہ حجاج بن یوسف نے مکہ معظمہ کا محاصرہ کیا اور کعبہ مقدسہ پر منجنیقوں سے پتھر برسایا۔ اور حضرت عبد اللہ بن زبیر کو شہید کیا۔ طباخ کے معنی قوت اور موٹاپن کے ہیں۔ لفظی ترجمہ یہ ہوگا۔ کہ یہ فتنہ نہیں اٹھا۔ اور لوگوں میں موٹے مشٹنڈے لوگ رہے لیکن مراد اس سے یہ ہے کہ ان میں نہ عقل ہے نہ خیر۔

مطلب یہ ہے کہ تیسرے فتنہ کے بعد کوئی صاحب عقل نہیں بچا بعض شارحین نے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی صحابی نہیں بچا۔

۵۹۶ ت فَجَمِيعُ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنْ قُرَيْشٍ ضُرِبَ لَهُ بِسَهْمِهِ أَحَدٌ
قریش کے جو لوگ بدر میں شریک تھے جن کو حصہ دیا گیا وہ سب
وَثَمَانُونَ رَجُلًا وَكَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يَقُولُ قَالَ الزُّبَيْرُ قُسِمَتْ
اکاسی تھے اور عروہ بن زبیر کہتے تھے کہ زبیر نے کہا ان کے حصے
سُهْمَانُهُمْ فَكَانُوا مِائَةً وَاللهُ أَعْلَمُ۔
تقسیم کئے گئے تو سو تھے واللہ اعلم۔

تشریحات ۵۹۶ یہ بھی مغازی موسیٰ بن عقبہ کا حصہ ہے جو ابن شہاب سے مروی ہے اکاسی اور سو میں تطبیق یہ ہے کہ کچھ حضرات کے پاس گھوڑے تھے تو ان کو دو حصے دیئے گئے نیز کچھ لوگ جنگ میں شریک نہیں ہوئے تھے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری خدمت پر مامور فرمایا تھا وہ سب ملا کر سو تھے ہوئے جنگ میں شریک ہونے والے مہاجرین اکاسی تھے۔

بَابُ تَسْمِيَةِ مَنْ سُمِّيَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ فِي الْجَامِعِ

جامع میں جن اہل بدر کا نام لیا گیا ان کا شمار۔

ص۵۷۴

حدیث ۲۰۹۵ اَلنَّبِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْهَاشِمِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نبی محمد بن عبد اللہ ہاشمی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم —— ایاس بن بکیر

اِیاس بن البُکیر بلال بن رباح مولیٰ ابی بکر ؓ القرشی ؓ، حمزۃ بن

بلال بن رباح — ابو بکر قرشی کے آزاد کردہ غلام — حمزہ بن عبدالمطلب

عبد المطلب الہاشمی ؓ، حاطب بن ابی بلتعۃ حلیف لقریش

ہاشمی — حاطب بن ابو بلتعہ قریش کے حلیف — ابو حذیفہ بن عتبہ بن

ابو حذیفۃ بن عتبۃ بن ربیعۃ القرشی ؓ حارثۃ بن الربیع

ربیعہ قرشی — حارثہ بن ربیع انصاری، بدر کے دن شہید

الانصاری ؓ قُتل یوم بدر ؓ وھو حارثۃ بن سراقۃ کان فی النظارۃ

ہو گئے اور یہ حارثہ بن سراقہ ہیں اور یہ پانی کی نگرانی کرنے

خبیب بن عدی الانصاری ؓ - خنیس بن حذافۃ السہمی ؓ رفاعۃ

والوں میں تھے — خبیب بن عدی انصاری، خنیس بن حذافہ سہمی — رفاعہ بن

بن رافع الانصاری ؓ - رفاعۃ بن رافع الانصاری ؓ - رفاعۃ

رافع انصاری، رفاعہ بن عبد المنذر ابو لبابہ انصاری — زبیر بن عوام

بن عبد المنذر ابو لبابۃ الانصاری ؓ زبیر بن العوام القرشی ؓ

قرشی — زید بن سہل — ابو طلحہ انصاری — ابو زید

زید بن سہل - ابو طلحۃ الانصاری ؓ - ابو زید الانصاری ؓ سعد

انصاری — سعد بن مالک زہری — سعد بن خولہ قرشی —

بن مالک الزہری ؓ - سعد بن خولۃ القرشی ؓ - سعید بن زید

سعید بن زید بن عمرو بن نفیل قرشی — سہل بن حنیف

بن عمرو بن نفیل القرشی ؓ - سہل بن حنیف الانصاری ؓ ظہیر

انصاری — ظہیر بن رافع انصاری — اور ان کے بھائی عبد اللہ

بن رافع الانصاری ؓ واخوہ عبد اللہ بن عثمان ابو بکر الصدیق

بن عثمان — ابو بکر صدیق قرشی — عبد اللہ بن مسعود ہذلی —

القرشی ؓ - عبد اللہ بن مسعود الہذلی ؓ - عبد الرحمن بن عوف

عبد الرحمن بن عوف زہری — عبیدہ بن حارث قرشی

الزُّهْرِيُّ - عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ الْقُرَشِيُّ - عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ الْأَنْصَارِيُّ
عبادہ بن صامت انصاری - عمر بن خطاب عدوی - عثمان بن

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْعَدَوِيُّ - عُثْمَانُ بْنُ الْعَفَّانِ الْقُرَشِيُّ - خَلَّفَهُ النَّبِيُّ
عفان قرشی - انھیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ابْنَتِهِ وَضَرَبَ لَهُ بِسَهْمِهِ - عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ
صاحبزادی کی دیکھ بھال کے لئے مدینہ چھوڑ دیا تھا اور ان

الْهَاشِمِيُّ - عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ حَلِيفُ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ - عُقْبَةُ بْنُ
کے لئے حصہ مقرر فرمایا - علی بن ابوطالب ہاشمی - عمرو بن

عَمْرٍو الْأَنْصَارِيُّ - عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ الْعَنْزِيُّ - عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ
عوف بنی عامر بن لوی کے حلیف، عقبہ بن عمرو انصاری - عامر بن ربیعہ عنزی -

الْأَنْصَارِيُّ - عُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ الْأَنْصَارِيُّ عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ
عاصم بن ثابت انصاری - عویم بن ساعدہ انصاری - عتبان بن مالک

الْأَنْصَارِيُّ - قُدَامَةُ بْنُ مَظْعُونٍ - قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ الْأَنْصَارِيُّ
انصاری - قدامہ بن مظعون - قتادہ بن نعمان انصاری - معاذ بن

مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ - مُعَوِّذُ بْنُ عَفْرَاءَ وَأَخُوهُ مَالِكُ بْنُ
عمرو بن جموح - معوذ بن عفراء اور ان کے بھائی مالک بن

رَبِيعَةَ أَبُو أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ - مُرَارَةُ بْنُ رَبِيعٍ الْأَنْصَارِيُّ مَعْنُ بْنُ
ربیعہ - ابو اسید انصاری - مرارہ بن ربیع انصاری - معن بن

عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيُّ وَمِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ
عدی انصاری اور مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب بن عبد

مَنَافٍ مِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو الْكِنْدِيُّ حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ هِلَالُ بْنُ
مناف مقداد بن عمرو کندی بنی زہرہ کے حلیف - ہلال بن

أُمَيَّةَ الْأَنْصَارِيُّ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ)
امیہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوا عنہ -

تشریحات ۲۰۹۵ اس باب سے مقصود یہ ہے کہ جامع صحیح بخاری میں جن اصحاب بدر کے بارے میں خصوصیت کے ساتھ ذکر ہوا ہے کہ اصحاب بدر میں سے تھے ان سب کے نام اکٹھا ذکر کر دیئے جائیں نہ تو یہ مقصود ہے کہ بخاری میں جن جن اصحاب بدر کا تذکرہ آیا ہے ان کو بھی ان میں شامل کیا جائے اس لئے کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالاتفاق اصحاب بدر میں سے ہیں اور بخاری میں متعدد جگہ ان کا ذکر ہے مگر ان کا نام یہاں ذکر نہیں کیا۔ اور نہ یہ مقصود ہے کہ جن اصحاب بدر سے بخاری میں کوئی حدیث مروی ہے ان کا نام لکھا جائے۔

حارثہ بن سراقہ:۔ حارثہ بن سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے کہ وہ نظارہ میں تھے اس سے مراد یہ ہے کہ یہ ان افراد میں تھے جو پانی کی نگرانی پر مامور تھے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے کہ انھیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تیمارداری کے لئے مدینہ طیبہ ہی میں چھوڑ دیا تھا۔ اس کے باوجود بدر کے مال غنیمت سے ان کو حصہ دیا۔ بتانا یہ چاہتے ہیں کہ اگرچہ یہ جنگ میں شریک نہیں ہوئے مگر ان کا شمار اصحاب بدر میں ہے یہ جنگ میں شریک ہونا چاہتے تھے مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعمیل حکم میں مدینہ طیبہ رہ گئے۔

بَابُ حَدِیْثِ بَنِی النَّضِیْرِ وَمَخْرَجِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیْہِمْ فِی دِیَۃِ الرَّجُلَیْنِ وَمَا اَرَادُوْا مِنَ الْغَدْرِ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ص۵۷۴

بنی نضیر کا قصہ اور دو شخصوں کی دیت کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بنی نضیر کے پاس تشریف لے جانا اور اس غداری کا بیان جو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کرنی چاہی تھی۔

۵۹۷ قَالَ الزُّہْرِیُّ عَنْ عُرْوَۃَ کَانَتْ عَلٰی رَاْسِ سِتَّۃِ اَشْہُرٍ مِنْ وَقْعَۃِ بَدْرٍ قَبْلَ اُحُدٍ۔

ت عروہ سے مروی ہے کہ بنی نضیر کا قصہ واقعہ بدر کے چھ ماہ بعد احد سے قبل ہوا تھا۔

وَقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی ہُوَ الَّذِیْ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَہْلِ الْکِتَابِ مِنْ دِیَارِہِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ۔

اور اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان اللہ وہی ہے جس نے اہل کتاب کافروں کو ان کے گھروں سے حشر کے پہلے نکالا۔

۵۹۸ وَجَعَلَہٗ ابْنُ اِسْحَاقَ بَعْدَ بِئْرِ مَعُوْنَۃَ وَاُحُدٍ

ت اور ابن اسحٰق نے اسے بئر معونہ اور احد کے بعد کیا۔

صحیح یہ ہے کہ غزوۂ بنی نضیر احد اور بیر معونہ کے بعد ہوا ہے اس لئے کہ بنی نضیر کے محاصرے کا سبب یہ ہوا کہ بیر معونہ میں صحابۂ کرام کو شہید کرنے والوں کے سرغنہ عامر بن طفیل نے عمرو بن امیہ کو یہ کہہ کر زندہ چھوڑ دیا کہ میری ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی منت مانی تھی اس لئے میں تم کو آزاد کرتا ہوں۔ عمرو بن امیہ مدینہ آرہے تھے کہ راستے میں بنی عامر کے دو ایسے شخص ملے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد و پیمان کر لیا تھا۔ عمرو بن امیہ یہ نہیں جانتے تھے کہ عمرو نے ان دونوں سے پوچھا تم کس قبیلے کے ہو انھوں نے بتایا کہ بنی عامر سے یہ ان کی تاک میں رہے جب وہ دونوں سو گئے تو عمرو نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو حضور نے فرمایا چونکہ ان دونوں نے مجھ سے معاہدہ کر رکھا تھا اس لئے مجھے ان دونوں کے قتل کی دیت دینی ہے۔

بنی نضیر اور مدینہ کے تمام یہود سے ابتدا ہی میں یہ عہد و پیمان ہو چکا تھا کہ فریقین میں سے کسی پر اگر دیت واجب ہوگی تو دونوں مل کر ادا کریں گے۔

اس معاہدہ کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بنی نضیر کے یہاں تشریف لے گئے ان بد باطنوں نے یہ سازش کی کہ اوپر سے حضور کے سر پر پتھر گرا کر ہلاک کر دیا جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اس ارادہ فاسدہ پر مطلع ہو گئے اور وہاں سے چلے آتے اور بنی نضیر کا محاصرہ فرمالیا۔ بنی نضیر نے عاجز آکر اس شرط پر صلح کر لی کہ ہم اپنے جو اموال و اسباب ساتھ لے جا سکیں ساتھ لے جانے دیا جائے ہم اپنی بستی خالی کر دیتے ہیں۔ اسی کے مطابق بنی نضیر نے اپنی بستی خالی کر دی اور اپنے ساتھ جتنے مال و اسباب لیجا سکے لے گئے بنی نضیر کے جو بقیہ اموال تھے وہ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھے جیسا کہ گذر چکا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے بعد صفر میں بیر معونہ کی جانب قاریوں کو بھیجا تھا اس لئے ثابت کہ بنی نضیر کا قصہ احد اور بیر معونہ کے بعد پیش آیا۔

۲۰۹۶ حدیث عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا نضیر اور قریظہ نے جنگ کی تو بنی نضیر کو جلاوطن
تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ حَارَبَتِ النَّضِيْرُ وَقُرَيْظَةُ فَاَجْلٰى بَنِي النَّضِيْرِ وَاَقَرَّ
کر دیا اور قریظہ کو باقی رکھا ان پر احسان فرمایا یہاں تک کہ قریظہ نے جنگ کی تو ان کے مردوں کو
قُرَيْظَةَ وَمَنَّ عَلَيْهِمْ حَتّٰى حَارَبَتْ قُرَيْظَةُ فَقَتَلَ رِجَالَهُمْ وَقَسَمَ
قتل کیا گیا ان کی عورتوں اور بچوں اور مالوں کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم کیا گیا مگر ان کے کچھ
نِسَاءَهُمْ وَاَوْلَادَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا بَعْضَهُمْ لَحِقُوْا
افراد کو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لاحق ہو گئے تو انھیں امن دے دیا انھوں نے اسلام

بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فآمنھم واسلموا واجلی یھود المدینۃ

قبول کیا اور مدینہ کے تمام یہود کو جلاوطن فرمایا بنو قینقاع

کلھم بنی قینقاع وھم رھط عبد اللہ بن سلام ویھود بنی حارثۃ

کو اور یہ عبد اللہ بن سلام کے گروہ ہیں اور بنی حارثہ کے یہود کو اور

وکل یھود بالمدینۃ ۔

مدینہ کے تمام یہود کو ۔

تشریحات ۲۰۹۶ حضرت موسیٰ بن عقبہ نے مدینے کے یہود کی پوری تاریخ اجمال کے ساتھ بیان کردی ان سب کی تفصیلات بخاری میں متفرق طور پر مذکور ہوچکی ہیں دہرانے کی ضرورت نہیں ۔

۲۰۹۷ حدیث عن سعید بن جبیر قال قلت لابن عباس سورۃ الحشر

سعید بن جبیر نے کہا کہ میں نے ابن عباس سے کہا سورۃ الحشر تو

قال قل سورۃ النضیر عہ

انھوں نے کہا سورۃ النضیر کہو ۔

تشریحات ۲۰۹۷ اس سورت کا نام سورہ حشر ہی ہے جو منزل من اللہ ہے ۔ اس میں چونکہ بنی نضیر کے محاصرہ اور ان کی جلاوطنی کا عبرتناک واقعہ مذکور ہے اس لئے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس کو سورۃ نضیر کہو ۔

باب قتل کعب بن اشرف ص ۵۷۶

کعب بن اشرف کے قتل کا بیان

کعب بن اشرف یہودی قرظی یہود کا سردار اور شاعر تھا یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھا اور مشرکین کو حضور کے خلاف ورغلایا کرتا تھا ۔

بدر میں جب مشرکین مارے گئے تو اس نے بہت دردناک مرثیہ کہا ۔ اس کی ایذاؤں پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کعب بن اشرف کے لئے کون ہے جس نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دی تو حضرت محمد بن سلمہ کھڑے ہوگئے اور حضور سے اجازت لے کر اپنے کچھ ساتھیوں کو لے کر اسے قتل کردیا جس کی تفصیل کتاب الجہاد میں گذر چکی ہے ۔

باب قتل ابی رافع ص ۵۷۷

ابو رافع کے قتل کا بیان

عہ کتاب التفسیر سورۃ الحشر دو طریقے سے ص ۷۲۵

اس کا نام عبد اللہ بن ابی الحُقَیق تھا۔ یا سلام بن ابی الحُقَیق تھا۔ یہ خیبر کے قریب ایک قلعہ میں رہتا تھا۔ یہ بھی بہت موذی تھا اس بنا پر حضرت عبد اللہ بن عتیک کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھیجا کہ اسے قتل کر دیں حضرت عبد اللہ بن عتیک چار آدمیوں کے ساتھ گئے اور رات میں اس کو قتل کر دیا اس کی تفصیل بھی کتاب الجہاد میں گذر چکی ہے۔

بَابُ غَزْوَةِ اُحُدٍ ص۵۷۸

غزوۂ احد کا بیان

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ وَقَوْلِهٖ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ تَسْتَاصِلُوْنَهُمْ ..... قَتْلًا بِاِذْنِهٖ حَتّٰى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا۔ الاٰيَة

اور اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان۔ اور یاد کرو اے محبوب! جب تم صبح کو اپنے دولت خانہ سے برآمد ہوئے مسلمانوں کو لڑائی کے موروچوں پر قائم کرتے ہوئے اور اللہ سنتا جانتا ہے (آل عمران آیت ۱۲۱) اور اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان — اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچی تو وہ لوگ بھی ویسے ہی تکلیف پا چکے ہیں۔ اور یہ دن ہیں جن میں ہم نے لوگوں کے لئے باریاں رکھی ہیں۔ اور اس لئے کہ اللہ پہچان کرا دے ایمان والوں کی اور تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت کا مرتبہ دے اور اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا اور اس لئے کہ اللہ مسلمانوں کو نکھار دے اور کافروں کو مٹا دے۔ کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہیں لیا اور نہ صبر کرنے والوں کی آزمائش کی۔ اور تم تو موت کی تمنا کیا کرتے تھے اس کے سامنے آنے سے پہلے۔ لو اب تمہیں نظر آئی آنکھوں کے سامنے۔ (آیت۔ ۱۳۹ تا ۱۴۲) — اور اس ارشاد کا بیان۔ اور بیشک اللہ نے تمہیں سچ کر دکھایا اپنا وعدہ جبکہ تم اس کے حکم سے کافروں کو قتل کرتے تھے یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی کی اور حکم میں جھگڑا ڈالا اور نافرمانی کی اس کے بعد کہ اللہ تمہیں دکھا چکا تھا تمہاری خوشی کی بات۔ تم میں کوئی دنیا چاہتا تھا اور تم میں کوئی آخرت چاہتا تھا پھر تمہارا منھ ان سے پھیر دیا تاکہ تمہیں آزمائے اور بیشک اس نے تمہیں معاف کر دیا اور اللہ مسلمانوں پر فضل کرتا ہے (آیت ۱۵۲) اور اس ارشاد کا بیان اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انھیں مردہ خیال مت کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور روزی پاتے ہیں (آیت ۱۶۹)

سورۂ آل عمران کی یہ آیات غزوۂ احد کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جن میں اس معرکہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی

ڈالی گئی ہے ابتدا میں مسلمانوں کی کامیابی پھر بعد میں پسپائی اور اس پسپائی کا بنیادی سبب بیان کیا گیا ہے اور مسلمانوں کو تسلی و تشفی دی گئی ہے اور شہید ہونے والوں کے مراتب بیان کئے گئے ہیں ان آیات کو ذہن میں رکھ کر غزوۂ احد کی پوری تفصیل پڑھنے والے کے ایمان میں جلا پیدا ہوگی۔ اللہ عز وجل اللہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اعتماد مستحکم ہوگا۔

حدیث ۱۹۹۸

سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ اُحُدٍ اَرَأَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فَاَیْنَ اَنَا قَالَ فِی الْجَنَّةِ فَاَلْقٰی تَمَرَاتٍ فِیْ یَدِهٖ ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ عہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ یوم احد ایک شخص نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا فرمایئے اگر میں قتل کر دیا گیا تو کہاں ہوں گا فرمایا جنت میں اس کے ہاتھ میں چند کھجوریں تھیں یہ سن کر اس نے انھیں پھینک دی پھر لڑا یہاں تک کہ شہید کر دیا گیا۔

تشریحات ۱۹۹۸

غزوۂ احد ۳ھ کے شوال میں ہوا تھا تاریخ کے بارے میں اختلافات ہیں، ۷ر شوال ۱۱ر شوال ۱۵ر شوال سنیچر کے دن۔ احد مدینہ طیبہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑ کا نام ہے اس پہاڑ میں حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر مبارک بھی ہے یہ بھی آیا ہے کہ قیامت کے دن جنت کے اندر دروازے پر ہوگا اس کا دوسرا نام ذو عینین بھی ہے۔ اس غزوہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کو اپنی پشت پر رکھ کر صف بندی کی تھی اس پہاڑ میں ایک درّہ تھا اس کا خطرہ تھا کہ دشمن پیچھے سے حملہ نہ کر دیں اس کے سد باب کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پچاس تیر اندازوں کے ساتھ متعین کر دیا تھا اور انھیں تاکیدی حکم دیدیا تھا کہ خواہ ہمیں فتح ہو یا شکست تم لوگ اپنی جگہ سے مت ہٹنا یہاں تک فرما دیا تھا کہ اگر یہ دیکھو کہ ہمیں چڑیاں اچک لے گئیں جب بھی اپنی جگہ سے مت ہٹنا جنگ کے پہلے ہی ہلہ میں قریش کو شکست ہو گئی وہ میدان چھوڑ کر بھاگے درے کے محافظین نے یہ کہا کہ اب ہمارا یہاں ٹھہرنا بیکار ہے عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو روکا لیکن چالیس افراد نہیں مانے درہ چھوڑ کر مالِ غنیمت پر ٹوٹ پڑے حضرت خالد بن ولید اس وقت تک مشرف باسلام نہیں ہوئے تھے انھوں نے جب دیکھا کہ درہ خالی ہے تو انھوں نے ادھر سے حملہ کر دیا مسلمان اس سے غافل ہو کر مال غنیمت جمع کرنے میں مشغول تھے اس اچانک حملہ سے گھبرا گئے پھر سامنے سے حضرت ابو سفیان نے حملہ کر دیا اسی میں آندھی چل گئی اس کے نتیجہ میں مسلمانوں کا کافی نقصان ہوا پوری فوج منتشر ہو گئی دشمنوں نے سارا زور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صرف کر دیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو گئے دندان مبارک شہید ہوئے سر اقدس پر چوٹ لگی خود کی کڑیاں چبھ گئیں اور حضور ایک گڈھے میں جا پڑے شور مچ گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے

گئے اس سے مسلمانوں کے اوسان خطا کر گئے پھر ایک صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا گڈھے سے حضور کو نکالا گیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ پہاڑ پر چڑھ جائیں چنانچہ سارے مجاہدین پہاڑ پر چڑھ گئے دشمنوں نے پہاڑ پر چڑھ کر حملہ کرنا چاہا تو پتھر لڑھکا لڑھکا کر انھیں پسپا کر دیا گیا اب مشرکین بے بس ہو گئے اس جنگ میں ستر صحابۂ کرام شہید ہوئے اور زخمیوں کی کوئی گنتی نہ تھی اس غزوہ میں سات سو مجاہدین ہمراہ رکاب تھے، مشرکین تین ہزار تھے مشرکین نے بدر کا بدلہ لینے کی نیت سے بڑے جوش و خروش کے ساتھ مدینہ پر چڑھائی کی تھی اس غزوہ کی تفصیلات متفرق طور پر کتاب الجہاد وغیرہ میں گذر چکی ہیں۔

بَابٌ اِذْ هَمَّتْ طَّائِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا یاد کرو جب تم میں سے دو گروہ نے بزدلی دکھانے کا ارادہ کر لیا تھا
وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ صـ ۵۸ اور اللہ ان دونوں کا ولی ہے اور اللہ ہی پر مومن بھروسہ کرتے ہیں۔

۱۹۹۹ **حدیث** **عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ**
حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے
الْاٰيَةُ فِيْنَا ــــ اِذْ هَمَّتْ طَّائِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا بَنِيْ سَلِمَةَ وَبَنِيْ
ـ یاد کرو جب کہ تم میں سے دو گروہ نے بزدلی دکھانے کا ارادہ کر لیا تھا یہ بنی سلمہ اور بنی حارثہ
حَارِثَةَ وَمَا اُحِبُّ اَنَّهَا لَمْ تَنْزِلْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا۔
تھے اور مجھے پسند نہیں کہ یہ نازل نہ ہوئی ہوتی (کیونکہ) اللہ فرماتا ہے اور اللہ ان دونوں کا ولی ہے عہ

تشریحات ۱۹۹۹ جنگ احد کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار افراد کے ساتھ مدینہ طیبہ سے نکلے تھے عبد اللہ بن ابی ابن سلول اپنے تین سو ہمراہیوں کے ساتھ واپس ہو گیا انھیں واپس جاتے دیکھ کر بنو سلمہ جو خزرج کی ایک شاخ ہے اور بنو حارثہ جو اوس کی ایک شاخ ہے بھی ڈگمگا گئے تھے انھوں نے بھی چاہا تھا کہ واپس ہو جائیں پھر اللہ نے ان کی مدد کی اور ان پر اپنا فضل فرمایا اور یہ واپس نہیں ہوئے جنگ میں شریک ہوئے۔

ایسے اہم اور سنگین موقع پر بزدلی دکھانے کا ارادہ مذموم تھا اس کا تذکرہ ان افراد کے لئے یا ان کے متعلقین کے لئے یقیناً تکلیف دہ ہے مگر حضرت جابر فرماتے ہیں کہ چونکہ اس میں اخیر میں یہ فرمایا کہ اللہ ان دونوں کا ولی ہے یہ ہمارے لئے بہت ہی فضیلت کی بات ہے اس لئے اس آیت کے نزول سے مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ بنو سلمہ اور بنو حارثہ کا تذبذب دشمنوں کی کثرت اور شوکت دیکھ کر بتقاضائے بشری بغیر اختیار کے تھا اس لئے اس پہ مواخذہ نہیں خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ وہ ثابت قدم رہے۔

عہ کتاب التفسیر سورۂ آل عمران صـ ۶۵۴-۵۵ مسلم فضائل

حدیث ۲۱۰۰

حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَكَحْتَ يَا جَابِرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَاذَا أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ لَا بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبِيْ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ تِسْعَ بَنَاتٍ كُنَّ لِيْ تِسْعَ أَخَوَاتٍ فَكَرِهْتُ أَنْ أَجْمَعَ إِلَيْهِنَّ جَارِيَةً خَرْقَاءَ مِثْلَهُنَّ وَلٰكِنِ امْرَأَةً تَمْشُطُهُنَّ وَتَقُوْمُ عَلَيْهَا قَالَ أَصَبْتَ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا اے جابر کیا تو نے نکاح کر لیا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، پوچھا کنواری سے یا ثیب سے میں نے عرض کیا نہیں ایک ثیب سے فرمایا کیوں نہیں چھوٹی عمر کی عورت سے شادی کی جو تیرے ساتھ کھیلتی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے باپ احد کے دن شہید کر دیے گئے اور انھوں نے نو لڑکیاں چھوڑیں اس طرح میری نو بہنیں ہوگئیں مجھے یہ بات پسند نہیں آئی کہ ان کے ساتھ انھیں کی طرح کمسن ناتجربہ کار عورت کو جمع کروں میں نے یہ پسند کیا کہ ایک ایسی عورت ہو جو انھیں کنگھا کرے اور ان کی دیکھ بھال کرے فرمایا تو نے ٹھیک کیا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَغْشٰى طَائِفَةً مِّنْكُمْ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ يُخْفُوْنَ فِيْ أَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلٰى مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان پھر تم پر غم کے بعد چین کی نیند اتاری کہ تمہاری ایک جماعت کو گھیرے ہوئے تھی اور ایک گروہ کو اپنی جان کی پڑی تھی اللہ پر بیجا جاہلیت جیسا گمان کرتے تھے کہتے کیا اس کام میں کچھ ہمارا بھی اختیار ہے۔ تم فرماؤ اختیار تو سارا اللہ کا ہے اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں جو تم پر ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں ہمارا کچھ بس ہوتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے تم فرما دو کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے جب بھی جن کا مارا جانا لکھا جا چکا تھا اپنی قتل گاہوں تک نکل کر آتے اور اس لیے کہ اللہ تمہارے سینوں کو آزمائے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے کھول دے اور اللہ دلوں کی بات جانتا ہے

وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا یوم احد

عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ قَالَ كُنْتُ فِیْ مَنْ تَغَشَّاهُ النُّعَاسُ یَوْمَ اُحُدٍ حَتّٰی سَقَطَ سَیْفِیْ مِنْ یَدِیْ مِرَارًا یَسْقُطُ وَاٰخُذُهٗ وَیَسْقُطُ وَ اٰخُذُهٗ ص ۵۸۲ عه

میں ان لوگوں میں تھا جن پر نیند طاری تھی اتنی کہ میرے ہاتھ سے تلوار کئی مرتبہ گر گر پڑی اور میں اسے لیتا پھر گر پڑتی اور میں اسے لیتا۔

تشریحات جنگ احد میں عین اس گھڑی جبکہ مسلمان سراسیمہ اور پریشان تھے دشمن دو طرفہ تابڑ توڑ حملے کر رہے تھے مجاہدین پر نیند طاری ہو گئی اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ دشمن کا خوف دل سے نکل گیا۔ اسی لئے قرآن مجید نے اس کو چین کی نیند فرمایا۔

بَابٌ لَیْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ اَوْ یُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ ۝

اس آیت کا بیان یہ بات تمہارے اختیار میں نہیں کہ انھیں توبہ کی توفیق دو یا ان پر عذاب کرو وہ ظالم ہیں۔

۲۱۰۱ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ شُجَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ اُحُدٍ فَقَالَ كَیْفَ یُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا نَبِیَّهُمْ فَنَزَلَتْ لَیْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ۔

حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یوم احد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سر اقدس زخمی کیا گیا تو فرمایا۔ وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کے سر کو زخمی کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی آپ کے اختیار میں کچھ نہیں۔

۲۱۰۲ حَدَّثَنِیْ سَالِمٌ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ مِنَ الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَّفُلَانًا وَّفُلَانًا بَعْدَ مَا یَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَیْسَ لَكَ

حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جب فجر کی اخیر رکعت کے رکوع سے سر اٹھاتے تو کہتے اے اللہ فلاں اور فلاں اور فلاں پر لعنت کر۔ سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہنے کے بعد اس پر اللہ تعالیٰ نے اتارا تمہارے اختیار میں یہ نہیں

عه تفسیر آل عمران باب اَمَنَةً نُّعَاسًا ص ۶۵۵

مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ اِلٰى قَوْلِهٖ فَاِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ۔

فانهم ظالمون تک۔

۵۹۹ ت سَمِعْتُ سَالِمَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

سالم بن عبد اللہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوان بن امیہ اور سہیل

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْا عَلٰى صَفْوَانَ بْنِ اُمَيَّةَ وَسُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَحَارِثِ

بن عمرو حارث بن ہشام کی بربادی کی دعا کرتے تھے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

بْنِ هِشَامٍ فَنَزَلَتْ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ اِلٰى قَوْلِهٖ فَاِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ عه

تمہیں یہ اختیار نہیں اس کے قول فانهم ظالمون تک۔

تشریحات ۵۹۹ آیت کریمہ لیس لک من الامر شیٔ کے شان نزول کا بیان ہے یہ دعا اس کے علاوہ ہے جو رعل و ذکوان پر فرمائی تھی حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد کے بعد ان تین افراد کی بربادی کی دعائیں کی تھیں۔ صفوان بن امیہ۔ سہیل بن عمرو۔ حارث بن ہشام۔ مگر چونکہ یہ بعد میں مسلمان ہونے والے تھے اس لئے ان کی بربادی کی دعا سے روک دیا گیا۔ صفوان بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مکہ کے موقع پر مؤلفۃ القلوب میں سے تھے غزوۂ طائف کے بعد مشرف باسلام ہوئے اور سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔ سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابتداءً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتے تھے ان کا ہونٹ کٹا ہوا تھا۔ ایک موقع پر گرفتار ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اجازت دیں تو اس کے اگلے دانت اکھاڑ دیئے جائیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رہنے دو مجھے امید ہے کہ ایک دن اس سے اسلام کو نفع پہونچے گا۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مکہ معظمہ میں کچھ شورش کے آثار پیدا ہو چکے۔ حضرت سہیل بن عمرو نے بعینہٖ وہی خطبہ دیا جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ میں دیا تھا۔

بَابُ قَتْلِ حَمْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ص۵۸۲

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا بیان۔

حدیث ۲۱۰۳ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ قَالَ خَرَجْتُ

جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری نے کہا۔ میں عبید اللہ بن عدی بن خیار کے

مَعَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ فَلَمَّا قَدِمْنَا حِمْصَ قَالَ لِيْ

ساتھ نکلا۔ جب حمص آئے تو مجھ سے عبید اللہ نے کہا۔ کیا تجھے وحشی سے ملاقات

عه تفسیر آل عمران باب قوله لیس لک من الامر شیٔ ص۶۵۵ الاعتصام باب قول اللہ تعالیٰ لیس لک من الامر شیٔ ص۱۰۹۱ نسائی صلوٰۃ۔ تفسیر۔

عُبَيْدُ اللهِ هَلْ لَكَ فِيْ وَحْشِيٍّ نَسْأَلُهُ عَنْ قَتْلِ حَمْزَةَ قُلْتُ نَعَمْ
کی خواہش ہے۔ ہم حمزہ کے قتل کے بارے میں ان سے پوچھیں میں نے کہا
وَكَانَ وَحْشِيٌّ يَسْكُنُ حِمْصَ فَسَأَلْنَا عَنْهُ فَقِيْلَ لَنَا هُوَ ذَاكَ فِيْ
ضرور۔ اور وحشی حمص میں سکونت پذیر ہو چکے تھے۔ ہم نے لوگوں سے ان کے بارے
ظِلِّ قَصْرِهِ كَأَنَّهُ حَمِيْتٌ قَالَ فَجِئْنَا حَتّٰى وَقَفْنَا عَلَيْهِ بِيَسِيْرٍ فَسَلَّمْنَا فَرَدَّ
میں پوچھا کہ کہاں ہیں۔ ہم کو بتایا گیا۔ کہ یہ اپنے محل کے سائے میں ہیں وہ اتنے
السَّلَامَ قَالَ وَعُبَيْدُ اللهِ مُعْتَجِرٌ بِعِمَامَتِهِ مَا يَرٰى وَحْشِيٌّ إِلَّا عَيْنَيْهِ
موٹے تھے گویا کہ چکنی مشک تھے۔ جعفر نے کہا کہ ہم وحشی کے پاس آئے۔ ان کے پاس تھوڑی دیر
وَرِجْلَيْهِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ يَا وَحْشِيُّ أَتَعْرِفُنِيْ قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثُمَّ
کھڑے رہے۔ پھر ہم نے ان کو سلام کیا۔ انھوں نے سلام کا جواب دیا عبید اللہ اپنے عمامے کو منہ پر لپیٹے
قَالَ لَا وَاللهِ إِلَّا أَنِّيْ أَعْلَمُ أَنَّ عَدِيَّ بْنَ الْخِيَارِ تَزَوَّجَ امْرَأَةً
ہوئے تھے۔ وحشی صرف ان کی آنکھوں اور پاؤں کو دیکھ رہے تھے۔ عبید اللہ نے کہا۔ اے وحشی! آپ مجھے
يُقَالُ لَهَا أُمُّ قِتَالٍ بِنْتُ أَبِي الْعِيْصِ فَوَلَدَتْ لَهُ غُلَامًا بِمَكَّةَ
پہچان رہے ہیں۔ وحشی نے انھیں دیکھا پھر کہا کہ نہیں بخدا۔ مگر میں یہ جانتا ہوں کہ عدی بن خیار نے ایک
فَكُنْتُ أَسْتَرْضِعُ لَهُ فَحَمَلْتُ ذٰلِكَ الْغُلَامَ مَعَ أُمِّهِ فَنَاوَلْتُهَا إِيَّاهُ
عورت سے شادی کی جسے ام قتال بنت ابی العیص کہا جاتا تھا اس عورت سے ان کے لئے مکے میں ایک لڑکا پیدا
فَكَأَنِّيْ نَظَرْتُ إِلٰى قَدَمَيْكَ قَالَ فَكَشَفَ عُبَيْدُ اللهِ عَنْ وَجْهِهِ
ہوا۔ میں اس بچے کو دودھ پلانے کے لئے لے جایا کرتا تھا بس گویا میں تیرے قدموں کو دیکھ رہا ہوں (اس بچے کا قدم
ثُمَّ قَالَ أَلَا تُخْبِرُنَا بِقَتْلِ حَمْزَةَ قَالَ نَعَمْ إِنَّ حَمْزَةَ قَتَلَ طُعَيْمَةَ
ہے) اب عبید اللہ نے اپنا چہرہ کھولا۔ اور کہا۔ کیا ہم کو حمزہ کی شہادت کا واقعہ نہ بتائیں گے؟ وحشی نے
بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ بِبَدْرٍ فَقَالَ لِيْ مَوْلَايَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ
کہا ضرور بتاؤں گا۔ حمزہ نے طعیمہ بن عدی بن خیار کو بدر میں قتل کیا تھا۔ تو مجھ سے میرے آقا جبیر بن مطعم نے کہا
إِنْ قَتَلْتَ حَمْزَةَ بِعَمِّيْ فَأَنْتَ حُرٌّ قَالَ فَلَمَّا أَنْ خَرَجَ النَّاسُ عَامَ
کہ اگر تو حمزہ کو میرے چچا کے عوض قتل کردے تو تو آزاد ہے۔ جب لوگ عام عینین نکلے۔ اور عینین

عَيْنَيْنِ وَعَيْنَيْنِ جَبَلٌ بِحِيَالِ اُحُدٍ وَبَيْنَهٗ وَادٍ خَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ

احد کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے احد اور اس کے درمیان ایک نالہ ہے۔ میں بھی

اِلَى الْقِتَالِ فَلَمَّا اَنِ اصْطَفُّوْا لِلْقِتَالِ خَرَجَ سِبَاعٌ فَقَالَ هَلْ مِنْ

لوگوں کے ساتھ لڑائی کے لئے نکلا۔ جب لوگوں نے لڑائی کے لئے صف باندھ لی تو سباع نکلا اور اس

مُبَارِزٍ قَالَ فَخَرَجَ اِلَيْهِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ يَا سِبَاعُ يَا ابْنَ

نے کہا۔ کیا کوئی مقابل ہے۔ تو حمزہ بن عبد المطلب اس کے مقابلے کے لئے نکلے اور کہا اے سباع! اے

اُمِّ اَنْمَارٍ مُقَطِّعَةِ الْبُظُوْرِ اَتُحَادُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ ثُمَّ شَدَّ عَلَيْهِ

عورتوں کی شرمگاہ کاٹنے والی ام انمار کے بیٹے تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتا ہے پھر حمزہ نے اس پر سخت

فَكَانَ كَاَمْسِ الذَّاهِبِ قَالَ وَكَمَنْتُ لِحَمْزَةَ تَحْتَ صَخْرَةٍ فَلَمَّا

حملہ کیا۔ اور وہ گزرے ہوئے کل کی طرح ہو گیا۔ اور میں حمزہ کی گھات میں ایک چٹان کے نیچے چھپا تھا۔

دَنَا مِنِّيْ رَمَيْتُهٗ بِحَرْبَتِيْ فَاَضَعُهَا فِيْ ثُنَّتِهٖ حَتّٰى خَرَجَتْ مِنْ

جب وہ میرے قریب آئے تو میں نے ان کو اپنے چھوٹے نیزے سے مارا۔ پیڑو پر مارا یہاں تک کہ وہ

بَيْنِ وَرِكَيْهِ قَالَ فَكَانَ ذَاكَ الْعَهْدُ بِهٖ فَلَمَّا رَجَعَ النَّاسُ رَجَعْتُ

پار ہو کر ان کے دونوں سرین کے درمیان نکلا۔ یہی ان کا آخر وقت ہوا۔ جب لوگ لوٹے میں بھی

مَعَهُمْ فَاَقَمْتُ بِمَكَّةَ حَتّٰى فَشَا فِيْهَا الْاِسْلَامُ ثُمَّ خَرَجْتُ اِلَى

لوگوں کے ساتھ لوٹا۔ اور مکے میں مقیم رہا۔ یہاں تک کہ ان میں اسلام پھیل گیا۔ تو میں طائف چلا

الطَّائِفِ فَاَرْسَلُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُسُلًا

گیا۔ طائف والوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں قاصد بھیجے۔ مجھے بتایا گیا کہ

فَقِيْلَ لِيْ اِنَّهٗ لَا يَهِيْجُ الرُّسُلَ قَالَ فَخَرَجْتُ مَعَهُمْ حَتّٰى قَدِمْتُ

حضور قاصدوں سے تعرض نہیں فرماتے ہیں قاصدوں کے ساتھ طائف سے نکلا یہاں تک کہ رسول اللہ

عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰنِيْ قَالَ اَنْتَ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور نے جب مجھے دیکھا۔ فرمایا تو وحشی

وَحْشِيٌّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَنْتَ قَتَلْتَ حَمْزَةَ قُلْتُ قَدْ كَانَ مِنَ الْاَمْرِ

ہے میں نے عرض کیا جی ہاں۔ پوچھا کیا تو نے حمزہ کو قتل کیا تھا۔ میں نے عرض کیا۔ آپ تک

مَا بَلَغَكَ قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُغَيِّبَ وَجْهَكَ عَنِّي قَالَ فَخَرَجْتُ

جو بات پہونچی ہے واقعہ ایسا ہی ہوا۔ فرمایا۔ تو اپنے چہرے کو مجھ سے غائب رکھ۔

فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ مُسَيْلِمَةُ

میں وہاں سے چلا آیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور مسیلمہ نے

الْكَذَّابُ قُلْتُ لَأَخْرُجَنَّ إِلٰى مُسَيْلِمَةَ لَعَلِّي أَقْتُلُهُ فَأُكَافِئَ بِهِ حَمْزَةَ

خروج کیا۔ تو میں نے جی میں کہا۔ میں مسیلمہ کے مقابلے پر جاؤں گا۔ شاید اسے

قَالَ فَخَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ قَالَ فَإِذَا رَجُلٌ

قتل کروں جس سے حمزہ کے قتل کی مکافات ہو جائے۔ میں لوگوں کے ساتھ مسیلمہ کے مقابلے

قَائِمٌ فِي ثُلْمَةِ جِدَارٍ كَأَنَّهُ جَمَلٌ أَوْرَقُ ثَائِرُ الرَّأْسِ قَالَ فَرَمَيْتُهُ

کے لئے نکلا اور اس کے حالات سے جو کچھ ہونا تھا ہوا۔ اچانک میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ دیوار

بِحَرْبَتِي فَأَضَعُهَا بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتّٰى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ قَالَ

کے شگاف میں کھڑا ہے۔ گویا وہ بھورا اونٹ ہے، سر کے بال پراگندہ ہیں۔ میں نے

وَوَثَبَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَضَرَبَهُ بِالسَّيْفِ عَلٰى هَامَتِهِ

اپنے چھوٹے نیزے کو پھینکا۔ تاک کر اس کے سینے پر مارا جو پار ہو کر دونوں شانوں

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ فَأَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ

کے درمیان سے نکل گیا۔ پھر ایک انصاری نے جھپٹ کر اس کی کھوپڑی پر تلوار ماری۔ عبد اللہ

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ فَقَالَتْ جَارِيَةٌ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ وَا أَمِيرَ

بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے۔ کہ ایک بچی نے جو گھر کے چھت پر کھڑی تھی کہا۔ امیر المومنین

الْمُؤْمِنِينَ قَتَلَهُ الْعَبْدُ الْأَسْوَدُ۔

کو حبشی غلام نے قتل کر دیا۔

۲۱۰۳

تشریحات حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کی کنیت ابو عمارہ اور لقب سید الشہداء ہے۔ یہ لقب خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا فرمایا۔ معجم بغوی میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری زندگی ہے کہ ساتویں آسمان میں اللہ عزوجل کے حضور لکھا ہوا ہے۔ حمزہ اللہ کا شیر اور اس کے رسول کا شیر ہے۔ ان کی والدہ کا

نام ہالہ بنت وہیب بن عبدمناف بن زہرہ ہے۔ وہیب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے چچا تھے۔ حضرت حمزہ نے بھی ابولہب کی لونڈی ثوبیہ کا دودھ پیا تھا۔ اس رشتے کی وجہ سے یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی ہوگئے۔ یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو سال یا چار سال بڑے تھے بعثت کے دوسرے سال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے تین دن پہلے مشرف باسلام ہوئے۔

ان کے اسلام لانے کا قصہ یہ ہے کہ ایک دن ابوجہل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا پہنچائی تھی اور شان اقدس میں بیہودہ کلمات استعمال کئے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے برداشت فرمایا۔ حضرت حمزہ شکار کے لئے گئے ہوئے تھے۔ جب واپس ہوئے تو ان کی لونڈی نے انھیں بتایا۔ یہ سنتے ہی غضب ناک ہوکر ابوجہل کے پاس گئے اور اس کے سر پر کمان مار کر اس کے سر کو توڑ دیا پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور حضور کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔ میں ابوجہل کی مرمت کر آیا ہوں۔ حضور نے فرمایا۔ اس سے مجھے خوشی حاصل نہیں ہوئی۔ انھوں نے پوچھا کس چیز سے خوش ہوگے فرمایا اگر آپ اسلام قبول کرلیں تو مجھے خوشی حاصل ہوگی۔ بلا تاخیر کلمہ پڑھ کر مشرف باسلام ہوگئے۔

یہ اسلام کے وہ پہلے مجاہد ہیں کہ سب سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے جھنڈا بنایا۔ اور سب سے پہلا سریہ انھیں کی سرکردگی میں بھیجا۔

اسلام لانے کے بعد ہمیشہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت کرتے رہے۔ جنگ بدر میں انھوں نے عتبہ بن ربیعہ کو یا شیبہ بن ربیعہ کو تنہا قتل کیا۔ اور ان میں سے ایک کو علی اختلاف الروایات حضرت علی کے ساتھ مل کر قتل کیا۔ علاوہ ازیں بدر ہی میں طعیمہ بن عدی کو مارا تھا۔ اتنے ماہر جنگجو تھے کہ احد کے روز شہید ہونے سے پہلے تیس افراد کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان سے بے پناہ محبت تھی۔ فرماتے تھے۔ میرے سب چچاؤں سے بہتر حمزہ ہیں۔ اختتام جنگ پر جب ان کی نعش کو دیکھا تو صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اتنا روئے کہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ بے ہوش ہوگئے۔ دردناک الفاظ میں یہ کلمات ادا فرمائے۔

یا حمزۃ عم رسول اللہ یا اسد اللہ واسد رسولہ یا حمزۃ یا فاعل الخیرات یا حمزۃ یا کاشف الکربات یا حمزۃ یا ذابَّ عن وجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب حضرت حمزہ کی لاش کو دیکھا تو فرمایا بخدا اگر یہ لوگ مجھے مل گئے تو ان میں سے ستر کا یہی حال کروں گا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ	اگر تم بدلہ لو تو اسی کے مثل لو جو تمہارے ساتھ کیا گیا ہے اور
وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ۔	اگر صبر کرو تو یہ صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے۔

اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں صبر کروں گا اور قسم کا کفارہ ادا فرمادیا۔

اور شہداء پر ان کی نماز جنازہ میں چار تکبیریں پڑھیں اور ان کے جنازے پر سات تکبیریں۔

انھیں حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک قبر میں دفن فرمایا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل مدینہ کے لئے ایک نہر کا پلان بنایا۔ جو شہداء احد کے مزارات سے ہوکر گذر رہی تھی۔ حضرت جابر کہتے ہیں۔ کہ کھدائی میں جب شہداء کی لاشیں برآمد ہوئیں سب تر و تازہ تھیں۔ ایک پھاوڑا، حضرت حمزہ کے پاؤں پر پڑا تو اس سے تازہ خون ابل پڑا[1]

شہادت کے وقت ان کی عمر انسٹھ سال کی تھی[2]

حضرت وحشی: رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ حبشی نژاد بنی نوفل کے غلام تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ طعیمہ بن عدی کے غلام تھے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ مطعم بن عدی کے غلام تھے۔ فتح مکہ کے روز جن لوگوں کے بارے میں یہ اعلان ہوگیا تھا کہ انھیں جہاں پاؤ قتل کرو۔ انھیں میں یہ بھی تھے۔ فتح مکہ کے بعد یہ بھاگ کر طائف چلے گئے۔ جب طائف کا وفد خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو یہ بھی حاضر ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تو نے حمزہ کو قتل کیا تھا۔ انھوں نے اقرار کیا۔ پھر فرمایا حمزہ کے قتل کی کیفیت بیان کرو۔ انھوں نے بیان کی۔ پھر حضور نے فرمایا۔ کہ تم میری نظر سے ہٹ جاؤ۔ اور میرے سامنے کبھی نہ آنا۔

جب مسیلمہ کذاب کے استیصال کے لئے لشکر روانہ ہونے لگا۔ تو یہ بھی شریک ہو گئے۔ اور از خود طے کر رکھا تھا۔ کہ مسیلمہ کذاب کو ماروں گا۔ چنانچہ اپنے طے شدہ پروگرام کے مطابق یہ مسیلمہ کذاب ایک گھات میں رہے جب شکست کھا کر مسیلمہ کذاب ایک باغ میں بھاگا۔ اور مسلمان تعاقب کرتے ہوئے۔ باغ میں گھس گئے تو یہ بھی ساتھ ساتھ گئے۔ مسیلمہ کذاب ایک جگہ کھڑا ہو کر اپنے آدمیوں کو لڑنے کی ہدایتیں دے رہا تھا۔ وحشی نے تاک کر وہی نیزہ جس سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تھا، مسیلمہ کذاب پر پھینکا جو اس کے سینے کے بیچ میں لگا اور پار ہو کر دونوں شانوں کے درمیان نکلا۔ اور وہ گر پڑا۔ یہ دیکھ کر ایک لونڈی چیخی۔ کہ مسیلمہ کو ایک حبشی غلام نے مار ڈالا۔ یہ خود کہا کرتے تھے۔ کہ حالت کفر میں سب سے بہتر انسان کو مارا اور حالت اسلام میں سب سے بدتر انسان کو قتل کیا۔

خلفائے راشدین کے عہد مبارک میں جو جنگیں ہوئیں ان میں ان کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ رومیوں سے سب سے عظیم اور فیصلہ کن جو معرکہ ہوا تھا جسے جنگ یرموک کہتے ہیں اس میں یہ شریک تھے۔ اخیر عمر میں حمص میں آکر خانہ نشین ہو گئے تھے۔ عام ارباب سیر لکھتے ہیں کہ اخیر عمر میں شراب بہت پینے لگے تھے اور شراب ہی میں ان کی موت واقع ہوئی۔ حتی کہ حدیث زیر بحث کی تفصیلات میں یہ بھی ہے۔ کہ جب جعفر بن عمرو بن امیہ اور عبید اللہ بن عدی نے ایک شخص سے پوچھا کہ وحشی کہاں رہتے ہیں تو اس نے یہ کہا کہ ان کے پاس جانا اگر وہ نشے میں ہوں تو واپس چلے آنا۔ اور اگر نشے میں نہ ہوں تو ان سے بات کرنا ـــــــ لیکن مجھے اس

---

[1] اصابہ جلد اول ص ۳۵۴ [2] الاستیعاب جلد اول ص ۲۷۳

روایت میں کلام ہے۔ غالباً دشمنان صحابہ نے صحابۂ کرام کی عظمت کو داغدار کرنے کے لئے اسے گڑھا ہے۔ اس
عہد مبارک میں جب کہ صحابۂ کرام کا دور عروج تھا۔ یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ کوئی شخص مسلسل شراب پیتا رہے۔
انتہائی سختی سے حدود جاری کئے جاتے تھے۔ اس میں کسی کی رعایت نہیں کی جاتی تھی۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے
وہ بھی حمص جیسے شہر میں کہ ایک شخص مسلسل شراب پئے اور اس سے مواخذہ نہ ہو۔ کتب سیر اور تواریخ میں صحابۂ
کرام کے ناموس کو داغدار کرنے کے لئے بے شمار روایتیں دشمنان صحابہ نے گڑھ کر پھیلادی ہیں، انھیں میں
یہ روایت بھی ہے۔

جعفر بن عمرو بن امیہ اور عبید اللہ بن عدی کی ملاقات حضرت وحشی سے اس وقت ہوئی تھی۔ جب یہ
لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں سائفہ کی جنگ سے واپس ہو رہے تھے لہ

باب ما اصاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الجراح یوم احد ص۵۸۳

یوم احد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو زخم پہونچا۔

حدیث ۲۱۰۴

عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى
فرمایا اللہ کا سخت غضب اس قوم پر ہے جنھوں نے اللہ کے نبی کے ساتھ یہ کیا
قَوْمٍ فَعَلُوْا بِنَبِيِّهٖ يُشِيْرُ اِلٰى رَبَاعِيَتِهٖ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى رَجُلٍ
اپنے دندان مبارک کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے۔ اللہ کا سخت غضب اس
يَقْتُلُهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عہ
شخص پر ہے جس کو اللہ کے رسول نے راہ خدا میں مار ڈالا ہو۔

حدیث ۲۱۰۵

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا
حضرت ابن عباس نے فرمایا اللہ کا سخت غضب اس
قَالَ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
شخص پر ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے راہ خدا میں مار ڈالا
فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ دَمَّوْا وَجْهَ نَبِيِّ اللّٰهِ
ہو اللہ کا سخت غضب اس قوم پر ہے جنھوں نے اللہ کے نبی کے چہرے

لہ فتح الباری جلد سابع ص۳۶۸ عہ مسلم مغازی

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عہ
کو لہو لہان کیا۔

تشریحات ۲۱۰۵ یوم احد جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پہ زخم لگا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک بھی زخمی ہو گئے تو امیہ بن ابی خلف جمحی سامنے آیا اور قسم کھائی کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ضرور قتل کروں گا۔ حضور نے فرمایا بلکہ میں اس کو قتل کروں گا اور فرمایا اے کذاب کہاں بھاگ رہا ہے یہ کہہ کر اس پر حملہ فرمایا اور اس کی گریبان میں نیزہ مارا نیزہ لگتے ہی گر پڑا اور بیل کی طرح آواز نکالنے لگا اس کے ساتھی اس کو اٹھا لے گئے۔ اسی دن وہ مر گیا اسی پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ فرمایا تھا۔ فی سبیل اللہ کی قید اس لئے ہے کہ حد یا قصاص میں اگر کسی کو کوئی نبی قتل کرے تو اس کا یہ حکم نہیں۔

باب الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ص ۵۸۴ اس آیت کا بیان زخم پہونچنے کے بعد جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کا بلاوا قبول کیا۔

حدیث ۲۱۰۶

عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا
اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عروہ سے
الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ
فرمایا۔ جو لوگ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہوئے بعد اس کے کہ انھیں زخم پہونچ چکا تھا ان کے
لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ قَالَتْ لِعُرْوَةَ يَا ابْنَ اُخْتِيْ
نکو کاروں اور پرہیز گاروں کے لئے بڑا ثواب ہے۔ آل عمران آیت ۱۷۲ — اے بھانجے تمہارے
كَانَ اَبَوَاكَ مِنْهُمُ الزُّبَيْرُ وَاَبُوْبَكْرٍ لَمَّا اَصَابَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ
باپ ان میں سے تھے زبیر اور ابو بکر احد کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تکلیف پہونچی تھی
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَصَابَ يَوْمَ اُحُدٍ فَانْصَرَفَ عَنْهُ الْمُشْرِكُوْنَ خَافَ
تو مشرکین وہاں سے واپس ہو گئے۔ حضور کو اندیشہ ہوا کہ وہ پھر کہیں لوٹ نہ پڑیں تو فرمایا
اَنْ يَّرْجِعُوْا فَقَالَ مَنْ يَّذْهَبُ فِيْ اِثْرِهِمْ فَانْتَدَبَ مِنْهُمْ سَبْعُوْنَ
کہ ان کے تعاقب میں کون جائے گا۔ تو ستر اشخاص تیار ہو گئے ان میں ابو بکر اور زبیر بھی تھے۔
رَجُلًا قَالَ كَانَ فِيْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ وَالزُّبَيْرُ۔

عہ ایک باب کے بعد ص ۵۸۴

۲۱۰۶

تشریحات

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے اور مشرکین بے بس ہوگئے تو یہ کہہ کر لوٹ پڑے کہ ہمارا تمہارا مقابلہ سال آئندہ بدر میں ہوگا۔ کچھ دور جا کر حضرت ابوسفیان کو خیال ہوا کہ ہم نے کام ادھورا چھوڑ دیا۔ پھر پلٹیں اس کی اطلاع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو ستر جانبازوں کو لے کر مشرکین کا پیچھا کیا۔ حمراء الاسد تک پہونچے مگر ابوسفیان کے دل میں من جانب اللہ رعب ڈال دیا گیا تو وہ واپس نہ ہو سکے۔ ان ستر جانبازوں میں خلفاء اربع کے علاوہ حضرت طلحہ حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت عبد الرحمن بن عوف۔ حضرت عمار۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے

باب

مَنْ قُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ اُحُدٍ مِنْهُمْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَالْيَمَانُ وَالنَّضْرُ بْنُ اَنَسٍ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ ص ۵۸۴ ۔

احد میں شہید ہونے والے مسلمانوں کا بیان ان میں حمزہ بن عبد المطلب اور یمان اور نضر بن انس۔ مصعب بن عمیر ہیں۔

۲۱۰۷

حدیث

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ مَا نَعْلَمُ حَيًّا مِنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ اَكْثَرَ شَهِيْدًا
قتادہ نے کہا انصار سے زیادہ شہید اور قیامت کے دن معزز عرب کے
اَعَزَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ قَتَادَةُ وَحَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ
کسی قبیلے کو ہم نہیں جانتے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ انصار
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهُ قُتِلَ مِنْهُمْ يَوْمَ اُحُدٍ سَبْعُوْنَ وَيَوْمَ بِئْرِ
میں سے یوم احد ستر اور یوم بیر معونہ ستر اور یوم الیمامہ میں ستر شہید ہوئے
مَعُوْنَةَ سَبْعُوْنَ وَيَوْمَ الْيَمَامَةِ سَبْعُوْنَ قَالَ وَكَانَ بِئْرُ مَعُوْنَةَ عَلٰى
بیر معونہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ
عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَوْمُ الْيَمَامَةِ عَلٰى عَهْدِ
میں ہوا تھا اور یوم یمامہ حضرت ابو بکر صدیق کے زمانہ میں مسیلمہ
اَبِيْ بَكْرٍ يَوْمَ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ ۔
کذاب والے دن ۔

۲۱۰۷

تشریحات

جنگ بدر میں کل شہداء کی تعداد ستر ۷۰ تھی جن میں چھ ۶ مہاجر تھے اور چونسٹھ ۶۴ انصار کرام حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ باعتبار اغلب واکثر کے فرمایا ہے۔

اسی طرح بئر معونہ میں کل شہداء انصار کرام سے نہیں تھے ان میں کچھ مہاجرین بھی تھے جیسے عامر بن فہیرہ مولی

ابی بکر اور نافع بن ورقاء الخزاعی جنگ یمامہ میں پانچ سو یا چھ سو مسلمان شہید ہوئے تھے۔ ہو سکتا ہے ستر بلکہ اس سے زیادہ انصار کرام رہے ہوں۔

باب غَزْوَةِ الرَّجِيعِ وَرِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبِئْرِ مَعُونَةَ وَحَدِيثِ عُضَلٍ وَالْقَارَةِ وَعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ وَخُبَيْبٍ وَأَصْحَابِهِ ص ۵۸۵

غزوۂ رجیع اور رعل اور ذکوان اور بئر معونہ کا بیان اور عضل اور قارہ اور عاصم بن ثابت اور خبیب اور ان کے اصحاب کا بیان۔

توضیح رجیع: بلاد ہذیل میں سے ایک جگہ کا نام ہے یہاں ۴ھ کے صفر میں حضرت عاصم بن ثابت اور ان کے اصحاب کو شہید کیا گیا تھا۔

بئر معونہ: یہ مکہ اور عسفان کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔ جہاں ستر قراء کو شہید کیا گیا تھا۔ یہ دونوں واقعے قریب قریب پیش آئے تھے ان دونوں کی خبر ایک ہی رات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی تھیں۔ جس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک قنوت نازلہ پڑھی۔ جس کی پوری تفصیل گذر چکی ہے۔

ت ۶۰۰ قَالَ ابْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ أَنَّهَا بَعْدَ أُحُدٍ

ابن اسحق نے کہا ہم سے عاصم بن عمر نے بیان کیا کہ واقعۂ رجیع احد کے بعد ہوا تھا۔

تشریحات اُحد شوال ۳ھ میں رونما ہوا تھا اور رجیع صفر ۴ھ میں۔

حدیث ۲۱۰۸ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ الَّذِيْ قَتَلَ خُبَيْبًا هُوَ أَبُوْ سِرْوَعَةَ۔

حضرت جابر نے فرمایا جس نے حضرت خبیب کو شہید کیا تھا یہ ابو سروعہ ہے۔

WWW.NAFSE

سِرْوَعَةَ۔ اس کا نام عقبہ بن حارث تھا۔

حدیث ۲۱۰۹ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِحَاجَةٍ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ فَعَرَضَ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ستر افراد کو ایک ضرورت سے بھیجا تھا جن کو قراء کہا جاتا تھا ان کے سامنے

لَهُمْ حَيَّانِ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ رِعْلٌ وَذَكْوَانُ عِنْدَ بِئْرٍ يُقَالُ لَهَا

بنی سلیم کے دو قبیلے رعل و ذکوان بئر معونہ کے پاس سامنے آئے

بِئْرُ مَعُونَةَ فَقَالَ الْقَوْمُ وَاللّٰهِ مَا إِيَّاكُمْ أَرَدْنَا إِنَّمَا نَحْنُ مُجْتَازُونَ

تو قوم نے کہا بخدا ہم تمہارے ارادے سے نہیں آئے ہیں ہم نبی صلی اللہ

فِي حَاجَةٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلُوهُمْ فَدَعَا النَّبِيُّ

تعالیٰ علیہ وسلم کی حاجت میں جا رہے ہیں۔ رعل و ذکوان نے ان قاریوں

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ شَهْرًا فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ وَذَالِكَ

کو شہید کر دیا۔ اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک صبح کی نماز میں

بَدْءُ الْقُنُوتِ وَمَا كُنَّا نَقْنُتُ۔

ان کی بربادی کی دعا کی۔ یہی قنوت کی ابتدا ہے۔ اور ہم قنوت نہیں پڑھتے تھے۔

۶۰۱ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ وَسَئَلَ رَجُلٌ أَنَسًا عَنِ الْقُنُوتِ أَبَعْدَ

ت عبدالعزیز بن صہیب نے کہا ایک شخص نے حضرت انس سے قنوت کے بارے میں پوچھا کہ رکوع

الرُّكُوعِ أَوْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِنَ الْقِرَاءَةِ قَالَ لَا بَلْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِنَ الْقِرَاءَةِ

کے بعد ہے یا قرات سے فارغ ہونے کے وقت فرمایا نہیں بلکہ قرات سے فارغ ہونے کے وقت ہے۔

تشریحات ۶۰۱ قنوت نازلہ اور وتر کے قنوت کے بارے میں پوری بحثیں گذر چکی ہیں۔ حضرت انس کا یہ ارشاد اس بات پر نص جلی ہے کہ قنوت قبل رکوع ہے۔

۲۱۱۰ حَدَّثَنِي أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ

حدیث مجھ سے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خَالَهُ أَخٌ لِأُمِّ سُلَيْمٍ فِي سَبْعِينَ رَاكِبًا وَكَانَ رَئِيسُ الْمُشْرِكِينَ

نے ان کے ماموں ام سلیم کے بھائی کو ستر سواروں میں بھیجا۔ اور مشرکین کا رئیس عامر بن طفیل

عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ خَيَّرَ بَيْنَ ثَلَاثِ خِصَالٍ فَقَالَ يَكُونُ لَكَ أَهْلُ

تھا جس نے تین باتیں پیش کیں کہ ان میں سے ایک کو اختیار کر لو اس نے حضور سے کہا

السَّهْلِ وَلِي أَهْلُ الْمَدَرِ أَوْ أَكُونُ خَلِيفَتَكَ أَوْ أَغْزُوكَ بِأَهْلِ

آپ کے لئے ہموار زمین والے لوگ ہیں اور میرے لئے مٹی کے گھر والے یا میں

غَطَفَانَ بِأَلْفٍ وَأَلْفٍ فَطُعِنَ عَامِرٌ فِي بَيْتِ أُمِّ فُلَانٍ فَقَالَ غُدَّةٌ
آپ کا خلیفہ ہوں یا میں غطفان کے ہزار اور ہزار سواروں کو لے کر آپ سے جنگ کروں ۔ پھر عامر کو ام فلاں
كَغُدَّةِ الْبَعِيرِ فِي بَيْتِ امْرَأَةٍ مِنْ آلِ فُلَانٍ ائْتُونِي بِفَرَسِي فَمَاتَ
کے گھر میں طاعون ہوگیا تو اس نے کہا گلٹی اونٹ کے گلٹی کے مثل آل فلاں کی عورت کے گھر میں میرا گھوڑا لاؤ تو وہ اپنے
عَلَى ظَهْرِ فَرَسِهِ فَانْطَلَقَ حَرَامٌ أَخُو أُمِّ سُلَيْمٍ وَهُوَ رَجُلٌ أَعْرَجُ الْحَدِيثَ
گھوڑے پر ہی مرگیا اور ام سلیم کے بھائی حرام چلے اور وہ لنگڑے تھے ۔ (بقیہ حدیث کتاب الجہاد میں گذر چکی ہے)

تشریحات ۲۱۱۰ اہل سہل سے مراد دیہات والے ہیں اور اہل مدر سے مراد شہر اور قصبات والے ہیں ۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ہم ملک تقسیم کرلیں شہر اور قصبات میرے لئے ہوں جہاں میری حکومت رہے اور دیہات آپ کے لئے وہاں آپ کی حکومت رہے ۔ حضرت انس کے ماموں کا نام حرام بن ملحان تھا یہاں روایت میں سہو ہے یہ لنگڑے نہیں تھے جو صاحب لنگڑے تھے ان کا نام کعب بن زید تھا اور دوسرے صاحب کا نام منذر بن عمرو تھا ۔ عامر بن طفیل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہاں سے نامراد ہوکر لوٹا تو بنی سلول کی ایک عورت کا مہمان ہوا وہیں اس کو طاعون ہوگیا گلے میں گلٹی نکل آئی اس پر اس کو غیرت آئی اور اس نے یہ کہا "غُدَّةٌ كَغُدَّةِ الْبَعِيرِ وَمَوْتٌ فِي بَيْتِ امْرَأَةٍ مِنْ سَلُولَ" بڑی شرم کی بات ہے کہ اونٹ کی طرح گلٹی نکل آئی اور سلولی عورت کے گھر موت ہو ۔

بیر معونہ کی پوری تفصیل کتاب الجہاد میں گذر چکی ہے ۔

حدیث ۲۱۱۱ حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ
حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ جب ان کے
رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ يَقُولُ لَمَّا طُعِنَ حَرَامُ بْنُ مِلْحَانَ وَكَانَ
ماموں حرام بن ملحان کو بیر معونہ کے موقع پر نیزہ لگا تو خون انھوں نے
خَالَهُ يَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ قَالَ بِالدَّمِ هٰكَذَا فَنَضَحَهُ عَلَى وَجْهِهِ
اس طرح پھیلایا کر اسے اپنے چہرے اور سر پر ملا ۔ پھر کہا رب کعبہ کی قسم
وَرَأْسِهِ ثُمَّ قَالَ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ۔
میں کامیاب ہوگیا ۔

۶۰۲ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ فَأَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ لَمَّا قُتِلَ الَّذِيْنَ

ت عروہ نے کہا جب وہ لوگ شہید کر دیے گئے جو بئر معونہ میں تھے اور عمرو بن

بِئْرِ مَعُوْنَةَ وَأُسِرَ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ قَالَ لَهُ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ

امیہ ضمری قید کر لیے گئے۔ ان سے عامر بن طفیل نے کہا یہ کون ہے اور ایک مقتول

مَنْ هٰذَا؟ فَأَشَارَ إِلَى قَتِيْلٍ فَقَالَ لَهُ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ هٰذَا عَامِرُ بْنُ

کی جانب اشارہ کیا تو اس سے عمرو بن امیہ نے کہا یہ عامر بن فہیرہ ہیں۔ تو

فُهَيْرَةَ فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ مَا قُتِلَ رُفِعَ إِلَى السَّمَاءِ حَتّٰى إِنِّي لَأَنْظُرُ

عامر بن طفیل نے کہا کہ قتل کیے جانے کے بعد میں نے ان کو دیکھا کہ آسمان کی

إِلَى السَّمَاءِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْأَرْضِ ثُمَّ وُضِعَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

طرف اٹھائے گئے ہیں یہاں تک کہ میں نے دیکھا آسمان کی طرف آسمان و زمین

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرُهُمْ فَنَعَاهُمْ فَقَالَ إِنَّ أَصْحَابَكُمْ قَدْ أُصِيْبُوْا

کے درمیان ہیں۔ پھر وہ زمین پر رکھے گئے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس

وَإِنَّهُمْ قَدْ سَأَلُوْا رَبَّهُمْ فَقَالُوْا رَبَّنَا أَخْبِرْ عَنَّا إِخْوَانَنَا بِمَا رَضِيْنَا

ان کی خبر آئی تو حضور نے ان کے شہید ہونے کا حال بتایا اور فرمایا تمہارے اصحاب شہید کر دیے گئے

عَنْكَ وَرَضِيْتَ عَنَّا فَأَخْبَرَهُمْ عَنْهُمْ وَأُصِيْبَ يَوْمَئِذٍ فِيْهِمْ عُرْوَةُ

اور انھوں نے اپنے رب سے سوال کیا تھا اور کہا تھا اے ہمارے پروردگار ہمارے بھائیوں کو ہمارے بارے

بْنُ أَسْمَاءَ بْنِ الصَّلْتِ فَسُمِّيَ عُرْوَةُ بِهِ وَمُنْذِرُ بْنُ عَمْرٍو سُمِّيَ

میں خبر دیدے۔ کہ ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کو ان کی خبر دی۔ اور شہداء

بِهِ مُنْذِرًا۔

میں اس دن عروہ بن اسماء بن صلت تھے جنکے نام پر عروہ بن زبیر کا نام رکھا گیا۔ اور منذر بن عمرو تھے جنکے نام پر منذر بن زبیر کا نام رکھا گیا

بَابُ غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ وَهِيَ الْأَحْزَابُ ۵ھ غزوۂ خندق کا بیان اسی کا نام احزاب بھی ہے۔

۶۰۳ قَالَ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ كَانَتْ فِيْ شَوَّالٍ سَنَةَ أَرْبَعٍ۔

ت موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ غزوۂ خندق ۴ھ کے شوال میں ہوا تھا۔

تشریحات

۶۰۳ **موسیٰ بن عقبہ** امام مالک کی رائے یہی ہے کہ غزوۂ خندق ۴ھ کے شوال میں ہوا تھا لیکن ابن اسحٰق اور ابن سعد نے کہا کہ یہ ۵ھ میں ہوا تھا۔ ابن سعد نے کہا کہ ذوقعدہ کی آٹھ تاریخ کو ہوا تھا اور یہی راجح ہے اس لئے کہ غزوۂ احد سے لوٹتے وقت ابو سفیان نے کہا تھا کہ ہمارا تمہارا مقابلہ آئندہ سال بدر میں ہوگا چنانچہ سال آئندہ ابو سفیان پھر یہ کہہ کر لوٹ گئے کہ اس سال خشک سالی ہے اور لڑائی فراخ سالی میں ہونی چاہئے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی مدینہ طیبہ سے نکلے بدر تک پہنچے اور جب یہ اطلاع ملی کہ ابو سفیان عسفان تک آکر واپس ہو گئے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ واپس آگئے یہ ۴ھ میں ہوا اور غزوۂ خندق اس کے ایک سال بعد ہوا ہے۔ ہم پہلے بتا آئے ہیں کہ یہ اختلاف اس پر مبنی ہے کہ سلف کی ایک جماعت سنہ ھ کی ابتدا اس محرم سے کرتی ہے جو ہجرت کے بعد ہے اس حساب سے ۵ھ کا ۴ھ ہو جائے گا۔ لیکن جمہور سنہ ہجری کی ابتدا اسی سال کے محرم سے کرتے ہیں جس سال ہجرت واقع ہوئی تھی۔ اس کی بنا پر غزوۂ خندق ۵ھ میں ہوگا۔

غزوۂ خندق: بنی نضیر جب مدینہ طیبہ سے جلا وطن کر دیئے گئے تو حیی بن اخطب مکہ قریش کے پاس گیا اور انھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جنگ پر آمادہ کیا اور کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق بنی غطفان کے پاس گیا انھیں ابھارا اور یہ پیش کش کی کہ انھیں خیبر کی نصف پیداوار پیش کی جائے گی۔ اس طرح پورے عرب میں مسلمانوں کے خلاف ایک طوفان کھڑا ہو گیا، بنی فزارہ، بنی اسد، بنی غطفان، قریش کا متحدہ لشکر جن کی تعداد دس ہزار تھی بڑے جوش و خروش کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف بڑھا جب اس کی اطلاع حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ملی تو مدافعت کی تیاریاں شروع کر دیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے سے جس طرف مدینہ طیبہ خالی میدان تھا خندق کھودی گئی۔ مشرکین کا متحدہ لشکر بڑے جوش و خروش سے بڑھا اور مدینہ طیبہ کا محاصرہ کر لیا۔ مدینہ کے یہود بنی قریظہ نے بھی مشرکین سے وعدہ کیا تھا کہ ہم عین موقع پر تمہارا ساتھ دیں گے۔ ستائیس ۲۷ یا چوبیس ۲۴ دن محاصرہ رہا۔ خندق کی وجہ سے مشرکین کا بس نہیں چلتا تھا، خندق کے باہر سے تیر اور پتھر پھینکتے تھے پھر اللہ کی مدد نازل ہوئی محاصرہ کی طوالت سے مشرکین گھبرا گئے اسی میں آندھی چلی اس زور کی کہ مشرکین کے خیمے میں چولہے پر سے دیگیں الٹ گئیں خیمے کی طنابیں ٹوٹ ٹوٹ گئیں۔ گھوڑے بدک بدک کر بھاگنے لگے۔ جس سے گھبرا کر محاصرین میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس غزوہ کا نام "احزاب" بھی ہے۔ احزاب۔ حزب کی جمع ہے جس کے معنی گروہ کے ہیں چونکہ اس غزوہ میں عرب کے مختلف قبائل متحد ہو کر حملہ آور ہوئے تھے اس لئے اس کا نام غزوۂ احزاب بھی ہے۔ سورہ احزاب میں اس غزوہ کا ذکر ہے۔

اس غزوہ میں انتہائی صبر آزما حالات پیش آئے بہت سے راسخ العقیدہ حضرات متزلزل ہونے لگے جن کو قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان فرمایا۔

وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا۔
دل حلق تک پہونچ گئے اور تم لوگ اللہ کے ساتھ طرح طرح کا گمان کرنے لگے۔

بالآخر اللہ کی مدد آئی اور چوبیس یا ستائیس دن کے بعد یہ سیلاب بلا ٹل گیا۔ اس وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "الآن نغزوھم ولا یغزوننا[1]" اب ہم ان پر چڑھ کر جائیں گے وہ ہم پر حملہ نہیں کریں گے اور ہوا یہی۔ کہ اس کے بعد پھر کبھی بھی قریش کو مدینہ طیبہ پر حملہ کی جرأت نہ ہو سکی۔ بالآخر وہ دن آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ فتح فرمالیا۔

حدیث ۲۱۱۲

قَالَ يُؤْتَوْنَ بِمِلْءِ كَفِّيْ مِنَ الشَّعِيْرِ فَيُصْنَعُ لَهُمْ بِإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ
حضرت انس نے کہا ایک چلو جو لایا جاتا تو بودار سالن کے ساتھ پکایا جاتا اور قوم کے سامنے
تُوْضَعُ بَيْنَ يَدَيِ الْقَوْمِ وَالْقَوْمُ جِيَاعٌ وَّهِيَ بَشِعَةٌ فِي الْحَلْقِ وَلَهَا رِيْحٌ
رکھا جاتا اور قوم بھوکی رہتی اور یہ حلق میں پھنس جاتا اور اس میں ناگوار بو ہوتی۔
مُنْتِنٌ۔

تشریحات ۲۱۱۲ مقصود یہ ہے کہ اس وقت انتہائی عسرت و تنگدستی تھی یہاں تک کہ لوگ اس قسم کے کھانے کھاتے۔

حدیث ۲۱۱۳

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَتَيْتُ جَابِرًا
ایمن نے کہا میں حضرت جابر کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے بتایا کہ ہم یوم خندق
فَقَالَ إِنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيْدَةٌ فَجَاؤُا النَّبِيَّ
کھود رہے تھے کہ ایک سخت چٹان سامنے آگئی لوگ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا هٰذِهٖ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ
خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یہ سخت چٹان خندق میں سامنے آگئی
فَقَالَ أَنَا نَازِلٌ ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهٗ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ وَّلَبِثْنَا ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ
ہے فرمایا میں اتروں گا پھر کھڑے ہوئے اور حضور کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا
لَا نَذُوْقُ ذَوَاقًا فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ
اور ہم نے تین دن سے کچھ نہیں چکھا تھا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھاوڑا لیا اور مارا تو وہ

---

[1] بخاری جلد ثانی باب غزوہ خندق ص ۵۹۰ ۔ مسند امام احمد ج ۴ ص ۲۶۲ لفظ مسند "ولا یغزون" ۱۲

فَضَرَبَ فَعَادَ كَثِيبًا أَهْيَلَ أَوْ أَهْيَمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِي

بسا ہوا ریت ہوگیا۔ پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے گھر جانے کی اجازت دے

إِلَى الْبَيْتِ فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دیجئے میں نے گھر آکر اپنی بیوی سے کہا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس

شَيْئًا مَا فِي ذٰلِكَ صَبْرٌ فَعِنْدَكِ شَيْءٌ قَالَتْ عِنْدِي شَعِيرٌ وَعَنَاقٌ

حال میں دیکھا ہے جسے برداشت کرنے کی طاقت نہیں کیا تیرے پاس کچھ ہے اس نے کہا

فَذَبَحْتُ الْعَنَاقَ وَطَحَنَتِ الشَّعِيرَ حَتّٰى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ ثُمَّ

میرے پاس جو ہے اور ایک سال سے کم عمر کا بکری کا بچہ ہے میں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور اس

جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَجِينُ قَدِ انْكَسَرَ وَالْبُرْمَةُ

نے جو کو پیسا ہم نے گوشت کو ہانڈی میں کیا پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آٹا گوندھا جا

بَيْنَ الْأَثَافِي قَدْ كَادَتْ أَنْ تَنْضَجَ فَقَالَ طُعَيِّمٌ لِي فَقُمْ أَنْتَ يَا رَسُولَ

چکا تھا اور ہانڈی چولہے پر تھی جو پکنے کے قریب تھی میں نے عرض کیا میرے پاس تھوڑا سا کھانا ہے

اللّٰهِ وَرَجُلٌ أَوْ رَجُلَانِ قَالَ كَمْ هُوَ فَذَكَرْتُ لَهُ قَالَ كَثِيرٌ طَيِّبٌ

یارسول اللہ! حضور اور ایک دو آدمی اور چلیں دریافت فرمایا کتنا ہے وہ تو میں نے بتایا فرمایا بہت ہے

قَالَ قُلْ لَهَا لَا تَنْزِعِ الْبُرْمَةَ وَلَا الْخُبْزَ مِنَ التَّنُّورِ حَتّٰى آتِيَ فَقَالَ

پاک ہے، فرمایا اپنی بیوی سے کہو کہ ہانڈی چولہے سے نہ اتارے اور روٹی تنور سے نہ نکالے یہاں تک

قُومُوا فَقَامَ الْمُهَاجِرُونَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ قَالَ وَيْحَكِ جَاءَ

کہ میں آجاؤں اس کے بعد فرمایا چلو تو مہاجرین اور (انصار) ساتھ ہوگئے۔ حضرت جابر جب اپنی بیوی

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَمَنْ

کے پاس آئے تو کہا تیرے لئے خرابی ہو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مہاجرین اور انصار اور ان کے

مَعَهُمْ قَالَتْ هَلْ سَأَلَكَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ ادْخُلُوا وَلَا تَضَاغَطُوا

ساتھیوں کو لے کر آگئے بیوی نے پوچھا کیا حضور نے تم سے پوچھا تھا (کتنا کھانا ہے) میں کہا ہاں حضور

فَجَعَلَ يَكْسِرُ الْخُبْزَ وَيَجْعَلُ عَلَيْهِ اللَّحْمَ وَيُخَمِّرُ الْبُرْمَةَ وَالتَّنُّورَ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اندر چلو اور بھیڑ مت کرنا روٹی توڑی جاتی اور اس پر گوشت ڈالا جاتا

إذا أُخِذَ مِنْهُ وَيُقَرِّبُ إلى أَصْحَابِهِ ثُمَّ يَنْزِعُ فَلَمْ يَزَلْ يَكْسِرُ

ہانڈی اور تنور کو چھپا دیا جاتا جب اس سے لیا جاتا اور اصحاب کے قریب کیا جاتا پھر نکالا جاتا اسی طرح روٹی

الْخُبْزَ وَيَغْرِفُ حَتّٰى شَبِعُوا وَبَقِيَ بَقِيَّةٌ قَالَ كُلِي هٰذَا وَأَهْدِي

توڑتے رہے اور گوشت نکالتے رہے یہاں تک کہ خوب سیراب ہو گئے اور بچ بھی رہا حضرت جابر کی بیوی

فَإِنَّ النَّاسَ أَصَابَتْهُمْ مَجَاعَةٌ عہ

فرمایا اسے کھاؤ اور لوگوں کو ہدیہ دو اس لئے کہ لوگ بھوکے ہیں۔

تشریحات
۲۱۱۳

امام احمد نے اپنی مسند میں اور نسائی نے اپنی سنن میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو روایت کی ہے اور طبرانی نے حضرت عبد اللہ بن عمرو سے اور بیہقی نے حضرت عمرو بن عوف سے جو روایت کی ہے ان سب کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دس دس ہاتھ کی حد مقرر کر کے مجاہدین کو خندق کھودنے کے لئے مقرر فرمادیا تھا۔ خندق کھودی جا رہی تھی کہ ایک جگہ سخت چٹان آگئی جس پر پھاوڑا اثر نہیں کرتا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع کی گئی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھاوڑا لے کر تین بار بسم اللہ پڑھا اور اس چٹان پر مارا ایک تہائی چٹان ٹوٹ گئی اس سے روشنی چمکی، حضور نے اور مسلمانوں نے تکبیر پڑھی پھر حضور نے دوسری مرتبہ چٹان پر پھاوڑا مارا جس سے ایک تہائی اور ٹوٹ گئی اس سے روشنی چمکی حضور نے اور صحابہ کرام نے تکبیر پڑھی۔ پھر تیسری بار مارا پوری چٹان ٹوٹ گئی۔ اس سے بھی روشنی چمکی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ نے تکبیر پڑھی۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ تکبیر کاہے پر تھی فرمایا پہلی بار مجھے شام کی کنجیاں دی گئیں بخدا میں اس کے سرخ محلوں کو اب بھی دیکھ رہا ہوں، اور دوسری ضرب پر مجھے فارس کی کنجیاں دی گئیں میں اس کے سفید محلوں کو دیکھ رہا ہوں۔ تیسری ضرب پر مجھے یمن کی کنجیاں دی گئیں بخدا میں صنعاء کے دروازوں کو اس جگہ سے اب بھی دیکھ رہا ہوں فرمایا جبریل نے مجھے خبر دی میری امت ان سب کو فتح کرے گی۔ اس پر مسلمان بہت خوش ہوئے۔

حضرت جابر کی دوسری روایت جو اسی بخاری میں اسی حدیث کے بعد ہے اس میں یہ تفصیل ہے کہ جو ایک صاع تھا۔ اور حضرت جابر کی بیوی نے یہ بھی کہا تھا (کھانا تھوڑا ہے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اتنے لوگوں کو مت بلا لینا کہ میں رسوا ہوں حضرت جابر نے خدمت اقدس میں آکر آہستہ حضور سے عرض کیا کہ ہم نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور ایک صاع جو پیسا ہے جو ہمارے پاس تھا حضور اور حضور کے ساتھ کچھ لوگ چلیں یہ سن کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلند آواز سے پکارا اے اہل خندق!

عہ مسند امام احمد ج رابع ص ۳۰۳ ۔ نسائی، جہاد، باب ۴۳

تمہارے لئے جابر نے کھانا تیار کیا ہے سب لوگ چلو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا جب تک میں آنہ جاؤں ہانڈی نہ اتارنا اور آٹے کی روٹی نہ بنانا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب لوگ میرے گھر آئے تو میری بیوی نے خفا ہو کر کہا اللہ تیرے ساتھ یہ کرے یہ کرے۔ میں نے کہا تم نے جو کہا تھا (وہی میں نے کیا ہے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب کو لے کر آگئے تو میں کیا کروں میری بیوی نے گوندھا ہوا آٹا حضور کی خدمت میں پیش کیا حضور نے اس میں لعاب مبارک ڈالا اور برکت کی دعا کی۔ پھر ہانڈی میں لعاب مبارک ڈالا پھر فرمایا روٹی پکانے والیوں کو بلاؤ تیرے ساتھ روٹی پکائیں۔ اور ہانڈی میں سے نکالو اس کو اتارنا مت لوگ ہزاروں تھے بخدا سب نے کھایا اور جب کھا کر واپس ہوئے ہماری ہانڈی ابل رہی تھی جیسے پہلے تھی اور ہمارے آٹے سے روٹی پکائی جا رہی تھی اور وہ اتنا ہی رہا، خندق میں تین ہزار مجاہدین شریک تھے قیاس یہی ہے کہ سب نے جا کر وہاں کھایا۔ اگرچہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ وہ تین سو یا آٹھ سو یا نو سو تھے۔ اور غالباً وہ راوی کا اندازہ ہے اور حضرت جابر کا قصہ ہے وہ خود فرماتے ہیں کہ وہ ہزار تھے۔ ابھی حدیث گذری کہ حضرت جابر نے فرمایا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مہاجرین وانصار اور ان کے ساتھیوں کو لے کر آگئے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ خندق کے سارے مجاہدین شریک ہوئے ہو۔

۲۱۱۴ **عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا**

حدیث ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سورہ احزاب

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ

میں یہ جو فرمایا گیا جب کافر تم پر تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے آئے اور جب

قَالَتْ كَانَ ذَاكَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ۔

نگاہیں ٹھٹک کر رہ گئیں (آیت ۱۰) یہ جنگ خندق میں ہوا تھا۔

۲۱۱۴

تشریحات

امام ابن اسحٰق نے مغازی میں اس کی تفصیل یہ بیان کی ہے کہ قریش دس ہزار کا لشکر لیکر نشیبی علاقے میں پڑے تھے اور عیینہ بن حصین، غطفان اور اپنے ہمراہی نجدیوں کو لے کر احد کی جانب پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے اور بنی قریظہ مدینہ طیبہ کے بالائی حصہ میں تاک میں بیٹھے تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین ہزار مجاہدین کو لے کر کوہ سلع کو پشت پر رکھ کر مورچہ بندی کی تھی مشرکین اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان خندق حائل تھی عورتوں اور بچوں کو ایک قلعہ میں رکھا گیا تھا جب بنی قریظہ کی غداری کی اطلاع ملی تو مسلمان گھبرا گئے، یہاں تک کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاہا کہ عیینہ بن حصین اور اس کے ساتھیوں کو مدینہ کی پیداوار کا ایک تہائی دینے کے وعدے پر ان کو واپس کر دیا جائے

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ ارادہ ظاہر فرمایا تو حضرت سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کیا جب ہم حالت کفر میں تھے تو ان کو ایک حبہ نہیں دیتے تھے اب جب کہ اللہ عزوجل نے ہم کو اسلام کے ساتھ معزز فرمایا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم انھیں کچھ دیں ہم انھیں صرف تلوار دیں گے جب محاصرہ کی سختی بڑھی تو منافقین بہانہ بنا کر اپنے گھروں کو واپس جانے لگے اس جنگ میں ایک موقعہ یہ بھی آیا کہ عمرو بن عبدود عامری نے ایک جگہ خندق کی چوڑائی کم دیکھی تو اپنے گھوڑے کو کدا کر خندق پار کر گیا اور اس کے ساتھ اور بھی چند افراد خندق کے اس پار آگئے جس کے ساتھ نوفل عبد اللہ بن مغیرہ مخزومی بھی تھا عمرو بن عبدود کو حضرت علی نے اور اس کے ساتھی نوفل بن عبد اللہ بن مغیرہ مخزومی کو حضرت زبیر نے قتل کیا بقیہ سوار بھاگ گئے۔ مسلمانوں پر خوف و ہراس کا عالم یہ تھا کہ حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ ایک رات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کون شخص ہے جو مخالفین میں جا کر ان کی خبر لائے اللہ اس کو قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رفیق بنائے گا مگر کوئی نہیں بولا دوسری بار بھی حضور نے یہی فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ اسے میرا ساتھی بنائے گا تو حضرت ابوبکر نے فرمایا حذیفہ کو بھیجئے تو حضور نے فرمایا حذیفہ جاؤ حضرت حذیفہ نے عرض کیا مجھے ڈر ہے کہیں قید نہ کر لیا جاؤں فرمایا تم جاؤ قید نہیں ہوگے وہ گئے تو دیکھا کہ قریش آپس میں جھگڑ رہے ہیں اور اللہ نے ان پر آندھی بھیجی جس نے ان کے خیمہ کو اکھاڑ دیا۔ اور ان کے برتنوں کو الٹ دیا۔ جب میں قریش کے لشکر سے واپس ہوا مجھے راستے میں کچھ سوار ملے جنھوں نے کہا کہ حضور کو خبر کر دو کہ اللہ عزوجل نے قوم کے شر سے ان کو بچا لیا۔ قریش کے پڑاؤ میں آندھی زور کی تھی کہ خیمے اکھڑ گئے دیگ چولہے سے الٹ گئے گھوڑے بدکتے پھر رہے تھے مگر خندق کے پار مسلمانوں کی طرف اس کا کوئی اثر نہ تھا، چراغ تک جلتے رہے، ابوسفیان یہ کہہ کر محاصرہ اٹھا کر واپس ہو گئے کہ آندھی نے ہمارا یہ حال کر رکھا ہے اور یہود نے ہمارا ساتھ نہیں دیا واپس چلو۔ صبح کو میدان صاف تھا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۱۱۵ إِنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ أَوَّلُ يَوْمٍ شَهِدْتُهُ يَوْمُ الْخَنْدَقِ۔

حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا سب سے پہلی جنگ جس میں شریک ہوا وہ خندق ہے۔

تشریحات ۲۱۱ کتاب الشہادات میں یہ گذر چکا کہ غزوہ احد کے موقع پر یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کئے گئے اس وقت ان کی عمر چودہ سال کی تھی اس لئے ان کو واپس کر دیا خندق کے موقع پر ان کی عمر پندرہ سال سے زیادہ کی ہو گئی تھی اس لئے ان کو قبول فرما لیا گیا۔

۲۱۱۶ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ وَنَوْسَاتُهَا تَنْطُفُ

حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں حفصہ کے پاس گیا اور ان کے بالوں سے پانی

قُلْتُ قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ فَلَمْ يُجْعَلْ لِي مِنَ الْأَمْرِ
تک رہا تھا میں نے ان سے کہا لوگوں کا معاملہ یہاں تک پہونچ چکا ہے جسے آپ دیکھ رہی ہیں اور مجھے
شَيْءٌ فَقَالَتِ الْحَقْ فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ وَأَخْشَى أَنْ يَكُونَ فِي احْتِبَاسِكَ
کوئی حق نہیں دیا گیا تو حضرت حفصہ نے کہا ان کے پاس جاؤ وہ لوگ تمہارا انتظار کر رہے ہیں اور مجھے
عَنْهُمْ فُرْقَةٌ فَلَمْ تَدَعْهُ حَتَّى ذَهَبَ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ خَطَبَ
اندیشہ ہے کہ تمہارے وہاں نہ جانے سے اختلاف نہ ہو جائے حضرت حفصہ نے انھیں نہیں چھوڑا یہاں تک
مُعَاوِيَةُ قَالَ مَنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِي هَذَا الْأَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا
کہ وہ گئے جب لوگ چھنٹ گئے تو معاویہ نے خطبہ دیا اور کہا جو اس معاملے میں بات کرنا چاہتا ہو تو اپنا سر اٹھائے
قَرْنَهُ فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيهِ قَالَ حَبِيبُ بْنُ مَسْلَمَةَ
بلا شبہہ ہم اس کے زیادہ حقدار ہیں اس سے بھی اور اس کے باپ سے بھی ۔ حبیب بن مسلمہ نے کہا آپ نے
فَهَلَّا أَجَبْتَهُ قَالَ عَبْدُ اللهِ فَحَلَلْتُ حُبْوَتِي وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُولَ
معاویہ کو جواب کیوں نہیں دیا عبد اللہ نے کہا میں نے اپنا پٹکا کھولا تھا ارادہ کیا تھا کہ کہوں اس چیز کے زیادہ
أَحَقُّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَخَشِيتُ
مستحق بنسبت تیرے وہ لوگ ہیں جنھوں نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام پر جنگ کی ہے پھر مجھے اندیشہ
أَنْ أَقُولَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمْعِ وَتَسْفِكُ الدَّمَ وَيُحْمَلُ عَنِّي
ہوا کہ میں ایسی بات کہوں جس سے جماعت میں پھوٹ پڑے اور خون ریزی ہو ۔ اور میری بات کا وہ مطلب
غَيْرُ ذَلِكَ فَذَكَرْتُ مَا أَعَدَّ اللهُ فِي الْجِنَانِ قَالَ حَبِيبٌ حُفِظْتَ
لیا جائے جو میری مراد نہیں تو میں نے وہ یاد کیا جو اللہ نے جنت میں مہیا کر رکھی ہے ۔۔ حبیب نے کہا
وَعُصِمْتَ ـــــ قَالَ مَحْمُودٌ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَنَوْسَاتُهَا ۔
تم محفوظ رہے اور بچ گئے ۔ محمود نے عبد الرزاق سے روایت کرتے ہوئے نوساتہا کہا ہے ۔

تشریحات ۲۱۱٦ جنگ صفین کے بعد جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت معاویہ کا معاملہ حکمین کے سپرد ہوا اور یہ طے ہوا کہ چھ ماہ کے بعد دومۃ الجندل میں دونوں فریق اپنے اپنے حکموں کے ساتھ جمع ہوں اور اپنا متفقہ فیصلہ سنا دیں اسی موقع پر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور انھوں نے ان کو مجبور کر کے دومۃ الجندل بھیجا ۔ وہاں جب

مابین خود آپس ہی میں لڑ پڑے کوئی متفقہ فیصلہ نہیں ہوسکا اور سب لوگ واپس ہوگئے تو بچے کچھے آدمیوں میں حضرت معاویہ نے وہ کہا تھا جس کا قصہ اس حدیث میں مذکور ہے تھا اور نوساتھا تنطفُ اس میں ایک نسخہ نشواتھا ہے اسی سلسلے میں بطریق محمود عن عبدالرزاق سے جو روایت ہے حدیث میں یہ لفظ وارد ہے وہ نوساتھا ہے۔

حدیث ۲۱۱۷ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ حِيْنَ أُجْلِيَ الْأَحْزَابُ عَنْهُ الْآنَ نَغْزُوهُمْ وَلَا يَغْزُونَنَا نَحْنُ نَسِيرُ إِلَيْهِمْ عہ

سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جب احزاب چھنٹ گیا اب ہم ان پر حملہ کریں گے اور وہ ہم پر حملہ نہیں کریں گے اور ہم ان کی طرف جائیں گے۔

حدیث ۲۱۱۸ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ أَعَزَّ جُنْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَغَلَبَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ فَلَا شَيْءَ بَعْدَهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے۔ اس نے اپنے لشکر کو غالب کیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے احزاب کو شکست دی پس اس کے بعد کچھ نہیں۔

تشریحات ۱۸ ۲۱ بعدہٗ کی ضمیر کا مرجع اللہ عز وجل بھی ہو سکتا ہے اب مطلب یہ ہوگا کہ حقیقی وجود صرف اللہ عز وجل کا ہے بقیہ چیزیں مثل معدوم کے ہیں اور اس کا مرجع احزاب بھی ہو سکتا ہے بتاویل مفرد اب مطلب یہ ہوگا کہ واقعہ احزاب کے بعد اب کوئی خوف و خطر نہیں۔ دشمنوں نے متحدہ قوت کے ساتھ زور آزمائی کرلی اور پسپا ہوگئے۔ ان کا کس بل نکل گیا۔

بَابُ مَرْجِعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَحْزَابِ وَمَخْرَجِهِ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ وَمُحَاصَرَتِهِ إِيَّاهُمْ۔ ص ۵۹۰

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احزاب سے مراجعت اور بنی قریظہ کی طرف جانا اور ان کا محاصرہ کرنا۔

غزوۂ خندق کے رونما ہونے میں بنی قریظہ کا بھی ہاتھ تھا اس لئے جب خندق سے فراغت ہوگئی تو اللہ عز وجل

عہ مسند امام احمد

نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ ان غداروں کا بھی علاج کر دیجئے، چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ فرمایا، عاجز آ کر یہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے پر راضی ہوئے انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے جوان قتل کئے جائیں بچوں اور عورتوں کو غلام اور کنیز بنا لیا جائے اور ان کے اموال کو غنیمت، حضرت امام بخاری نے اس باب میں جتنی حدیثیں ذکر کی ہیں وہ سب گذر چکی ہیں۔

بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ (وَهِيَ غَزْوَةُ مُحَارِبِ خَصَفَةَ مِنْ بَنِي ثَعْلَبَةَ مِنْ غَطَفَانَ فَنَزَلَ نَخْلًا وَهِيَ بَعْدَ خَيْبَرَ لِأَنَّ أَبَا مُوسٰى جَاءَ بَعْدَ خَيْبَرَ) ص ۵۹۲

غزوہ ذات الرقاع: اور یہ غطفان کی ایک شاخ بنی ثعلبہ سے محارب خصفہ کے ساتھ ہوا تھا: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نخل میں آئے تھے، یہ غزوہ خیبر کے بعد ہوا تھا اس لئے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری خیبر کے بعد خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے اور یہ اس میں شریک تھے۔

نخل۔ نخل مدینہ طیبہ سے دو دن کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام ہے۔

محارب خصفہ۔ یہاں امام بخاری نے محارب کے بعد ثعلبہ ذکر کیا اس سے شبہ ہوتا ہے یہ دونوں ایک ہیں حالانکہ محارب الگ قبیلہ ہے اور ثعلبہ الگ، ثعلبہ غطفان کی شاخ ہے غطفان سعد بن قیس کی اولاد ہیں اور محارب خصفہ بن قیس کی اولاد ہیں دونوں الگ الگ قبیلے ہیں۔

غزوہ ذات الرقاع بنی ثعلبہ سے ہوا تھا، اس لئے یہ کہنا کہ محارب خصفہ غطفان کی شاخ بنی ثعلبہ سے ہیں درست نہیں۔

۶۰۴ ت قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ (إِلٰى أَنْ قَالَ) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ
حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ
اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِأَصْحَابِهِ فِي الْخَوْفِ فِي
تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو ساتویں غزوے ذات الرقاع
غَزْوَةِ السَّابِعَةِ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ
میں صلوٰۃ الخوف پڑھائی۔

۶۰۵ ت وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَوْفَ بِذِي قَرَدٍ
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز خوف ذو قرد میں پڑھی۔

۶۰۶ ت وَقَالَ بَكْرُ بْنُ سَوَادَةَ (إِلٰى أَنْ قَالَ) أَنَّ جَابِرًا حَدَّثَهُمْ صَلّٰى
جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِھِمْ یَوْمَ مُحَارِبَ وَثَعْلَبَۃَ۔
علیہ وسلم نے نماز خوف یوم محارب اور ثعلبہ پڑھائی۔

ت ۶۰ وَقَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ سَمِعْتُ وَھْبَ بْنَ کَیْسَانَ سَمِعْتُ جَابِرًا
وہب بن کیسان نے کہا میں نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ نبی صلی اللہ
خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی ذَاتِ الرِّقَاعِ مِنْ نَخْلٍ
تعالیٰ علیہ وسلم نخل سے ذات الرقاع کے لئے چلے، غطفان کی ایک جماعت سے
فَلَقِیَ جَمْعًا مِّنْ غَطْفَانَ فَلَمْ یَکُنْ قِتَالٌ وَاَخَافَ النَّاسُ بَعْضُھُمْ
آمنا سامنا ہوا کوئی لڑائی نہیں ہوئی لوگوں نے ایک دوسرے کو ڈرایا۔ تو نبی
بَعْضًا فَصَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکْعَتَیِ الْخَوْفِ۔
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز خوف دو رکعت پڑھی۔

ت ۶۰۶ وَقَالَ یَزِیْدُ عَنْ سَلَمَۃَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْقَرَدِ
حضرت سلمہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہمرکابی میں غزوہ یوم القرد میں شریک ہوا

تشریحات

۶۰ تا ۶۰۶ غزوۂ ذات الرّقاع۔ رقاع رُقعۃٌ کی جمع ہے جس کے معنی پیوند کے ہیں، اس غزوہ میں جھنڈا پیوند لگے ہوئے کپڑوں کا تھا اس لئے اس کو ذات الرقاع کہا گیا اور ایک قول یہ ہے کہ پیدل چلنے کی وجہ سے مجاہدین کے پاؤں زخمی ہو گئے ان زخموں پر کپڑے لپیٹے تھے۔

امام واقدی نے فرمایا کہ جس پہاڑ کے پاس یہ غزوہ ہوا تھا اس پر سرخ سفید سیاہ چتی دار پتھر تھے اس لئے اس کو ذات الرقاع کہا گیا۔

غزوۂ ذات الرقاع کب ہوا تھا، خیبر کے پہلے یا خیبر کے بعد؟ امام ابن اسحٰق نے کہا قبل خیبر، امام بخاری کا رجحان یہ ہے کہ بعد خیبر ہوا تھا، اس کی پوری بحث گذر چکی ہے۔ اسی غزوے میں صلوٰۃ الخوف مشروع ہوئی۔

غزوۂ ذات القرد۔ یہ غزوۂ ذات الرقاع کے علاوہ دوسرا غزوہ ہے۔ یہ غزوہ اس موقع پر ہوا تھا کہ عبدالرحمٰن فزاری نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹوں پر ڈاکہ ڈالا تھا جس کا پیچھا پہلے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا اور سارے اونٹوں کو دشمنوں سے چھین لیا، بعد میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی کچھ مجاہدین کے ساتھ تشریف لے گئے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ غزوۂ ذات القرد میں بھی نماز خوف پڑھی گئی تھی۔

حدیث ۲۱۱۹ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ
حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزَاةٍ وَّنَحْنُ سِتَّةٌ
کے ساتھ ایک غزوے میں نکلے اور ہم چھ شخص تھے اور ہمارے بیچ میں صرف ایک
بَیْنَنَا بَعِیْرٌ نَعْتَقِبُهٗ فَنَقِبَتْ اَقْدَامُنَا وَنَقِبَتْ قَدَمَایَ وَسَقَطَتْ
اونٹ تھا جس پر ہم باری باری سوار ہوتے تھے پیدل چلنے کی وجہ سے ہمارے
اَظْفَارِیْ فَکُنَّا نَلُفُّ عَلٰی اَرْجُلِنَا الْخِرَقَ فَسُمِّیَتْ غَزْوَةَ ذَاتِ الرِّقَاعِ
قدم زخمی ہو گئے اور میرے دونوں قدم زخمی ہو گئے اور ناخن گر پڑے جس کی وجہ سے ہم اپنے پاؤں
لِمَا کُنَّا نَعْصِبُ مِنَ الْخِرَقِ عَلٰی اَرْجُلِنَا وَحَدَّثَ اَبُوْ مُوْسٰی بِهٰذَا
پر کپڑے لپیٹے ہوئے تھے اس کا نام ذات الرقاع اسی لئے پڑا کہ ہم اپنے پاؤں
ثُمَّ کَرِهَ ذَاکَ قَالَ مَا کُنْتُ اَصْنَعُ بِاَنْ اَذْکُرَهٗ کَاَنَّهٗ کَرِهَ اَنْ یَّکُوْنَ
پر کپڑوں کی پٹی باندھے ہوئے تھے، پھر اس کو ناپسند فرمایا کہا اس کے تذکرے سے
شَیْءٌ مِّنْ عَمَلِهٖ اَفْشَاهُ۔
میرا کیا کام انھوں نے اپنا عمل ظاہر کرنے کو ناپسند کیا۔

حدیث ۲۱۲۰ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَمَّنْ شَهِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی
صالح بن خوات سے روایت ہے وہ اس شخص سے روایت کرتے ہیں جو رسول اللہ
اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلٰوةَ الْخَوْفِ اَنَّ طَائِفَةً
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع اور صلوٰۃ الخوف میں شریک تھا کہ ایک گروہ نے
صَفَّتْ مَعَهٗ وَطَائِفَةٌ وِّجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰی الَّتِیْ مَعَهٗ رَکْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ
حضور کے ساتھ صف لگائی اور دوسری گروہ دشمن کے سامنے رہی حضور نے اپنے ساتھ والوں کو ایک
قَائِمًا وَّاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَصَفُّوْا وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ
رکعت پڑھائی پھر کھڑے رہے اور ان لوگوں نے اپنی نماز پوری کر لی پھر چلے گئے اور دشمن کے سامنے
الطَّائِفَةُ الْاُخْرٰی فَصَلّٰی بِهِمُ الرَّکْعَةَ الَّتِیْ بَقِیَتْ مِنْ صَلَاتِهٖ ثُمَّ
صف بندی کی اور دوسری گروہ آئی انھیں حضور نے وہ رکعت پڑھائی جو حضور کی نماز سے باقی رہ گئی تھی

ثُمَّ جَالِسًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ۔

پھر بیٹھے رہے ان لوگوں نے بھی اپنی نماز پوری کی پھر ان کے ساتھ سلام پھیرا۔

۲۱۲۰ **تشریحات** صلوٰۃ خوف کے بارے میں مختلف روایتیں آئی ہیں جس پر تفصیل بحث تیسری جلد میں ہو چکی ہے

۶۰۹ **ت** وَقَالَ مُعَاذٌ (اِلٰی اَنْ قَالَ) عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نخل

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَخْلٍ فَذَكَرَ صَلٰوةَ الْخَوْفِ قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ أَحْسَنُ

میں تھے انھوں نے صلوٰۃ الخوف کا ذکر کیا۔ امام مالک نے کہا کہ صلوٰۃ الخوف کے بارے

مَا سَمِعْتُ فِي صَلٰوةِ الْخَوْفِ

میں جو کچھ میں نے سنا ہے ان سب سے اچھی یہ روایت ہے۔

تَابَعَهُ اللَّيْثُ (اِلٰی اَنْ قَالَ) اَنَّ قَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ صَلّٰى

قاسم بن محمد نے حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ بَنِي أَنْمَارٍ۔

صلوٰۃ الخوف غزوۂ بنی انمار میں پڑھی۔

تشریحات بنی انمار بجیلہ کی ایک شاخ ہے یہ لوگ بنی ثعلبہ کے قریب ہی رہتے تھے۔ غالباً یہ دونوں غزوے ایک ہی ہیں۔ امام واقدی نے ذکر کیا کہ غزوۂ ذات الرقاع کا سبب یہ ہوا تھا کہ ایک اعرابی طلب سے مدینہ طیبہ آئے اور انھوں نے بتایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ بنی ثعلبہ اور بنی انمار نے تمہارے مقابلے کے لئے جمعیت اکٹھا کر رکھی ہے، یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سات سو افراد لے کر نکلے، اس تقدیر پر غزوۂ ذات الرقاع اور غزوۂ بنی انمار ایک ہی ہیں۔

۲۱۲۱ **حدیث** عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا (صلوٰۃ الخوف میں)

يَقُومُ الْإِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَطَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ مِنْ

امام قبلہ رو کھڑا ہو ایک گروہ مجاہدین میں سے امام کے ساتھ رہے اور ایک گروہ

قِبَلَ الْعَدُوِّ وَوُجُوْهُهُمْ إِلَى الْعَدُوِّ فَيُصَلِّي بِالَّذِيْنَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ
دشمن کے سامنے ان کا رخ دشمن کی طرف رہے جو لوگ امام کے ساتھ ہیں انھیں ایک
يَقُوْمُوْنَ فَيَرْكَعُوْنَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً وَيَسْجُدُوْنَ سَجْدَتَيْنِ
رکعت پڑھائے پھر کھڑے ہوں اور اپنی ایک رکعت پڑھیں اور دو سجدے کریں اپنی
فِيْ مَكَانِهِمْ ثُمَّ يَذْهَبُ هٰؤُلَاءِ إِلَى مَقَامِ أُولٰئِكَ فَيَجِيْءُ أُولٰئِكَ
جگہ پھر یہ لوگ ان لوگوں کی جگہ چلے جائیں (دشمن کے سامنے) اب وہ لوگ آئیں اور امام انھیں
فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً فَلَهُ ثِنْتَانِ ثُمَّ يَرْكَعُوْنَ وَيَسْجُدُوْنَ سَجْدَتَيْنِ
ایک رکعت پڑھائے، امام کی دو رکعت ہوگئی پھر یہ لوگ ایک رکعت پڑھیں اور دو سجدے کریں۔

٦١٠ ت وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ
اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ نَجْدٍ صَلٰوةَ الْخَوْفِ ـــ وَإِنَّمَا
کے ساتھ غزوہ نجد میں صلوٰۃ الخوف پڑھی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
جَاءَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّامَ
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں خیبر کے دنوں میں آئے تھے۔
خَيْبَرَ۔

تشریحات ٦١٠ غزوہ ذات الرقاع کا نام بھی غزوۂ نجد ہے، بنی محارب، بنی ثعلبہ نجد ہی کے باشندے تھے۔ امام بخاری یہ بتانا چاہتے ہیں کہ غزوۂ ذات الرقاع خیبر کے بعد ہوا ہے، اس لئے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں شریک تھے اور وہ خیبر میں خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے۔

بَابُ غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزَاعَةَ
وَهِيَ غَزْوَةُ الْمُرَيْسِيْعِ

غزوۂ بنی مصطلق کا بیان یہ خزاعہ کی شاخ تھی، اس کا نام غزوۂ مریسیع بھی ہے۔ ص ۵۹۳

٦١١ ت قَالَ ابْنُ إِسْحٰقَ وَذٰلِكَ سَنَةَ سِتٍّ وَقَالَ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ سَنَةَ أَرْبَعٍ
امام محمد بن اسحٰق نے کہا کہ یہ غزوہ سنہ ۶ھ میں ہوا تھا اور موسیٰ بن عقبہ نے کہا سنہ ۴ھ میں۔

٦١٢ ت وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ حَدِيْثُ الْإِفْكِ فِيْ
امام زہری سے روایت ہے کہ واقعۂ افک غزوہ مریسیع میں رونما ہوا تھا۔

غزوۃ المُرَیسیع ۔

تشریحات ۶۱۱، ۶۱۲

غزوۂ بنی مصطلق کس سنہ میں ہوا تھا اسمیں اختلاف ہے امام محمد بن اسحٰق نے کہا کہ ۶ھ میں اور امام موسیٰ بن عُقبہ اور امام واقدی نے کہا ۵ھ کے شعبان میں۔ یہاں امام بخاری نے جو امام موسیٰ بن عقبہ کا قول یہ نقل کیا ہے کہ یہ ۴ھ میں ہوا تھا یہ کسی کاتب کا سہو ہے، مغازی موسیٰ بن عقبہ میں ۵ھ ہے اس غزوے کی تفصیل گذر چکی ہے۔

بَابُ حَدِیْثِ الْاِفْکِ ص ۵۹۳

حدیث افک کا بیان

اَلْاِفْكُ وَالْاَفْكُ بِمَنْزِلَةِ النِّجْسِ وَالنَّجَسِ يُقَالُ اِفْكُهُمْ وَاَفْكُهُمْ وَاَفَكُهُمْ۔

امام بخاری کا مقصود یہ ہے کہ اس میں تین لغات ہیں ہمزہ کو کسرہ اور فار ساکن اِفْكٌ۔ ہمزہ کو فتحہ فار ساکن اَفْكٌ۔ ہمزہ کو بھی فتحہ اور فار کو بھی فتحہ اَفَكٌ۔ اس کے معنی بہتان باندھنے اور الزام لگانے کے ہیں اِفْكٌ اور اس کی پوری تشریح اور اس پر پوری بحث گذر چکی ہے۔

حدیث ۲۱۲۲

عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پڑھتی تھیں اِذْ تَلِقُوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ

كَانَتْ تَقْرَأُ اِذْ تَلِقُوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُ الْوَلْقُ الْكَذِبُ قَالَ

اور فرماتی تھیں اَلْوَلْق کے معنی جھوٹ بولنا ہے — ابن ابی ملیکہ نے کہا اس کو وہ

ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَةَ وَكَانَتْ اَعْلَمَ مِنْ غَیْرِهَا بِذٰلِكَ لِاَنَّهٗ نَزَلَ فِیْهَا۔

دوسروں کی بنسبت زیادہ جانتی تھیں اس لئے کہ وہ ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

تشریحات ۲۱۲۲

سورۂ نور میں فرمایا گیا اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ مگر ام المومنین اسے تَلِقُوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ پڑھتی تھیں فرماتی تھیں اس کا مادہ وَلْقٌ ہے جس کے معنی جھوٹ بولنے کے ہیں۔ اب اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم اپنی زبانوں سے جھوٹ بول رہے تھے۔

حدیث ۲۱۲۳

عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَةَ

مسروق سے روایت ہے کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا وَعِنْدَهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ یُنْشِدُهَا

میں حاضر ہوا وہاں حسان بن ثابت بیٹھے ہوئے انھیں شعر سنا رہے تھے جس میں ان کا تذکرہ

شِعْراً يُشَبِّبُ بِأَبْيَاتٍ لَهُ وَقَالَ ـــــ حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ
تھا۔ حضرت حسان نے کہا ـــــ پاکدامن باوقار جن کی شان میں کسی
بِرِيْبَةٍ ـــــ وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ فَقَالَتْ لَهُ
برائی کی گنجائش نہیں۔ اور یہ کبھی کسی کی غیبت نہیں فرماتیں۔ تو فرمایا لیکن
عَائِشَةُ لٰكِنَّكَ لَسْتَ كَذَالِكَ قَالَ مَسْرُوْقٌ فَقُلْتُ لَهَا لِمَ تَأْذَنِيْ
تم ایسے نہیں۔ مسروق نے کہا میں نے عرض کیا ان کو اپنے پاس حاضری
لَهُ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْكِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهُ
کی اجازت کیوں دیتی ہیں حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور وہ جس نے اس میں
مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيْمٌ قَالَتْ وَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْعَمٰى
سب سے زیادہ حصہ لیا اس کے لئے بھاری عذاب ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا۔ کہ
فَقَالَتْ لَهُ إِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ أَوْ يُهَاجِيْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
نابینائی سے بڑھ کر اور کیا سخت عذاب ہے اور فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؏
سے مدافعت کرتے تھے۔ اور مشرکین کی ہجو کرتے تھے۔

بَابُ غَزْوَةِ الْحُدَيْبِيَةِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ص۵۹۷

غزوۂ حدیبیہ کا بیان اور اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیشک اللہ مومنین سے راضی ہوا جب وہ تم سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔

۶ھ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو صحابۂ کرام کے ساتھ شوال المکرم کے اخیر میں عمرہ کرنے کے ارادے سے مکہ معظمہ چلے۔ جب حضور حدیبیہ پر پہونچے جو مکہ معظمہ سے ایک منزل کے فاصلے پر ہے تو قریش نے روک دیا یہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ ذوقعدہ میں دوشنبہ کے دن صحابۂ کرام سے ایک ببول کے درخت کے نیچے اخیر دم تک ساتھ دینے کی بیعت لی تھی جس کا نام بیعت رضوان ہے جس کی پوری تفصیل گذر چکی ہے۔ اس باب کے ضمن میں امام بخاری نے جو احادیث ذکر کی ہیں ان میں سے اکثر گذر چکی ہیں۔ چند حدیثیں جو گذری نہیں ہیں انھیں ہم ذکر کر رہے ہیں۔

؏ ثانی تفسیر سورۂ نور باب قوله يعظكم الله۔ باب قوله يبين الله لكم الآيات ص۶۹۹

حدیث ۲۱۲۴ عَنْ قَيْسٍ أَنَّهُ سَمِعَ مِرْدَاسَ الْأَسْلَمِيَّ يَقُولُ وَكَانَ مِنْ
مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ نے کہا اور یہ اصحاب شجرہ سے تھے نیک لوگ
أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ يُقْبَضُ الصَّالِحُونَ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ وَتَبْقَى حُفَالَةٌ
اٹھائے جائیں گے سب سے افضل پہلے پھر اس کے بعد اور ردی لوگ رہ جائیں گے جیسے جو اور
كَحُفَالَةِ التَّمْرِ وَالشَّعِيرِ لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهِمْ شَيْئًا عہ
کھجور کے ردی دانے رہ جاتے ہیں۔ جن کی اللہ کے نزدیک کوئی وقعت نہ ہوگی۔

حدیث ۲۱۲۵ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ
اسلم نے کہا میں عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بازار گیا ان کے سامنے
الْخَطَّابِ إِلَى السُّوقِ فَلَحِقَتْ عُمَرَ امْرَأَةٌ شَابَّةٌ فَقَالَتْ يَا أَمِيرَ
ایک جوان عورت آئی اس نے کہا امیر المومنین میرا شوہر فوت ہوگیا اور چھوٹی چھوٹی بچیاں
الْمُؤْمِنِينَ هَلَكَ زَوْجِي وَتَرَكَ صِبْيَةً صِغَارًا وَاللّٰهِ مَا يُنْضِجُونَ
چھوڑا بخدا نہ تو وہ جانوروں کا پایہ بھونتے ہیں اور نہ ان کے لئے کھیت ہے اور نہ
كُرَاعًا وَلَا لَهُمْ زَرْعٌ وَلَا ضَرْعٌ وَخَشِيتُ أَنْ تَأْكُلَهُمُ الضَّبُعُ وَأَنَا
دودھ والے جانور۔ مجھے اندیشہ ہے کہ انھیں بجو کھا جائے اور میں خفاف بن ایماء
بِنْتُ خُفَافِ بْنِ إِيمَاءٍ الْغِفَارِيِّ وَقَدْ شَهِدَ أَبِي الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ النَّبِيِّ
غفاری کی بیٹی ہوں میرے والد حدیبیہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ مَعَهَا عُمَرُ وَلَمْ يَمْضِ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا
تھے۔ حضرت عمر اس کے پاس کھڑے ہوگئے اور آگے نہیں بڑھے پھر فرمایا
بِنَسَبٍ قَرِيبٍ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى بَعِيرٍ ظَهِيرٍ كَانَ مَرْبُوطًا فِي الدَّارِ
خوش آمدید قریبی نسب والی کو پھر ایک تندرست اونٹ کے پاس تشریف لے گئے جو گھر میں بندھا ہوا
فَحَمَلَ عَلَيْهِ غِرَارَتَيْنِ مَلَأَهُمَا طَعَامًا وَحَمَلَ بَيْنَهُمَا نَفَقَةً وَثِيَابًا
تھا غلہ سے بھری ہوئی دو بوریاں اس پر لادیں اور بوریوں کے درمیان کچھ نقد اور کپڑا رکھا پھر اس کی
ثُمَّ نَاوَلَهَا بِخِطَامِهِ ثُمَّ قَالَ اقْتَادِيهِ فَلَنْ يَفْنَى حَتَّى يَأْتِيَكُمُ اللّٰهُ
نکیل اس عورت کو تھمادی اور فرمایا اسے لیجا ان کے ختم ہونے سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ تمہارے پاس خیر لائیگا ایک صاحب

عہ ثانی رقاق باب ذهاب الصالحین ص۹۵۲

بعیرٍ فقال رجلٌ یا امیر المؤمنین اکثرتَ لھا قال عمرُ ثکلتک

نے کہا اے امیر المؤمنین آپ نے اس کو بہت دیدیا۔ تو حضرت عمر نے فرمایا تیری ماں تجھے

امُّک واللہ انی لاری اباھذہٖ و اخاھا قد حاصرا حصنا زمانًا

روئے۔ بخدا میں اس کے باپ اور بھائی کو جانتا ہوں کہ دونوں نے ایک قلعہ کا ایک زمانہ تک محاصرہ کیا

فافتتحاہ ثم اصبحنا نستفیئ سھمانھما فیہ ـــــ

پھر اسے فتح کیا اب ہم اس میں ان دونوں کے جو حصے تھے لے رہے ہیں۔

حدیث ۲۱۲۶

عن طارق بن عبد الرحمن قال انطلقتُ حاجا فمررتُ

طارق بن عبد الرحمن نے کہا میں حج کے ارادے سے چلا میں ایک قوم کے پاس

بقومٍ یصلّون قلتُ ماھذا المسجدُ قالوا ھذہ الشجرۃُ حیثُ

سے گذرا جو نماز پڑھ رہی تھی میں نے پوچھا یہ کون سی مسجد ہے لوگوں نے کہا یہی وہ درخت

بایع رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیعۃَ الرضوانِ واتیتُ

ہے جہاں بیعت رضوان ہوئی تھی

سعیدَ بن المسیّب فاخبرتُہ فقال سعیدٌ حدّثنی ابی انہ کان

اس کے بعد میں سعید بن مسیب کے پاس آیا اور میں نے ان کو بتایا تو انھوں نے

فیمن بایع رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحت الشجرۃِ قال

کہا میرے والد نے مجھ سے حدیث بیان کی اور وہ ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے درخت کے نیچے

فلما خرجنا من العامِ المقبلِ نسیناھا فلم نقدر علیھا فقال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت لی تھی۔ انھوں نے بتایا جب ہم آئندہ سال وہاں پہونچے تو ہم اس

سعیدٌ ان اصحابَ محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم لم یعلموھا و

درخت کو بھول گئے اور اس کو متعین نہیں کر سکے۔ سعید نے کہا صحابۂ کرام اسے نہیں جانتے اور

علمتموھا انتم فانتم اعلمُ ـ

تم لوگوں نے اسے جان لیا۔ تو تم لوگ زیادہ جاننے والے ہو۔

تشریحات ۲۱۲۶ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جہاں کسی بزرگ نے قیام کیا ہو یا وہاں کوئی خاص اہم دینی بات ہوئی ہو۔ وہاں تبرکاً نماز پڑھنا۔ تابعین کے زمانے سے رائج ہے اس

ثابت ہوا کہ بزرگان دین کے چلّے اور ان کی قیام گاہ کی زیارت کرنا جائز ہے۔ اور اسلاف کا طریقہ ہے۔ حضرت سعید بن مسیب نے وہاں نماز پڑھنے پر کوئی اعتراض نہیں کیا ان کا فرمانا یہ تھا کہ صحابۂ کرام کو بعینہ وہ درخت یاد نہیں رہا۔ تم کو کیسے معلوم ہو گیا کہ یہ وہی درخت ہے یا نہیں وہ درخت تھا ۔ مطلب یہ تھا کہ تم لوگ اس درخت کے پاس نماز نہیں پڑھتے اپنے جی سے ایک درخت کو متعین کر لیا ہے کہ یہ وہی درخت ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ جب صحابۂ کرام کو معلوم نہیں تھا کہ یہ کونسا درخت ہے تو تمہیں کیسے معلوم ہو گیا۔

۲۱۲۷

حدیث حَدَّثَنَا إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي وَكَانَ

ایاس بن سلمہ بن اکوع نے کہا مجھ سے میرے باپ نے حدیث بیان کی اور وہ

مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اصحاب شجرہ میں سے تھے انھوں نے کہا ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ پڑھتے پھر

الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَنْصَرِفُ وَلَيْسَ لِلْحِيطَانِ ظِلٌّ يُسْتَظَلُّ فِيهِ عه

پلٹتے تو دیواروں کے لئے سایہ نہ ہوتا جس میں سایہ حاصل کیا جاتا۔

۲۱۲۷

تشریحات مواقیت الصلوٰۃ میں ہم یہ بتا آئے کہ گرمیوں میں کچھ دن ایسے آتے ہیں کہ حرمین طیبین میں سایۂ اصلی زوال کے وقت بالکل نہیں ہوتا۔ پھر حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطلقاً سایہ کی نفی نہیں فرماتے۔ فرماتے ہیں کہ اتنا سایہ نہیں ہوتا کہ ہم اس سایہ میں بیٹھ سکیں یا کھڑے ہو سکیں۔

۲۱۲۸

حدیث عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَقِيتُ الْبَرَاءَ بْنَ

مسیب نے کہا کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی تو میں

عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ فَقُلْتُ طُوبَى لَكَ صَحِبْتَ رَسُولَ

نے کہا آپ کو بشارت ہو آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی اور آپ نے

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتَهُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَقَالَ يَا ابْنَ

بیعت رضوان کی تو انھوں نے فرمایا اے بھتیجے تم نہیں جانتے کہ حضور کے بعد ہم نے کیا کیا۔

أَخِي إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثْنَا بَعْدَهُ۔

عه مسلم۔ ابوداؤد نسائی ابن ماجہ صلوٰۃ

حدیث ۲۱۲۹

عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ اَنَّ ثَابِتَ بْنَ ضَحَّاكٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ بَايَعَ

ابو قلابہ سے روایت ہے کہ ثابت بن ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں

النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔

خبر دی کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت رضوان کی تھی۔

حدیث ۲۱۳۲

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ

قتادہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا قَالَ الْحُدَيْبِيَةُ قَالَ اَصْحَابُهُ هَنِيْئًا مَّرِيْئًا

انھوں نے کہا انا فتحنا لک فتحا مبینا میں فتح مبین سے مراد صلح حدیبیہ ہے۔ صحابہ نے حضور سے عرض

فَمَا لَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ قَالَ

کیا حضور کو مبارک ہو ہمارے لئے کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری تاکہ مومن مردوں اور عورتوں کو

شُعْبَةُ فَقَدِمْتُ الْكُوْفَةَ فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا كُلِّهِ عَنْ قَتَادَةَ ثُمَّ

جنت میں داخل فرمائے۔ شعبہ نے کہا اس کے بعد میں کوفہ آیا اور میں نے یہ سب قتادہ سے بیان کیا اس کے بعد

رَجَعْتُ فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ اَمَّا اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَعَنْ اَنَسٍ وَاَمَّا هَنِيْئًا

پھر لوٹا تو میں نے قتادہ سے بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ انا فتحنا لک فتحا مبینا کی تفسیر حضرت انس

مَّرِيْئًا فَعَنْ عِكْرِمَةَ۔ عہ

سے مروی ہے لیکن ھنیئا مریئا یہ عکرمہ سے۔

حدیث ۲۱۳۱

عَنْ مَجْزَاةَ بْنِ زَاهِرٍ الْاَسْلَمِیِّ عَنْ اَبِيْهِ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ

زاہر اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اور یہ بیعت رضوان کے شرکا میں سے ہیں کہ میں

الشَّجَرَةَ قَالَ اِنِّیْ لَاُوْقِدُ تَحْتَ الْقُدُوْرِ بِلُحُوْمِ الْحُمُرِ اِذْ نَادٰی

(یوم خیبر) ہانڈیوں میں دیسی گدھوں کا گوشت پکا رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منادی نے پکارا

مُنَادِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم کو دیسی گدھوں کے کھانے سے منع فرماتے ہیں

صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَاكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ۔

عہ تفسیر سورۂ فتح باب انا فتحنا لک فتحا مبینا ص ۷۱۶ نسائی تفسیر

۲۱۳۱ **تشریحات** بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دیسی گدھوں کے کھانے کی ممانعت حدیبیہ کے موقع پر ہوئی تھی حالانکہ ایسا نہیں اس سے ممانعت سب سے پہلے غزوۂ خیبر میں ہوئی، حضرت زاہر اسلمی نے اسی کو بیان کیا ہے راوی حدیث نے ان کے تعارف میں یہ بڑھایا کہ بیعت رضوان کے شرکا میں سے تھے۔

۲۱۳۲ **حدیث**

وَعَنْ مَجْزَأَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اسْمُهُ
مجزاۃ روایت کرتے ہیں صحابۂ کرام ہی میں سے ایک صاحب سے جو اصحاب
أُهْبَانُ بْنُ أَوْسٍ وَكَانَ اشْتَكٰى رُكْبَتَهُ فَكَانَ إِذَا سَجَدَ جَعَلَ
شجرہ سے تھے جن کا نام اہبان بن اوس تھا ان کے گھٹنے میں تکلیف تھی تو سجدے کے
تَحْتَ رُكْبَتِهِ وِسَادَةً۔
وقت اپنے گھٹنے کے نیچے تکیہ رکھ لیتے۔

۲۱۳۳ **حدیث**

عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ
حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور یہ اصحاب شجرہ سے تھے کہ
كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ أُتُوْا بِسَوِيْقٍ فَلَاكُوْهُ۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کے پاس ستو لایا جاتا تو لوگ اسے پھانک کر نگل جاتے۔

۲۱۳۴ **حدیث**

عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ
ابو حمزہ نے کہا کہ میں نے عائذ بن عمرو سے پوچھا اور یہ نبی صلی اللہ
تَعَالٰى عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ اور اصحاب شجرہ میں سے تھے، کیا (سونے سے)
مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ هَلْ يُنْقَضُ الْوِتْرُ؟ قَالَ إِذَا أَوْتَرْتَ مِنْ
وتر ٹوٹ جاتا ہے؟ تو انھوں نے کہا جب تو شروع رات میں وتر پڑھ لے
أَوَّلِهِ فَلَا تُوْتِرْ مِنْ آخِرِهِ۔
تو اس کے آخر میں مت پڑھ۔

تشریحات ایک حدیث میں فرمایا گیا اِجْعَلُوْا آخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا۔ رات میں اپنی اخیر نماز وتر کو کرو اب کوئی شخص وتر پڑھ کر سو گیا پھر وہ جاگا تو دوبارہ وتر پڑھے گایا

۲۱۳۴

نہیں؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما کا مذہب یہی تھا کہ سونے سے پہلا وتر ختم ہوگیا اب دوبارہ پڑھے۔

حدیث ۲۱۳

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
حضرت اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
ایک بار رات میں سفر فرما رہے تھے اور عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی
يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلًا فَسَأَلَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ
حضور کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے، عمر بن خطاب نے حضور سے کچھ پوچھا، رسول اللہ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو کوئی جواب نہیں دیا پھر پوچھا پھر جواب
يُجِبْهُ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا عُمَرُ نَزَرْتَ رَسُولَ
نہیں دیا پھر پوچھا پھر کوئی جواب نہیں دیا۔ عمر بن خطاب نے اپنے آپ سے کہا اے عمر!
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ لَا يُجِيبُكَ
تمہیں تمہاری ماں روئے تو نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تین بار ایک
قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِيرِي ثُمَّ تَقَدَّمْتُ أَمَامَ الْمُسْلِمِينَ وَخَشِيتُ
بات پوچھی اور حضور نے ایک بار بھی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمر نے کہا میں نے اپنے اونٹ کو تیز ہانکا۔
أَنْ يُنْزَلَ فِيَّ قُرْاٰنٌ فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِي
اور مسلمانوں کے آگے بڑھ گیا اور میں ڈرا کہ کہیں میرے بارے میں قرآن نہ اترے، تھوڑی ہی دیر کے بعد
قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ قَدْ نَزَلَ فِيَّ قُرْاٰنٌ وَجِئْتُ
میں نے سنا کہ ایک پکارنے والا مجھے پکار رہا ہے میں ڈرا کہ کہیں میرے بارے میں قرآن نہ اتر چکا ہو
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ أُنْزِلَتْ
اور میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور کو سلام کیا تو فرمایا
عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ
کہ آج رات مجھ پر ایک سورۃ نازل کی گئی ہے جو مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ پیاری ہے جس پر

قرأ ''انا فتحنا لک فتحا مبینا'' عـه

سورج نے طلوع کیا پھر تلاوت فرمایا ''انا فتحنا لک فتحا مبینا''

حدیث ۲۱۳۶ عن المسور بن مخرمة ومروان بن الحکم یزید احدهما

حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے روایت ہے ان میں سے

علی صاحبه قالا خرج النبی صلی الله تعالی علیه وسلم عام

ایک نے دوسرے کی روایت پر کچھ زیادہ کیا ہے ان دونوں نے کہا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

الحدیبیة فی بضع عشرة مائة من اصحابه فلما اتی ذا الحلیفة

حدیبیہ کے سال ایک ہزار سے کچھ زیادہ اصحاب کے ساتھ مدینے سے عمرے کی نیت سے

قلد الهدی واشعره واحرم منها بعمرة وبعث عینا له من

جب ذوالحلیفہ پہنچے تو قربانی کے جانوروں کو قلادہ پہنایا اور اشعار کیا اور وہاں سے عمرے کا احرام

خزاعة وسار النبی صلی الله تعالی علیه وسلم حتی اذا کان

باندھا اور خزاعہ کے کچھ افراد کو جاسوس بنا کر بھیجا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں سے چلے

بغدیر الاشطاط اتاه عینه قال ان قریشا جمعوا لک جموعا

جب غدیر الاشطاط پر پہونچے تو جاسوس خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے بتایا کہ قریش نے

وقد جمعوا لک الاحابیش الاشطاط وهم مقاتلوک وصادوک

آپ کے مقابلے کے لئے لشکر جمع کر لیا ہے اور احابیش الاشطاط کو جمع کر لیا ہے وہ آپ سے لڑنے

عن البیت ومانعوک فقال اشیروا ایها الناس علی اترون

کا ارادہ رکھتے ہیں اور آپ کو بیت اللہ جانے سے روکے گا، حضور نے فرمایا اے لوگو! مجھے مشورہ

ان امیل الی عیالهم وذراری هؤلاء الذین یریدون ان

دو، کیا تم لوگ مناسب جانتے ہو کہ جو لوگ ہم کو بیت اللہ سے روکنا چاہتے ہیں ان کے اہل و عیال پر

یصدونا عن البیت فان یاتونا کان الله قد قطع عینا من

ہم جا پڑیں پس اگر وہ لوگ ہمارے مقابلے پر آئیں تو اللہ ہمارا مددگار ہے جس نے ہمارے جاسوس

المشرکین والا ترکناهم محروبین قال ابو بکر یا رسول الله

کو مشرکین سے محفوظ رکھا ورنہ ہم ان کو ایسا چھوڑیں گے گویا لڑائی سے بھاگے ہوئے ہیں۔ حضرت ابوبکر نے

عـه تفسیر سورۂ فتح باب انا فتحنا لک فتحا مبینا ص ۷۱۶ ـ فضائل قرآن باب فضل سورۃ الفتح ص ۷۴۹

خَرَجْتَ عَامِدًا لِهٰذَا الْبَيْتِ لَا تُرِيْدُ قَتْلَ أَحَدٍ وَلَا حَرْبَ أَحَدٍ
عرض کیا یا رسول اللہ! آپ بیت اللہ کے ارادے سے نکلے ہیں کسی کے قتل یا کسی سے لڑنے کا ارادہ نہیں رکھتے
فَتَوَجَّهْ لَهُ فَمَنْ صَدَّنَا عَنْهُ قَاتَلْنَاهُ قَالَ امْضُوْا عَلَى اسْمِ اللّٰهِ۔
بیت اللہ کی طرف چلیں جو ہم کو بیت اللہ سے روکے گا اس سے ہم لڑیں گے حضور نے ارشاد فرمایا! اللہ کے نام پر آگے بڑھو

تشریحات ۲۱۳۶ احابیش۔ حبیش کی جمع ہے جس کے معنی جماعت کے ہے، مراد متفرق قبائل کے لوگ، مکہ معظمہ کے آس پاس کے کچھ قبائل نے ایک پہاڑ کے پاس جس کا نام حبیش ہے قریش کے ساتھ عقد محالفہ کیا تھا ان کو احابیش کہا جاتا ہے۔ قریش نے یہ سن کر کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمرے کے ارادے سے مکہ معظمہ آرہے ہیں اپنے حلیف تمام قبائل کو اکٹھا کر لیا تھا۔ غدیر الاشطاط عسفان کے آگے حدیبیہ کے اطراف میں ایک تالاب کا نام ہے۔

۲۱۳۷ حدیث عَنْ نَافِعٍ قَالَ إِنَّ النَّاسَ يَتَحَدَّثُوْنَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَسْلَمَ
نافع نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ ابن عمر، عمر سے پہلے اسلام لائے حالانکہ ایسا نہیں
قَبْلَ عُمَرَ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ وَلٰكِنَّ عُمَرَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَرْسَلَ عَبْدَ اللّٰهِ
ہاں حدیبیہ کے دن حضرت عمر نے عبداللہ کو بھیجا کہ ان کا ایک گھوڑا ایک انصاری کے پاس
إِلٰى فَرَسٍ لَهُ عِنْدَ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ يَأْتِيْ بِهِ لِيُقَاتِلَ عَلَيْهِ وَرَسُوْلُ
ہے اسے لاؤ تاکہ اس پر سوار ہو کر جنگ کریں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درخت
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ عِنْدَ الشَّجَرَةِ وَعُمَرُ لَا يَدْرِيْ
کے نیچے بیعت لے رہے تھے اور حضرت عمر کو خبر نہیں تھی عبداللہ نے بیعت کر لی
بِذٰلِكَ فَبَايَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى الْفَرَسِ فَجَاءَ بِهِ إِلٰى عُمَرَ وَعُمَرُ
پھر گئے اور گھوڑا لے کر حضرت عمر کے پاس آئے اور حضرت عمر لڑائی کے لئے ہتھیار پہن رہے تھے۔
يَسْتَلْئِمُ لِلْقِتَالِ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ
عبداللہ نے انھیں خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درخت کے نیچے بیعت لے رہے ہیں تو حضرت عمر عبداللہ
تَحْتَ الشَّجَرَةِ قَالَ فَانْطَلَقَ فَذَهَبَ مَعَهُ حَتّٰى بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
کے ساتھ گئے اور بیعت کی۔ یہی بات ہے جس کو لوگ یوں بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر حضرت عمر سے پہلے مسلمان ہوئے۔
اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهِيَ الَّتِيْ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ

تشریحات ۲۱۳۷ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ قریش کے پاس بھیجا تھا کہ وہ قریش کو سمجھائیں کہ ہم لڑنے نہیں آئے ہیں ہم صرف عمرہ کرنا چاہتے ہیں ان کے آنے میں تاخیر ہوئی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہی اس وقفہ میں متفرق درختوں کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے اسی اثنا میں یہ خبر اڑ گئی کہ قریش نے حضرت عثمان کو شہید کر دیا ہے، اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے بیعت لینی شروع کی اسی اثنا میں حضرت عمر نے اپنے صاحبزادے حضرت عبد اللہ کو اپنا گھوڑا لینے کے لئے بھیجا، انھوں نے دیکھا کہ لوگ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گھیرے ہوئے ہیں اور بیعت کرلی واپس آکر اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوئے اور حضرت عمر کے بیعت کرنے کے بعد پھر دوبارہ بیعت کی۔ یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے مگر یہاں قدرے تفصیل کے ساتھ ہے اس لئے ہم نے اس کو لکھا

بَابُ قِصَّةِ عُكْلٍ وَّعُرَيْنَةَ ص ۶۰۲

عکل اور عرینہ کا قصہ۔

عکل و عرینہ کا پورا قصہ کتاب الطہارۃ میں گذر چکا ہے۔

حدیث ۲۱۳۸ حَدَّثَنِي أَبُو رَجَاءٍ مَوْلَى أَبِي قِلَابَةَ كَانَ مَعَهُ بِالشَّامِ

ابو رجاء ابو قلابہ کے آزاد کردہ غلام نے حدیث بیان کی اور یہ ان

أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اسْتَشَارَ النَّاسَ يَوْمًا قَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ

کے ساتھ شام میں تھے کہ عمر بن عبد العزیز نے ایک دن لوگوں سے مشورہ کیا فرمایا تم لوگ اس قسامت

فِي هٰذِهِ الْقَسَامَةِ فَقَالُوْا حَقٌّ قَضَى بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا حق ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَضَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ قَبْلَكَ قَالَ وَأَبُو قِلَابَةَ

فیصلہ فرمایا اور آپ سے پہلے خلفاء نے فیصلہ فرمایا اور ابو قلابہ عمر بن عبد العزیز کے تخت

خَلْفَ سَرِيْرِهِ فَقَالَ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيْدٍ فَأَيْنَ حَدِيْثُ أَنَسٍ فِي

کے پیچھے تھے، عنبسہ بن سعید نے کہا پھر کہاں ہے حضرت انس کی حدیث عرنیین کے بارے

الْعُرَنِيِّيْنَ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ إِيَّايَ حَدَّثَهُ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ

میں؟ ابو قلابہ نے کہا یہ حدیث حضرت انس بن مالک نے مجھ سے بیان فرمائی ہے۔

عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ مِنْ عُرَيْنَةَ وَقَالَ أَبُو قِلَابَةَ

بطریق عبد العزیز بن صہیب بن عرینہ ہے (عکل نہیں ہے) اور بطریق ابو قلابہ من

عَنْ أَنَسٍ مِنْ عُكْلٍ ذِكْرَ الْقِصَّةِ۔

عکلی ہے (عرینہ نہیں)

تشریحات ۲۱۳۸ قسامہ کی پوری تفصیل گذر چکی۔ عنبسہ بن سعید کے کہنے کا مطلب یہ تھا عرینہ کے قصہ میں یہ ہے کہ ان ظالموں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چرواہے کو شہید کیا تھا اور یہ معلوم نہیں تھا کہ بعینہ کس نے شہید کیا ہے اور نہ یہ معلوم تھا کہ سب نے مل کر شہید کیا ہے تو یہاں واقعے کی صورت یہ تھی کہ قسامہ کے اصول کے مطابق فیصلہ کیا جاتا مگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سب سے قصاص لیا۔

جواب یہ ہے کہ اس وقت تک قسامہ مشروع نہیں ہوئی تھی نیز ان ظالموں نے ڈاکہ ڈالا تھا اس کی سزا میں ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور بقیہ سزائیں سیاسۃً دی گئیں۔

بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ الْقَرَدِ ص ۶۰۳

غزوۂ ذات القرد کا بیان

وَهِيَ الْغَزْوَةُ الَّتِي أَغَارُوا عَلَى لِقَاحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ خَيْبَرَ بِثَلَاثٍ

یہ وہ غزوہ ہے جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹوں پر ڈاکہ ڈالا تھا غزوۂ خیبر سے تین دن پہلے۔

قرد۔ مدینے سے ایک دو دن کے فاصلے پر بلاد غطفان کے قریب ایک بستی کا نام ہے یہ غزوہ ۶ھ میں ہوا تھا حدیبیہ سے پہلے تھا یا حدیبیہ کے بعد۔ حلبی نے اپنی سیرت میں کہا کہ یہ حدیبیہ سے پہلے ہوا تھا لیکن امام بخاری، امام مسلم کی رائے یہ ہے کہ حدیبیہ کے بعد خیبر سے تین دن پہلے ہوا تھا اور یہی راجح ہے۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ اس اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ عیینہ بن حصین فزاری نے تین بار ڈاکہ ڈالا تھا اخیر میں یہ واقعہ پیش آیا اس کی پوری تفصیل کتاب الجہاد میں گذر چکی ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ ص ۶۰۳

غزوۂ خیبر کا بیان

خیبر۔ مدینہ طیبہ سے آٹھ منزل دور شام کی طرف واقع تھا یہ یہودیوں کی بستی تھی بہت زرخیز علاقہ تھا یہاں متعدد قلعے تھے یہود مدینہ جلا وطن ہو کر یہیں آباد ہو گئے تھے وہاں سے ہمیشہ ریشہ دوانیاں کیا کرتے تھے اس لئے ان کا قلع قمع کرنا ضروری تھا اس لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پر حملہ کیا اور بالآخر اس کو فتح فرمایا۔ غزوۂ خیبر کی بہت سی تفصیلات گذر چکی ہیں۔

حدیث ۲۱۳۹ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی خَیْبَرَ

کے ساتھ ہم لوگ خیبر کی طرف چلے

فَسِرْنَا لَیْلًا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ لِعَامِرٍ یَا عَامِرُ اَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ

ہم رات کو چلے قوم میں سے ایک شخص نے عامر سے کہا۔ اے عامر ہمیں اپنے اشعار کیوں

هُنَیْهَاتِكَ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا فَنَزَلَ یَحْدُوْ بِالْقَوْمِ یَقُوْلُ

نہیں سناتے اور عامر شاعر تھے وہ اتر کر قوم کو حدی سنانے لگے، کہنے لگے۔

اَللّٰهُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَیْنَا —— وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

اے اللہ۔ حضور! اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے۔ اور نہ صدقہ کرتے اور نہ نماز پڑھتے۔

فَاغْفِرْ فِدَاءً لَّكَ مَا اَبْقَیْنَا —— وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّاقَیْنَا

ہمیں بخش دیجئے ہم آپ پر فدا ہوں جب تک جئیں۔ اور ہمارے قدم ثابت رکھئے اگر ہم دشمن سے لڑیں۔

وَاَلْقِیَنْ سَكِیْنَةً عَلَیْنَا —— اِنَّا اِذَا صِیْحَ بِنَا اَبَیْنَا

ہم پر سکینہ نازل فرمائیے۔ ہم کو جب باطل کی طرف بلایا جاتا ہے تو ہم انکار کر دیتے ہیں۔

وَبِالصِّیَاحِ عَوَّلُوْا عَلَیْنَا ——

اور صبح کے دشمنوں نے ہمارے خلاف اپنے حامیوں کو بلایا ہے۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا السَّائِقُ

اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا، ہانکنے والا کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا عامر بن

قَالُوْا عَامِرُ بْنُ الْاَكْوَعِ قَالَ یَرْحَمُهُ اللّٰهُ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ

اکوع فرمایا۔ اللہ اس پر رحم کرے۔ ایک صاحب (حضرت عمر) نے عرض کیا

وَجَبَتْ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ لَوْلَا اَمْتَعْتَنَا بِهٖ فَاَتَیْنَا خَیْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتّٰی

اس پر شہادت واجب ہو گئی اے اللہ کے نبی کیوں نہیں ان کو زندہ رکھا کہ ہم ان سے

اَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِیْدَةٌ ثُمَّ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی فَتَحَهَا عَلَیْهِمْ فَلَمَّا

فائدہ حاصل کرتے۔ حضرت سلمہ کہتے ہیں کہ ہم خیبر پہونچے اور ہم نے ان کا

اَمْسَی النَّاسُ مَسَاءَ الْیَوْمِ الَّذِیْ فُتِحَتْ عَلَیْهِمْ اَوْقَدُوْا نِیْرَانًا

محاصرہ کیا یہاں تک کہ ہم کو سخت بھوک پہنچی پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر خیبر کو فتح فرمایا جس دن

كثيرة فقال النبي صلى الله عليه وسلم ما هذه النيران على
خیبر فتح ہوا اس کی شام کو لوگوں نے بہت زیادہ آگ جلائی۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
أي شيء توقدون قالوا على لحم قال على أي لحم قالوا لحم
نے پوچھا یہ آگ کیسی؟ کس چیز پر لوگ جلا رہے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا گوشت پر
حمر الانسية قال النبي صلى الله عليه وسلم أهريقوها واكسروها
دریافت فرمایا کس چیز کے گوشت پر؟ فرمایا دیسی گدھوں کے گوشت پر۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ
فقال رجل يا رسول الله أو نهريقها ونغسلها قال أو ذاك فلما
علیہ وسلم نے فرمایا اسے گرادو اور ہانڈیوں کو توڑ دو تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ!
تصاف القوم كان سيف عامر قصيرا فتناول به ساق يهودي
اسے بہادیں اور دھولیں فرمایا یہی سہی۔ جب قوم نے صف بندی کی عامر کی تلوار چھوٹی تھی تو
ليضربه فيرجع ذباب سيفه فأصاب عين ركبة عامر فمات
انھوں نے ایک یہودی کی پنڈلی کا نشانہ لگاکر مارا۔ تلوار کا پھل لوٹ آیا اور عامر کے گھٹنے
منه قال فلما قفلوا قال سلمة رآني رسول الله صلى الله عليه وسلم
کو لگا جس کے صدمے سے وہ فوت ہوگئے۔ حضرت سلمہ نے کہا جب لوگ خیبر سے لوٹے تو مجھے
فهو آخذ بيدي قال ما لك؟ قلت له فداك أبي وأمي زعموا أن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ میں نے عرض
عامرا حبط عمله قال النبي صلى الله عليه وسلم كذب من قاله
کیا آپ پر میرے ماں باپ قربان، لوگ گمان کرتے ہیں کہ عامر کے نیک کام اکارت ہوگئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
وإن له لأجرين وجمع بين اصبعيه انه لجاهد مجاهد قل
فرمایا جس نے یہ کہا اس نے غلط کہا اس کے لئے دوہرا اجر ہے اور حضور نے اپنی دو انگلیوں کے درمیان جمع
عربي مشى بها مثله۔
فرمایا، بیشک اس نے راہ خدا میں مشقت اٹھایا اور جہاد کیا، کم عربی اس کے مثل ہوں گے۔

تشریحات ۲۱۴۱ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خوش آوازی کے ساتھ حمد و نعت کے اشعار پڑھنا سنت ہے
حضرت عامر کی آواز بہت عمدہ تھی انھوں نے جب یہ اشعار پڑھنے شروع کئے تو ایک سماں

بندھ گیا لوگوں پر کیف و وجد طاری ہوگیا اونٹ مست ہوکر تیزی سے چلنے لگے ساتھ میں خواتین بھی تھیں اونٹوں کے تیز چلنے کی وجہ سے انھیں جھٹکے لگنے لگے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رویدک بالقواریر (شیشیوں کا خیال کرو) نیز یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ جانتے تھے کہ کون کہاں مرے گا نیز یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ موت وزیست حضور کے اختیار میں ہے حضرت عمر کی یہ عرض داشت لولا امتعتنا به اس پر نص ہے نیز یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم لڑائیوں میں لوگوں کو ثابت قدم رکھتے ہیں اور لوگوں کے دلوں پر سکینہ نازل فرماتے ہیں۔ حضرت عامر کے اشعار کے شروع میں اَللّٰھُمَّ برکت کے لئے ہے اور لولا انت سے خطاب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اس پر قطعی ظاہر قرینہ یہ ہے کہ عرض کیا فداء لک۔ فدا کے معنی ہوتے ہیں کہ اپنی جان یا مال دے کر کسی کی جان بچائی جائے اور یہ اللہ عزوجل کی جناب میں محال ہے اس لئے یہ اللہ سے خطاب ہو ہی نہیں سکتا ان سب باتوں کو علامہ احمد خطیب قسطلانی نے شرح بخاری میں بیان فرمایا ہے اس پر سہارنپوری صاحب کا حاشیہ بخاری میں یہ جھک مارنا کہ فدا سے محبت اور تعظیم مراد ہے خروج عن الظاہر اور تاسف ہے نصوص اپنے ظاہر ہی پر محمول ہوں گے جب تک کہ ظاہر سے صارف کے لئے کوئی قرینہ شرعیہ نہ ہو اور یہاں کوئی قرینہ نہیں بلکہ اس کے ظاہر پر محمول ہونے کے لئے کثیر احادیث مؤیدہ ہیں تفصیل کے لئے مجدد اعظم اعلیٰحضرت قدس سرہ کا رسالہ مبارکہ الامن والعلی کا مطالعہ کریں۔

یہاں بخاری میں اخیر حدیث میں مشابہا مثلہ ہے اور دوسرے نسخوں میں مشی بہا مثلہ ہے یعنی عامر بن اکوع اچھی صفات کے ساتھ متصف تھے۔ ان صفات کے ساتھ متصف کم ہی کوئی عربی زمین پر چلا ہوگا۔ حاصل دونوں نسخوں کا ایک ہے۔

۲۱۴۰ **حدیث**

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ

حضرت انس کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صفیہ کو قید

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَبَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةَ

کیا پھر انھیں آزاد کیا پھر ان سے شادی کرلی۔ ثابت نے حضرت انس

فَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَقَالَ ثَابِتٌ لِأَنَسٍ مَا أَصْدَقَهَا قَالَ أَصْدَقَهَا نَفْسَهَا

سے پوچھا ان کو مہر کیا دیا فرمایا خود ان کی ذات۔ کہ ان کو آزاد کیا۔

فَأَعْتَقَهَا۔

تشریحات ۲ ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پورا واقعہ گذر چکا ہے یہ حدیث بخاری

میں دس بارہ طرق سے مروی ہے ان سب طرق کا احاطہ اور ان میں تطبیق و توجیہ گذر چکی ہے۔

حدیث ۲۱۴۱ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ أَثَرَ ضَرْبَةٍ فِي سَاقِ
یزید بن ابو عبید نے کہا میں نے حضرت سلمہ کی پنڈلی میں زخم کا نشان دیکھا تو پوچھا۔
سَلَمَةَ فَقَالَ يَا أَبَا مُسْلِمٍ مَا هٰذِهِ الضَّرْبَةُ قَالَ هٰذِهِ ضَرْبَةٌ أَصَابَتْهَا
اے ابو مسلم! یہ کیا نشان ہے؟ انھوں نے بتایا یہ زخم ان کو خیبر کے دن لگا تھا جس پر لوگوں نے
يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ أُصِيبَ سَلَمَةُ فَأَتَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
کہا سلمہ زخمی ہو گئے تو میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے
وَسَلَّمَ فَنَفَثَ فِيهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ۔
اس پر تین بار دم فرمایا (وہ فوراً ٹھیک ہو گیا) ایسا کہ اس میں اس وقت تک کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

تشریحات ۲۱۴۱ یہ حدیث بھی امام بخاری کے ثلاثیات میں سے ہے جو حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے تلمیذ مکی بن ابراہیم کے واسطے انکو ملی ہے۔

حدیث ۲۱۴۲ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ نَظَرَ أَنَسٌ إِلَى
ابو عمران نے کہا کہ حضرت انس نے جمعہ کے دن لوگوں پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ لوگ چادر اوڑھے
النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَرَأَى طَيَالِسَةً فَقَالَ كَأَنَّهُمُ السَّاعَةَ يَهُودُ خَيْبَرَ۔
ہوئے ہیں تو فرمایا یہ لوگ اس وقت ایسے لگ رہے ہیں گویا خیبر کے یہود ہیں۔

تشریحات ۲۱۴۲ طیالسۃ۔ طیلسان کی جمع ہے یہ ایک قسم کی چادر تھی جسے خیبر کے یہود اوڑھا کرتے تھے مسلمانوں کو اسی قسم کی چادر اوڑھے ہوئے دیکھا تو ناپسندیدگی ظاہر کرتے ہوئے وہ فرمایا۔

حدیث ۲۱۴۳ عَنْ نَافِعٍ وَسَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
نافع اور سالم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ أَكْلِ الثُّومِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ
تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر کے دن لہسن اور دیسی گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ لہسن کھانے سے
نَهَى عَنْ أَكْلِ الثُّومِ هُوَ عَنْ نَافِعٍ وَحْدَهُ وَلُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ
منع فرمایا یہ تنہا نافع سے مروی ہے۔ اور دیسی گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا یہ صرف سالم سے مروی ہے۔

عَنْ سَالِمٍ۔

تشریحات ۲۱۴۳ دیسی گدھوں کا گوشت کھانا تو حرام ہے، لیکن لہسن کا کھانا حرام نہیں، ناپسندیدہ ہے اس لئے کہ مسلم میں حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انھوں نے دریافت کیا کہ کیا لہسن کھانا حرام ہے فرمایا نہیں مگر میں اس کی بو کی وجہ سے اسے ناپسند کرتا ہوں۔

حدیث ۲۱۴۴ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ مُتْعَۃِ النِّسَاءِ یَوْمَ خَیْبَرَ وَعَنْ اَکْلِ الْحُمُرِ الْاِنْسِیَّۃِ عہ

حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر کے دن عورتوں کے متعہ اور دیسی گدھوں کے کھانے سے منع فرمایا۔

تشریحات ۲۱۴۴ متعہ کی پوری بحث کتاب النکاح میں آئے گی۔

حدیث ۲۱۴ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ خَیْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ وَرَخَّصَ فِی الْخَیْلِ عہ

حضرت امام محمد بن علی باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر کے دن دیسی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑے کی اجازت دی۔

تشریحات ۲۱۴۵ گھوڑے کی حرمت و حلت میں اختلاف ہے بہت سے اسلاف مثلاً قاضی شریح حسن بصری عطاء بن ابو رباح، سعید بن جبیر، حماد بن ابی سلیمان الحمش اس کو حلال جانتے ہیں اور یہی امام شافعی اور امام احمد کا مذہب ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ایک جماعت اسے

عہ ثانی متعہ باب نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن النکاح المتعۃ اخیراً ص ۷۶۶، کتاب الذبائح والصید باب لحوم الحمر الانسیۃ ص ۸۲۹
جیل باب و ۱۰۲۹ ۔ مسلم، ترمذی نکاح، نسائی صید، ابن ماجہ نکاح۔

عہ ثانی کتاب الصید الذبائح باب لحوم الخیل ص ۸۲۹ ۔ باب لحوم الحمر الانسیۃ ص ۸۳۰ مسلم ذبائح ۔ ابوداؤد ۔ اطعمہ ۔ نسائی ۔ صید

حرام جانتی ہے اور حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پہلا قول یہی ہے۔ لیکن بعد میں اپنی وفات سے تین دن پہلے اس سے رجوع فرمالیا۔ ہمارے یہاں اصل میں گھوڑا حلال ہے مگر اس کے کھانے میں آلۂ جہاد کی تقلیل ہے اس لئے مکروہ ہے۔

حدیث ۲۱۴۶

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ أَنْ نُلْقِيَ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ نِيْئَةً وَنَضِيْجَةً ثُمَّ لَمْ يَأْمُرْنَا بِأَكْلِهِ بَعْدُ عه

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر میں حکم دیا کہ دیسی گدھوں کا گوشت پھینک دیں کچا اور پکا دونوں۔ پھر اس کے بعد اس کے کھانے کی ہمیں اجازت نہیں دی۔

تشریحات ۲۱۴۶ حضرت براء بن عازب کی یہ حدیث امام بخاری نے چار طریقے سے تخریج کی ہے دو طریقے میں حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ بھی ہیں اور دو طریقے میں تنہا یہ۔

حدیث ۲۱۴۷

عَنْ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ لَا أَدْرِيْ أَنَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ كَانَ حَمُوْلَةَ النَّاسِ فَكَرِهَ أَنْ تَذْهَبَ حَمُوْلَتُهُمْ أَوْ حَرَّمَهُ فِيْ يَوْمِ خَيْبَرَ لَحْمَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا میں نہیں جانتا کہ دیسی گدھوں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیوں منع فرمایا تو اس وجہ سے کہ وہ لوگوں کی بار برداری کا ذریعہ تھا تو ناپسند فرمایا کہ بوجھ ڈھونے والے ختم نہ ہوجائیں۔ یا ان کے گوشت کو خیبر کے دن حرام فرمایا۔

تشریحات ۲۱۴۷ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اپنا اجتہاد تھا صحیح اور راجح یہی ہے کہ مطلقاً حرام فرمایا۔

عه مسلم۔ ذبائح۔ نسائی۔ صید۔ ابن ماجه ذبائح

۲۱۴۸ حدیث

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ قَسَمَ
نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ رسول اللہ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ خَیْبَرَ لِلْفَرَسِ سَہْمَیْنِ وَ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھوڑے کے لئے دو حصے بنائے اور پیادے
لِلرَّاجِلِ سَہْمًا قَالَ فَسَّرَہٗ نَافِعٌ فَقَالَ اِذَا کَانَ مَعَ الرَّجُلِ فَرَسٌ فَلَہٗ
کے لئے ایک حصہ، نافع نے اس کی تفسیر یہ کی کہ جب کسی کے ساتھ گھوڑا ہوتا تو اس کو
ثَلَاثَۃُ اَسْہُمٍ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ فَرَسٌ فَلَہٗ سَہْمٌ
تین حصہ! اور اگر گھوڑا نہ ہوتا تو اسے ایک حصہ دیتے۔

تشریحات ۲۱۴۸

ہمارے یہاں سوار کو دو حصہ دیا جائے گا ایک سوار کا ایک گھوڑے کا۔ اور پیدل والے کو ایک حصہ اس کی پوری بحث کتاب الجہاد میں گذر چکی ہے۔

۲۱۴۹ حدیث

حَدَّثَنِیْ سَالِمٌ مَوْلَی ابْنِ مُطِیْعٍ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ہم نے خیبر فتح کیا۔ اور ہمیں
اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَقُوْلُ اِفْتَتَحْنَا خَیْبَرَ فَلَمْ نَغْنَمْ ذَہَبًا وَّلَا فِضَّۃً اِنَّمَا
مال غنیمت میں سونا اور چاندی نہیں ملا ہم کو گائے اور اونٹ اور سامان اور باغ مال غنیمت میں
غَنِمْنَا الْبَقَرَ وَالْاِبِلَ وَالْمَتَاعَ وَالْحَوَائِطَ ثُمَّ انْصَرَفْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ
ملے فتح کے بعد ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ لوٹتے ہوئے وادی القریٰ
صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی وَادِی الْقُرٰی وَمَعَہٗ عَبْدٌ لَّہٗ یُقَالُ
میں پہونچے اور حضور کے ساتھ ایک حبشی غلام تھے جن کا نام مِدْعَم تھا جسے بنی ضباب
لَہٗ مِدْعَمٌ اَہْدَاہُ لَہٗ اَحَدُ بَنِی الضِّبَابِ فَبَیْنَمَا ہُوَ یَحُطُّ رَحْلَ رَسُوْلِ
کے ایک شخص نے پیش کیا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ کھول رہا تھا
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ جَآءَہٗ سَہْمٌ عَائِرٌ حَتّٰی اَصَابَ
اچانک اس کو ایک تیر آکر لگا لوگوں نے کہا اسے شہادت مبارک ہو تو رسول اللہ
ذٰلِکَ الْعَبْدَ فَقَالَ النَّاسُ ہَنِیْئًا لَّہُ الشَّہَادَۃُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلٰی وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِیْ

قبضے میں میری جان ہے کہ بیشک وہ کمبل جسے اس نے خیبر کے دن

اَصَابَهَا یَوْمَ خَیْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَیْهِ نَارًا

مال غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے لیا تھا آگ بن کر اس پر بھڑک رہا

فَجَاءَ رَجُلٌ حِیْنَ سَمِعَ ذٰلِکَ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

ہے۔ پھر ایک شخص ایک یا دو تسمے لے کر آیا جب یہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بِشِرَاکٍ اَوْ شِرَاکَیْنِ فَقَالَ هٰذَا شَیْءٌ کُنْتُ اَصَبْتُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ

سے سنا اس نے کہا میں نے اس کو لے لیا تھا فرمایا ایک یا دو تسمے آگ کے ہیں۔

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شِرَاکٌ اَوْ شِرَاکَیْنِ مِنْ نَارٍ عہ

۲۱۴۹

تشریحات یہ غلام حبشی تھے جیسا کہ مؤطا میں ہے حدیبیہ کے موقع پر حضرت رفاعہ بن زید بن وہب جذامی ضبیبی اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا اور اس غلام کو نذر پیش کیا ہندوستانی مطبوعہ بخاری میں بلیٰ ہے اور نسخوں میں بَلْ ہے علامہ عینی نے فرمایا کہ بلیٰ کسی کاتب کی غلطی ہے اس لئے کہ مسلم میں ہے کَلَّا یعنی ہرگز نہیں یعنی وہ شہید کیسے ہو سکتا ہے۔

۲۱۵۰ اَخْبَرَنِیْ زَیْدٌ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یَقُوْلُ اَمَا

حدیث اسلم روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا سنو!

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْلَا اَنْ اَتْرُکَ اٰخِرَ النَّاسِ بَبَّانًا لَیْسَ لَهُمْ شَیْءٌ

اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ بعد کے لوگ ایک ہی طریقہ پر رہ جائیں گے کہ ان

مَا فُتِحَتْ عَلَیَّ قَرْیَةٌ اِلَّا قَسَمْتُهَا کَمَا قَسَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ

کے لئے کچھ نہ ہوگا تو جو بھی بستی فتح ہوتی اسے مجاہدین پر تقسیم کر دیتا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر تقسیم فرمایا لیکن

وَسَلَّمَ خَیْبَرَ وَلٰکِنِّیْ اَتْرُکُهَا خِزَانَةً لَهُمْ یَقْتَسِمُوْنَهَا۔

میں اسے باقی رکھتا ہوں تاکہ وہ مسلمانوں کے لئے اندوختہ ہو جاتے جسے وہ بوقت ضرورت آپس میں بانٹ لیں۔

عہ ثانی الایمان والنذور۔ باب ہل یدخل فی الایمان والنذور الارض ص ۹۹۲ مسلم۔ ایمان و نذور۔ ابو داؤد نسائی۔ سیر۔

تشریحات ۲۱۵۰ اس حدیث کی شرح پہلے گذر چکی ہے۔ اس حدیث میں ایک لفظ بَبَّانا آیا ہے اس کے معنی شیٔ واحد کے ہیں یا برابر کے، مطلب یہ ہے کہ اگر میں مفتوحہ علاقے مجاہدین پر تقسیم کروں گا وہ انکی ملک ہو جائیں گے جو بعد میں ان کے وارثین کو ملیں گے جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ مسلمان جنھوں نے جہاد نہیں کیا مثلاً اسی بستی کے لوگ اسلام قبول کر لیں تو ان کے پاس کچھ نہیں رہے گا سب یکساں محتاج ہو جائیں گے۔ اس لئے میں مفتوحہ علاقوں کو مجاہدین کی رضامندی سے باقی رکھتا ہوں تاکہ بعد کے مسلمانوں کی ضرورتیں پوری ہوں۔

حدیث ۲۱۵۱ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ قُلْنَا اَلْاٰنَ نَشْبَعُ مِنَ التَّمْرِ۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جب خیبر فتح ہو گیا تو ہم نے کہا اب ہم پیٹ بھر کر کھجور کھائیں گے۔

حدیث ۲۱۵۲ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ مَا شَبِعْنَا حَتّٰى فَتَحْنَا خَيْبَرَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ہمیں پیٹ بھر کھانا اس وقت تک نصیب نہ ہوا جب تک ہم نے خیبر فتح نہ کر لیا

بَابُ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ

ص۶۱۰

عمرۃ القضاء کا بیان۔

صلح حدیبیہ کے قرارداد کے مطابق ایک سال کے بعد ۷ھ اوائل ذیقعدہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان تمام صحابۂ کرام کو جو حدیبیہ میں شریک تھے حکم دیا کہ سال گذشتہ کے عمرے کی قضاء میں سب لوگ عمرے کے لئے چلیں شرکاء حدیبیہ میں سے کوئی رہ نہ جائے مزید اور مسلمان بھی ساتھ ہو گئے جو حدیبیہ میں شریک نہ تھے عورتوں بچوں کے علاوہ دو ہزار افراد ساتھ تھے اسی کو عمرۃ القضاء کہا جاتا ہے نیز اس کا نام عمرۃ القضیہ، عمرۃ القصاص اور عمرۃ الصلح بھی ہے۔

ت ۶۱۳ ذَكَرَهُ اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

عمرۃ القضاء کا تذکرہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے حضرت انس نے کیا۔

تشریحات ۶۱۳ اس تعلیق کو امام عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمرۃ القضاء کے موقعہ پر مکہ میں داخل ہوئے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے سامنے یہ پڑھتے جاتے تھے۔

خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهٖ —— قَدْ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ فِي تَنْزِيلِهٖ
کفار کی اولاد ان کے لئے راستہ خالی کردو —— رحمن نے قرآن میں اتارا ہے
بِاَنَّ خَيْرَ الْقَتْلِ فِي سَبِيلِهٖ —— نَحْنُ قَاتَلْنَاكُمْ عَلٰى تَاوِيلِهٖ
بہترین لڑائی وہ ہے جواسکے راستے میں ہو —— ہم تم سے اسی کے حکم کے بموجب لڑے ہیں
وَيَذْهَلُ الْخَلِيلُ عَنْ خَلِيلِهٖ —— يَارَبِّ اِنِّي مُؤْمِنٌ بِقِيلِهٖ
دوست دوست کو بھول جائے گا —— ہم ان کے کہنے پر ایمان لائے ہیں

اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے ابن رواحہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے شعر پڑھتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر اسے چھوڑ دو اس لئے کہ یہ اشعار کافروں پر تیر سے زیادہ سخت ہیں۔

حدیث ۲۱۵۳ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اِنَّمَا سَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

نے بیت اللہ کے گرد اور صفا مروہ کے درمیان سعی صرف اس لئے کی تھی تاکہ مشرکین کو

لِيُرِيَ الْمُشْرِكِيْنَ قُوَّتَهٗ۔

اپنی قوت دکھائیں۔

بَابُ غَزْوَةِ مُؤْتَةَ مِنْ اَرْضِ الشَّامِ صـ ۶۱۱ سرزمین شام میں غزوۂ موتہ کا بیان

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حارث بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بصریٰ کے حاکم کے پاس بھیجا تھا جنھیں شام کے ایک حاکم شرحبیل بن عمرو غسانی نے شہید کردیا تھا ان کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور کوئی قاصد کو کہیں شہید نہیں کیا گیا ان متمردین کی سرکوبی کے لئے ۸ھ کے جمادی الاولیٰ میں تین ہزار مجاہدین کا ایک لشکر ترتیب دیا جن پر امیر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا اور فرمایا اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر جھنڈا لیں گے اور اگر وہ شہید ہو جائیں تو حضرت عبداللہ بن رواحہ جھنڈا لینگے یہ لشکر موتہ تک گیا یہ بیت المقدس سے دو منزل کے فاصلہ پر بلقاء کے قریب ہے رومی ایک لاکھ سے زیادہ فوج لے کر مقابلہ پر آئے خود ہرقل ایک لاکھ کی فوج لے کر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا سخت خونریز جنگ ہوئی حضرت زید شہید ہو گئے تو حضرت جعفر بن ابی طالب نے جھنڈا لیا وہ بھی شہید ہو گئے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا لیا یہ بھی شہید ہو گئے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا لیا اس وقت مسلمان منتشر

ہو چکے تھے انھوں نے بہت پامردی اور تدبیر سے کام لے کر مسلمانوں کو اکٹھا کیا ترتیب بدل دی میمنہ کو میسرہ پر اور میسرہ کو میمنہ پر کر دیا اور ساقہ کو مقدمہ پر، اور مقدمہ کو ساقہ پر کر دیا اس سے رومیوں نے یہ سمجھا کہ مسلمانوں کے لئے مدد آچکی ہے مسلمانوں کو اکٹھا کر کے حضرت خالد نے پوری قوت سے رومیوں پر حملہ کر دیا حضرت خالد اس جوش سے لڑے کہ اس دن ان کے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں جس کے نتیجے میں رومیوں کو میدان چھوڑ کر بھاگنا پڑا حضرت خالد بن ولید نے اتنے ہی کو غنیمت جانا۔ بچے کھچے مسلمانوں کو لے کر مدینہ واپس ہوگئے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے میدانِ جنگ کا پورا نقشہ تھا حضرت زید حضرت جعفر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کی خبریں دیں اور فرمایا پھر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے جھنڈا لیا اللہ نے اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائی اس غزوہ کی تفصیلات پہلے ابواب میں گذر چکی ہیں۔

۲۱۵۴ حدیث

عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا غزوۂ موتہ میں رسول اللہ صلی اللہ

أَمَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ مُؤْتَةَ زَيْدَ

تعالیٰ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو امیر بنایا اور فرمایا اگر زید شہید ہو جائیں

بْنَ حَارِثَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ قُتِلَ

تو جعفر امیر ہوں گے اور اگر جعفر شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ

زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ وَإِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ

امیر ہوں گے حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا میں ان کے ساتھ اس

كُنْتُ فِيْهِمْ فِيْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ فَالْتَمَسْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ فَوَجَدْنَاهُ

غزوہ میں تھا ہم نے جعفر بن ابی طالب کو تلاش کیا تو انھیں مقتولین میں

فِي الْقَتْلٰى وَوَجَدْنَا مَا فِيْ جَسَدِهٖ بِضْعًا وَتِسْعِيْنَ مِنْ طَعْنَةٍ وَرَمْيَةٍ۔

پایا ان کے جسم میں نوّے سے زیادہ زخم پائے کچھ نیزے کے کچھ تیر کے۔

۲۱۵۴ تشریحات اس کے پہلے والی روایت میں ہے کہ کوئی زخم پیٹھ پر نہیں تھا۔ حضرت جعفر جھنڈا لیکر جوش جہاد میں گھوڑے سے اتر پڑے اس کی کوچیں کاٹ دیں لڑتے رہے ایک ہاتھ کٹ گیا تو جھنڈا دوسرے ہاتھ میں لیا وہ بھی کٹ گیا تو کٹے ہوئے دونوں ہاتھ کو سمیٹ کر جھنڈا دبائے رہے اسی حال میں ایک رومی نے کمر پر تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہو گئے ہمارے اہلسنت کے واعظین کو بھی

سوائے اس کے کچھ یاد نہیں کہ کربلا میں حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہتر زخم لگے تھے ان واعظین کو چاہئے کہ کبھی کبھی عہد رسالت کے ان جانبازوں کا بھی ذکر کر دیا کریں جن کے جسم پر نوے سے زیادہ زخم آئے مگر پیچھے نہیں ہٹے اسی طرح ہمارے واعظین کو یہ یاد ہے کہ کربلا میں مشک بچانے کے لئے حضرت عباس کے دونوں بازو قلم ہوئے مگر حضرت جعفر کی یہ جانبازی کسی کو یاد نہیں کہ اسلامی جھنڈا بچانے کے لئے ان کے دونوں ہاتھ کٹے اور لاش دو ٹکڑے ہوئی ۔

خوش رسمے بنا کردند بخاک وخوں غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

حدیث ۲۱۵۵ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ يَقُوْلُ لَقَدِ انْقَطَعَتْ فِيْ يَدِيْ يَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ اَسْيَافٍ فَمَا بَقِيَ فِيْ يَدِيْ اِلَّا صُفَيْحَةٌ يَمَانِيَةٌ ۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے یوم موتہ میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں اخیر میں میرے ہاتھ میں صرف ایک چوڑی یمنی تلوار رہ گئی تھی ۔

حدیث ۲۱۵۶ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ اُغْمِيَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ فَجَعَلَتْ اُخْتُهُ عَمْرَةُ تَبْكِيْ وَاجَبَلَاهُ وَاكَذَا وَاكَذَا تُعَدِّدُ عَلَيْهِ فَقَالَ حِيْنَ اَفَاقَ مَا قُلْتِ شَيْئًا اِلَّا قِيْلَ لِيْ اَنْتَ كَذَاكَ ۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ایک بار عبد اللہ بن رواحہ پر بے ہوشی طاری ہو گئی تو ان کی بہن عمرہ رو کر کہنے لگیں ہائے پہاڑ ہائے ایسے ہائے ایسے ان کی خوبیاں گنانے لگیں افاقے کے بعد کہا تم جب کچھ کہتی تھی تو مجھ سے کہا جاتا تم ایسے ہو؟

تشریحات ۲۱۵۶ اس کے بعد والی روایت میں ہے کہ جب عبد اللہ بن رواحہ شہید ہو گئے تو ان کی بہن ان پر نہیں روئیں ۔

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ اِلَى الْحُرُقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ ص ۶۱۲

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسامہ بن زید کو جہینہ کے حرقات کی طرف بھیجنا ۔

جہینہ کی ایک شاخ کا نام حرقات ہے اس کے مورث کا نام جہیش بن عامر بن ثعلبہ بن مورعہ بن جہینہ ہے اس کا نام حرقہ اس لئے پڑا کہ اس نے ایک قوم کو بڑی بے دردی سے جلایا تھا اس شاخ میں کئی بطون

تھا اس لئے جمع کا صیغہ لائے۔

۲۱۵۷ حدیث أَخْبَرَنَا أَبُوْ ظَبْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يَقُوْلُ بَعَثَنَا
حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْحُرَقَةِ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ
علیہ وسلم نے حرقہ کی جانب بھیجا صبح ہی کو ہم قوم کے پاس پہونچ گئے ہم نے
فَهَزَمْنَاهُمْ وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِّنْهُمْ فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ
انھیں شکست دیدی پھر مجھے اور ایک انصاری کو ان میں سے ایک شخص ملا جب ہم نے
قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَكَفَّ الْأَنْصَارِيُّ فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِيْ حَتّٰى قَتَلْتُهُ
اس کو گھیر لیا تو اس نے کہا لا الٰہ الا اللہ انصاری نے ہاتھ روک لیا مگر میں نے اس کو نیزے سے
فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أُسَامَةُ
مار کر قتل کر دیا پھر جب ہم مدینہ آئے تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ خبر پہونچی تو فرمایا اے اسامہ لا الٰہ الا اللہ
أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قُلْتُ كَانَ مُتَعَوِّذًا فَمَا زَالَ
کہنے کے بعد بھی تو نے اس کو قتل کر دیا میں نے عرض کیا کہ اس نے جان بچانے کے لئے یہ کہا تھا مگر حضور بار بار
يُكَرِّرُهَا حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّيْ لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ ع
اسے دہراتے رہے یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ کاش اس دن سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔

تشریحات ۲۱۵۷ جس شخص کو حضرت اسامہ نے قتل کیا تھا اس کا نام مرداس بن نہیک فزاری تھا یہ ان کا چرواہا تھا حضرت اسامہ کی یہ تمنا اس کے قتل پر افسوس ظاہر کرنے میں مبالغہ کے طور پر تھی یا ان کی مراد یہ تھی اگر میں نے حالت کفر میں یہ کام کیا ہوتا پھر اسلام لاتا تو مجھ پر کوئی مواخذہ نہ ہوتا اس لئے کہ اسلام اپنے ماقبل کے گناہ کو مٹا دیتا ہے۔

۲۱۵۸ حدیث عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ
حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے نبی صلی اللہ
يَقُوْلُ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ
تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہ کر سات غزوے کئے اور جو سریے بھیجے تھے

ع ثانی الدیات باب قول اللہ ومن احیاہا ص ۱۰۱۵، مسلم ایمان، ابوداؤد جہاد، نسائی سیر۔

وَخَرَجْتُ فِيمَا يَبْعَثُ مِنَ الْبُعُوثِ تِسْعَ غَزَوَاتٍ مَرَّةً عَلَيْنَا أَبُو بَكْرٍ
ان میں سے صرف نو میں شریک ہوا کبھی ہم پر ابو بکر امیر ہوتے اور کبھی اسامہ۔
وَمَرَّةً عَلَيْنَا أُسَامَةُ۔

تشریحات ۲۱۵۸ یہ سات غزوات یہ تھے۔ حدیبیہ، غزوۂ قرد، خیبر، فتح مکہ، غزوۂ حنین، غزوۂ طائف، غزوۂ تبوک، بعض روایتوں میں نو آیا ہے یہ اس بنا پر ہے کہ خیبر کے بعد متصل ہی غزوۂ وادی القری ہوا تھا اسے الگ شمار کیا اور عمرۃ القضاء کو غزوہ شمار کیا۔

بَابُ غَزْوَةِ الْفَتْحِ وَمَا بَعَثَ بِهِ حَاطِبُ بْنُ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِغَزْوِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ص ۶۱۲

غزوۂ فتح کا بیان اور وہ جو حاطب بن ابی بلتعہ نے اہل مکہ کو لکھا تھا انھیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حملے کی خبر دیتے ہوئے۔

تشریحات حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل مکہ کو جو خبر دی تھی اس کی پوری تفصیل گذر چکی ہے، اس خط میں انھوں نے یہ لکھا تھا۔ اے گروہ قریش، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے پاس رات کے مثل لشکر کے ساتھ جا رہے ہیں جو سیلاب کے مثل رواں ہے، بخدا اگر وہ اکیلے ہی تمہارے پاس پہونچ جائیں تو اللہ ان کی مدد فرمائے گا اور اپنا وعدہ پورا فرمائے گا، اپنے لے سوچو! والسلام۔

بَابُ غَزْوَةِ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ ص ۶۱۲

غزوۂ فتح رمضان میں ہوا تھا۔

۲۱۵۹ **حدیث** **أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ**
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا
علیہ وسلم نے غزوۂ فتح رمضان میں کیا تھا۔
غَزْوَةَ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ۔

تشریحات ۲۱۵۹ مکہ معظمہ پر حملے کے اسباب پوری تفصیل کے ساتھ بیان ہو چکے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ فتح کرنے کے ارادے سے بدھ کے دن دس رمضان ۸ھ کو نکلے تھے، مدینہ طیبہ پر حضرت ابو رہم غفاری کو اپنا نائب بنایا تھا۔

حدیث ۲۱۶۰

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ إِلَى الْحُنَيْنِ وَالنَّاسُ مُخْتَلِفُوْنَ فَصَائِمٌ وَمُفْطِرٌ فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى رَاحِلَتِهِ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ أَوْ مَاءٍ فَوَضَعَهُ عَلَى رَاحَتِهِ أَوْ عَلَى رَاحِلَتِهِ ثُمَّ نَظَرَ النَّاسَ فَقَالَ الْمُفْطِرُوْنَ لِلصُّوَّمِ أَفْطِرُوْا وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ إِلَى أَنْ قَالَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان میں حنین کی طرف چلے ہمراہی مختلف حالت میں تھے کچھ روزے سے تھے کچھ بغیر روزے کے حضور جب اپنی سواری پر سیدھے بیٹھ گئے تو ایک برتن دودھ یا پانی کا منگایا اس کو اپنی ہتھیلی یا اپنے کجاوے پر رکھا پھر لوگوں پر نظر ڈالی اب روزہ نہ رکھنے والوں نے روزے داروں سے کہا کہ روزہ توڑ دو۔ اور دوسری روایت میں ابن عباس ہی سے یہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح کے سال نکلے۔

تشریحات ۲۱۶۰ اس حدیث پر یہ اشکال ہے کہ غزوۂ حنین شوال میں ہوا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسط رمضان میں مکہ معظمہ پہونچے تھے اور وہاں انیس۱۹ دن قیام فرمایا تھا اس کے بعد حنین کی طرف تشریف لے گئے تھے۔ اس کا جواب محب طبری نے یہ دیا کہ خروج سے مراد ارادۂ خروج ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

غالباً امام بخاری اس اشکال کے رفع کے لئے بطریق عبد الرزاق والی روایت ذکر کیا ہے جس میں حنین کا ذکر نہیں، بلکہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح کے سال رمضان کے مہینے میں نکلے اور روزہ رکھے، یہاں تک کہ راستے میں ایک تالاب پر پہونچے تو پانی یا دودھ منگایا غالباً امام بخاری یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ کسی راوی نے سہواً حنین کہہ دیا۔

باب أَيْنَ رَكَزَ النَّبِيُّ الرَّايَةَ يَوْمَ الْفَتْحِ

یوم فتح نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہاں جھنڈا گاڑا تھا۔

ص ۶۱۳

حدیث ۲۱۶۱

عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ لَمَّا سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ قُرَيْشًا خَرَجَ اَبُوْ سُفْيَانَ ابْنُ حَرْبٍ

عام الفتح چلے تو یہ خبر قریش تک پہونچی ابو سفیان بن حرب حکیم بن حزام

وَحَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ وَّبُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ يَلْتَمِسُوْنَ الْخَبَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ

اور بدیل بن ورقا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خبر معلوم کرنے

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلُوْا يَسِيْرُوْنَ حَتّٰى اَتَوْا مَرَّ الظَّهْرَانِ

کے لئے نکلے وہ چلتے چلتے مرالظہران تک پہونچے تو انھوں نے بکثرت

فَاِذَا هُمْ بِنِيْرَانٍ كَاَنَّهَا نِيْرَانُ عَرَفَةَ فَقَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ مَا هٰذِهٖ

آگ دیکھی گویا وہ عرفہ کی آگ ہے ابو سفیان نے پوچھا یہ کیا ہے؟

لَكَاَنَّهَا نِيْرَانُ عَرَفَةَ فَقَالَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ نِيْرَانُ بَنِيْ عَمْرٍو

بلاشبہ یہ عرفہ کی آگ کے مثل ہے، بدیل بن ورقاء نے کہا کہ بنی عمرو کی آگ

فَقَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ عَمْرٌو اَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ فَرَاٰهُمْ نَاسٌ مِّنْ حَرَسِ

ہے۔ ابو سفیان نے کہا بنی عمرو اس سے کم ہیں اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَدْرَكُوْهُمْ فَاَخَذُوْهُمْ

علیہ وسلم کے پہرے داروں میں سے کچھ حضرات نے ان کو دیکھ لیا تو ان کو جالیا پس

فَاَتَوْا بِهِمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَ اَبُوْ سُفْيَانَ

پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے ابو سفیان مسلمان ہوگئے

فَلَمَّا سَارَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ اِحْبِسْ اَبَا سُفْيَانَ عِنْدَ حَطْمِ الْخَيْلِ حَتّٰى

جب حضور کے کوچ کا وقت آیا تو حضرت عباس سے فرمایا کہ ابو سفیان کو سواروں کے بھیڑ

يَنْظُرَ اِلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَحَبَسَهُ الْعَبَّاسُ فَجَعَلَتِ الْقَبَائِلُ تَمُرُّ مَعَ النَّبِيِّ

کی جگہ روکے رہو تاکہ مسلمانوں کو دیکھے حضرت عباس نے ایسا ہی کیا اب ایک ایک قبیلے رسول اللہ

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمُرُّ كَتِيْبَةً كَتِيْبَةً عَلٰى اَبِيْ سُفْيَانَ فَمَرَّتْ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ گذرنے لگے ایک ایک لشکر ابو سفیان پر گذرتا

كَتِيْبَةٌ قَالَ يَا عَبَّاسُ مَنْ هٰذِهٖ قَالَ هٰذِهٖ غِفَارُ قَالَ مَالِيْ وَلِغِفَارَ

ایک لشکر گذرا تو ابو سفیان نے حضرت عباس سے پوچھا یہ لوگ کون ہیں؟ انھوں نے

ثُمَّ مَرَّتْ جُهَيْنَةُ قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ مَرَّتْ سَعْدُ بْنُ هُذَيْمٍ فَقَالَ
بتایا یہ غفار ہیں تو انھوں نے کہا مجھے غفار سے کیا کام پھر جہینہ گذرے تو وہی کہا پھر سعد بن
مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ مَرَّتْ سُلَيْمٌ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى أَقْبَلَتْ كَتِيبَةٌ
ہذیم گذرے تو وہی کہا پھر سلیم گذرے تو وہی کہا یہاں تک کہ ایک بڑا لشکر گذرا
لَمْ يُرَ مِثْلُهَا قَالَ مَنْ هٰذِهٖ؟ قَالَ هٰؤُلَاءِ الْأَنْصَارُ عَلَيْهِمْ سَعْدُ
جس کے مثل دیکھا نہیں گیا تھا تو پوچھا یہ کون لوگ ہیں حضرت عباس نے بتایا یہ انصار ہیں
بْنُ عُبَادَةَ مَعَهُ الرَّايَةُ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ يَا أَبَا سُفْيَانَ۔
ان کے امیر حضرت سعد بن عبادہ تھے ان کے پاس جھنڈا تھا ابو سفیان کو دیکھ کر حضرت سعد بن
اَلْيَوْمُ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ۔ اَلْيَوْمُ تُسْتَحَلُّ الْكَعْبَةُ۔ فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ
عبادہ نے کہا اے ابو سفیان۔ آج لڑائی کا دن ہے۔ آج کعبہ میں لڑائی حلال ہوگی۔ ابو سفیان نے
يَا عَبَّاسُ حَبَّذَا يَوْمُ الذِّمَارِ ثُمَّ جَاءَتْ كَتِيبَةٌ وَهِيَ أَقَلُّ الْكَتَائِبِ
کہا اے عباس مبارک ہو ہلاکت کا دن۔ پھر ایک لشکر سامنے آیا جو سب سے چھوٹا تھا جن
فِيهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ وَرَايَةُ النَّبِيِّ
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خاص صحابہ تھے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فَلَمَّا مَرَّ رَسُولُ
کا جھنڈا زبیر بن عوام کے ساتھ تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَبِي سُفْيَانَ قَالَ أَلَمْ تَعْلَمْ مَا
کے قریب سے گذرے تو انھوں نے عرض کیا کہ حضور کو معلوم نہیں سعد بن
قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ مَا قَالَ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ كَذَبَ
عبادہ نے کیا کہا؟ فرمایا کیا کہا؟ انھوں نے بتایا یہ کہا ہے فرمایا سعد
سَعْدٌ وَلٰكِنْ هٰذَا يَوْمٌ يُعَظِّمُ اللّٰهُ فِيهِ الْكَعْبَةَ وَيَوْمٌ تُكْسٰى فِيهِ
بن عبادہ نے غلط کہا آج کعبہ کی تعظیم کی جائے گی آج کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا اور رسول اللہ
الْكَعْبَةُ قَالَ وَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُرْكَزَ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کا جھنڈا حجون میں گاڑا جائے۔

رَایَتَہٗ بِالْحَجُوْنِ۔

تشریحات ۲۱۶۱ مر الظہران مکہ معظمہ کے قریب تیرہ میل کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام ہے فتح مکہ کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دس ہزار مجاہدین تھے یہاں پہونچ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ آج رات کو جتنی زیادہ ہو سکے آگ جلاؤ انھیں کو دیکھ حضرت ابوسفیان نے وہ کہا تھا حاجی لوگ مزدلفہ میں اپنے اپنے پڑاؤ پر کھانا وغیرہ پکانے کے لئے آگ جلایا کرتے تھے جو کثیر تعداد میں ہوتی تھی اتنا بڑا اجتماع عرب میں کہیں نہیں ہوتا تھا حضرت ابوسفیان کا مقصد یہ تھا کہ بہت بڑی تعداد میں لوگ جمع ہیں۔

بنی عمرو سے مراد بنی خزاعہ ہیں جن کا فرد عمرو بن لحی تھا اس دن پہرے پر انصار کرام تھے جن کے امیر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

حطم الخیل۔ حطم کے معنی منقطع ہونے اور کاٹنے کے ہیں مطلب یہ تھا کہ کسی ایسی جگہ ان کو کھڑا کرو جہاں راستہ تنگ ہو کہ چلتے چلتے سلسلہ منقطع ہو جاتا ہو جس کی وجہ سے بھیڑ ہو جاتی ہو۔ ایک روایت خطم الجبل کی بھی ہے جس کا ترجمہ پہاڑ کی ناک یعنی جہاں پہاڑ کا حصہ باہر ابھرا ہوا ہو کوئی مخصوص جگہ رہی ہوگی جہاں راستہ تنگ ہوگا جس کی وجہ سے وہاں اژدحام ہو جاتا رہا ہوگا۔

حجون۔ یہ مکہ معظمہ کے مضافات میں ایک جگہ کا نام ہے جہاں قبرستان ہے اب یہ جنت المعلیٰ کے ساتھ مشہور ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب سنا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ کہا ہے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ جھنڈا ان سے لیکر ان کے صاحبزادے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا جائے۔

حدیث ۲۱۶۲

عَنْ مُعَاوِیَۃَ بْنِ قُرَّۃَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ مُغَفَّلٍ

حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

یَقُوْلُ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ عَلٰی

وسلم کو فتح مکہ کے دن اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر سورہ فتح پڑھتے ہوئے دیکھا جسمیں ترجیع فرماتے انھوں نے کہا اگر

نَاقَتِہٖ وَھُوَ یَقْرَأُ عہ سُوْرَۃَ الْفَتْحِ یُرَجِّعُ وَقَالَ لَوْلَا اَنْ یَّجْتَمِعَ النَّاسُ حَوْلِیْ

اس کا اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ میرے ارد گرد جمع ہو جائیں گے تو میں ترجیع کرتا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔

لَرَجَّعْتُ کَمَا رَجَّعَ عہ

عہ ثانی تفسیر سورۂ فتح باب انا فتحنا لک ص ۷۱۶ فضائل قرآن باب القراءۃ علی الدابۃ ص ۷۵۳ و باب الترجیع ص ۷۵۴ التوحید باب ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وروایتہ عن ربہ ص ۱۱۲۵ مسلم، ابوداؤد قرات ترمذی شمائل نسائی فضائل القرآن

تشریحات ۲۱۶۲ **ترجیع** ۔ کے معنی لوٹانے کے ہیں، مراد یہ ہے کہ اونٹنی پر سوار ہونے کی وجہ سے اس کی رفتار سے جسم اقدس میں حرکت ہوتی جس سے آواز میں کھینچاؤ پیدا ہوتا اسی کو ترجیع سے تعبیر کیا۔ کتاب التوحید میں یہ ہے کہ راوی حدیث شعبہ نے معاویہ بن قرہ سے پوچھا کہ یہ ترجیع کیسے تھی تو انہوں نے پڑھ کر بتایا آآآ تین بار

بَابُ مَنْزِلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ ص ۶۱۴

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فتح مکہ کے دن قیامگاہ۔

گذر چکا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شعب ابی طالب خیف بنی کنانہ میں یعنی محصب میں قیام فرمایا تھا اور غسل کرنے کے لئے حضرت ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر تشریف لے گئے تھے۔

باب ص ۶۱۵

حدیث ۲۱۶۳

أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى

عبد اللہ بن ثعلبہ بن صعیر نے خبر دی اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَسَحَ وَجْهَهُ عَامَ الْفَتْحِ عه

نے فتح کے سال ان کے چہرے پر دست مبارک پھیرا تھا۔

تشریحات ۲۱۶۳ حضرت عبد اللہ بن ثعلبہ کو فتح مکہ کے موقعہ پر خدمت اقدس میں پیش کیا گیا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا۔ اس وقت ان کی عمر چار سال تھی۔ یہ اور ان کے والد ثعلبہ دونوں صحابی ہیں۔ کتاب الدعوات میں یہ زائد ہے کہ انھوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔

حدیث ۲۱۶۴

عَنْ سُنَيْنٍ أَبِي جَمِيلَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا وَنَحْنُ مَعَ ابْنِ الْمُسَيَّبِ

امام زہری نے کہا کہ ہمیں سنین ابو جمیلہ نے خبر دی اور ہم ابن مسیب کے ساتھ تھے

قَالَ وَزَعَمَ أَبُو جَمِيلَةَ أَنَّهُ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور ابو جمیلہ نے گمان کیا کہ انھوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے اور حضور کے

وَخَرَجَ مَعَهُ عَامَ الْفَتْحِ ۔

ساتھ فتح مکہ میں شریک تھے۔

عه الدعوات باب الدعاء للصبيان للبركة ص ۹۴۰

تشریحات ۲۱۶۴ جمہور اصولیین نے یہ کہا کہ جب کوئی عادل شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہو یہ کہے کہ میں صحابی ہوں اس کو مان لیا جائے گا۔

حدیث ۲۱۶۵

عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلِمَةَ قَالَ قَالَ لِي أَبُو قِلَابَةَ أَلَا تَلْقَاهُ فَتَسْأَلَهُ

ایوب نے کہا کہ مجھ سے ابو قلابہ نے کہا تم کیوں نہیں عمرو بن سلمہ سے ملاقات کرکے

قَالَ فَلَقِيتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كُنَّا بِمَاءٍ مَمَرَّ النَّاسِ وَكَانَ يَمُرُّ بِنَا الرُّكْبَانُ

پوچھتے ابو قلابہ نے کہا کہ میں عمرو بن سلمہ سے ملا اور ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا ہم ایک ایسے پانی

فَنَسْأَلُهُمْ مَا لِلنَّاسِ مَا لِلنَّاسِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ فَيَقُولُونَ يَزْعُمُ أَنَّ

پر تھے جو لوگوں کی گذرگاہ تھا جہاں سوار آیا کرتے تھے ہم ان سے پوچھتے لوگوں کا کیا حال ہے لوگوں کا

اللّٰهَ أَرْسَلَهُ أَوْحَى إِلَيْهِ أَوْحَى اللّٰهُ بِكَذَا وَكُنْتُ أَحْفَظُ ذٰلِكَ الْكَلَامَ فَكَأَنَّمَا

کیا حال ہے یہ صاحب کون ہیں تو بتاتے کہ وہ کہتے ہیں اللہ نے ان کو رسول بنا کر بھیجا ہے اور ان کی جانب وحی

يُقَرُّ فِي صَدْرِي وَكَانَتِ الْعَرَبُ تَلَوَّمُ بِإِسْلَامِهِمُ الْفَتْحَ فَيَقُولُونَ

کی ہے اللہ نے یہ وحی کی ہے میں اس کلام کو یاد کرلیتا اور اپنے جی میں پڑھتا رہتا۔ اہل عرب اسلام قبول کرنے میں

اُتْرُكُوهُ وَقَوْمَهُ فَإِنَّهُ إِنْ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ نَبِيٌّ صَادِقٌ فَلَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ

فتح مکہ کا انتظار کر رہے تھے کہتے تھے ان کو اور ان کی قوم کو چھوڑ دو اگر وہ اپنی قوم پر غالب آگئے تو سچے نبی

أَهْلِ الْفَتْحِ بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ بِإِسْلَامِهِمْ وَبَدَرَ أَبِي قَوْمِي بِإِسْلَامِهِمْ فَلَمَّا

ہیں پس جب مکہ فتح ہوگیا تو ہر قوم نے اسلام کی طرف سبقت کیا تو میرے والد نے اپنی قوم پر اسلام لانے میں

قَدِمَ قَالَ جِئْتُكُمْ وَاللّٰهِ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا فَقَالَ

سبقت کی جب وہ حضور کے پاس سے واپس ہوئے تو کہا میں تمہارے پاس بخدا نبی برحق کے پاس سے آیا ہوں

صَلُّوا صَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا وَصَلُّوا صَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا فَإِذَا

انھوں نے فرمایا ہے یہ نماز پڑھو فلاں وقت۔ اور یہ نماز پڑھو فلاں وقت جب نماز کا وقت آجائے تو تم

حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا فَنَظَرُوا

میں سے کوئی اذان کہے اور تم میں سے جس کو زیادہ قرآن یاد ہو امامت کرے انھوں نے

فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَكْثَرَ قُرْآنًا مِنِّي لِمَا كُنْتُ أَتَلَقَّى مِنَ الرُّكْبَانِ فَقَدَّمُونِي

جائزہ لیا تو مجھ سے زیادہ قرآن یاد کرنے والا کوئی نہ تھا کیوں کہ میں سواروں سے سیکھا

بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَأَنَا ابْنُ سِتٍّ أَوْ سَبْعِ سِنِينَ وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ كُنْتُ
کرتا تھا تو لوگوں نے مجھے آگے کیا اور میں چھ یا سات سال کا تھا اور میرے پاس ایک کمبل تھا
إِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصَتْ عَنِّي فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِنَ الْحَيِّ أَلَا تُغَطُّونَ عَنَّا
جب میں سجدہ کرتا تو سرک جاتا اس پر قبیلہ کی ایک عورت نے کہا تم لوگ ہماری نظروں سے اپنے
اِسْتَ قَارِئِكُمْ فَاشْتَرَوْا فَقَطَعُوا لِي قَمِيصًا فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ فَرَحِي
قاری کی سرین کو کیوں نہیں چھپاتے تو لوگوں نے کپڑا خریدا اور میرے لئے کرتا بنا دیا اس کرتے پر
بِذَلِكَ الْقَمِيصِ۔
میں جتنا خوش ہوا کسی چیز پر خوش نہیں ہوا۔

تشریحات

۲۱۶۵ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نابالغ کی امامت درست ہے لیکن یہ ابتدائے اسلام کی بات ہے اور ان لوگوں نے عمرو بن سلمہ کو امام بنایا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اجازت نہیں لی تھی اپنے طور پر بنا لیا تھا ابھی یہ لوگ بالکل نئے نئے مسلمان ہوئے تھے احکام شرع سے واقف نہ تھے اس لئے حجت نہیں۔ صحیح یہی ہے کہ نابالغ کسی نماز میں بالغ کا امام نہیں ہو سکتا۔

حدیث

۲۱۶۶ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فِي عَهْدِ رَسُولِ
عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ فَفَزِعَ قَوْمُهَا إِلَى أُسَامَةَ
کے زمانے میں غزوہ فتح کے موقعہ پر چوری کی جس پر اس کی قوم گھبرا گئی اور حضرت
بْنِ زَيْدٍ يَسْتَشْفِعُونَهُ قَالَ عُرْوَةُ فَلَمَّا كَلَّمَهُ أُسَامَةُ فِيهَا تَلَوَّنَ وَجْهُ
اسامہ بن زید کے پاس آئی کہ وہ سفارش کریں اسامہ نے اس بارے میں جب حضور سے
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتُكَلِّمُنِي فِي حَدٍّ مِنْ
بات کی تو حضور کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور کہا تم اللہ کے حدود میں مجھ سے بات
حُدُودِ اللّٰهِ؟ قَالَ أُسَامَةُ اسْتَغْفِرْ لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ
کرتے ہو؟ اسامہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے۔ دن کے
قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا
آخر حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اللہ کی شان کے لائق

هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ النَّاسَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا

اس کی ثنا کی پھر فرمایا بعد ثنا کے سنو! تم سے پہلے والوں کو اسی چیز نے ہلاک کر دیا کہ

إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا

جب اس میں کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی معمولی درجے

عَلَيْهِ الْحَدَّ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ

کا آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے

سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ

اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرے گی تو اس کا ہاتھ کاٹوں گا۔ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ

وَسَلَّمَ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ فَقُطِعَتْ يَدُهَا فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا بَعْدَ ذٰلِكَ

تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا اس عورت کا ہاتھ کاٹا گیا اس کے بعد اس نے اچھی توبہ کی

وَتَزَوَّجَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَأْتِي بَعْدَ ذٰلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا

اور شادی کی۔ ام المومنین نے فرمایا اس کے بعد وہ میرے پاس حاضر ہوتی۔ میں اس کی

إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حاجت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتی۔

تشریحات ۲۱۶۶ یہ حدیث بالاختصار کتاب الشہادات میں گزر چکی ہے وہیں اس پر مفصل کلام مذکور ہے اس عورت کا نام بھی فاطمہ تھا۔ یہ بنی مخزوم کی تھی۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِينَ ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِينَتَهُ (إِلَى قَوْلِهِ) ..... غَفُورٌ رَحِيمٌ۔

ص ۶۱۷

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان کہ جب تم اپنی کثرت پر اترا گئے حنین کے دن تو تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اتنی وسیع ہوتے ہوئے تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ دے کر پھر گئے پھر اللہ نے اپنی تسکین اتاری۔

توبہ (آیت ۲۵۔۲۶)

تشریحات مکہ فتح ہونے کے بعد یہ اطلاع ملی کہ ہوازن فوج جمع کر رہے ہیں تاکہ حضور سے لڑیں اور بڑے زور و شور کے ساتھ نکلے ہیں اپنی عورتوں بچوں اور مویشیوں اور کل مال و متاع کے ساتھ جمع ہو گئے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارہ ہزار کی جمعیت کے ساتھ ان کے مقابلے کے لئے نکلے، طائف اور مکہ معظمہ کے درمیان حنین نامی نالے میں دونوں فریقوں کا مقابلہ ہوا

صبح کو بھور میں اسلامی لشکر حنین کی وادی میں گزرا ہوازن نے اپنے تیر اندازوں کو گھات میں بیٹھا دیا تھا مجاہدین کے نالے میں اترتے ہی تیروں کی بارش شروع ہو گئی اور تلواریں برسنے لگیں۔ اس غیر متوقع حملے سے گھبرا کر عام مسلمان پیچھے پلٹ گئے مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے تنہا جانثاروں کے ساتھ اپنی جگہ قائم رہے جوش کے ساتھ یہ رجز پڑھتے تھے۔ انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب۔ اور اپنی سواری کو آگے بڑھانے کی کوشش فرما رہے تھے حضرت عباس حضرت سفیان بن حارث بن عبد المطلب سواری کی لگام پکڑے ہوئے آگے بڑھنے سے روک رہے تھے حضرت عباس کی آواز بلند تھی ان سے فرمایا اصحاب شجرہ اصحاب سورہ بقرہ کو پکارو حضرت عباس نے پکارا۔ اس پر لبیک لبیک کہتے ہوئے صحابۂ کرام رکاب اقدس کے گرد جمع ہو گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مٹھی خاک اٹھا کر کافروں پر پھینکی جو ہر ہر فرد کی آنکھ اور منہ میں بھر گئی پھر صحابۂ کرام نے حملہ کیا ایک ہی حملہ میں دشمن اپنی آل اولاد، مویشی مال و متاع چھوڑ کر بھاگ گئے ابتداء میں بعض لوگوں نے یہ کہہ دیا تھا کہ جب ہم تعداد میں تھوڑے تھے تو ہم ہمیشہ غالب رہے آج تو ہماری تعداد اتنی بڑی ہے آج ہمیں کون شکست دے سکتا ہے۔ یہ بات اللہ عزوجل کو پسند نہ آئی بطور عتاب ابتداء میں شکست ہوئی پھر اللہ کی مدد آئی اور فتح حاصل ہوئی اس سے مقصود یہ تھا کہ فتح کثرت و قلت پر نہیں اللہ کی مدد پر ہے۔

۲۱۶۰ **حدیث** اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ رَاَیْتُ بِیَدِ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی ضَرْبَۃً قَالَ ضُرِبْتُہَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ حُنَیْنٍ قُلْتُ شَہِدْتَّ حُنَیْنًا قَالَ قَبْلَ ذٰلِکَ۔

اسمٰعیل نے کہا میں نے عبد اللہ ابن ابی اوفیٰ کے ہاتھ میں زخم کا نشان دیکھا انھوں نے کہا یہ گھاؤ مجھے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ یوم حنین لگا تھا میں نے پوچھا آپ حنین میں شریک ہوئے تھے انھوں نے کہا اس کے پہلے ہی خدمت میں حاضر ہو چکا تھا۔

۲۱۶۷ **تشریحات** حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ میں حنین کے پہلے سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتا تھا سب سے پہلے جس غزوے میں شریک ہوئے تھے وہ خندق ہے۔

بَابُ غَزْوَۃِ اَوْطَاسٍ ص ۶۱۹

غزوۂ اوطاس کا بیان

توضیح غزوۂ حنین میں شکست کھانے کے بعد ہوازن تین طرف بھاگے کچھ طائف بھاگے اور کچھ نخلہ بھاگے اور ایک گروہ اوطاس بھاگا۔ یہ حنین ہی میں ایک وادی کا نام ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کے چچا ابو عامر اشعری کو امیر بنا کر اوطاس کی جانب بھیجا۔ ان کا سردار درید بن صمہ تھا درید مارا گیا اور پورے ہوازن بھاگ گئے۔ اس کی پوری تفصیل کتاب الجہاد میں گذر چکی ہے۔ یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو حدیث اس کے ضمن میں ذکر کی ہے اس کے مختلف ٹکڑے گذر چکے ہیں ہم پھر اس حدیث کو ذکر کرتے ہیں تاکہ پورا مضمون ذہن میں آجائے۔

حدیث ۲۱۶۵

عَنْ أَبِي مُوسىٰ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ صَلَّى
حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ جب نبی صلی اللہ
اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلىٰ جَيْشٍ إِلىٰ أَوْطَاسٍ
تعالیٰ علیہ وسلم حنین سے فارغ ہو گئے۔ تو ابو عامر کو ایک لشکر کا سردار بنا کر اوطاس
فَلَقِيَ دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ فَقُتِلَ دُرَيْدٌ وَهَزَمَ اللّٰهُ أَصْحَابَهُ قَالَ أَبُو
کی جانب بھیجا۔ ان کی مڈبھیڑ درید بن صمہ سے ہوئی۔ درید مار ڈالا گیا۔ اور اللہ نے
مُوسىٰ وَبَعَثَنِي مَعَ أَبِي عَامِرٍ فَرُمِيَ أَبُو عَامِرٍ فِي رُكْبَتِهِ رَمَاهُ جُشَمِيٌّ
اس کے ساتھیوں کو شکست دی۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ مجھے حضور نے ابو عامر کے ساتھ بھیجا۔
بِسَهْمٍ فَأَثْبَتَهُ فِي رُكْبَتِهِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا عَمِّ مَنْ رَمَاكَ
ابو عامر کے گھٹنے میں تیر مارا گیا۔ ایک جشمی نے تیر چلایا تھا جسے ان کے گھٹنے میں جما دیا۔ میں ابو عامر کے
فَأَشَارَ إِلىٰ أَبِي مُوسىٰ فَقَالَ ذَاكَ قَاتِلِي الَّذِي رَمَانِي فَقَصَدْتُ لَهُ
پاس گیا۔ اور ان سے پوچھا اے چچا کس نے آپ کو تیر مارا ہے تو انھوں نے تیر چلانے والے کی جانب
فَلَحِقْتُهُ فَلَمَّا رَآنِي وَلّٰى فَاتَّبَعْتُهُ وَجَعَلْتُ أَقُولُ لَهُ أَلَا تَسْتَحْيِي أَلَا
اشارہ کر کے بتایا تو میں اس کی طرف بڑھا اور اس کے قریب پہونچ گیا جب اس نے مجھ کو دیکھا۔ تو بھاگا میں نے
تَثْبُتُ فَكَفَّ فَاخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَيْنِ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهُ ثُمَّ قُلْتُ لِأَبِي
اس کا پیچھا کیا۔ اور میں اس سے کہتا جاتا۔ شرم نہیں کرتا۔ ٹھہرتا نہیں۔ وہ رک گیا تو ہم میں تلوار کا دو بار تبادلہ
عَامِرٍ قَتَلَ اللّٰهُ صَاحِبَكَ قَالَ فَانْزِعْ هٰذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهُ فَنَزَا مِنْهُ
ہوا۔ میں نے اس کو قتل کر دیا پھر میں نے ابو عامر سے کہا کہ اللہ نے تمہارے قاتل کو قتل کر دیا۔ انھوں نے کہا
الْمَاءُ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي أَقْرِئِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اس تیر کو نکالو۔ میں نے نکالا تو زخم سے پانی بہا۔ یہ دیکھ کر انھوں نے کہا اے بھتیجے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

السلام وقل له استغفر لي واستخلفني ابو عامر على الناس

سے سلام کہنا اور عرض کرنا میرے لئے استغفار فرمائیں۔ اور ابو عامر نے لوگوں پر مجھے اپنا جانشین بنایا۔ پھر تھوڑی

فمكث يسيرا ثم مات فرجعت فدخلت على النبي صلى الله تعالى

دیر کے بعد انتقال کر گئے۔ غزوے سے لوٹنے کے بعد میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دولت کدہ پر حاضر ہوا اور حضور

عليه وسلم في بيته على سرير مرمل وعليه فراش قد اثر رمال

اپنے گھر میں کھجور کی چھال کے بان سے بنی ہوئی چارپائی پر لیٹے تھے جس پر بچھونا تھا چارپائی کے بان کے نشانات حضور

السرير بظهره وجنبيه فاخبرته بخبرنا وخبر ابي عامر وقال

کی پیٹھ اور پہلوؤں پر پڑے ہوئے تھے میں نے حضور کو اپنی اور ابو عامر کی خبر سنائی اور بتایا کہ ابو عامر نے یہ درخواست

قل له استغفر لي فدعا بماء فتوضا ثم رفع يديه فقال اللهم

پیش کی ہے کہ حضور میرے لئے دعائے استغفار فرمائیں تو حضور نے پانی منگایا اور وضو کیا پھر اپنے ہاتھوں کو اٹھا

اغفر لعبيد ابي عامر ورايت بياض ابطيه ثم قال اللهم اجعله

اور دعا کی اے اللہ عبید اور ابو عامر کو بخش دے۔ میں نے حضور کے بغل کی سفیدی دیکھی پھر فرمایا اے اللہ اس کو قیامت

يوم القيمة فوق كثير من خلقك ومن الناس فقلت ولي فاستغفر

کے دن اپنی بہت سی مخلوق کے اوپر کرنا۔ پھر میں نے عرض کیا اور حضور میرے لئے بھی استغفار فرمائیں تو دعا فرمائی

فقال اللهم اغفر لعبد الله بن قيس ذنبه وادخله يوم القيمة

اے اللہ عبد اللہ بن قیس کے گناہ کو بخش دے اور انھیں قیامت کے دن شاندار جگہ عطا فرما۔ راوی حدیث

مدخلا كريما۔ قال ابو بردة احدهما لابي عامر والاخرى

ابو بردہ نے کہا۔ ان دعاؤں میں سے ایک دعا ابو عامر کے لئے تھی اور

لابي موسى عہ

دوسری ابو موسیٰ کے لئے۔

تشریحات ۲۱۴۸

اس حدیث کے کچھ اجزاء کتاب الجہاد میں گذر چکے ہیں۔ وہیں غزوۂ اوطاس کی تفصیل بھی مذکور ہے۔

ابو عامر کا نام عبید بن سلیم بن حضار اشعری تھا۔ یہ حضرت ابو موسیٰ اشعری کے چچا تھے۔ کسی زخم سے بچ گئے

عہ دعوات باب الوضوء عند الدعاء ص ۹۴۴ مسلم فضائل۔

خون کے پانی ٹپکنا اس کی دلیل ہے کہ جسم میں خون نہیں رہا۔ اور یہ قرب موت کی علامت ہے۔ اس لئے حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو اپنا جانشین بنایا اور وہ وصیت کی۔

روایت میں ہے وعلیہ فراش۔ لیکن شیخ ابو الحسن نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ یہاں ما علیہ فراش ہو۔ یعنی چارپائی پر بچھونا نہیں تھا۔ پشت مبارک اور پہلوئے اقدس پر بان کے نشان اس کی دلیل ہیں کہ کوئی بستر نہیں تھا۔

اقول وهو المستعان۔ یہ ضروری نہیں ہو سکتا کہ چارپائی پر ہلکی چادر رہی ہو جس کے ہوتے ہوئے بان کے نشانات جسم اقدس پر پڑ گئے تھے۔ اور اگر شیخ ابو الحسن کی تصحیح مان لی جائے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بستر نہیں تھا۔ یہ اس وقت کی خصوصیت تھی کہ بغیر بستر ہی کے چارپائی پر آرام فرمایا۔

بَابُ غَزْوَةِ الطَّائِفِ فِي شَوَّالٍ سَنَةَ ثَمَانٍ

غزوۂ طائف ۸ھ کے شوال میں ہوا تھا۔

قاله موسى بن عقبة ص ۶۱۶

۲۱۶۹ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ دَخَلَ عَلَيَّ
حدیث ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میرے
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي مُخَنَّثٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ
پاس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے پاس ایک مخنث بیٹھا ہوا تھا میں نے
لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ
اس کو سنا کہ کہہ رہا تھا عبد اللہ بن ابو امیہ سے۔ اے عبد اللہ! دیکھو اگر اللہ کل طائف فتح
غَدًا فَعَلَيْكَ بِابْنَةِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ
کر دے گا تو میں تمہیں بنت غیلان کا پتہ بتاؤں گا جو سامنے آتی ہے چار بلٹوں کے ساتھ اور
وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ
[illegible] جاتی ہے آٹھ بلٹوں کے ساتھ تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ تم پر ہرگز داخل نہ ہوں۔
عَلَيْكُمْ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ الْمُخَنَّثُ هِيتٌ عه
ابن عیینہ نے کہا، ابن جریج نے کہا اس مخنث کا نام ہیت تھا۔

عه ثانی نکاح باب ما ينهى من دخول المتشبهين بالنساء على المرأة ص ۷۸۸، کتاب اللباس باب اخراجهم ص ۸۷۴، مسلم استیذان، نسائی عشرة النساء، ابن ماجہ نکاح حدود

تشریحات ۲۱۶۹

عبداللہ بن ابوامیہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی تھے اس مخنث [illegible] کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ سے جلاوطن کرکے حمیٰ بھیج دیا تھا اس کے بعد والی روایت میں ہے کہ یہ بات اس مخنث نے اس وقت کہی تھی جب طائف کا محاصرہ ہوا تھا

حدیث ۲۱۷۰

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا حَاصَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّائِفَ فَلَمْ يَنَلْ مِنْهُمْ شَيْئًا قَالَ إِنَّا قَافِلُوْنَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَثَقُلَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوْا نَذْهَبُ وَلَا نَفْتَحُهُ وَقَالَ مَرَّةً نَقْفُلُ فَقَالَ اُغْدُوْا عَلَى الْقِتَالِ فَغَدَوْا فَأَصَابَهُمْ جِرَاحٌ فَقَالَ إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَأَعْجَبَهُمْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فَتَبَسَّمَ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كُلَّهُ بِالْخَبَرِ ع

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا تو کوئی کامیابی نہیں ہوئی فرمایا انشاء اللہ ہم اب لوٹ جائیں گے، تو یہ بات لوگوں پر گراں گذری اس پر لوگوں نے کہا ہم اس کو فتح کئے بغیر واپس لوٹ جائیں اور کبھی کہتے لوٹ جائیں۔ فرمایا صبح کو لڑائی پر جاؤ لوگ گئے اور انھیں کافی زخم پہونچا، اس پر حضور نے فرمایا ہم کل انشاء اللہ تعالیٰ لوٹ جائیں گے اب یہ بات لوگوں کو پسند آئی، اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسکرائے۔

WWW.NAF

تشریحات ۲۱۷۰

غزوۂ اوطاس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ فرمایا، چونکہ طائف پہاڑ کی بلندی پر تھا اور اس کے گرد مضبوط دیوار تھی اور طائف والوں نے سامان رسد وغیرہ کافی جمع کر لیا تھا اس لئے محاصرہ بہت طویل ہو گیا، بعض روایتوں میں آیا کہ چالیس دن تک محاصرہ رہا اس لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محاصرہ اٹھانے کی بات کہی تھی جو جوشیلے حضرات کو پسند نہیں آئی۔ لیکن بالآخر جب دوسرے دن ان کو نقصان پہونچا تو سب کی سمجھ میں آگیا کہ مناسب

ع ثانی ادب باب التبسم والضحک ص ۸۹۹ ۔ توحید باب فی المشیئۃ والارادۃ ص ۱۱۱۴ مسلم مغازی، نسائی سیر۔

یہی ہے کہ محاصرہ اٹھا لیا جائے اس کی پوری تفصیل گذر چکی ہے۔ اس حدیث کی روایت میں سفیان بن عیینہ سے دو جگہ شک مروی ہے، ایک تو کبھی وہ روایت کرتے کہ لوگوں نے یہ کہا نذهب ولا نفتحه اور کبھی کہے نقل اسی طرح کبھی روایت کرتے فضحك النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور کبھی فتبسم۔

سفیان بن عیینہ کی حدیث معنعن کے قبول و رد میں محدثین کو کلام ہے اس لئے امام بخاری نے قال الحمیدی سے یہ بتایا کہ سفیان نے پوری حدیث صیغۂ خبر کے ساتھ روایت کی ہے، یعنی معنعن روایت نہیں کی ہے۔

حدیث ۲۱۷۱

سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ رَمَى
ابو عثمان نے کہا میں نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا اور یہ وہ
بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَأَبَا بَكْرَةَ وَكَانَ تَصَوَّرَ حِصْنَ الطَّائِفِ فِي
پہلے شخص ہیں جنھوں نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا اور ابو بکرہ سے سنا جو طائف کے قلعہ کی دیوار
أُنَاسٍ فَجَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمِعْنَا النَّبِيَّ
پر چڑھ کر کچھ لوگوں کے ساتھ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيْهِ وَهُوَ
ان دونوں نے کہا ہم نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جو اپنے باپ
يَعْلَمُ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ۔ قَالَ هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَاصِمٍ
کے علاوہ کسی اور کی طرف نسب کا دعوی کرے اور وہ جان رہا ہو تو اس پر جنت حرام ہے۔
عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ أَوْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا وَ
ہشام نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی عاصم سے روایت کرتے ہوئے اور وہ ابو العالیہ یا ابو عثمان نہدی
أَبَا بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَاصِمٌ
سے روایت کرتے ہیں کہ کہا کہ میں نے سعد اور ابو بکرہ سے سنا وہ دونوں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
قُلْتُ لَقَدْ شَهِدَ عِنْدَكَ رَجُلَانِ حَسْبُكَ بِهِمَا قَالَ أَجَلْ۔ أَمَّا
سے روایت کرتے ہیں عاصم نے کہا کہ میں نے کہا آپ کے سامنے دو صاحبوں نے گواہی دی یہ دونوں کافی
أَحَدُهُمَا فَأَوَّلُ مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَنَزَلَ
ہیں؟ کہا ہاں! ان میں سے ایک وہ ہیں جنھوں نے سب سے پہلے اللہ کی راہ میں تیر چلایا و دوسرے

إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَالِثَ ثَلٰثَةٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الطَّائِفِ عہ

وہ ہیں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں تیئیسویں صاحب ہیں جو طائف سے اترے تھے۔

تشریحات

۲۱۷۱ اللہ کی راہ میں سب سے پہلا تیر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چلایا تھا اور یہ غزوۂ ابوار میں ہوا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب طائف کا محاصرہ فرمایا تو حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قلعے کی دیوار پر چڑھ کر چرخی باندھ کر اسی کے ذریعہ باہر اترے تھے انھیں دیکھکر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "ھذا ابوبکرۃ" یہ چرخی والا ہے، بکرہ کے معنی چرخی کے ہیں۔ ان کا نام نفیع ہے لیکن یہ کنیت نام پر غالب آئی۔ یہ تیئیس غلام کسی نہ کسی طرح طائف کے قلعے سے نکل کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھے ان کے حالات تفصیل سے بیان کیے جا چکے ہیں۔

حدیث ۲۱۷۲

عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ

کی خدمت میں حاضر تھا اور حضور مکہ اور مدینہ کے درمیان جعرانہ میں مقیم تھے اور

وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ

حضور کے ساتھ بلال بھی تھے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی آئے

أَلَا تُنْجِزُ لِي مَا وَعَدْتَّنِي فَقَالَ لَهُ أَبْشِرْ فَقَالَ قَدْ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ

اور انھوں نے کہا آپ نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا کیا اسے پورا نہیں کریں گے؟ تو حضور

مِنْ أَبْشِرْ فَأَقْبَلَ عَلَى أَبِي مُوسٰى وَبِلَالٍ كَهَيْئَةِ الْغَضْبَانِ فَقَالَ رَدَّ

نے اس سے فرمایا تجھے بشارت ہو اس پر انھوں نے کہا، بشارت ہوا بہت کہہ چکے اب حضور نے

الْبُشْرٰى فَاقْبَلَا أَنْتُمَا قَالَا قَبِلْنَا ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ فَغَسَلَ

ابو موسیٰ اور بلال کی طرف رخ فرمایا جیسے غضبناک ہوں اور فرمایا اس نے بشارت رد کردی اب

يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ وَمَجَّ فِيهِ ثُمَّ قَالَ اشْرَبَا مِنْهُ وَأَفْرِغَا عَلٰى

تم دونوں قبول کرو ان دونوں نے عرض کیا ہم نے قبول کیا پھر ایک پیالہ منگایا جس میں پانی تھا

عہ ثانی فرائض باب من ادعی الی غیر ابیہ ص

وَجُوهَكُمَا وَنُحُورَكُمَا وَأَبْشِرَا فَأَخَذَا الْقَدَحَ فَفَعَلَا فَنَادَتْ أُمُّ
اس سے اپنے ہاتھ اور چہرے کو اسمیں دھویا اور کلی کی پھر فرمایا تم دونوں اس میں سے کچھ پی لو اور اپنے چہروں اور
سَلَمَةَ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ أَنْ أَفْضِلَا لِأُمِّكُمَا فَأَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ
سینوں پر ڈال لو اور تمہیں بشارت ہو ان دونوں نے پیالہ لیا، اور حکم کی تعمیل کی، ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
طَائِفَةً۔
نے پردے کے پیچھے سے آواز دی کہ اپنی ماں کے لئے بھی بچا لینا تو ان دونوں نے اسمیں سے کچھ بچا لیا۔

حدیث ۲۱۷۶ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ لَمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى
عبداللہ بن زید بن عاصم نے کہا جب اللہ نے اپنے رسول کو یوم حنین
رَسُولِهِ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَسَمَ فِي النَّاسِ فِي الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَلَمْ يُعْطِ
مال غنیمت عطا فرمایا تو اسے مؤلفۃ القلوب میں تقسیم فرمادیا اور انصار کو کچھ
الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَكَأَنَّهُمْ وَجَدُوا إِذْ لَمْ يُصِبْهُمْ مَا أَصَابَ النَّاسَ
نہیں دیا، اس پر انصار کو غم ہوا کہ انھیں وہ نہیں ملا جو لوگوں کو ملا اس پر رسول اللہ
أَوْ كَأَنَّهُمْ وَجَدُوا إِذْ لَمْ يُصِبْهُمْ مَا أَصَابَ النَّاسَ فَخَطَبَهُمْ فَقَالَ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انصار کو خطبہ دیا اور فرمایا۔ اے گروہ انصار۔ کیا میں نے
يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِي وَكُنْتُمْ
تم کو گمراہ نہیں پایا تھا تو اللہ نے میرے ذریعہ تم کو ہدایت دی کیا تم لوگ
مُتَفَرِّقِينَ فَأَلَّفَكُمُ اللّٰهُ بِي وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللّٰهُ بِي كُلَّمَا قَالَ
جدا جدا نہیں تھے؟ تو اللہ نے تم کو میری واسطہ سے اکٹھا کیا، کیا تم لوگ تنگدست
شَيْئًا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ قَالَ: مَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تُجِيبُوا رَسُولَ
نہیں تھے؟ تو اللہ نے میرے ذریعہ تم کو مالدار کیا حضور جو بھی فرماتے انصار
اللّٰهِ كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ قَالَ لَوْ شِئْتُمْ قُلْتُمْ
عرض کرتے، اللہ اور اس کے رسول سب سے زیادہ احسان فرمانے والے ہیں فرمایا تم کو
جِئْتَنَا كَذَا وَكَذَا أَتَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَ
رسول اللہ کو جواب دینے سے کیا چیز روک رہی ہے حضور کچھ بھی فرماتے انصار عرض کرتے اللہ اور

الْبَعِيرِ وَتَذْهَبُونَ بِالنَّبِيِّ إِلَى رِحَالِكُمْ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً

اس کے رسول زیادہ احسان فرمانے والے ہیں فرمایا اگر تم چاہو تو کہو آپ ہمارے پاس اس حال میں آئے مجھے کیا

مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ

تم لوگ اس پر راضی نہیں کہ لوگ بکری اور اونٹ لے جائیں اور تم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لے کر گھر جاؤ اگر ہجرت

وَشِعْبَهَا۔ الْأَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً

نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا اگر لوگ کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا۔

فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ عہ

انصار شعار ہیں اور لوگ دثار تم لوگ اپنے ساتھ میرے بعد ترجیحی سلوک دیکھوگے تو صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر ملنا۔

تشریحات ۲۱، ۳۲ اس مضمون کی حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی گذر چکی ہے اور اس کے بعد بھی کئی طریقے سے مروی ہے۔ اس کے بعض طرق میں یہ زائد ہے کہ یوم حنین ہوازن، غطفان وغیرہ اپنے مویشیوں اور آل اولاد کے ساتھ مقابلے پر آئے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار تھے اور طلقاء تھے یہ سب لوگ حضور کو چھوڑ کر منتشر ہو گئے یہاں تک کہ تنہا رہ گئے حضور نے دو آوازیں دیں داہنی طرف منھ کر کے فرمایا۔ اے گروہ انصار! انھوں نے عرض کیا حاضر ہیں ہم یا رسول اللہ ہم حضور کے سامنے ہیں۔ پھر بائیں طرف رخ کر کے پکارا اے گروہ انصار! لوگوں نے عرض کیا ہم حاضر ہیں یا رسول اللہ حضور خوش ہوں ہم حضور کے ساتھ ہیں حضور کے سامنے ہیں۔ اور حضور اپنے سفید خچر پر تھے اب اس سے اترے اور فرمایا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ اس کے بعد مشرکین شکست کھا گئے۔ اس دن بہت غنیمت ہاتھ آئی اسے مہاجرین اور طلقاء میں تقسیم کیا اور انصار کو کچھ نہیں دیا اس پر انصار نے کہا جب سختی ہوتی ہے ہم بلائے جاتے ہیں اور غنیمت ہمارے غیروں کو دی جاتی ہے۔ یہ خبر حضور کو پہونچی تو سب انصار کو ایک گول خیمے میں جمع کیا اور فرمایا اے گروہ انصار! یہ کیسی بات ہے جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچی ہے جس پر انصار کرام چپ رہے اب حضور نے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں کہ لوگ دنیا لے جائیں اور تم رسول اللہ کو ساتھ لے جاؤ جنھیں اپنے گھروں میں رکھو۔ انصار نے کہا ہاں ہم راضی ہیں۔

اس باب میں تمام روایتوں پر نظر کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انصار کرام نے یہ دیکھ کر کہ نوازش و اکرام سے ہم اس وقت محروم ہیں دلگیر ہوئے انھوں نے یہ سمجھا کہ شاید حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دل میں اب ہماری وہ وقعت نہ رہی یہ فطری بات ہے کہ محبوب کی نوازش دوسروں پر دیکھ کر اور خود کو محروم پاکر انسان دل شکستہ ہوتا ہے اس پر کچھ نوعمر انصار کرام نے یہ میگوئیاں کی تھیں۔

عہ ثانی التمنی باب ما یجوز من اللو ص ۱۰۷۲ مسلم زکوٰۃ

اس حدیث میں یہ ہے کہ اگر تم چاہو تو کہو آپ ہمارے پاس ایسے آئے تھے ویسے آئے تھے مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت انس ہی سے یہ مروی ہے کہ فرمایا تم کیوں نہیں کہتے کہ آپ ڈرے ہوئے آئے تھے ہم نے آپ کو امن دیا، آپ کی قوم نے آپ کو نکال دیا تھا ہم نے آپ کو جگہ دی آپ کی قوم نے آپ کو چھوڑ دیا تھا ہم نے آپ کی مدد کی بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ آپ تنگدست آئے تھے ہم نے آپ کی مدد کی۔ اس پر انصار کرام نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! بلکہ ہم پر اللہ ورسول کا احسان ہے۔

بَابُ بَعْثِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ اِلٰی بَنِیْ جَذِیْمَۃَ۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی جذیمہ کی جانب بھیجنا۔

ص ۶۲۲

حدیث ۲۱۷۴

عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خالد
وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ اِلٰی بَنِیْ جَذِیْمَۃَ فَدَعَاھُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ
بن ولید کو بنی جذیمہ کی جانب بھیجا انھوں نے ان کو اسلام کی دعوت دی وہ اچھی طرح
فَلَمْ یُحْسِنُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا اَسْلَمْنَا فَجَعَلُوْا یَقُوْلُوْنَ صَبَأْنَا صَبَأْنَا فَجَعَلَ
اسلمنا نہیں کہہ سکتے تھے وہ لوگ "صبانا صبانا" کہنے لگے خالد انھیں قتل کرنے لگے
خَالِدٌ یَقْتُلُ وَیَاْسِرُ وَدَفَعَ اِلٰی کُلِّ رَجُلٍ مِّنَّا اَسِیْرَہٗ حَتّٰی اِذَا کَانَ
اور قید کرنے لگے اور ہم میں سے ہر شخص کو اس کا قیدی دیا یہاں تک کہ ایک دن خالد نے
یَوْمٌ اَمَرَ خَالِدٌ اَنْ یَّقْتُلَ کُلُّ رَجُلٍ مِّنَّا اَسِیْرَہٗ فَقُلْتُ وَاللّٰہِ لَا
حکم دیا کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے قیدی کو قتل کر دے اس پر میں نے کہا کہ میں اپنے قیدی
اَقْتُلُ اَسِیْرِیْ وَلَا یَقْتُلُ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِیْ اَسِیْرَہٗ حَتّٰی قَدِمْنَا
کو قتل نہیں کروں گا اور نہ ہمارے ساتھیوں میں سے کوئی اپنے قیدی کو قتل کرے گا یہاں تک
عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرْنَاہُ لَہٗ فَرَفَعَ النَّبِیُّ
کہ ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے حضور سے واقعہ مذکورہ ذکر کیا تو
صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَہٗ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَبْرَأُ اِلَیْکَ
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو اٹھایا اور فرمایا اے اللہ! خالد نے جو کچھ کیا اس سے میں تیری بارگاہ

مَا صَنَعَ خَالِدٌ مَرَّتَيْنِ عه

میں براءت ظاہر کرتا ہوں۔ دو مرتبہ فرمایا۔

تشریحات

۲۱۷۴ فتح مکہ کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ساڑھے تین سو مہاجرین و انصار کے ساتھ حضرت خالد بن ولید کو بنی کنانہ کی شاخ بنی جذیمہ کی طرف بھیجا یہ مکہ کے نیچے یلملم کے اطراف میں رہتے تھے۔

صبأنا: اس کے معنی دین بدلنے کے ہیں اگر کوئی اسلام قبول کرتا تو قریش کہتے صبأ یعنی اس نے اپنا دین بدل دیا صابی ہو گیا۔ اسی عرف کے مطابق حضرت ابن عمر نے ان کے صبانا صبانا کہنے سے یہ سمجھا کہ یہ واقعی مسلمان ہو گئے ہیں مگر چونکہ یہ لفظ اسلام قبول کرنے میں صریح نہیں تھا اس لئے حضرت خالد نے سمجھا کہ یہ اسلام قبول کرنے سے بہانہ بنا کر انکار کر رہے ہیں ان کو اسلمنا کہنے میں کیا دشواری تھی اس لئے انھوں نے قتل کیا اور قید کیا مگر یہ ان کی خطا تھی اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے براءت ظاہر کی۔ اور چونکہ حضرت خالد نے جو کچھ کیا تھا اور سمجھا تھا اس کا بھی ایک محمل تھا اس لئے قصاص واجب نہیں فرمایا۔

بَابُ سَرِيَّةِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَعَلْقَمَةَ بْنِ مُجَزِّزٍ الْمُدْلِجِيِّ يُقَالُ إِنَّهَا سَرِيَّةُ الْأَنْصَارِ۔

عبد اللہ بن حذافہ سہمی اور علقمہ بن مجزز مدلجی کا سریہ اور اس کو سریۃ الانصار بھی کہا جاتا ہے۔

ص ۶۲۲

حدیث ۲۱۷۵

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَاسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ وَأَمَرَهُمْ
سریہ بھیجا اور اس پر انصار میں سے ایک صاحب کو امیر بنایا اور لشکر کو حکم دیا کہ ان کی اطاعت
أَنْ يُطِيعُوهُ فَغَضِبَ فَقَالَ أَلَيْسَ أَمَرَكُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى
کریں۔ وہ کسی بات پر خفا ہو گئے اور کہا کیا تم کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری اطاعت
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُطِيعُونِي قَالُوا بَلَى؟ قَالَ فَاجْمَعُوا لِي حَطَبًا فَجَمَعُوا
کا حکم نہیں دیا ہے ان لوگوں نے کہا کہ ہاں دیا ہے۔ انھوں نے کہا تو میرے لئے لکڑی

عه احکام: باب اذا قضی الحاکم بجور ص ۱۰۶۶. نسائی سیر، قضا.

فَقَالَ اَوْقِدُوْا نَارًا فَاَوْقَدُوْهَا فَقَالَ ادْخُلُوْهَا فَهَمُّوْا وَجَعَلَ
جمع کرو لوگوں نے جمع کیا انھوں نے کہا اسے جلاؤ لوگوں نے اسے جلایا اب انھوں نے کہا
بَعْضُهُمْ يُمْسِكُ بَعْضًا وَيَقُوْلُوْنَ فَرَرْنَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
اس میں داخل ہو کچھ لوگوں نے داخل ہونے کا ارادہ کیا تو کچھ لوگوں نے انھیں پکڑ لیا اور کہنے لگے
وَسَلَّمَ مِنَ النَّارِ۔ فَمَا زَالُوْا حَتّٰى خَمَدَتِ النَّارُ فَسَكَنَ غَضَبُهٗ فَبَلَغَ النَّبِيَّ
ہم نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن میں پناہ آگ سے بچنے ہی کے لئے لی ہے۔ یہی قصہ رہا یہاں تک کہ آگ
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ دَخَلُوْهَا مَا خَرَجُوْا مِنْهَا اِلٰى يَوْمِ
بجھ گئی اب ان کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا یہ خبر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہونچی تو فرمایا اگر یہ لوگ اس میں داخل
الْقِيٰمَةِ اَلطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ عہ۔
ہوتے تو اس سے قیامت تک نہ نکلتے۔ فرمانبرداری اچھے کام میں ہے۔

۲۱۷۵
تشریحات ربیع الآخر ۹ھ میں تین سو افراد پر حضرت عبد اللہ بن حذافہ سہمی کو امیر بنا کر حبشہ کی جانب بھیجا تھا۔ اس میں یہ قصہ پیش آیا تھا۔ یہ جو فرمایا کہ اگر یہ لوگ اس آگ میں داخل ہو گئے ہوتے تو قیامت تک نہ نکلتے یہ اس بنا پر تھا کہ یہ لوگ اس آگ میں داخل ہونے کو کار ثواب نہیں تو مباح سمجھ کر اپنے آپ کو جلاتے کیونکہ اپنے امیر کے حکم سے داخل ہوتے اور حضور نے خود اطاعت کا حکم دیا تھا ان کو گمان ہوتا کہ یہ کار ثواب ہے حالانکہ یہ خودکشی ہے اور خودکشی حرام ہے۔ آحاد کی روایت میں یہ زائد ہے "لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ" اللہ کی نافرمانی میں طاعت نہیں۔

بَابُ بَعْثِ اَبِيْ مُوْسٰى وَمُعَاذٍ اِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔ صـ۶۲۲

حضرت ابو موسیٰ اور حضرت معاذ کو یمن کی جانب بھیجا حجۃ الوداع سے پہلے۔

۲۱۷۶
حدیث عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
ابو بردہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
وَسَلَّمَ اَبَا مُوْسٰى وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ اِلَى الْيَمَنِ قَالَ بَعَثَ كُلَّ وَاحِدٍ
نے ابو موسیٰ و معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجا ان میں سے ہر ایک کو ایک علاقہ پر بھیجا

عہ الاحکام۔ باب السمع والطاعۃ للامام صـ۱۰۵۸ کتاب اخبار الآحاد۔ باب ماجاء فی اجازۃ الخبر الواحد صـ۱۰۷۶ مسلم مغازی ابوداؤد جہاد نسائی سیر۔

مِنْهُمَا عَلٰى مِخْلَافٍ قَالَ وَالْيَمَنُ مِخْلَافَانِ ثُمَّ قَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا

اور یمن کے دو حصے تھے پھر فرمایا آسانی کرنا دشواری مت کرنا لوگوں کو خوشخبری دینا نفرت

وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا فَانْطَلَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِلٰى عَمَلِهِ قَالَ وَكَانَ

مت دلانا ان میں سے ہر ایک اپنی عملداری میں گیا اور ان میں سے ہر ایک جب اپنے علاقے

كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِذَا سَارَ فِي أَرْضِهِ كَانَ قَرِيبًا مِنْ صَاحِبِهِ أَحْدَثَ

میں دوسرے سے قریب رہتا تو ملاقات کرتا اور سلام کرتا، ایک دفعہ اپنے علاقے میں حضرت

بِهِ عَهْدًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَسَارَ مُعَاذٌ فِي أَرْضِهِ قَرِيبًا مِنْ صَاحِبِهِ

معاذ اپنے ساتھی حضرت ابوموسیٰ کے علاقے کے قریب تھے اور اپنے خچر پر سوار

أَبِي مُوسٰى فَجَاءَ يَسِيرُ عَلٰى بَغْلَتِهِ حَتّٰى انْتَهٰى إِلَيْهِ وَإِذَا هُوَ جَالِسٌ

آئے یہاں تک کہ ان کے پاس پہونچے وہ بیٹھے ہوئے تھے اور وہاں بہت سے لوگ

وَقَدِ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ قَدْ جُمِعَتْ يَدَاهُ إِلٰى

اکٹھا تھے اور ایک شخص تھا جس کے ہاتھ کو اکٹھا کرکے گردن پر باندھ دیا گیا تھا تو

عُنُقِهِ فَقَالَ لَهُ مُعَاذٌ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ أَيُّمَ هٰذَا قَالَ هٰذَا

معاذ نے ان سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انھوں نے بتایا اس نے اسلام قبول کرنے کے بعد

رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ قَالَ لَا أَنْزِلُ حَتّٰى يُقْتَلَ قَالَ إِنَّمَا جِيْءَ بِهِ

کفر کیا ہے تو حضرت معاذ نے کہا میں نہیں اتروں گا جب تک کہ یہ قتل نہ کرلیا جائے۔ حضرت

لِذٰلِكَ فَانْزِلْ قَالَ مَا أَنْزِلُ حَتّٰى يُقْتَلَ فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ ثُمَّ نَزَلَ

ابوموسیٰ نے کہا کہ اسی لئے یہ لایا گیا ہے، اتر جاؤ تو حضرت معاذ نے کہا جب تک یہ قتل نہیں کیا

فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ كَيْفَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَالَ أَتَفَوَّقُهُ تَفَوُّقًا قَالَ

جائے گا میں نہیں اتروں گا تو انھوں نے حکم دیا اور وہ قتل کردیا گیا، پھر اترے پھر حضرت معاذ نے پوچھا

فَكَيْفَ تَقْرَأُ أَنْتَ يَا مُعَاذُ قَالَ أَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ فَأَقُوْمُ وَقَدْ

اے عبداللہ تم قرآن کیسے پڑھتے ہو؟ تو انھوں نے کہا کہ میں وقفے وقفے سے پڑھتا ہوں تو انھوں نے پوچھا

قَضَيْتُ جُزْئِي مِنَ النَّوْمِ فَأَقْرَأُ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لِي فَأَحْتَسِبُ نَوْمَتِي

اے معاذ! تم کیسے پڑھتے ہو؟ انھوں نے کہا میں شروع رات میں سو جاتا ہوں پھر اٹھتا ہوں اور میں اپنی نیند کا ایک حصہ

كَمَا أَحْتَسِبُ قَوْمَتِي ۔

پورا کرلیتا ہوں، پھر پڑھتا ہوں جو اللہ نے میرے مقدر میں لکھا ہے تو میں اپنی نیند کو بھی ثواب میں شمار کرتا ہوں جیسا کہ قیام کو شمار کرتا ہوں ۔

حدیث ۲۱۷۷

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ فَسَأَلَهُ عَنْ أَشْرِبَةٍ تُصْنَعُ بِهَا فَقَالَ وَمَا هِيَ قَالَ الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ فَقُلْتُ لِأَبِي بُرْدَةَ وَمَا الْبِتْعُ؟ قَالَ نَبِيذُ الْعَسَلِ وَالْمِزْرُ نَبِيذُ الشَّعِيرِ فَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی جانب بھیجا، انھوں نے حضور سے ان شرابوں کے بارے میں پوچھا جو وہاں بنائی جاتی تھیں، فرمایا کیا ہے وہ؟ انھوں نے کہا، بتع اور مزر، میں نے ابو بردہ سے پوچھا بتع کیا ہے؟ کہا شہد کی نبیذ اور مزر جو کی نبیذ، فرمایا ہر نشہ آور حرام ہے ۔

تشریحات ۲۱۷۷

یہ دونوں حدیثیں حقیقت میں ایک ہی ہیں جیسا کہ اس کے بعد والی روایت سے یہ ظاہر ہے۔ مخلاف کے معنیٰ حصہ کے ہیں جس کو صوبے سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ یمن کے بالائی حصے عدن کی سمت کا حاکم حضرت معاذ کو بنایا تھا اور نشیبی علاقہ حضرت ابو موسیٰ کو سپرد کیا تھا۔ بعد والی روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابو موسیٰ نے کہا کہ میں کھڑے ہونے کی حالت میں بھی پڑھتا ہوں اور بیٹھنے کی حالت میں بھی اور اپنی سواری پر بھی۔ اور وقفے وقفے سے پڑھتا ہوں اسی میں یہ بھی ہے کہ جو شخص مرتد ہوا تھا یہ پہلے یہودی تھا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

حدیث ۲۱۷۸

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ أَنَّ مُعَاذًا لَمَّا قَدِمَ الْيَمَنَ صَلَّى بِهِمُ الصُّبْحَ فَقَرَأَ وَاتَّخَذَ اللهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا" فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَقَدْ قَرَّتْ عَيْنُ أُمِّ إِبْرَاهِيمَ ۔

عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ جب یمن آئے تو انھوں نے انھیں صبح کی نماز پڑھائی جس میں یہ آیت تلاوت کی ۔ اور اللہ نے ابراہیم کو خلیل بنایا۔ تو قوم میں سے ایک شخص نے کہا۔ ابراہیم کی والدہ کی آنکھ ٹھنڈی ہوئی ۔

بَابُ بَعْثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ إِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ ۲۲۳

حضرت علی بن ابی طالب اور خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حجۃ الوداع سے پہلے یمن بھیجا۔

حدیث ۲۱۷۹

عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ ثُمَّ بَعَثَ عَلِيًّا بَعْدَ ذٰلِكَ مَكَانَهُ فَقَالَ مُرْ أَصْحَابَ خَالِدٍ مَنْ شَاءَ مِنْهُمْ أَنْ يُعَقِّبَ مَعَكَ فَلْيُعَقِّبْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُقْبِلْ فَكُنْتُ فِيْمَنْ عَقَّبَ مَعَهُ قَالَ فَغَنِمْتُ أَوَاقِيَ ذَوَاتِ عَدَدٍ۔

ابو اسحاق نے کہا کہ میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے سنا کہ فرمایا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کے ساتھ یمن بھیجا پھر حضرت علی کو اس کے بعد ان کی جگہ بھیجا اور فرمایا، خالد کے ساتھیوں سے کہو ان میں سے جو دوبارہ تمہارے ساتھ جانا چاہے وہ جائے اور جو چاہے مدینہ لوٹ آئے۔ حضرت براء نے کہا میں ان لوگوں میں تھا جو ان کے ساتھ گیا تھا۔ تو مجھے کئی عدد اوقیے مال غنیمت ملا۔

تشریحات ۲۱۷۹

غزوۂ طائف سے فراغت کے بعد جعرانہ میں مال غنیمت تقسیم کر لینے کے بعد ان لوگوں کو یمن بھیجا تھا۔ اواق۔ اوقیہ کی جمع ہے ایک اوقیہ چالیس درم چاندی کا ہوتا تھا۔

حدیث ۲۱۸۰

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا إِلٰى خَالِدٍ لِيَقْبِضَ الْخُمُسَ وَكُنْتُ أُبْغِضُ عَلِيًّا وَقَدِ اغْتَسَلَ فَقُلْتُ لِخَالِدٍ أَلَا تَرٰى إِلٰى هٰذَا فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ يَا بُرَيْدَةُ أَتُبْغِضُ عَلِيًّا فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَا تُبْغِضْهُ فَإِنَّ لَهُ فِي الْخُمُسِ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ۔

حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خالد کے پاس بھیجا تاکہ خمس وصول کریں۔ بریدہ نے کہا، میں حضرت علی سے کدورت رکھتا تھا، انھوں نے غسل کر لیا تھا تو میں نے خالد سے کہا آپ انھیں نہیں دیکھتے جب ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے میں نے حضور سے اس کا تذکرہ کیا تو دریافت فرمایا اے بریدہ؟ تم علی سے کدورت رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں! فرمایا ان سے کدورت مت رکھو خمس میں ان کا اس سے زیادہ حق ہے۔

تشریحات ۲۱۸۰ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے حضرت خالد بن ولید کو بھیجا تھا جہاد کے لئے۔ پھر بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ مال غنیمت سے خمس وصول کرلیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خمس میں سے ایک کنیز اپنے حصے میں لے لیا۔ اور پھر رات میں اس سے ہم بستری کی، یہ بات حضرت بریدہ کو ناگوار گذری دو وجہ سے، ایک تو یہ کہ بغیر استبراء کے انھوں نے کنیز سے وطی کی دوسرے یہ کہ انھوں نے از خود کنیز کو اپنے لئے چن لیا، چاہئے یہ تھا کہ خمس وصول کرکے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے مستحقین میں تقسیم فرماتے یہ عام شراح کا خیال ہے۔ مگر حدیث کا سیاق یہ بتا رہا ہے کہ حضرت بریدہ کو ناگواری اس بنا پر ہوئی کہ انھوں نے یہ سمجھا کہ حضرت علی نے اپنے حق سے زیادہ لے لیا تھا اس پر قرینہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ خمس میں ان کا حق اس سے زیادہ ہے، لیکن شراح کا اشکال بھی اپنی جگہ پر درست ہے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ہو سکتا ہے وہ کنیز نابالغہ رہی ہو یا کنواری رہی ہو اور حضرت علی کا مسلک یہی رہا ہو کہ نابالغ یا کنواری کنیز کے لئے استبراء ضروری نہیں اس لئے کہ استبراء اس اطمینان کے لئے مشروع ہے کہ کہیں یہ حاملہ نہ ہو اور جب وہ نابالغ ہے تو استقرار حمل کا شبہ ہی نہیں اور کنواری ہونا اس کی دلیل ہے کہ ابھی اس کے ساتھ ہمبستری نہیں کی گئی ہے پھر حمل کے شبہے کی گنجائش نہیں، دوسرے اشکال کا جواب یہ دیا گیا کہ جس طرح امام کو یہ حق ہے کہ مال غنیمت میں سے جو چاہے اپنے لئے چن لے اسی طرح امام کے نائب کو بھی یہ حق ہے، اسی بنا پر حضرت علی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہونے کی حیثیت سے اس کنیز کو اپنے لئے خاص کر لیا تھا۔

بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ ص ۶۲۵

غزوۂ ذات سلاسل

حدیث ۲۱۸۱

وَهِيَ غَزْوَةُ لَخْمٍ وَجُذَامٍ قَالَهُ إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ وَ
اسمٰعیل بن ابی خالد نے کہا کہ یہ غزوۂ لخم و جذام ہے اور ابن اسحٰق نے عروہ
قَالَ ابْنُ إِسْحٰقَ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عُرْوَةَ هِيَ بِلَادُ بَلِيٍّ وَعُذْرَةَ
سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ یہ بلاد بلی اور عذرہ اور بنی القین ہے۔
وَبَنِي الْقَيْنِ۔

تشریحات ۲۱۸۱ غزوۂ موتہ کے بعد جمادی الآخرہ ۸ھ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر لشکر بنا کر تین سو مجاہدین کے ساتھ

بھیجا تھا پھر بعد میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو سو افراد کے ساتھ بھیجا اور انھیں حکم دیا کہ عمرو کے ساتھ شامل ہو جاؤ اور آپس میں اختلاف مت کرنا وہاں پہونچ کر حضرت ابو عبیدہ نے چاہا کہ نماز پڑھائیں تو حضرت عمرو بن عاص نے روک دیا اور کہا آپ مدد کے لئے آئے ہیں۔ امیر میں ہوں، حضرت ابو عبیدہ نے اسے مان لیا، اس غزوے کا سبب یہ تھا کہ یہ اطلاع ملی کہ قضاعہ کے کچھ لوگ فوج اکٹھا کر رہے ہیں تاکہ مدینے پر حملہ کریں۔ اس غزوے میں ان کی ماتحتی میں حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے، دشمن کی سرزمین پر پہونچ کر مجاہدین نے چاہا کہ آگ جلائیں، حضرت عمرو بن عاص نے روک دیا، لوگوں نے حضرت ابوبکر سے شکایت کی، انھوں نے فرمایا کہ کوئی آگ نہ جلائے ورنہ اس کو اسی میں جھونک دوں گا، دشمن سے مقابلہ ہوا، دشمن شکست کھا کر بھاگے، لوگوں نے تعاقب کرنا چاہا تو حضرت عمرو بن عاص نے منع فرما دیا واپس ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی، حضور نے ان سے دریافت فرمایا تو حضرت عمرو بن عاص نے عرض کیا میں نے آگ جلانے سے اس لئے منع کیا کہ ہم تعداد میں تھوڑے تھے دشمن دیکھ لیتے اور تعاقب سے اس لئے روکا کہ اس کا اندیشہ تھا کہیں دشمن کی کسی طرف سے مدد نہ آ جائے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی تحسین کی۔ اس غزوے کو ذات السلاسل اس لئے کہتے ہیں کہ دشمن نے اپنے پاؤں میں زنجیریں ڈال لی تھیں تاکہ ہم بھاگیں نہ۔ اور ایک قول یہ ہے کہ وہاں ایک تالاب تھا جس کا نام سلسل تھا یہ قبائل وادی القریٰ کے پیچھے رہتے تھے مدینے سے ان کا فاصلہ دس دن کا تھا، یہ سب یمنی قبائل ہیں بنی قضاعہ کی شاخ۔ حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم کے ہوتے ہوئے حضرت عمرو بن عاص کو امیر لشکر اس بنا پر بنایا تھا کہ ان کی والدہ قبیلہ بلی سے تھیں، ان کے امیر ہونے سے ان قبائل کی تالیف قلب منظور تھی۔

بَابُ ذِهَابِ جَرِيْرٍ اِلَى الْيَمَنِ ۶۲۵

جریر رضی اللہ عنہ کا یمن جانا۔

۲۱۸۲ حدیث

عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنْتُ
حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں یمن میں تھا، میں نے یمن کے
بِالْيَمَنِ فَلَقِيْتُ رَجُلَيْنِ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ ذَا كَلَاعٍ وَذَا عَمْرٍو
دو شخص ذو کلاع اور ذو عمرو سے ملاقات کی۔ میں ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
فَجَعَلْتُ اُحَدِّثُهُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وسلم کے حالات بیان کرنے لگا تو ذو عمرو نے کہا۔ کہ تم جو اپنے
فَقَالَ لَهٗ ذُوْ عَمْرٍو لَئِنْ كَانَ الَّذِيْ تَذْكُرُ مِنْ اَمْرِ صَاحِبِكَ
صاحب کی بات بیان کرتے ہو اگر صحیح ہے تو ان کی وفات کو تین

لَقَدْ مَرَّ عَلٰى أَجَلِهٖ مُنْذُ ثَلَاثٍ وَأَقْبَلَا مَعِي حَتّٰى إِذَا كُنَّا فِي بَعْضِ
دن گذر چکے ہیں۔ وہ دونوں میرے ساتھ آگے چلے راستے ہی میں مدینے
الطَّرِيقِ رُفِعَ لَنَا رَكْبٌ مِنْ قِبَلِ الْمَدِينَةِ وَسَأَلْنَاهُمْ فَقَالُوا قُبِضَ
کی طرف سے آئے ہوئے کچھ سوار ہم کو ملے ہم نے ان سے پوچھا۔ توان لوگوں نے
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ وَالنَّاسُ
کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے اور ابو بکر خلیفہ بنائے گئے ہیں اور لوگ
صَالِحُونَ فَقَالَا أَخْبِرْ صَاحِبَكَ أَنَّا قَدْ جِئْنَا وَلَعَلَّنَا سَنَعُودُ إِنْ شَاءَ
خوش ہیں اس پر ان دونوں نے کہا، اپنے صاحب کو خبر دو کہ ہم یہاں تک آگئے ہیں اور اب ہم
اللّٰهُ وَرَجَعْنَا إِلَى الْيَمَنِ فَأَخْبَرْتُ أَبَا بَكْرٍ بِحَدِيثِهِمْ قَالَ أَفَلَا
واپس جارہے ہیں انشاء اللہ ہو سکتا ہے ہم پھر لوٹیں پس دونوں یمن لوٹ گئے۔ میں نے حضرت
جِئْتَ بِهِمْ فَلَمَّا كَانَ بَعْدُ قَالَ لِي ذُو عَمْرٍو يَا جَرِيرُ إِنَّ بِكَ
ابو بکر کو ان کی بات بتائی تو انھوں نے فرمایا انھیں لایا کیوں نہیں؟۔ اس کے بعد مجھ سے ذو عمرو نے
عَلَيَّ كَرَامَةً وَإِنِّي مُخْبِرُكَ خَبَرًا أَنَّكُمْ مَعْشَرَ الْعَرَبِ لَنْ تَزَالُوا
کہا اے جریر! تمہارا مجھ پر احسان ہے میں تم کو ایک خبر بتا رہا ہوں، اے گروہ عرب! تم لوگ
بِخَيْرٍ مَا كُنْتُمْ إِذَا هَلَكَ أَمِيرٌ تَأَمَّرْتُمْ فِي آخَرَ فَإِذَا كَانَتْ بِالسَّيْفِ
ہمیشہ خیر سے رہو گے جب تک ایک امیر کے مرنے کے بعد باہمی مشورے سے امیر بناؤ گے اور جب امارت تلوار سے حاصل کی
كَانُوا مُلُوكًا يَغْضَبُونَ غَضَبَ الْمُلُوكِ وَيَرْضَوْنَ رِضَى الْمُلُوكِ۔
جائیگی تو بادشاہ ہو جائیں گے، بادشاہوں کی طرح ناراض ہوں گے اور بادشاہوں کی طرح خوش ہوں گے۔

تشریحات ۲۱۸۲

حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور نے ذو الخلصہ بت خانے کو ڈھانے کے لئے بھیجا تھا اور ایک بار اہل یمن کے مشرکین سے جہاد کے لئے بھیجا تھا، اہل سیر میں سے کچھ لوگوں نے یہ کہا ہے کہ ذو الخلصہ ڈھانے کے لئے بعد میں بھیجا تھا لیکن یہ صحیح نہیں اس لئے کہ اس واقعہ میں تصریح ہے کہ حضرت جریر راستے ہی میں تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اس لئے ظاہر یہ ہے کہ ذو الخلصہ ڈھانے کے لئے پہلے بھیجا تھا اور یہ واقعہ بعد میں پیش آیا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب ذو الخلصہ ڈھانے کے لئے بھیجا تھا اسی وقت یہ واقعہ بھی پیش آیا ہو۔

ذوالکلاع اور ذوعمرو یہ یمن کے ملوک میں سے تھے، یہ دونوں مدینہ طیبہ حاضری کے ارادے سے چلے تھے جب ان کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کی خبر ملی تو واپس یمن لوٹ گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ہجرت کرکے مدینہ طیبہ واپس ہوئے۔ ذوالکلاع جب مدینہ طیبہ کو ہوئے تو ان کے ساتھ بارہ ہزار غلام تھے، حضرت عمر نے ان سے کہا کہ انھیں بیچ دو اور ان کی قیمت سے روانگی کا سامان کرو تو ذوالکلاع نے کہا نہیں یہ سب آزاد ہیں۔ ذوعمرو نے حضرت جریر سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال سن کر جریر سے کہا کہ تین دن ہوا ان کا وصال ہو چکا ہے، یہ انھوں نے کیسے کہا؟ ـــ شارحین میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ کسی خفیہ ذریعہ سے انھیں معلوم ہو چکا ہو یا ہو سکتا ہے کہ یہ جاہلیت میں کاہن رہے ہوں اور اسلام میں محدَّث یعنی مُلہَم رہے ہوں۔ یا ہو سکتا ہے کہ انھوں نے اگلی کتابیں پڑھی ہوں اس سے ان کو یہ معلوم ہوا ہو، کیونکہ یمن میں یہودی پہونچ گئے تھے۔ حضرت علامہ ابن حجر نے اسی کو ترجیح دی۔

بَاب غَزْوَةِ سَيْفِ الْبَحْرِ ص ۶۲۵

غزوہ سیف البحر

وَهُمْ يَتَلَقَّوْنَ عِيرَ الْقُرَيْشِ وَأَمِيرُهُمْ أَبُو عُبَيْدَةَ۔

اس غزوے والے قریش کے قافلے کی تاک میں نکلے تھے اور ان کے امیر ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

سیف۔ کے معنی ساحل کے ہیں، حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین سو مجاہدین کے ساتھ سمندر کے ساحل کی طرف بھیجا تھا، اسی لیے اس کا نام غزوہ سیف البحر ہے۔ اس کی پوری تفصیل کتاب الشرکۃ جلد پنجم ص ۴۲۶ میں گذر چکی ہے۔ یہاں بطریق علی بن عبد اللہ جو روایت ہے اس کے آخر میں یہ ہے۔

حدیث ۲۱۸۳

وَكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ نَحَرَ ثَلَاثَ
اور قوم میں ایک صاحب تھے جنھوں نے تین اونٹ ذبح کیے پھر تین اونٹ ذبح کیے
جَزَائِرَ ثُمَّ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ إِنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ نَهَاهُ وَكَانَ عَمْرٌو
پھر تین اونٹ ذبح کیے۔ پھر ابو عبیدہ نے ان کو منع کر دیا۔ اور عمرو بن دینار کہتے تھے کہ ابو صالح
يَقُولُ أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ لِأَبِيهِ كُنْتُ فِي
نے خبر دی کہ قیس بن سعد نے اپنے والد سے کہا میں لشکر میں تھا تو لوگ بھوکے ہوئے ان کے
الْجَيْشِ فَجَاعُوا قَالَ انْحَرْ قَالَ نَحَرْتُ قَالَ ثُمَّ جَاعُوا قَالَ انْحَرْ
والد نے کہا تم کو ذبح کرنا چاہیے تھا انھوں نے کہا میں نے اونٹ ذبح کیا اس کے بعد پھر بھوکے

قَالَ نَحَرْتُ ثُمَّ جَاعُوْا قَالَ انْحَرْ قَالَ نَحَرْتُ قَالَ ثُمَّ جَاعُوْا
ہوئے ان کے والد نے کہا تمکو اونٹ ذبح کرنا چاہئے تھا انھوں نے کہا میں نے ذبح کیا، پھر لوگ بھوکے ہوئے ان کے
قَالَ انْحَرْ قَالَ نُهِيْتُ ۔
والد نے کہا تمکو اونٹ ذبح کرنا چاہئے تھا انھوں نے کہا میں نے ذبح کیا انھوں نے کہا پھر لوگ بھوکے ہوئے انھوں نے
کہا کہ تم کو اونٹ ذبح کرنا چاہئے تھا انھوں نے کہا مجھے روک دیا گیا۔

تشریحات جزائر۔ جزور کی جمع ہے جس کے معنی اونٹ کے ہیں، نر ہو یا مادہ ویسے لفظ جزور مؤنث ہے۔ ۲۱۸۲ یہ صاحب حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے جو خزرج کے سردار تھے، حضرت قیس بن سعد بہت قد آور بہادر سخی اور عقلمند شخص تھے، ان کا شمار دہاۃ العرب میں سے ہے، حضرت علی اور حضرت معاویہ کے اختلاف میں یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص حامیوں، ان کے خصوصی معتمد تھے۔ ایک دفعہ ایک عورت ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا کہ ہمارا یہ حال ہے کہ ہمارے گھر کے چوہے لاٹھی کے سہارے چلتے ہیں یعنی کھانے کو کچھ نہیں، بھوک سے چوہوں کا یہ حال ہو گیا ہے تو حضرت قیس نے فرمایا کہ چل میں ایسا کر دوں گا کہ شیر کی طرح اچھلیں گے کودینگے۔ پھر انھوں نے اس عورت کا گھر کھانے پینے کے سامان سے بھر دیا۔

باب حَجِّ اَبِیْ بَکْرٍ بِالنَّاسِ فِیْ سَنَةِ تِسْعٍ ص ۶۲۶
حضرت ابو بکر کا لوگوں کو سنہ ۹ھ میں حج کرانا۔

سنہ ۹ھ میں چونکہ عرب کے دور دراز علاقوں سے وفود کی آمد کا سلسلہ تھا اس لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر الحج بنا کر بھیجا، ان کے ہمراہ تین سو صحابہ کرام تھے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیس اونٹ قربانی کے لئے بھیجے تھے پھر بعد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا کہ وہ سورۂ برارت وہاں جا کر اعلانیہ سب کو سنا دیں۔

حضرت علی کو اس لئے بھیجا تھا کہ اس میں ان ساری مراعات کے ختم ہونے کا اعلان تھا جو مشرکین کو حاصل تھیں چونکہ اہل عرب کا دستور تھا کہ کسی معاہدہ کے ختم ہونے کا اعلان وہی کرتا جو معاہد کے اہل بیت میں سے ہوتا۔ اس کی پوری تفصیل کتاب الحج میں گذر چکی ہے۔

۲۱۸۳ **حدیث** عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اٰخِرُ
حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سب سے آخر میں پوری سورہ
سُوْرَةٍ نَزَلَتْ كَامِلَةً سُوْرَةُ بَرَاءَةَ وَاٰخِرُ سُوْرَةٍ نَزَلَتْ خَاتِمَةُ
سورۂ برات نازل ہوئی ہے اور آخری سورہ سورۂ نساء کی اخیر یہ آیت نازل ہوئی۔

سُوْرَۃُ النِّسَاءِ - یَسْتَفْتُوْنَکَ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلٰلَۃِ ؏

آپ سے لوگ پوچھتے ہیں فرمادو اللہ کلالہ کے بارے میں حکم دیتا ہے۔

تشریحات ۲۱۸۴ اس کی بحث گذر چکی کہ اخیر آیت کون نازل ہوئی، یہاں مراد یہ ہے کہ سورۂ نساء کی سب اخیر کی یہ آیت نازل ہوئی، یہاں روایت میں "و آخر سورۃٍ من النساء" ہے لیکن صحیح آخِرُ اٰیَۃٍ ہے۔ کلالہ اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے بعد نہ باپ چھوڑے نہ اولاد۔

بَابٌ قَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ غَزْوَۃُ عُیَیْنَۃَ بْنِ حِصْنِ بْنِ حُذَیْفَۃَ بْنِ بَدْرٍ بَنِی الْعَنْبَرِ مِنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ بَعَثَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیْہِمْ فَاَغَارَ وَاَصَابَ مِنْھُمْ نَاسًا وَسَبٰی مِنْھُمْ نِسَاءً۔ ص ۶۲۶

عیینہ بن حصن ابن حذیفہ بن بدر کا غزوہ بنی تمیم کی شاخ بنی عنبر کے ساتھ عیینہ کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنی عنبر کی جانب بھیجا انھوں نے ان پر اچانک حملہ کیا ان میں سے بہت سے مردوں اور عورتوں کو قید کیا۔

توضیح سنہ ۹ھ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پچاس آدمیوں کے ساتھ بنی تمیم کی شاخ بنی عنبر کی سرکوبی کے لئے بھیجا تھا، انھوں نے ان پر حملہ کرکے گیارہ مرد گیارہ عورتوں اور تیس بچوں کو گرفتار کیا اور مدینہ طیبہ لے کر حاضر ہوئے۔ اسی پر بنی تمیم کے رؤسا خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے اور حجرے کے باہر کھڑے ہوکر چیخ چیخ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آوازیں دی تھیں۔ اس کارروائی کا سبب یہ تھا کہ بنی تمیم نے بنی خزاعہ کے کچھ لوگوں کو لوٹا تھا بنی خزاعہ حضور کے حلیف تھے۔

حدیث ۲۱۸۵ اِنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الزُّبَیْرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَخْبَرَھُمْ اَنَّہٗ

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خبر دی کہ بنی تمیم کے کچھ

قَدِمَ رَکْبٌ مِّنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

سوار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ابوبکر نے کہا قعقاع

فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدِ بْنِ زُرَارَۃَ قَالَ عُمَرُ بَلْ

بن معبد بن زرارہ کو ان کا امیر بنایئے حضرت عمر نے کہا نہیں اقرع بن حابس

؏ ثانی تفسیر باب یستفتونک قل اللہ یفتیکم ص ۶۶۳۔ باب قولہ براءۃ من اللہ ورسولہ ص ۶۷۱ فرائض باب یستفتونک قل اللہ ص ۹۹۸

أَمِّرِ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ مَا أَرَدْتَ إِلَّا خِلَافِيْ قَالَ
کو امیر بنایئے ابو بکر نے کہا کہ تم صرف مجھ سے اختلاف کے ارادے سے یہ بات کہہ رہے ہو
عُمَرُ مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ فَتَمَارَيَا حَتّٰى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَنَزَلَ
حضرت عمر نے کہا میں نے آپ کے اختلاف کا ارادہ نہیں کیا دونوں آپس میں الجھ پڑے یہاں تک کہ ان کی
فِيْ ذٰلِكَ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ
آوازیں بلند ہو گئیں اسی بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے
حَتّٰى انْقَضَتْ عه
آگے نہ بڑھو۔ سورۂ حجرات کی دوسری آیت تک۔

تشریحات

۲۱۸۵ اعتصام اور تفسیر باب تنابزوا ید عاء بالکفر بعد الاسلام میں ابن ابی ملیکہ سے مرسلا یہ مروی ہے کہ دونوں برگزیدہ ابو بکر و عمر قریب تھا کہ ہلاک ہو جاتے انھوں نے اپنی آوازوں کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور بلند کر دیا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے اتارا۔ اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو اخیر آیت تک، ابن زبیر نے کہا کہ اس کے بعد حضرت عمر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ عرض نہ کرتے جب تک کہ حضور ان سے پوچھتے نہیں، اور انھوں نے اپنے نانا یعنی حضرت ابو بکر کے بارے میں کچھ ذکر نہیں کیا۔ کتاب الاعتصام میں یہ زائد ہے کہ عظیم تک نازل ہوئی یعنی دو آیتیں۔ نیز یہ بھی زائد ہے کہ حضرت عمر اس کے بعد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی بات کرتے تو رازداروں کی طرح کرتے، ان روایتوں میں تنافی نہیں ہو سکتا ہے کہ شروع سورہ سے لے کر تین آیتیں نازل ہوئیں۔ بعض راویوں نے اختصار کر دیا ہے۔

بَابُ وَفْدِ بَنِيْ حَنِيْفَةَ وَحَدِيْثِ ثُمَامَةَ بْنِ أُثَالٍ۔

بنی حنیفہ کا وفد اور ثمامہ بن اثال کا قصہ۔

ص ۶۲۷

WWW.NAFSEISLAM.COM

توضیح

بنی حنیفہ کا وفد ۹ھ میں فتح مکہ کے بعد آیا تھا جس میں مسیلمہ کذاب بھی تھا اس کے ساتھ سترہ ۱۷ آدمی تھے اور حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ فتح مکہ سے پہلے پیش آیا تھا۔ حضرت امام بخاری نے بنی حنیفہ کے وفد کے ساتھ ثمامہ بن اثال کا قصہ صرف اس لئے ذکر کر دیا ہے کہ یہ بھی بنی حنیفہ سے تھے، مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کا پورا قصہ علامات نبوت میں بیان ہو چکا ہے اور حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ بھی کتاب الصلوٰۃ میں اختصار کے ساتھ مذکور ہے۔ یہاں پوری

عه ثانی: تفسیر حجرات باب لا ترفعوا اصواتکم ص ۷۱۸، وباب قولہ ان الذین ینادونک... ص ۷۱۸ والاعتصام باب ما یکرہ من التعمق والتنازع ص ۱۰۸۴۔ ترمذی: تفسیر، قضا۔

تفصیل کے ساتھ ہے اس لئے پھر ذکر کر دیتے ہیں۔

حدیث ۲۱۸۶ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ سَعِیْدٍ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ سوار

تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْلًا قِبَلَ

نجد کی جانب بھیجے تھے یہ لوگ بنی حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ لائے جن کو ثمامہ بن اثال کہا جاتا

نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِیْ حَنِیْفَةَ یُقَالُ لَهٗ ثُمَامَةُ بْنُ اُثَالٍ فَرَبَطُوْهُ

تھا لوگوں نے ان کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون سے باندھ دیا نبی صلی اللہ

بِسَارِیَةٍ مِّنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ اِلَیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ

تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا؟ تیرے پاس کیا

وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا عِنْدَكَ یَا ثُمَامَةُ! فَقَالَ عِنْدِیْ خَیْرٌ یَا مُحَمَّدُ! اِنْ

ہے؟ اے ثمامہ! انھوں نے عرض کیا میرے پاس خیر ہے اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

تَقْتُلْنِیْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَاِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰی شَاکِرٍ وَاِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ الْمَالَ

اگر آپ قتل کریں گے تو خون کے مجرم کو قتل کریں گے اور اگر آپ احسان کریں گے تو احسان

فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ فَتَرَکَهٗ حَتّٰی کَانَ الْغَدُ ثُمَّ قَالَ لَهٗ مَا عِنْدَكَ

ماننے والے پر احسان کریں گے۔ اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو فرمائیے کتنا چاہیے حضور نے ان کو یونہی

یَا ثُمَامَةُ! قَالَ عِنْدِیْ مَا قُلْتُ لَكَ اِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰی شَاکِرٍ فَتَرَکَهٗ

چھوڑ دیا پھر دوسرے دن ان سے پوچھا کیا ہے تیرے پاس اے ثمامہ! انھوں نے عرض کیا

حَتّٰی کَانَ بَعْدَ الْغَدِ فَقَالَ مَا عِنْدَكَ یَا ثُمَامَةُ؟ فَقَالَ عِنْدِیْ

میرے پاس وہی ہے جو میں نے آپ سے عرض کیا تھا اگر آپ احسان کریں گے

مَا قُلْتُ لَكَ فَقَالَ اَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ۔ فَانْطَلَقَ اِلٰی نَخْلٍ قَرِیْبٍ مِّنَ

تو احسان ماننے والے پر احسان کریں گے۔ پھر حضور نے ان کو یونہی چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ جب تیسرا

الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ

دن آیا تو پھر پوچھا کیا ہے تیرے پاس اے ثمامہ! انھوں نے عرض کیا وہی ہے جو میں نے آپ سے عرض

اِلَّا اللّٰهُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ يَا مُحَمَّدُ! وَاللّٰهِ مَا كَانَ عَلَى الْاَرْضِ
کیا تھا اب فرمایا ثمامہ کو کھول دو وہ مسجد سے قریب ایک کھجور کے باغ میں گئے اور غسل کیا
وَجْهٌ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ وَّجْهِكَ فَقَدْ اَصْبَحَ وَجْهُكَ اَحَبَّ الْوُجُوْهِ
پھر مسجد میں آئے اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اِلَيَّ وَاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ دِيْنٍ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ دِيْنِكَ فَاَصْبَحَ دِيْنُكَ
اللہ کے رسول ہیں۔ اے محمد! بخدا زمین پر کوئی چہرہ آپ کے چہرے سے زیادہ مجھے مبغوض نہیں تھا اور
اَحَبَّ الدِّيْنِ اِلَيَّ وَاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ
اب آپ کا چہرہ سب چہروں سے زیادہ محبوب ہو گیا۔ بخدا کوئی دین آپ کے دین سے زیادہ مجھے ناپسند
فَاَصْبَحَ بَلَدُكَ اَحَبَّ الْبِلَادِ اِلَيَّ وَاِنَّ خَيْلَكَ اَخَذَتْنِيْ وَاَنَا اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ
نہیں تھا اور اب آپ کا دین سب دین سے زیادہ پسند ہو گیا۔ بخدا آپ کے شہر سے زیادہ کوئی شہر
فَمَاذَا تَرٰى؟ فَبَشَّرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَهٗ
مجھے مبغوض نہیں تھا اور اب آپ کا شہر سارے شہروں سے زیادہ محبوب ہو گیا۔ آپ کے سواروں نے مجھے
اَنْ يَّعْتَمِرَ فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ لَهٗ قَائِلٌ صَبَوْتَ؟ قَالَ لَا وَلٰكِنْ
پکڑ لیا اور میں عمرے کے ارادے سے جا رہا تھا میرے بارے میں کیا فرماتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا
نے ان کو بشارت دی اور انھیں حکم دیا کہ عمرہ کر لیں، اور جب وہ مکہ آئے تو ایک کہنے والے نے ان سے کہا تم
وَاللّٰهِ لَا يَاْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتّٰى يَاْذَنَ فِيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى
صابی ہو گئے انھوں نے کہا نہیں؟ میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان ہوا ہوں بخدا تمہارے پاس
اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔
یمامہ سے گیہوں کا ایک دانہ نہیں آئے گا یہاں تک کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجازت دیں۔

تشریحات

۲۱۸۶

حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمامہ کے باشندے بنی حنیفہ کے رؤسا میں سے تھے اسلام لانے کے بعد فضلاء صحابہ میں ان کا شمار ہونے لگا۔

"ذادم" کے ایک معنی یہ ہیں کہ آپ ایسے شخص کو قتل کریں گے جو رئیس اور عزت والا ہے اس کے خون کی قیمت ہے اس کا قتل کرنا بڑی بات ہے۔ اور ایک معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے کسی

کو قتل کیا ہے اس کے قصاص میں اسے قتل کرنا مطلوب ہے۔ یہاں ایک روایت "ذا ذمۃ" بھی ہے جس کے معنی لازم حرمت و عزت کے ہیں۔ زمانۂ قید میں ان کے سامنے جتنا کھانا رکھا جاتا سب کھا جاتے اور ان کا پیٹ نہیں بھرتا۔ مسلمان ہونے کے بعد جب کھانا پیش کیا گیا تو بہت تھوڑا کھایا اس پر لوگوں کو تعجب ہوا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے اور مومن ایک آنت میں۔

جب ان سے کہا گیا کہ تم صابی ہو گئے۔ انھوں نے جواب دیا نہیں بلکہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ یہ ان کی غیرت ایمانی کی آواز تھی انھوں نے یہ بتایا کہ بت پرستی کوئی دین نہیں ہے جس کا چھوڑنا دین سے نکلنا ہو۔ جب میں بت پرست تھا میرا کوئی دین نہیں تھا اسلام قبول کیا تو اب دیندار ہوا۔ یہ جب مکہ معظمہ پہنچے تو بطن مکہ سے تلبیہ شروع کر دیا یہ پہلے شخص ہیں جو مکہ میں لبیک لبیک کہتے ہوئے داخل ہوئے۔ قریش نے ان کو پکڑ لیا اور کہا تو نے ہمارے خلاف بڑی جرأت کی ہے اور انھیں قتل کرنا چاہا تو کسی نے کہا انھیں چھوڑ دو۔ یمامہ کے باشندے ہیں وہاں کے غلہ کے تم محتاج ہو۔ عمرہ کر کے جب یمامہ پہونچے تو انھوں نے اپنی قوم میں اعلان کر دیا کہ مکہ کوئی شخص غلہ نہ لے جائے۔ مکہ والوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لکھا کہ آپ صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔ اور ثمامہ نے یہ کہا۔ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ثمامہ کو لکھا کہ مکہ غلہ جانے کو مت روکو۔

۲۱۸۷ **حدیث** سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيَّ يَقُولُ كُنَّا نَعْبُدُ الْحَجَرَ فَإِذَا وَجَدْنَا

ابو رجاء عطاردی کہتے تھے ہم پتھر پوجتے تھے اور جب کوئی اس سے عمدہ پتھر

حَجَرًا هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ أَلْقَيْنَاهُ وَأَخَذْنَا الْآخَرَ فَإِذَا لَمْ نَجِدْ حَجَرًا جَمَعْنَا

مل جاتا تو اسے پھینک دیتے اور دوسرے کو لے لیتے اور جب ہم کو کوئی پتھر نہیں ملتا تو ہم دھول

جُثْوَةً مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ جِئْنَا بِالشَّاةِ فَحَلَبْنَا عَلَيْهِ ثُمَّ طُفْنَا بِهِ فَإِذَا دَخَلَ

جمع کرتے پھر بکری لاتے جس پر ہم دوہتے پھر اس کا طواف کرتے جب رجب کا مہینہ داخل ہوتا

شَهْرُ رَجَبٍ قُلْنَا مُنَصِّلُ الْأَسِنَّةِ فَلَا نَدَعُ رُمْحًا فِيهِ حَدِيدَةٌ وَلَا سَهْمًا

تو ہم کہتے یہ نیزوں سے انیوں کے نکالنے والا مہینہ ہے ہم کسی نیزے میں انی اور کسی تیر میں پھل

فِيهِ حَدِيدَةٌ إِلَّا نَزَعْنَاهُ فَأَلْقَيْنَاهُ شَهْرَ رَجَبٍ۔ قَالَ۔ وَسَمِعْتُ أَبَا

نہیں رہنے دیتے۔ اسے نکال کر رجب کے مہینے بھر پھینکے رہتے۔ ابو رجاء یہ بھی کہتے

رَجَاءٍ يَقُولُ كُنْتُ يَوْمَ بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا

تھے۔ کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے میں بچہ تھا۔ اپنے اہل کا اونٹ چراتا

أَرْعَى الْإِبِلَ عَلَى أَهْلِي فَلَمَّا سَمِعْنَا بِخُرُوجِهِ فَرَرْنَا إِلَى النَّارِ إِلَى
چَراتا تھا جب ہم نے حضور کے غالب ہونے کو سنا تو ہم آگ یعنی مسیلمہ کذاب کی طرف بھاگے۔
مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ۔

تشریحات ۲۱۸۷ بنی عُطارد، بنی تمیم کی شاخ ہے۔ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں مشرف باسلام ہوئی مگر حضور کی زیارت سے محروم رہی۔ ابو رجار عُطاردی مسیلمہ کذاب کے ساتھ یوں ہوا کہ بنی تمیم کی ایک عورت سجاح نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور بنی تمیم کے کچھ لوگ اس کے تابع بھی ہو گئے تھے یہ مسیلمہ کذاب سے ملاقات کے لئے چلی راستے میں ایک جگہ دونوں ایک خیمے میں اکٹھا ہوئے مسیلمہ نے اس کو شیشے میں اتار کر اپنی بیوی بنا لیا اور سجاح کے سب ساتھی مسیلمہ کے ساتھی ہو گئے۔

بَابُ قُدُومِ الْأَشْعَرِيِّينَ وَأَهْلِ الْيَمَنِ ص ۶۲۹ ج ۲ اشعریین اور اہل یمن کا مدینہ طیبہ آنا۔

اشعریین کی آمد کی تفصیل گذر چکی ہے۔

حدیث ۲۱۸۸

عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ
علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ تمہارے پاس یمن والے
أَرَقُّ أَفْئِدَةً وَأَلْيَنُ قُلُوبًا الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ
آئے یہ بہت نرم دل ہیں ایمان یمن والوں کا ہے اور حکمت یمن والوں کی
وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَصْحَابِ الْإِبِلِ وَالسَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَهْلِ
اور غرور و تکبر اونٹ والوں میں ہے اور بردباری و وقار بکری والوں
الْغَنَمِ
میں ہے۔

حدیث ۲۱۸۹

عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْفِتْنَةُ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یمن والوں کا ہے اور فتنہ وہاں ہے جہاں سے

هَاهُنَا! هَاهُنَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ۔
شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔

تشریحات

"یمان" اصل میں یمانی تھا یار کو تخفیف کے لئے حذف کر دیا۔ حضرت ابو ہریرہ ۲۱۸۹ ہی سے بطریق اعرج جو روایت ہے اس میں بجائے "الایمان" کے "الفقہ" ہے یعنی سمجھ داری۔ حضرت ابو ہریرہ کی حدیث میں صرف یہ ہے "الفخر والخیلاء فی اصحاب الابل" غرور و گھمنڈ اونٹ والوں میں ہے یہ کون لوگ ہیں اسے حضرت مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں بیان فرمایا "ربیعۃ و مضر"۔

حدیث ۲۱۹۰

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ
حضرت علقمہ نے کہا ہم ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ
فَجَاءَ خَبَّابٌ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَيَسْتَطِيْعُ هٰؤُلَاءِ الشَّبَابُ
خباب آئے اور کہا اے ابو عبد الرحمٰن! کیا یہ جوان تمہاری طرح قرآن مجید پڑھ سکتے
اَنْ يَقْرَءُوْا كَمَا تَقْرَأُ قَالَ اَمَا اِنَّكَ لَوْ شِئْتَ اَمَرْتُ بَعْضَهُمْ يَقْرَأُ
ہیں انھوں نے فرمایا سنو! اگر تم چاہو تو میں حکم دوں کہ ان میں سے کوئی پڑھ کر تمہیں
عَلَيْكَ قَالَ اَجَلْ قَالَ اِقْرَأْ يَا عَلْقَمَةُ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ حُدَيْرٍ اَخُوْ
سنائے خباب نے کہا ضرور عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا اے علقمہ پڑھو اس پر زید بن
زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ اَتَأْمُرُ عَلْقَمَةَ اَنْ يَقْرَأَ وَلَيْسَ بِاَقْرَئِنَا قَالَ
حدیر زیاد بن حدیر کے بھائی نے کہا آپ علقمہ کو پڑھنے کا حکم دیتے ہیں حالانکہ وہ ہم سے
اَمَا اِنَّكَ اِنْ شِئْتَ اَخْبَرْتُكَ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
اچھا قاری نہیں ابن مسعود نے کہا اگر تم چاہو تو تم کو خبر دوں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
وَسَلَّمَ فِيْ قَوْمِكَ وَقَوْمِهٖ فَقَرَأْتُ خَمْسِيْنَ اٰيَةً مِّنْ سُوْرَةِ مَرْيَمَ
نے تیری قوم اور اس کی قوم کے بارے میں کیا فرمایا ہے (علقمہ نے کہا) پھر میں نے سورہ مریم کی
فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى قَالَ قَدْ اَحْسَنَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ مَا
پچاس آیتیں پڑھیں۔ اب عبد اللہ نے خباب سے کہا کیسا رہا انھوں نے کہا بہت اچھا عبد اللہ نے کہا

أَقْرَأُ شَيْئًا إِلَّا وَهُوَ يَقْرَؤُهُ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى خَبَّابٍ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ

میں جو کچھ بھی پڑھتا ہوں اسے یہ بھی پڑھتا ہے پھر عبد اللہ نے خباب کی طرف نگاہ کی وہ سونے کی

مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَلَمْ يَأْنِ لِهٰذَا الْخَاتَمِ أَنْ يُلْقَى قَالَ أَمَا إِنَّكَ

انگوٹھی پہنے ہوئے تھے تو عبد اللہ نے فرمایا کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ یہ انگوٹھی پھینک دی جائی خباب نے

لَنْ تَرَاهُ عَلَيَّ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَلْقَاهُ۔

کہا سو آج کے بعد مجھے اسے پہنے ہوئے نہیں دیکھو گے اس کے بعد انگوٹھی اتار دی۔

تشریحات ۲۱۹۰

باب تھا اشعریین و اہل یمن کا آنا اس حدیث کے کسی جز کو باب سے مناسبت نہیں علامہ عینی وغیرہ نے فرمایا کہ مناسبت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے ہے جو انھوں نے زید بن حدیر سے کہا تھا۔ اگر تم چاہو تو تمہیں خبر دوں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تیری اور علقمہ کی قوم کے بارے میں کیا فرمایا ہے۔ علقمہ بنی نخع سے تھے جو یمن کا ایک قبیلہ ہے اور زید بن حدیر بنی اسد سے تھے قصہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنی نخع کی تعریف فرمائی تھی امام احمد اور بزار نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس مجلس میں حاضر تھا اور حضور اس قبیلے نخع کے لئے دعاء خیر فرما رہے تھے اور ان کی تعریف کر رہے تھے اتنی کہ میں نے تمنا کی کہ کاش میں اسی قبیلے کا ایک فرد ہوتا بنی اسد کے بارے میں روایت مناقب میں گذری کہ جہینہ وغیرہ بنی اسد اور غطفان سے بہتر ہیں مناسبت صرف اتنی ہے کہ بنی نخع یمن کے رہنے والے تھے۔

بَابُ قِصَّةِ وَفْدِ طَيِّئٍ وَحَدِيثِ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ

طے کے وفد کا قصہ اور عدی بن حاتم کا واقعہ۔ ص ۶۳۰

طیٔ یمن کا مشہور قبیلہ ہے یشجب بن قحطان کی اولاد ہیں طی کا نام طیّ اس لئے پڑا کہ سب سے پہلے اس نے کنوؤں کو پختہ بنوایا یا پختہ پنگھٹ بنوایا اس کا نام جلہمہ تھا عدی بن حاتم عرب کے مشہور سخی حاتم کے صاحبزادے تھے پہلے یہ نصرانی تھے مجاہدین نے ان کی بہن کو گرفتار کر کے خدمت اقدس میں حاضر کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشارے کے بموجب ان کو بغیر فدیہ لئے ہوئے آزاد کر دیا انھوں نے عرض کیا میرے والد فوت ہو گئے اور میرا سرپرست غائب ہو گیا مجھ پر احسان فرمائیے اللہ آپ پر احسان فرمائے گا فرمایا تمہارا وافد (سرپرست) کون ہے انھوں نے عرض کیا عدی بن حاتم فرمایا اللہ و رسول سے بھاگنے والا عدی بن حاتم بھاگ کر روم کے قریب چلے گئے تھے مگر وہاں رہنا ان کو پسند نہیں تھا عدی کی بہن ان کے پاس پہونچیں اور خدمت اقدس میں حاضری

کی ترغیب دی تو انھوں نے کہا کہ چلو اگر جھوٹے ہوں گے تو مجھ سے چھپ نہ سکیں گے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے حضور نے فرمایا اسلام لا سلامت رہے گا انھوں نے اسلام قبول کر لیا ترمذی میں ہے کہ عدی بن حاتم کی آمد سے پہلے ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرما دیا تھا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ کو میرے ہاتھ میں کرے گا ـــــ اسلام قبول کرنے کے بعد یہ بہت سچے راسخ العقیدہ مسلمان رہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب ردت کی وبا پھیلی اس وقت بھی یہ ثابت قدم رہے اور لوگوں کو مرتد ہونے سے روکتے رہے۔

حدیث ۲۱۹۱

عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ أَتَيْنَا
حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا حضرت عمر کی خدمت میں ہم
عُمَرَ فِي وَفْدٍ فَجَعَلَ يَدْعُو رَجُلًا رَجُلًا وَيُسَمِّيهِمْ فَقُلْتُ أَمَا تَعْرِفُنِي
ایک وفد کے ساتھ حاضر ہوئے وہ ایک ایک شخص کا نام لے کر پکارنے لگے تو میں نے عرض کیا اے امیر المومنین کیا آپ مجھے
يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! قَالَ بَلَى، أَسْلَمْتَ إِذْ كَفَرُوا وَأَقْبَلْتَ إِذْ أَدْبَرُوا
پہچانتے ہیں۔ انھوں نے کہا ہاں پہچانتا ہوں تم اسلام لائے جب لوگوں نے کفر کیا تم اس وقت آگے بڑھے جب دوسروں نے
وَوَفَيْتَ إِذْ غَدَرُوا وَعَرَفْتَ إِذْ أَنْكَرُوا فَقَالَ عَدِيٌّ فَلَا أُبَالِي إِذًا
پیٹھ دکھائی تم نے اسوقت وفاداری کی جب لوگوں نے غداری کی تم نے اسوقت حق پہچانا جب لوگوں نے انکار کیا اس پر عدی نے کہا اب مجھے [illegible]

تشریحات ۲۱۹۱

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں بنی طی کے کچھ لوگوں کے ساتھ حاضر ہوئے اور یہ کہا کہ پہلا صدقہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کے چہرے کو روشن کیا طی کا صدقہ ہے جس کو لے کر میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت عمر اور لوگوں کی طرف متوجہ تھے اور حضرت عدی جب سامنے آتے تو متوجہ نہ ہوتے اس پر انھوں نے وہ عرض کیا تھا۔

بَابُ حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔ ص ۶۳۱

حجۃ الوداع کا قصہ

سنہ ۱۰ھ میں جب پورا عرب حلقہ بگوش اسلام ہو گیا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنفس نفیس حج کا ارادہ فرمایا اس کا اعلان عام ہوا اطراف و جوانب سے ہر چہار طرف سے دیوانے ٹوٹ پڑے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ذوالحلیفہ سے احرام باندھ کر رحلت فرمایا اور میں نے مجمع پر نظر دوڑائی تو ہر چہار طرف حد نظر تک آدمیوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ساتھ تھا۔ حجۃ الوداع میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام تھے اس کا نام حجۃ الوداع ہے اس لئے کہ اس

حج میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کو وداع فرمایا تھا۔ اور اس کا نام حجۃ الاسلام بھی ہے اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ پہونچ کر سوائے اس کے اور کوئی حج نہیں فرمایا اور اس کا نام حجۃ البلاغ بھی ہے اس لئے کہ اس حج میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتہائی اہم پیغامات پہونچائے تھے اور اس کا نام حجۃ التمام والکمال بھی ہے اس لئے کہ اسی حج کے موقع پر یہ آیہ کریمہ "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی" نازل ہوئی تھی حجۃ الوداع کی پوری تفصیل کتاب الحج میں گذر چکی ہے یہاں اس باب کے ضمن میں امام بخاری جو حدیثیں لائے ہیں وہ اکثر گذر چکی ہیں۔ چند حدیثیں رہ گئی ہیں جس کو ہم بیان کریں گے۔

حدیث ۲۱۹۲

حَدَّثَنِی عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اِذَا

عطار نے مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہوئے حدیث

طَافَ بِالْبَیْتِ فَقَدْ حَلَّ فَقُلْتُ مِنْ اَیْنَ قَالَ ھٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ

بیان کی کہ وہ کہتے تھے کہ جب کسی نے بیت اللہ کا طواف کرلیا وہ احرام سے باہر ہوگیا۔ (ابن جریج نے

قَالَ مِنْ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی ثُمَّ مَحِلُّھَا اِلَی الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ" وَمِنْ اَمْرِ النَّبِیِّ

کہا) میں نے عطار سے پوچھا یہ ابن عباس نے کہاں سے کہا۔ انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصْحَابَہٗ اَنْ یَّحِلُّوْا فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ

سے کہ فرمایا "پھر ان کا محل بیت عتیق ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کو جو حکم حجۃ الوداع میں

قُلْتُ اِنَّمَا کَانَ ذٰلِکَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ قَالَ کَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ یَرَاہُ قَبْلُ

دیا تھا کہ طواف کرتے ہی عمرے سے باہر ہو جائیں میں نے کہا یہ وقوف عرفہ کے بعد تھا عطار نے کہا کہ

وَبَعْدُ۔

ابن عباس وقوف عرفہ سے پہلے بھی جائز جانتے تھے اور بعد بھی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تشریحات ۲۱۹۲ جمہور اور سلف و خلف کا مذہب یہی ہے کہ رمی جمار قربانی حلق سے پہلے احرام کھولنا جائز نہیں، لیکن حضرت ابن عباس کا مذہب یہ تھا کہ طواف قدوم کرتے ہی احرام کھولا جا سکتا ہے ہمارے یہاں افعال حج میں ترتیب واجب ہے وقوف عرفہ کے بعد وقوف مزدلفہ پھر جمرۃ العقبہ کی رمی پھر قارن اور متمتع پر قربانی کرنا اس کے بعد حلق یا قصر کرنا اس کے بعد احرام کھولنے کی اجازت ہے عورتوں کے علاوہ تمام ممنوعات احرام مباح ہو گئے طواف زیارت کے بعد عورتیں بھی حلال ہو جاتی ہیں اس پر تفصیلی

بحث کتاب الحج میں ہو چکی ہے۔

حدیث ۲۱۹۳

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ مُرْدِفٌ
فتح مکہ کے سال قصواء پر سوار ہو کر اسامہ کو اپنے پیچھے بٹھائے ہوئے تشریف لائے
اُسَامَةَ عَلَى الْقَصْوَاءِ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ، حَتّٰى
اور حضور کے ساتھ بلال اور عثمان بن طلحہ تھے قصواء کو بیت اللہ کے پاس
اَنَاخَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ لِعُثْمَانَ ائْتِنَا بِالْمِفْتَاحِ فَجَاءَهُ بِالْمِفْتَاحِ فَفَتَحَ لَهُ الْبَابَ
بٹھایا پھر عثمان سے فرمایا کہ کنجی لاؤ وہ کنجی لائے اور حضور کے لئے دروازہ کھولا گیا
فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَ
پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسامہ، بلال اور عثمان اندر گئے اس کے بعد لوگوں نے
عُثْمَانُ ثُمَّ غَلَقُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَمَكَثَ نَهَارًا طَوِيْلًا ثُمَّ خَرَجَ
دروازہ بند کرلیا حضور اندر بہت دیر تک رہے پھر باہر تشریف لائے پھر کعبہ میں داخل
فَابْتَدَرَ النَّاسُ الدُّخُوْلَ فَسَبَقْتُهُمْ فَوَجَدْتُ بِلَالًا قَائِمًا مِنْ
ہونے کے لئے لوگ تیزی سے آگے بڑھے میں سب سے پہلے پہونچا میں نے بلال کو دروازہ
وَرَاءِ الْبَابِ فَقُلْتُ لَهُ اَيْنَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
کے پیچھے کھڑا ہوا پایا میں نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہاں نماز
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَلّٰى بَيْنَ ذَيْنِكَ الْعَمُوْدَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ وَ
پڑھی انھوں نے کہا دونوں اگلے ستونوں کے درمیان اس وقت بیت اللہ چھ ستونوں پر تھا
كَانَ الْبَيْتُ عَلٰى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ سَطْرَيْنِ صَلّٰى بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ
دو قطار میں ۔ حضور نے پہلی قطار کے ستون کے درمیان نماز پڑھی اور
مِنَ السَّطْرِ الْمُقَدَّمِ وَجَعَلَ بَابَ الْبَيْتِ خَلْفَ ظَهْرِهِ
بیت اللہ کے دروازے کو اپنی پیٹھ کے پیچھے کیا اور اپنا رخ اس طرف کیا جو دروازہ

وَاسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الَّذِي يَسْتَقْبِلُكَ حِينَ تَلِجُ الْبَيْتَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ

میں داخل ہونے کے وقت سامنے ہے دروازے اور دیوار کے درمیان۔ انھوں نے

الْجِدَارِ قَالَ وَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى وَعِنْدَ الْمَكَانِ الَّذِي

کہا میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ ان سے پوچھوں کتنی رکعت نماز پڑھی اور جہاں حضور نے نماز

صَلَّى فِيهِ مَرْمَرَةٌ حَمْرَاءُ۔

پڑھی تھی وہاں سرخ سنگ مرمر ہے۔

تشریحات ۲۱۹۲ یہ حدیث کئی ٹکڑوں میں کتاب الصلوٰۃ اور کتاب الحج میں گزر چکی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے دروازے کے مقابل ستونوں کی ایک قطار چھوڑ کر غربی جانب کی قطار میں اس طرح نماز پڑھی تھی کہ دو ستون داہنے جانب تھے اور ایک ستون بائیں جانب اور تین ستون پیچھے۔ اور حضور کا رخ پچھم جانب تھا۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کعبے میں دو رکعت نماز پڑھی تھی۔

بَابُ غَزْوَةِ تَبُوكَ وَهِيَ غَزْوَةُ الْعُسْرَةِ (۶۳۳ ج ۲) غزوہ تبوک کا بیان اور غزوہ عسرت بھی ہے۔

تبوک مدینہ طیبہ سے چودہ منزل کے فاصلے پر شام کی طرف ایک جگہ کا نام ہے جس کا فاصلہ دمشق سے گیارہ منزل ہے۔ تبوک غیر منصرف ہے علمیت اور تانیث کی وجہ سے بتاویل علم بقعۃ۔ اس کا نام جیش عسرت اس لئے ہے کہ یہ خشک سالی کے وقت ہوا تھا، اس میں زاد راہ اور سواریوں کی کمی تھی اور فاصلہ بہت طویل تھا۔ گرمی سخت تھی اور مقابلہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت قیصر روم سے تھا۔ یہ غزوہ حجۃ الوداع سے پہلے رجب سنہ ۹ھ میں ہوا تھا بخاری میں اس کا تذکرہ حجۃ الوداع کے بعد غالباً ناسخین کی خطا ہے۔ اس غزوے کا سبب یہ تھا کہ عرب کے جو متنصر شام میں جا کر آباد ہو گئے تھے انھوں نے ہرقل کو لکھا کہ وہ شخص جنھوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا وفات پا گئے اور ان کے صحابہ خشک سالی میں مبتلا ہیں ان کے اموال ہلاک ہو گئے ہیں اس لئے تم چالیس ہزار کی فوج کے ساتھ کسی عظیم بہادر کو بھیجو ہرقل نے اس کے مطابق لشکر جمع کیا اور ان کا مقدمۃ الجیش بلقا تک پہونچ گیا تھا اس کی اطلاع جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہوئی تو پوری تیاری کے ساتھ اس کے مقابلے کے لئے مدینے سے چلے اور ہر اس شخص کو جو جہاد کے لائق تھا اس جہاد میں شرکت کا قطعی حکم تھا کسی کو پیچھے رہنے کی اجازت نہیں تھی۔ حضور کے ساتھ تیس ہزار جانباز چلے ایک قول یہ ہے کہ چالیس ہزار اور ایک قول ہے کہ ستر ہزار۔ دس بارہ ہزار سوار تھے مدینہ طیبہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑا اور حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم اعمیٰ کو۔ امام بنایا، تبوک پہونچ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیس دن قیام فرمایا حضور کی آمد آمد کی خبر سن کر رومیوں پر ایسا

رعب طاری ہوا کہ وہ آگے نہیں بڑھ سکے اس لئے نہ لڑائی ہوئی اور نہ دشمن کا آمنا سامنا ہوا۔ رجب میں تشریف لے گئے تھے اور رمضان میں واپس ہوئے اس غزوے میں لڑائی تو کوئی نہیں ہوئی مگر عرب اور اس کے پورے ملحقات پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رعب اور ہیبت طاری ہو گئی اس غزوے سے متعلق بہت سی حدیثیں گذر چکی ہیں جو نہیں گذری ہیں اس کو ہم ذکر کریں گے۔

بَابُ حَدِيْثِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اور اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان۔ اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں ان تینوں پر جو موقوف رکھے گئے تھے۔

ص ۶۳۴ ج ۲

حدیث ۲۱۹

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ

عبد اللہ بن کعب بن مالک نے کہا۔ اور یہ ان کے لڑکوں میں ان کے رہنما تھے

اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ

جب وہ نابینا ہو گئے تھے۔ (میں نے کعب بن مالک سے سنا) وہ تبوک سے پیچھے رہ جانے کے قصے

بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ

کو بیان کر رہے تھے۔ کعب نے کہا۔ میں کسی غزوے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوْكَ قَالَ كَعْبٌ لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُوْلِ

سے پیچھے نہیں رہا۔ سوائے غزوہ تبوک کے۔ ہاں غزوہ بدر میں بھی شریک نہیں ہوا۔

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا اِلَّا فِيْ غَزْوَةِ

مگر غزوہ بدر میں شریک نہ ہونے والوں میں کسی پر عتاب نہیں کیا گیا۔ رسول اللہ

تَبُوْكَ غَيْرَ اَنِّيْ كُنْتُ تَخَلَّفْتُ فِيْ غَزْوَةِ بَدْرٍ وَلَمْ يُعَاتِبْ اَحَدًا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قریش کے قافلے کے ارادے سے نکلے تھے۔ یہاں تک کہ

تَخَلَّفَ عَنْهَا اِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللہ نے مسلمانوں اور ان کے دشمنوں کو بغیر کسی میعاد کے اکٹھا کر دیا۔ میں

يُرِيْدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلٰى

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ لیلۃ العقبہ میں شریک ہوا۔ جب

غَيْرِ مِيْعَادٍ وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

ہم نے اسلام کی اعانت پر عہد و میثاق کیا تھا۔ اور مجھے اس کے عوض

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَا أُحِبُّ
بدر کی حاضری زیادہ پسند نہیں۔ اگرچہ لوگوں میں بدر کا تذکرہ لیلۃ العقبہ سے زیادہ
أَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ وَإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا
ہے۔ میری خبر یہ ہے کہ جب میں اس غزوے سے پیچھے رہ گیا اس وقت سے زیادہ
كَانَ مِنْ خَبَرِيْ أَنِّيْ لَمْ أَكُنْ قَطُّ أَقْوٰى وَلَا أَيْسَرَ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ
قوی اور مالدار کبھی نہیں تھا۔ بخدا میرے اس سے پہلے کبھی دو سواریاں نہیں جمع ہوئی تھیں
عَنْهُ فِيْ تِلْكَ الْغَزَاةِ وَاللّٰهِ مَا اجْتَمَعَتْ عِنْدِيْ قَبْلَهُ رَاحِلَتَانِ
ہاں اس غزوے میں دو سواریاں جمع تھیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی غزوے کا
قَطُّ حَتّٰى جَمَعْتُهُمَا فِيْ تِلْكَ الْغَزَاةِ وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
ارادہ فرماتے تو غیر کے ساتھ توریہ فرماتے۔ یہاں تک کہ یہ غزوہ ہوا جسے رسول اللہ
تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا حَتّٰى كَانَتْ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سخت گرمی میں کیا۔ اور لمبے سفر اور لمبی مسافت کے لئے نکلے
تِلْكَ الْغَزْوَةُ غَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ
اور کثیر دشمن کا سامنا کیا۔ تو مسلمانوں سے کھل کر بتایا تاکہ اس کے مطابق سامان کرلیں
حَرٍّ شَدِيْدٍ وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَمَفَازًا وَعَدُوًّا كَثِيْرًا فَجَلّٰى
اور مسلمانوں کو وہ رخ بتایا جدھر کا ارادہ تھا اور مسلمان اس وقت رسول اللہ
لِلْمُسْلِمِيْنَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوْا أُهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بہت تھے۔ لیکن ان سب کا نام کسی دفتر میں
الَّذِيْ يُرِيْدُ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
محفوظ نہیں تھا۔ اتنے مسلمان تھے کہ ایک شخص چاہتا کہ اپنے کو چھپا لے
وَسَلَّمَ كَثِيْرٌ وَلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابُ حَافِظٍ يُرِيْدُ الدِّيْوَانَ قَالَ
تو اسے ظن غالب تھا کہ چھپا لے گا جب تک اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ وحی
كَعْبٌ فَمَا رَجُلٌ يُرِيْدُ أَنْ يَتَغَيَّبَ إِلَّا ظَنَّ أَنَّهُ سَيَخْفٰى لَهُ مَا لَمْ
نہ نازل فرمائے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ غزوہ اس

يَزَلْ فِيهِ وَحْيُ اللّٰهِ وَغَزَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

وقت کیا تھا جب پھل تیار ہو رہے تھے اور سایے اچھے لگ رہے تھے

وَسَلَّمَ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِينَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ وَتَجَهَّزَ

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کے ساتھ مسلمانوں نے تیاری کر لی۔ میں

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ

روز یہی سوچتا کہ ان کے ساتھ میں بھی سامان کروں لیکن کچھ کرتا نہیں اور میں اپنے

فَطَفِقْتُ أَغْدُو لِكَيْ أَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ فَأَرْجِعُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا

جی میں کہتا کہ میں اس پر قادر ہوں (جب چاہوں گا سامان کر لوں گا) اسی طرح دیر ہوتی

فَأَقُولُ فِي نَفْسِي وَأَنَا قَادِرٌ عَلَيْهِ فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادٰى بِي حَتّٰى

گئی یہاں تک کہ لوگوں کی کوشش تیز ہو گئی۔ پھر ایک صبح کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

اشْتَدَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

علیہ وسلم اور مسلمان حضور کے ساتھ روانہ ہو گئے اور میں نے ابھی کوئی تیاری

وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ وَلَمْ أَقْضِ مِنْ جَهَازِي شَيْئًا فَقُلْتُ

نہیں کی تھی۔ میں نے جی میں کہا کہ اس کے ایک دو دن بعد تیاری کر لوں گا۔ پھر

أَتَجَهَّزُ بَعْدَهُ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ ثُمَّ أَلْحَقُهُمْ فَغَدَوْتُ بَعْدَ

ان میں شامل ہو جاؤں گا۔ ان لوگوں کے جانے کے بعد میں صبح کو نکلا کہ تیاری کروں

أَنْ فَصَلُوا لِأَتَجَهَّزَ فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا ثُمَّ غَدَوْتُ

لیکن میں لوٹا اور کوئی تیاری نہ کر سکا۔ پھر دوسری صبح کو نکلا اور لوٹا اور کوئی تیاری

فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا فَلَمْ يَزَلْ بِي حَتّٰى أَسْرَعُوا وَتَفَارَطَ

نہ کر سکا۔ میرا یہی حال رہا یہاں تک کہ مجاہدین بہت آگے بڑھ گئے اور دور ہو گئے۔

الْغَزْوُ وَهَمَمْتُ أَنْ أَرْتَحِلَ فَأُدْرِكَهُمْ وَلَيْتَنِي فَعَلْتُ فَلَمْ

میں نے چاہا کہ میں جا کر ان سے مل جاؤں اور کاش کہ میں نے ایسا کر لیا ہوتا مگر میری

يُقَدَّرْ لِي ذَالِكَ فَكُنْتُ إِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوجِ

تقدیر میں ایسا نہیں تھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چلے جانے کے بعد جب میں

رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطُفْتُ فِيهِمْ أَحْزَنَنِي

لوگوں میں جاتا اور گھومتا تو اس بات سے مجھے بہت رنج ہوتا کہ مدینے میں صرف

أَنِّي لَا أَرٰى إِلَّا رَجُلًا مَغْمُوصًا عَلَيْهِ النِّفَاقُ أَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَ

وہی لوگ رہ گئے ہیں جن پر نفاق کا شبہ ہے یا وہ کمزور لوگ رہ گئے ہیں جنھیں اللہ

اللّٰهُ مِنَ الضُّعَفَاءِ وَلَمْ يَذْكُرْنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

نے معذور رکھا ہے۔ راستے بھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا تذکرہ نہیں فرمایا

وَسَلَّمَ حَتّٰى بَلَغَ تَبُوكًا فَقَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوكَ مَا

یہاں تک کہ تبوک پہونچ گئے لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے کہ فرمایا۔ کعب نے کیا کیا؟

فَعَلَ كَعْبٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ حَبَسَهُ

اس پر بنی سلمہ کے ایک شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ! اس کو اس کی چادر اور اپنے

بُرْدَاهُ وَنَظَرُهُ فِي عِطْفَيْهِ فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِئْسَ مَا قُلْتَ

مونڈھوں پر نظر نے روک لیا (خوشحالی پر اترانے) نے۔ اس پر معاذ بن جبل نے فرمایا۔ تم نے

وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ

بہت خراب بات کہی ہے۔ بخدا یا رسول اللہ! ہم ان کے بارے میں صرف خیر ہی جانتے ہیں

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ فَلَمَّا بَلَغَنِي أَنَّهُ

اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ کعب بن مالک نے کہا جب مجھے

تَوَجَّهَ قَافِلًا حَضَرَنِي هَمِّي وَطَفِقْتُ أَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَأَقُولُ

یہ خبر پہونچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوٹ رہے ہیں تو میرا غم تازہ ہو گیا۔ اور

بِمَاذَا أَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ غَدًا وَاسْتَعَنْتُ عَلٰى ذٰلِكَ بِكُلِّ ذِي

میں سوچنے لگا کہ جھوٹ بولوں گا اور وہ کہدوں گا جس سے کل حضور کی ناراضگی سے بچ

رَأْيٍ مِنْ أَهْلِي فَلَمَّا قِيلَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

جاؤں گا۔ اس سلسلے میں اپنے اہل میں سے ہر صاحب رائے سے مشورہ کیا۔ جب یہ مشہور

وَسَلَّمَ قَدْ أَظَلَّ قَادِمًا زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ وَعَرَفْتُ أَنِّي لَنْ

ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آہی گئے تو میرے ذہن سے باطل چھٹ گیا اور میں

أَخْرُجَ مَعَهُ أَبَدًا بِشَيْءٍ فِيْهِ كَذِبٌ فَأَجْمَعْتُ صِدْقَهُ وَأَصْبَحَ

نے پہچان لیا کہ حضور سے جھوٹ بول کر عہدہ برآ نہیں ہو سکتا اب میں نے سچ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَادِمًا وَكَانَ إِذَا قَدِمَ

بولنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور صبح کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آ گئے

مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ

عادت کریمہ یہ تھی جب سفر سے واپس ہوئے تو سب سے پہلے مسجد میں جاتے

فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ جَاءَهُ الْمُخَلَّفُوْنَ فَطَفِقُوْا يَعْتَذِرُوْنَ إِلَيْهِ وَيَحْلِفُوْنَ

اس میں دو رکعت نماز پڑھتے۔ پھر لوگوں سے ملاقات کے لئے بیٹھتے۔ مسجد میں داخل

لَهُ وَكَانُوْا بِضْعَةً وَّثَمَانِيْنَ رَجُلًا فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

ہو کر نماز پڑھ کر جب لوگوں سے ملاقات کے لئے بیٹھے تو پیچھے رہ جانے والے آئے

اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَانِيَتَهُمْ وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَ

اور عذر بیان کرنے لگے۔ اور قسم کھانے لگے اور یہ لوگ کچھ اوپر اسی آدمی تھے۔ رسول اللہ

وَكَلَ سَرَائِرَهُمْ إِلَى اللّٰهِ فَجِئْتُهُ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے عذر کو قبول فرما لیا اور ان سے بیعت فرمالی ان کے لئے استغفار

الْمُغْضَبِ ثُمَّ قَالَ تَعَالَ فَجِئْتُ أَمْشِيْ حَتّٰى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ

کیا اور ان کے اندر کی بات اللہ تعالیٰ کے سپرد کی پھر میں حاضر ہوا۔ جب میں نے حضور

فَقَالَ لِيْ مَا خَلَّفَكَ أَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ فَقُلْتُ بَلٰى

حضور پر سلام عرض کیا تو غضبناک شخص کی طرح تبسم فرمایا۔ پھر فرمایا۔ آؤ۔ پھر میں چلا یہاں تک کہ حضور

إِنِّيْ وَاللّٰهِ لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا لَرَأَيْتُ

کے سامنے بیٹھ گیا۔ پھر مجھ سے فرمایا۔ کس چیز نے تجھ کو غزوے سے پیچھے رکھا۔ کیا تو نے

أَنْ سَأَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ بِعُذْرٍ وَلَقَدْ أُعْطِيْتُ جَدَلًا

سواری نہیں خریدی تھی۔ میں نے عرض کیا۔ ضرور۔ بخدا اگر میں حضور کے علاوہ کسی اور کے

وَلٰكِنِّيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيْثَ

پاس دنیا داروں میں بیٹھتا تو مجھے یقین ہے کہ کوئی عذر کر کے اس کی ناراضگی سے بچ جاتا۔ اور

كَذِبٍ تَرْضٰى بِهِ عَنِّيْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يُّسْخِطَكَ عَلَيَّ وَلَئِنْ

مجھے بحث کا ملکہ دیا گیا۔ لیکن بخدا میں جانتا ہوں کہ اگر میں آج آپ سے کوئی ایسی جھوٹی بات کہوں

حَدَّثْتُكَ حَدِيْثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيْهِ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ فِيْهِ عَفْوَ اللّٰهِ

جس سے آپ مجھ سے راضی ہو جائیں تو بہت جلد اللہ حضور کو مجھ پر ناراض کر دے گا۔ اور اگر میں

لَا وَاللّٰهِ مَا كَانَ لِيْ مِنْ عُذْرٍ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ اَقْوٰى وَلَا اَيْسَرَ

آپ سے سچی بات عرض کروں جس سے حضور مجھ پر ناراض ہو جائیں۔ تو اس بارے میں امید کرتا ہوں

مِنِّيْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

اللہ تعالیٰ کے معافی کی۔ بخدا میرے لئے کوئی عذر نہیں تھا۔ بخدا اس وقت کے علاوہ کبھی اتنا

وَسَلَّمَ اَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْكَ فَقُمْتُ

قوی اور مالدار نہیں تھا۔ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سنو! اس نے سچ کہا تم اٹھو

وَسَارَ رِجَالٌ مِّنْ بَنِيْ سَلِمَةَ فَاتَّبَعُوْنِيْ فَقَالُوْا لِيْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْنَاكَ

جاؤ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں کوئی فیصلہ فرمائے۔ میں اٹھ کر چلا آیا۔ اور بنی سلمہ

كُنْتَ اَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا وَلَقَدْ عَجَزْتَ اَنْ لَّا تَكُوْنَ اعْتَذَرْتَ

کے کچھ لوگ بھی میرے پیچھے پیچھے چلے۔ ان لوگوں نے کہا۔ بخدا ہم نہیں جانتے کہ آپ نے اس کے پہلے

اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا اعْتَذَرَ اِلَيْهِ

کوئی گناہ کیا ہو اور آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اس قسم کا عذر بیان کرنے سے

الْمُخَلَّفُوْنَ قَدْ كَانَ كَافِيَكَ ذَنْبَكَ اسْتِغْفَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ

عاجز رہے جو اور پیچھے رہنے والوں نے بیان کیا۔ اور بیشک آپ کے گناہ کو رسول اللہ صلی اللہ

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَ فَوَاللّٰهِ مَا زَالُوْا يُؤَنِّبُوْنِيْ

تعالیٰ علیہ وسلم کا استغفار کافی تھا۔ بخدا وہ لوگ مسلسل مجھے ملامت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ

حَتّٰى اَرَدْتُ اَنْ اَرْجِعَ فَاُكَذِّبَ نَفْسِيْ ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ هَلْ

میرے جی میں آیا کہ لوٹ کر اپنے آپ کو جھٹلا دوں پھر میں نے ان سے پوچھا۔ کیا

لَقِيَ هٰذَا مَعِيَ اَحَدٌ قَالُوْا نَعَمْ رَجُلَانِ قَالَ مِثْلَ مَا قُلْتَ فَقِيْلَ

اس معاملے میں میرے ساتھ اور بھی کوئی ہے۔ لوگوں نے کہا۔ ہاں دو شخص اور ہیں۔ انھوں نے

لهما مثل ما قيل لك فقلت من هما قالوا مرارة بن الربيع

ویسے ہی عرض کیا ہے جو آپ نے عرض کیا۔ ان دونوں سے وہی فرمایا گیا جو آپ سے فرمایا گیا

العمروي وهلال بن امية الواقفي فذكروا لي رجلين

میں نے پوچھا وہ دونوں کون ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ مرارہ بن ربیع عمروی۔ اور ہلال بن امیہ

صالحين قد شهدا بدرا فيهما اسوة فمضيت حين ذكروهما

واقفی۔ یہ دونوں نیک شخص تھے اور بدر میں شریک ہو چکے تھے (میں نے جی میں کہا ان دونوں

لي ونهى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم المسلمين عن

کی ذات نمونہ عمل ہے۔ جب لوگوں نے ان دونوں کا ذکر کیا تو میں آگے بڑھ گیا۔ اور رسول اللہ

كلامنا ايها الثلثة من بين من تخلف عنه فاجتنبنا الناس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم تینوں غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے والوں سے مسلمانوں کو

وتغيروا لنا حتى تنكرت في نفسي الارض فما هي التي

بات کرنے سے منع کر دیا پس لوگ ہم سے الگ اور ہمارے لئے بدل گئے۔ یہاں تک کہ

اعرف فلبثنا على ذلك خمسين ليلة فاما صاحباي فاستكانا

میرے جی میں زمین تک بدل گئی۔ یہ وہ زمین نہیں جسے میں پہچان رہا ہوں۔ اسی حال پر

وقعدا في بيوتهما يبكيان اما انا فكنت اشب القوم واجلدهم

ہم پچاس دن رہے۔ لیکن وہ دو صاحبان اپنے گھروں میں بیٹھ کر روتے رہے۔ لیکن

فكنت اخرج فاشهد الصلوة مع المسلمين واطوف في الاسواق

میں ان لوگوں کے بہ نسبت جوان اور قوی تھا۔ میں نکلتا تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ نماز

ولا يكلمني احد وآتي رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم

پڑھتا تھا اور بازاروں میں گھومتا تھا۔ اور حال یہ تھا کہ مجھ سے کوئی نہیں بولتا اور

فاسلم عليه وهو في مجلسه بعد الصلوة فاقول في نفسي هل

میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا حضور پر سلام عرض کرتا

حرك شفتيه برد السلام علي ام لا ثم اصلي قريبا منه

اور حضور نماز کے بعد اپنی بیٹھک میں ہوتے۔ میں اپنے جی میں کہتا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ

فَأُسَارِقُهُ النَّظَرَ فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلَى صَلَاتِي أَقْبَلَ إِلَيَّ وَإِذَا الْتَفَتُّ

تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہونٹوں کو سلام کے جواب میں ہلایا ہے یا نہیں۔ پھر حضور ہی

نَحْوَهُ أَعْرَضَ عَنِّي حَتَّى إِذَا طَالَ عَلَيَّ ذَلِكَ مِنْ جَفْوَةِ النَّاسِ

کے قریب نماز پڑھتا اور حضور کو چوری چھپے دیکھتا۔ میں جب نماز پڑھنے لگتا تو حضور

مَشَيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِي قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّي

میری طرف متوجہ ہوتے اور جب کنکھیوں سے حضور کی طرف دیکھتا تو حضور منہ پھیر لیتے۔

وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَاللهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ

یہاں تک کہ جب لوگوں کی روگردانی بہت طویل ہو گئی تو میں چلا۔ یہاں تک کہ ابو قتادہ کے

فَقُلْتُ يَا أَبَا قَتَادَةَ أَنْشُدُكَ بِاللهِ هَلْ تَعْلَمُنِي أُحِبُّ اللهَ

باغ کی دیوار کو پھاند کر میں ان کے پاس گیا وہ میرے چچازاد بھائی تھے۔ مجھے سب سے زیادہ

وَرَسُولَهُ فَسَكَتَ فَعُدْتُ لَهُ فَنَشَدْتُهُ فَسَكَتَ فَعُدْتُ

پیارے تھے میں نے انھیں سلام کیا۔ بخدا انھوں نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں نے ان

لَهُ فَنَشَدْتُهُ فَقَالَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَفَاضَتْ عَيْنَايَ

سے کہا اے ابو قتادہ! میں تم سے اللہ کے واسطے پوچھتا ہوں۔ کیا تم مجھے جانتے ہو۔

وَتَوَلَّيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي بِسُوقِ

میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں تو وہ چپ رہے پھر میں نے دوبارہ

الْمَدِينَةِ إِذَا نَبَطِيٌّ مِنْ أَنْبَاطِ أَهْلِ الشَّامِ مِمَّنْ قَدِمَ

اللہ کا واسطہ دے کر ان سے پوچھا۔ اس پر بھی وہ چپ رہے۔ پھر میں ان سے

بِالطَّعَامِ يَبِيعُهُ بِالْمَدِينَةِ يَقُولُ مَنْ يَدُلُّ عَلَى كَعْبِ بْنِ

اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا۔ اس پر انھوں نے کہا۔ اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے

مَالِكٍ فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيرُونَ لَهُ حَتَّى إِذَا جَاءَنِي دَفَعَ

ہیں۔ اس پر میری آنکھ سے آنسو بہنے لگا۔ اور میں لوٹا۔ یہاں تک کہ دیوار پھاند لی۔

إِلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ غَسَّانَ فَإِذَا فِيهِ۔ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي

انھوں نے کہا۔ میں ایک دن مدینے کے بازار میں چل رہا تھا کہ شام کے کاشتکاروں میں سے ایک

أَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ

کاشتکار جو غلہ لے کر مدینے میں بیچنے کے لئے آیا تھا۔ کہہ رہا ہے

وَلَا مَضْيَعَةٍ فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ فَقُلْتُ لَمَّا قَرَأْتُهَا وَهٰذَا

مجھے کعب بن مالک کا پتہ کون بتائے گا۔ لوگ اسے اشارہ کرنے لگے یہاں تک کہ وہ میرے پاس آیا اور مجھے شاہ غسان

أَيْضًا مِنَ الْبَلَاءِ فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّورَ فَسَجَرْتُهُ بِهَا حَتّٰى إِذَا

کا ایک خط دیا جس میں یہ تھا۔ اما بعد۔ مجھے یہ خبر پہونچی کہ تمہارے صاحب نے تم پر ظلم کیا ہے حالانکہ

مَضَتْ أَرْبَعُونَ لَيْلَةً مِنَ الْخَمْسِينَ إِذَا رَسُولُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

اللہ نے تم کو ذلت و رسوائی کے گھر میں نہیں رکھا ہے۔ ہمارے پاس چلے آؤ۔ ہم تمہارے ساتھ اچھا

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِينِي فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

سلوک کریں گے۔ جب میں نے یہ خط پڑھا تو اپنے جی میں کہا۔ یہ بھی آزمائش میں سے ہے۔ میں

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ امْرَأَتَكَ فَقُلْتُ

نے یہ خط تنور میں ڈال دیا۔ اور اسے جلا دیا۔ جب پچاس دنوں میں سے چالیس دن پورے ہو گئے

أُطَلِّقُهَا أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ قَالَ لَا بَلِ اعْتَزِلْهَا وَلَا تَقْرَبْهَا وَ

تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرستادہ میرے پاس آیا ہے۔ اور اس نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ

أَرْسَلَ إِلٰى صَاحِبَيَّ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي الْحَقِي بِأَهْلِكِ

تعالیٰ علیہ وسلم تم کو حکم دے رہے ہیں کہ اپنی عورت سے الگ رہو۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اسے طلاق

فَتَكُونِي عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِي هٰذَا الْأَمْرِ قَالَ كَعْبٌ

دیدوں یا کیا کروں۔ اس نے کہا نہیں۔ بلکہ اس سے علیحدہ رہو اس کے قریب نہ جاؤ۔ اور حضور نے میرے

فَجَاءَتِ امْرَأَةُ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

ساتھیوں کے پاس بھی اسی کے مثل کہلایا۔ اس پر میں نے اپنی بیوی سے کہا۔ اپنے اہل کے پاس چلی جاؤ

وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ

اور انھیں کے یہاں رہنا یہاں تک کہ اللہ عزوجل فیصلہ فرمائے۔ حضرت کعب نے کہا۔ ہلال بن امیہ کی بیوی

لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ فَهَلْ تَكْرَهُ أَنْ أَخْدُمَهُ قَالَ لَا وَلٰكِنْ لَا يَقْرَبْكِ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ہلال بن امیہ بہت کمزور بوڑھا

قَالَتْ اِنَّهٗ وَاللّٰهِ مَا بِهٖ حَرَكَةٌ اِلٰى شَيْءٍ وَاللّٰهِ مَا زَالَ يَبْكِيْ مُنْذُ

ہے اور ان کے پاس کوئی خادم نہیں تو کیا آپ ناپسند فرماتے ہیں کہ میں ان کی خدمت کروں۔ فرمایا۔

كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ مَا كَانَ اِلٰى يَوْمِهٖ هٰذَا فَقَالَ لِيْ بَعْضُ اَهْلِيْ

نہیں۔ اس کی خدمت کرو لیکن وہ تجھ سے ہمبستری نہ کرے ان کی بیوی نے عرض کیا۔ بخدا اس میں کسی

لَوِ اسْتَاْذَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي امْرَاَتِكَ

چیز کی حرکت نہیں۔ بخدا وہ مسلسل رو رہا ہے جب سے اس کا معاملہ یہ ہوا آج تک۔ تو مجھ سے میرے بعض اہل

كَمَا اَذِنَ لِامْرَاَةِ هِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ اَنْ تَخْدُمَهٗ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ

نے کہا۔ تم بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنی بیوی کے بارے میں اجازت حاصل کرلیتے جیسا کہ

لَا اَسْتَاْذِنُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا

ہلال بن امیہ کی بیوی نے خدمت کرنے کی اجازت حاصل کرلی ہے۔ میں نے کہا۔ بخدا اس بارے میں

يُدْرِيْنِيْ مَا يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اجازت کی درخواست نہیں کروں گا۔ میں نہیں جانتا کہ اجازت طلب

اسْتَاْذَنْتُهٗ فِيْهَا وَاَنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلَبِثْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ

کرنے پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا فرمائیں گے۔ اور میں جوان شخص ہوں۔ اس کے بعد دس دن

حَتّٰى كَمُلَتْ لَنَا خَمْسُوْنَ لَيْلَةً مِّنْ حِيْنَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

ہم اسی حال میں رہے یہاں تک کہ پچاس دن پورے ہو گئے۔ پچاسویں رات کی صبح کو جب میں فجر کی

اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِنَا فَلَمَّا صَلَّيْتُ صَلٰوةَ الْفَجْرِ صُبْحَ

نماز پڑھ چکا اور میں اپنے گھر کی چھت پر اس حالت میں بیٹھا ہوا تھا جیسے اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا

خَمْسِيْنَ لَيْلَةً وَّاَنَا عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِنَا فَبَيْنَا اَنَا جَالِسٌ

ہے کہ میں جان سے تنگ آگیا۔ اور زمین کشادگی کے باوجود مجھ پر تنگ ہو گئی کہ میں نے جبل سلع

عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِيْ وَضَاقَتْ عَلَيَّ

پر چڑھے ہوئے ایک بلند آواز سے پکارنے والے کی آواز سنی۔ اے کعب بن مالک!

الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ اَوْفٰى عَلٰى جَبَلِ سَلْعٍ

تمہیں بشارت ہو۔ حضرت کعب نے کہا۔ یہ سن کر سجدہ شکر میں گر گیا۔ اور میں نے

بِأَعْلٰى صَوْتِهِ يَا كَعْبُ بْنَ مَالِكٍ أَبْشِرْ قَالَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا وَ

جان لیا کہ کشادگی آئی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب صبح کی

عَرَفْتُ أَنْ قَدْ جَاءَ فَرَجٌ وَآذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

نماز پڑھی تو اس کی خبر دی کہ اللہ نے ہماری توبہ قبول فرمالی۔ اب لوگ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا حِيْنَ صَلّٰى صَلٰوةَ الْفَجْرِ فَذَهَبَ

ہمیں بشارت دینے کے لئے چلے۔ اور ہمارے دونوں ساتھیوں کی جانب بھی بشارت

النَّاسُ يُبَشِّرُوْنَنَا وَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَيَّ مُبَشِّرُوْنَ وَرَكَضَ إِلَيَّ

دینے والے گئے۔ اور میرے پاس ایک شخص گھوڑا دوڑاتے ہوئے آیا۔ اور قبیلۂ اسلم

رَجُلٌ فَرَسًا وَسَعٰى سَاعٍ مِنْ أَسْلَمَ فَأَوْفٰى عَلَى الْجَبَلِ وَكَانَ

کا ایک شخص دوڑتا ہوا آیا۔ اور پہاڑ پر چڑھ گیا تو آواز گھوڑے سے زیادہ

الصَّوْتُ أَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ فَلَمَّا جَاءَنِي الَّذِيْ سَمِعْتُ صَوْتَهُ

تیز ثابت ہوئی۔ جب وہ شخص میرے پاس آیا جس کی بشارت کی آواز میں نے

يُبَشِّرُنِيْ نَزَعْتُ لَهُ ثَوْبَيَّ فَكَسَوْتُهُ إِيَّاهُمَا بِبُشْرَاهُ وَاللّٰهِ مَا أَمْلِكُ

سنی تھی تو میں نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر اس کی بشارت دینے کے عوض

غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ وَاسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا وَانْطَلَقْتُ إِلٰى رَسُوْلِ

اس کو پہنا دیا۔ بخدا اس دن ان دونوں کے علاوہ اور کپڑوں کا مالک نہیں تھا۔

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا

میں نے دو کپڑے مانگ کر پہنا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں

يُهَنِّئُوْنِيْ بِالتَّوْبَةِ يَقُوْلُوْنَ لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ قَالَ

چلا تو لوگ مجھ سے فوج در فوج ملتے مجھے توبہ قبول ہونے پر مبارکباد دیتے۔ کہتے

كَعْبٌ حَتّٰى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

تمہیں مبارک ہو اللہ نے تمہاری توبہ قبول کرلی۔ یہاں تک کہ میں مسجد کے اندر حاضر

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ

ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اردگرد لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ طلحہ بن

اللّٰهِ يُهَرْوِلُ حَتّٰى صَافَحَنِيْ وَهَنَّأَنِيْ وَاللّٰهِ مَا قَامَ إِلَيَّ رَجُلٌ
عبید اللہ دوڑتے ہوئے آئے اور مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور مجھے مبارکباد دی۔ بخدا
مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ غَيْرُهٗ وَلَا أَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ قَالَ كَعْبٌ فَلَمَّا سَلَّمْتُ
مہاجرین میں سے ان کے علاوہ کوئی نہیں میرے پاس آیا۔ میں طلحہ کی یہ بات بھول
عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
نہیں سکتا۔ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام عرض کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ
وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهٗ مِنَ السُّرُوْرِ أَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اور حضور کا چہرۂ انور خوشی سے چمک رہا تھا۔ تمہیں ایسے خیر کی
قَالَ قُلْتُ أَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ قَالَ
بشارت ہو جو تم کو پیدائش کے وقت سے آج تک نصیب نہیں ہوا۔ میں نے عرض کیا۔
لَا بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
یارسول اللہ! یہ حضور کی بارگاہ سے ہے یا اللہ کی بارگاہ سے۔ فرمایا نہیں بلکہ اللہ کی
وَسَلَّمَ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَأَنَّهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكُنَّا
بارگاہ سے ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو چہرۂ اقدس
نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اتنا روشن ہو جاتا گویا وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم اسے پہچانتے تھے۔ جب میں حضور کے
إِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِيْ صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى
سامنے بیٹھا تو عرض کیا یارسول اللہ! میری توبہ میں سے یہ بھی ہے کہ میں اپنا مال اللہ اور رسول اللہ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
کی بارگاہ میں صدقہ کرتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنا کچھ مال اپنے
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ
پاس رکھو وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا۔ میں اپنا وہ حصہ روک رہا ہوں جو
خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ فَإِنِّيْ أُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِيْ بِخَيْبَرَ فَقُلْتُ يَا
خیبر میں ہے۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! بے شک اللہ نے سچ بولنے کی

رَسُولَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ اِنَّمَا نَجَّانِیْ بِالصِّدْقِ وَاِنَّ مِنْ تَوْبَتِیْ
وجہ سے مجھے نجات دی - اور بے شک میری توبہ میں سے یہ بھی ہے کہ میں جب تک زندہ
اَنْ لَّا اُحَدِّثَ اِلَّا صِدْقًا مَا بَقِیْتُ فَوَاللّٰہِ مَا اَعْلَمُ اَحَدًا
رہوں گا سچ بولوں گا - بخدا مسلمانوں میں سے میں کسی کو نہیں جانتا کہ اللہ نے اس کو سچی
مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَبْلَاہُ اللّٰہُ فِیْ صِدْقِ الْحَدِیْثِ مُنْذُ ذَکَرْتُ
بات کے بارے میں آزمائش میں ڈالا ہو - اور جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی یَوْمِیْ
وسلم سے یہ کہدیا آج تک اور یہ سب سے اچھی آزمائش ہے - جب سے میں نے رسول اللہ
ھٰذَا اَحْسَنُ مِمَّا اَبْلَانِیْ وَمَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَکَرْتُ ذٰلِکَ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا اس وقت سے آج تک قصداً جھوٹ نہیں بولا -
لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی یَوْمِیْ کَذِبًا وَ
اور میں امید کرتا ہوں کہ جب تک میں زندہ رہوں گا اللہ مجھے محفوظ رکھے گا - اور اللہ
اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ یَّحْفَظَنِیَ اللّٰہُ فِیْمَا بَقِیْتُ وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی
نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ آیتیں نازل فرمائیں - لقد تاب اللہ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ تَابَ اللّٰہُ عَلَی
علی النبی والمہاجرین - کونوا مع الصادقین تک
النَّبِیِّ وَالْمُھَاجِرِیْنَ اِلٰی قَوْلِہٖ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ فَوَاللّٰہِ
اللہ نے مجھے اسلام کی ہدایت دینے کے بعد مجھ پر اس سے بڑی کوئی نعمت
مَا اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیَّ مِنْ نِّعْمَۃٍ قَطُّ بَعْدَ اَنْ ھَدَانِیْ لِلْاِسْلَامِ
نہیں کی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سچ بولا - اور جھوٹ نہیں بولا
اَعْظَمَ فِیْ نَفْسِیْ مِنْ صِدْقِیْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ اَنْ لَّا اَکُوْنَ کَذَبْتُہٗ
ورنہ ہلاک ہو جاتا جیسا کہ جھوٹ بولنے والے ہلاک ہوئے - اس لئے کہ اللہ تعالیٰ
فَاَھْلِکَ کَمَا ھَلَکَ الَّذِیْنَ کَذَبُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ قَالَ لِلَّذِیْنَ کَذَبُوْا
نے جب وحی نازل فرمائی تو ان جھوٹوں کے بارے میں اتنی سخت بات فرمائی جو کسی

حِيْنَ اُنْزِلَ الْوَحْيُ شَرَّ مَا قَالَ لِاَحَدٍ فَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى

کے لئے نہیں فرمائی۔ فرمایا۔ اللہ کی قسم کھائیں گے جب تم لوٹ کر ان کے پاس جاؤ گے۔ تا آیت

سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ اِلٰى قَوْلِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ

بے شک اللہ فاسقوں سے راضی نہیں۔ حضرت کعب نے کہا۔ ہم تینوں کا معاملہ ان لوگوں

لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ قَالَ كَعْبٌ وَكُنَّا تَخَلَّفْنَا اَيُّهَا الثَّلٰثَةُ

سے الگ ہے جن کے قسم کھانے پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا عذر

عَنْ اَمْرِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

قبول فرما لیا تھا۔ اور ان سے بیعت لے لی تھی۔ اور ان کے لئے استغفار فرمایا تھا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ حَلَفُوْا لَهٗ فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَاَرْجَاَ

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارا معاملہ موخر فرمایا یہاں تک کہ اللہ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْرَنَا حَتّٰى قَضَى اللّٰهُ

نے اس کے بارے میں فیصلہ فرمایا۔ تو یہی ہے جو اللہ نے فرمایا وعلی الثلثۃ

فِيْهِ فَبِذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا وَلَيْسَ

الذین خلفوا ——— اور اللہ نے ان تینوں کی توبہ قبول فرمائی جو موقوف

الَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ مِمَّا خُلِّفْنَا عَنِ الْغَزْوِ وَاِنَّمَا هُوَ تَخْلِيْفُهٗ اِيَّانَا

رکھے گئے تھے۔ اس سے مراد وہ لوگ نہیں جو غزوے میں جانے سے رہ گئے تھے۔ اس سے مراد حضور اقدس صلی اللہ

وَاِرْجَاۗؤُهٗ اَمْرَنَا عَمَّنْ حَلَفَ لَهٗ وَاعْتَذَرَ اِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ۔

تعالیٰ علیہ وسلم کا ہمارے معاملے کو موقوف رکھنا اور موخر کرنا ہے بہ نسبت ان لوگوں کے جنھوں نے حضور
کے سامنے قسم کھائی اور عذر بیان کیا۔ ان کا عذر فوراً قبول فرما لیا۔

تشریحات

۴۲۱۹

غزوۂ تبوک میں دنیا کی سب سے بڑی طاقت روم سے مقابلہ تھا۔ اس لئے نفیر عام کا حکم ارشاد فرمایا تھا کہ جو بھی جہاد کی استطاعت رکھتا ہے وہ ضرور ساتھ ہو لے اور زمانہ سخت عسرت کا تھا۔ اور کھجوریں قریب قریب پک چکی تھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اخراجات جنگ کے لئے چندہ فرمایا۔ اسی موقع پر حضرت صدیق اکبر نے اپنا کل مال اور فاروق اعظم نے اپنا آدھا مال نذر کیا تھا۔ لیکن اس غزوے کی تجہیز کا سہرا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے سر رہا۔

اسی وجہ سے جو لوگ استطاعت کے باوجود اس غزوے میں شریک نہ ہوئے ان پر سخت عتاب ہوا۔ انصار میں سے اسّی سے کچھ زیادہ افراد غزوے میں شریک نہیں ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب اس غزوے سے مدینہ طیبہ واپس ہوئے۔ تو تین کے علاوہ بقیہ تمام پیچھے رہ جانے والوں نے جھوٹے عذر بیان کر کے جھوٹی قسمیں کھا کر اپنی صفائی پیش کی ان سے کوئی مواخذہ نہیں ہوا۔ اس لئے کہ یہ لوگ مومن مخلص نہ تھے۔ منافق تھے۔ البتہ تین حضرات مومنین مخلصین میں سے تھے۔ انھوں نے اپنی کوتاہی کا اعتراف کیا۔ جس کی وجہ سے ان پر عتاب ہوا۔ اس عتاب کی پوری تفصیل اور اس کے ایمان افروز احوال حدیث میں سن چکے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذوق یہی تھا کہ لیلۃ العقبہ کی بیعت غزوۂ بدر سے اہم ہے۔ اس لئے اسی بیعت کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ جس کے نتیجے میں غزوۂ بدر اور دیگر معارکے وجود میں آئے۔ حضرت کعب کا اعتقاد یہ تھا کہ چونکہ غزوۂ بدر کی بھی بنیاد لیلۃ العقبہ کی بیعت ہے اس لئے وہ انھیں بدر سے زیادہ پیاری تھی۔ لیکن حقیقت میں بدر کے معرکۂ حق و باطل کی شان ہی کچھ اور ہے۔ بیعت کر لینا اور بات ہے لیکن وقت پر جان کی بازی لگا دینا شئ دیگر ہے۔ لیلۃ العقبہ میں جو بیعت ہوئی تھی۔ اس کی وفاداری کا پہلا موقع غزوۂ بدر تھا۔ جب کہ قریش کی ایک ہزار منتخب جنگجو غیظ و غضب میں بھرے ہوئے مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے ڈٹ گئے تھے۔ قریش میں ایسے ایسے منتخب روزگار سورما تھے جو اپنے آپ کو ہزار سوار کے برابر سمجھتے تھے۔ ان کی دھاک پورے عرب پر بیٹھی ہوئی تھی علاوہ ازیں قریش کی ریاست پورے عرب پر مسلم تھی۔ اسلامی لشکر میں زیادہ تر انصار کرام تھے۔ جو قریش کی عظمت و شوکت سے ایک گونہ مرعوب بھی تھے۔ لیکن اسلام کے نشے نے انھیں ایسا سرشار کر دیا تھا کہ ان پر نہ تو دشمنوں کی کثرت کا اثر پڑا نہ ان کی شان و شوکت کا نہ ان کی عظمت کا۔ تھوڑی تعداد ہوتے ہوئے بے سر و سامانی کے باوجود وہ عرب کی سب سے بڑی طاقت سے بھڑ گئے۔ اور پھر انھیں ذلت آمیز شکست دی۔ معرکہ بدر کی نزاکت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں دعا کی۔ اے اللہ! اگر تو نے اس مٹھی بھر جماعت کی مدد نہ کی تو قیامت تک تیری عبادت نہ ہوگی اس نازک موقع پر جن لوگوں نے جانبازیاں کیں ان کی عظمت کو کون پہنچ سکتا ہے۔ اسی لئے امت کا اس پر اجماع ہے۔ کہ شرکاء بدر انبیاء کرام کے بعد سب سے افضل ہیں۔ جاں نثاری کی بیعت کر لینا بھی کمال ہے مگر وقت آنے پر اس بیعت کو سچا کر دکھانا اس سے بدرجہا اعلیٰ کمال ہے۔

باب کتاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی کسریٰ وقیصر ص ۶۳۷

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کسریٰ اور قیصر کی جانب مفاوضۂ عالیہ بھیجنا۔

کسریٰ شاہان ایران کا لقب ہے اور قیصر شاہان روم کا صلح حدیبیہ کے بعد جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قریش اور ان کے حلفاء کی طرف سے ایک گونہ اطمینان ہو گیا تو عرب کے ارد گرد جو سلطنتیں تھیں انھیں اسلام کی دعوت دی اور ہر ایک کے نام مفاوضات روانہ فرمایا قیصر کے نام جو والا نامہ روانہ فرمایا تھا وہ حضرت دحیہ بن خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدست بھیجا تھا جس کی پوری تفصیل پہلی جلد میں گذر چکی ہے کسریٰ کے نام والا نامہ روانہ فرمایا تھا وہ حضرت عبد اللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدست روانہ فرمایا تھا جس کا ذکر کتاب العلم میں گذر چکا ہے۔

۲۱۹۵ حدیث عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ لَقَدْ نَفَعَنِیَ اللّٰہُ

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ایام جمل میں مجھے اللہ تعالیٰ نے اس ارشاد

بِکَلِمَۃٍ سَمِعْتُہَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیَّامَ

سے نفع پہونچایا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا تھا اس کے بعد کہ قریب تھا کہ میں

الْجَمَلِ بَعْدَ مَا کِدْتُّ اَنْ اَلْحَقَ بِاَصْحَابِ الْجَمَلِ فَاُقَاتِلَ مَعَہُمْ

اصحاب جمل میں شامل ہو جاتا اور ان کے ساتھ شریک ہو کر جنگ کرتا — انھوں نے کہا جب

قَالَ لَمَّا بَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَہْلَ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ فارس والوں نے کسریٰ کی لڑکی کو بادشاہ

فَارِسَ قَدْ مَلَّکُوْا عَلَیْہِمْ بِنْتَ کِسْرٰی قَالَ لَنْ یُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا

بنالیا ہے تو فرمایا وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جو اپنی حکومت کسی عورت کو سپرد کرے۔

اَمْرَہُمْ اِمْرَاَۃً ۔ عہ

عہ ثانی تفسیر سورہ برات باب قولہ لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار و باب قولہ علی الثلاثۃ الذین خلفوا ص ۶۷۵ و باب قولہ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ ص ۶۷۶ ۔ و احکام: باب ہل للامام ان یمنع المجرمین ص ۱۰۶۶ مسلم توبہ، ابو داود، نسائی طلاق و استیذان: باب من لم یسلم علی من اقترف ذنبا ص ۹۲۵ ۔ عہ ثانی فتن باب ص ۱۰۵۲ ، ترمذی فتن، نسائی فضائل،

تشریحات

۱۲۹۵ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے والانامہ خسرو پرویز کے پاس بھیجا تھا اس نے والانامہ میں جب یہ لکھا دیکھا من محمد رسول اللہ الی کسریٰ عظیم فارس تو غصہ میں لال بھبوکا ہو کر والانامہ کو پھاڑ دیا اور یہ کہا میرا غلام ہو کر اپنا نام میرے نام سے پہلے لکھتا ہے اور اس نے بحرین کے حاکم منذر بن ساوی ابدی کے پاس یہ حکم نامہ بھیجا کہ انھیں گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو اس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے کے لئے دو آدمی بھیجے یہ دونوں شخص جب مدینہ طیبہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور نے ان سے فرمایا تم لوگ واپس جاؤ اور اپنے آقا کو اطلاع دو کہ ان کے بادشاہ کو اس کے لڑکے نے قتل کر دیا ہے۔

اور یہ قصہ ہوا کہ شیرویہ پرویز کے لڑکے نے اسے قتل کر دیا پھر اپنے سب بھائیوں کو بھی مروا ڈالا پرویز نے اپنے خزانے میں ایک شیشی میں زہر بھر کر یہ لکھ دیا تھا کہ یہ قوت باہ کی دوا ہے شیرویہ کو یہ شیشی ملی اور اس نے کھا لیا جس کے نتیجے میں مر گیا اپنے باپ کے قتل کے بعد صرف چھ مہینہ جیا چونکہ تخت کا کوئی وارث نہیں تھا اس لئے ایرانیوں نے پرویز کی لڑکی پوران دخت کو تخت پر بٹھایا اس کی اطلاع ملی تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ فرمایا کہ وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پا سکتی جو اپنی حکومت کسی عورت کو سپرد کرے۔

گذر چکا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ خسرو پرویز نے والانامہ چاک کر دیا ہے تو فرمایا کہ اس نے میرے والانامہ کو چاک کیا وہ خود ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔

اور یہی ہوا پوران دخت کے ایام میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فارس پر حملہ کیا جب ہر محاذ پر ایرانی فوجیں شکست کھائے گئیں تو ایرانیوں نے پوران دخت کو معزول کر کے یزدجرد کو تخت پر بٹھایا مگر پھر بھی مجاہدین کا ریلا کسی کے روکے نہ رکا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے ہی میں پورے فارس اور ایران پر اسلامی جھنڈا لہرا گیا یزدجرد کو ایران چھوڑ کر بھاگنا پڑا پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں یزدجرد مارا گیا اس طرح صدیوں کی ایرانی شہنشاہی نیست و نابود ہو گئی۔

بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهٖ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ پ۲۳ ع۲

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیماری اور وصال کا بیان اور اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان بیشک تم انتقال فرمانے والے ہو اور وہ لوگ مرنے والے ہیں اس کے بعد اپنے رب کے حضور جھگڑو گے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت بعثت ہجرت اور وصال اور عمر مبارک کے بارے میں چھٹی جلد میں پوری بحث ہو چکی ہے اس پر اتفاق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ربیع الاوّل کے دوشنبہ کے دن ہوا تھا تاریخ کیا تھی اس بارے میں مختلف اقوال ہیں اہل تاریخ کا اس پر اتفاق

ہے کہ دس ربیع الاول کو ہوا تھا لیکن پوری دنیائے اسلام میں یہی مشہور ہے کہ بارہ ربیع الاول کو وصال ہوا تھا اور عمر مبارک پورے ترسٹھ سال کی تھی۔

ت ۶۱۴

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ يَا عَائِشَةُ مَا أَزَالُ أَجِدُ أَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِيْ أَكَلْتُ بِخَيْبَرَ فَهٰذَا أَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ أَبْهَرِيْ مِنْ ذٰلِكَ السَّمِّ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرض وصال میں بار بار فرماتے تھے اے عائشہ میں اس کھانے کی تکلیف ہمیشہ پاتا رہا جو میں نے خیبر میں کھایا تھا اور اس وقت اس زہر کی وجہ سے محسوس کر رہا ہوں کہ میری شہ رگ ٹوٹ گئی ہے۔

تشریحات اس تعلیق کو بزار حاکم اور اسماعیلی نے سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے گذر چکا کہ

۶۱۴ خیبر میں زینب نامی یہودی عورت نے زہر آلود بکری پیش کی تھی جس سے چند لقمے حضور نے تناول فرمائے تھے۔ اَبْہر یہ دو رگیں ہیں جو دل سے نکلتی ہیں پھر اسی سے چھوٹی چھوٹی رگیں نکل کر پورے جسم میں پھیلی ہیں۔

مرض وصال میں ظاہر طور پر شدید بخار تھا اس حدیث نے ثابت کر دیا کہ بخار زہر کے اثر سے تھا بعض گستاخ بے ادب لوگوں نے یہ لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال نمونیے کی وجہ سے ہوا تھا ہم پہلے بتا آئے ہیں کہ نمونیے سے انبیاء کرام معصوم ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

حدیث ۲۱۹۶

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَسْمَعُ أَنَّهُ لَا يَمُوْتُ نَبِيٌّ حَتّٰى يُخَيَّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میں سنا کرتی تھی کہ کوئی نبی وصال نہیں فرماتا جب تک کہ اسے دنیا و آخرت کے درمیان اختیار نہ دیدیا جائے میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرض وصال میں یہ فرماتے ہوئے سنا اور حضور کی آواز

مَاتَ فِيْهِ وَاَخَذَتْهُ بُحَّةٌ يَقُوْلُ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

بیٹھ چکی تھی فرماتے تھے ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے اس سے میں نے گمان کیا

الْآيَةَ وَظَنَنْتُ اَنَّهُ خُيِّرَ عہ

کہ حضور کو اختیار دے دیا گیا (حضور نے آخرت کو پسند فرمایا)

تشریحات ۲۱۹۶ ام المومنین ہی کی دوسرے طریقے سے بخاری ہی میں حدیث آرہی ہے کہ ام المومنین نے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی سے سنا تھا کہ کوئی نبی دنیا سے نہیں اٹھایا جاتا یہاں تک کہ جنت میں اس کی جو جگہ ہے دیکھ لیتا ہے پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے۔

حدیث ۲۱۹۷ قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اِنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَحِيْحٌ يَقُوْلُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ

تندرستی کی حالت میں فرمایا کرتے تھے کہ کوئی نبی اس وقت تک دنیا سے نہیں اٹھایا جاتا

قَطُّ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُحَيّٰى اَوْ يُخَيَّرَ فَلَمَّا اشْتَكٰى

جب تک جنت میں اس کی جو جگہ ہے اسے دیکھ نہ لے پھر اس کو اختیار دیا جاتا ہے (چاہے

وَحَضَرَهُ الْقَبْضُ وَرَاْسُهُ عَلٰى فَخِذِ عَائِشَةَ غُشِيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا اَفَاقَ شَخَصَ بَصَرُهُ نَحْوَ

پسند کرے دنیا میں رہنا یا آخرت میں) پھر جب حضور بیمار ہوئے اور وفات کا وقت قریب آیا

سَقْفِ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى فَقُلْتُ اِذًا لَّا يُجَاوِرُنَا فَارَدْتُ

تو حضور پر بیہوشی طاری ہوئی اس وقت حضور کا سر عائشہ کی ران پر تھا جب افاقہ ہوا تو حضور کی نظر گھر کی چھت کی

اَنَّهُ حَدِيْثُهُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيْحٌ عہ

طرف اٹھی پھر فرمایا اے اللہ رفیق اعلیٰ میں، تو میں نے کہا" اب حضور ہمارے ساتھ نہیں رہیں گے اور سمجھ گئی کہ یہ وہی حدیث ہے جو تندرستی کی حالت میں فرماتے

حدیث ۲۱۹۸ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عہ ثانی تفسیر باب اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم ص ۶۶۰

عہ ثانی باب آخر ما تکلم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۶۴۰، کتاب الدعوات باب دعاء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۹۳۸
کتاب الرقاق باب من احب لقاء اللہ ص ۹۶۳

اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا

جب بیمار پڑتے تو اپنے اوپر معوذات پڑھ کر دم فرماتے اور ہاتھوں پر

اشْتَكٰى نَفَثَ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهٖ فَلَمَّا اشْتَكٰى

دم کر کے پورے جسم پر پھیرتے ، جب حضور مرض وصال میں مبتلا ہوئے تو میں

وَجْعَهُ الَّذِىْ تُوُفِّىَ فِيْهِ اَنْفُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّذِىْ

معوذات پڑھ کر حضور پر دم کرتی اور حضور کے ہاتھ پر پھونک کر جسم پر ملتی۔

كَانَ يَنْفُثُ وَاَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ عـه

تشریحات ومسح عنہ بیدہ سے مراد یہ ہے کہ معوذات پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر دم

۲۱۹۸ فرماتے پھر ان کو اپنے چہرے اور پورے بدن پر پھیرتے۔ معوذات سے مراد قل اعوذ برب الفلق ، قل اعوذ برب الناس ہے اور جمع اس اعتبار سے ہے۔ کہ کبھی دو پر بھی جمع کا اطلاق ہوتا ہے یا یہ کہ ان دونوں سورتوں کے ساتھ سورۂ اخلاص بھی شامل کر لیتے یا یہ کہ معوذات سے مراد وہ دعائیہ کلمات ہیں جن میں شیطان ، امراض اور آفات سے تعوذ وارد ہے۔

حدیث ۲۱۹۹ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خبر دیا کہ میں نے نبی صلی اللہ

اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْغَتْ اِلَيْهِ قَبْلَ

تعالیٰ علیہ وسلم کو وصال سے پہلے یہ فرماتے ہوئے سنا اور وہ کان لگائے ہوئے

اَنْ يَّمُوْتَ وَهُوَ مُسْنِدٌ اِلٰى ظَهْرِهٖ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِىْ وَارْحَمْنِىْ

تھیں اور حضور اپنی پیٹھ میرے سہارے لگائے ہوئے تھے کہ اے اللہ مجھے بخش دے

وَاَلْحِقْنِىْ بِالرَّفِيْقِ عـه

اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملا۔

عـه ثانی کتاب الطب باب الرقی بالقرآن والمعوذات ص ۸۵۴ ، فضائل قرآن باب فضل المعوذات ص ۷۵۰ ، باب المرأۃ ترقی الرجل ص ۸۵۶ مسلم طب ،

عـه ثانی کتاب المرضی باب نہی التمنی المریض الموت ص ۸۴۷ مسلم فضائل ، ترمذی دعوات ، نسائی وفات

تشریحات ۲۱۹۹ مغفرت کی دعا اظہار عبودیت کے لئے تواضعاً تھی یا امت کی تعلیم کے لئے۔

حدیث ۲۲۰۰

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ
ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَتْ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حالت میں وفات پائی کہ حضور کا سر اقدس میری گردن کی ہنسلی
وَسَلَّمَ وَاِنَّهٗ لَبَيْنَ حَاقِنَتِيْ وَذَاقِنَتِيْ فَلَا اَكْرَهُ شِدَّةَ الْمَوْتِ
اور تھوڑی کے درمیان تھا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کی موت کی
لِاَحَدٍ اَبَدًا بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔
سختی مجھے گوارہ نہیں۔

تشریحات ۲۲۰۰ دوسری حدیثوں میں وفات کے وقت کی تفصیل یہ درج ہے کہ کبھی چادر کو منھ پر ڈالتے پھر کبھی ہٹاتے قریب ہی ایک برتن میں پانی رکھا ہوا تھا ہاتھ ڈال کر پانی لیکر چہرے پر ملتے پھر فرماتے لا الٰہ الا اللہ، بیشک موت کے لئے سکرات ہیں اے اللہ موت کے سکرات برداشت کرنے میں میری مدد فرما۔

حدیث ۲۲۰۱

اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيُّ
عبد اللہ بن کعب بن مالک انصاری نے مجھے خبر دی۔ اور کعب بن
وَكَانَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَحَدَ الثَّلَاثَةِ
مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے والوں میں ان تین
الَّذِيْنَ تِيْبَ عَلَيْهِمْ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا
میں سے ایک تھے جنھیں اللہ نے معاف فرمادیا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ خَرَجَ مِنْ
عنہما نے ان کو خبر دی کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ

عِنْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجَعِهِ الَّذِي
تعالیٰ علیہ وسلم کے مرض وصال میں حضور کے پاس سے باہر نکلے تو لوگوں نے ان سے پوچھا
تُوُفِّيَ فِيهِ فَقَالَ النَّاسُ يَا أَبَا حَسَنٍ كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ
اے ابوالحسن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیسے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ بحمد اللہ تعالیٰ اچھے
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا فَأَخَذَهُ
ہیں تو حضرت عباس بن عبد المطلب نے ان کا ہاتھ پکڑا اور کہا تم بخدا تین دن کے بعد لاٹھی
بِيَدِهِ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ لَهُ أَنْتَ وَاللّٰهِ بَعْدَ ثَلَاثٍ
کے غلام ہوگے میں بخدا دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی بیماری
عَبْدُ الْعَصَا وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَرَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
میں وصال فرمائیں گے، بیشک میں بنی عبد المطلب کے چہروں کو پہچانتا ہوں کہ موت کے وقت
وَسَلَّمَ سَوْفَ يُتَوَفّٰى مِنْ وَجَعِهِ هٰذَا إِنِّي لَأَعْرِفُ وُجُوهَ بَنِي
کیسا رہتا ہے، ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور حضور سے پوچھیں
عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عِنْدَ الْمَوْتِ اِذْهَبْ بِنَا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى
خلافت کس میں ہوگی؟ اگر ہم میں ہو تو ہم جان لیں اور اگر ہمارے غیر میں ہو تو اسے جان
اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْنَسْأَلْهُ فِيمَنْ هٰذَا الْأَمْرُ إِنْ كَانَ
لیں اور حضور ہمیں وصیت فرمادیں یہ سن کر حضرت علی نے فرمایا بخدا اگر
فِينَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ وَإِنْ كَانَ فِي غَيْرِنَا عَلِمْنَاهُ فَأَوْصٰى بِنَا فَقَالَ
ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا سوال کیا۔ اور حضور
عَلِيٌّ إِنَّا وَاللّٰهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
نے منع کر دیا تو حضور کے بعد لوگ ہم کو نہیں دیں گے واللہ ہم رسول اللہ
وَسَلَّمَ فَمَنَعَنَاهَا لَا يُعْطِينَاهَا النَّاسُ بَعْدَهُ وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا سوال نہیں کریں گے۔
أَسْأَلُهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عہ

عہ ثانی استیذان باب المعانقۃ وقول الرجل کیف اصبحت ص۹۲۷

تشریحات ۲۲۰۱ فاوصٰی بنا، یہاں حذف ہے، عبارت یہ تھی اگر ہمارے لئے ہے تو اس کی وصیت فرما دیجئے۔ چنانچہ مرسل شعبی میں یہ ہے ولا اوصٰی بنا فحفظنا من بعد، لیکن جو عبارت یہاں ہے وہ بھی بے داغ ہے مطلب یہ ہے کہ جسے بھی خلافت ہو خواہ ہمیں یا کسی اور کو اس کے مطابق ہمیں وصیت فرما دیجئے۔ یہ حدیث رافضیوں کے اس ادعائے باطل کا رد ہے جو یہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے واپسی میں غدیر خم پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے پر نص جلی فرما دی تھی، اگر یہ بات صحیح ہوتی تو حضرت علی فرما دیتے کہ اب اس کی ضرورت ہی کیا، ہمارے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نص جلی فرما دی ہے۔ ایک دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت علی نے حضرت عباس سے فرمایا، کیا ہمارے علاوہ اور بھی کوئی اس کا امیدوار ہے؟ حضرت عباس نے فرمایا میرا گمان ہے بخدا ایسا ہو گا۔ اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد ہی سے یہ بات ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کو اپنا جانشین نامزد نہیں فرمایا تھا بلکہ یہ حق امت کو دیا تھا جبھی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ لوگ ہمیں نہیں دیں گے اس سے ثابت کہ خلیفہ کے انتخاب کا حق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امت کو دیدیا تھا۔

حدیث ۲۲۰۲ اِنَّ اَبَا عَمْرٍو ذَكْوَانَ مَوْلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں بیشک اللہ کی نعمتوں

عَنْهَا اَخْبَرَهُ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا كَانَتْ تَقُوْلُ

میں سے مجھ پر یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا

اِنَّ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ عَلَيَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

میرے گھر میں اور میری باری میں اور میرے سینے اور گلے کے درمیان اور

وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ فِيْ بَيْتِيْ وَفِيْ يَوْمِيْ وَبَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ وَاَنَّ

اللہ نے میرے اور ان کے لعاب کو ان کے وصال کے وقت جمع فرمایا۔ عبدالرحمن

اللّٰهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيْقِيْ وَرِيْقِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُ

میرے پاس اندر آئے اور ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

الرَّحْمٰنِ وَبِيَدِهِ السِّوَاكُ وَاَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

علیہ وسلم مجھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے تو میں نے حضور کو دیکھا کہ مسواک کی طرف دیکھ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُهُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ وَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُحِبُّ السِّوَاكَ

دیکھ رہے ہیں۔ میں نے پہچانا کہ حضور مسواک کو پسند فرماتے ہیں میں نے پوچھا آپ

فَقُلْتُ آخُذُهُ لَكَ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ أَنْ نَعَمْ فَتَنَاوَلْتُهُ فَاشْتَدَّ

کے لیے مسواک لے لوں تو آپ نے سر سے اشارہ فرمایا کہ ہاں تو میں نے مسواک لیا اور حضور کو دیا

عَلَيْهِ وَقُلْتُ أُلَيِّنُهُ لَكَ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ أَنْ نَعَمْ فَلَيَّنْتُهُ فَأَمَرَّهُ

لیکن وہ حضور سے چبھ نہ سکی تو میں نے عرض کیا۔ آپ کے لئے نرم کردوں تو آپ نے سر سے اشارہ

وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ أَوْ عُلْبَةٌ يَشُكُّ عُمَرُ فِيهَا مَاءٌ فَجَعَلَ يُدْخِلُ

فرمایا کہ ہاں تو میں نے اس کو نرم کردیا پھر حضور نے اس کو اپنے منھ میں پھیرا حضور کے سامنے ایک

يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِنَّ

بڑا پیالہ تھا جس میں پانی تھا حضور اپنے ہاتھوں کو پانی میں ڈالتے پھر چہرہ پر ملتے فرماتے

لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَقُولُ فِي الرَّفِيقِ

لا الٰہ الا اللہ بیشک موت کے لئے سختیاں ہیں پھر حضور نے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور کہنے لگے رفیق اعلیٰ

الْأَعْلَىٰ حَتّٰى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ۔

میں یہاں تک کہ روح قبض کرلی گئی ـــــ اور حضور کا ہاتھ ڈھلک گیا۔

تشریحات ۲۲۰۲ یہ حدیث بطریق عبد الرحمٰن بن قاسم گذر چکی ہے اس پر تفصیلی گفتگو بھی ہو چکی ہے یہاں یہ ہے فَأَمَرَّهُ۔ لیکن بطریق عبد الرحمٰن جو روایت ہے اس میں یہ ہے کہ اس سے زیادہ عمدہ طریقہ سے مسواک کرتے ہوئے میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

حدیث ۲۲۰۳ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهَا

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ

قَالَتْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي وَفِي

علیہ وسلم نے میرے گھر میں میری باری کے دن میں اور میرے سینے اور تھوڑی کے درمیان

يَوْمِي وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي وَكَانَ أَحَدُنَا يُعَوِّذُهُ بِدُعَاءٍ إِذَا

وصال فرمایا ہے اور جب کوئی بیمار ہوتا تو ہم ایک دعا پڑھ کر اس پر دم

مرض فذهبت أعوذه فرفع رأسه إلى السماء وقال في الرفيق
کیا کرتے تھے تو میں نے بھی یہی کیا پھر حضور نے اپنے سر کو آسمان کی طرف
الأعلى في الرفيق الأعلى۔
اٹھایا اور کہا۔ رفیق اعلیٰ میں رفیق اعلیٰ میں۔

حدیث ۲۲۰۴ عن عائشة وابن عباس رضي الله تعالى عنهما أن
ام المومنین حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ
أبا بكر قبل النبي صلى الله عليه وسلم بعد موته عه
حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم (کی پیشانی کو وصال کے بعد بوسہ دیا)

تشریحات ۲۲۰۴ اس کی پوری تفصیل کتاب الجنائز میں گذر چکی ہے۔ ناظرین حضرات وہیں رجوع فرمائیں۔

حدیث ۲۲۰۵ وقالت عائشة لددناه في مرضه فجعل يشير إلينا
ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ہم نے حضور کی بیماری میں حضور
أن لا تلدوني فقلنا كراهية المريض للدواء فلما أفاق
کے منہ میں دوا ڈالی تو حضور ہماری طرف اشارہ فرماتے کہ میرے منھ میں دوا مت ڈالو تو ہم نے
قال ألم أنهكم أن تلدوني قلنا كراهية المريض للدواء
کہا مریض دوا کو ناپسند کرتا ہے اس لئے حضور منع فرما رہے ہیں جب حضور کو افاقہ ہوا تو فرمایا میں نے تم کو منھ میں دوا
فقال لا يبقى أحد في البيت إلا لد وأنا أنظر إلا العباس
ڈالنے سے منع نہیں فرمایا تھا تو ہم نے عرض کیا ہم نے یہ سمجھا مریض دوا کو ناپسند کرتا ہے اسلئے منع فرما رہے ہیں اب فرمایا گھر میں جتنے لوگ
فإنه لم يشهدكم عه
ہیں سب کے منھ میں دوا ڈالی جائے میری نظر کے سامنے کوئی باقی نہ رہے سوائے عباس کے اس لئے کہ وہ اس وقت موجود نہیں تھے۔

تشریحات ۲۲۰۵ یہاں امام بخاری نے تقبیل کی حدیث کو لدود والی حدیث سے الگ ذکر کیا ہے لیکن کتاب الطب میں بطریق علی بن عبد اللہ مدینی دونوں متن ساتھ ساتھ ذکر کیا ہے۔

عه ثانی الطب باب اللدود ص ۸۵۱ ۔ ترمذی شمائل، نسائی جنائز، ابن ماجہ جنائز۔
عه ثانی الطب باب اللدود ص ۸۵۱ ۔ الدیات باب القصاص بین الرجل والنساء فی الجراحات ص ۱۰۱۶ باب اذا اصاب قوم من رجل ص ۱۰۱۸

حدیث ۲۲۰۶

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرض
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَاكَرْبَ
بڑھ گیا اور غشی طاری ہونے لگی تو فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ہائے میرے ابا
أَبَاهُ فَقَالَ لَهَا لَيْسَ عَلٰى أَبِيْكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ۔ فَلَمَّا مَاتَ
کی تکلیف! تو حضور نے فرمایا آج کے بعد تمہارے ابا کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی جب حضور کا
قَالَتْ يَا أَبَتَاهُ أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا أَبَتَاهُ مَنْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ
وصال ہوگیا تو حضرت فاطمہ نے کہا اے ابا جان! رب نے آپ کو بلایا آپ
مَأْوَاهُ يَا أَبَتَاهُ إِلٰى جِبْرِيْلَ نَنْعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ
نے اس کا بلاوا قبول فرمایا، جنت الفردوس آپ کی قیامگاہ ہے۔ اے ابا! میں جبرئیل کو
يَا أَنَسُ أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْثُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
آپ کے وصال کی خبر دیتی ہوں، جب دفن کیے جا چکے تو فاطمہ زہرا نے کہا اے انس!
تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ۔ عہ
کیسے تم کو گوارہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مٹی ڈالی۔

تشریحات ۲۲۰۶

حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جن دردناک الفاظ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مفارقت پر اپنے غم کا اظہار فرمایا یہ شدت غم میں حالت اضطرار میں ان کے دہن پاک سے نکلا۔ یہ نیاحت ممنوعہ نہیں جو اپنے قصد و اختیار سے چیخ چیخ کر آواز بنا بنا کر کیا جاتا ہے جس میں جھوٹ بھی ہوتا ہے، کسی کے فوت ہونے پر حالت اضطرار میں آنسو نکل آئیں یا کچھ کلمات ایسے نکل آئیں جن سے اندرونی غم و اندوہ کا اظہار ہو یہ ممنوع نہیں بلکہ مستحب ہے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشمان مبارک سے آنسو جاری ہوگئے تھے اور یہ فرمایا تھا العین تدمع ولا نقول الا ما یحبُّ ربنا و یرضیٰ وانا بفراقک لمحزونون یا ابراھیم، آنکھ سے آنسو جاری ہے مگر ہم وہی کہتے ہیں جو ہمارے رب کو پسند ہے اور ہم تمہاری جدائی میں اے ابراہیم غمزدہ ہیں۔ اسی قبیل سے حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہ کلمات ہیں۔

عہ ابن ماجہ جنائز

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ ص ۶۴۲

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے مرض وصال میں اسامہ بن زید کو (روم کی طرف) بھیجنا۔

مرض وصال میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر لشکر بنا کر اپنے ہاتھ سے جھنڈا باندھ کر ان کو دیا اور فرمایا کہ جاؤ اور جہاں تمہارے والد شہید کئے گئے تھے وہاں جا کر اپنے والد کے خون ناحق کا بدلہ لو اور کافروں سے جہاد کرو۔ اس لشکر میں تمام مہاجرین اولین کو شریک ہونے کا حکم دیا حتی کہ حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت ابو عبیدہ بن جراح امین امت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی شریک ہونے کا حکم دیا، سنیچر کے دن حضرت اسامہ مدینہ طیبہ سے نکل کر مقام جرف پر قیام کیا تاکہ سارے مجاہدین آجائیں پھر یہاں سے کوچ کریں اتنے میں یہ اطلاع ملی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حالت بہت نازک ہے وہ رک گئے، پھر دوشنبہ کی صبح کو خدمت اقدس میں حاضر ہوئے دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کافی افاقہ ہے وہ چلے کہ آج لشکر کے ساتھ کوچ کریں کہ اچانک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حالت غیر ہو گئی، ان کی والدہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کے پاس خبر بھیجا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حال اچھا نہیں تم رک جاؤ حضرت اسامہ اور پورا لشکر کوچ کے لئے تیار تھا، حضرت اسامہ گھوڑے پر سوار ہونے ہی والے تھے کہ ان کی والدہ کا پیغام ملا وہ فوراً پلٹ پڑے اور جھنڈا لا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کاشانۂ اقدس کے دروازے پر گاڑ دیا تمام شرکا بھی واپس ہو گئے پھر حضور کا دوپہر ڈھلنے کے بعد وصال ہو گیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ منتخب ہو گئے ان کے سامنے یہ مسئلہ پیش ہوا کہ حضرت اسامہ کے لشکر کو بھیجا جائے یا نہیں اس لئے کہ مدینہ طیبہ کے اطراف و جوانب سے اطلاعات ملیں کہ اعراب مرتد ہو گئے ہیں بڑا نازک مرحلہ تھا اکثر صحابۂ کرام کی رائے یہ تھی کہ اس لشکر کو روک دیا جائے مگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس لشکر کو روانہ فرمایا ہے ابن ابی قحافہ کی مجال نہیں کہ اسے روکے اور جس جھنڈے کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باندھا ہے اس کو کھولے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اسامہ کو مع لشکر کے ان کی مہم پر بھیجا۔ اس لشکر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، حضرت صدیق اکبر کو مدینہ طیبہ میں مشورے کے لئے ضرورت تھی، اس لئے حضرت اسامہ سے اجازت لے کر ان کو روک لیا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ بلقا کے قریب تک پہونچے اور مظفر و منصور ہو کر بیس دن کے بعد واپس ہوئے اس کا فائدہ یہ ہوا کہ جب یہ لشکر مدینے سے چلا تو بہت سے مذبذبین یہ کہہ کر ارتداد سے باز رہے کہ اگر ان لوگوں کے پاس طاقت نہ ہوتی تو اتنا بڑا لشکر روم سے لڑنے کے لئے کیوں جاتا۔